قد انطبع هذا الکتاب بعون اللہ الکریم و بفضلہ العظیم العمیم

اکسیر ہدایت

ترجمہ

کیمیای سعادت

فی المطبع المعروف منشی نولکشور المملوک الی المنشی تیج کمار سلمہ الکائن باللکھنو المعمور

١٩٥٧ء



شکر و سپاس بقیاس آسمان کے تارون اور مینھ کے قطرون اور درختون کے پتون اور میدان کی ریت اور زمین و آسمان کے ذرّون کے برابر اسی خدا کیلیے ہو کہ یگانگی جسکی صفت ہے اور بزرگی۔ بڑائی۔ برتری۔ اچھائی جسکی خاصیت ہے اسکے جلال کے کمال سے کوئی بندہ آگاہ نہین اسکی معرفت کی حقیقت مین اسکے سوا کسی کو راہ نہین بلکہ اسکی حقیقت معرفت مین اپنی عاجزی کا اقرار کرنا[1] صدیقون کی معرفت کا منتہا ہے اور اسکی حمد و ثنا مین اپنی تقصیر کا مقر ہونا فرشتون اور پیغمبرون کی ثنا کی انتہا ہو اسکے جلال کی پہلی چمک مین حیران رہ جانا عقلمندونکی عقل کی غایت ہے اسکے جمال کی نزدیکی ڈھونڈھنے مین متحیر رہجانا سالکون اور مریدونکی نہایت ہے اسکی اصل معرفت کی امید توڑ دینا اپنا جی چھوڑ دینا ہو اسکی معرفت مین دعوے کمال کرنا تشبیہ و تمثیل کا خیال کرنا ہو اسکی ذات کے جمال کے ملاحظہ سے چکا چوند سب آنکھون کا حصہ ہو اسکی عجیب عجیب صنعتین دیکھنے سے معرفت ضروری سب عقلونکا ثمرہ ہے کوئی شخص ایسا نہ ہو کہ اسکی ذات کی عظمت مین سوچ کرے کہ کیونکر اور کیا ہو کوئی دل ایسا نہو کہ اسکی عجیب عجیب صنعتونسے ایک لحظہ غافل رہے کہ انکی ہستی کیا ہے اور کسکی قدرت سے برپا ہو تا کہ ضرور پہچانے کہ سب اسی کی قدرت کے آثار مین اور اسکی عظمت کے انوار ہین اور سب عجائب و غرائب اسی کی حکمت کا ہے اور سب پرتو جمال اسی حضرت کا ہو اور جو کچھ ہو اسی سے ہے اور سب اسی کے سبب سے ہے بلکہ خود سب وہی ہو کہ کسی چیز کو آپ ہستی کے سوا حقیقت مین ہستی نہین ہو بلکہ سبھونکی ہستی اسی کے نور ہستی کی پرچھائین ہے اور درود نامحدود محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر کہ وہ سب پیغمبرون کے سردار اور رہنما اور راہبر ہر ایماندار کے ہین اور اسرار ربوبیت کے امانتدار اور برگزیدہ حضرت پروردگار ہین اور انکے یارون رضی اللہ عنہم اور اہل بیت پر کہ ان مین سے ہر ایک امت کا پیشوا ہو اور شریعت کی راہ دکھانیوالا ہو اما بعد اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ خدا نے آدمی کو کھیل اور لچر باتون کیواسطے نہین پیدا کیا ہو بلکہ اسکا کام[2] اور خطر بڑا ہے اسواسطے کہ اگر وہ ازلی نہین تو ابدی بیشک ہے یعنی اگر ہمیشہ سے نہین تو ہمیشہ تک ہے اور اگرچہ اسکا بدن مٹی کا ناچیز ہے مگر اسکی روح کی حقیقت ربانی اور عزیز ہے اور اسکی اصل اگرچہ پہلے سے چرند درند شیاطین کی صفتون سے ملی ہے

[1] یہ اشارہ ہے امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کی طرف کہ اَلعَجزُ عَن دَرکِ الاِدرَاکِ اِدرَاکٌ خدا کے پہچاننے سے اپنے تئین عاجز جاننا خدا کی پہچان ہے ۱۲۔

[2] کام یہ ہے کہ ملائکہ کے مرتبہ پر پہونچے اور خطر یہ ہے کہ بہائم کے مقام مین گر پڑے ۱۲۔

اور اس میل مین بھری ہی مگر جب شفقت کی گھریا مین رکھی جاتی ہے تو اس آلائش سے پاک ہو کر درگاہ آلہی کی قربت کی قابلیت پاتی ہے اسفل السافلین سے اعلیٰ علیین تک سب نیچ اونچ اسی کا کام ہی اسفل السافلین اسکا یہ ہے کہ چرند درند شیاطین کے مقام مین گر کر خواہش اور غصہ کے پھندے مین پھنسے اور اعلیٰ علیین اسکا یہ ہے کہ ملائکہ کے درجے پر پہونچے مثلاً خواہش اور غصہ کے ہاتھ سے نجات پائے یہ دونون اسکے قیدی ہون وہ انکا بادشاہ بنجائے جب یہ مرتبہ پادشاہی اسے حاصل ہوتا ہی تب وہ جناب آلہی کی بندگی کے قابل ہوتا ہے اور یہ بندگی کی قابلیت صفت ملائکہ ہی اور آدمی کا کمال مرتبہ ہی جب حضرت آلہی کے جمال کی محبت کا مزہ اُسے حاصل ہوتا ہی تو اسکی یاد سے ایکدم صبر نہین کر سکتا اس جمال لازوال کی دید اسکی بہشت ہو جاتی ہی اور آنکھ پیٹ فرج کی شہوت کے حصہ مین جو بہشت ہے وہ اسکے نزدیک ہیچ اور زشت ہو جاتی ہی چونکہ ابتدائے پیدائش مین آدمی کی اصل ناقص اور ناچیز ہے تو اُسے نقصان سے درجہ کمال کو پہونچانا ممکن نہوگا مگر مشقت اور علاج کرنیسے جسطرح وہ کیمیا جو تانبے پیتل کو پاک صاف کر کے سونا کر دیتی ہے نہایت دشوار ہے ہر ایک اُسے نہین پہچانتا اسیطرح یہ کیمیا بھی جو آدمی کی اصل کو بہیمیت کی کثافت سے ملائکہ کی صفائی اور نفاست کو پہونچاتی ہی کہ اس صفائی کی بدولت سعادت ابدی ہاتھ آتی ہی مشکل ہی ہر ایک نہین جانتا اس کتاب کی بنیاد ڈالنے سے اسی کیمیا کے اجزا کا بیان مقصود ہی جو حقیقت مین کیمیاے سعادت ابدی ہی اسیواسطے **کیمیاے سعادت** اس کتاب کا ہمنے نام رکھا کیمیا کا نام اس کتاب سے بہت مناسب ہے اسواسطے کہ تانبے اور سونے مین زردی و بھاری پنے کے سوا اور کچھ فرق نہین اور اس کیمیا سے دنیا مین مالدار ہونے کے سوا کچھ حاصل نہین دنیا چندروزہ ہی اور دولت دنیا خود کیا ہے اور چارپایون کی عادات اور ملائکہ کی صفات مین زمین آسمان کا فرق ہی اور اس کیمیا کا ثمرہ سعادت ابدی ہی کہ اسکی مدت کی غایت نہین اور اسکی نعمتون کے اقسام کی نہایت نہین اور کسی میل کو اسکی نعمتونکی صفائی مین دخل نہین یہ کتاب حقیقت مین کیمیا ہے اسکے سوا اور کسی چیز کو کیمیا کہنا عاریت کے سوا اور کیا ہی **فصل** اے عزیز جان تو کہ جسطرح کیمیاے زر ہر ایک بڑھیا کی گرستی مین لوگ نہین پاتے بلکہ بڑے آدمیون اور پادشاہون کے خزانہ مین پاتے ہین اسیطرح کیمیاے سعادت ابدی بھی ہر جگہ نہین پاتے بلکہ خزانہ ربوبیت مین پاتے ہین اور خداوند کریم کا خزانہ آسمان مین فرشتونکی ذات ہی اور زمین مین انبیا کے قلوب جو کوئی یہ کیمیا درگاہ نبوت کے سوا اور کہین ڈھونڈھے گا راہ بھولے گا آخر کو دھوکا کھائے گا خیال خام کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا قیامت مین اسکی مفلسی ظاہر ہو جائیگی تمام خلق اسکے کھوٹے پیسے سے ماہر ہو جائے گی اس کی اُلٹی سمجھ کھلجائے گی فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ اسے ندا آئیگی ارحم الراحمین کی بڑی رحمتون سے ایک رحمت یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر صلوات اللہ علیہم دنیا مین بھیجے کہ اس کیمیا کا نسخہ خلق کو سکھائین نقد دل کو مشقت کی گھریا مین رکھنا بتائین اور یہ کہ برے اخلاق جنسے دل کثیف اور میلا ہوتا ہے دل سے کیونکر دور کرین اور اوصاف حمیدہ سے خانہ دل کسطرح معمور کرین سب کو تعلیم فرمائین اسیواسطے حق تعالیٰ نے پاکی اور بادشاہی کے ساتھ جسطرح اپنی تعریف کی اسیطرح انبیا صلوات اللہ علیہم کے بھیجنے پر بھی اپنی توصیف کی اور مخلوق پر اپنا احسان جتایا یعنی یون فرمایا يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۔ يُزَكِّيهِمْ

---

۱ نیچے سے نیچا درجہ ۱۲ ۲ اونچے سے اونچا درجہ ۱۲ ۳ خدا تعالیٰ کا خزانہ ۱۲ ۴ اب کھولدی ہم نے تجھ پر سے تیری اندھیری اب تیری نگاہ آج تیز ہے ۱۲ ۵ رحمتین خدا کی اوپر ان کے ۱۲ ۶ اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین مین وہ بادشاہ پاک ذات زبردست حکمت والا وہی ہے جس نے مبعوث کیا امیّون (ان پڑھون) مین ایک رسول انہین مین سے پڑھتا اُن کے پاس اسکی آیتین اور انکو سنوارتا اور سکھاتا کتاب اور عقلمندی اور اس سے پہلے تھے صریح بھلاوے مین ۱۲ ۷ اُمی اسکو کہتے ہین جو اپنی ماں کے زیر تربیت پرورش پائے یا منسوب طرف ام القریٰ کے یعنی مکہ کے ہو ۱۲ صحیح آسی

کے یہی معنی ہین کہ بُرے اخلاق جو جانورونکی صفت ہے رسول انسے چھڑائے اور یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ سے یہی مراد ہے کہ صفات ملائکہ کا خلعت انکو پہنائے اور اس کیمیا سے یہی غرض ہے کہ نقصان کی باتین جو نہ چاہئین انسے آدمی پاک اور مُعرّا ہو اور کمال کی جو صفتین ہین اُنسے آراستہ ہو سب کیمیا ہین بڑی کیمیا یہ ہے کہ دنیا سے منھ پھیرے اور خدا کیطرف توجہ کرے جیسا کہ پہلے رسول مقبول صلعم کو حقتعالی نے تعلیم فرمایا[1] وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً کے یہی معنی ہین کہ سب سے رشتہ تعلق توڑے اور بالکل اپنے تئین اپنے معبود کے اختیار مین چھوڑے یہ اس کیمیا کا مجمل بیان ہے اور اسکی تفصیل دراز ہے اور بے پایان لیکن چار چیزون کی معرفت اسکا عنوان ہے اور چار معاملونکا پہچاننا اسکے ارکان اور ہر رکن کی دس اصلین ہین **پہلا عنوان** یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین پہچانے **دوسرا عنوان** یہ ہے کہ حق تعالی کو پہچانے **تیسرا عنوان** یہ ہے کہ دنیا کی حقیقت پہچانے **چوتھا عنوان** یہ ہے کہ حقیقت آخرت پہچانے اور ان چار چیزون کا جاننا حقیقت مین معرفت مسلمانی کا عنوان ہے لیکن معاملے اسلام کے ارکان کے چار ہین دو ظاہر سے علاقہ رکھتے ہین اور دو باطن سے دو جو ظاہر سے علاقہ رکھتے ہین وہ یہ ہین **پہلا رکن** خدا کے احکام کا بجا لانا اسے عبادات کہتے ہین **دوسرا رکن** اپنی حرکات سکنات اور معیشت مین انکو نگاہ رکھنا اسے معاملات کہتے ہین اور دو رکن جو باطن سے علاقہ رکھتے ہین وہ یہ ہین **پہلا رکن** بُرے اخلاق مثلاً غصہ کنجوس پن ڈاہ غرور خودبینی وغیرہ سے دلکو پاک رکھنا اور انھین اخلاق کو مہلکات اور راہ دین کے عقبات[2] کہتے ہین **دوسرا رکن** اچھے اخلاق مثلاً صبر شکر محبت رجا توکل وغیرہ سے دل کو آراستہ کرنا ان اخلاق کو منجیات کہتے ہین **پہلا رکن** جسمین عبادت کا بیان ہے اسکی دس اصلین ہین **پہلی اصل** اہل سنت کے اعتقاد کے بیان مین **دوسری اصل** طلب علم کے بیان مین **تیسری اصل** طہارت کے بیان مین **چوتھی اصل** نماز کے بیان مین **پانچوین اصل** زکوۃ کے بیان مین **چھٹی اصل** روزہ کے بیان مین **ساتوین اصل** حج کے بیان مین۔ **آٹھوین اصل** تلاوت قرآن کے بیان مین **نوین اصل** ذکر اور دعاؤن اور وظیفون کے بیان مین **دسوین اصل** وظیفونکی ترتیب کے بیان مین **دوسرا رکن** معاملات کے آداب کے بیان مین اسکی بھی دس اصلین ہین **پہلی اصل** کھانا کھانیکے آداب کے بیان مین **دوسری اصل** آداب نکاح کے بیان مین **تیسری اصل** سوداگری اور پیشہ کے آداب کے بیان مین **چوتھی اصل** طلب حلال کے بیان مین **پانچوین اصل** صحبت کے آداب کے بیان مین **چھٹی اصل** گوشہ نشینی کے آداب کے بیان مین **ساتوین اصل** آداب سفر کے بیان مین **آٹھوین اصل** راگ اور حال کے آداب کے بیان مین **نوین اصل** امر معروف اور نہی منکر کے آداب کے بیان مین **دسوین اصل** رعیت پروری اور پادشاہی کے بیان مین **تیسرا رکن** مہلکات کے بیان مین ہے اسکی بھی دس اصلین ہین **پہلی اصل** ریاضت نفس کے بیان مین **دوسری اصل** پیٹ اور فرج کی شہوت کے علاج کے بیان مین **تیسری اصل** بات کی ہوس اور زبانکی آفتونکے علاج کے بیان مین **چوتھی اصل** غصہ اور کینہ اور ڈاہ کے علاج کے بیان مین **پانچوین اصل** محبت دنیا کے علاج کے بیان مین **چھٹی اصل** محبت مال کے علاج کے بیان مین **ساتوین اصل** جاہ وحشمت کے علاج کے بیان مین **آٹھوین اصل** ریا اور نفاق عبادات کے علاج کے بیان مین **نوین اصل** تکبر اور نخوت کے علاج کے بیان مین **دسوین اصل** غرور اور غفلت کے علاج کے بیان مین **چوتھا رکن** منجیات کے بیان مین ہے اسکی بھی دس اصلین ہین۔ **پہلی اصل** توبہ کے بیان مین **دوسری اصل** شکر اور صبر کے بیان مین **تیسری اصل** خوف و رجا کے بیان مین **چوتھی اصل** درویشی اور زہد کے بیان مین **پانچوین اصل** نیت اور اخلاص اور صدق کے بیان مین **چھٹی اصل** مراقبہ اور محاسبہ کے بیان مین **ساتوین اصل**

تفکّر کے بیان مین **آٹھوین اصل** توحید اور توکّل کے بیان مین **نوین اصل** محبت اور عشق الٰہی کے بیان مین **دسوین اصل** موت کو یاد کرنے اور موت کے حال کے بیان مین کیمیائے سعادت کے ارکان اور اصول کی فہرست یہی ہے ہم اس کتاب مین چار عنوان اور چالیس اصلون کی صاف صاف شرح کرینگے اور قلم کو مشکل عبارت اور باریک مضمون سے باز رکھین گے کہ یہ کتاب عام فہم ہو اسواسطے کہ اگر کسی کو تحقیق اور تدقیق کی رغبت ہو تو اسکے سوا اور عربی کتابون کا مطالعہ کرے مثلاً احیاء العلوم[1] جواہر القرآن یا اور تصانیف جو اس علم مین ہین اور اس کتاب سے فقط عوام کا سمجھانا مقصود ہے اسواسطے کہ بعض لوگون نے درخواست کی کہ یہ علم فارسی عبارت مین لکھا جائے تاکہ مطلب ہماری سمجھ مین آئے خداوند کریم اُن کی اور میری نیت کو پاک و صاف رکھے ریا اور تکلف کے میل سے شفاف رکھے اپنی رحمت کا خالص امیدوار بنائے صواب کا دروازہ مفتوح فرمائے مددگار توفیق خدائے عزّوجل رہے جو زبان پر آئے اُسی پر عمل رہے کہ جس بات پر عمل نہو وہ رائگان ہے کہنا اور عمل نہ کرنا قیامت کو موجب وبال و زیان ہے نعوذ باللّٰہ منہا[2]

آغاز کتاب مسلمانی کے عنوان کے بیان مین مسلمانی کے چار عنوان ہین

پہلا عنوان مسلمانی کا یہ پہلا عنوان ہے اسمین اپنے تئین پہچاننے کا بیان ہے

اے عزیز یہ جان اور یقین مان کہ اپنے تئین پہچاننا حق تعالی کی معرفت کی کنجی ہے اسیواسطے کہا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ[3] اور اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ یعنی اپنی نشانیان جہانین اور انکی ذاتون مین ہم انکو دکھاتے ہین تاکہ حق کی حقیقت انھین ظاہر ہو اے عزیز کل کائنات مین کوئی چیز تجھ سے زیادہ تیرے قریب نہین جو تو اپنے تئین نہ پہچانیگا تو اور کو کیا جانیگا غالباً تو کہیگا کہ اپنے تئین پہچانتے ہین تو یہ خطا کریگا کہ ایسی پہچان خدا کی معرفت کی کنجی نہین ہوسکتی کیونکہ یون تو اپنے تئین جانور بھی پہچانتے ہین جیسا تو اپنے ظاہر کا سر منھ ہاتھ پانون گوشت پہچانتا ہے اور اپنے باطن کا اتنا حال جانتا ہے کہ جب بھوکا ہوتا ہے روٹی کھاتا ہے جب غصّہ مین ہوتا ہے کسی سے بھڑتا ہے جب تجھپر شہوت ہوتی ہے نکاح کا ارادہ کرتا ہے اس بات مین سب جانور تیرے برابر ہین تجھے اپنی حقیقت ڈھونڈھنا چاہیے کہ تو کون ہے کہان سے آیا ہے کدھر جائیگا یہان کیون آیا ہے اور خدا نے تجھے کس کام کیلیے پیدا کیا ہے تیری نیکبختی کاہے مین ہے اور تیری بدبختی کس امر مین ہے اور یہ صفتین جو تجھ مین ہین انمین سے بعض چرند درند بعضے شیاطین بعضے فرشتون کی ہین انمین سے تو کون ہے تیری اصل حقیقت کیا ہے اور کون کون صفت تجھمین عاریت ہے جبتک تو یہ نجانیگا اپنی سعادت نڈھونڈھ سکیگا اورنمین سے ہر ایک کی غذا الگ الگ ہے اور سعادت جدا جدا کھانا پینا سونا موٹا اور قوی ہونا چارپایون کی غذا اور سعادت ہے اگر تو چارپایہ ہے دن رات یہی کوشش کر کہ تیرے پیٹ اور فرج کا کام بنے اور مارنا اور پھاڑ ڈالنا خونخوار درندونکی غذا اور سعادت ہے اور شر نکالنا حیلہ اور مکر کرنا شیطان کی غذا ہے اگر تو بھی انھین مین سے ہے تو انکے کام مین مشغول رہ کہ تو آرام پائے اور اپنی نیکبختی تجھے ہاتھ آئے اور خدا کا جمال دیکھنا فرشتون کی غذا اور سعادت ہے غصّہ کو اور چارپایون اور درندون کی صفتون کو اسمین دخل نہین اگر تو فرشتون کی اصل رکھتا ہے تو اپنی اصل مین کوشش کر کہ تو جناب الٰہی کو پہچانے اور اُس جمال کے مشاہدے مین راہ پائے اور اپنے تئین شہوت اور غصّہ کے ہاتھ سے چھوڑائے اور اس بات کی یہان تک تلاش کرے کہ تجھ کو یہ معلوم ہو جائے کہ خدا نے چرند درند کی صفتین تجھ مین کیون پیدا کی ہین آیا اسلیے پیدا کی ہین کہ وہ تجھے اپنا قیدی بنائین اور تجھے اپنی خدمت مین لائین اور دن رات بیگار پکڑے رہین یا اسواسطے کہ تو انکو اپنا قیدی کرے اور جو سفر کہ تجھکو پیش ہے اسمین اپنا تابع بنائے ایک کو سواری مین لائے دوسرے کو اپنا ہتھیار بنائے اور چند دن جو تو اس منزل مین ہے انکو اپنے کام مین رکھے کہ انکی مدد سے سعادت کا بیج تیرے ہاتھ لگے تب تو انھین اپنے پانون دبائے اور اپنی

[1] یہ کتابین امام والامقام کی تصنیف ہین ۱۲ [2] ہم خدا کی پناہ مانگتے ہین اس سے ۱۲ [3] جس نے پہچانا اپنے نفس کو بیشک پہچانا اپنے رب کو ۱۲ ۔

سعادت کے مقام کیطرف متوجہ ہو جائے خاص لوگ اس مقام کو جناب الٰہیت کہتے ہین اور عوام جنّت کہتے ہین اور یہ سب باتین تجھے جاننا ہین کہ
کچھ اپنی معرفت تجھے حاصل ہو اور جس نے یہی نہ جانا دین سے نجالت اُسکا حصہ رہا اور دین کی حقیقت سے اُسے پردہ رہا **فصل** اے عزیز اگر تجھے اپنے تئین
جاننا منظور ہی تو یہ بات جاننا ضرور ہی کہ خدا نے تجھکو دو چیزون سے پیدا کیا ہی ایک ظاہری ڈھانچا جسے بدن کہتے ہین اور جسکو ظاہر آنکھ سے دیکھ سکتے
ہین دوسرے باطنی معنی ہین کہ اسکو نفس اور دل اور جان کہتے ہین اور اُسے فقط باطن کی آنکھ سے پہچان سکتے ہین ظاہر کی آنکھ سے نہین دیکھ سکتے
اور یہی باطنی معنی تیری حقیقت ہے اور اس معنی کے سوا اور جو چیزین ہین وہ اسکی تابع اور لشکر اور خدمتگار ہین اور ہم اس حقیقت کو دل کہتے ہین ہم جب
دلکی بات کہینگے تو اے عزیز جان تو کہ دل سے یہی حقیقت انسان مراد لینگے اور اس حقیقت کو کبھی روح کہتے ہین کبھی نفس اور دل سے وہ گوشت کا
لوتھڑا مقصود نہین ہی جو سینہ مین بائین طرف موجود ہی اسکی حقیقت کیا ہی کہ جانورون اور مُردون کے بھی وہ ہوتا ہے اور اس دلکو جو حقیقت انسان ہی ظاہری آنکھ سے
نہین دیکھ سکتے جو چیز ظاہری آنکھ سے دکھائی دے وہ اس عالم سے ہی جسے عالم شہادت کہتے ہین اور اس دل کی حقیقت اس عالم سے نہین ہی ہان اس عالم
مین مسافرانہ آیا ہی وہ ظاہری گوشت کا لوتھڑا اس دل کی سواری اور ہتھیار اور بدن کے سب عضو اسکا لشکر ہے وہ تمام بدن کا پادشاہ اور افسر
ہے خدا کی معرفت اور اُسکے جمال بیمثال کا مشاہدہ اُسی دل کی صفت ہی اور اسی پر تکلیف عبادت ہے اُسی سے خطاب ہے اُسی پر ثواب و عذاب
ہے اصلی سعادت اور شقاوت اسی کے لیے ہی ان سب باتون مین بدن اُسکا تابع ہی اسکی حقیقت اور صفتون کا پہچاننا خدای تعالیٰ کی معرفت
کی کنجی ہے اے عزیز ایسی کوشش کر کہ تو اسکو پہچانے کہ وہ ایک عمدہ گوہر ہے اور گوہر ملائکہ کی جنس سے ہی درگاہ الوہیت اسکا اصلی معدن ہی وہین سے
وہ آیا ہے وہین پھر جائے گا یہان مسافرانہ آیا ہی تجارت اور زراعت کے لیے تشریف لایا ہے تجارت اور زراعت کے معنی آگے بیان ہونگے
وہان انشاء اللہ تعالیٰ بخوبی عیان ہونگے **فصل** اے عزیز یہ سمجھ لے کہ جبتک تو دل کی ہستی کو نہ جانیگا اُسکی حقیقت کو کیا پہچانے گا پہلے ہستی
پہچان پھر حقیقت جان بعدہ دل کا لشکر معلوم کر کہ کیا ہی پھر یہ سمجھ کہ دل کو اُس لشکر سے کیا علاقہ ہے پھر اُسکی صفت پہچان کہ حق تعالےٰ کی معرفت اسے
کیونکر حاصل ہوتی ہے اور معرفت سے اپنی سعادت کو کسطرح پہونچتا ہی انمین سے ہر ایک کا بیان آئیگا لیکن دلکی ہستی تو ظاہر ہی کہ اپنی ہستی مین آدمی
کو کچھ شک نہین اور اسکی ہستی اسکے ظاہری ڈھانچے سے نہین اسواسطے کہ یہ بدن مردہ کے مانند ہی اور جان نہین اور دل سے ہمارا مقصود روح کی حقیقت
ہی روح جب نہ رہی بدن مُردا ہی اگر کوئی اپنی آنکھ بند کرے اور اپنے خاکے اور دنیا و مافیہا کو جسے آنکھ سے دیکھ سکتے ہین بھلائے تو اپنی ہستی کو ضرور
پہچان لے اور گو کہ اپنے کالبد اور دنیا و مافیہا سے بیخبر ہو لیکن اپنے تئین جان لے اور اگر کوئی اس امر مین خوب غور کرے تو کچھ آخرت
کی بھی حقیقت پہچان لے اور یہ جان لے کہ جب اسکا کالبد چھین لین گے تو اس کا قائم رہنا اور رفانہ ہونا روا ہے **فصل** دل کیا ہے
اور کیا خاص صفت دل کی ہے اُس کے بیان کرنے کی شریعت نے اجازت نہین دی ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے شرح
نہین فرمائی اور حق تعالےٰ کی جناب سے یہ آیت آئی وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي روح اللہ کے کامون اور عالم امر سے
ہے اس سے زیادہ کہنے کی اجازت نہ ہوئی أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ عالم خلق جدا ہے اور عالم امر جدا جس چیز مین ناپ اور مقدار اور کمیت
راہ پائے اُسے عالم خلق کہتے ہین اسواسطے کہ لغت مین خلق کے معنی اندازہ کرنیکے ہین اور آدمی کے دل کے لیے اندازہ نہین اسیواسطے

---

[1] اگرچاہا خدائے برتر نے ۱۲ [2] تجھ سے پوچھتے ہین روح کے متعلق کہہ تو کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے ۱۲ [3] آگاہ ہو اُسی کا کام ہے بنانا اور حکم فرمانا ۱۲۔

تقسیم نہین قبول کرتا ہی اگر تقسیم کے قابل ہوتا تو اُس مین ایک طرف کسی چیز کا جہل اور دوسری طرف اُسی چیز کا علم ہونا درست ہوتا اور ایک ہی وقت وہ اسکا عالم بھی ہوتا اور جاہل بھی اور یہ باتین محال ہین اور روح باوجودیکہ قابل قسمت نہین اور مقدار کو اس مین مداخلت نہین مگر مخلوق ہے اور پیدا کی گئی ہی اور جیسا کہ خلق اندازہ کرنے کو کہتے ہین ویسا ہی پیدا کرنے کو بھی کہتے ہین تو اس معنی پر روح عالم خلق سے ہے اور دوسرے معنی کے لحاظ سے عالم امر سے ہی عالم خلق سے نہین اسواسطے کہ عالم امر اُن چیزون سے عبارت ہے جنمین ناپ اور اندازہ کو دخل نہ ہو جو لوگ روح کو قدیم سمجھے غلط سمجھے اور جنھون نے روح کو عرض کہا غلط کہا کیونکہ عرض خود قائم نہین دوسرے کا تابع ہوتا ہے اور جان آدمی کی اصل ہے اور بدن اُسکا تابع ہی تو روح عرض کیونکر ہوئی اور جنھون نے روح کو جسم کہا ہی اُنکو بھی دھوکا ہوا ہے کیونکہ جسم ٹکڑے ہو سکتا ہے اور روح ٹکڑے نہین ہو سکتی ایک چیز اور ہی اُسکو بھی روح کہتے ہین وہ ٹکڑے بھی ہو سکتی ہے اور جانورون کے بھی ہوتی ہے لیکن جس روح کو ہم دل کہتے ہین وہ خدا تعالےٰ کی معرفت کا محل ہی جانورون کیواسطے وہ روح نہین ہوتی وہ نہ جسم ہی نہ عرض بلکہ فرشتون کے گوہر کی جنس سے ایک جوہر ہے اسکی حقیقت کا جاننا دشوار ہے اور اسکی تفصیل کرنے کی اجازت نہین اور دین کی راہ چلنے مین پہلے اسکے پہچاننے کی ضرورت نہین اسواسطے کہ پہلے دین کی راہ مین محنت اور ریاضت چاہیے جب کوئی شخص کما حقہ ریاضت کریگا یہ پہچان اُسے خود بخود حاصل ہو جائیگی اور یہ معرفت منجملہ اس ہدایت کے ہی جو اس آیت مین حق تعالےٰ نے فرمائی ہے وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِيۡنَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا[1] اور جس نے پوری ریاضت نہین کی اس سے روح کی حقیقت کہنا درست نہین لیکن مجاہدہ اور ریاضت سے پہلے دل کے لشکر کو جاننا چاہیے جو لشکر نہ جانے گا جہاد کیا کرے گا

فصل

اے عزیز اسبات کو جان کہ بدن دل کی مملکت ہے اور اس مملکت مین دل کے مختلف لشکر ہین وَمَا يَعۡلَمُ جُنُوۡدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ[2] اسی سے عبارت ہے اور آخرت کے لیے دل کو پیدا کیا ہی اور سعادت ڈھونڈھنا اسکا کام ہی اور اسکی سعادت خدا تعالیٰ کی معرفت پر موقوف ہے اور صانع کی معرفت مصنوعات سے اسکو حاصل ہوتی ہی اور یہ عالم حس سے ہی اور عجائبات عالم کی معرفت ظاہر و باطن کے حواس سے اُسے حاصل ہوتی ہی اور حواس کو بدن کے ساتھ ثبات ہی معرفت دل کا شکار ہی اور حواس پھندا بدن سواری اور پھندے کا اُٹھانیوالا اسواسطے دل کو کالبد درکار ہوا اور کالبد پانی مٹی گرمی تری سے ملکر بنا اسوجہ سے کم طاقت ہی اور باطن مین بھوک ظاہر مین آگ پانی دشمن درندون کے سبب سے اسکے لیے خطرۂ ہلاکت ہی اسیوجہ سے کھانے پینے کی اسکو حاجت ہوئی اور دو لشکرون کی اُسے ضرورت ہوئی ایک ظاہری لشکر ہے جیسے ہاتھ پانٔون منھ دانت معدہ دوسرا باطنی لشکر ہے جیسے بھوک پیاس اور ظاہری دشمن سے بچنے مین بھی اسکو دو لشکر کی حاجت ہوئی ہاتھ پاؤن ہتھیار تو ظاہری ایک لشکر ہے اور غصہ خواہش باطنی لشکر ہے اور بے دیکھے چیز مانگنا بے دیکھا دشمن ہانکنا ممکن نہ تھا تو حواس ظاہری اور باطنی کی ضرورت ہوئی دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے چھونے کی قوتین ظاہری پانچ حواس ہین اور خیال تفکر حفظ توہم تذکر کی قوتین دماغ مین باطنی پانچ حواس ہین ہر ایک قوت کیواسطے کام خاص ہین ایک قوت مین خلل پڑنے سے آدمی کے دین دنیا کے کام مین خلل آتا ہے یہ سب ظاہری باطنی لشکر دل کے اختیار مین ہین اور دل سب کا بادشاہ ہے زبان ہاتھ پانٔون آنکھ قوت تفکر سب دل کے حکم سے کام کرتے ہین اور سبکو خدا نے خوشی سے دل کا تابع بنایا ہے تاکہ بدن کی حفاظت کرین کہ دل اپنا توشہ لے اور اپنا شکار پکڑے اور آخرت کی سوداگری پوری کرے اور اپنی سعادت کا

[1] اور جنھون نے محنت کی ہمارے واسطے تو ہم سجھائین گے ان کو اپنی راہین ۱۲ [2] اور کوئی نہین جانتا تیرے پروردگار کے لشکرون کو مگر وہی ۱۲

بیچ ٹھہرائے اور یہ لشکر دل کی ایسی اطاعت کرتے ہین جیسے فرشتے خدا تعالیٰ کی اطاعت خوشی سے کرتے ہین اور حکم الٰہی کے خلاف کوئی کام نہین کرتے **فصل** دل کے لشکر کی تفصیل طویل ہی اے عزیز تجھے اصل مطلب ایک مثال مین معلوم ہو جائیگا یہ تمثیل ہی کہ بدن گویا ایک شہر ہے اور ہاتھ پاؤن پیشہ ور خواہش اس شہر کی عامل غصہ کوتوال دل پادشاہ عقل وزیر ہی بادشاہ کو مملکت کے انتظام کیواسطے ان سبکی احتیاج ہی لیکن خواہش جو گویا عامل ہی جھوٹی اور زیادتی کرنیوالی ہی جو وزیر عقل کہتا ہے اسکے خلاف ہی کہتی ہی اور ہمیشہ یہی چاہتی ہی کہ سلطنت مین جتنا مال ہی سب خراج کے بہانے لے لے اور غصہ جو گویا کوتوال ہی سخت شریر تند خو اور تیز ہے مار ڈالنا زخمی کرنا اسے اچھا معلوم ہوتا ہی جسطرح شہر کا بادشاہ سب باتون مین اپنے وزیر سے شورہ کرتا ہی اور جھوٹے طمع دار عامل کا کان مڑوڑے رکھتا ہی وزیر کے برخلاف اسکا کہا نہین مانتا ہی کوتوال کو اسپر متعین کرتا ہے کہ اسکو زیادتی سے باز رکھے اور کوتوال کو بھی دباؤ مین رکھتا ہے کہ قدم حد سے نہ بڑھائے اور ان باتون سے اُس بادشاہ کی سلطنت مین انتظام رہتا ہی اسیطرح پادشاہ دل بھی اگر وزیر عقل کے مشورے سے کام کرے خواہش اور غصّہ کو رام کرکے عقل کا محکوم کردے اور عقل کو انکا محکوم نہ بنائے تو بدن کی سلطنت کا انتظام درست رہے اور سعادت کی راہ چلکر حضرت الٰہیت مین بے روک ٹوک پہونچ جاوے اور اگر عقل کو غصہ اور خواہش نے قید کیا ملک تن خاک سیاہ ہوا پادشاہ دل بدبخت ہلاک تباہ ہوا **فصل** اے عزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے تو نے یہ جان لیا ہی کہ خواہش اور غصّہ کو کھانے پینے اور بدن کی حفاظت کرنے کیواسطے خدا نے پیدا کیا ہی تو یہ دونون بدن کے خدمتگار ہین اور کھانا پانی بدن کا چارہ ہی اور بدن کو حواس کا بوجھ اُٹھانے کے واسطے پیدا کیا ہی تو بدن حواس کا خادم ہی اور حواس کو عقل کی جاسوسی کیواسطے پیدا کیا ہی کہ انکی بدولت خدا کی عجیب عجیب صنعتین پہچانے تو حواس عقل کے خادم ہین اور عقل کو دل کے واسطے پیدا کیا ہی کہ دل کی شمع و چراغ بنے اور اسکی روشنی مین درگاہ الٰہی دل کو نظر آئے کہ یہی دید دل کی بہشت ہے تو عقل دل کی خادمہ ہی اور دل کو جمال الٰہی کے نظارے کیواسطے پیدا کیا ہی جب دل اس نظارہ مین مشغول ہوا بندہ خدا کی درگاہ کا خادم بنا اور حق تعالیٰ نے جو فرمایا ہی وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ[1] اسکے یہی معنی ہین اور دلکو پیدا کرکے اُسے ملک اور لشکر اور سواری بدن اسیواسطے دی ہی کہ عالم خاک سے اعلیٰ علیین کی سیر کرے اگر کوئی اس نعمت کا حق ادا کرنا اور بندگی کی شرط بجالانا چاہے تو چاہیے کہ پادشاہ کیطرح سلطنت کی مسند پر بیٹھے اور خدا کی درگاہ کو اپنا مقصود اور قبلہ بنائے اور آخرت کو اپنا وطن اور ٹھہرنے کی جگہ ٹھہرائے اور دنیا کو منزل بدن کو سواری ہاتھ پاؤن کو خدمتگار عقل کو وزیر خواہش کو مال کا نگہبان غصّہ کو کوتوال حواس کو جاسوس بنا کر ہر ایک کو ایک ایک کام پر مقرر کرے کہ وہانکی خبر لائین اور قوت خیال جو دماغ مین اگلی طرف ہی اسے اخبار کے ہرکارون کا افسر بنائے تاکہ جاسوس سب پرچہ اخبار اُسکے پاس لائین اور قوت حافظہ جو دماغ مین پچھلی طرف ہے اسکو اخبار کا محافظ دفتر کرے کہ اخبار کے پرچے اس افسر سے لیکر حفاظت سے رکھے اور وقت پر وزیر عقل سے عرض کرے اور وزیر ان سب چیزون کے موافق جو ملک سے اُسے پہونچتی ہین ملک کا انتظام اور پادشاہ کے سفر کی تدبیر کرتا رہے وزیر عقل بھی اگر دیکھے کہ لشکر مین سے کوئی مثلاً خواہش غصّہ وغیرہ پادشاہ سے پھر گیا اور اطاعت سے باہر ہو گیا اور راہزنی کیا چاہتا ہی تو اسکی تدبیر کرے اور جہاد کیطرف متوجہ ہو کہ وہ پھر راہ پر آجائے اور اُس کے مار ڈالنے کا ارادہ نہ کرے کیونکہ سلطنت بغیر انکے درست نہ رہیگی بلکہ ایسی تدبیر کرے کہ انکو اپنے قابو مین لائے کہ جو سفر آنے والا ہی اُسمین وہ یار اور مددگار رہین دشمن نہو جائین رفاقت کرین چوری ڈکیتی عمل مین نہ لائین جب ایسا کیا تو سعید ہوا اور نعمت کا حق ادا کیا اور اس خدمت کے عوض مین سرفرازی کا خلعت

[1] اور مین نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو ۱۲—

وقت پر پائے گا اور اگر اسکے خلاف عمل مین لایا تو اور باغی ڈکیتون دشمنون سے ملگیا تو نمکحرام اور شقی ہوگیا اور اس بداعمالی کی سخت سزا پائیگا۔

فصل اے عزیز جان تو کہ آدمی کو ہر ایک لشکر کے ساتھ جو اُسکے باطن مین ہین ایک علاقہ ہی اور ہر لشکر کے سبب سے آدمی مین ایک صفت اور خلق پیدا ہی اُن مین سے بعضے اخلاق بُرے ہین کہ آدمی کو تباہ اور غارت کرتے ہین اور بعضے اچھے ہین کہ آدمی کو درجۂ سعادت پر پہونچا کر عالی مرتبت کرتے ہین وہ اخلاق سب تو اگرچہ بہت ہین لیکن چار قسم کے ہین چار پایون کے اخلاق درندون کے اخلاق شیطانون کے اخلاق ملائکہ کے اخلاق چونکہ آدمی مین لالچ اور خواہش ہے اسوجہ سے چار پایون کے کام کرتا ہے مثلاً کھانے اور جماع کرنے پر مرتا ہے اور چونکہ آدمی مین غصہ ہی اس سبب سے کُتے شیر بھیڑیے کا کام کرتا ہی مثلاً مارنے مار ڈالنے لوگون سے گالی گلوج ہاتھا پائی کرنے پر شیر ہوتا ہے اور حیلہ مکر کرنا لوگون مین فساد ڈالنا چونکہ آدمی مین موجود ہی اسوجہ سے شیاطین کے کام کرتا ہی اور چونکہ آدمی مین عقل ہی اس باعث سے فرشتون کے کام کرتا ہی مثلاً علم کو دوست رکھنا بُرے کامون سے پرہیز کرنا لوگونکی اچھائی چاہنا ذلیل کامون سے بچکر عزت دار رہنا ہر کام مین حق پہچانکر خوش ہونا جہل اور نادانی کو عیب جاننا اور فی الحقیقت آدمی کی سرشت مین چار چیزین ہین کتاپن سورپن شیطان پن فرشتہ پن کیونکہ کتا اپنی صورت ہاتھ پاؤن کھال کیوجہ سے کچھ بُرا نہین بلکہ اپنی عادات کے سبب سے بُرا ہی کہ آدمیون سے بھڑ جاتا ہی اور سُور بھی اپنی صورت کے سبب سے کچھ بُرا نہین بلکہ اسوجہ سے بُرا ہے کہ ناپاک اور بُری چیزون کی طمع رکھتا ہے اور کُتے اور سُور کی روح کی یہی حقیقت ہے اور آدمی مین بھی یہ باتین موجود ہین اسیطرح شیطان پن اور فرشتہ پن کے یہی معنی ہین اور آدمی سے فرمایا ہی کہ عقل کا نور جو فرشتون کے انوار اور آثار سے ہی اور اُسکی بدولت شیطان کے مکر اور حیلے معلوم کرے تاکہ رسوا نہو اور شیطان اُس سے مکر نہ کر سکے جیساکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آدمی کے واسطے ایک شیطان ہے اور میرے واسطے بھی ہی لیکن خدا نے مجھکو اُسپر فتح دی اور وہ میرا مغلوب ہوگیا اور مجھے بُرائی کا حکم نہین دے سکتا اور آدمی کو یہ بھی حکم ہے کہ لالچ اور خواہش کے سُور اور غصہ کے کتے کو ادب مین رکھے اور عقل کو زبردست کرے کہ اسکے حکم سے اُٹھین بیٹھین جو آدمی ایسا کرے گا اُس کو اچھے اخلاق جو اُسکی سعادت کے تخم ہون حاصل ہونگے اور اگر اسکے خلاف کریگا اور خود انکا خدمتگار ہوجائیگا تو بُرے اخلاق جو اُس کی بدبختی کے بیج ہون اس سے ظاہر ہونگے اور اگر خواب یا بیداری مین اسکے حال کی تمثیل اسکو دکھائین تو اپنے تئین دیکھے گا کہ ایک سُور یا کتے یا شیطان کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہی اگر کوئی کسی مسلمان کو کسی کافر کے قبضۂ قدرت مین دیدے تو کافر اس مسلمان کا جو حال کریگا وہ ظاہر ہی اور اگر فرشتے کو کتے اور سُور اور شیطان کے قبضہ مین دیدے تو اُس فرشتے کا حال اُس مسلمان سے بھی بدتر ہوگا اگر لوگ انصاف کرین اور سوچین تو دن رات اپنے نفس کی خواہش کے تابع ہین اور حقیقت مین انکا حال یہ ہی کہ ظاہر مین گو کہ آدمی کے مشابہ ہین لیکن قیامت کو یہ بھید کھلیگا اور اُنکا ظاہر بھی باطن کی صورت پر ہوگا جنپر خواہش اور لالچ غالب ہے لوگ انکی سُور کی ایسی صورت دیکھینگے اور جنپر غصہ غالب ہے انکی بھیڑیے یا کتے کی ایسی صورت ہوجائیگی اسیواسطے ہی کہ اگر کسی نے بھیڑیے کو خواب مین دیکھا تو مرد ظالم اسکی تعبیر ہے اور اگر کسی نے سُور کو خواب مین دیکھا تو نجس آدمی اُسکی تعبیر ہے کیونکہ نیند موت کا نمونہ ہی نیند کے سبب اس عالم سے جو آنباد و رہوا صورت سیرت کے تابع ہوئی ہر شخص کو ویسا ہی دیکھا جیسا اسکا باطن ہی یہ بڑے بھید کی بات ہے یہ کتاب اسکی تفصیل کی متحمل نہین

فصل اے عزیز جب معلوم ہوا کہ باطن مین یہ حکم دینے والے ہین تو اپنے حرکات سکنات کو دیکھ کہ چارون مین سے توکسکی اطاعت مین ہی اور یقین جان کہ تو جو حرکت کریگا اُس سے دل مین ایک صفت پیدا ہو کر رہے گی

اور اُس جہان مین تیری مصاحب ہوگی ان صفات کو اخلاق کہتے ہین اور سب اخلاق ان چارون حکم کرنیوالون سے پیدا ہوتے ہین یعنی اگر خواہش کے سُور کا تو مطیع ہی تو پلیدی بیحیائی لالچ خوشامد خسّت دوسرے کی بُرائی پر خوش ہونا یہ صفتین پیدا ہوتی ہین اگر اس سُور کو تو دبائے رکھیگا تو قناعت حیا شرم دانائی پارسائی بےطمعی غریبی کی صفت ظاہر ہوگی اگر غضب کے کتّے کی تو اطاعت کریگا نڈر ہونا ناپاکی بڑا بول بولنا غرور تکبر اپنی بڑائی چاہنا افسوس عٙ۳ کرنا دوسرے کو کم جاننا اور ذلیل سمجھنا لوگون سے بھڑنا یہ باتین پیدا ہونگی اگر اس کتّے کو ادب مین رکھیگا تو صبر بردباری درگذر استقلال بہادری سکوت عزت بزرگی یہ اوصاف پیدا ہونگے اور اگر تو شیطان کی تو اطاعت کریگا جسکا کام اس سُور اور کتّے کو ورغلان کر دلیر کرنا اور مکر سکھانا ہی تو دھوکا دینا خیانت کرنا جعلسازی کپٹ رکھنا مکر یہ امر پیدا ہونگے اگر تو اُسکو زیر کرکے اسکے فریب مین نہ آئیگا اور عقل کے لشکر کی مدد کریگا تو دانائی معرفت علم حکمت صلاحیت حسن خلق بزرگی ریاست کی صفتین پیدا ہونگی اور یہ اوصاف جو تیرے ساتھ رہین گے تیری نیک یادگار ہونگے اور تیری سعادت کا تخم ہوجائینگے اور جن کامون سے بُرے اخلاق پیدا ہوتے ہین اُنھین گناہ کہتے ہین اور جن کامون سے اچھے اخلاق پیدا ہوتے ہین انھین عبادت کہتے ہین آدمی کے حرکات سکنات ان دو حال سے جنکا ذکر ہوا خالی نہین دل گویا روشن آئینہ ہی اور بُرے اخلاق دھوان اور ظلمات ہین جب دل تک پہونچتے ہین اُسے اندھا کردیتے ہین کہ قیامت کے دن جناب الٰہی کی دید سے محروم رہے اور نیک اخلاق گویا نور ہین کہ دل مین پہونچکر اُسے سیاہی اور گناہون سے صاف کردیتے ہین اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَتبِعِ السَّیِّئَۃَ الحَسَنَۃَ تَمحُھَا یعنی ہر بُرائی کے بعد بھلائی کر کہ بھلائی بُرائی کو مٹادیتی ہی اور قیامت مین آدمی کا دل جو آئیگا یا روشن ہوگا یا تاریک فَلَا یَنجُوا اِلَّا مَن اَتَی اللہَ بِقَلبٍ سَلِیمٍ[ا] اور آدمی کا دل ابتدائے خلقت مین لوہے کا سا ہی جس سے روشن آئینہ بنتا ہی کہ تمام عالم اس مین دکھائی دیتا ہے بشرطیکہ اُسے خوب حفاظت سے رکھین نہین تو ایسا زنگ لگ جاتا ہے کہ اُس سے آئینہ نہ بن سکے حقتعالیٰ نے فرمایا ہے کَلَّا بَل رَانَ[۲] عَلٰی قُلُوبِھِم مَا کَانُوا یَکسِبُونَ ۝ **فصل** اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ آدمی مین چونکہ درندون چارپایون شیطانون کی صفتین ہین تو ہم کیونکر جانین کہ فرشتہ پن اسکی اصل ہے اور یہ صفتین عارضی اور عاریت ہین اور کسطرح معلوم ہو کہ آدمی فرشتون کے اخلاق حاصل کرنے کو پیدا ہوا ہے اور صفتون کیواسطے نہین پیدا ہوا تو سُن تاکہ تجھکو معلوم ہوجائے کہ آدمی چارپایون اور درندون سے اشرف اور کامل تر ہے اور خدا نے ہر چیز کو کمال دیا ہی وہی اُسکا نہایت درجہ ہے اور اسیواسطے اُسے پیدا کیا ہی اسکی مثل یہ ہی کہ گھوڑا گدھے سے عزت دار ہی کیونکہ اسے بوجھ اُٹھانے کیواسطے پیدا کیا اور اسے لڑائی اور جہاد مین دوڑانے کیواسطے تاکہ سوار کی ران کے نیچے جیسا چاہے دوڑے حالانکہ اسکو گدھے کی طرح بوجھ اُٹھانے کی قوت بھی ہی اور کمال گدھے سے زیادہ ملا ہے اگر وہ اپنے کمال سے عاجز ہو تو اُسے لدو بنائین گے اور اسکو گدھے کا مرتبہ ملیگا اسمین اُسی کی خرابی اور نقصان ہی اسیطرح بعضے لوگ یہ سمجھ کر کہ آدمی کو کھانے پینے سونے جماع کرنے کے لیے پیدا کیا ہی اپنی تمام عمر اسی مین گنواتے ہین اور بعضے جانتے ہین کہ آدمی کو اور چیزون کے زیر کرنے کے واسطے پیدا کیا ہے جیسے غضب ترک کرو یہ دونون خیال غلط ہین اسواسطے کہ کھانا پینا جماع کرنا خواہش سے ہوتا ہے اور خواہش جانورون کو بھی ہوتی ہے بلکہ اونٹ کا کھانا اور گرگریا کا جماع آدمی کے کھانے اور جماع سے زیادہ ہے تو آدمی انسے کیون بزرگ ہے اور دوسرے کو

ا؎ کوئی نجات نہ پائیگا مگر وہ شخص جو خدا کے سامنے ایسا دل لایا ہوگا جو گناہون سے سلامت ہی ۱۲ ۲؎ کوئی نہین بلکہ زنگ پکڑ گیا انکے دلون مین وہ جو کچھ کماتے تھے ۱۲ ۳؎ افسوس یعنی طنز و بازی یا تمسخر ظلم کرنا ۱۲

مغلوب کرنا غصّہ کے سبب سے ہوتا ہی اور غصّہ درندون کو بھی ہی جو کچھ چرند درند وغیرہ کو ملا وہ آدمی کو بھی ملا ہے بلکہ اسکے سوا آدمی کو کمال بھی عنایت ہوا ہے وہ کمال عقل ہے کہ اُسکے سبب سے آدمی خدا کو پہچانتا اور اسکی عجیب عجیب صنعتین جانتا ہی اور اُسی عقل کی وجہ سے آدمی اپنے تئین خواہش اور غصّہ کے ہاتھ سے چھوڑاتا ہے اور یہی فرشتون کی صفت ہے اور اسی کے سبب سے آدمی درند چرند سب پر غالب ہے اور وہ سب بلکہ جو کچھ زمین پر ہے آدمی کے مطیع ہین جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا[1] آدمی کی حقیقت وہی ہے جس سے اسکا کمال ہے اور اور صفتین عارضی اور عاریت ہین اور آدمی کے کمال کیواسطے پیدا ہوئی ہین اسی سے جب آدمی مرجاتا ہی نہ خواہش رہتی ہی نہ غصّہ یا ایک جوہر رہتا ہی جو فرشتون کیطرح خدا کی معرفت سے آراستہ ہے اور خواہ نخواہ وہی آدمی کا رفیق ہوتا ہی اور یہی جوہر فرشتونکا بھی رفیق ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ خدا کی درگاہ مین رہتے ہین فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ[2] یا آدمی کے ساتھ ایک چیز اوندھی تاریک رہتی ہے تاریک اس سبب سے ہوتی ہے کہ گناہ کی وجہ سے اسمین زنگ لگا ہے اور اوندھی اسوجہ سے ہوتی ہے کہ غصّہ غضب کے سبب سے اسے آرام ملتا تھا غصّہ غضب تو یہان چھوٹا تو اسکے دل کا منھ اسیطرف رہیگا اسواسطے کہ اسکی خواہش اور مقصد تو یہان ہے اور یہ جہان اُس جہان کے نیچے ہے اب وہ جہان ہی تو اسکا سر نیچے ہوگا وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ[3] کے یہی معنی ہین اور جو ایسا ہوگا شیطان کے ساتھ سجّین مین جائیگا اور سجّین کے معنی ہر ایک کو نہین معلوم اسیواسطے حق تعالیٰ نے فرمایا وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ[4]

فصل دل کے عالمون کے عجائبات کی انتہا نہین اور دل کی بزرگی اسی سے ہے کہ سب سے نرالا ہی بہت لوگ اس سے غافل ہین دلکی بزرگی دو وجہ سے ہی ایک تو علم کیوجہ سے دوسرے قدرت کے سبب سے علم کیوجہ سے بزرگی کی دو قسمین ہین ایک کو تمام خلق جان سکتی ہی دوسری نہایت پوشیدہ اور عمدہ ہی اُسے کوئی نہین پہچان سکتا وہ بزرگی جو ظاہر ہے تمام علمون اور صنعتون کی معرفت کی قوت ہے اور اسی قوت کیوجہ سے دل تمام صنعتین پہچانتا ہی اور جو کچھ کتابون مین ہی اُسے پڑھتا اور جانتا ہی جیسے ہندسہ حساب طب نجوم علم شریعت اور باوصف اسکے کہ دل ایسی ایک چیز ہے کہ ٹکڑے نہین ہو سکتا اگر سب علم اسمین سما جاتے ہین بلکہ اسمین تمام عالم ایسا ہی کہ گویا صحرا مین ذرّہ ہی اور لحظہ بھر مین زمین سے آسمان تک مشرق سے مغرب تک دل اپنی فکر اور حرکت سے جاتا ہی باوجودیکہ زمین پر ہی تمام آسمان ناپتا ہے اور سب ستارونکو ناپ کر جانتا ہی کہ اتنے اتنے گز کے فرق پر ہین اور مچھلی کو دریا کی تہ سے حیلہ سے باہر نکالتا ہے اور پرند کو ہوا سے زمین پر ڈالتا ہی اور زورآور جانور جیسے اونٹ ہاتھی گھوڑا ان کو اپنا تابع کر لیتا ہی اور عالم مین جو عجیب عجیب علم ہین وہ اسکا پیشہ ہی اور یہ سب اُسی پانچ حواس سے حاصل ہوتے ہین اور اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب حواس کو دل کیطرف راہ ہی اور بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ جیسے عالم محسوسات یعنی عالم جسمانی کیطرف پانچون حواس دل کے پانچ دروازے ہین اُسی طرح عالم ملکوت یعنی عالم روحانی کیطرف بھی دلمین ایک کھڑکی کھلی ہی اور بہت لوگ عالم جسمانی ہی کو محسوس جانتے ہین اور حواس ظاہری کو علم کا راستہ سمجھتے ہین حالانکہ یہ دونون ذرا ذرا سے ہین انکی حقیقت کیا ہے اور دلکی بہتیری کھڑکیان جو علمون کیطرف کھلی ہوتی ہین اسپر دو دلیلین ہین ایک خواب کہ سونے مین حواس ظاہری بند ہوجاتے ہین اور دل کی کھڑکی کھلجاتی ہے اور عالم ارواح اور لوح محفوظ مین غیب کی چیزین نظر آتی ہین جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے دکھائی دیتا ہے یا صاف معلوم ہوتا ہے یا مثال مین نظر آتا ہے جو مثال مین نظر آتا ہی اسے تعبیر کی حاجت پڑتی ہے اور ظاہر ہے کہ جو کوئی

۱ اور مطیع کیے تمھارے لیے جو کچھ کہ زمین میں ہے سب ۱۲ ۲ بیٹھے ہین بیٹھک مین نزدیک بادشاہ کے جسکا سب پر قبضہ ہے ۱۲ ۳ اگر کبھی تو دیکھے جسوقت منکر سر ڈالے ہونگے اپنے رب کے پاس ۱۲ ۴ اور تجھے کیا خبر کہ کیا بندیخانہ ہی ۱۲

جاگتا رہتا ہے لوگ اسکو معرفت کا زیادہ مستحق جانتے ہین حالانکہ دیکھتے ہین کہ جاگتے ہین حواس سے غیب کی چیزین نظر نہین آتی ہین اور خواب کی حقیقت کی تفصیل اس کتاب مین بیان کرنا ممکن نہین لیکن مجمل اسقدر جان لینا چاہیے کہ دل آئینہ کے مانند ہے اور لوح محفوظ اُس آئینہ کے مانند ہے جسمین سب موجودات کی تصویرین موجود ہون اور صاف آئینہ کو جب تصویر والے آئینہ کے سامنے کرتے ہین تو اُسمین بھی سب تصویرین دکھائی دیتی ہین اسیطرح دل جب آئینہ کیطرح صاف ہو اور محسوسات سے قطع تعلق کرے تو لوح محفوظ سے مناسبت اور مقابلہ پیدا کرتا ہے تو لوح محفوظ مین سب موجودات کی جو تصویرین موجود ہین وہ دل مین صاف نظر آتی ہین اور دل جبتک محسوسات سے مشغول رہتا ہی عالم روحانی کے ساتھ مناسب نہین ہوتا اور چونکہ خواب مین محسوسات سے بالکل فارغ ہوتا ہے تو خواہ نخواہ عالم روحانی کو دیکھتا ہے لیکن خواب مین حواس تو علیحدہ ہو جاتے ہین مگر خیال باقی رہتا ہے اسیوجہ سے مثالی مین خیال نظر آتا ہے اور صاف حال نہین کھلتا اور جب آدمی مرجاتا ہی تو نہ خیال باقی رہتا ہی نہ حواس اُسوقت کچھ آڑ نہین ہوتی کام صاف ہوتا ہی اسوقت اُس سے کہتے ہین فَکَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاۤءَكَ فَبَصَرُكَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ[۱] اور وہ جواب دیتا ہے رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ[۲] اور عالم ملکوت کی طرف دل کیطرف کھڑکی ہونیکی دوسری دلیل یہ ہے کہ کوئی شخص ایسا نہین جسکے دلمین فراستین اور نیک خطرے الہام کے طور سے نہ آتے ہون اور وہ حواس کی راہ سے نہین آتے بلکہ دل ہی مین پیدا ہوتے ہین اور وہ یہ نہین جانتا ہے کہ یہ خطرے کہان سے آئے اتنی بات سے یہ معلوم ہوا کہ سب علم محسوسات کے سبب سے نہین اور دل اس عالم سے نہین بلکہ عالم روحانی سے ہے اور حواس جنکو اس عالم کیواسطے پیدا کیا ہی خواہ نخواہ اس عالم کو دیکھنے مین آڑ ہونگے اور جبتک اس عالم سے فارغ نہوگا اُس عالم کیطرف راہ نہ پائیگا **فصل** اے عزیز یہ گمان نکرنا کہ عالم روحانی کیطرف دلکی کھڑکی بے سوئے اور بے مرے نہین کھلتی ایسا نہین ہی بلکہ اگر کوئی شخص جاگتے مین ریاضت اور محنت کرے اور دلکو خواہش اور غصہ کے ہاتھ سے چھڑائے اور بُرے اخلاق سے پاک کرے اور خالی جگہ مین بیٹھے اور آنکھ بند اور حواس کو بیکار کرے اور دل کو عالم روحانی سے یہان تک مناسبت دے کہ ہمیشہ اللہ اللہ دل سے کہے زبان سے نہین حتی کہ آپ سے اور تمام عالم سے بیخبر ہو جائے اور خدا کے سوا کسی کی خبر نہ رکھے جب ایسا ہو جائے تو اگرچہ جاگتا ہو تو بھی دلکی کھڑکی کھلی رہیگی اور لوگ جو کچھ خواب مین دیکھینگے وہ جاگتے مین دیکھے گا فرشتون کی ارواح اچھی صورتون مین اُسپر ظاہر ہونگی پیغمبرون کو دیکھنے لگے گا اور اُن سے بہت فائدہ اور مدد پائیگا زمین آسمان کے ملکوت اُسے نظر آئینگے اور جس کسی پر یہ راہ کھلی وہ عجیب عجیب تماشے اور بڑے بڑے کام جنکی تعریف امکان سے باہر ہے دیکھیگا وہ جو رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہی زُوِیَتْ لِیَ الْاَرْضُ فَاُرِیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا[۳] اور حق تعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا ہی وَكَذٰلِكَ نُرِیْ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[۴] سب اسی حال مین ہے بلکہ انبیا کے علم سب اسیطرح سے تھے حواس اور سیکھنے سے نہ تھے اور سب کا آغاز ریاضت اور مجاہدہ تھا جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا[۵] یعنی سب سے رشتہ تعلق توڑ اور اپنے تئین بالکل خدا کے قبضہ اختیار مین چھوڑ دنیا کی تدبیر مین مشغول نہو کہ خدا سب کام خود درست کرتا ہی رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا[۶] جب تونے اپنا وکیل خدا کو بنایا تو بے پروا رہ اور خلائق سے جدا رہ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا[۷]

[۱] اب کھولدی ہم نے تجھ پر سے تیری اندھیری اب نگاہ تیری آج تیز ہے ۱۲ [۲] اے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمکو پھر بھیج ہم کرین بھلائی ہمکو یقین آیا ۱۲ [۳] دکھائی گئی مجھ کو زمین پھر دکھیا مین نے اسکے شرقون اور مغربون کو ۱۲ [۴] اسی طرح دکھانے لگے ہم ابراہیم کو سلطنت آسمان اور زمین کی ۱۲ [۵] مالک مشرق اور مغرب کا اس بن کسی کی بندگی نہین سو پکڑ اس کو کام سونپنا ۱۲ [۶] اور سہتا رہ جو کہتے رہین اور چھوڑ ان کو بھلی طرح چھوڑنا ۱۲

یہ سب ریاضت اور مشقت کی تعلیم ہے کہ خلق کی دشمنی اور دنیا کی خواہش اور محسوسات کے ساتھ شغل سے دل صاف ہو اور پڑھکر یہ امر حاصل کرنا عالمونکا طریقہ ہے یہ بھی بڑا کام ہے لیکن نبوت کی راہ اور انبیا اور اولیاء کے علم کی نسبت جو آدمیون کے بے سکھائے رب العزت کی درگاہ سے حاصل ہوتا ہے چھوٹا ہے بہت لوگون کو اس راہ کا راست اور درست ہونا تجربہ اور عقلی دلیل سے معلوم ہوا ہے اے عزیز اگرچہ تجھ کو ذوق سے یہ حال حاصل نہو اور سیکھنے سے بھی نہ معلوم ہو اور عقلی دلیل سے بھی نہ حاصل ہو لیکن اتنا تو ہو کہ اسکا ایمان لا اور تصدیق کر تاکہ تینون درجون سے محروم نہ رہ اور کافر نہو جا اور یہ امور دل کے عالمون کے عجائبات سے ہین اور اسی سے آدمی کے دل کی بزرگی معلوم ہوتی ہے **فصل** ای عزیز یہ گمان نہ کرنا کہ یہ امور پیغمبرون کے واسطے خاص ہین اسواسطے کہ سب آدمیون کی ذات اصل خلقت مین اسکے لائق ہے جیسے کوئی لوہا ایسا نہین کہ اصل خلقت مین اسکی لیاقت نہ رکھتا ہو کہ اُس سے آئینہ نہ بن سکے کہ اس آئینہ مین عالم کی صورت نظر آئے مگر یہ کہ اسمین زنگ لگے اور اُسکی اصل مین پیوست ہو جائے اور اُسے خراب کرے یہی حال دل کا بھی ہے کہ اگر دنیا کی حرص اور خواہش اور گناہ اسپر چھا جائین اور اس مین جگہ کرلین تو دل زنگ آلود اور میلا ہو جاتا ہے اور یہ لیاقت اس مین نہین رہتی جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے [1] وَكُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُمَجِّسَانِهِ اور سب مین یہ لیاقت موجود ہونے کی خبر خدا نے بھی دی ہے [2] أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى جیسا کہ کوئی کہے کہ جس کسی عقلمند سے اگر پوچھین کہ کیا دو ایک سے زیادہ نہین ہین جواب دیگا ہان زیادہ ہین اگرچہ سب عقلمندون نے نہ کان سے سنا ہو نہ زبان سے کہا ہو لیکن اس جواب کا سچ ہونا سبھون کے دل مین گڑا ہوگا جیسا کہ سب آدمیون کی یہ خلقت ہے خدا کی معرفت بھی سب آدمیون کی فطرت ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے [3] وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ اور فرمایا ہے [4] فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا اور عقلی دلیل اور تجربہ سے بھی معلوم ہوا کہ یہ امور پیغمبرون کے ساتھ خاص نہین اسواسطے کہ پیغمبر بھی آدمی ہین [5] قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ جس شخص پر یہ راہ کھلی ہے اگر تمام خلق کی صلاح خدا اُسے بتائے اور وہ سبکو بلائے اور ہدایت کرے تو جو کچھ خدا نے اُس شخص کو بتایا ہے اُسے شریعت کہتے ہین اور خود اُس شخص کو پیغمبر کہتے ہین اور اُسکے حالات کو معجزات کہتے ہین اور اگر وہ شخص خلق کو بلا کر ہدایت کرنے مین مشغول نہو تو اُسے ولی کہتے ہین اور اُسکے حالات کو کرامات کہتے ہین اور یہ ضرور نہین ہے کہ جس شخص کو یہ حال پیدا ہو خواہ نخواہ خلق کو بلا کر وہ ہدایت کرنے مین بھی مشغول ہو بلکہ خدا کی قدرت مین ہے کہ اُسے ہدایت کرنے مین اسوجہ سے مشغول نہ کرے کہ اسوقت شریعت تازہ ہو اور خلق کو ہدایت کرنیکی ضرورت نہو یا ہدایت کرنے کی اور شرطین ہون کہ اس ولی مین وہ نہ پائی جاتی ہون اے عزیز تجکو چاہیے کہ اولیا کی ولایت اور کرامت پر ایمان درست رکھ اور یہ جانے رہ کہ پہلے تو یہ امر محنت سے علاقہ رکھتا ہے اور اسمین محنت کرنیکو دخل ہے لیکن یہ نہین ہے کہ جو کھیتی کرے وہ غلہ بھی کاٹے اور جو چلے وہ منزل کو بھی پہونچے اور جو ڈھونڈھے وہ پائے جو کام عزت دار ہوتا ہے اُسکی شرطین بھی بہت زیادہ ہوتی ہین اور اسکا حصول بھی مشکل ہوتا ہے اور مقام معرفت مین آدمی کے جو درجے ہین یہ کام تو اسمین سے بہت بڑا درجہ ہے اور بے کوشش اور مرشد کامل کے اس کام کا ڈھونڈھنا بھی نہین آتا اور اگر یہ دونون بھی ہون تو جبتک خدا کی مدد نہ ہو اور ازل مین اس شخص کیواسطے اس سعادت کا حکم نہو چکا ہو اس مراد کو نہ پہونچیگا اور علم ظاہری مین امامت کا درجہ پانا اور سب کام ایسے ہی ہین **فصل** ای عزیز اصل آدمی جسے دل کہتے ہین

[1] اور ہر بچہ پیدا ہوتا ہے اوپر فطرت کے پھر ماں باپ اُسکے یہودی بناتے ہین اُسے اور نصرانی بناتے ہین اُسے اور مجوسی کر دیتے ہین اسکو ۱۲ [2] کیا نہین ہون مین رب تمہارا کہا اُنھون نے البتہ ہے ۱۲ [3] اور اگر تو انسے پوچھے کہ کس نے انھین پیدا کیا تو بیشک کہینگے کہ اللہ نے ۱۲ [4] وہی تراش اللہ کی جسپر تراشا لوگون کو ۱۲ [5] کہدے اے محمد سوائے اسکے کوئی بات نہین ہے کہ مین تمہاری طرح کا ایک آدمی ہون

معرفت کی راہ سے اُسکی جو بزرگی ہے اس بیان سے وہ بزرگی کچھ پرچھائین سی تجکو معلوم ہوئی اب جان تو کہ قادر ہونے کی وجہ سے بھی اُسکو عظمت ہے وہ فرشتون کی خاصیت ہے حیوانون کو وہ بزرگی حاصل نہین ہے اور دلکی قدرت یہ ہے کہ جیسے عالم اجسام فرشتون کا مسخّر ہے جب وہ مناسب دیکھتے اور خلق کو محتاج پاتے ہین خدا کے حکم سے پانی برساتے ہین موسم بہار مین ہوا چلاتے ہین بچہ دان مین حیوان کی صورت زمین مین روئیدگی کی شکل بناتے سنوارتے ہین ہر ہر کام پر فرشتون کا ایک ایک گروہ مقرر ہے اسی طرح آدمی کا دل بھی فرشتون کی جنس سے ہے اور اسکو بھی خدا نے قدرت دی ہے کہ بعضے اجسام اسکے بھی مسخّر ہین اور بدن ہر ایک کا خاص عالم ہے اور دل کا مسخّر ہے اسواسطے کہ یہ معلوم ہے کہ دل انگلی مین نہین اور علم و ارادہ بھی انگلی مین نہین مگر جب دل حکم دیتا ہے تو انگلی ہلتی ہے اور جب دل مین غصہ ہوتا ہے تمام بدن سے پسینا جاری ہوجاتا ہے یہ مینھ ہے اور جب دل مین شہوت پیدا ہوتی ہے تو ہوا چلتی ہے اور وہ شہوت آلت کیطرف چلی جاتی ہے اور جب دل مین کھانیکا خیال آتا ہے تو زبان کے نیچے جو قوت ہے وہ خدمت کے لیے اُٹھ کھڑی ہوتی ہے اور پانی نکلتا ہے کہ کھانے کو ایسا تر کرے کہ کھالیا جائے اور یہ ظاہر ہے کہ دل کا تصرف بدن مین جاری ہے اور بدن دل کا مسخّر ہے لیکن یہ جاننا چاہیے کہ یہ امر ممکن ہو کہ بعضے دل جو زیادہ بزرگ اور قوی ہین اور فرشتون کی اصل سے زیادہ مشابہت رکھتے ہین بدن کے علاوہ اور اجسام بھی انکے مطیع ہون مثلاً اس دل کی ہیبت اگر شیر پر پڑے تو وہ عاجز اور مطیع ہوجائے اگر کسی بیمار کی طرف وہ دل ہمت باندھے وہ اچھا ہوجائے اگر تندرست کیطرف ہمت کرے بیمار پڑ جائے اگر کسی شخص کو چاہے کہ ہمارے پاس آئے اُس شخص کا دل بھی اسکے پاس جانے کو چاہے اگر ہمت باندھے کہ مینھ برسے تو برسنے لگے یہ سب عقلی دلیل سے ممکن ہے اور تجربہ سے معلوم ہی اور نظر لگنا اور جادو جسکو کہتے ہین وہ اسی قسم سے ہے سب چیزون مین آدمی کے نفس کو دخل ہے مثلاً جو نفس حسد کرتا ہے اگر کسی چارپایہ کو دیکھکر اپنے حسد کیوجہ سے اسکے ہلاک ہونیکا خیال کرے تو وہ چارپایہ فوراً ہلاک ہوجائے جیسا حدیث شریف مین آیا ہے اَلْعَیْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ[1] وَالْجَمَلَ الْقِدْرَ دل مین جو قدرتین ہین اُنمین سے یہ ایک عجیب قدرت ہی ایسی خاصیت اگر پیغمبرون سے ظاہر ہو تو معجزہ ہے اگر ولی سے ظاہر ہو کرامت ہے اگر اس خاصیت والا نیک کامون مین رہتا ہے تو اُسے بھی ولی کہتے ہین اور اگر بُرے کامون مین رہتا ہے تو جادوگر ہے اور سحر کرامات معجزات سب آدمی کے دل کی قدرت کی خاصیت ہے اور ان مین بڑا فرق ہے اس کتاب مین اس فرق کے بیان کی گنجائش نہین **فصل** یہ سب جو بیان ہوا جو کوئی نہ جانے گا نبوت کی حقیقت خوب نہ پہچانیگا مگر گفت و شنید سے کچھ جانیگا اسواسطے کہ نبوت اور ولایت آدمی کے دل کے بڑے درجون مین سے ایک درجہ ہے اور اس درجہ سے تین خاصیتین حاصل ہوتی ہین ایک یہ کہ عوام پر جو حال خواب مین کھلتا ہے اس درجہ والے پر جاگتے مین کھلجاتا ہے دوسری یہ کہ عوام کے نفس فقط ان کے بدن ہی مین اثر کرتے ہین اور اس درجہ والے کا نفس اُن چیزون مین جو اُسکے بدن کے باہر ہین اسطرح اثر کرتا ہے کہ اسمین خلق کا بناؤ ہو بگاڑ نہ ہو تیسری یہ کہ عوام کو جو علم سیکھنے سے آتے ہین اس درجہ والے کو بے سیکھے اپنے دل سے آجاتے ہین اور چونکہ یہ بات ممکن ہے کہ جو شخص کچھ تیز عقل اور صاف دل ہوتا ہے بے سیکھے بعض علم اس کے دل مین آجاتے ہین تو یہ بھی جائز ہے کہ جو شخص بہت تیز عقل اور بہت صاف دل ہے وہ بہت یا سب علم خود بخود جان جائے اور ایسے علم کو علم لدُنی کہتے ہین جیسا کہ حقتعالے نے فرمایا ہے وَعَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا[2] جس شخص کو یہ تینون خاصیتین حاصل ہون وہ پیغمبران بزرگ یا اولیائے کبار سے ہے اور جسمین انمین سے ایک خاصیت ہے اُسکو بھی

[1] نظر بد ڈالتی ہے آدمی کو قبر مین اور اونٹ کو دیگ مین ۱۲ [2] اور سکھایا تھا ہم نے اُسے اپنے پاس سے ایک علم ۱۲

یہ درجہ حاصل ہے اور ہر ایک مین بھی بڑا فرق ہے اسواسطے کہ کسی کو ہر ایک مین سے تھوڑا تھوڑا حاصل ہوتا ہے اور کسی کو بہت بہت اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سبب سے کمال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تینون خاصیتین تمام و کمال حاصل تھین جب حقتعالی نے چاہا کہ خلق کو آنحضرت کی نبوت کا حال بتائے تاکہ سب آنحضرتؐ کی پیروی کرین اور اپنی سعادت کی راہ سیکھین تو ان تینون خاصیتون مین سے ہر ایک کا شائبہ انکو عنایت کیا ایک سے خواب دکھایا دوسری سے خلق کی سمجھ سیدھی کردی ہے تیسری[۱] سے علمونین انکے دلونکو درست کردیا اور یہ ممکن نہین کہ آدمی ایسی چیز کا ایمان لائے جسکی جنس اسکے دلمین موجود نہو اسواسطے کہ جس چیز کا شائبہ آدمی مین نہو گا اس چیز کی صورت اسکی سمجھ ہی مین نہ آئیگی اسیواسطے حقیقت الٰہیہ کماحقہ کوئی نہین پہچانتا ہے مگر خدا ہی جانتا ہے اور اس تحقیق کی تفصیل دراز ہے معانی[۱] اسماء اللہ کی کتاب مین کھلی ہوئی دلیل کیساتھ ہم نے بیان کی ہے غرض یہ ہے کہ ہم اس امر کو روا رکھتے ہین کہ اولیا انبیا کیواسطے ان تینون خاصیتون کے سوا اور خاصیتین بھی ہون کہ ہم مین انکا شائبہ نہین اسوجہ سے ہم انھین نہ جانتے ہون اور جیسا ہم یہ کہتے ہین کہ خدا کو سوا خدا کے کوئی خوب نہین پہچانتا اسی طرح ہم یہ بھی کہتے ہین کہ رسول کو بھی کوئی خوب نہین پہچانتا مگر وہی رسول یا جو اس سے مرتبہ مین زیادہ[۴] ہو تو آدمیون مین پیغمبر کی قدر پیغمبر ہی جانتا ہے اور ہمین اس سے زیادہ نہین معلوم اس واسطے کہ لوگ اگر ہم سے ذکر کرتے کہ کوئی شخص گر پڑتا ہے اور بحس و حرکت پڑا رہتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے نہ یہ جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا اور جب دیکھنے سننے والا ہوتا ہے تو اپنا یہ حال بھی نہین جان سکتا اگر ہمین نیند نہوتی تو ہم لوگون کا یہ کہنا کبھی باور نہ کرتے اسواسطے کہ آدمی نے جو نہ دیکھا ہو اسکو نہین باور کرسکتا اور اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ[۲] اور فرمایا ہے وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَٰذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ[۳] اے عزیز اس بات کا تعجب نکر کہ اولیا انبیا مین ایسی کوئی صفت ہو کہ اور کسی کو اسکی کچھ خبر نہو اور انھین اس صفت کے سبب سے عمدہ لذتین اور حالتین حاصل ہون اسواسطے کہ تو دیکھتا ہے کہ جسکو شعر کا ذوق نہین راگ سے بھی اسکو لطف نہین آتا اگر کوئی چاہے کہ اس بے ذوق کو شعر کے معنی سمجھا دے تو نہین سمجھا سکتا کہ اسے شعر کی کچھ خبر ہی نہین اسیطرح اندھا رنگت اور دیدار کی لذت کے معنے نہین سمجھ سکتا خدا کی قدرت سے تو کچھ تعجب نہ کر کہ درجہ نبوت کے بعد بعض ادراک پیدا کرے اور اس سے پہلے کسیکو اسکی خبر نہو

فصل اے عزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے اصل آدمی کی بندگی تجھے معلوم ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صوفیون کی کیا راہ ہے یہ جو تو نے سنا ہوگا کہ صوفی کہتے ہین کہ علم اس راہ مین آڑ ہے اور تو نے اس سے انکار کیا ہوگا تو انکار نہ کر صوفیون کا یہ کہنا حق ہے اسواسطے کہ محسوسات اور محسوسات کے علم کے ساتھ اگر تو مشغول رہیگا تو یہ شغل اس حال سے پردہ اور حجاب ہوگا اور دل حوض کے مثل ہے اور حواس گویا پانچ نہرین ہین کہ انکی راہ سے حوض مین پانی جاتا ہے اگر تجھکو منظور ہو کہ حوض کی تہ سے صاف پانی نکلے تو اسکی یہ تدبیر ہے کہ باہر سے آیا ہوا پانی جو حوض مین ہے اور اس پانی کے سبب سے جو کیچڑ ہوگئی ہے اسے بالکل حوض سے نکال اور سب نہرون کا راستہ بند کر کہ حوض مین باہر کا پانی نہ آنے پائے اور حوض کی تہ کو کھود کہ صاف پانی اسکے اندر سے نکلے اور حوض جب تک باہر کے پانی سے بھرا رہیگا ممکن نہین کہ اس کی تہ سے پانی نکل سکے اسی طرح باہر والے علم سے جبتک دل خالی نہوئے تب تک وہ علم جو دل کے اندر سے پیدا ہوتا ہے نہ پیدا ہوگا ہان عالم اپنے تئین اگر سیکھے ہوئے علم سے خالی کرڈالے اور اسکے ساتھ مشغول نہ رہے تو وہ علم جس سے اپنے تئین خالی کیا ہے

---

۱ امام والا مقام نے اسماء حسنی کی شرح لکھی ہے اس کتاب کا نام معانی اسماء اللہ ہے ۱۲ ۲ بلکہ جھوٹ بولنے لگے ہین جسکے سمجھنے پر قابو نہ پایا اور ابھی پائی نہین اسکی حقیقت ۱۲ ۳ اور جب راہ پر نہین آئے اس کے بتانے سے اب کہین گے یہ جھوٹ ہے مدت کا ۱۲ ۴ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ آنحضرتؐ اور جناب احدیت کے سوا کوئی رسول بھی کماحقہ نہین جانتا اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی رسول مرتبہ مین زیادہ نہین ۱۲

حجاب نہوگا اور ممکن ہے کہ اس عالم کو کشف حاصل ہو اسی طرح اگر کوئی شخص محسوسات کے خیال سے اپنا دل خالی کرے تو وہ خیالات جن سے دل خالی کیا ہے اُسے حجاب نہونگے اور حجاب کا سبب یہ ہے کہ مثلاً جب کسی شخص نے اہل سنت کے اعتقاد سیکھے اور گفتگو اور مباحثہ کے لیے جیسا چاہیے اُسکی دلیلین بھی سیکھین اور اپنے تئین بالکل اُسیکا کر دیا اور یہ اعتقاد کر لیا کہ اس علم کے سوا اور کوئی علم ہی نہین تو جب اس کے دل مین کچھ آئیگا یہی کہے گا کہ جو مین نے سیکھا ہے یہ اسکے خلاف ہے اور جو اسکے خلاف ہے وہ باطل ہے ایسے آدمی کو کامون کی حقیقت معلوم ہونا ممکن نہین اس واسطے کہ جو اعتقاد عوام لوگون کو سکھاتے ہین وہ حقیقت کا ڈھانچا ہے اصل حقیقت اور پوری معرفت وہ ہے کہ حقیقتین ڈھانچے سے ایسی کھل جائین جیسے ہڈی سے گودا اے عزیز جان تو کہ جو عالم اعتقاد کی تائید کے واسطے جھگڑنے کا طریقہ سیکھتا ہے اُسے کچھ حقیقت نہین کھلتی جب وہ یہ سمجھا کہ سب علم مین ہی جانتا ہون تو یہ سمجھ اُس کا حجاب ہوتی ہے اور چونکہ یہ سمجھ اُس پر غالب ہوتی ہے جس نے کچھ تھوڑا سا علم سیکھا ہے تو غالبًا ایسے لوگ اس درجے سے محروم اور محجوب رہین گے اور جو عالم اس سمجھ کو دور کرے اُس کا علم آڑ نہ ہوگا بلکہ یہ کشف اُسے حاصل ہوگا تو اُس کا درجہ کامل ہوگا اور اُس کی راہ اس شخص کی راہ سے بہت بے خوف اور سیدھی ہوگی جس کا قدم علم مین پہلے سے مضبوط نہوا ہو اور شاید مدت تک خیال باطل مین پھنسا رہا ہو اور تھوڑا شبہہ بھی اس کے لیے آڑ ہو جائے اور عالم ایسے خطرہ سے بے دہشت ہوتا ہے اے عزیز اگر کسی صاحب کشف سے تو سنے کہ علم آڑ ہے تو چاہیے کہ تو اس بات کے معنی سمجھے اور انکار نہ کرے لیکن غیر مباح کو مباح ٹھہرانے والے نفس پرور بے بہرہ لوگ جو اس زمانے مین نکلے ہین ہرگز خود انکو یہ حال ہی نہین ہے صوفیون کی بنی ہوئی واہیات باتین کچھ سیکھی ہین اور ان لوگون کا یہ شغل ہے کہ تمام دن اپنے تئین دھوتے ہین لنگ گدڑی جانماز سے اپنے تئین آراستہ کر کے علم اور علما کی مذمت کرتے ہین یہ لوگ مار[1] ڈالنے کے قابل ہین اسواسطے کہ آدمیون کے شیطان اور خدا رسول کے دشمن ہین کیونکہ خدا رسول نے علم اور عالمون کی تعریف کی ہے اور تمام عالم کو علم کیطرف بلایا ہے یہ بدبخت جب صاحب حالت نہوا اور علم بھی حاصل نہ کیا ہو تو ایسی بات یعنی علم اور علما کو بُرا کہنا اسکو کب درست ہے اور اس بدبخت کی مثل اس شخص کی ایسی ہے جس نے سنا ہو کہ کیمیا سونے سے بہتر ہے اسلیے کہ اس سے بے انتہا سونا ہاتھ آتا ہے اور جب سونے کا خزانہ اسکے سامنے رکھین تو اسپر ہاتھ نہ ڈالے اور کہے کہ سونا کس کام آتا ہے اور کیا حقیقت رکھتا ہے کیمیا چاہیے جو سونے کی اصل ہے اور سونا نہ لے اور کیمیا نہ اُسنے دیکھی ہو نہ وہ کیمیا کو جانتا ہو ایسا شخص بدبخت اور مفلس اور بھوکا رہتا ہے اور اتنی بات کی خوشی مین کہ مین نے آپ یہ کہا کہ کیمیا سونے سے بہتر ہے خوش ہوتا ہے اور بڑھ بڑھ کے باتین بناتا ہے تو انبیا اولیا کا کشف تو کیمیا کے مانند ہے اور عالمون[2] کا علم سونے کے مثل ہے اور کیمیا کے مالک کو سونے کے مالک پر سب طرح سے فوقیت ہے لیکن یہان پر ایک اور نکتہ ہے کہ اگر کسی کے پاس اتنی ہی کیمیا ہو کہ اس سے سونے کے سو دینار سے زیادہ نہین حاصل ہو سکتے تو ایسے شخص کو اس شخص پر کچھ فضیلت نہین ہے جس کے پاس سونے کے ہزار دینار موجود ہون اور جیسا کہ کیمیا کی کتابین اور باتین اور تلاشی بہت ہین اور اس زمانے مین اس کی حقیقت کمیاب ہے اور بہت ڈھونڈھنے والے دغا کھاتے ہین صوفیون کا کام بھی ایسا ہی ہے اصل صوفی پن ان لوگون مین نہین جو ہے تو تھوڑا اور یہ بات نادر ہے کہ کمال کو پہونچے تو جاننا چاہیے کہ جب کسی کو صوفیون کا تھوڑا سا حال نمودار ہو اُسے ہر عالم پر فضیلت نہین ہے کیونکہ ان مین سے

ف۱ جھوٹے صوفی جو علم اور علماء کی مذمت کرتے ہین وہ قابل قتل ہین ۱۲ ف۲ انبیاء اولیاء کا کشف کیمیا ہے اور عالمون کا سونا ہے ۱۲۔

بہتون کو ایسا ہوتا ہے کہ اس کام کے شروع مین کچھ خلل اُن پر ظاہر ہوتا ہے اسوقت اس درجہ سے گر پڑتے ہین اور کامل نہین ہوتے اور بعضے ہوتے ہین کہ سودا اور خیال خام اُن پر غالب ہوتا ہے اور اسکی کچھ اصل نہین ہوتی اور وہ اسے حق اور مستحکم کام سمجھتے ہین اور وہ ایسا نہین ہوتا اور جیسا خواب مین اصل اور خیالات واہیات دونون ہوتے ہین اسی طرح اس حال مین بھی ہوتے ہین بلکہ عالمون[1] پر اس صوفی کو فضیلت ہے جو اس حال مین ایسا کامل ہوا ہو کہ جو علم دین سے علاقہ رکھتا ہے اور اورون کو سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے وہ صوفی بے سیکھے آپ سے اس علم کو جان لے اور یہ امر نہایت نادر ہے تو چاہیے کہ اے عزیز تصوّف کی اصل راہ اور صوفیون کی بزرگی پر تو ایمان لا اور اس زمانہ کے صوفیون کے سبب سے اُن اصلی صوفیون سے بداعتقاد نہو اور ان مین سے جو علم اور عالمون پر طعن کرتا ہے اُسے تو سمجھ کہ نادانی سے کرتا ہے **فصل** اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ کیونکر معلوم ہو کہ آدمی کی سعادت خدا کی معرفت ہی مین ہے تو اسکا جواب تو جان لے کہ خدا کی معرفت مین آدمی کی سعادت ہونا اس امر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز کی سعادت اسی کام مین ہوتی ہے جسمین اسے مزہ اور چین ہو اور ہر چیز کو مزہ اسی کام مین ہوتا ہے جس کو اُسکا جی چاہے اور جی اسی کام کو چاہتا ہے جسکے واسطے وہ چیز پیدا ہوتی رہے جیسا کہ شہوت کا مزہ اسی مین ہے کہ آدمی کی آرزو بر آئے اور غصّہ کا مزہ اسی مین ہے کہ دشمن سے بدلہ لے آنکھ کا مزہ اچھی صورتین دیکھنے مین کان کا مزہ اچھی آوازین سننے مین ہے اور دل کا مزہ اس امر مین ہے جو دل کی خاصیت ہے اور جسکے واسطے خدا نے دلکو پیدا کیا ہے وہ امر کامون کی حقیقت کا پہچاننا ہے کہ یہی دل کا خاصہ ہے لیکن خواہش اور غصّہ اور پانچون حواس سے محسوسات کی پہچان چارپایونکو بھی حاصل ہے اور چونکہ کامون کی اصل حقیقت کی معرفت دل کی خاصیت ہے اسیواسطے آدمی جو چیزین نہین جانتا اسے دریافت کرنے کو جی چاہتا ہے اور جو شئے جانتا ہے اسپر خوش ہو کر فخر کرتا ہے اگر وہ بُری چیز مثلاً شطرنج سیکھنے کی فکر مین ہے اور جو اسے جانتا ہے اس سے اگر کہین کہ تو نہ سکھانا تو اسے صبر کرنا دشوار ہوتا ہے اور اس خوشی سے کہ عجیب کھیل جانتا ہے یہ چاہتا ہے کہ اپنا فخر ظاہر کرے اے عزیز تجکو جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ دل کی لذت کامونکی معرفت مین ہے تو یہ بھی جان لے کہ جتنی اچھی اور عمدہ چیز کی معرفت ہوگی اس سے دل کو اتنی ہی زیادہ لذت ہوگی اسواسطے کہ جو شخص وزیر کے بھیدون سے خبردار ہوتا ہے وہ خوش ہوتا ہے اگر بادشاہ کا محرم راز ہو جائے اور اُسکے امور مملکت پر واقفیت پائے تو بہت ہی خوش ہوگا اور جو شخص کہ علم ہندسہ کے ذریعہ سے آسمانونکی شکل اور مقدار جانتا ہے وہ اس شخص کی بہ نسبت بہت خوش رہتا ہے جو شطرنج کھیلنا جانتا ہے اور شطرنج بچھانا جاننے سے شطرنج کھیلنا جاننے مین آدمی کو زیادہ خوشی ہوتی ہے اسیطرح معلوم یعنی جانی ہوئی چیز جتنی زیادہ اچھی ہوگی اسکا علم یعنی جاننا بھی اتنا ہی عمدہ ہوگا اور اس مین اسی قدر مزہ زیادہ ہوگا اور حقتعالے سب چیزون سے اشرف ہے اسواسطے کہ سب چیزون کو اسی کے سبب سے شرف ہے وہی تمام عالم کا بادشاہ ہے تمام عالم کے عجائبات اسی کی صفت کی نشانیان ہین تو کوئی معرفت بھی اسکی معرفت[2] سے زیادہ شریف اور مزہ دار نہین اور حضرت ربوبیت کے دیدار سے بہتر کوئی دیدار نہین اور دل کی طبیعت اس کے دیدار کو چاہتی ہے اسواسطے کہ ہر چیز کی طبیعت اسی خاصیت کو چاہتی ہے جسکے واسطے اسے خدا نے پیدا کیا ہے اگر کوئی دل ایسا ہو جس سے اس معرفت کی خواہش زائل ہو گئی ہو وہ دل اس بیمار کے مانند ہے جسے کھانے کی خواہش نہ رہی ہو اور روٹی کی بہ نسبت مٹی اُسے بہت اچھی معلوم ہوتی ہو اگر اس بیمار کا علاج نہ کرین اور کھانیکی خواہش اُسے پھر نہ پیدا ہو جائے اور مٹی کا شوق نہ جاتا رہے تو وہ بیمار دنیا مین بڑا کم نصیب ہے

[1] ہر صوفی کو ہر عالم پر فضیلت نہین ہان صوفی کامل کو عالم ظاہر پر فضیلت ہے ۱۲ [2] خدا کو پہچاننے سے زیادہ کوئی چیز مزہ دار نہین اور اسکے دیدار سے بڑھکر کوئی دیدار نہین ۱۲

اور ہلاک ہو جائیگا اور وہ شخص جسکے دلمین خدا کی معرفت سے زیادہ اور چیزون کا شوق ہے وہ بھی بیمار ہے وہ اس جہان مین بدبخت اور تباہ ہوگا اور سب خواہشین اور محسوسات کی لذتین آدمی کے بدن سے علاقہ رکھتی ہین خواہ نخواہ مرجانے سے وہ زائل ہو جائینگی اور ان خواہشون کے سبب سے جو محنت اپنے اُٹھائی ہے وہ بھی جاتی رہیگی اور خدا کی معرفت کی لذت جو دل سے علاقہ رکھتی ہے مرنے سے دونی ہو جائیگی اسواسطے کہ دل نہ مریگا اور معرفت برقرار رہیگی بلکہ دل زیادہ روشن ہو جائے گا اور اور چیزون کی خواہش سے جتنی تکلیف ہوتی ہے اسمین اس سے دونی لذت اُٹھائے گا اور اس کی تفصیل اصل محبت مین جو آخر کتاب مین ہی بیان کیجائیگی **فصل** گو ہر آدمی کا جو حال کہا گیا اتنا ہی اس کتاب مین کفایت کرتا ہے جو کوئی زیادہ تفصیل چاہے تو کتاب عجائب[1] القلوب مین ہم نے لکھی ہے دیکھ لے اور ان دونون کتابون سے بھی آدمی کو پوری خود شناسی یعنی اپنے نفس کی پہچان حاصل نہین ہو سکتی ہے اسواسطے کہ دل آدمی کا ایک رکن ہے اور دل کی سب صفتون مین سے بعضی صفتون کا یہ بیان ہے اور آدمی کا دوسرا رکن بدن ہی اور اسکے پیدا کرنے مین بھی بہت عجائبات ہین آدمی کے ہر ظاہری[2] اور ہر باطنی عضو مین عجیب باتین اور عمدہ حکمتین ہین اور آدمی کے بدن مین کئی ہزار رگین اور ریشے اور ہڈیان ہین ہر ایک کی صورت اور صفت علیحدہ ہے اور ہر ایک سے غرض جدا ہی اے عزیز تو اُن سب سے بیخبر ہے فقط اسقدر جانتا ہے کہ ہاتھ پکڑنے کے واسطے پاؤن چلنے کے واسطے زبان کہنے کیواسطے ہی لیکن یہ بات تو جان کہ خدا نے دس پردون سے آنکھ کو بنایا ہی اور وہ دسون پردے باہم مختلف ہین انمین سے اگر ایک بھی کم ہو تو آدمی کے دیکھنے مین خلل پڑجائے اور تجکو یہ بھی نہین معلوم کہ ہر پردہ کس واسطے ہے اور دیکھنے مین آدمی انکا کیون محتاج ہی اور آنکھ کی مقدار جتنی ہی اتنی ظاہر ہے اور اسکی تفصیل بہت کتابون مین لوگون نے لکھی ہے اگر تجکو آنکھ کے پردونکی کیفیت نہین معلوم تو کیا تعجب اسواسطے کہ تو یہ بھی تو نہین جانتا کہ اندرونی اعضا مثلاً جگر تلی پتّا گردہ وغیرہ کیون بنے ہین جگر تو اسواسطے بنا ہے کہ معدے سے طرح طرح کی غذائین جو اسمین پہونچین ان سب کو ایک انداز پر خون کے رنگ کا کر دے کہ وہ ہفت اندام کی غذا ہونیکے قابل ہو جائے جب خون جگر مین پک جاتا ہی تو اسکے نیچے تلچھٹ رہجاتا ہے اور وہ تلچھٹ سودا ہو جاتا ہی تلّی اسواسطے ہی کہ اُسکو جگر سے لے اور اُسکے اوپر کچھ زرد زردھین پیدا ہوتا ہے وہ صفرا ہے پتّا اسواسطے ہے کہ اُس کو خون پر سے کھینچ لے اور خون جب جگر کے باہر نکلتا ہے پتلا اور بے قوام ہوتا ہے گردہ اس واسطے ہے کہ پانی کو لہو سے کھینچ لے تاکہ بغیر سودا اور صفرا کے قوام ہو کر خون رگون مین جائے اگر پتّے مین کچھ آفت پہونچے گی تو صفرا خون مین رہ جائے گا اس سبب سے کانور اور صفراوی بیماریان پیدا ہونگی اگر تلی کو کوئی صدمہ پہونچ جائے گا تو سودا خون مین ملا رہ جائیگا سوداوی بیماریان پیدا ہونگی اگر گردے کو کچھ آفت پہونچیگی تو خون مین پانی رہ جائیگا استسقا کی بیماری پیدا ہوگی اسی طرح آدمی کے ظاہری اور باطنی اعضا مین سے ہر عضو کو ایک کام کیواسطے خدا نے پیدا کیا ہے کہ اُسکے بغیر بدن مین خلل پڑتا ہے بلکہ آدمی کا بدن گو کہ چھوٹا ہے مگر تمام عالم کے مثال ہی اسواسطے کہ جو کچھ تمام عالم مین خدا نے پیدا کیا ہے آدمی کا بدن بھی اسکا نمونہ ہے ہڈی پہاڑ پسینا مینھ بال درخت دماغ آسمان حواس گویا تارے ہین اسکی تفصیل دراز ہے بلکہ جہان مین جس جس قسم کی مخلوق ہے مثلاً سور کتّا بھیڑیا چارپایہ دیو پری فرشتہ ان سب کی مثال آدمی کے بدن مین موجود ہے چنانچہ یہ پہلے مذکور ہو چکا ہے بلکہ جو جو پیشہ ور جہان مین ہین ان سب کے نمونے[3] جسم انسان مین ہین جو قوت کہ معدہ مین کھانا ہضم کرتی ہے گویا باورچی ہی اور جو قوت کہ خالص کھانے کو

[1] یہ کتاب امام والا مقام کی تصنیف ہے ١٢ [2] سر سینہ پیٹھ دونون ہاتھ دونون پاؤن یہ ہفت اندام ظاہری ہین اور یہان پر ظاہری مراد ہین ١٢ [3] سب پیشہ ورون کے نمونے جسم انسان مین ہین ١٢

جگراور بھوک کو آنتون مین پہونچاتی ہے گویا گندھی ہے اور جو قوت کہ کھانے کو جگر مین خون کے رنگ پر کردیتی ہی گویا رنگریز ہی اور جو قوت کہ خون کو عورت کی چھاتیونمین پہونچکر دودھ اور مرد کے خصیون مین سپید منی کردیتی ہے گویا دھوبی ہے اور جو قوت کہ غذا کو ہر ہر عضو مین کھینچکر پہونچاتی ہے گویا بندھانی ہے اور جو قوت کہ پانی کو جگر سے کھینچکر گردے مین مثانہ مین بہادیتی ہے گویا سقا ہے اور جو قوت بھوک کو پیٹ سے باہر گرادیتی ہے گو حلال خور ہے اور جو قوت سودا اور صفرا کو اندر اسواسطے پیدا کرتی ہی کہ بدن تباہ اور خراب ہو وہ گویا مفسد جلساز ہے اور جو قوت صفرا وغیرہ بیماریون کو دور کرتی ہی وہ گویا منصف رئیس ہے اور اسکی تفصیل بھی طویل ہی اے عزیز اصل مطلب یہ ہے کہ تجکو یہ بات معلوم ہو جائے کہ تیرے اندر کئی طرح کی قوتین تیرے کام مین مشغول ہین اور تو خواب خرگوش مین ہی یعنی غافل پڑا ہے اور اُن قوتون مین سے کوئی تیرے کام سے غافل اور فارغ نہین ہوتی تو نہ اُنکو جانتا ہے اور جسنے انھین تیرے کام کو پیدا کیا ہی نہ اسکا احسان مانتا ہے اگر کوئی شخص اپنے غلام کو ایک دن کے واسطے تیری خدمت کے لیے بھیجے تو تمام عمر تو اسکا شکریہ ادا کیا کرتا ہے اور جس نے تیرے اندر کئی ہزار پیشہ ور تیری خدمت کو مقرر کیے ہین کہ عمر بھر تیری خدمت سے ایکدم بھی فارغ نہین ہوتے تو اسے یاد بھی نہین کرتا اور بدن کی ترکیب اور اعضا کی منفعت جاننے کو علم تشریح کہتے ہین اور وہ بڑا علم ہے اور خلق اس سے غافل ہی اسے نہین پڑھتی جس نے پڑھا تو اسواسطے پڑھا کہ علم طب مین اُستاد ہو جائے اور علم طب خود مختصر اور بے حقیقت ہے گو اسکی طرف حاجت ہے مگر دین کی راہ سے علاقہ نہین رکھتا لیکن اگر کوئی شخص خدا کی عجیب صنعتین دیکھنے کی نیت سے اس علم کا مطالعہ کرے تو اُسے خدا کی صفتون مین سے تین صفتین خواہ نخواہ معلوم ہو جائین ایک یہ کہ اس قالب کا بنانیوالا اور اس جسم کا پیدا کرنے والا اتنا بڑا قادر ہے کہ اسکی قدرت کاملہ مین نقصان اور عاجزی کو ہرگز دخل نہین جو چاہے کر سکتا ہے کہ دنیا مین کوئی کام اس سے زیادہ عجوبہ نہین کہ ایک قطرہ پانی سے ایسا جسم پیدا کر سکتا ہے اور جو یہ عجوبہ امر کر سکتا ہے اسے مرنے کے بعد پھر زندہ کرنا بہت ہی آسان ہوگا دوسری یہ صفت کہ وہ خالق ایسا عالم ہے کہ اسکا علم سب کامونکو گھیرے ہوے ہے اسواسطے کہ یہ عجائبات ان عمدہ عمدہ حکمتون کے ساتھ بغیر کمال علم کے غیر ممکن ہین تیسری یہ صفت کہ خالق کی عنایت اور لطف ورحمت بندون پر بے نہایت ہے کہ بندہ کو جو کچھ چاہیے تھا پیدا کیا بلکہ جس چیز کی ضرورت تھی مثلاً جگر دل دماغ کہ حیوان کی اصل ہے وہ بھی اُسے دی اور جس چیز کی ضرورت نہ تھی نقط حاجت تھی مثلاً ہاتھ پاؤن زبان آنکھ وغیرہ وہ بھی عنایت کی اور جن چیزون کی نہ حاجت نہ ضرورت تھی مگر اُن سے مزید زینت تھی مثلاً بالون کی سیاہی لبون کی سرخی بھوؤن کا خم آنکھون اور پلکون کی ہمواری وہ بھی مرحمت فرمائین تاکہ بندہ بہت اچھا معلوم ہو اسواسطے یہ چیزین بنائین اور یہ لطف و مہربانی فقط آدمی ہی کے ساتھ نہین بلکہ سب مخلوقات کے ساتھ ہی یہانتک کہ بھنگا اور ماکھی اور مکھی کو بھی جو چیز چاہیے تھی دی اور باانہمہ انکی ظاہری صورت بھی اچھے اچھے نقشون سے آراستہ اور عمدہ عمدہ رنگون سے پیراستہ کی تو آدمی کی خلقت کو مفصل غور سے دیکھنا خدا کی صفات پہچاننے کی کنجی ہے اسیوجہ سے اس علم یعنی علم تشریح کی بزرگی ہی نہ اس سبب سے عظمت ہے کہ طبیب کو اسکی حاجت ہی اور جیسا کہ شعر اور تصنیف اور صنعت کے عجائبات تو جتنے زیادہ جانتا ہے شاعر اور مصنف اور صانع کی عظمت بھی اُتنی زیادہ تیرے دل مین آتی ہے اسیطرح خدا کی عجیب عجیب صنعتین اس صانع باکمال کی عظمت دریافت کرنیکی کنجی ہے اور یہ علم بھی معرفت نفس کا راستہ ہی لیکن علم دل کی نسبت تنگ اور چھوٹا ہی اسواسطے کہ یہ بدن کا علم ہی اور بدن مثل سواری اور دل مانند سوار ہے اور پیدا کرنے سے سواری

مقصود نہین سوار مقصود ہے سوار کے واسطے مرکب ہوتا ہی مرکب کے لیے سوار نہین ہوتا لیکن اتنا بھی جو بیان کیا تو اسواسطے کہ تو یہ جان لے کہ باوجودیکہ کوئی چیز تیری ذات سے زیادہ تجھ سے نزدیک نہین مگر ساتھ اسکے بھی تو اپنے تئین خوب نہین پہچان سکتا اور جو اپنے تئین تو نہ پہچانے اور اورون کے پہچاننے کا دعویٰ کرے وہ اس مفلس کے مانند ہی جو اپنے تئین تو کھانا نہین دے سکتا اور دعویٰ کرتا ہی کہ تمام شہر کے محتاج اسکی روٹی کھاتے ہین اسکا یہ کہنا اور دعویٰ کرنا محض واہیات ہے اور تعجب کی بات ہی **فصل** اے عزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے آدمی کے گوہر دل کی بزرگی تجھے معلوم ہوئی اب یہ جان لے کہ خدا نے یہ گوہر بہت عمدہ تجھے دیا ہے اور تجھسے پوشیدہ کیا ہے اگر تو اسے نہ ڈھونڈھیگا اور اسکو ضائع کرے گا اور اس سے غافل رہیگا تو بڑا نقصان اور خسارہ ہوگا کوشش کر کے دلکو ڈھونڈھ اور دنیا کے شغلہ سے نکال کر کمال بزرگی کے درجہ پر پہونچا کہ اس جہان مین بزرگی اور عزت ظاہر ہو یعنی خوشی بے ملال اور بقاے بے زوال اور قدرت بے عجز اور معرفت بے شبہہ اور جمال بے کدورت دیکھے لیکن اس جہان مین وکی بزرگی اس بات سے ہی کہ اُس جہان مین عزت اور شرف حقیقی پانیکی لیاقت رکھتا ہے نہین تو آج اس سے زیادہ عاجز اور ناقص کوئی نہین کہ گرمی سردی بھوک پیاس بیماری دکھ درد غم مین پھنسا ہے اور جس چیز مین اُسے لذت اور راحت ہی وہی اُسکے لیے موجب نقصان و مضرت ہے اور جو چیز اسکو نفع پہونچانیوالی ہے وہ رنج اور تلخی سے خالی نہین ہی اور جو شخص بزرگ اور عزت دار ہوتا ہے وہ علم یا قدرت وقوت یا ارادہ وہمت یا اچھی صورت کی بدولت صاحب وقار ہوتا ہی آدمی کے علم کیطرف اگر دیکھا جائے تو اس سے زیادہ کوئی جاہل نہین کہ اگر ایک رگ بھی اسکے دماغ مین ٹیڑھی ہو جائے تو ہلاکت اور جنون کا اندیشہ ہوتا ہے اور وہ یہ نہین جانتا کہ اسکا سبب اور علاج کیا ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ اسکی دوا اسکے سامنے ہوتی ہے وہ دیکھتا ہے اور نہین پہچانتا کہ یہ میری دوا ہے اگر آدمی کی قوت اور قدرت کا خیال کیا جائے تو اس سے زیادہ کوئی عاجز نہین کہ ایک مکھی سے نہین جیت سکتا کہ اگر ایک بھنگے کو خدا اُسپر مسلط کردے تو اس سے ہلاک ہو جاتا ہے اگر ایک ماکھی ڈنگ مارے تو بیخواب اور بیقرار ہو جاتا ہے اگر آدمی کی ہمت کی طرف دیکھا جائے تو ایک دانگ[1] چاندی کا اگر اس سے نقصان ہوتا ہے تو اُداس اور ملول اور پریشان ہوتا ہے اگر بھوک کے وقت ایک نوالہ اُسے نہ ملے تو بدحواس ہو جاتا ہے اس سے زیادہ کنجوس اور کون ہوگا اگر آدمی کے جمال اور صورت کا خیال کیجیے تو نجاست کے ڈھیر پر ایک چمڑا تان دیا ہے آدمی اگر دو دن اپنا بدن نہ دھوئے تو ایسی خرابیان ظاہر ہون کہ آپ سے آپ اُکتا جائے بدن سے بدبو آنے لگے نہایت رسوا ہو آدمی سے زیادہ کوئی چیز گندی نہین اسواسطے کہ اسکے اندر ہمیشہ نجاست رہتی ہے اور وہ نجاست بردار ہے اور ہر روز دو بار نجاست خود دھوتا ہے یعنی آبدست لیتا ہے **نقل** ہے کہ ایک دن شیخ ابو سعید قدس سرہ صوفیون کیساتھ کہین تشریف لیے جاتے تھے ایک مقام پر پہونچے وہان لوگ سنڈاس صاف کرتے تھے راستہ پر نجاست پڑی تھی سب ساتھی وہان ٹھٹھک کر ناک بند کر کے ایک طرف بھاگے شیخ ممدوح وہین پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے لوگو سمجھو تو یہ نجاست مجھ سے کیا کہتی ہے لوگون نے کہا یا شیخ کیا کہتی ہے فرمایا کہ یہ کہتی ہے کہ کل مین بازار مین تھی یعنی میوہ مٹھائی جنس وغیرہ تھی سب لوگ مجھے مول لینے کو روپیہ کی تھیلیان مجھ پر لٹاتے تھے ایک شب مین تمھارے پیٹ مین رہی متعفن اور نجس ہو گئی اب مجکو تم سے بھاگنا چاہیے یا تم کو مجھ سے حقیقت مین یہی

[1] دانگ کے وزن مین بہت اختلاف ہے مگر اکثر ثقات کے نزدیک چھ رتی ہے ۱۲

بات ہے کہ آدمی اس عالم مین نہایت ناقص اور عاجز اور بیکس ہے قیامت کو اسکی گرم بازاری ہوگی اگر کیمیاے سعادت کو گوہر دل پر ڈالیگا چارپایون کے مرتبے سے نکلکر فرشتون کے درجے پر پہونچیگا دنیا اور خواہش دنیا کی طرف اگر متوجہ ہوگا فرداے قیامت کو کتے اور سُور اس سے بہتر ہونگے کہ خاک ہوجائین گے اور رنج سے نجات پائین گے اور آدمی عذاب مین رہے گا تو آدمی نے جہان اپنی بزرگی جانی ہے چاہیے کہ اپنا نقصان اور بیچارگی اور بیکسی بھی پہچان رکھے اسواسطے کہ اپنے نفس کو اسطرح پہچاننا بھی معرفت الٰہی کی کنجیون مین سے ایک کنجی ہے اسقدر بیان اپنے تئین پہچاننے کو کفایت کرتا ہے اسواسطے کہ اس کتاب مین اس سے زیادہ بیان کرنا ممکن نہین۔

دوسرا عنوان مسلمانی کا یہ دوسرا عنوان ہے اسمین خدا کی معرفت کا بیان ہے

اے عزیز از جان یہ بات جان کہ اگلے پیغمبرون کی کتابون مین مذکور ہے کہ انسے یون ارشاد خداے غفور ہے کہ اِعْرِفْ نَفْسَكَ تَعْرِفْ رَبَّكَ[۱] اور آثار[۲] و اخبار[۳] مین مشہور ہے کہ مَنْ[۴] عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ اور ان باتون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کا دل مثل آئینہ ہے جو کوئی اسمین غور کریگا خدا کو دیکھیگا اور بہت آدمی اپنے مین غور کرتے ہین اور خدا کو نہین پہچانتے تو جس لحاظ سے کہ دل خدا کی معرفت کا آئینہ ہے اس لحاظ سے دلکو جاننا ضرور ہوا اور اس جاننے کی دو صورتین ہین ایک نہایت مشکل ہے کہ اکثر عوام اُسے نہین جان سکتے اور انکی سمجھ مین وہ صورت نہین آسکتی اور جسے عوام نہ سمجھ سکین اسکا بیان مناسب نہین لیکن وہ صورت بیان کرنا چاہیے جسے سب سمجھ سکین وہ صورت یہ ہے کہ آدمی اپنی ہستی سے خدا کی ذات کی ہستی کو پہچانے اور اپنے صفات سے خدا کی صفات کو جانے اور اپنی سلطنت یعنی اپنے بدن اور اعضا مین جو آدمی کا تصرف اور اختیار ہے اُس سے خدا کا تصرف جو تمام عالم مین ہے پہچانے اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ آدمی نے جب پہلے اپنے تئین ہست جانا اور یہ جانتا ہے کہ کئی برس پہلے نیست تھا اور اسکا نام ونشان کچھ نہ تھا جیسا حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے هَلْ[۵] اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا۝ اور جس چیز سے آدمی اپنی اصل خلقت پہچانے کہ اپنی ہستی سے پہلے مین کیا تھا وہ چیز نطفہ ہے جو ناپاک پانی کا ایک قطرہ ہے جسمین عقل سماعت بصارت سر ہاتھ پاؤن زبان آنکھ رگ پٹھا ہڈی گوشت چمڑا کچھ نہ تھا بلکہ ایک ہی طرح کا سفید پانی تھا پھر اسمین یہ سب عجائبات یعنی عقل سر ہاتھ پاؤن وغیرہ ظاہر ہوئے اُسنے اپنے تئین آپ نہین پیدا کیا بلکہ اور کسی نے اُسے پیدا کیا ہے اسواسطے کہ آپ باوجودیکہ درجۂ کمال کو پہونچا ہے اور یقینی جانتا ہے کہ ایک بال پیدا کرنے سے عاجز ہے تو یہ بھی جانیگا کہ جب پانی کا ایک قطرہ تھا تو اور بھی زیادہ عاجز اور ناقص تھا اپنے تئین آپ کیا پیدا کرتا پس خواہ نخواہ آدمی کو اپنے پیدا ہونے سے خالق کی ذات کی ہستی معلوم ہوگی اور جب اپنے بدن کے عجائبات جو ظاہر اور باطن مین ہین دیکھے گا (اور بعض عجائبات بدن کی تفصیل بیان ہوچکی ہے) تو اپنے خالق کی قدرت عیان دیکھے گا اور جانیگا کہ میرا خالق بڑا قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جیسا چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور سمجھے گا کہ اس سے بڑی قدرت اور کیا ہوگی کہ ایسے ذلیل ناچیز پانی کے قطرے سے کمال اور جمال کے ساتھ کیا صورت بناتا ہے اور اُس صورت مین کیا کیا عجائب غرائب دکھاتا ہے اور آدمی جب اپنی عجیب عجیب صفتون اور اپنے اعضا کی منفعتون کو دیکھتا ہے کہ ہر عضو ظاہری مثلاً ہاتھ پاؤن آنکھ زبان دانت اور اعضاے باطنی مثلاً جگر تلّی پتّا وغیرہ کو خدا نے کس حکمت کے واسطے پیدا کیا ہے تو اپنے خالق کے علم کو پہچانتا ہے کہ کیا علم اتم ہے اور کیسا محیط اشیاے عالم ہے

[۱] تو پہچان اپنے نفس کو تو پہچانے گا تو اپنے رب کو ۱۲ [۲] آثار صحابہؓ کے اقوال ۱۲ [۳] اخبار احادیث نبوی ۱۲ [۴] جس نے اپنے نفس کو پہچانا بیشک اس نے اپنے رب کو پہچانا ۱۲ [۵] کبھی ہوا ہے آدمی پر ایک وقت زمانہ مین جو نہ تھا وہ کوئی چیز جو مذکور ہوتی ہم نے بنایا آدمی کو ایک بوند پانی کے لچھے سے پلٹتے رہے اسکو پھر کر دیا اسکو دیکھتا سنتا ۱۲۔

اور آدمی یہ بھی جان جائیگا کہ ایسے عالم سے کوئی چیز غائب نہین ہوسکتی اگر سب عقلمندون کی عقل کو کام مین لائین اور انکو عمر دراز دین اور وہ فکر کرین کہ ان اعضا مین سے ایک عضو کی بھی کوئی ایسی صورت نکالین جو اس صورت موجودہ سے بہتر ہو تو نہین نکال سکتے مثلاً دانتونکی صورت جو بالفعل موجود ہے یعنی کھانے کی چیز کاٹنے کے واسطے سامنے کے دانت تیز ہین اور کھانیکی چیز کو مہین کرنے کے واسطے اور دانت چوڑے ہین دانتون کے قریب زبان پنہاری کے آبخورے کے مثل ہر کہ اناج چکی مین ڈالتی ہے اور قوت جو زبان کے نیچے ہے خمیر بنانے والے اور پانی چھڑکنے والے کے مانند ہے کہ جسوقت جتنا چاہیے اتنا پانی بہاتی ہے کہ کھانا تر ہو اور حلق سے اُتر جائے اور گلے مین نہ پھنسے اس صورت کے خلاف اور کوئی شکل جو اس سے بہتر ہو تمام عالم کے عقلمند ملکر نہین نکال سکتے اسی طرح ہاتھ مین پانچ انگلیان ہین چار انگلیان ایک طرح کی اور ایک انگوٹھا ان انگلیون کی نسبت بہت دور اور لنبائی مین چھوٹا اور ہر انگلی کے ساتھ کام کرتا ہے اور سب انگلیون پر پھرتا ہے اور سب انگلیون مین تین تین گرہین ہین اور انگوٹھے مین دو گرہین ایسی بنائی ہین کہ آدمی اگر چاہے آبخورا بنالے چاہے چلو چاہے مٹھی بند کرکے گھونسا بنالے اور گھونسے کو اپنا ہتھیار کرے یعنی دشمن کو مارے خواہ مٹھی کھول کر پنجہ کو طباق بنائے اور اکثر طرح سے کام مین لائے اگر تمام جہان کے عقلمند انگلیون کی اور کوئی وضع تجویز کرین مثلاً یہ کہ سب انگلیان ایک ہی انداز کی ہون یا تین ایک طرف اور دو ایک طرف اور دو ایک جانب ہون یا پانچ کی چھ یا چار ہون یا تین گرہون کے بدلے دو یا چار گرہین ہون انہین سے جو جو باتین سوچین اور کہین سب ناقص ہین اور جس انداز پر خداوند کریم نے پیدا کیا وہی انداز بہت اچھا ہے اس بیان سے معلوم ہوگا کہ خالق کا علم اس شخص کو محیط ہے اور سب چیزون سے خالق مطلع ہے اور آدمی کے ہر ہر عضو مین ایسی حکمتین ہین جو شخص اُن حکمتون کو جتنا زیادہ جانے گا اتنا ہی علم خدا کی عظمت اور وسعت سے اُسے تعجب بھی زیادہ ہوگا اور آدمی جب اپنی حاجتون کو دیکھنے لگے تو پہلے دیکھے گا کہ اسے اعضا کی احتیاج ہے پھر جانیگا کہ کھانے کپڑے گھر کا بھی وہ محتاج ہے اور اسکے کھانے کی چیزونکو بھی مینھ ہوا گرمی سردی کی حاجت ہے اور جو اُن کھانے کی چیزونکو کھانے کے قابل کرین اُن صنعتون کی بھی ضرورت ہے اور اُن صنعتون کو بھی اوزار مثلاً لوہے تانبے پیتل سیسے کی احتیاج ہے اور اس بات کے بتانے اور معلوم ہونیکا کہ اوزار کیونکر بنتے ہین اوزار بھی محتاج ہین آدمی ان ان چیزون کی طرف اپنی حاجتین دیکھکر جانے گا کہ سب مخلوقات بہت خوب انداز پر ایجاد ہوئی ہے اور سب مصنوعات کی بہت اچھی وضع پر بنیاد ہوئی ہے اور ہر ہر چیز جس جس قسم کی خدا نے بنائی ہے اگر نہ بناتا تو بنا سکنا کیسا اسکا اندازہ بھی کسی کے خیال مین نہ آتا اور سمجھیگا کہ سب مخلوق اور مصنوع بے مانگی مراد ہے اور فقط خدا کی مہربانی اور عنایت سے ان سب کی بنیاد ہے اور اس سمجھ کی بدولت آدمی کو یہ صفت معلوم ہوگی کہ تمام عالم پر خدا کی عنایت اور مہربانی ہے اور اسی صفت کے باعث اولیا کی زندگانی ہے جیسا کہ حدیث قدسی مین آیا ہے یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی حق تعالےٰ نے فرمایا ہے سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ[1] اور جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ دودھ پیتے بچون پر مادر مشفقہ کی جتنی شفقت ہے اُس سے زیادہ بندون پر ارحم الراحمین کی رحمت ہے غرضکہ جب آدمی نے اپنے پیدا ہونے سے خدا کی ہستی کو جانا اور اپنے اعضا کی کثرت سے حقتعالی کے کمال قدرت کو پہچانا اور عجائب حکمتون اور اپنے اعضا کی منفعتون سے خدا کے کمال کو دیکھا اور جن چیزونکی حاجت یا ضرورت ہو یا جنسے

[1] سبقت لے گئی ہے میری رحمت میرے غضب پر ۱۲

فقط زیب و زینت ہے انھین اپنے ساتھ مجتمع اور موجود دیکھنے سے لطف اور رحمت ذوالجلال کو دیکھا تو نفس کی پہچان جو ایسی ہے وہ معرفت حق کی کنجی ہے **فصل** آدمی نے جس طرح حق تعالےٰ کی صفات کو اپنی صفات سے پہچانا اور حق تعالیٰ کی ذات کو اپنی ذات سے جانا اسی طرح حق تعالیٰ کی تنزیہ اور تقدیس بھی اپنی تنزیہ اور تقدیس سے جانتا ہے اور حق تعالےٰ کی تنزیہ اور تقدیس کے یہ معنی ہین کہ جو کچھ وہم و خیال مین آئے وہ اس سے پاک اور مقدس ہے اور اگرچہ کوئی جگہ حق تعالیٰ کے تصرف سے خالی نہین مگر کسی جگہ کے ساتھ منسوب ہو سکنے سے وہ بری اور منزہ ہے اور آدمی اس تنزیہ اور تقدیس کا نمونہ اپنے مین دیکھتا ہے اسواسطے کہ جان کی حقیقت جسے ہم دل کہتے ہین وہ بھی اُن چیزون سے منزّہ اور پاک ہے جو وہم و خیال مین آئین اسواسطے کہ اسکے لیے نہ مقدار و کمیّت ہے اور نہ وہ قابل قسمت ہے اور جب کمیّت کیفیت قسمت دل سے دور ہے تو دل کا بے رنگ ہونا بھی ضرور ہے اور جس چیز کا نہ کچھ رنگ ہوگا نہ مقدار وہ کبھی خیال مین نہ آئے گی اسواسطے کہ خیال مین وہی چیز آتی ہے جسے یا جسکی جنس کو آنکھ دیکھ پاتی ہے اور رنگ اور شکلون کے سوا خیال اور نظر مین کچھ نہین سماتا اور طبیعت جو یہ چاہتی ہے کہ معلوم ہو فلانی چیز کیسی ہے اسکے یہی معنی ہین کہ اس چیز کی کیسی شکل ہے چھوٹی ہے یا بڑی اور جو چیز ان صفتون یعنی صورت رنگت چھوٹائی بڑائی سے مبرّا ہے اسے پوچھنا کہ کیسی چیز ہے بیجا ہے اے عزیز جس چیز مین چگونگی کو دخل نہین اگر تو اسے دریافت کیا چاہے تو اپنی حقیقت مین غور کر دیکھ تو تیری حقیقت جو خدا کی معرفت کی جگہ ہے وہ نہ قابل قسمت ہے اور اسکی نہ کچھ مقدار نہ کمیت و کیفیت ہے اگر کوئی پوچھے کہ روح کیا چیز ہے اسکا جواب یہی ہوگا کہ چگونگی کو اسمین کچھ دخل نہین جب تو نے اپنے تئین جانا کہ چگونگی سے پاک اور مبرّا ہے تو یہ بھی جان کہ حق تعالےٰ چگونگی سے منزّہ اور مقدّس اور پاک ہونے مین بہت اولیٰ ہے لوگ تعجب کرتے ہین کہ بے چون اور بے چگون کوئی چیز کیونکر موجود ہوگی اور اپنی حقیقت کو نہین پہچانتے کہ خود بے چون اور بے چگون موجود ہین بلکہ آدمی اگر اپنے مین ڈھونڈے تو ہزار چیزین بے چون اور بے چگون دیکھے یعنی اپنے مین درد دیکھے غصہ دیکھے عشق دیکھے مزہ دیکھے اور اگر چاہے کہ ان چیزونکی چونی اور چگونگی دریافت کرے تو نہین دریافت کر سکتا اسواسطے کہ ان چیزونکی نہ رنگت ہے نہ صورت ہے تو اس سوال کو کہ کیونکر ہے اور کیسا ہے غصہ درد وغیرہ مین کچھ دخل نہین تو معلوم ہوا کہ چیزین بیچون اور بیچگون موجود ہین بلکہ اگر کوئی آواز یا مزہ یا بو کی حقیقت دریافت کیا چاہے کہ یہ چیزین کیسی ہین تو نہین ہو سکتا آدمی انکے دریافت کرنے مین عاجز ہے اور عاجزی کا سبب یہ ہے کہ چون اور چگونہ مقتضائے خیال ہے کہ حس بصر سے حاصل ہوتا ہے تو خیال ہر چیز مین آنکھ کا حصہ ڈھونڈھتا ہے اور جو چیز کان کی مملکت ہے جیسے آواز اس مین آنکھ کا کچھ حصّہ نہین بلکہ آواز کی چونی اور چگونگی دریافت کرنا محال ہے اسواسطے کہ جسطرح رنگت اور صورت حس سمع سے بے تعلق اور مبرّا ہے اسی طرح آواز حس بصر سے پاک اور منزّہ ہے اسیطرح جو چیز حاسۂ دل مین آتی ہے اور عقل سے پہچانی جاتی ہے وہ اور سب حواس سے پاک ہے اُس مین کسی حواس کا حصہ نہین اور چونی اور چگونگی محسوسات مین ہوتی ہے یہ تحقیق اور غور کرنے کی بات ہے اسکی تفصیل کتب معقولات مین بیان ہے اس کتاب مین جسقدر بیان ہوا یہی بہت ہے اور اس بیان سے غرض یہ ہے کہ اپنی بیچونی اور بیچگونگی سے حق تعالیٰ کی بیچونی اور بے چگونگی آدمی پہچان سکتا ہے اے عزیز اس بات کو تو جان لے کہ جان موجود ہے اور بدن کی بادشاہی اور بدن مین جن جن چیزون کے واسطے چونی اور چگونگی حاصل ہے وہ اُس بادشاہ یعنی جان کی مملکت ہے اور جان خود بیچون و بے چگون ہے اسی طرح بادشاہ عالم یعنے حق تعالیٰ بیچون اور بیچگون ہے

اور محسوسات جو چونی اور چگونگی رکھتے ہین حق تعالےٰ کی مملکت ہے حق تعالےٰ کی تنزیہ کا دوسرے طور پر یہ بیان ہے کہ حق تعالےٰ کو کسی جگہ ف دوسرے طور پر حق تعالےٰ کی تنزیہ کا بیان
کے ساتھ منسوب نہین کر سکتے کہ خدا اس جگہ ہے اور جان کو کسی عضو کے ساتھ منسوب نہین کر سکتے کہ جان ہاتھ مین ہے یا پاؤن مین ہے
یا سر مین ہے یا اور کسی عضو مین ہے بلکہ بدن کے سب اعضا قسمت پذیر ہین یعنی ٹکڑے ہو سکتے ہین اور جان قسمت پذیر نہین ہے یعنے ٹکڑے
نہین ہو سکتی اور جو چیز قسمت پذیر نہ ہو قسمت پذیر چیزین اس کا سماجانا محال ہے اسواسطے کہ اگر وہ اُسمین سماجائے تو قسمت پذیر ہوجائے گی اور باوصف
اس کے کہ جان کسی عضو کے ساتھ منسوب نہین ہو سکتی مگر کوئی عضو جان کے تصرف سے خالی نہین ہے بلکہ سب اعضا جان کے تصرف اور حکم
مین ہین اور جان سب اعضا کی بادشاہ ہے اسیطرح تمام عالم بادشاہ عالم یعنی حق تعالےٰ کے تصرف مین ہے اور حق تعالیٰ اس امر سے منزّہ
اور پاک ہے کہ کسی خاص جگہ کے ساتھ اُسے منسوب کرین تقدس اور تنزیہ کا تمام حال جب عیان ہو کہ روح کی خاصیت اور بھید صاف صاف
بیان ہو اور اسے بیان کرنے کی اجازت نہین اور اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوۡرَتِہٖ کا سب حال اسی سے ظاہر ہوگا واللّٰہ اعلم

فصل اے عزیز تو نے حق تعالےٰ کی ذات کو تو جان لیا اور ہینے اسکی صفات کو اور چونی اور چگونی سے اسکے پاک ہونے کو پہچان لیا اور
کسی جگہ کے ساتھ منسوب ہونے سے حق تعالےٰ پاک ہے یہ بھی تجھکو معلوم اور باور ہو چکا اور آدمی کا نفس تمام معرفت کی کنجی ہی یہ امر بھی مقرر ہو چکا
اب ابواب معرفت مین سے ایک یہ بات باقی ہے کہ اپنی مملکت مین حق تعالیٰ کا پادشاہی کرنا کیونکر ہے اور حکمرانی فرمانا کس طرح پر ہے اور فرشتون کا
حکم فرمانا اور فرشتون کا حکم بجا لانا اور ملائکہ کے ہاتھ سے کام لینا اور آسمان سے زمین پر حکم بھیجدینا اور آسمان اور تارون کو جنبش مین لانا زمین
کے باشندون کے کام کو وابستہ آسمان بنانا رزق کی کنجی آسمان کو حوالہ کرنا یہ سب امور کیونکر ہین حق تعالےٰ کی معرفت مین یہ
بڑا باب ہے جسطرح پہلی معرفتون کو معرفت ذات وصفات کہتے ہین اس معرفت کو معرفت افعال کہتے ہین نفس کی معرفت اس معرفت کی بھی کنجی ف معرفت افعال
ہے اور جو تو یہ نہ جانے گا کہ اپنی مملکت بدن مین تو کیونکر پادشاہی کرتا ہے اور کس طرح احکام جاری کرتا ہے تو یہ بھی نہ جانیگا کہ پادشاہ عالم
کس طور سے حکمرانی فرماتا ہے تو چاہیے کہ پہلے تو اپنے تئین پہچان اور اپنے ایک ایک کام کو جان مثلاً جب کاغذ پر تو بسم اللہ لکھا چاہتا ہے تو پہلے
لکھنے کی خواہش وارادہ تجھ مین پیدا ہوتا ہے پھر دل مین حرکت اور جنبش پیدا ہوتی ہے یہ ظاہر ہے کہ وہ دل جو گوشت ہے اور بائین طرف
لٹکتا ہے اُس مین حرکت نہین پیدا ہوتی بلکہ دل سے ایک جسم لطیف جنبش کرکے دماغ مین جاتا ہے اور اس جسم لطیف کو طبیب لوگ روح
کہتے ہین جو حس وحرکت کی قوتون کو اُٹھائے ہوے ہے اور یہ روح اور ہے کہ چارپایون کے بھی ہوتی ہے اور موت کو اس مین دخل ہے
اور وہ روح اور ہے جسے ہم دل کہتے ہین وہ چارپایون کے نہین ہوتی اور وہ روح ہرگز نہین مرتی اسواسطے کہ حق تعالےٰ کی معرفت
کی جگہ ہے یہی روح جنبش کرتی ہے اور جب دماغ مین پہونچتی ہے تو دماغ کے پہلے خزانہ مین جو قوت خیال کی جگہ ہے بسم اللہ کی صورت
پیدا ہوتی ہے اور دماغ سے پٹھون مین کچھ اثر پہونچتا ہے پٹھے دماغ سے نکلکر بدن مین سب طرف پہونچتے ہین اور انگلیون مین تاگے
کی طرح بندھے ہین جو شخص دبلا ہو اس کے بازو مین ان پٹھون کو لوگ دیکھ سکتے ہین غرض کہ اس اثر سے یہ پٹھے جنبش کرتے ہین
اور سر انگشت کو جنبش دیتے ہین اور سر انگشت قلم کو جنبش دیتا ہے تو بسم اللہ کی صورت اسی صورت کے موافق

لہ بیشک اللہ نے پیدا کیا ہے آدم کو اپنی صورت پر ۱۲ لہ اور اللہ بڑا جاننے والا ہے ۱۲

جو خیال کے خزانہ مین ہے حواس کی معاونت خصوصاً آنکھ کی اعانت سے پیدا ہوتی ہے اسواسطے کہ آنکھ سے زیادہ احتیاج پڑتی ہے تو جسطرح اس کام یعنی لکھنے کی ابتدا رغبت ہے جو پہلے تجھ مین ظاہر ہوتی ہے اسیطرح حق تعالےٰ کے سب کامون کا آغاز اسکی صفات مین سے ایک صفت ہے اور ارادہ اسی صفت سے عبارت ہے اور جسطرح لکھنے کے ارادہ کا اثر پہلے تیرے دل مین پیدا ہوتا ہے پھر دل کے واسطے سے اور اور جگہ مین پہونچتا ہے اسی طرح حق تعالیٰ کے ارادہ کا اثر پہلے عرش پر پیدا ہوتا ہے پھر اورون کو پہونچتا ہے اور جیسے بخارات کی طرح جسم لطیف دل کی رگون کی راہ اُس اثر کو تیرے دماغ مین پہونچاتا ہے اور اُس جسم لطیف کو روح کہتے ہین ویسی ہی حق تعالےٰ کے واسطے بھی ایک جوہر ہے کہ اس کے ارادہ کو عرش سے کرسی پر پہونچاتا ہے اور اس جوہر کو فرشتہ اور روح القدس کہتے ہین اور جسطرح دل سے دماغ کو اثر پہونچتا ہے اور دماغ دل کی حکومت اور تصرف مین دل کے نیچے ہے اسی طرح حق تعالےٰ کے ارادہ کا اثر عرش سے کرسی کو پہلے پہونچتا ہے اور کرسی عرش کے نیچے ہے اور جسطرح بسم اللہ جو تیری مقصود ہے اور تیرا فعل ہوگا اسکی صورت دماغ کے خزانہ اول مین ظاہر ہوتی ہے اور اسکے موافق فعل ظاہر ہوتا ہے اسیطرح جس چیز کی صورت عالم مین ظاہر ہوگی اسکا نقش پہلے لوح محفوظ مین ظاہر ہوتا ہے اور تیرے دماغ مین جس طرح قوت لطیف ہے کہ پٹھون کو جنبش دیتی ہے تاکہ پٹھے ہاتھ اور انگلی کو جنبش دین اور انگلی قلم کو حرکت دے اسی طرح جواہر لطیف یعنی فرشتہ جو کہ عرش اور کرسی پر مقرر ہین آسمانون اور تارون کو جنبش دیتے ہین اور جس طرح دماغ کی قوت رگون اور پٹھون کی اعانت سے انگلیون کو جنبش دیتی ہے اسی طرح وہ جواہر لطیف جنکو ملائکہ کہتے ہین تارون اور تارون کے تار شعاعی کے واسطہ سے عالم سفلی[1] مین امہات[2] عالم سفلی کی طبیعتون کو جنبش دیتے ہین ان کو چار طبع یعنی گرمی سردی تری خشکی بھی کہتے ہین اور جس طرح قلم سیاہی کو جنبش دیتا ہے اور پراگندہ اور جمع کرتا ہے تاکہ بسم اللہ کی صورت پیدا ہو اسی طرح یہ گرمی سردی بھی پانی اور مٹی اور ان مرکبات کی اصلون کو جنبش دیتی ہین اور جس طرح کاغذ پر سیاہی کو قلم جب پراگندہ اور جمع کرتا ہے تو کاغذ اسے قبول کرلیتا ہے اسی طرح تری ان مرکبات کو شکل کے قابل کرتی ہے اور خشکی انھین شکل کا نگہبان کردیتی ہے تاکہ مرکبات[3] اس شکل کی حفاظت کرین اور اس شکل کو چھوڑ نہ دین اسواسطے کہ اگر تری نہ ہو تو مرکبات خود شکل قبول نہ کرین اور اگر خشکی نہو تو شکل کی حفاظت نہ کرسکین اور جسطرح قلم جب اپنا کام تمام کرتا ہے اور اپنی حرکت کو اختتام کرتا ہے تو بسم اللہ کی صورت آنکھ کی مدد سے اس نقش کے موافق جو خزانہ خیال مین تھا پیدا ہوتی ہے اسیطرح جب سردی گرمی ان مرکبات کی اصلون کو حرکت دیتی ہے تو فرشتون کی مدد سے حیوان اور نبات کی صورت اس عالم مین اُس صورت کے موافق جو لوح محفوظ مین تھی پیدا ہوتی ہے اور جس طرح تیرے سب کامون کا اثر تیرے دل سے پیدا ہو کر سب اعضا مین پراگندہ ہوتا ہے اسیطرح عالم اجسام کا آغاز کار عرش مین ہوتا ہے اور جسطرح اس خاصیت کو پہلے دل قبول کرتا ہے اور اعضا اسکے بعد اور لوگ دلکو تیرے ساتھ نسبت دیتے ہین اور جانتے ہین کہ تو دل مین رہنے والا ہے اسیطرح جب سب چیزون پر تصرف عرش کے واسطے سے ہے لوگ جانتے ہین کہ حق تعالےٰ ساکن عرش اعلیٰ ہے اور جس طرح جب دل پر تو غالب ہوا اور دل کا کام درست ہوگیا تو مملکت بدن کی تدبیر تو کرسکتا ہے اسی طرح جب حق سبحانہ تعالےٰ عرش پیدا کرنے سے عرش پر غالب ہوا اور عرش سیدھا کھڑا ہوا اور مغلوب ہوگیا تو تمام مملکت

[1] یعنی یہ عالم جو آسمان کے نیچے ہے ۱۲ [2] اس عالم کی اصلین ۱۲ [3] چار عناصر سے بنی ہوئی چیزین ۱۲

عالم کی تدبیر ٹھیک کی ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ اسی سے عبارت ہے اے عزیز جان تو کہ یہ سب حق ہے اور جو لوگ صاحب بصیرت
ہین انکو مکاشفہ سے صاف یہ معلوم ہوا ہے اور فی الحقیقت وہ جانتے ہین کہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اور اس بات کو حق جان کہ پادشاہ
کو پادشاہون کے سوا کوئی نہین جانتا اگر تجھے تیری مملکت پر پادشاہ نہ کیا ہوتا اور خداوند تعالے نے اپنی مملکت کا مختصر سا نسخہ تجھے خود
نہ دیا ہوتا تو خداوند عالم کو تو ہرگز نہ پہچان سکتا تو اُس پادشاہ کا شکر کر جسنے تجھکو پیدا کیا اور رتبہ بادشاہی دیا اور اپنی مملکت کا نمونہ تجھے
مملکت دی دل سے تیرا عرش روح حیوانی جسکا منبع دل ہے اس سے تیرا اسرافیل بنایا اور دماغ سے تیری کرسی خزانہ خیال سے
تیری لوح محفوظ بنائی آنکھ کان اور سب حواسون سے تیرے فرشتے دماغ کا گنبد جو چھون کا منبع ہے اس سے تیرا آسمان اور تارے
بنائے اور انگلی قلم سیاہی سے طبائع تیرے مسخر فرمائے تیرے دل کو بیچون اور بیچگون پیدا کرکے سب اعضا پر پادشاہ کردیا اب تجھسے کہا کہ
اپنی اور اپنی پادشاہی سے زینہار غافل نہ رہنا ورنہ اپنے خالق سے غافل رہے گا فَاِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ فَاعْرِفْ نَفْسَکَ
یَا اِنْسَانُ تَعْرِفُ رَبَّکَ **فصل** یہ سب جو بیان ہوا کہ آدمی کی پادشاہی حضرت مالک الملک کی سلطنت کا نمونہ ہے اس سے بڑے
بڑے دو علمون کی طرف اشارہ ہے ایک آدمی کے نفس کا علم اور قوتون اور صفتون کے ساتھ اسکے اعضا کا تعلق اور دل کیساتھ صفتون اور قوتون
کے تعلق کا حال معلوم ہوا یہ ایسا طولانی علم ہے کہ ایسی کتاب مین اسکی تحقیق بیان نہین ہوسکتی اور دوسری یہ تفصیل معلوم ہوئی کہ پادشاہ عالم
کی مملکت کو فرشتون سے اور فرشتون کو آسمین اور آسمان عرش کرسی کو ملائکہ سے علاقہ اور ربط ہے یہ بھی بڑا علم ہے اور اس اشارہ سے یہ مطلب ہے
کہ جو شخص زیرک اور ہوشیار ہوگا ان سب تونکا اعتقاد کریگا اور حق سبحانہ تعالی کی عظمت ان سب باتون سے جانیگا اور جو سفیہ اور احمق ہوگا وہ یہی نہ جانیگا
کہ خود کیونکر غافل اور نادان رہا اور کیون مبتلائے نقصان رہا کہ ایسے پادشاہ ذوالجلال صاحب حسن وجمال کے دیدار سے محروم اور محجوب ہے اور خلائق
کو حضرت الٰہیت کے جمال سے تو کیا خبر ہوگی مگر اسقدر جو بیان کیا گیا فقط اسواسطے ہے کہ خلق کچھ پہچان سکے کہ خود کیا ہے **فصل** جو لوگ عالم علم
طبیعی اور واقف علم نجوم ہین وہ بیچارے محروم ہین کہ کامون کو عناصر اور ستارون پر حوالہ کرتے ہین انکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چیونٹی
کاغذ پر چلے اور کاغذ کو دیکھے کہ سیاہ ہوا جاتا ہے اور اسپر نقش بنتا ہے پھر غور کرکے قلم کی نوک کو دیکھے اور خوش ہو کہ مین نے اس کام کی
حقیقت پہچان لی اور چھٹی پائی کاغذ پر یہ نقش قلم ہی بناتا ہے بس یہی حال عالم علم طبیعی کا ہے کہ اخیر درجہ کے محرک کے سوا کچھ نہین جانتا بعد اسکے
اس چیونٹی کے پاس دوسری چیونٹی جسکی آنکھ بڑی اور نگاہ تیز ہو آئے اور پہلی چیونٹی سے کہے تو نے غلطی کی مین اس قلم کو تابع دیکھتی ہون
اور قلم کے علاوہ ایک چیز اور دیکھتی ہون وہ نقاشی کرتی ہے اور اپنی اس سمجھ پر خوش ہوکر کہے کہ جو مین نے جانا یہی حق ہے کہ انگلیان
نقاشی کرتی ہین قلم نقاشی نہین کرتا قلم انگلیون کا تابع ہے یہی نجومی کی مثال ہے کہ عالم طبیعی سے اسکی نگاہ دور پہونچی اس نے دیکھا
کہ طبائع ستارون کے مسخر اور مطیع ہین لیکن یہ نہ سمجھا کہ ستارے فرشتون کے اختیار مین ہین اور اُن درجون پر جو کہ اسکی سمجھ اور
علم سے اعلی تھے پہونچ نہ سکا اور جسطرح منجم اور طبیعی کے درمیان عالم اجسام مین یہ تفاوت ہوا اور اسی کی وجہ سے اختلاف پڑا اسیطرح
ان لوگون کے درمیان جو عالم ارواح مین ترقی کرتے ہین اختلاف پڑا کہ اکثرون نے عالم اجسام سے ترقی نہ کی اور عالم اجسام سے باہر

۱ پھر حق تعالی سیدھا ہوا عرش پر تدبیر کرتا ہے کامونکی ۱۲ ۲ البتہ اللہ نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر ۱۲ ۳ پس بیشک اللہ تعالی نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر پس اگر پہچان لے تو اپنے نفس کو اے انسان پہچان لیگا تو اپنے رب کو ۱۲

باہر انھون نے کوئی چیز نہ پائی وہ لوگ پہلے ہی درجہ پر رہ گئے اور عالم ارواح کیطرف معراج کی جو راہ ہے وہ اُن پر بند ہوگئی اور عالم ارواح یعنی عالم انوار مین بھی اسی طرح دشوار گذار راہین اور آڑین بہت ہین ان مین سے بعضون کے ستارون اور بعضون کے ماہتاب اور بعضون کے آفتاب کے مانند درجے ہین اور یہ ان لوگون کی معراج کے مراتب ہین جنھین حقتعالی ملکوت آسمان دکھائے جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے[۱] وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا[۲] اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور اسیواسطے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے[۳] اِنَّ لِلّٰهِ سَبْعِیْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُّوْرٍ لَوْکَشَفَهَا لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ كُلَّ مَنْ اَدْرَكَ بَصَرَهٗ کتاب مشکات الانوار اور مصباح الاسرار مین اس مطلب کی تفصیل اور شرح لکھی ہے وہان دیکھنا چاہیے اے عزیز مقصود یہ ہے تو اس بات کو جان لے کہ علم طبیعی کے عالم بیچارہ نے کسی چیز کو سردی گرمی پر جو حوالہ کیا ہے درست کہا ہے اگر گرمی سردی اسباب الٰہی کے درمیان مین نہ ہوتی تو علم طب باطل ہو جاتا لیکن اسوجہ سے خطا کی کہ اسکی نگاہ کم اور کوتاہ تھی یاری نہ کرسکی پہلی منزل مین رہ گیا اور گرمی سردی کو اصل ٹھہرایا مسخر نہ سمجھا اور ان ہی کو مالک جاننا چاہا کر نہ سمجھا حالانکہ گرمی سردی اُن بیقدر نوکرون مین سے ہے جو جوتون کی پاس والی صف مین کھڑے رہتے ہین اور منجم نے جو ستارونکو اسباب الٰہی مین داخل کیا تو سچ کہا اسواسطے کہ اگر اسباب الٰہی مین نہ ہوتے تو دن رات برابر ہوجاتا کیونکہ آفتاب ستارہ ہے روشنی اور گرمی اس جہان مین اسی کے سبب سے ہے اور جاڑا گرمی بھی برابر ہوجاتا اسواسطے کہ گرمی مین گرمی اسوجہ سے ہوتی ہے کہ آفتاب وسط آسمان کے نزدیک ہوتا ہے اور جاڑے مین دور ہوتا ہے اور جس خدا کی قدرت مین یہ ہے کہ آفتاب کو گرم اور روشن بنایا کیا تعجب کہ زحل کو سرد خشک اور زہرہ کو گرم تر پیدا کیا یہ سمجھ ایمان مین کچھ خلل نہین کرتی لیکن منجم نے یہ غلطی کی کہ ستارون کو اصل سمجھا اور کامون کو ان ہی پر محول جانا اور ستارونکا مسخر ہونا نہ دیکھا[۴] وَّالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ہ وَّالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ نہ سمجھا مسخر وہ ہے جسے کام مین لائین تو ستارے کارگزار ہین اپنی طرف سے کام نہین کرتے بلکہ جس طرح پٹھے اعضاء کو حرکت دینے مین اُس قوت کی جہت سے کام مین آتے ہین جو دماغ مین ہے اسیطرح ستارے بھی اُن فرشتون کے واسطے سے جو کام مین رہتے ہین عمال ہین اور ستارے بھی اگرچہ نقیبون کے درجہ پر کم رتبہ نوکر ہین لیکن چار طبائع جو کاتب کے قلم کیطرح سب سے اخیر درجہ کے فرمانبردار ہین اُنکی طرح ستارہ اخیر درجہ کے اُن نوکرون مین نہین جو جوتون والی صف مین رہتے ہین **فصل** خلق مین ایسے بہت اختلافات ہین کہ ایک ایک وجہ سے ہر ایک کی باتین سچ اور راست ہین لیکن لوگ ایک چیز کو کچھ دیکھتے ہین کچھ نہین اور سمجھتے ہین کہ ہم نے اسکو پورا دیکھ لیا ان لوگونکی یہ مثال ہے جیسے اندھون کا حال ہے اندھے جب سنتے ہین کہ انکے شہر مین ہاتھی آیا ہے تو اسکو پہچاننے جاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اسے ہاتھ سے پہچان سکین گے اور ہاتھ سے ٹٹولتے ہین کسی کا ہاتھ ہاتھی کے کان پر پڑتا ہے کسی کا پاؤن پر کسی کا دانت پر یہ اندھے جب اور اندھون کے پاس جاتے ہین اور وہ اُنسے ہاتھی کی صفت پوچھتے ہین تو ان مین سے جس اندھے کا ہاتھ ہاتھی کے پاؤن پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے ستون اور جسکا ہاتھ دانت پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے عمود اور جسکا ہاتھ کان پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے کمل تو سب ایک ایک وجہ سے سچ بھی کہتے ہین اور اسوجہ سے دھوکا بھی کھاتے ہین کہ سمجھتے تھے کہ ہم نے تمام ہاتھی کو پہچان لیا اور حقیقت مین تمام ہاتھی کو نہین پہچانا تھا اسیطرح نجومی اور طبیعی کو

[۱] اور اسی طرح ہم نے دکھائی ابراہیم کو پادشاہی آسمانون اور زمین کی ۱۲ [۲] تحقیق کہ مین نے توجہ کیا اپنے منھ کو ایسے کی طرف جس نے بنایا آسمانون اور زمین کو ۱۲ [۳] بیشک اللہ کے واسطے ستر ہزار پردے ہین نور کے اگر اُٹھائے ان پردون کو ہر آئینہ جلادین تجلیان اسکے رخ کی اُن سب کو جن کی نظر ان پر پڑے ۱۲ [۴] اور سورج اور چاند اندازہ ہین اور چاند اور تارے اُسکے حکم کے مطیع ہین ۱۲

انکھ حق تعالیٰ کے ایک نوکر اور فرمانبردار پر پڑی اسکی سلطنت قاہرہ اور قدرت کاملہ سے دنگ ہو کر نوکر کو کہا کہ یہی پادشاہ ہے اور هٰذَا رَبِّيْ[1] جب کسی کو خدا نے راہ راست بتائی اور جنکو اپنا رب سمجھا تھا ان سب کا نقصان اسنے دیکھا اور اُن کے علاوہ دوسرے کو دیکھا تو کہا کہ جسے مین رب اور خدا سمجھا تھا وہ تو اور کے حکم کے تابع ہے اور جو دوسرے کے حکم کے تابع ہو وہ خدائی کے لائق نہین لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ[2]

فصل

کواکب اور طبائع اور بروج اور فلک الکواکب جو بارہ برجون پر تقسیم ہے اور ان کے علاوہ جو عرش عظیم ہے ایک وجہ سے ان سب کی مثال اُس پادشاہ کی ایسی ہے جس کا ایک خاص حجرہ ہو اور اس کا وزیر اس حجرہ مین مبٹھا ہو اور اس حجرہ کے گرداگرد بارہ دروازون کا رواق ہو اور ہر ہر دروازہ مین اس وزیر کا ایک ایک پیشدست بیٹھا ہو اور سات نقیب سوار باہر سے اُن دروازون کے گرد پھرتے ہون اور پیشدستون کو وزیر کے جو احکام آتے ہین انھین سنتے ہون اور چار پیادے ان سات سوارون سے دور کھڑے ہون اور ان سوارون کو دیکھ رہے ہون کہ دولت سے انکو کیا حکم آتا ہے اور ان چارون پیادون کے ہاتھ مین چار کمندین ہون کہ انھین ڈالکر کسی گروہ کو حکم کے موافق حاضر حضور کرین اور کسی کو دور کرین کسی گروہ کو خلعت دین کسی کو سزا اور اذیت دین عرش حجرۂ خاص کے مانند ہے اور وزیر مملکت کے جلوس فرمانے کی جگہ ہے اور وہ ایک بڑا مقرب فرشتہ ہے اور تارون والا آسمان رواق ہے اور بارہ برج بارہ دروازہ ہین اور اس وزیر کے نائب اور فرشتے ہین ان فرشتونکا درجہ اس مقرب فرشتے کے درجے سے کم ہے اور ان فرشتون مین سے ہر ایک کو ایک ایک کام سپرد ہے اور سات ستارے سات سوار ہین کہ نقیبون کی طرح ان دروازونکے گرد ہمیشہ پھرا کرتے ہین اور ہر ہر دروازے سے ایک ایک قسم کا حکم انھین پہونچتا رہتا ہے اور جنکو چار عنصر کہتے ہین یعنی آگ پانی خاک ہوا چار پیادونکے مانند ہین کہ اپنے وطن سے باہر نہین جاتے اور چار طبیعتین یعنی گرمی سردی تری خشکی چار کمندین ان چار پیادون کے ہاتھ مین ہین مثلاً جب کسی کا حال بدلجائے یعنی دنیا سے اپنا منھ پھیرے اور رنج اور درد اسپر غالب ہوجائے اور دنیا کی نعمتین اسے دل سے بُری معلوم ہونے لگین اور انجام کار کا رنج و فکر اسے گھیرے تو طبیب کہیگا کہ یہ بیمار ہے اور اس بیماری کو مالیخولیا کہتے ہین افتیمون کا جوشاندہ اسکا علاج ہے طبیعی کہیگا کہ خشکی جب دماغ مین غالب ہوجاتی ہے تب یہ بیماری پیدا ہوتی ہے اور جاڑون کی ہوا اس خشکی کا سبب ہے جبتک فصل بہار نہ آئیگی اور رطوبت ہوا مین نہ آجائے گی یہ بیمار اچھا نہ ہوگا اور نجومی کہیگا کہ اس شخص کو سودا ہے عطارد کو مریخ سے جب منحوس مشاکلت ہوتی ہے تو سودا پیدا ہوتا ہے جبتک عطارد سعیدین کے مقابلہ یا تثلیث پر نہ آئے گا اس شخص کا حال اصلاح نہ پائے گا طبیب اور طبیعی اور نجومی سب سچ کہتے ہین ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ[3] لیکن یہ بات کہ حضرت ربوبیت سے اس شخص کی سعادت کا حکم ہوا اور دو نقیب تیز آزمودہ کار یعنی عطارد اور مریخ کو اسواسطے بھیجا کہ درگاہ آلہی کے پیادون مین سے ایک پیادہ یعنی ہوا خشکی کی کمند مارے اور اس شخص کے دماغ مین خشکی ڈالدے اور دنیا کی لذتون کیطرف سے اس شخص کا منھ پھیر دے ڈر اور رنج کے کوڑے مار کے قصد اور طلب کی مہار پھیر کر اسے درگاہ آلہی مین بلائے نہ علم طب مین ہے نہ علم طبیعت و نجوم مین بلکہ یہ گوہر آبدار علم نبوت کے بحر ناپیدا کنار سے نکلتا ہے یعنی یہ بات عالم علوم نبوت سے معلوم ہوتی ہے جو مملکت کے سب کنارون اور جناب احدیت کے سب عاملون اور نقیبون اور نوکرون کو محیط ہے اور پہچانتا ہے کہ ہر ایک عامل وغیرہ کس شغل کیواسطے ہین اور کسکے حکم سے حرکت کرتے ہین اور خلق کو کہان بلاتے ہین اور کہان سے باز رکھتے ہین تو ہر ایکنے جو کچھ کہا سچ کہا لیکن پادشاہ مملکت اور تمام سپہسالارون کے

[1] یہ پروردگار ہے میرا ۱۲ [2] مین نہین دوست رکھتا ہون نیچے جھکنے والون کو ۱۲ [3] یہ ان کی نہایت کا مرتبہ ہے علم کی رو سے ۱۲ —

بھیدسے اُسنے خبر نہ رکھی حق تعالےٰ اسی طرح بلا بیماری سو دا محنت سے خلق کو اپنے حضور بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ بیماری نہین ہماری مہربانی کی کمند ہے کہ اپنے دوستون کو اس کمند کے ذریعے سے اپنے حضور مین ہم بلاتے ہین اِنَّ الْبَلَآءَ مُوَکَّلٌ بِالْاَنْبِیَآءِ ثُمَّ الْاَوْلِیَآءِ ثُمَّ الْاَمْثَلِ فَالْاَمْثَلِ[۱] بیمار جان گران کو نہ دیکھو کہ یہ میرے خاص بندے ہین مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ[۲] انھین کی شان مین آیا ہے آدمی کی پادشاہی جو اُسکے بدن کے اندر ہے پہلی مثال سے اسکا حال معلوم ہوا اور آدمی کی پادشاہی جو اسکے بدن کے باہر ہے دوسری مثال سے اسکا حال کھلا اور اسیو جہسے بدن کے باہر کی پادشاہی کی پہچان بھی اپنے تئین پہچاننے سے حاصل ہوتی ہے اسی سبب سے معرفت نفس کو ہمنے پہلا عنوان کیا یعنے اسے اول ہی مین بیان کیا **فصل** اے عزیز اب سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ[۳] کے معنی تجھکو پہچاننا چاہیے کہ یہ چھوٹے سے چار کلمے جامع معرفت الٰہی ہین جب اپنی پاکی اور تنزیہ سے حق تعالیٰ کی پاکی اور تنزیہ تو نے پہچان لی تو سبحان اللہ کے معنی پہچان لیے اور جب اپنی بادشاہی سے خدا تعالیٰ کی بادشاہی مفصل تو نے جان لی کہ سب اسباب درمیانی اسی کے تابع ہین جیسے قلم کاتب کے ہاتھ مین تو الحمد للہ کے معنے جان لیے کہ جب اسکے سوا کوئی نعمت دینے والا نہین ہے تو حمد اور شکر اسکے سوا اور کسی کے واسطے نہین ہو سکتا اور جب تو نے یہ امر معلوم کر لیا کہ احکم الحاکمین کے سوا کوئی خود سر حاکم نہین ہے تو لا الہ الا اللہ کے معنی تجکو معلوم ہو گئے اب وہ وقت ہے کہ اللہ اکبر کے معنی تو پہچانے اور یہ بات جانے کہ یہ سب جو تو نے پہچانا ہے حق تعالیٰ کی کنہ حقیقت کو نہین جانا ہے اسواسطے کہ حق تعالیٰ بہت بزرگ اور بڑا ہے اسکے معنی یہ ہین کہ وہ اسبات سے بزرگ تر اور بڑا ہے کہ خلق اسے قیاس سے پہچان سکے یہ معنی نہین ہین کہ وہ اورون سے بڑا اور بزرگ ہے کیونکہ اسکے ساتھ اور کوئی چیز خود موجود ہی نہین کہ وہ اس چیز سے بزرگ اور بڑا ہو اسواسطے کہ سب موجودات اسی کے وجود کا نور ہے اور آفتاب کا نور آفتاب سے علاوہ اور کوئی چیز نہین کہ یہ بات کہہ سکین کہ آفتاب اپنے نور سے بڑا اور بزرگ ہے بلکہ اللہ اکبر کے معنی یہ ہین کہ وہ اس امر سے بزرگ ہے کہ عقل کے قیاس سے آدمی اسے پہچان سکے معاذ اللہ حق تعالیٰ کی پاکی اور تنزیہ کیا آدمی کی پاکی اور تنزیہ کی ایسی ہوئی آدمی تو کیا وہ تمام مخلوقات کی مشابہت سے پاک ہے اور معاذ اللہ حق تعالیٰ کی پادشاہی کیا آدمی کی پادشاہی کے مثل ہوئی جو کہ اسے اپنے بدن پر ہے اور نعوذ باللہ علم و قدرت وغیرہ حق تعالیٰ کے صفات کیا آدمی کی صفتون کے مانند ہوئے بلکہ یہ تو ایک شائبہ سا ہے کہ تجھے عجز بشریت کی قدر حضرت الٰہیت کا جمال کچھ حاصل ہو جائے اور اس شائبہ کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی لڑکا ہم سے یہ پوچھے کہ ریاست اور سلطنت اور پادشاہی کرنے مین کیا مزہ ہوتا ہے اس سے ہم یہی کہینگے جیسے گیند ڈنڈا کھیلنے مین مزہ ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ تو اس مزہ کے سوا اور کوئی مزہ جانتا ہی نہین اور جو مزہ اسے حاصل ہی نہ ہوگا اس مزہ کو وہ قیاس سے پہچان بھی نہ سکے گا ہان اس مزہ کو البتہ پہچانیگا جسکا شائبہ اُسے حاصل ہو اور یہ سب کو معلوم ہے کہ سلطنت کی لذت کو گیند ڈنڈا کھیلنے کی لذت سے کچھ نسبت ہی نہین لیکن بہر حال لذت اور خوشی کا نام دونون پر صادق آتا ہے تو نام مین ایک وجہ سے کچھ برابر ہین اسی سبب سے یہ معرفت کا شائبہ لڑکون کو چاہیے اے عزیز معرفت الٰہی کا جو شائبہ مذکور ہوا اور مثالین بیان ہوئی ہین ایسا ہی انھین بھی جان لے پس حق تعالیٰ کے سوا حق تعالیٰ کی حقیقت کو تمام و کمال کوئی نہین جانتا **فصل** حق سبحانہ تعالیٰ کی معرفت کی تفصیل دراز ہے ایسی کتاب مین ٹھیک بیان نہین ہو سکتی جسقدر بیان ہوا اسیقدر اسبات کیواسطے کافی ہے کہ لوگ آگاہ ہو جائین اور آدمی کو اپنے مقدور بھر تمام معرفت ڈھونڈھنے کا شوق پیدا ہو جائے اسواسطے کہ آدمی کا کمال سعادت اسکی بدولت ہے بلکہ آدمی کی

[۱] بیشک بلا مقرر کیگئی ہے انبیا پر پھر اولیا پر پھر بزرگتر پھر بزرگتر پر ۱۲ [۲] مین بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی ۱۲ [۳] پاک ہے اللہ اور سب تعریف اللہ کیواسطے ہے اور کوئی معبود نہین مگر اللہ اور اللہ بہت بڑا ہے ۱۲

سعادت کا ذریعہ خدا کی معرفت اور بندگی اور عبادت ہے اور یہ بات کہ آدمی کی سعادت خدا کی معرفت مین ہے اسکی وجہ پہلے ہی بیان ہو چکی ہے لیکن بندگی اور عبادت آدمی کے واسطے موجب سعادت ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آدمی جب مریگا تو خدا ہی سے اُسے سروکار ہوگا اِلَیْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَصِیْرُ[1] اور جس شخص کو کسی کے پاس رہنا ہو اُس شخص کا موجب سعادت یہی ہے کہ جسکے پاس رہنا ہے اسے دوست رکھے اور جتنا زیادہ اسے دوست رکھیگا اتنی ہی اسکی سعادت بڑھیگی اسواسطے کہ محبوب کے دیدار مین بہت لذت اور راحت ہوتی ہے اور حق تعالی کی دوستی آدمی کے دل پر معرفت اور ذکر کی کثرت ہی سے زیادہ ہوتی ہے اسواسطے کہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہے تو اسکا ذکر زیادہ کرتا ہے اور جب اُسکا ذکر زیادہ کرتا ہے تو اسکے دوستون مین ہو جاتا ہے اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی اور فرمایا اَنَا بُدُّكَ اللَّازِمُ فَالْزِمْ بُدَّكَ یعنے مین تیرا سہارا ہون اور تیرا سر و کار مجھی سے ہے ہر ایک دم میرے ذکر سے غافل نہ رہ اور دلپر ذکر جب ہی غالب ہوتا ہے کہ آدمی ہمیشہ عبادتون مین مشغول رہے اور فراغت سے عبادت اسیوقت ہوتی ہے کہ آدمی سے خواہشون کا رشتہ تعلق ٹوٹ جائے اور خواہشون کا رشتہ تعلق جب ہی ٹوٹتا ہے کہ آدمی گناہون سے ہاتھ اٹھاوے تو گناہون سے ہاتھ اُٹھانا فراغت دل کا سبب ہے اور عبادت کرنا غلبۂ ذکر کا سبب ہے اور یہ دونون سبب محبت ہین اور محبت تخم سعادت ہے اور سعادت نجات اور فلاح سے عبارت ہے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى[2] اور چونکہ سب کام عبادت نہین ہو سکتے بعضے ہو سکتے ہین بعضے نہین اور سب خواہشون سے دستبردار ہونا ممکن ہے نہ درست ہے اسواسطے کہ اگر آدمی کھانا نہ کھائیگا تو ہلاک ہو جائیگا اگر جورو سے جماع نہ کریگا نسل منقطع ہو جائیگی بعضی خواہشین لائق ترک ہین بعضی قابل عمل ہین تو ایک اندازہ اور حد چاہیے کہ قابل ترک کو لائق عمل سے جدا کرے اور یہ دو حال سے خالی نہین یا آدمی اپنی عقل اور خواہش اور تجویز سے حد باندھ لے اور اپنی فکر اور غور سے اختیار کرلے یا دوسرے سے حد بندھوالے اور اندازہ کرالے اور یہ امر محال ہے کہ آدمی کو اپنی تجویز اور اختیار پر چھوڑ دین اسواسطے کہ خواہش خود اسپر غالب ہوتی ہے اور راہ حق ہمیشہ اس پر پوشیدہ رکھتی ہے اور جس چیز سے آدمی کی مراد برآتی ہے وہ چیز خواہش کے سبب اسے اچھی نظر آتی ہے تو چاہیے کہ خود مختار نہ کیا جائے بلکہ دوسرے کا فرمانبردار کیا جائے اور ہر ایک اس قابل نہین کہ اسکی فرمانبرداری کیجائے بلکہ اسواسطے بڑا دوراندیش چاہیے وہ انبیا ہین تو خواہ نخواہ شریعت کی اتباع اور اسکی حدون اور حکمون کو لازم پکڑنا ضرور سعادت کی راہ ہوگا اور بندگی کے یہی معنی ہین اور جو کوئی شریعت کی حدون سے گذر جائیگا اپنے ہاتھون ہلاکت کے خوف مین پڑے گا اسی سبب سے حق تعالے نے فرمایا ہے وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ[3]

فصل غیر مباح کو مباح جاننے والے جو حق تعالی کی حدون اور حکمون سے دستبردار ہو گئے اُنکی غلطی اور نادانی سات وجہ سے ہوتی ہے پہلی وجہ اُس فرقہ کی نادانی کی ہے جو خدا تعالی کا ایمان ہی نہین رکھتا کہ اُس بیچون کو وہم و خیال کے خزانہ مین چگونگی کے ساتھ ڈھونڈھا جب نہ پایا تو اسکی خدائی سے انکار کیا اور کامون کو طبیعت اور تارون پر حوالہ کیا اور سمجھے کہ آدمی اور حیوانات اور یہ عالم عجیب اس حکمت اور ترتیب کے ساتھ خود بخود پیدا ہوئے ہین یا آپ سے آپ ہمیشہ سے ہین یا یہ سب طبیعت کا کام ہے جب علم طبیعی کا عالم آپ سے خود بیخبر ہے تو اور چیز کو کیا پہچانے گا اور ان کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اچھا سا خط دیکھے اور سمجھے کہ یہ آپ سے آپ پیدا ہوا ہے کاتب کے علم اور قدرت اور ارادہ کو اس مین کچھ دخل نہین ہے یا یہ خط ہمیشہ یون ہی لکھا ہوا تھا

[1] اسی کی طرف رجوع اور بازگشت ہے ۱۲ [2] بیشک اسنے نجات پائی جسنے اپنے تئین پاک کیا اور یاد کیا اپنے پروردگار کا نام پھر نماز پڑھی ۱۲ [3] جو اللہ کی حدون سے بڑھ گیا اسنے اپنے اوپر ظلم کیا ۱۲ ۔

اور جسکا اندھا پن اسقدر ہو وہ بدبختی اور گمراہی کی راہ سے کبھی نہ پھریگا اور نجومی اور طبیعی کی غلطی پہلے ہی بیان ہو چکی ہے دوسری وجہ اس گروہ کے جہل ور نادانی کی ہے جو آخرت کا معتقد نہ ہوا کیونکہ وہ لوگ یہ سمجھے کہ آدمی گھاس پات کے مثل یا اور حیوانون کے مانند ہے جب مر جائیگا نیست ہو جائیگا اس پر نہ عتاب ہے نہ اسکا حساب اسپر نہ عذاب ہے نہ اسکو ثواب اور اپنے نفس کو نہ جاننا اس جہل کا سبب ہے کہ اپنے تئین آپ جانتا ہے کہ گدھا بیل یا گھاس ہے اور وہ روح جو آدمی کی حقیقت ہے اُسے نہین پہچانتا ہے کہ وہ ہمیشہ رہیگی ہر گز کبھی نہ مریگی لیکن اسکا ڈھانچا اس سے پھیر لین گے اور اسی کو موت کہتے ہین موت کی حقیقت چوتھے عنوان مین کہی جائیگی تیسری وجہ ان لڑکون کے جہل اور نادانی کی ہے جو جناب احدیت اور قیامت کا ایمان تو رکھتے ہین مگر ضعیف اور شریعت کے معنی نہین پہچانتے اور کہتے ہین کہ حق تعالیٰ کو ہماری عبادت کی کیا حاجت ہے اور ہمارے گناہ سے کیا رنج اور اذیت ہے کہ وہ بادشاہ ہے اور ہماری عبادت سے بے پروا ہے اسکے نزدیک عبادت اور گناہ سب برابر ہے یہ جاہل قرآن شریف مین نہین دیکھتے کہ حق تعالیٰ ایک بار ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ اور وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اور مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ یہ بدبخت شریعت سے جاہل ہے یہ جانتا ہے کہ شریعت یہ ہے کہ خدا کیواسطے کام کرنا چاہیے اپنے واسطے نہین اور یہ ایسا امر ہے کہ کوئی بیمار پرہیز نہ کرے اور کہے کہ طبیب کو اس سے کیا کہ مین اسکا حکم مانون یا نہ مانون اسکا یہ کہنا تو سچ ہے لیکن وہ ہلاک ہو جائیگا طبیب کی حاجت کیوجہ سے نہ ہلاک ہوگا لیکن اس باعث سے ہلاک ہو جائیگا کہ پرہیز نہ کرنے مین اسکی ہلاکت ہے طبیب نے تو اسے صحت کی راہ بتائی کہ پرہیز کرے اُسنے نہ کیا تو راہ بتانیوالے کا کیا نقصان لیکن وہ خود ہلاک ہو جائیگا جیسے بدن کی بیماری اس جہان مین ہلاکت کا باعث ہے دلکی بیماری اس جہان مین شقاوت کا سبب ہے اور جیسا دوا اور پرہیز بدن کی صحت اور سلامتی کا سبب ہے عبادت اور معرفت اور گناہون سے پرہیز دلکی سلامتی کا باعث ہے وَلَا يَنْجُوْ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ چوتھی وجہ ان لوگونکے جہل اور نادانی کی ہے جو اور وجہ سے شریعت سے بیخبر ہو کر کہتے ہین کہ شرع حکم فرماتی ہے کہ خواہش غصّہ ریا سے دل کو پاک کرو اور یہ امر ممکن نہین اسواسطے کہ خدا تعالیٰ نے آدمی کو ان ہی چیزون سے پیدا کیا ہے اور کہتے ہین کہ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص چاہے کہ سیاہ کو سفید کرے تو اس حکم کی تعمیل کرنا محال ہے اور یہ احمق یہ نہین سمجھتے کہ شرع نے یہ حکم نہین فرمایا ہے کہ غصّہ وغیرہ کو دور کرو بلکہ یہ حکم کیا ہے کہ انھین ادب سکھاؤ اور اسطرح دبائے رکھو کہ شرع اور عقل پر غالب نہ ہو جائین اور سرکشی نہ کرنے پائین اور شرع کی حد مین نگاہ رکھین اور گناہ کبیرہ سے دور رہین تاکہ غفور رحیم انکے گناہ صغیرہ بخشدے اور یہ بات ممکن ہے بہت لوگ اس درجہ پر پہونچے ہین اور رسول مقبول صلعم نے کیا نہین فرمایا ہے کہ غصّہ نہ چاہیے اور عیش نہ چاہیے حالانکہ آپ کے نو محل تھے اور فرمایا مین تمھاری طرح آدمی ہون اَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ یعنے آدمی کی طرح مجھے غصّہ آتا ہے اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ یعنی اس شخص کی تعریف کی ہے جو غصّہ کو ہضم کر جائے اسکی تعریف نہین کی جسکو غصّہ ہووے ہی نہ پانچوین وجہ ان لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو حقتعالیٰ کی صفتون سے بیخبر ہو کر کہتے ہین کہ خدا کریم اور رحیم ہے جس حال پر ہونگے ہمپر رحم ہی فرمائیگا اور یہ نہین جانتے کہ جسطرح وہ کریم ہے شدید العقاب بھی ہے اور یہ نہین کہتے کہ باوصفیکہ رحیم وکریم ہے مگر اس جہان مین اکثر خلق کو بلا بیماری بھوک مین رکھتا ہے اور یہ نہین دیکھتے کہ جبتک لوگ کھیتی اور سوداگری نہین کرتے مال ہاتھ نہین آتا

۱؎ اور جسنے تئین پاک کیا اسنے اپنے تئین پاک نہین کیا مگر اپنی ذات کے واسطے ۱۲ ۲؎ جسنے کوشش کی اُسنے کوشش نہین کی مگر اپنی ذات کے واسطے ۱۲ ۳؎ اور جس نے نیک کام کیے تو اپنی ذات کے واسطے ۱۲ ۴؎ اور کوئی نجات نہ پائیگا مگر وہ شخص جو خدا کے پاس گناہون سے دل سلامت لائیگا ۱۲

اور جبتک محنت نہین کرتے علم نہین سیکھتے اور دنیا کی تلاش مین وہ لوگ ہرگز کچھ قصور نہین کرتے اور یہ نہین کہتے کہ خدا کریم و رحیم ہے بے کھیتی اور سوداگری کیے آپ روزی دیتا ہے باوصفیکہ حق تعالے رزق کا ضامن ہے اور اسنے فرمایا ہے ؏ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا اور آخرت کا کام حق تعالی نے عمل پر حوالہ کیا ہے اور فرمایا ہے ؏ وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ چونکہ لوگ اسکے کرم کا ایمان نہین رکھتے اور رزق ڈھونڈھنے سے ہاتھ نہین اُٹھاتے لہذا آخرت کے بارے مین جو کچھ کہتے ہین فقط زبانی ہے اور نصیحت شیطانی ہے کچھ اصل نہین رکھتا چھٹی وجہ ان لوگون کی جہالت اور نادانی کی ہے جو اپنے اوپر غرور کر کے کہتے ہین کہ ہم ایسے درجے پر پہونچے ہین کہ گناہ ہمارا کچھ نقصان نہین کر سکتا اور کہتے ہین کہ ہمارا دین قلتین ہے کہ نجاست گناہ سے ناپاک ہی نہین ہوتا اور اکثر یہ احمق ایسے کم ظرف ہوتے ہین کہ اگر کوئی شخص بے ادبی کی ایک بات ان سے کرے اور انکا غرور اور ریا توڑے تو تمام عمر یہ اسکی دشمنی مین رہتے ہین اور ایک نوالہ جسکا لالچ کرتے ہون اگر انکو نہ ملے تو تمام جہان انکی آنکھون مین تنگ و تاریک ہو جاتا ہے یہ احمق ہنوز مردی اور انسانیت مین قلتین یعنی عالی ظرف نہین ہوئے ہین کہ ایسی چیزون سے باک نہ رکھین یہ دعویٰ باطل کہ ہم عالی درجہ مین گناہ ہمین کچھ مضر نہین ان احمقون کو کب سزاوار ہے اگر مثلاً کوئی شخص ایسا بھی ہو کہ دشمنی غصہ خواہش ریا اسکے پاس بھی نہ آئے تو اسکا بھی یہ دعوے کرنا محض تکبر ہے اسواسطے کہ اسکا درجہ انبیا علیہم السّلام کے درجہ سے نہ بڑھ جائیگا انبیا تو اپنی چوک اور لغزش سے روتے اور توبہ کرتے تھے بڑے بڑے صحابہ چھوٹے چھوٹے گناہون سے پرہیز کرتے تھے بلکہ شبہہ کے خوف سے حلال چیزون سے بھی بھاگتے تھے اس احمق نے کاہے سے جانا کہ شیطان کے مکر مین یہ نہین پھنسا ہے اور کیونکر پہچانا کہ اس کا درجہ انبیا؊ اور صحابہ؄ کے مرتبے سے بڑھا ہے اگر یہ احمق کہے کہ پیغمبر بھی ایسے ہی تھے کہ گناہ انکو کچھ ضرر نہ کرتا تھا لیکن نالہ و زاری اور توبہ فقط خلق کی تعلیم اور فائدے کے واسطے کرتے تھے تو یہ بھی خلق کے واسطے کیون نہین کر دیکھتا ہے کہ جو کوئی اسکا قول و فعل دیکھتا ہے وہ بھی تباہ اور خراب ہوتا ہے اور اگر کہے کہ خلق کے تباہ ہونے سے میرا کیا نقصان ہے تو رسول مقبول صلعم کا بھی کیا نقصان تھا اگر نقصان نہ تھا تو آنحضرت اپنے تئین تقوے اور پرہیزگاری کی محنت مین کیون رکھتے تھے آنحضرتؐ نے ایک صدقہ کا خرما منھ سے نکالکر پھینکدیا اگر کھا لیتے تو اس سے خلق کا کیا نقصان ہوتا اسکا کھانا سبکو درست ہو جاتا اور اگر اس خرمے سے آنحضرت صلعم کا کچھ نقصان تھا تو ان احمقون کو شراب کے قدحون سے کیون نقصان نہین آخر اس احمق کا درجہ رسول مقبول صلعم کے درجے سے زیادہ اور بڑھ کر نہین ہے اور شراب کے سو قدحون کا درجہ ایک خرمے سے زیادہ ہے تو یہ احمق اپنے تئین گویا دریا جانتا ہے کہ شراب کے سو قدحے اسکو نہ بگاڑینگے اور معاذ اللہ رسول اعظم صلعم کو گویا پانی کا چھوٹا سا برتن سمجھتا ہے کہ ایک خرما اسکو بگاڑ دیتا ایسا وقت ہے کہ شیطان اس احمق کی موچھین مڑوڑے اور جہان کے بیوقوف اس احمق کو مسخرا بنائین اسواسطے کہ عقلمندون کو اسکی بات کرنے مین دریغ و انکار ہے اور اسکی ہنسی کرنے مین ننگ و عار ہے بزرگان دین وہ لوگ ہین جو یہ بات جانتے ہین کہ جسنے خواہش کو اپنا اسیر اور زیردست نہ کیا وہ کچھ آدمی نہین ہے بلکہ جانور ہے تو جاننا چاہیے کہ آدمی کا نفس مکار اور دغاباز ہے اور سب دعوے جھوٹے کرتا ہے اور ڈینگ ہانکتا ہے کہ مین زبردست ہون پس چاہیے کہ آدمی نفس سے اسکے دعوے پر دلیل طلب کرے اور اسکے سچے ہونے پر سوال کرسکے کہ اپنے حکم مین نہ ہو بلکہ شرع کے حکم مین ہو اور کوئی دلیل نہین ہے اگر شرع کی اطاعت مین ہمیشہ خوشی سے مستعد رہے تو سچا ہے اور اگر حکم شرع مین رخصت تاویل حیلہ ڈھونڈھے تو وہ شیطان کا

لہ اور نہین ہے کوئی چلنے والا زمین پر مگر خدا ہی کے ذمہ اس کا رزق ہے ۱۲ ؎۲ اور نہین ہے آدمی کے لیے مگر جو اس نے محنت کی ۱۲

بندہ ہے اور ولایت کا دعویٰ کرتا ہے اور آخر دم تک اس سے اس دلیل کا خواستگار رہنا چاہیے ورنہ مغرور اور دنیا پر فریفتہ ہو کر ہلاک ہو جائیگا اور آدمی یہ نہین جانتا کہ متابعت شرع مین نفس کا ہمہ تن مصروف ہونا مسلمانی کا پہلا درجہ ہے ساتوین وجہ غفلت اور خواہش کی بدولت پیدا ہوتی ہے جہالت اور نادانی سے نہین پیدا ہوتی اور یہ غیر مباح کو مباح ٹھہرانے والا وہ فرقہ ہے جس نے اُن سب وجہون مین سے جن کا ذکر ابھی اوپر گذرا ہے کچھ نہ سنا ہو لیکن کسی گروہ کو دیکھا کہ اباحت کی راہ چلتے ہین اور فساد ڈالتے ہین چکنی چکنی باتین بناتے ہین اور صوفیون کا لباس پہنکر تصوّف اور ولایت کا دعویٰ کرتے ہین اس فرقہ کو بھی یہ طریقہ خوش آتا ہے اسواسطے کہ اس کی طبیعت مین لغویت اور خواہش غالب ہوتی ہے وہ فساد کرنے کی اُسکو اجازت دیتی ہے اور وہ یہ نہین جانتا کہ اس فساد کے سبب سے مجھپر عذاب ہوگا تاکہ فساد اسپر تلخ اور شاق ہو جائے بلکہ کہتا ہے کہ یہ امر فساد نہین اسکو فساد کہنا تہمت اور حدیث ہے یعنی نئی بات ہے اور وہ تہمت اور حدیث کے معنے تک نہین جانتا ایسا آدمی غافل اور شہوت پرست ہوتا ہے اور شیطان اسپر مسلط ہوتا ہے ایسا آدمی سمجھانے سے درست نہین ہوتا کہ اسکو بات سے شبہہ نہین پڑا ہے اور یہ گروہ اکثر ان لوگون مین سے ہے جنکی شان مین حقتعالیٰ نے یون ارشاد فرمایا ہے اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا اور وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَی الْهُدٰی فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۱ ان لوگون کے ساتھ زبان شمشیر سے بات کرنا چاہیے نہ حجت اور تقریر سے اور اس عنوان مین نصیحت کی تفصیل اور ہر چیز کے مباح ٹھہرانیوالون کی غلطی کے بیان مین اسیقدر کفایت کرتا ہی جو بیان کیا گیا کہ اس غلطی اور گمراہی کا سبب یا یہ ہو کہ اسنے اپنے نفس کو نہین پہچانا یا یہ ہے کہ خدا کو نہین پہچانا یا یہ ہے کہ شریعت کو نہین دریافت کیا اور جب آدمی کی نادانی ایسے کام مین ہو جو اسکی طبیعت کے موافق ہے تو اس گمراہی کا زائل ہونا دشوار ہوتا ہے اسی سبب سے لوگ کچھ شک و شبہہ نہین کرتے ہین اور بے تکلف راہ اباحت مین قدم دھرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم متحیر ہین اگر ان سے پوچھیے کہ تم کس چیز مین متحیر ہو تو جواب نہین دے سکتے اسواسطے کہ انکو مطلب ہی نہ شبہہ ان لوگون کی ایسی مثل ہے جیسے کوئی شخص طبیب سے کہے کہ مجھکو بیماری کا خلل ہے اور بیماری نہ بتائے تو جبتک اُسکی بیماری نہ جانے گا طبیب اُسکا علاج نہ کر سکے گا ایسے آدمی کا یہی جواب ہے کہ جس چیز مین تیرا جی چاہے متحیر رہ لیکن اس بات مین شک نہ کر کہ تو بندہ ہو اور تیرا خالق قادر اور عالم ہے جو چاہتا ہے کر سکتا ہے اور یہ بات اُسکو دلیل سے سمجھنا چاہیے جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔

تیسرا عنوان مسلمانی کا یہ تیسرا عنوان ہے اسمین معرفت دنیا کا بیان ہو

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ دنیا راہ دین کی منزلون مین سے ایک منزل اور اللہ کی درگاہ کے مسافرون کا راستہ ہی اور مسافرون کے زاد راہ لینے کے واسطے صحرائے معرفت کے کنارے ایک بازار آراستہ ہو دنیا اور آخرت دو حالتون سے عبارت ہے جو حالت موت سے پہلے اور آدمی سے بہت نزدیک ہے اسے دنیا کہتے ہین اور جو حالت موت کے بعد ہے اسکو آخرت کہتے ہین اور دنیا سے زاد آخرت مقصود ہے اسواسطے کہ خالق نے آدمی کو ابتدائے خلقت مین سادہ اور ناقص پیدا کیا ہے لیکن اس قابل ہے کہ ایسا کمال حاصل کرے اور ملکوت کی صورت کو اپنا نقش دل ایسا بنائے کہ درگاہ الٰہی کے قابل ہو جائے یعنی وہان باریاب ہو اور مشغول نظارۂ حضرت رب الارباب ہو اور یہی امر اسکی بہشت اور اسکی سعادت کا منتہا ہے اور خالق نے اُسے اسیواسطے پیدا کیا ہے اور جبتک اسکی آنکھ نہ کھلے گی اور اُس جمال لازوال کو نہ پہچان لے گا

۱ بیشک ہم نے انکے دلون پر پردے ڈالدیے ہین کہ وہ اسکو نہ سمجھین اور انکے کانون مین بوجھ ہے ۱۲ اور اگر اے محمد تو انھین ہدایت کیطرف بلائے تو وہ اسوقت ہدایت نہ پائین کبھی ۱۲

نظارہ کیا کر سکے گا اور پہچان معرفت سے حاصل ہوتی ہے اور خدا کی عجیب عجیب صنعتون کی پہچان جمال حضرت الٰہی کی معرفت کی کنجی ہے اور آدمی کے حواس اُن صنعتون کی معرفت کی کنجی ہین اور بغیر اس ڈھلپنجے کے جو پانی مٹی سے بنا ہے حواس ممکن نہ تھے اس وجہ سے آدمی اس خاک پانی کے عالم مین آپڑا کہ اس سے توشہ لے لے اور اپنے نفس کی معرفت اور تمام جہان حواس سے معلوم ہوتا ہے اسکی معرفت کی کنجی سے حق تعالےٰ کی معرفت حاصل کرلے جبتک یہ حواس آدمی کے ساتھ رہتے ہین اور مخبری کرتے ہین تو لوگ کہتے ہین کہ آدمی دنیا مین ہے اور جب یہ حواس رخصت ہوتے ہین اور وہ آپ اور اسکی ذاتی صفتین فقط رہ جاتی ہین تو کہتے ہین کہ آخرت کو روان ہوا تو دنیا مین آدمی کے رہنے کا سبب یہی ہے جو بیان ہوا **فصل** آدمی کو دنیا مین دو چیزون کی حاجت ہے ایک یہ کہ دل کو ہلاکت کے سببون سے بچائے اور دل کی غذا حاصل کرے دوسرے یہ کہ بدن کو ہلاک کرنے والی چیزون سے محفوظ رکھے اور اسکی غذا حاصل کرے اور دل کی غذا تو خدا کی معرفت اور محبت ہے اسواسطے کہ ہر چیز کی غذا وہی ہے جو اس کی طبیعت کی خواہش کے موافق اور اُسکی خاصیت ہے، اور آدمی کی خاصیت کا بیان پہلے ہو چکا ہے اور حق تعالےٰ کے سوا اور کسی چیز کی محبت مین ڈوبا رہنا آدمی کے دل کی ہلاکت کا سبب ہے اور بدن کی کفالت اور خبر گیری دل ہی کیواسطے چاہیے کہ بدن فنا ہو جائیگا اور دل باقی رہیگا اور دل کیواسطے بدن اسطرح ہے جیسے کعبہ کی راہ مین حاجی کیواسطے اونٹ اونٹ حاجی کیواسطے ہوتا ہے حاجی اونٹ کیواسطے نہین ہوتا جبتک کعبہ مین پہونچے اور اونٹ سے بیفکر اور بے پروانہ ہو جائے تب تک حاجی کو چارے اور پوشش سے اونٹ کی کفالت اور خبر گیری ضرور ہے لیکن کفالت بقدر ضرورت چاہیے اگر حاجی دن رات اونٹ کو چارہ دینے اور آراستہ کرنے کو ٹھہرا رہیگا اور اسکی خبر گیری کیا کریگا تو قافلے سے پیچھے رہ جائے گا اور ہلاک ہوگا اسیطرح آدمی اگر دن رات بدن کی خبر لیا کریگا یعنی اسکی غذا مہیا کرے گا اور اُسے ہلاکت کے سببون سے بچایا کریگا تو اپنی سعادت سے محروم رہیگا اور بدن کو دنیا مین فقط ان تین چیزون کی احتیاج ہے کھانے پینے کی گھر کی کھانا غذا ہے پہننا لباس ہے گھر وہ ہے کہ گرمی سردی اور ہلاکت کے اسباب سے اسکو محفوظ رکھے تو آدمی کو دنیا مین بدن کیواسطے انکے سوا اور کچھ ضرورت نہین بلکہ یہی تین چیزین خود دنیا کی اصل ہین دل کی غذا معرفت ہے، جتنی زیادہ ہو بہتر ہے اور بدن کی غذا کھانا ہے اگر حد سے زیادہ ہو تو ہلاکت کا باعث ہوتا ہے لیکن حق تعالےٰ نے خواہش کو آدمی پر تعین کر دیا ہے کہ کھانے کپڑے گھر کا تقاضا کرے تاکہ بدن جو اسکی سواری ہے وہ ہلاک نہ ہو جائے اور اس خواہش کی ایسی خلقت ہے کہ ایک حد پر نہین ٹھہرتی اور زیادہ طلبی کرتی ہے خدا نے عقل کو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ خواہش کو اپنی حد پر رکھے اور پیغمبرون کی زبانی شریعت اسلیے مقرر فرمائی ہے کہ خواہش کی حد ظاہر کر دین لیکن چونکہ خواہش کی حاجت تھی تو خدا نے اسکو لڑکپن ہی مین پیدا کیا اسکے بعد عقل کو پیدا کیا تو خواہش نے پہلے ہی سے جگہ پکڑلی اور غالب ہو گئی اور عقل و شرع جو بعد مین پیدا ہوئی ہین ان سے سرکشی کرتی ہے کہ آدمی کو ہمہ تن خورد و پوش اور مسکن کی تلاش مین مشغول کرے اس سبب سے آدمی اپنے تئین بھول جاتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ یہ خورد و پوش اور مسکن کسواسطے چاہیے اور وہ خود دنیا مین کیون آیا ہے اور دل کی غذا جو زاد آخرت ہے اُسے بھول جاتا ہے اے عزیزان سب باتون سے دنیا کی حقیقت اور آفت اور حاجت تو نے جانی ہے اب چاہیے کہ دنیا کی شاخون کو پہچان اور دنیا مین جو شغل چاہیے اسے جان **فصل** اے عزیز اس بات کو جان کہ اگر دنیا کی تفصیل مین تو غور کریگا تو تجھ کو معلوم ہوگا کہ دنیا تین چیزون سے عبارت ہے ایک ان

فصل دنیا تین چیزون سے عبارت ہے

چیزون کی ذاتین جو زمین پر پیدا ہوئی ہین یعنی نباتات معدنیات حیوانات کیونکہ اصل زمین مسکن اور منفعت اور زراعت کیواسطے چاہیے اور معدنیات مثلاً تانبا پیتل لوہا اوزار کے واسطے ہے اور حیوانات سواری اور کھانے کے واسطے آدمی اپنے دل اور بدن کو ان چیزون سے مشغول رکھتا ہے دل کو تو ان چیزون کی خواہش اور محبت مین اور ہاتھ پاؤن کو انکی درستی اور کارسازی مین لگائے رکھتا ہے اور دل کو ان چیزون کے ساتھ لگانے سے دل مین ایسی صفتین ظاہر ہوتی ہین جو ہلاکت کی باعث ہون جیسے حرص بخل عداوت وغیرہ اور ہاتھ پاؤن کو ان چیزون مین لگانے سے دل بھی ان چیزون سے اٹک جاتا ہے اور اپنے تئین بھول کر دنیا کے کامون مین ہمت باندھتا ہے اور جس طرح اصل دنیا مین تین چیزین ہین خورد پوش اور مسکن اسی طرح جن صنعتون اور شغلون کی آدمی کو ضرورت ہے وہ بھی تین ہی ہین سُنار کی صنعت جولاہے کی صنعت تھوئی کی صنعت لیکن ان مین سے ہر ایک کی شاخین ہین کوئی تو اسباب مہیا کرتا ہے جیسے دھنیا اور سوت کاتنے والا جولاہے کا اسباب مہیا کرتا ہے اور کوئی ان کے کام کو تمام کرتا ہے جیسے درزی کہ جولاہے کے کام کو تمام کرتا ہے اور ان سب کو لکڑی لوہے چمڑے وغیرہ کے اوزارون کی احتیاج پڑی تو لوہار بڑھئی چکوا پیدا ہوا اور ہر ایک کو دوسرے سے مدد لینے کی احتیاج پڑی اسواسطے کہ ہر ایک اپنا تمام کام آپ نہین کر سکتا تو سب دنیا مین جمع ہو گئے کہ درزی جولاہے اور لوہار کا کام کرتا ہے اور لوہار دونون کا کام انجام کرتا ہے اسیطرح ہر ایک دوسرے کا کام کرتا ہے تو ان سب مین معاملہ ہوا اسکے سبب سے عداوتین پیدا ہوئین اور ہر ایک اپنا حق دوسرے کو دینے پر نہ راضی ہوا اور دوسرے کے درپے ہوا تو اور تین چیزون کی حاجت ہوئی ایک[1] سیاست اور سلطنت دوسرے[2] قضا اور حکومت تیسرے[3] علم فقہ کہ اس کے سبب سے خلق مین سلطنت اور سیاست کرنے کے قواعد لوگ جانین اور یہ ہر ایک اگرچہ پیشہ ورونکی طرح ہاتھ سے علاقہ نہین رکھتا لیکن پیشہ ہے اسوجہ سے دنیا کے شغل بہت ہو گئے اور آپس مین اُلجھ گئے اور خلق نے اپنے تئین ان مین گم کر دیا اور یہ نہ سمجھے کہ انسکی اصل فقط تین ہی چیزین ہین یعنی خورد پوش اور مسکن ہین یہ تمام دنیا کے شغل ان ہی تینون چیزون کیواسطے ہین اور یہ تینون چیزین بدن کیواسطے ہین اور بدن دل کے واسطے تاکہ دل کی سواری ہو اور دل حق تعالی کے واسطے ہے پس اپنے تئین اور خدا کو لوگ بھول گئے جیسے حاجی کہ اپنے تئین اور کعبہ کو اور سفر کو بھول جائے اور اونٹ کی خبرگیری مین اپنی تمام اوقات ضائع کرے اے عزیز دنیا اور دنیا کی حقیقت یہی ہے جو بیان ہوئی جو کوئی دنیا مین سر پر پاؤن رکھکر آمادہ سفر نہ رہے اور آخرت پر جس شخص کی ہمہ تن نظر نہ رہے اور جو کوئی احتیاج سے زیادہ دنیا کے شغل اختیار کرے اُسنے دنیا کو نہین پہچانا اور اس جہل اور نادانی کا سبب یہ ہے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ دنیا ہاروت ماروت سے زیادہ جادوگر ہے اس سے حذر کرو جب دنیا کا اتنا بڑا جادو ہے تو اُسکے مکر و فریب جاننا اور مثال دینے سے اُس کا کام خلق پر ظاہر کرنا واجب ہوا اب اُسکی مثال سننے کا وقت ہے

فصل پہلی مثال اے عزیز اس بات کو جان اور اس نکتہ کو پہچان کہ دنیا کا پہلا جادو یہ ہے کہ وہ اپنے تئین تجھ کو ایسا دکھاتی ہے کہ تو سمجھے کہ وہ تیرے ساتھ ٹھہری ہوئی ہے حالانکہ ایسا نہین ہے وہ تو ہمیشہ تجھ سے گریزان ہے لیکن آہستہ آہستہ اور ذرا ذرا ہٹتی ہے اسکی یہ مثال ہے کہ اُسکا سایہ کا سا حال ہے سایہ کو جب دیکھیے تو ٹھہرا نظر آتا ہے لیکن ہمیشہ کھسکتا جاتا ہے اور تجکو معلوم ہے کہ تیری عمر ہمیشہ روان ہے آہستہ آہستہ ہر دم کم ہوتی جاتی ہے وہی دنیا ہے کہ تجھ سے گذرتی ہے اور تجھے رخصت کرتی ہے اور تجھکو کچھ خبر نہین دوسری[2] مثال دنیا کا دوسرا جادو یہ ہے کہ اپنے تئین یہانتک تجھے تیرا دوست دکھاتی ہے کہ تجھکو اپنا عاشق بناتی ہے

فی دنیا کی جادوگری

اور تجھ سے ظاہر کرتی ہے کہ تیرے ساتھ دفا کریگی اور کسی کے پاس نہ جائیگی اور دفعۃً تجھے چھوڑ کر تیرے دشمن پاس چلی جاتی ہی اسکی مثال ایسی ہی کہ وہ گویا آوارہ اور مفسد رنڈی ہے مردونکو لبھاتی ہے کہ اپنا عاشق بناتی ہی تب اپنے گھر لیجاتی ہی اور موت کا مزہ چکھاتی ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مکاشفہ مین دنیا کو بڑھیا عورت کی صورت پر دیکھا پوچھا کہ تو نے کتنے خاوند کیے کہا کہ اس کثرت سے کہ گنتی مین نہین آسکتے پوچھا مر گئے یا طلاق دی کہا نہین مین نے سبھون کو مار ڈالا حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ ان اور احمقون سے تعجب ہے کہ دیکھتے ہین کہ اور ون کے ساتھ تو نے کیا کیا اور پھر تیری رغبت کرتے ہین عبرت نہین کرتے اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنَا مِنْ سِحْرِھَا تیسری مثال دنیا کے سحر کی یہ ہے کہ اپنی ظاہری صورت آراستہ رکھتی ہے اور اس مین جو بلا اور محنت ہے اس کو پوشیدہ رکھتی ہے کہ نادان اسکا ظاہر دیکھ کر فریفتہ ہو جائے اُس بڑھیا عورت کی سی اس کی مثال ہے جو کہ اپنا منھ تو چھپالے اور لباس فاخرہ سے آراستہ ہو جائے زیور بیش بہا سے پیراستہ ہو جائے کہ جو کوئی دور سے اُسے دیکھتا ہے عاشق زار ہو جاتا ہے اور جب اس کے منھ سے نقاب ہٹاتا ہے ذلیل ہو کر اسکی صورت سے بیزار ہو جاتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے یعنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن دنیا کو زشت رو بڑھیا کی صورت پر فرشتے لائین گے اُسکی آنکھین سبز ہون گی بڑے بڑے دانت منھ کے باہر نظر آئین گے خلق جب اُسے دیکھے گی کہے گی نعوذ باللہ یہ زشت و زبون رسوا کون ہے فرشتے کہین گے یہ وہی دنیا ہے جسکے واسطے تم آپس مین حسد دشمنی کرکے ایک دوسرے سے لڑ مرے قرابتین چھوڑ دین اس پر فریفتہ ہو گئے پھر دنیا کو دوزخ مین ڈال دینگے وہ کہے گی بار خدایا جو میرے دوست تھے وہ کہان ہین حق تعالیٰ فرمائیگا کہ اُن لوگون کو بھی اس کے ساتھ دوزخ مین پہونچا دو نعوذ باللہ چوتھی مثال اگر کوئی حساب کرے کہ ازل سے کسقدر زمانہ گذرا جسمین دنیا نہ تھی اور ابد تک کتنا زمانہ ہے جسمین نہ ہوگی تو معلوم ہو جائے کہ دنیا کی مثل ایسی ہے جیسے مسافر کی راہ کہ اسکی ابتدا گہوارہ ہے اور انتہا قبر اور درمیان مین گنتی کی چند منزلین ہین ہر برس گویا منزل ہے ہر مہینا فرسنگ ہر دن میل ہے ہر دم قدم اور وہ ہمیشہ روان ہے کسی کو ایک فرسنگ راہ ہے کسی کو زیادہ کسی کو کم اور وہ ایسا ساکن بیٹھا ہے کہ گویا ہمیشہ وہین رہے گا دنیا کے کامون کی ایسی تدبیر کرتا ہے کہ دس برس تک پھر اُن کامون کا محتاج نہ ہو اور دس دن مین زیر خاک ہو جایگا پانچوین مثال اے عزیز اس بات کو جان اور یقین مان کہ دنیا کے لوگ جو حظ دنیا اُٹھاتے ہین اور اسکی عوض مین ذلت اور مصیبت جو قیامت کو اُٹھائین گے اس لذت اور اس مصیبت کے اُٹھانے مین ان لوگون کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی عمدہ کھانا خوب چکنا اور میٹھا یہانتک کھائے کہ اسکا معدہ خراب ہو جائے تو اُسوقت قے کرتا ہے اور دستون کے ہاتھون رسوا ہوتا ہے اور شرم کھاتا ہے اور پشیمان ہو جاتا ہے کہ لذت گئی اور ذلت رہی اور جیسے کھانا جتنا بھاری اور عمدہ ہوتا ہے اُتنا ہی اسکا ثفل بدبو دار غلیظ گندہ ہوتا ہے اُسی طرح جتنی زیادہ دنیا کی لذت ہوتی ہے عاقبت مین اُتنی ہی اسکی رسوائی اور ذلت ہوتی ہے اور یہ امر جانکنی کے وقت خود ظاہر ہو جاتا ہے کہ جسکی نعمت اور دولت یعنی باغات لونڈیان غلام سونا چاندی جس قدر زیادہ ہوتا ہے جانکنی کے وقت اُس کی جدائی کا رنج بھی مفلس کی نسبت اُسے اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے اور وہ رنج و عذاب موت سے زائل نہین ہوتا ہے بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے اسواسطے کہ دوستی دنیا دل کی صفت ہے اور دل موت کے بعد برقرار رہتا ہے چھٹی مثال دنیا کا کام جو پیش آتا ہے تھوڑا دکھائی دیتا ہے

ف دنیا گویا آوارہ و مفسد رنڈی ہے

ف۲ قیامت کے دن دنیا بصورت بڑھیا نظر آئے گی

ف۳ دنیا مسافر کی راہ

ف۴ دنیا کی محبت کا رنج و عذاب جانکنی کے وقت ظاہر ہو جاتا ہے

۱ اے اللہ بچا ہم کو مکر سے دنیا کے ۱۲

لوگ جانتے ہین کہ اس کام کا شغل بہت نہ ہوگا اور ایسا ہوتا ہے کہ اس کام سے سو کام پیدا ہو جاتے ہین اور اسکی تمام عمر اُسی مین گذر جاتی ہی حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ طالب دنیا ایسا ہے جیسے سمندر کا پانی پینے والا جتنا زیادہ پیتا ہے اُتنا ہی زیادہ پیاسا ہوتا ہے اور یہانتک پیتا ہی کہ ہلاک ہو جاتا ہی اور اسکی پیاس ہرگز نہین بجھتی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہی کہ ممکن نہین کہ کوئی شخص پانی مین جائے اور تر نہ ہو اسیطرح یہ بھی ممکن نہین کہ کوئی شخص دنیا کے کام مین لگے اور آلودہ نہو ساتوین مثال جو شخص دنیا مین آئے اسکی مثال ایسی ہی جیسے کسی میزبان کے پاس کوئی مہمان ہو اور اس میزبان کی یہ عادت ہو کہ ہمیشہ مہمانون کیواسطے مکان آراستہ رکھتا ہو اور مہمان کو گروہ گروہ بلا کر سونے کے طباق اور عود اور خوشبو سلگتی ہوئی چاندی کی انگیٹھی اسکے سامنے رکھے کہ معطر ہو جائین اور خوشبو مین بس جائین اور طباق اور انگیٹھی چھوڑ جائین کہ اور لوگ آئین گے تو جو مہمان اس میزبان کی رسم سے آگاہ ہوتا ہی اور عقلمند ہوتا ہے انگیٹھی مین خوشبو ڈالکر معطر ہو جاتا ہے اور طباق انگیٹھی خوشی سے چھوڑ آتا ہے اور شکر بجالاتا ہے اور چلا جاتا ہے اور جو مہمان احمق ہوتا ہے جانتا ہے کہ یہ طباق اور انگیٹھی اور عود اور خوشبو میزبان سب مجھکو دیدیگا کہ مین لیجاؤن جب چلتے وقت لوگ اس سے لے لیتے ہین تو رنجیدہ اور ملول ہوتا ہے اور چلا آتا ہے دنیا بھی گویا مہمانسرا مسافرون پر وقف ہے کہ اپنا توشہ لے لین اور جو کچھ سرا مین ہے اسکا لالچ نہ کرین آٹھوین مثال دنیا کے کامون مین اہل دنیا کا مشغول ہونا اور آخرت کو بھول جانا اسکی مثال ایسی ہی جیسے آدمیونکی ایک جماعت کشتی مین ہو اور کشتی کسی جزیرہ مین پہونچے وہ جماعت حاجت انسانی اور طہارت جسمانی کے واسطے کشتی سے باہر آئے اور کشتیبان نے منادی کردی ہو کہ کوئی بہت دیر نہ لگائے طہارت کے سوا اور کسی کام مین مشغول نہ ہو جائے کہ کشتی جلد روانہ ہو جائے گی اور یہ لوگ اس جزیرہ مین جاکر پراگندہ ہو گئے ایک گروہ جو بہت عقلمند تھا اُسنے پھرتی سے طہارت کرلی اور پھر آیا کشتی خالی پائی جو جگہ اپنے موافق نظر آئی لے لی اور ایک گروہ اس جزیرہ کے عجائبات دیکھنے کو ٹھہر گیا وہان خوشرنگ پھول اور خوش آواز جانور اور رنگ برنگے منقش اور زنگار رنگ دیکھنے لگا جب پھر آیا تو کشتی مین کشادہ جگہ نہ پائی تنگ و تاریک جگہ مین بیٹھا اور تکلیف اٹھائی اور ایک گروہ نے عجائبات دیکھنے پر بھی کفایت نہ کی وہان سے عمدہ عمدہ سنگریزے چُن لایا اور کشتی مین انکے رکھنے کی جگہ نہ پائی تنگ جگہ مین آپ تو بیٹھا اور سنگریزون کو اپنی گردن پر رکھ لیا جب دو دن گذرے اور سنگریزون کا عمدہ رنگ بدلکر سیاہ ہو گیا اور بدبو آنے لگی تو اُن بدرنگ اور بدبودار سنگریزون کے پھینکنے کی جگہ بھی نہ ملی وہ گروہ پشیمان ہوا اور اس بوجھ اور تکلیف کو اپنی گردن پر لادنا پڑا اور ایک گروہ اس جزیرے کے عجائبات دیکھکر ایسا متحیر ہوا کہ انھین دیکھتا ہی رہا اور کشتی چل نکلی وہ دُور پڑا رہا کشتیبان کا پہلا کہا نہ سنا اُسی جزیرہ مین پڑا رہا یہانتک کہ اُس گروہ کے بعضے آدمی بھوک کے مارے مر گئے بعضون کو درندون نے ہلاک کرڈالا پہلا عقلمند گروہ پرہیزگار مسلمانون کے مثل ہے اور پچھلا گروہ جو ہلاک ہوا کافرون کے مانند ہے کہ اپنے تئین اور خدا اور آخرت کو بھول کر اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالہ کر دیا اِسْتَحَبُّوا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَۃِ[۱] اور بیچ والے دونون گروہ گنہگارون کے مانند ہین کہ اصل ایمان محفوظ رکھا لیکن دنیا سے ہاتھ نہ کھینچا ایک گروہ نے مفلسی کے ساتھ سیر کی حظ اُٹھایا ایک نے سیہ کاری کی اور سنگریزے لاکر اپنے تئین گران بھی بنایا **فصل** اے عزیز دنیا کی بُرائی جو کہی گئی اس سے یہ گمان نہ کرنا کہ جو کچھ دنیا مین ہے سب بُرا ہے بلکہ دنیا مین بہت سی چیزین ایسی ہین کہ وہ دنیا مین سے نہین ہین اسواسطے کہ علم و عمل دنیا مین ہے اور دنیا مین سے نہین ہے اسلیے

[۱] اُنھون نے دوست رکھا دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلہ مین ۱۲

کہ آخرت مین آدمی کے ساتھ جائیگا علم تو بعینہ آدمی کے ساتھ رہتا ہے اور عمل اگرچہ بعینہ نہین رہتا لیکن اُسکا اثر رہتا ہے اور اس کے اثر کی دو قسمین ہین ایک گوہر دل کی پاکی اور صفائی جو گناہ ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور ایک حق تعالی کے ذکر کی محبت جو ہمیشہ عبادت کرنے سے حاصل ہوتی ہے تو یہ سب باقیات الصالحات ہین جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ[۱] علم اور مناجات کی لذت اور حقتعالی کے ذکر کی الفت سب لذتون سے بڑھکر ہے اور دنیا مین ہر لیکن دنیا مین سے نہین ہے تو دنیا کی سب لذتین بُری نہین ہین بلکہ جو لذتین فنا ہو جاتی ہین باقی نہین رہتین وہ بھی سب بُری نہین ہین بلکہ اسکی بھی دو قسمین ہین ایک وہ لذت جو دنیا مین سے ہے اور مرنے کے بعد بھی فنا ہو جاتی ہے لیکن آخرت کے کامون اور علم و عمل اور مسلمانون کی بڑھتی مین مددگار ہے جیسے وہ نکاح اور خوراک پوشاک اور مسکن جو ضرورت کے قدر ہو اور راہ آخرت کیواسطے ضرور ہو جو شخص دنیا مین اسقدر پر قناعت کرے اور فراغت سے دین کا کام کرنے کی نیت کرے وہ شخص دنیادار نہین مذموم اور بُری وہ دنیا ہے جس سے دین کا کام نہ مقصود ہو بلکہ وہ اس عالم مین غفلت اور اترانے اور دل لگنے کا باعث ہو اور اس عالم سے نفرت پیدا ہونیکا موجب ہو اسیواسطے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ یعنے یون حدیث شریف مین آیا ہے کہ دنیا خود ملعون ہے اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ سب ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو اُسمین مدد کرے حقیقت دنیا کی تفصیل اور دنیا سے جو مقصود ہے اسکا بیان اسیقدر یہان کافی ہے باقی ارکان معاملہ کے تیسری قسم مین جسکو راہ دین مین کھٹکے کی جگہ کہتے ہین بیان ہوگا انشاء اللہ تعالے وہان پر بخوبی عیان ہوگا۔

چوتھا عنوان مسلمانی کا یہ چوتھا عنوان ہے اس مین معرفت آخرت کا بیان ہے

اے برادر اس بات کو باور کر کہ کوئی شخص حقیقت آخرت نہ پہچانے گا جبتک حقیقت موت نہ جانیگا اور حقیقت موت نہ معلوم کریگا تاوقتیکہ حقیقت زندگی نہ جان لیگا اور حقیقت زندگی نہ سمجھ مین آئیگی جبتک حقیقت روح نہ جان لیجائیگی اور حقیقت روح جاننا یہی اپنے نفس کی حقیقت کا پہچاننا ہے جسکا تھوڑا سا بیان اوپر گذرا ہے اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ ہمنے پہلے کہا ہے کہ آدمی دو چیز سے بنا ہے ایک روح دوسرے ڈھانچا روح سوار ہے اور ڈھانچا گویا سواری ہے اور اس روح کو کالبد کیوجہ سے آخرت مین ایک حالت ہوگی اور دوزخ یا جنت ہوگی اور بے شرکت اور بے مداخلت قالب فقط اپنی ذات سے بھی روح کو ایک حالت ہوگی اور دوزخ اور جنت اور سعادت اور شقاوت ہوگی اور دل کی ان لذتون اور نعمتون کو جو قالب کیواسطے اور ذریعے سے نہون ہم بہشت روحانی کہتے ہین اور دل کے اُن رنج والم کو جو بیواسطہ قالب ہون آتش روحانی کہتے ہین لیکن وہ بہشت اور دوزخ جسمین قالب واسطہ ہے خود ظاہر ہے باغ نہرین حورین بڑے بڑے محل کھانا پینا وغیرہ جنت سے حاصل ہے اور آگ سانپ بچھو خار دار درخت وغیرہ دوزخ سے حاصل ہے اور اس دوزخ اور جنت کا ذکر قرآن اور حدیث مین مشہور ہے اور سبھون کی سمجھ مین آسکتا ہے اور اسکی تفصیل کتاب احیاء العلوم کی کتاب ذکر الموت مین لکھی ہے اور یہان اسی پر اقتصار کرتے ہین کہ بہشت اور دوزخ روحانی کا ذکر اشارتاً اور حقیقت موت کا بیان تفصیل وار کرتے ہین کیونکہ اسکو ہر ایک نہین جانتا ہے کسی و ناکس نہین پہچانتا ہے اور یہ جو حدیث قدسی مین آیا ہے یعنی حقتعالی نے رسول اکرم صلعم کی زبانی فرمایا ہے اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ[۲] یہ بہشت روحانی مین ہوگا اور دل مین عالم ملکوت کی طرف ایک روزن ہے اُسی سے یہ اسرار معلوم ہوتے ہین اور ان مین کچھ شک و شبہہ نہین رہتا جسکے دل کا روزن عالم ملکوت کیطرف کھلتا ہے اُسے آخرت کی سعادت اور شقاوت کا

ف دنیا کی سب لذتین بُری نہین ہین ۱۲

ف بہشت روحانی ف آتش روحانی

[۱] اور نیک کمائی جو باقی ہے وہ نیک ہے تیرے پروردگار کے نزدیک ۱۲ [۲] مہیا کی گئی ہے میرے نیک بندون کیلیے وہ چیز جسے کسی آنکھ نے دیکھا کسی کان نے سنا نہ کسی دل پر خطرہ گذرا ۱۲

یقین کامل ہوجاتا ہے فقط سنکر مان لینے سے نہین بلکہ مشاہدہ اور معائنہ کرنے سے باور آتا ہے جسطرح طبیب یہ بات پہچانتا ہی کہ اس جہان مین بدن کے واسطے سعادت اور شقاوت ہے جسکا نام صحت و علالت ہے اور اسکے بہت سے سبب ہوتے ہین مثلاً دوا پینا پرہیز کرنا سعادتِ بدن کا سبب ہے اور بہت کھانا اور پرہیز نہ کرنا شقاوتِ تن کا سبب ہے اسیطرح اس شخص کو بھی مشاہدے سے معلوم ہوجاتا ہی کہ دل کیلیے یعنی آدمی کی روح کیواسطے سعادت اور شقاوت ہی اس سعادت کی دوا جس سے وہ حاصل ہو معرفت اور عبادت ہی اور اسکا زہر جس سے وہ زائل ہو جہل اور معصیت ہے اور یہ جاننا بہت بڑا اور معزز علم ہے بہت لوگ جو علما کہلاتے ہین اس علم سے غافل بلکہ منکر ہین بدن ہی کی جنت اور دوزخ کو فقط مانتے ہین اور آخرت کو فقط سماعت اور تقلید ہی سے جانتے ہین اور ہم نے (یعنی امام والا مقام نے) دلیلون سے اس امر کی تحقیق اور تشریح مین عربی کتابین لکھی ہین اور اس کتاب مین اتنا ہی کہا جاتا ہی کہ جو شخص زیرک اور چالاک ہی اور جسکا باطن تعصب اور تقلید کی آلایش سے پاک ہی وہ یہ راہ پائیگا اور آخرت کا حال اسکے دل مین ثابت اور محکم ہوجائیگا آخرت کے ساتھ اکثر لوگون کا ایمان ضعیف اور متزلزل ہی **فصل** اے عزیز اگر تو کچھ حقیقت موت جاننا چاہتا ہی اور اسکے معنی پہچاننا چاہتا ہے تو یہ امر جان اور یہ بات مان کہ ایک آدمی کی دو روحین ہین ایک روح حیوانات کی جنس سے ہی اسکا نام روح حیوانی ہی اور ایک روح ارواح ملائکہ کی جنس سے ہی اسکا نام روح انسانی ہی اور اس روح حیوانی کا چشمہ دل ہی یعنی وہ گوشت کا لوتھڑا جو سینہ مین بائین طرف لٹکتا ہی اور یہ روح حیوان کے اخلاط باطن کا بخار لطیف ہے اسکا مزاج معتدل ہی دل سے دہکتی رگون کے ذریعہ سے نکلکر دماغ اور سب اعضا مین جاتی ہی اور یہ روح حس و حرکت کی قوت کو اٹھائے ہوے ہے جب دماغ مین پہونچتی ہے تو اسکی گرمی کم ہوجاتی ہے اور وہ نہایت اعتدال پاتی ہے آنکھ کو اس سے دیکھنے کی قوت ہوتی ہے کان کو اس سے سننے کی قدرت ہوتی ہی اسی طرح سب حواس حاصل ہوجاتے ہین اس روح کی مثال چراغ کی ایسی ہے کہ جب گھر مین آتا ہے جہان پہونچتا ہے وہان گھر کی دیوارین روشن ہوجاتی ہین جسطرح چراغ سے دیوارون پر روشنی پیدا ہوتی ہے اسی طرح خدا کی قدرت سے روح کی بدولت آنکھون مین نور کانون مین سننے کا مقدور اور سب حواس پیدا ہوتے ہین اگر کسی رگ مین سدہ اور گرہ پڑجاتی ہے تو جو عضو اس گرہ کے بعد ہی بیکار اور فالج کا مارا ہوجاتا ہے اس مین کچھ حس و حرکت اور قوت نہین رہتی طبیب یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ سدہ اور گرہ کھلجاوے روح گویا چراغ کی لو ہے اور دل بتی اور غذا تیل اگر تیل نہ ڈالا جائے تو چراغ ٹھنڈا ہوجاتا ہے اسیطرح اگر غذا نہ دیجائے تو روح کا معتدل مزاج جاتا رہتا ہے اور حیوان مرجاتا ہے اگر تیل ہو اور بتی زیادہ تیل کھینچے تو چکٹ جاتی ہے اور پھر تیل نہین پیتی اسی طرح بہت زمانہ کے بعد دل بھی ایسا ہوجاتا ہے کہ غذا نہین قبول کرتا اور جسطرح چراغ پر جب کوئی چیز ماری جائے تو تیل بتی برقرار ہونے پر بھی چراغ بجھ جاتا ہے اسی طرح جب کسی حیوان پر زخم شدید پہونچے تو مرجاتا ہے اور اس روح کا مزاج جیسا چاہیے ویسا معتدل جبتک رہتا ہے تو خدا کے حکم سے ملائکہ آسمان کے انوار سے معانی لطیف مثلاً حس و حرکت کی قوت کو قبول کرتی ہے جب وہ مزاج حرارت برودت کے غلبہ سے یا اور کسی سبب سے جاتا رہتا ہے تو روح ان اثرون کو قبول کرنے کے لائق نہین رہتی جس طرح آئینہ کہ جبتک اس کا ظاہر صاف اور درست رہتا ہے صورت والی چیزونکی شکلین قبول کرتا ہے یعنی صورتین اس مین نظر آتی ہین اور جب خراب اور زنگ آلود ہوجاتا ہے تو صورت نہین قبول کرتا یعنی آمین عکس نہین نظر آتا ہے یہ امر اس سبب سے نہین ہوتا کہ صورتین ہلاک یا غائب ہوگئین بلکہ اس سبب سے ہوتا ہے کہ آئینہ صورتین قبول کرنیکے لائق نہ رہا اسی طرح اس بخار لطیف معتدل یعنی روح حیوانی مین حس و حرکت وغیرہ قبول کرنیکی قابلیت اسکے اعتدال مزاج کے ساتھ وابستہ ہے جب اعتدال زائل ہوجاتا ہے تو یہ بھی حس و حرکت وغیرہ کی

فائدہ آدمی کی دو روحین ہین روح حیوانی اور روح انسانی

قو تون کو قبول نہین کرتی جب قبول نہ کیا تو اعضا اسکے انوار سے محروم اور بحس و حرکت رہتے ہین اور لوگ کہتے ہین کہ یہ حیوان مرگیا اور مرگ حیوانی کے یہی معنی ہین اور جو شخص روح حیوانی کا اعتدال دور کرنیکے اسباب جمع کرنیوالا ہے وہ بندگان خدا مین سے ایک بندہ ہی اُسے ملک الموت کہتے ہین خلق اسکا نام جانتی ہے اسکی حقیقت نہین پہچانتی ہے کہ اسکا پہچاننا دشوار ہی مرگ حیوانات کے یہی معنی ہین لیکن آدمی کی موت اور طرح پر ہی کیونکہ اُس مین روح حیوانی جو حیوانات مین ہوتی ہی وہ ہے اور اسکے علاوہ اور روح بھی ہی اسکا نام روح انسانی اور دل ہی اوپر بعضی فصلون مین اسکا ذکر ہوچکا ہے وہ روح اس روح حیوانی کی جنس سے نہین ہی جو ہوا ے لطیف اور بخار پختہ اور صاف کے مانند ایک جسم ہے یہ روح انسانی جسم نہین ہی اسواسطے کہ قسمت پذیر نہین ہی اور حقتعالی کی معرفت اسمین سماتی ہے اور جس طرح حقتعالی ایک ہی اور قسمت پذیر نہین ہی اُسی طرح اسکی معرفت بھی ایک ہی اور قسمت پذیر نہین ہے تو معرفت کسی قسمت پذیر جسم مین نہین سماتی بلکہ اس چیز مین سماتی ہی جو یگانہ ہی اور قسمت پذیر نہین ہی اے عزیز انسان مین بھی بتی اور روشنی تینون چیزین فرض کرلے بتی گویا قالب ہے اور چراغ کی ٹیم روح حیوانی اور روشنی روح انسانی اور جسطرح چراغ کی روشنی چراغ سے بہت لطیف ہوتی ہی اور روشنی کیطرف گویا اشارہ نہین ہوسکتا اسیطرح روح انسانی بھی روح حیوانی کی نسبت گویا لطیف ہے اور اسکی طرف بھی اشارہ نہین ہوسکتا اگر لطافت کی نظر سے خیال کیا جائے تو یہ مثال ٹھیک ہی لیکن اور وجہ سے ٹھیک نہین ہی کہ چراغ کی روشنی جو چراغ کی تبع اور فرع ہی جب چراغ گل ہو تو زائل بالکل ہو اور روح انسانی روح حیوانی کے تابع نہین ہے بلکہ روح انسانی اصل ہی اور روح حیوانی کے زائل ہونیسے یہ باطل نہین ہوتی اگر اسکی مثال چاہے تو ایک نور فرض کر کہ چراغ سے بہت لطیف ہی اور چراغ کا قیام اسکے سبب سے ہے اسکا قیام چراغ کے سبب سے نہین کہ یہ مثال ٹھیک ہوجائے اور روح حیوانی ایک وجہ سے روح انسانی کی گویا سواری ہے اور ایک وجہ سے اس کا ہتھیار ہی جب روح حیوانی کا مزاج زائل ہوجاتا ہے قالب مردہ ہوجاتا ہے اور روح انسانی برقرار رہتی ہے لیکن بے سواری اور بے ہتھیار ہوجاتی ہی سواری تباہ ہونیسے سوار نیست و نابود نہین ہوجاتا بے ہتھیار یعنی نہتھا ہوجاتا ہے اور یہ ہتھیار اس سوار کو اسواسطے مرحمت ہوا ہی کہ ہماری محبت اور عنقاے معرفت الٰہی کو شکار کرے اگر شکار کرچکا ہی تو ہتھیار کا ضائع ہوجانا اسکے حق مین بہتر ہے کہ بوجھ سے سبکدوش ہوا اور جناب رسالت مآب صلعم نے جو ارشاد فرمایا ہی کہ موت مومن کا تحفہ اور ہدیہ ہے وہ یہی بات ہے جو کوئی شکار کھیلنے کو دام لیے ہے اور بوجھ اپنے اوپر گوارا کیے ہی جب شکار اسکے ہاتھ آئے تو دام کا ضائع ہوجانا اسکو غنیمت ہوتا ہی اور معاذ اللہ اگر شکار ہاتھ آنے کے پہلے ہی دام ضائع ہوجاتا ہے تو شکاری حسرت بغایت کرتا ہی اور مصیبت بے نہایت اُٹھاتا ہے اور یہی حسرت والم پہلے عذاب قبر ہوتا ہے **فصل** پس جاننا چاہیے کہ اگر کسی کے ہاتھ پاؤن شل ہوجائین تو وہ خود سلامت رہتا ہے کیونکہ نہ وہ ہاتھ ہے نہ وہ پاؤن بلکہ ہاتھ پاؤن اسکے آلات ہین اور وہ انکو اپنے کام مین استعمال کرتا ہے اے عزیز جسطرح ہاتھ پاؤن تیری اصل حقیقت نہین ہین اسی طرح پیٹھ پیٹ سر بلکہ تمام قالب بھی تیری اصل ماہیت نہین ہین اگر یہ سب شل ہوجائین تب بھی تیرا برقرار رہنا ممکن ہے اور موت کے یہی معنی ہین کہ تمام بدن شل ہوجاتا ہی اسواسطے کہ ہاتھ شل ہوجانا اسیکا نام ہے کہ ہاتھ تیرا فرمانبردار نہ رہے یعنی تجھ کو اسپر اختیار نہ رہے اور ہاتھ مین ایک صفت تھی جسے قدرت کہتے ہین اسکی وجہ سے ہاتھ خدمت کرتا تھا وہ صفت روح حیوانی کے چراغ کی روشنی تھی کہ ہاتھ کو پہونچتی تھی جن رگون کی راہ سے وہ روح ہاتھ مین جاتی تھی جب ان مین گرہ پڑی قدرت جاتی رہی ہاتھ خدمت سے معذور ہوا اسی طرح تمام بدن جو تیری خدمت اور اطاعت کرتا ہے روح حیوانی کے باعث سے کرتا ہے جب روح حیوانی کا مزاج زائل ہوتا ہے بدن اطاعت نہین کرسکتا ہی اسی کو

ف ۔ آدمی کا مرنا اور طرح پر ہے ف ۔ روح حیوانی

ف ۔ روح حیوانی زائل ہونے سے روح انسانی باطل نہین ہوتی

کو موت کہتے ہین اگرچہ فرمانبردار یعنی بدن اپنی جگہ پر برقرار نہین ہو مگر تو اپنی جگہ پر برقرار رہتا ہے اور تیرے وجود کی حقیقت یہ قالب کیونکر ہوگا اگر تو سوچیگا تو یہ بات جان جائیگا کہ تیرے یہ اعضا وہ نہین ہین جو کہ لڑکپن مین تھے اسواسطے کہ وہ سب بخارسے تحلیل ہوگئے اور غذا سے ان کے بدلے اور اعضا پیدا ہوے تو قالب وہ نہین ہے اور تو وہی ہے پس تیری ہستی اس قالب سے نہین ہے اگر قالب تباہ ہو جائے تو اپنی ذات سے اسی طرح زندہ رہے گا لیکن تیرے اوصاف کی دو قسمین ہین ایک مین قالب کی شرکت ہے جیسے بھوک پیاس نیند یہ اوصاف بے مادہ اور بے جسم کے ظاہر نہین ہوتے اور موت سے زائل ہوجاتے ہین اور دوسری مین قالب کی شرکت نہین جیسے خدا کی معرفت اور اُسکے جمال لازوال کی زیارت اور ان باتون سے مسرت اور فرحت یہ تیری ذاتی صفت ہو اور تیرے ساتھ رہیگی اور باقیات صالحات کے یہی معنی ہین اور اگر معرفت کی عوض جہل ہو یعنی حق تعالیٰ کی پہچان نہین ہو تو یہ بھی تیری ذاتی صفت ہے اور تیرے ساتھ رہیگی اور یہ جہل ہی تیری روح کا اندھاپن اور تیری شقاوت کا تخم ہوگا[1] مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖ أَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ أَعْمٰى وَأَضَلُّ سَبِيْلًا ہ اور جب تک تو ان دونون روحون کی حقیقت اور ان دونون کا فرق اور باہم ان کا علاقہ نہ پہچانے گا موت کی حقیقت بھی نہ جانے گا

فصل اے عزیز اب اس بات کو جان کہ روح حیوانی اس عالم سفلی سے ہے اسواسطے کہ وہ خلطون کے بخارات کی لطافت سے مرکب ہے اور خلط چار ہین خون بلغم صفرا سودا اور ان چارون کی چار اصلین ہین آگ پانی خاک ہوا اور اُنکے مزاج کا اختلاف اور اعتدال گرمی سردی تری خشکی کی کمی زیادتی سے ہوتا ہے اور علم طب سے یہی غرض ہو کہ ان چارون طبعون کے اعتدال کا روح مین یہانتک لحاظ رکھے کہ یہ روح حیوانی اس روح کی سواری کے لائق ہوجائے جسکو ہم روح انسانی کہتے ہین اور وہ اس عالم سفلی سے نہین ہے بلکہ عالم علوی اور فرشتون کی اصل سے ہو اور اسکا اس عالم مین آنا مسافرانہ ہے اسکی ذات کی خواہش سے نہین آسکا یہ سفر اسواسطے ہے کہ ہدایت سے اپنا توشہ لے جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے[2] قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ہ اور یہ جو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے[3] إِنِّيْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ہ فَإِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ ان دو روحون کے اختلاف کیطرف اشارہ ہو ایک کو مٹی کے ساتھ حوالہ فرمایا اور اُسکے اعتدال مزاج کو اس عبارت سے تعبیر کیا کہ سَوَّيْتُهٗ یعنی اسے مین نے تیار اور مہیا کیا اور یہی اعتدال ہو پھر اُسوقت ارشاد کیا وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ اسکو اپنے ساتھ منسوب فرمایا اسکی یہ مثال ہو جیسے کوئی پارچہ کتان کی مشعل بنائے کہ وہ جلنے کے لائق ہوجائے پھر اسکو آگ کے پاس لیجاکر پھونکے کہ اسمین آگ لگ جائے اور جس طرح روح حیوانی سفلی کو اعتدال ہے اور علم طب اس اعتدال کے اسباب کو شامل ہو کہ روح حیوانی سے بیماری دفع کرکے اسے اسباب ہلاکت سے بچائے اسی طرح روح انسانی علوی جو حقیقت دل ہے اسکے واسطے بھی اعتدال ہے کہ علم اخلاق و ریاضت جو شریعت سے ہے اسکے اعتدال کو دیکھے رہتا ہو اور یہی امر روح انسانی کی صحت کا سبب ہوتا ہو چنانچہ ارکان مسلمانی مین اسکا بیان آئیگا تو یہ معلوم ہوا کہ جو کوئی آدمی کی روح کی حقیقت کو نہ پہچانے گا ممکن نہین کہ وہ آخرت کو خوب پہچانے جیسے یہ ناممکن ہو کہ جو کوئی اپنے تئین نہ پہچانے وہ حق تعالیٰ کو پہچان لے تو اپنی معرفت کلید معرفت جناب احدیت ہے اور حقیقت ارواح کی معرفت کلید معرفت آخرت ہے اللہ تعالیٰ کا اور روز قیامت کا ایمان لانا دین کی اصل ہے ہم نے

---

[1] جو دنیا مین اندھا ہے وہ آخرت مین اندھا ہے اور بڑا گمراہ ہے راہ چلنے مین [2] ہم نے کہا کہ تم سب اتر جاؤ یہان سے اگر تم کو مجھ سے کچھ ہدایت پہونچے تو جسنے میری ہدایت کی پیروی کی پھر انپر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہون گے ۱۲ [3] بیشک مین پیدا کرنے والا ہون بشر کو مٹی سے پھر جب تیار کیا مین نے اُسے اور پھونکی اُسمین روح اپنی روح سے ۱۲

اسی سبب سے اس معرفت کو مقدم کیا لیکن ایک بھید اسکے اوصاف کے بھیدون مین سے کہ وہی اصل ہے ہم نے نہین بیان کیا کہ اس کے بیان کرنے کی اجازت نہین اور ہر ایک کو اُسکے سمجھنے کی طاقت نہین اور تمام معرفت حق اور معرفت آخرت اسی پر موقوف ہے اے عزیز ایسی محنت کر کہ اپنی کوشش اور طلب سے تو خود اسکو پہچان لے اسواسطے کہ اگر کسی سے تو وہ بھید سنیگا تو اُسکے سننے کی تاب نہ لائے گا بہتون نے وہ صفت خدا کی شان مین سُنی اور باور نہ کی اور اسکے سننے کی تاب نہ لاسکے انکار کر گئے کہا کہ خود ممکن ہی نہین اور یہ تنزیہ اور پاکی نہین بلکہ تعطیل اور بیکاری ہے جب یہ حال ہے تو آدمی کے حق مین اس صفت کے سننے کی تو کیونکر تاب لائیگا بلکہ وہ صفت خدائے تعالیٰ کی شان مین نہ حدیث مین صاف صاف ہے نہ قرآن مین اسی سبب سے جو لوگ اُسے سنتے ہین انکار کرتے ہین اور انبیا علیہم السّلام نے فرمایا ہے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُولِهِمْ یعنے لوگون سے ایسی بات کہو جسکے سمجھنے کی انھین طاقت ہو اور بعض انبیا پر وحی آئی ہے کہ ہماری صفتون مین جس صفت کو لوگ نہ سمجھ سکین وہ اُنسے نہ کہو جانتے ہو کہ اگر وہ نہ سمجھ سکینگے تو انکار کرینگے اور انکار اُن کے حق مین مضر ہے **فصل** اے عزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے تونے یہ پہچانا کہ آدمی کی جان کی حقیقت اپنی ذات سے قائم ہے اور اپنی ذات اور خاص صفات کے قیام مین قالب سے آدمی مستغنی اور بے پرواہ ہے اور اسکی نیستی موت کے معنے یہ نہین ہین بلکہ قالب سے اسکے تصرف کا منقطع ہو جانا موت کے معنی ہین اور حشر اور بعث اور اعادت کے یہ معنی نہین ہین کہ نیستی کے بعد پھر اسے وجود مین لائین گے بلکہ یہ معنی ہین کہ اسے کوئی قالب دینگے یعنی جیسے پہلے کیا تھا پھر ایکبار قالب کو اسکے تصرفات قبول کرنے پر مہیا کرین گے اور یہ بہت ہی آسان ہوگا اسواسطے کہ پہلی بار پیدا کرنا بھی چاہیے تھا اور روح بھی اور اس بار روح برقرار ہے اور قالب کے اجزا بھی اپنے اپنے مقام پر موجود ہین اُنکا جمع کرنا ایجاد کرنے سے بہت ہی آسان ہوگا یہ آسانی ہمارے دیکھنے کے اعتبار سے ہے اور حقیقت مین فعل پروردگار سے آسانی کو کچھ لگاؤ نہین اسواسطے کہ جہان دشواری نہین وہان آسانی بھی نہین اور دوبارہ زندہ کرنے مین پہلے ہی والے قالب کا دینا کچھ ضرور نہین اسواسطے کہ قالب مرکب ہے اگر گھوڑا بدل جائے سوار تو وہی رہیگا اور لڑکپن سے بڑھاپے تک قالب کے اجزا دوسری غذا کے اجزا سے خود بدلتے رہے ہین اور روح انسانی وہی رہی جو ابتدائے خلقت مین تھی جن لوگون نے یہ شرط لگائی ہے کہ دوبارہ زندہ کرکے پہلا ہی قالب ملیگا اُن پر اعتراضات ہوے اور انھون نے ان اعتراضون کے ضعیف جواب دیے حالانکہ اس تکلف سے وہ مستغنی تھے اُن سے لوگون نے اعتراضات کیے اور کہا کہ اگر ایک آدمی دوسرے آدمی کو کھا جائے اور دونون کے اجزا ایک ہو جائین تو وہ اجزا حشر مین کسے دیے جائینگے اور اگر کسی کے بدن سے ایک عضو کاٹ ڈالین اور کاٹ ڈالنے کے بعد وہ شخص عبادت کرے جب اسکو عبادت کا ثواب ملیگا تو وہ کٹا ہوا عضو بھی اسکے بدن مین ہوگا یا نہین اگر نہ ہوگا تو بے ہاتھ پاؤن آنکھ وغیرہ کے وہ شخص بہشت مین ہوگا اور اگر وہ عضو جو زندگی مین کٹ گیا تھا اسکے بدن مین ہوگا تو ثواب مین اور اعضا کا کیونکر شریک ہوگا نیک کام کرنے مین تو شریک تھا ہی نہین لوگ ایسے اعتراضات واہیات بہت کرتے ہین اور طرف ثانی تکلف کے جوابات دیتے ہین اے عزیز جب تونے دوبارہ زندہ ہونے کی حقیقت جان لی کہ پہلے قالب کی کچھ حاجت نہین تو ایسے سوال وجواب کی بھی کچھ ضرورت نہین اور یہ اعتراض اسی سے پیدا ہوے تھے کہ وہ لوگ یہ سمجھے تھے کہ تیری ہستی اور حقیقت تیرا یہی قالب ہے جو وہ قالب بعینہ نہ ہوگا تو جو پہلے تھا وہ بھی نہ ہوگا اس سبب سے لوگ اشکال مین پڑ گئے اور ان کی اس بات کی اصل مضبوط نہین ہے **فصل** اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ فقہا اور متکلمین کا یہ مذہب مشہور ہے کہ آدمی کی جان موت سے معدوم ہو جاتی ہے پھر اسکو پیدا کرتے ہین اور یہ جو اوپر بیان ہوا اس مذہب کے خلاف ہے

تو اسکا جواب جان لے کہ جو کوئی اورون کی بات پر چلے وہ اندھا ہے اور جو کوئی جان انسانی کی فنا کا قائل ہے وہ نہ مقلد ہی نہ مبصر اگر اہل بصیرت ہوتا تو جانتا کہ مرگ قالب آدمی کی حقیقت کو نابود نہین کرتی اور اگر اہل تقلید ہوتا تو قرآن اور حدیث سے جانتا کہ آدمی کی روح مرنے کے بعد اپنے مقام پر برقرار رہتی ہے مرنے کے بعد ارواح کی دو قسمین ہوتی ہین ایک شقیون کی روح ایک سعیدونکی روح سعیدون کی روح کے بیان مین قرآن شریف یون ناطق ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ جو لوگ میری راہ مین مارے گئے وہ مردہ ہین بلکہ وہ لوگ زندہ ہین اور سرکار پروردگار سے اُنکو سرفرازی کے خلعت جو ملے ہین اُسکے سبب سے خوش رہتے ہین اور ہمیشہ اس سرکار ابد قرار سے روزی حاصل کرتے ہین اور احد کے کفار اشقیا کو جب رسول مقبول صلعم نے قتل کیا اور مارا تو انھین نام لیکر پکارا اور فرمایا کہ اے فلان فلان اپنے دشمنون کے عذاب کے بارہ مین جو خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا مین نے تو وہ سچ پایا اور وہ عذاب کے وعدے جو تم سے خدا نے کیے تھے بھلا مرنے کے بعد وہ تم نے بھی سچ پائے آنحضرت صلعم سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کافر تو مردہ ہین آپ ان سے کیون کلام فرماتے ہین آپ نے ارشاد کیا کہ اسی خدا کی قسم جسکے قبضۂ قدرت مین محمدؐ کی جان ہی کہ یہ لوگ میری اس بات کو تم سے زیادہ سنتے ہین مگر جواب سے عاجز ہین اور جو کوئی قرآن مین اور ان حدیثون مین غور کریگا جو مُردون کے حق مین وارد ہین اور جنمین یہ مضمون ہے کہ مردے اہل ماتم اور اہل زیارت سے بلکہ جو کچھ اس عالم مین ہوتا ہی سب سے آگاہ ہین تو خواہ نخواہ جانیگا اور یقین مانیگا کہ مردون کا بالکل نیست ہو جانا شرع مین کہین نہین آیا ہی بلکہ یہ آیا ہی کہ صفت بدل جاتی ہے گھر بدل جاتا ہی اور قبر دوزخ کے غارون مین سے ایک غار ہی یا جنت کے باغون مین سے ایک گلزار ہے پس یقین جان کہ مرنے سے تیری ذات اور خاص صفات کچھ زائل نہونگی لیکن تیرے حواس اور حرکات اور خیالات جو دماغ اور اعضا کے واسطے سے ہین زائل ہو جائینگے اور تو جیسا یہان سے گیا ہے وہان مجرد اور تنہا رہیگا اے عزیز اس بات کو جان لے کہ گھوڑا اگر مر جائے تو سوار اگر جاہل ہی تو عالم نہو جائے گا اور اگر اندھا ہے تو بینا نہو جائیگا لیکن پیادہ البتہ ہو جائیگا تو قالب مرکب ہی جیسے گھوڑا اور تو سوار ہی اسی سبب سے یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ سے اور محسوسات سے خود غائب ہو جاتے اور اپنے مین اُترتے ہین اور خدا کی یاد مین ڈوبتے ہین یعنی مراقبہ کرتے ہین جیسا راہ تصوف کا آغاز ہے تو قیامت کا حال انکو نظر آتا ہے اسواسطے کہ انکی روح حیوانی اگرچہ اعتدال سے پھر نہین جاتی لیکن سُست ہو جاتی ہے اس سبب سے خوف خدا اور اندیشۂ عقبیٰ جب اُس مین پیدا ہو جاتا ہے تو روح حیوانی ان کی ذات کو اپنی طرف کچھ بھی مشغول نہین رکھتی تو ان لوگون کا حال مردے کے حال سے قریب ہو جاتا ہے اور لوگون کو مرنے کے بعد جو کچھ معلوم ہوتا ہے انکو یہین کھلجاتا ہی اور جب پھر آپ مین آتے ہین اور عالم محسوسات مین پڑجاتے ہین تو بہتون کو اس مین سے کچھ بھی نہین یاد رہتا لیکن اُسکا کچھ اثر باقی رہجاتا ہے اگر بہشت کی حقیقت اُسے دکھائی ہے تو اسکی خوشی اور راحت اُسکے ساتھ باقی رہتی ہے اور اگر دوزخ کی حقیقت اسکے سامنے پیش کی ہی تو اسکی اُداسی اور خستگی اسکے ساتھ باقی رہتی ہے اور اگر اس مین سے کچھ اُسے یاد رہا ہو تو اُسکی خبر دیتا ہے اور اگر خزانہ خیال نے اُسے کسی مثال کے ساتھ تعبیر کر لیا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ مثال اُسے خوب یاد رہے اور وہ اُسکی خبر دے جیسا رسول مقبول صلعم نے نماز مین ہاتھ پھیلایا اور فرمایا کہ جنت کا خوشۂ انگور مجھے دکھایا گیا مین نے چاہا تھا کہ اُسے اس جہان مین لاؤن اے عزیز یہ گمان نہ کرنا کہ خوشۂ انگور جس حقیقت کی مثال تھا اُسے اس جہان مین لا سکتے بلکہ یہ محال تھا اس واسطے

ف: جو کچھ اس عالم مین ہوتا ہے مردے اس سے آگاہ ہین

کہ اگر ممکن ہوتا تو آنحضرت صلعم اُسے اس جہان مین لے آتے اور اس امر کے محال ہونے کا سمجھنا مشکل ہی اور اس اشکال کے تلاش کرنے کی تجھے
کچھ حاجت نہین ہے اور علما کے مدارج کا فرق ایسا ہے کہ کسی کو بالکل یہی سوچ ہوتا ہے کہ بہشت کا خوشۂ انگور کیا ہے اور کیسا تھا کہ آنحضرتؐ نے دیکھا
اوروں نے نہ دیکھا اور کسی کو اس امر سے یہی کہنا نصیب ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے ہاتھ ہلایا تو اَلْفِعْلُ الْقَلِیْلُ لَا یُبْطِلُ الصَّلٰوۃَ یعنے تھوڑا کام نماز کو فاسد نہین کرتا
اس امر کی تفصیل مین وہ خوب غور کرتا ہی جو سمجھتا ہی کہ پہلوں اور پچھلوں کا علم یہی علم ظاہری ہے اور جس نے یہ جانا اور اسی علم پر قناعت کی اور نہ اُس
دوسرے علم کے ساتھ یعنی علم تصوف کے ساتھ نہ مشغول ہوا وہ خود بیکار ہے اور اُسے علم شرع سے انکار ہی اور اس بیان سے یہ مقصود ہے کہ تو یہ گمان
نہ کر کہ رسول مقبول صلعم بہشت کا حال حضرت جبرئیل علیہ السّلام سے اُسطرح سنکر تقلیداً خبر دیتے تھے جس طرح حضرت جبرئیلؑ سے سننے کے معنے تو
جانتا ہے کہ اس کام کو بھی اور کاموں کے مانند سمجھا ہی لیکن رسول اکرم صلعم نے جنت کو ملاحظہ فرمایا اور جنت کی حقیقت اس جہان مین کوئی نہین دیکھ
سکتا بلکہ آنحضرتؐ اُس عالم کو تشریف لے گئے اور اس جہان سے غائب ہو گئے یہ غائب ہونا بھی آپ کے معراج کی ایک قسم تھی غائب ہو جانا
دو طرح سے ہوتا ہے ایک روح حیوانی کے مرنے سے دوسرے اسکے بیطاقت ہو جانے سے اور اس جہان مین کوئی شخص جنت کو نہین دیکھ سکتا جس طرح
ساتون آسمان اور ساتون زمین پستے کے چھلکے مین نہین سما سکتے اُسی طرح جنّت کا ایک ذرہ اس جہان مین نہین سما سکتا بلکہ قوت سامعہ جس طرح
اس امر سے معزول ہے کہ آنکھ مین آسمان اور زمین کی صورت جیسی پیدا ہوتی ہے ویسی ہی اُس مین بھی پیدا ہو اُسی طرح اس جہان کے تمام
حواس بہشت کے تمام ذرّون سے معزول ہین اور اس جہان کے حواس خود اور ہین **فصل** اب عذاب قبر پہچاننے کا وقت ہی آے عزیز جان تو کہ عذاب
قبر کی بھی دو قسمین ہین ایک روحانی ایک جسمانی جسمانی سب لوگ خود جانتے ہین لیکن روحانی کوئی نہین جانتا مگر وہ شخص جس نے اپنے تئین پہچانا ہو
اور اپنی روح کی حقیقت کو جانا ہو کہ وہ اپنی ذات سے قائم ہے اور اپنے قائم ہونے مین قالب سے بے پروا ہی تو موت سے وہ روح باقی رہیگی موت اسکو
نیست و نابود نہ کرے گی لیکن ہاتھ پاؤن آنکھ کان اور سب حواس اُس سے پھیر لین گے اور جب حواس اُس سے لے لیے جورو لڑکے مال کھیتی لونڈی
غلام گائے بیل گھر بار عزیز قریب بلکہ زمین آسمان اور جو چیزین اُن حواس سے دریافت ہو سکتی ہین وہ سب اُس سے پھیر لین گے اگر یہ
چیزین اُسکی محبوب اور معشوق تھین اور اُسنے اپنے تئین بالکل ان چیزون کے حوالہ کر دیا تھا تو بعد موت خواہ نخواہ ان چیزون کی جدائی کے
رنج مین رہیگا اور اگر سب سے فارغ البال تھا اور یہان کسی کو معشوق اور محبوب نہین رکھتا تھا بلکہ موت کا آرزومند رہتا تھا تو راحت و آرام
مین رہیگا اور اگر خدا کی دوستی اس نے حاصل کی تھی اور اللہ کی یاد کے ساتھ محبت اور انس کا درجہ پایا تھا اور اپنے تئین بالکل اسی کو دیدیا تھا
اور اسباب دنیا سے منغص اور بیزار رہتا تھا تو جب مر گیا تو اپنے معشوق کے پاس پہونچا مزاحمت کرنے والا اور تشویش مین رکھنے والا
یعنی اسباب دنیا درمیان سے جاتا رہا اور یہ اپنی سعادت کو پہونچ گیا آے عزیز اب غور کر کہ جو کوئی اپنے تئین یہ جانے کہ بعد موت مین باقی
رہونگا اور میری مرغوب اور محبوب چیزین دنیا مین رہینگی تو خواہ نخواہ اُسکو یہ یقین آجائے گا کہ جب مین دنیا سے جاؤنگا تو اپنی محبوب مرغوب
اشیا کی جدائی سے رنج و عذاب اُٹھاؤن گا جیسا جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ اَحْبِبْ مَا اَحْبَبْتَ فَاِنَّکَ مُفَارِقُہٗ[1] جب کوئی
یہ جان لے کہ میرا محبوب حق تعالیٰ ہے اور اپنے توشہ کی قدر لے کر باقی دنیا و مافیہا سے دشمنی رکھے تو ضرور بالضرور اُسے یہ وثوق ہو جائے گا

ف عذاب قبر روحانی بھی ہے جسمانی بھی

[1] دوست رکھ جسے تو دوست رکھتا ہے بیشک تو اُسے چھوڑ جانے والا ہے ۱۲

کہ مین جب دنیا سے جاؤنگا تو رنج سے نجات پاؤنگا راحت اُٹھاؤنگا جو کوئی اس بات کو سمجھ لے گا اُسے عذاب قبر مین ہرگز کچھ شک و شبہہ نہ رہیگا وہ یقین کرلے گا کہ عذاب قبر حق ہے اور پرہیزگارون کے واسطے نہین دنیا دارون کے لیے ہے اور اُن لوگون کے واسطے ہے جنھون نے اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالے کر دیا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ یہ حدیث ان ہی معنون مین ہے اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ[۵۱] **فصل** اے عزیز عذاب قبر کی اصل کو تو نے پہچانا کہ دنیا کی دوستی اُسکا سبب ہے اب یہ جان کہ اس عذاب مین فرق ہے کسی پر بہت ہوتا ہے کسی پر کم جسے جسقدر دنیا کی محبت ہے اُسی قدر اُس پر عذاب و مصیبت ہے تو جو شخص دنیا مین کل کائنات ایک ہی چیز رکھتا ہے اور اسکو دل سے عزیز رکھتا ہے تو اُس پر اُس شخص کے برابر عذاب نہ ہوگا جو زمین اسباب لونڈی غلام ہاتھی گھوڑے جاہ و حشمت اور سب طرح کی نعمت رکھتا ہے اور سبھون کے ساتھ دل سے محبت رکھتا ہے بلکہ اگر اس جہان مین لوگ کسی سے کہین کہ تیرا ایک گھوڑا چور لے گئے تو اُسے رنج و الم ہوگا اور اگر کہین کہ تیرے دس گھوڑے لے گئے تو پہلے کی نسبت اُسکو زیادہ غم ہوگا اگر اُسکا نصف مال لوگ چھین لین تو اُسے ملال ہوگا اگر سب مال لے لین تو رنج بدرجہ کمال ہوگا اور ان باتون کا رنج و الم اس مصیبت کے غم سے بہت کم ہے کہ مال کے ساتھ جورو لڑکون کو بھی لوگ لوٹ لے جائین اور سلطنت سے بھی معزول کر دین اور مال اور اہل و عیال اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ سب غارت کر ڈالین اور اُس شخص کو بے یار و مددگار تنہا ناچار چھوڑ دین اور یہی زندگی کا انجام ہے موت اسی کا نام ہے تو ہر شخص کو اتنی ہی راحت یا اذیت ہوگی جتنی اُسے دنیا کے ساتھ عداوت یا محبت ہوگی اور جسکے ساتھ اسباب دنیا نے بہمہ وجوہ موافقت کی اور اُسنے بالکل اپنے تئین دنیا کے نذر کر دیا اسقدر اُسکے ساتھ محبت کی جیسا حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے قرآن شریف مین آیا ہے ذٰلِکَ بِاَنَّھُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَۃِ[۵۲] اُس پر بڑا عذاب ہوگا اور اس عذاب کو یون تعبیر کیا ہے کہ رسول مقبول صلعم نے صحابہؓ سے استفسار فرمایا کہ تم جانتے ہو یہ آیت کن معنون مین نازل ہوئی ہے مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا[۵۳] صحابہؓ نے عرض کی کہ اُسکا مطلب خدا اور خدا کا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا کہ قبر مین کافر پر عذاب یون ہی ہوتا ہے کہ ننانوے اژدہے اُسپر مسلط اور مقرر ہوتے ہین یعنی ننانوے سانپ کہ ہر ہر سانپ کے نو نو سر ہوتے ہین وہ اس کافر کو قیامت تک کاٹتے چاٹتے ہین اور اُسپر پھنکارین مارتے ہین جو لوگ اہل نظر ہین اُنھون نے ان سانپون کو دل کی آنکھ سے دیکھا ہے اور احمق لوگ جو بے نگاہ ہین وہ کہتے ہین کہ ہم کافرون کی قبرون مین نگاہ کرتے ہین کچھ بھی نہین دیکھتے اگر سانپ ہوتے تو ہماری آنکھ بھلی چنگی ہے ہم بھی دیکھتے ان احمقون کو چاہیے کہ اس بات کو جان لین کہ یہ اژدہے مُردون کی روح مین ہین اُسکے باہر نہین ہین کہ اور کوئی دیکھے بلکہ یہ اژدہے اسکی موت کے پہلے سے اُسکے اندر تھے اور وہ بے خبر تھا اُن احمقون کو جاننا چاہیے کہ یہ اژدہے اس کافر کی صفات سے بنے ہین اور ان کے سرون کی تعداد اُسکے بد اخلاق کی شاخون کی تعداد کے برابر ہے دنیا کی دوستی اس اژدہے کا اصل خمیر ہے اس اژدہے کے سر اُتنے ہی پیدا ہوتے ہین جتنے اخلاق بد دنیا کی دوستی سے اُس کافر مین پیدا ہوئے مثلاً حسد کینہ ریا تکبر حرص مکر فریب دنیا جاہ و حشمت کے ساتھ محبت رکھنا ان اژدہون کی اصل اور ان کے سرون کی کثرت نور بصیرت سے آدمی پہچان سکتا ہے اور انکی تعداد

[۵۱] دنیا قید خانہ ہے مسلمانون کا اور جنت ہے کافرون کی ۱۲ [۵۲] یہ غصہ اس سبب سے ہے کہ انھون نے دوست رکھا دنیا کی زندگی کو آخرت پر ۱۲ [۵۳] جس نے انکار کیا میری یاد سے بیشک اُس کے واسطے گزران تنگ ہے ۱۲

ف پرہیزگارون پر عذاب قبر نہین ہے

ف عذاب قبر کا سبب محبت دنیا ہے

ف جو اہل نظر ہین انھون نے ان سانپون کو دل کی آنکھ سے دیکھا ہے

نور نبوت سے جان سکتا ہو کہ جتنے بداخلاق ہین اُتنے ہی اژدہے ہین اور ہمکو نہین معلوم کہ اخلاق بد کتنے ہین تو یہ اژدہے کافر کی جان مین پوشیدہ رہتے ہین اسکا سبب یہ نہین ہو کہ وہ کافر خدا اور رسول سے ناواقف ہو بلکہ یہ باعث ہے کہ اُس کافر نے اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالے کر دیا جیسا حق سجانہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ[1] اور فرمایا ہے اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا[2] اگر ایسا ہوتا کہ یہ اژدہے کافر کی جان کے باہر ہوتے جیسا لوگ سمجھتے ہین تو کافر پر بہت ہی آسانی ہو جاتی کیونکہ آخر کبھی تو یہ اژدہے دم بھر اُس سے باز رہتے جبکہ اُسکی جان کے اندر رہتے ہین تو اُسکے عین صفات ہین تو کافر اُن سے کیونکر بھلا بھاگ بچے جیسے کسی نے لونڈی بیچی پھر اُسپر عاشق ہوا تو یہ اژدہا جو اُسے کاٹتا ہے اسی کا عشق ہے جو لونڈی کے ساتھ تھا اور اُسکے دل مین پوشیدہ تھا جسوقت تک وہ اژدہا اُسے کاٹنے پر آمادہ نہین ہوا اُسوقت تک اُس عاشق کو اُسکی کچھ خبر بھی نہ تھی اسیطرح یہ ننانوے اژدہے اُس کافر کی جان مین موت کے پہلے سے پوشیدہ تھے اور اُس کافر کو اُسکی کچھ خبر بھی نہ تھی یہانتک کہ اُسنے اب اُس کافر کو کاٹنا شروع کیا وہ جب تک اپنی معشوقہ کے ساتھ تھا تب تک یہ عشق جس طرح اُسکی راحت کا سبب تھا اُسی طرح فراق مین رنج و مصیبت کا باعث ہوا اگر عشق نہ ہوتا اور محبت نہ ہوتی تو فراق مین عذاب نہ ہوتا اور مصیبت نہ ہوتی اسی طرح دنیا کی الفت اور کمال محبت جو زندگی مین موجب راحت ہے وہی بعد موت باعث عذاب و مصیبت ہے عشق دولت اژدہے کے مانند ہے اور عشق مال سانپ کے مثال گھر بار کا عشق گویا بچھو ہے اور علیٰ ہذا القیاس وہ لونڈی کا عاشق جس طرح فراق معشوقہ مین چاہتا ہے کہ اپنے تئین دریا مین ڈبو دے یا آگ مین جلا دے یا یہ چاہتا ہے کہ مجھے بچھو ڈنک مارے کہ مین مرجاؤن اور درد فراق سے نجات پاؤن اسیطرح جس کسی پر عذاب قبر ہوتا ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ کاش اندرونی اژدہون کی عوض وہ سانپ بچھو ہوتے جنھین دنیا مین لوگ جانتے ہین کہ وہ باہر سے بدن مین زخم کرتے ہین اور یہ اژدہے اندر سے جان مین زخم ڈالتے ہین اور ان اژدہون کو ظاہری آنکھ سے کوئی نہین دیکھ سکتا تو حقیقت مین ہر شخص اپنے عذاب کا سبب یہان سے اپنے ساتھ ہی لیجاتا ہے اور وہ سبب عذاب اُسکے درون مین ہو اسیواسطے جناب رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ تُرَدُّ اِلَيْكُمْ یعنی وہ عذاب تمھارے درون مین ہو کہ تمھارے ملک تمھارے سامنے رکھین گے اور اسیواسطے حق سجانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ[3] یعنے اگر تمھین علم الیقین ہوتا تو تم دوزخ کو دیکھ لیتے اور اسیواسطے فرمایا ہے اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ یعنے دوزخ کافرون کو محیط ہے اور اُسکے ساتھ ہی یون نہ ارشاد ہوا کہ دوزخ کافرون کو محیط ہو گی

فصل اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ ظاہر شرع سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اژدہون کو ظاہری آنکھون سے دیکھتے ہین اور جو اژدہے کہ جان مین ہوتے ہین وہ دکھائی نہین دیتے ہین اس کا جواب جان لے کہ ان اژدہون کا دیکھنا ممکن ہے لیکن مردہ ہی دیکھتا ہے جو لوگ اس عالم مین ہین وہ نہین دیکھ سکتے اسواسطے کہ اُس عالم کی چیز کو اس عالم کی آنکھ سے کوئی نہین دیکھ سکتا اور یہ اژدہا مردہ کو ایسا متشکل دکھائی دیتا ہے کہ گویا اُسنے اس عالم مین دیکھا تھا لیکن تو نہین دیکھ سکتا جس طرح سوتا آدمی اکثر دیکھتا ہے کہ مجھے سانپ کاٹتا ہے اور جو شخص اُسکے پاس بیٹھا ہے وہ نہین دیکھتا اور وہ سانپ اُس شخص کے پاس موجود ہی جو سوتا ہے اور اُس سانپ کے سبب سے اُس شخص کو رنج و عذاب ہوتا ہے اور بیدار کے واسطے وہ سانپ معدوم ہے اور بیدار کے نہ دیکھنے سے

ف عشق دولت اژدہا عشق مال سانپ ہے ۱۲

[1] یہ غصہ اس سبب سے ہے کہ ان لوگون نے دوست رکھا تھا زندگی دنیا کو آخرت پر ۱۲ [2] تم نے ضائع کیے اپنے مزے دنیا مین جینے کے اور برت چکے اسکو ۱۲ [3] ہرگز نہین اگر تم علم الیقین کے طریقے سے دیکھو تو جحیم کو ضرور دیکھو گے پھر اسکو ضرور دیکھو گے عین الیقین سے دیکھنا ۱۲

اُسکے رنج و عذاب مین کچھ کمی نہین ہو جاتی جو کوئی خواب دیکھے کہ مجھے سانپ کاٹتا ہے تو یہ دشمن کا زخم ہے کہ اس خواب دیکھنے والے پر فتحیاب ہوگا اور خواب مین سانپ کے کاٹنے کا رنج روحانی ہوتا ہے کہ دل ہی پر گذرتا ہے اُسکی مثال اس عالم مین اگر چاہین تو ایک سانپ ہے ایسا ہوتا ہے کہ جب دشمن اُس خواب دیکھنے والے پر فتح پائے تو وہ کہتا ہے کہ مین نے اپنے خواب کی تعبیر پائی کاش مجھے سانپ کاٹتا اور یہ دشمن مجھپر فتحیاب نہ ہوتا اسواسطے کہ یہ رنج جو دل مین ہے اُس رنج سے بہت بڑا ہے جو سانپ کے کاٹنے سے اسکے بدن پر ہوتا اَے عزیز اگر تو یہ کہے کہ وہ سانپ تو معدوم ہے خواب دیکھنے والے پر جو حال گذرتا ہے فقط خیال ہی تو جان لے کہ یہ تیرا کہنا بڑی غلطی ہی بلکہ وہ سانپ موجود ہی کہ موجود چیز پائی جاتی ہے اور معدوم نہین پائی جاتی جسے تونے خواب مین پایا اور دیکھا وہ تیرے حق مین موجود ہے اگرچہ اور خلق اُسے نہ دیکھ سکے اور جسے تو نہ دیکھے وہ تیرے حق مین نایاب اور معدوم ہی گو تمام خلق اُسے دیکھا کرے آور جبکہ عذاب اور سبب عذاب دونون مردے اور سوتے کے پائے ہوے ہین تو اورون کے نہ دیکھ سکنے سے اُن مین کیا نقصان ہوتا ہے لیکن یہ ہوتا ہے کہ سوتا جلدی جاگ پڑتا ہی اور رنج و عذاب سے چھوٹ جاتا ہے لوگ کہتے ہین کہ اُسے خیال تھا اور مُردہ رنج و عذاب مین مبتلا رہتا ہے اسواسطے کہ موت کی کچھ انتہا نہین تو رنج مُردہ کے ساتھ ہے اور اس عالم کے محسوسات کی طرح اُسے ثبات ہے اور شریعت مین یہ نہین ہے کہ جو سانپ بچھو اژدہے قبر مین ہوتے ہین عوام الناس اُسے ظاہری آنکھ سے دنیا مین دیکھ سکتے ہین لیکن اگر کوئی اس عالم سے دور ہو جائے یعنی سو جائے اور اس مردہ کا حال اُسپر ظاہر کرین تو مردہ کو سانپ بچھو مین دیکھیگا اور انبیاؑ اولیاؒ جاگتے مین بھی دیکھتے ہین اسواسطے کہ اورون کو جو کچھ خواب مین معلوم ہوتا ہے اُنھین بیداری مین نظر آتا ہے اسواسطے کہ عالم محسوسات یعنی دنیا اس جہان کے معاملات دیکھنے مین ان لوگون کے واسطے آڑ نہین ہی تو یہ طول کلام اس سبب سے ہوتا ہے کہ کچھ احمق قبرون مین دیکھتے ہین اور اُنھین ظاہری آنکھ سے کچھ نظر نہین آتا تو عذاب قبر سے انکار کرتے ہین اور اسکا سبب یہ ہے کہ اُنھین اُس عالم کے معاملات کی راہ نہین معلوم

فصل

اَے عزیز شاید تو یہ کہے کہ اگر عذاب قبر اس جہت سے ہوتا ہے کہ دل کو اس عالم سے تعلق رہتا ہے تو اس سے کوئی خالی نہین ہی کہ جاہ و مال اور اہل و عیال کو دوست نہ رکھتا ہو تو سبھون پر عذاب قبر ہوگا اور کوئی اس سے نہ چھوٹے گا اسکا جواب یہ ہی کہ ایسا نہین ہے اسواسطے کہ لوگ بہت ایسے ہین کہ دنیا سے آسودہ ہو گئے ہین اور انھین دنیا مین خوشی اور آسایش کا کوئی محل نہین باقی رہا وہ موت کے آرزومند رہتے ہین اور بہت مسلمان جو فقیر ہوتے ہین وہ ایسے ہوتے ہین لیکن وہ لوگ جو مالدار ہوتے ہین اُن کی بھی دو قسمین ہین ایک وہ لوگ ہین جو اسباب دنیا کو دوست رکھتے ہین مگر ساتھ اسکے خدا کو بھی دوست رکھتے ہین تو اگر ایسا ہوا کہ خدا کو دنیا سے زیادہ دوست رکھتے ہین تو ان لوگون پر بھی عذاب قبر نہ ہوگا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کا کسی شہر مین ایک مکان ہو اور وہ اس مکان کو بہت دوست رکھتا ہو لیکن ریاست اور سلطنت اور محل اور باغ کو اس مکان سے زیادہ دوست رکھتا ہو تو جب اور شہر کی ریاست کا اُسے حکم سلطانی پہونچے تو وطن سے نکلنے مین اُسے کچھ رنج نہ ہوگا اسواسطے کہ محبت ریاست جو بہت غالب ہے اُسکے سامنے گھر اور شہر کی محبت ناچیز اور ناپائدار ہو جاتی ہے اور اسکا کچھ اثر باقی نہین رہتا تو انبیاؑ اور اولیاؒ اور متقی مسلمانون کے دلکو اگرچہ فرزند و زن شہر وطن کی طرف کچھ التفات ہو جب خدا کی محبت اور اُسکی انس کی لذت پیدا ہوتی ہے تو اور سب محبتین اُسکے سامنے ناچیز ہو جاتی ہین اور یہ لذت موت سے پیدا ہوتی ہے تو یہ لوگ عذاب قبر سے بیخوف ہین لیکن جو لوگ دنیا کی خواہشون کو بہت دوست رکھتے ہین وہ اُس عذاب سے نہ چھوٹین گے اور یہ لوگ بہت ہین اور اسی واسطے حقتعالیٰ نے فرمایا ہے

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا یہ لوگ مدت تک عذاب مین رہین گے پھر جب انھین دنیا سے گئے ہوئے زمانۂ دراز گذر جائیگا اور دنیا کی لذت بھول جائین گے تو خدا کی اصل دوستی جو ان کے دلمین پوشیدہ تھی پھر ظاہر ہو جائیگی اُن لوگون کی مثل اُس شخص کی ایسی ہے جو ایک گھر کو دوسرے گھر کی نسبت یا ایک شہر کو دوسرے شہر کی نسبت یا ایک عورت کو دوسری عورت کی نسبت بہت دوست رکھتا ہو لیکن دوسرے گھر یا شہر یا عورت کو بھی کچھ دوست رکھتا ہو جب اُسے اُس گھر یا شہر یا عورت سے جسے وہ بہت دوست رکھتا ہے جدا کرین اور اس دوسرے کے پاس جسے کچھ دوست رکھتا ہے پہونچا دین تو وہ اسکے فراق مین مدت تک رنجیدہ رہتا ہے جسے بہت دوست رکھتا تھا جب اُسے بھولتا ہے اور دوسرے محبوب کے ساتھ خوگر ہو جاتا ہی تو اصل دوستی جو اُس دوسرے محبوب کے ساتھ اُسکے دلمین تھی پھر ظاہر اور غالب ہو جاتی ہے لیکن جو لوگ حق تعالیٰ کو اصلا دوست ہی نہین رکھتے وہ اس عذاب مین رہین گے اسواسطے کہ اُنھین اُسی چیز کے ساتھ دوستی ہی جو اُنسے پھیر لی گئی یعنے دنیا پھر اب کیونکر اس عذاب سے نجات پائین کافر جو ہمیشہ عذاب مین رہینگے اُسکا سبب ایک یہ بھی ہی جو ابھی بیان ہوا اَے عزیز اس بات کو جان کہ جو کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مین خدا ہی کو دوست رکھتا ہون یا خدا کو دنیا سے زیادہ دوست رکھتا ہون اور تمام جہان کا یہی مذہب باقی ہی تو ایک امر اس بات کی آزمایش کے واسطے کسوٹی ہے وہ امر یہ ہے کہ جب کسی کا نفس اور خواہش کوئی حکم کرے اور حکم خدا اُسکے خلاف ہو اگر وہ اپنے دل کو حکم خدا کی طرف زیادہ مائل دیکھے تو حق تعالیٰ کو زیادہ دوست رکھتا ہے جس طرح کوئی شخص دو آدمیون کو دوست رکھتا ہو ایک کو بہت اور ایک کو کم جب اُن دونون مین نزاع واقع ہوتی ہے تو اپنے تئین اُسکی طرف جسے بہت پیار کرتا ہے مائل پاتا ہے اسی سے پہچانتا ہے کہ جسکی طرف مائل ہوا اُسے بہت دوست رکھتا ہون جب ایسا نہ ہو تو زبان سے یہ کہنا کہ مین اُسے بہت دوست رکھتا ہون کچھ فائدہ نہین کرتا کہ یہ کہنا فی الحقیقت جھوٹ ہی اسیواسطے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والے اگر دنیا کے معاملات کو دین کے معاملات پر اختیار نہ کرین تو اپنے تئین عذاب خدا سے بچاتے ہین اور اگر ایسا نہ کیا یعنی دنیا کے معاملات کو دین کے معاملات پر اختیار کر لیا تو حق تعالیٰ ان سے ارشاد فرماتا ہے کہ تم جھوٹ کہتے ہو کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایسے معاملہ کے ساتھ کہنا جھوٹ ہی تو اَے عزیز ان سب باتون سے جو تجھے معلوم ہوئین تو نے پہچانا کہ صاحب نظر مشاہدۂ باطنی سے دیکھتے ہین کہ کون شخص عذاب قبر سے چھوٹیگا اور جانتے ہین کہ بہت خلقت نہ چھوٹیگی لیکن جسطرح تعلق دنیا مین بہت تفاوت ہے کسی کو کم ہوتا ہے کسی کو زیادہ اسیطرح عذاب کی مدت اور شدت مین بھی بہت تفاوت ہے **فصل** اَے عزیز شاید تو یہ کہے کہ بعضے احمق کہتے ہین کہ اگر یہی عذاب قبر ہے تو ہم اس سے بیخوف و خطر ہین کہ ہمین دنیا سے کچھ علاقہ نہین دنیا کا ہونا نہ ہونا ہمارے نزدیک برابر ہے تو اُن احمقون کا یہ دعویٰ محال ہے جبتک اپنے تئین نہین آزماتے ہین نادان ہین اگر وہ شخص ایسا ہے کہ جو کچھ اُسکے پاس ہے وہ سب چور لیجائے اور جو مقبولیت اور عزت اُسے حاصل ہے وہ اسکے کسی ہمسر کو ملجائے اور اُسکے جو مرید ہین وہ پھر جائین اور اسکی مذمت کرنے لگین اور باینہمہ اُسکے دل مین کچھ اثر اور رنج نہ ہو اور وہ شخص ایسا رہے کہ گویا اور کسی کا مال چوری گیا اور کسی دوسرے کی عزت اور مقبولیت زائل ہو گئی اسکا کچھ نقصان ہی نہین ہوا تو اُسکا یہ دعویٰ سچا ہے کہ مین اس صفت کا آدمی ہون کہ دنیا کا ہونا نہ ہونا میرے نزدیک برابر ہی جبتک اُسکا مال چوری نہ چرائین اور اُسکے مرید پھر نہ جائین تب تک وہ معذور اور نادان ہین اُسے چاہیے کہ اپنا مال جدا کرے اور اپنی مقبولیت اور عزت سے

ف خدا کی محبت زیادہ ہونے کا امتحان

ف جس طرح تعلق دنیا مین تفاوت ہے اسی طرح عذاب قبر مین بھی ہے ۱۲

۱؎ اور نہین ہے تم مین کوئی مگر اس مین پہونچنے والا ہے یہ امر ہو چکا ہے تیرے رب پر ضرور مقرر پھر نجات دینگے ہم اُن کو جو ڈرتے رہے ۱۲

بھاگتا رہے اور اپنا امتحان کرے پھر اُس صفت پر اعتماد کرے اسواسطے کہ بہت لوگ جانتے ہین کہ ہمین جورو اور لونڈی سے کچھ علاقہ نہین ہے جب جورو کو طلاق دیتے ہین یا لونڈی کو بیچڈالتے ہین تو آتش عشق جو اُنکے دلمین دبی تھی بھڑک اُٹھتی ہے اور وہ دیوانے ہوجاتے ہین تو جو شخص چاہے کہ عذاب قبر سے آزاد رہے اُسے چاہیے کہ دنیا کی کسی چیز سے علاقہ نہ رکھے مگر بقدر ضرورت جس طرح پائخانہ کی حاجت ہوتی ہے اور آدمی کو وہان بیٹھنا اچھا نہین معلوم ہوتا چاہتا ہے کہ وہان سے جلدی نکلے تو چاہیے کہ جس طرح آدمی بلا رغبت فقط پیٹ خالی کرنیکی حاجت سے پائخانے جاتا ہے اُسی طرح کھانیکا لالچ فقط پیٹ بھرنیکی نیت سے کیا کرے کہ یہ دونون امر بضرورت ہین علیٰ ہذا القیاس سب دنیوی کام اور اگر اس تعلق دنیا سے آدمی اپنا دل نہ خالی کرسکے تو چاہیے کہ عبادت اور ذکر آلہی کے ساتھ انس و محبت رکھے اور اُسکی مواظبت اور مداومت کرے اور اپنے دل پر خدا کی یاد کو ایسا غالب کرے کہ اسکی دوستی محبت دنیا پر غالب ہوجائے اور اس امر پر اپنی ذات سے اسطرح دلیل طلب کیا کرے کہ ہر امر مین شرع کی متابعت کرے اور حکم نفس پر حکم حق کو مقدم رکھے اگر اس امر مین نفس اسکی اطاعت کرے تو البتہ بھروسا رکھے کہ مین عذاب قبر سے بچونگا اور اگر نفس نافرمانی کرے تو اپنے بدن کو عذاب قبر کے سپرد کردے مگر یہ کہ ارحم الراحمین کی رحمت اگر شامل ہو تو البتہ نجات حاصل ہو

فصل اب ہم دوزخ روحانی کے معنی بیان کرتے ہین اور روحانی سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ وہ دوزخ روح کیواسطے خاص ہے بدنکو اُس سے کچھ واسطہ نہین نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ[1] یہی دوزخ روحانی ہے کہ یہ آگ دل کو گھیرے ہوئے ہے اور جو آگ بدن مین لگتی ہے اُسے دوزخ جسمانی کہتے ہین اے عزیز جان تو کہ دوزخ روحانی مین تین قسم کی آگ ہوتی ہے ایک دنیا کی خواہشون سے جدائی کی آگ دوسری رسوائیون سے شرمندگی کی آگ تیسری حضرت ذوالجلال کے جمال لازوال سے محروم رہنے اور ناامید ہوجانیکی آگ ان تینون آگون کو جان و دل سے کام ہے بدن سے کچھ مطلب نہین اور ان تینون آگون کے اسباب جو اس جہان سے آدمی اپنے ساتھ لیجاتے ہین اُنکا بیان کرنا ضرور ہے اس جہان سے ایک مثال مانگے لیکر ہمین اُنکے معنی ہم بیان کرتے ہین تاکہ بخوبی معلوم ہوجائین پہلی قسم دنیا کی خواہشون سے جدائی کی آگ اسکا سبب عذاب قبر کے بیان مین کہا گیا ہے کہ جب تک آدمی اپنے معشوق کے ساتھ ہے تب تک عشق اور رغبت دل کی بہشت ہے اور جب اپنے معشوق سے جدا ہوا تو دوزخ ہے پس عاشق دنیا جبتک دنیا مین ہے بہشت مین ہے اَلدُّنْیَا جَنَّۃُ الْکَافِرِ[2] اور جب آخرت مین ہے دوزخ مین ہے اسواسطے کہ اُس کے معشوق کو اس سے چھین لیا تو ایک ہی چیز مختلف دو حالتون مین سبب لذت بھی ہے اور باعث مصیبت بھی ہے دنیا مین اس آگ کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً ایک بادشاہ ہو کہ تمام دنیا اسکی اطاعت اور حکم مین ہو اور ہمیشہ خوبصورت لونڈی غلام اور عورتون سے کامیاب رہتا ہو اور عمدہ باغ اور بوستان اور عمارات عالیشان کی سیر کیا کرتا ہو ناگاہ کوئی دشمن آکر اُسے پکڑ لیجائے اور غلام بنائے اُسکی رعایا کے سامنے اُسے کتون کی خدمت کا حکم دے یعنی اُس سے ڈوری والون کا کام لے اور اسکے سامنے اُسکی عورتون اور لونڈیون کو اپنے کام مین لائے اور غلامون سے کہے کہ تم بھی اپنے تصرف مین لاؤ اور اُسکے خزانہ مین جو چیزین بیش قیمت ہون وہ اُسکے دشمنون کو دے ڈالے تو اے عزیز دیکھ تو اُس بادشاہ کو اس آفت ناگہانی اور مصیبت جانی سے کیا رنج ہوگا اور سلطنت زن و فرزند خزانہ لونڈی غلامون اور تمام نعمتون سے جدائی کی آگ اُسکی جان مین لگی ہے اور اُسے ایسا جلا رہی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کاش مجھے دفعۃً لوگ ہلاک کرڈالتے یا میرے بدن پر ایسا عذاب سخت کرتے کہ مین اس رنج سے چھوٹ جاتا

[1] آگ ہے اللہ کی بھڑکائی ہوئی کہ ظاہر ہوگی دلون پر ۱۲ [2] دنیا جنّت ہے کافر کی ۱۲

یہ ایک آگ کی مثال ہے اور جسقدر نعمت زیادہ ہوگی اور سلطنت پاکیزہ اور زرریز ہوگی یہ آتش فراق اُسکی جان مین اُسی قدر زیادہ مشتعل اور تیز ہوگی تو جس کسی کو دنیا مین تمتع اور کامیابی زیادہ ہوتی ہے اور دنیا اُسکے ساتھ زیادہ موافقت کرتی ہے اُسے دنیا کا عشق بھی اُتنا ہی سخت تر ہوتا ہے اور آتش فراق اُسکی جان مین اُتنی ہی زیادہ بھڑکتی ہے اس آگ کی مثال اس جہان مین محال ہے اس واسطے کہ اس جہان مین دل کو جو رنج ہوتا ہے وہ دل مین سب قائم نہین رہتا ہے اسی وجہ سے یہ ہوتا ہے کہ بیمار جب آنکھ کان کسی چیز کے ساتھ مشغول کرتا ہے تو اُسکا رنج بہت کم ہوجاتا ہے اور جب بے شغل ہوجاتا ہے تو رنج بھی بڑھ جاتا ہے اور یہ بھی اسی سبب سے ہوتا ہے کہ مصیبت زدہ جب سو اُٹھتا ہے رنج مصیبت اسکے دل پر بہت ہوتا ہے اسوجہ سے کہ اُسکی جان سوتے مین کدورت شغل وحواس سے صاف ہوجاتی ہے محسوسات سے مشغول ہونے کے پہلے جو چیز اُسے پہونچتی ہے بہت اثر کرتی ہے اگر آدمی جاگتے ہی آواز خوش سنتا ہے تو اُسکا اثر زیادہ ہوتا ہے اثر محسوسات سے دل کی صفائی اس سے زیادہ اثر ہونیکا باعث ہے اور اس جہان مین صفائی کامل نہین ہوتی آدمی جب مرتا ہے تو محسوسات کے اثر سے بالکل مجرد اور صاف ہوجاتا ہے اسوقت اسکے دلمین بڑی راحت یا اذیت قائم ہوتی ہے اور یہ خیال نہ کرنا کہ وہ آگ دنیا کی آگ کے مانند ہے بلکہ اس آگ کو ستر پانیون سے دھو کر دنیا مین بھیجا ہے دوسری قسم رسوائیون سے شرم وندامت کی آگ ہوتی ہے اسکی یہ مثال ہے کہ بادشاہ کسی کمینہ کو عزت دے اور اپنی سلطنت کی نیابت دے اور اپنی حرم سرا مین جانیکی اجازت دے تاکہ کوئی اُس سے پردہ نہ کرے اور اپنے خزانے اُسکے سپرد کردے اور سب کامون مین اُسی پر اعتماد رکھے پھر جب وزیر نعمتین اور راحتین پائے بادشاہ سے اپنے دلمین باغی اور سرکش ہوجائے اور خزانۂ پادشاہی مین اپنا تصرف کرے اور محلات اور حرم سلطانی کے ساتھ خیانت اور فساد کرے اور ظاہر مین اپنی مانتداری پادشاہ کو دکھائے پھر ایک دن اثنائے خیانت وفساد مین جو حرم سلطانی مین کرتا ہے پادشاہ کو دیکھے کہ کسی جھروکے سے دیکھتا ہے اور یہ سمجھے کہ ہر روز پادشاہ اسیطرح دیکھا کرتا ہے اور تامل اسواسطے کرتا ہے کہ میری خیانت بڑھے تاکہ مجھے دفعةً عذاب مین مبتلا کر کے ہلاک کر ڈالے اے عزیز تجویز کر کہ اُسوقت اُس وزیر کے جان ودل مین اس رسوائی کی ذلت سے کیا آگ لگے گی اور اسکا بدن سلامت رہیگا اور اسوقت وہ وزیر حقیر سراپا تقصیر چاہیگا کہ مین زمین مین سماجاؤن تاکہ اس فضیحت اور رسوائی کی آگ سے نجات پاؤن اے عزیز اسیطرح تو اس جہان مین عادت کے موافق ایسے کام کرتا ہے کہ اُنکا ظاہر اچھا معلوم ہوتا ہے اور روح اور حقیقت اور باطن اُنکاموں کا بُرا اور رسوا ہے جب قیامت مین اُن کامونکی حقیقت تجھے کُھلے گی تیری رسوائی ظاہر ہوجائیگی یہانتک کہ ندامت کی آگ مین تو سوخت ہوگا مثلاً آج کسی کی غیبت کرتا ہے کل قیامت کے دن اپنے تئین ایسا دیکھیگا جیسے اس جہان مین کوئی اپنے بھائی کا گوشت کھاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بھنا ہوا مُرغ ہے جب دیکھتا ہے کہ اپنے موئے ہوئے بھائی کا گوشت کھاتا ہون تو اے عزیز دیکھ تو وہ کیسا رسوا ہوتا ہے اور اُسکے دلمین کیا آگ لگتی ہے غیبت کی روح اور حقیقت یہ ہے اور یہ روح تجھ سے پوشیدہ ہے فردائے قیامت کو ظاہر ہوگی اور اسی واسطے ہے کہ جو کوئی خواب مین دیکھے کہ مُردے کا گوشت کھاتا ہے تو اُس کی تعبیر یہ ہے کہ غیبت کرتا ہے اے عزیز اگر تو آج دیوار پر پتھر مارے اور کوئی تجھ کو خبر کرے کہ یہ پتھر تیرے گھر مین گرتے ہین اور تیرے لڑکونکی آنکھ پھوڑتے ہین اور تو گھر مین جاکر دیکھے کہ تیرے فرزندان عزیز کی آنکھین تیرے پتھرون سے اندھی ہوگئی ہین تو تو ہی جانتا ہے جو آگ تیرے دلمین لگے گی اور کسقدر تو رسوا ہوگا اس جہان مین جو کوئی کسی مسلمان کا حسد کریگا قیامت کے دن اپنے تئین اُسی صفت پر دیکھے گا

حسد کی روح اور حقیقت یہی ہے کہ تو دشمن کے نقصان کا قصد کرتا ہے اور اسکا کچھ نقصان نہیں ہوتا تیری ہی طرف نقصان پھر پڑتا ہے اور تیرا دین ہلاک ہوتا ہے اور تیری عبادتین جو اُس جہان مین تیری آنکھ کا نور ہونگی جسکا تو حسد کرتا ہے اُسکے اعمالنامہ مین فرشتے نقل کردیتے ہین کہ تو بے عبادت رہجائے اور آج لڑکون کی آنکھین جتنا تیرے کام آتی ہین قیامت کے دن تیری عبادت اُس سے زیادہ تیرے کام آئیگی اسواسطے کہ عبادت تیری سعادت کا سبب ہے اور فرزند تیری سعادت کے باعث نہیں ہین تو فردائے قیامت کو صورتین حقیقتون اور روحون کی تابع ہونگی اور آدمی جو چیز دیکھیگا اُس صورت پر دیکھے گا جسکے معنی اُسمین ہونگے فضیحت اور رسوائی وہان ہوگی اور اس سبب سے کہ نیند اُس عالم سے نزدیک ہے خواب مین کام اُسی صورت پر دکھائی دیتے ہین جو معنون کے موافق ہوتی ہے چنانچہ ایک شخص ابن سیرین[۱] کے پاس گیا اور کہا کہ خواب مین مین نے دیکھا ہے کہ ایک انگوٹھی میرے ہاتھ مین ہے مردون کے منھ پر اور عورتون کی فرج پر مین مہر کرتا ہون فرمایا کہ تو مؤذن ہے رمضان کے مہینے مین صبح سے پہلے اذان کہدیا کرتا ہے اُسنے عرض کی کہ واقعی ایسا ہی ہے اے عزیز اب دیکھ کہ خواب مین اُسکے معاملہ کی حقیقت اُس سے کس طرح بیان کی اسواسطے کہ اذان رمضان مین آواز اور ذکر کی صورت پر ہے کھانے اور جماع کو منع کرنا اُسکی روح اور حقیقت ہے اور تعجب یہ ہے کہ قیامت کا یہ سب نمونہ خواب مین تجھے دکھائی دیتا ہے اور تجھے کسی چیز کی خبر نہین اور یہی مضمون ہے جو حدیث مین آیا کہ قیامت کے دن دنیا کو ایسی بدشکل بڑھیا کی صورت پر لائین گے کہ لوگ اُسے دیکھ کر کہینگے نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْكِ[۲] فرشتے کہینگے کہ یہ وہی دنیا ہے جسکے پیچھے تم جان دیتے تھے اُسوقت لوگون کو ایسی ندامت ہوگی کہ چاہینگے کہ ہم کو آگ مین لیجائین کہ اس شرم سے ہم نجات پائین اور اس رسوائی کی مثال ایسی ہے جیسے یہ

حکایت[۳] ایک بادشاہ نے اپنے بیٹے کی شادی کی شاہزادے نے جس رات کو اپنی دُلھن پاس جانا چاہا بہت سی شراب پی لی جب مست ہوا دُلھن کی تلاش مین نکلا خلوتخانہ مین جانے کا قصد کیا راہ بھول گیا گھر سے باہر نکل آیا اور چلا یہانتک کہ ایک مقام پر پہونچا ایک گھر دیکھا اور چراغ نظر آیا سمجھا کہ دُلھن کا گھر مین نے پایا جب اندر گیا کچھ لوگون کو سوتے دیکھا ہر چند پکارا کسی نے جواب نہ دیا سمجھا کہ سب سوتے ہین ایک شخص کو دیکھا کہ نئی چادر منھ پر تانے ہے اپنے دل مین کہا یہی دُلھن ہے اُسکے پہلو مین لیٹا اور اُسپر سے چادر اُتاری تو دماغ مین خوشبو پہونچی کہا کہ بیشک یہی دُلھن ہے کہ خوشبو ملے ہے اُسکے ساتھ جماع کرنے لگا اور اپنی زبان اُسکے منھ مین دیدی اسکی نمی اسے پہونچی سمجھا کہ میری مدارت کرتی ہے اور گلاب چھڑکتی ہے جب صبح ہوئی اور شاہزادہ ہوش مین آیا دیکھا تو اُس حجرے کو آتش پرستون کا مقبرہ پایا جو لوگ اُسکی دانست مین سوتے تھے وہ حقیقت مین مردے تھے جسکی نئی چادر تھی اور جسے اپنی دُلھن سمجھا تھا وہ ایک ڈرونی صورت بڑھیا تھی اُسی دو چار دن کے عرصہ مین مری تھی اور وہ خوشبو کافور وغیرہ کی تھی اور وہ رطوبت جو شاہزادہ کو پہونچی تھی وہ اُس بڑھیا کی نجاست اور ناپاکی تھی شاہزادے نے اپنے تئین دیکھا تو تمام بدن نجاست مین بھرا ہے اور اسکے لعاب دہن سے منھ کا مزہ کڑوا ہے چاہا کہ اس ندامت اور رسوائی اور آلودگی کے مارے مرجائے اور ڈرا کہ ایسا نہ ہو کہ میرا باپ یعنی بادشاہ اور اسکی فوج وسپاہ اس حالت سراپا نجاست مین مجھے دیکھ پائے وہ اسی سوچ مین تھا کہ بادشاہ یعنی اُسکا پدر مع افسران لشکر اُسکی تلاش مین آ پہونچا اُسے ان خرابیون مین دیکھا شاہزادہ نہایت نادم ہوا اور اس امر کا عازم ہوا کہ اگر زمین پھٹ جاتی تو مین سما جاتا کہ اس ذلّت اور رسوائی سے نجات پاتا اے عزیز فردائے قیامت کو سب

۱ اُن ایک بزرگ کا نام ہے جو خواب کی تعبیر کہنے مین بڑے کامل تھے ۱۲ ۲ پناہ مانگتے ہین ہم ساتھ خدا کے تجھ سے ۱۲ ۳ حکایت یہ کیا خوب کہانی ہے دنیادار کی غفلت دنیا کی نجاست عذاب کی حقیقت کی تمثیل مین لاثانی ہے ۱۲

دنیادار دنیا کی سب لذتون اور خواہشون کو بھی اسی صفت پر دیکھین گے دنیوی خواہشون کے ساتھ ملے رہنے سے اُنکے دلمین جو اثر رہا ہوگا
وہ بھی اُسی نجاست اور تلخی کا سا ہوگا جو اس شاہزادہ کے بدن اور دہن مین رہی تھی دنیادار اُس سے بھی زیادہ رسوا ہون گے اور عذاب
سخت مین مبتلا ہونگے اسواسطے کہ اُس جہان کے کامون کی تمام وکمال سختی کی مثال اس جہان کی چیزون کے ساتھ نہین دی جاسکتی یہ جو
قصہ تھا اُس ایک آگ کی شرح کا نمونہ تھا جسکو کالبد سے کچھ علاقہ نہین فقط دل وجان سے لاگ ہے اُسکا نام ذلت اور ندامت کی آگ ہے
تیسری قسم جناب الٰہی کے جمال بیمثال سے محروم رہنے اور اس سعادت کے حصول سے مایوس ہونے کے افسوس کی آگ اس جہان سے نابینائی
اور نادانی جو ساتھ لے گیا ہو وہ اس آگ کا سبب ہوتی ہے یعنی اس جہان مین اُسنے جناب احدیت کی معرفت نہ حاصل کی ہو اور تعلیم اور
کوشش سے بھی دل نہ صاف کیا ہو کہ بعد مرگ جناب الٰہی کا جمال اُسمین اس طرح نظر آئے جیسے صاف آئینہ مین عکس نظر آتا ہے بلکہ گناہ اور
دنیا کی خواہشون کی زنگ نے اُسکے دلکو تاریک اور اندھا کردیا ہو کہ وہ اندھا رہے اس آگ کی مثال ایسی ہے جیسے تو فرض کرے کہ کسی گروہ کیساتھ
اندھیری رات مین تو کہین پہونچے کہ وہان بہت سے سنگریزے پڑے ہون اور تو اُنکا رنگ نہ دیکھ سکے تیرے ساتھی تجھ سے کہین کہ جتنے
اُٹھ سکین ان مین سے اُٹھالے ہم نے سنا ہی کہ ان سنگریزون مین بڑا فائدہ ہوتا ہی اور جو جتنے اُٹھا سکتا ہی اُن مین سے اُٹھالے جاتا ہے اور تو
ان مین سے نہ لیوے اور کہے کہ یہ پوری حماقت ہے کہ سردست اپنے سر بوجھ لون خدا جانے کہ کل کو یہ کام آئین یا نہ آئین پھر وہ سب ساتھی تو بوجھ
باندھ لین اور چل نکلین اور تو خالی ہاتھ اُنکے ساتھ رہے اور اُن پر ہنسے اور اُنھین احمق سمجھ کر اُن پر افسوس کرے اور کہے کہ جس کسی کو عقل اور فہم
ہوتی ہے وہ میری طرح آرام واطمینان سے جاتا ہے اور جو احمق ہوتا ہے اپنے تئین گدھا بناتا ہی طمع باطل سے بوجھ اُٹھاتا ہی پھر جب وہ روشنی مین پہونچین
اور دیکھین کہ وہ سب سنگریزے یاقوت سُرخ اور گوہر آبدار ہین اور لاکھ لاکھ اشرفی ہر دانہ کی قیمت ہے تو وہ لوگ تو افسوس کرینگے کہ اور زیادہ کیون نہ
اُٹھا لائے اور تو اس دھوکے اور دغا سے ہلاک ہوگا اور تیری جان مین اس حسرت کی آگ لگے گی کہ مین نے بھی کیون نہ اُٹھا لیے پھر وہ لوگ
اُس جواہرات کو بیچ کر تمام دنیا کی سلطنت لیلین اور جیسی نعمتین چاہین کھائین اور جہان چاہین رہین اور تجھے ننگا بھوکا رکھین اور اپنا
غلام بنائین اور اپنے کام کا تجھے حکم فرمائین ہر چند تو کہے کہ ان نعمتون مین سے کچھ تو مجھے بھی دیجیے قوله تعالىٰ[1] اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا
رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ وہ کہین گے کہ کل تو ہمین ہنستا تھا آج ہم تجھے ہنستے ہین[2] اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ
كَمَا تَسْخَرُوْنَ تو جنت کی نعمت اور پروردگار کا دیدار فوت ہوجانے کی حسرت کی یہ مثل ہے اور جن لوگون نے عبادت کے جواہرات
دنیا سے نہ اُٹھا لیے اور کہا کہ قرض کے واسطے سردست رنج نقد ہم کیون اُٹھائین فردائے قیامت کو چلائین گے کہ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اور
کیونکر اُنھین حسرت نہ ہوگی اسواسطے کہ قیامت کو عارف اور عابدون پر انواع انواع سعادتین اسقدر نازل ہونگی کہ دنیا کی تمام عمر کی نعمتین اسکی
ایک ساعت کے مقابلے مین کچھ بھی نہ ہونگی بلکہ سب کے بعد جسے دوزخ سے نکالین گے اُسکو بھی دنیا کی دس گنی نعمتین دینگے اُن نعمتون
کو دنیا کے ساتھ مشابہت ناپ اور انداز سے نہین ہے بلکہ روح نعمت مین مشابہت ہے اور خوشی اور لذت روح نعمت ہے جس طرح کہتے ہین کہ

---

[1] حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے دوزخیون کا حال بتاتا ہے کہ وہ جنتیون کی خوشامد کرینگے اور یون کہین گے کہ بہاؤ ہم پر تھوڑا پانی یا جو کچھ خدا نے تمھین روزی دی ہے وہ جواب دین گے کہ تحقیق خدا نے دونون چیزین کافرون پر حرام فرمائی ہین ۱۲ [2] اگر مسخراپن کروگے تم ہم سے تو ہم بھی مسخراپن کرین گے تم سے جس طرح تم مسخراپن کرتے ہو ۱۲۔

کہ ایک موتی دس اشرفیوں کے مثل ہو تو وہ ناپ و انداز میں دس اشرفیوں کے مثل نہیں ہوتا بلکہ قیمت میں اور روح مالیت میں دس اشرفیوں کے مثل ہوتا ہے

فصل اے عزیز جب روحانی آگ کی تینوں قسمیں تو پہچان چکا تو اب یہ جان کہ یہ آگ جسمانی آگ سے بہت تیز ہے اسواسطے کہ جبتک تکلیف اور درد کا اثر جان کو نہیں پہونچتا بدن کو اُس سے کچھ آگاہی نہیں ہوتی تو بدن کی تکلیف جان میں پہونچکر بڑھ جاتی ہے پس جو آگ درد کہ جان کے اندر سے باہر آتی ہے وہ خواہ نخواہ جسمانی آگ سے تیز ہوگی اور جان کے اندر ہی سے یہ آگ لگتی ہے باہر سے اندر نہیں پہونچتی طبیعت کی خواہش کے خلاف اُسپر کسی چیز کا غالب ہو جانا بھی تکلیفوں کا سبب ہوتا ہے اور بدن کا مقتضائے طبع یہ ہے کہ اسکی ترکیب اُسکے ساتھ رہے اور اُسکے اعصاب مجتمع رہیں جب زخم کے سبب سے ایک عضو دوسرے سے جدا ہوگا تو یہ امر بدن کے مقتضائے طبع کے خلاف رہیگا اور بدن میں درد ہوگا اور زخم ایک کو دوسرے عضو سے جدا کر دیتا ہے اسیطرح آگ بھی سب اعضا میں در آتی ہے اور ایک کو دوسرے سے جدا کرتی ہے تو ہر عضو میں ایک ایک درد ہوتا ہے اس سبب سے آگ کا درد بہت سخت ہے تو دل کا مقتضائے طبع جو چیز ہے جب اُسکا خلاف جگہ کریگا تو جان میں بڑا درد ہوگا خدا کا دیدار اور خدا کی معرفت دل کا مقتضائے طبع ہے نابینائی جو اُسکے خلاف ہے جب طاری ہوگی تو بے نہایت درد و اضطراب ہوگا اگر لوگوں کے دل اس جہان میں بیمار نہوتے تو اُس جہان میں بھی نابینائی کی تکلیف اُٹھاتے جب ہاتھ پاؤں بیکار اور سُن ہو جاتے ہیں تو آگ لگانے سے آدمی کو کچھ خبر نہیں ہوتی جب سن جاتا رہتا ہے اور بدن میں آگ چھو جاتی ہے تو آدمی کو فوراً صدمہ عظیم ہوتا ہے اسیطرح دنیا میں دل بھی بیکار رہتا ہے اور موت سے اُسکا سُن جاتا رہتا ہے تو دفعۃً یہ آگ جان سے نکل آتی ہے اور کہیں سے نہیں آتی اسواسطے کہ وہ خود اپنے ساتھ لیگیا اُسکے دل ہی میں تھی اُسے چونکہ علم الیقین نہ تھا اس سبب سے آگ کو نہ دیکھا اب جو علم الیقین حاصل ہوا اُس آگ سے مطلع ہو گیا کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ[1] کے یہی معنی ہیں اور شرع میں جسمانی دوزخ اور بہشت کا حال اکثر بیان ہے اسکا سبب یہ ہے کہ اُسے تمام خلق جان سکتی ہے اور سمجھ جاتی ہے اور دوزخ روحانی کو تو جسکے سامنے بیان کرتا ہے وہ اُسے ناچیز جانتا ہے اور اسکی صعوبت اور عظمت کو نہیں پہچانتا ہے جسطرح کسی لڑکے سے تو کہے کہ لکھنا پڑھنا سیکھ لے ورنہ تیری ریاست اور تیرے باپ کی دولت تجھے نہ ملیگی اور تو اس سعادت سے محروم رہیگا تو وہ لڑکا تیرا یہ کہنا ہی نہ سمجھے گا اور اُسکے دل میں اس بات کا کچھ خوب اثر نہ ہوگا لیکن اگر تو اُس لڑکے سے کہے کہ اگر تو نہ پڑھیگا تو اُستاد تیرے کان اُمیٹھے گا تو اس بات سے البتہ وہ لڑکا ڈرے گا اسواسطے کہ اُسے سمجھتا ہے اور جسطرح اُستاد کی گوشمالی حق ہے جو لڑکا ادب نہ سیکھے اُسے اپنے باپ کی ریاست سے محروم رہنا بھی حق ہے اسی طرح دوزخ جسمانی حق ہے اور خداوند کریم کی درگاہ سے محروم رہنے کی آگ بھی حق ہے اور جیسے گوشمالی ریاست اور دولت سے محروم رہنے کے سامنے کچھ بھی سزا نہیں ہے اسیطرح دوزخ جسمانی بھی دوزخ حرمانی کے مقابلہ میں خفیف سی تکلیف ہے

فصل اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ جو عالموں نے کہا ہے اور اپنی کتابوں میں لکھا ہے یہ تفصیل وار بیان اُسکے خلاف ہے اسواسطے کہ اُنھوں نے کہا ہے کہ فقط تقلید سے اور سننے سے آدمی یہ باتیں جان سکتا ہے عقل اور بصیرت کو اِسمیں کچھ دخل نہیں ہے اسکا جواب معلوم کرے کہ عالموں کا عذر ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں اور یہ بات اُسکے خلاف نہیں ہے اسواسطے کہ آخرت کے بیان میں ان عالموں نے جو کہا ہے درست ہے لیکن وہ محسوسات ہی میں بسے ہیں روحانیات کو اُنھوں نے نہیں پہچانا ہے یا پہچانا ہے مگر بیان نہیں کیا کہ اکثر لوگ اُسے نہ سمجھیں گے اور جو جسمانی حالات ہیں وہ صاحب شرع کی تقلید اور اُن سے بغیر سنے ہوئے معلوم نہیں ہوتے لیکن یہ دوسری قسم حقیقت روح کی معرفت کی شاخ ہے اُسکا جاننا بھی طریق بصیرت اور مشاہدہ باطن سے ہے اس مرتبہ کو وہی پہونچے جو اپنے وطن سے

[1] معنی اس کے اس سے پہلے گزر چکے ہیں ۱۲

نکلے اور اپنے مولد مین نہ ٹھہرے اور راہ دین کا سفر اختیار کرے یہان وطن اور مولد سے شہر اور گھر نہین مراد ہی کہ وہ قالب کا وطن ہے اور قالب کے سفر کی کچھ حقیقت نہین لیکن جو روح کہ آدمی کی حقیقت ہی اُسکا بھی ایک قیامگاہ ہی یعنی جہان سے وہ ظاہر ہوئی وہ اُسکا وطن ہی وہان سے وہ سفر کر آئی ہی راہ مین اُسے بہت منزلین پڑتی ہین ہر منزل وہی عالم ہے پہلی منزل عالم محسوسات ہی پھر عالم مخیلات پھر عالم موہومات پھر عالم معقولات چوتھی منزل ہی اس چوتھے عالم مین اُسے اپنی حقیقت کی خبر ہوتی ہے اُسکے آگے پھر کچھ خبر نہین ہوتی اور اس ایک مثال مین ان چارون عالمونکو آدمی سمجھ سکتا ہے **مثال** جبتک آدمی محسوسات مین ہے پتنگون کے رتبہ پر ہے کہ اپنے تئین چراغ پر گراتے ہین اسواسطے کہ پتنگے کو بینائی ہی لیکن خیال اور یاد رکھنے کی قوت نہین ہی کہ اندھیرے سے بھاگنے کو روزن ڈھونڈھتا ہے چراغ کو روزن سمجھ کر چراغ پر گرتا ہے اسمین آگ پاتا ہے یہ تکلیف اُسے نہین یاد رہتی اور اسکا کچھ خیال نہین رہتا اسواسطے کہ اُسے حفظ اور خیال کی قوت نہین ہے اور اس رتبہ پر وہ پہونچا ہی نہین اس سبب سے اپنے تئین چراغ پر بار بار گراتا ہے یہانتک کہ ہلاک ہو جاتا ہے اگر اُسے خیال اور حفظ کی قوت ہوتی تو ایکبار دردناک ہو چکا تھا پھر چراغ کے پاس نہ آتا کیونکہ اور حیوانات جب ایکبار مار کھا چکتے ہین تو وہ اُنھین یاد رہتی ہے دوبارہ لکڑی دیکھ کر بھاگ جاتے ہین آدمی کی پہلی منزل عالم محسوسات ہی دوسری منزل عالم تخیلات ہے جبتک آدمی اس درجہ پر رہتا ہے بہائم کے برابر رہتا ہی جس چیز سے اُسے صدمہ پہونچے پہلے تو نہین جانتا کہ اس سے بھاگنا چاہیے لیکن جب ایکبار صدمہ اُٹھا چکتا ہی دوسری مرتبہ اس سے بھاگتا ہے تیسری منزل عالم موہومات ہی جب اُس درجہ پر آدمی آتا ہی تو بکری اور گھوڑے کے برابر ہو جاتا ہے بے دیکھے صدمہ سے بھاگتا ہے پہلے ہی سے اپنے دشمنون کو پہچانتا ہی اسواسطے کہ جس بکری نے بھیڑیے کو ہرگز نہ دیکھا ہو اور جس گھوڑے نے شیر کو ہرگز نہ دیکھا ہو وہ جب اُنھین دیکھتے ہین بھاگتے ہین اور اپنا دشمن سمجھتے ہین حالانکہ بیل اونٹ ہاتھی جو بھیڑیے اور شیر سے قد مین بہت بڑے ہین اُن سے نہین بھاگتے یہ سوجھ بوجھ خدا نے اُن کے باطن مین عنایت فرمائی ہے اور باانہمہ جو چیز کل ہونیوالی ہے اُس سے حذر نہین کر سکتے اسواسطے کہ یہ رتبہ چوتھی منزل مین حاصل ہوتا ہے اور چوتھی منزل عالم معقولات ہے آدمی یہانتک تو بہائم کے ساتھ رہتا ہے جب اس منزل پر آتا ہے تو بہائم کی حد سے گذر جاتا ہی اور فی الحقیقت یہان عالم انسانیت کے اول مین آدمی پہونچتا ہے اور ایسی چیزین دیکھتا ہے کہ تخیل اور وہم کو اُن مین کچھ دخل نہین اور جو چیز آیندہ ہونیوالی ہے اُس سے پرہیز کرتا ہے اور کامونکی حقیقت کو اُنکی صورت سے جدا کرتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت کو جو اسکی سب صورتون کو شامل ہوتی ہی پہونچتا ہے اور جو چیزین اس عالم مین دکھائی دے سکتی ہین بے نہایت نہین ہین اسواسطے کہ جو چیز محسوس ہی اجسام سے باہر نہین ہی اور اجسام متناہی ہین یعنی نہایت کو قبول کرتے ہین اور عالم محسوسات مین آدمی کا تردد کرنا اور چلنا ایسا ہی ہے جیسے زمین پر چلنا پھرنا کہ ہر ایک چل پھر سکتا ہی اور چوتھے عالم یعنی عالم معقولات مین اُسکا چلنا کامون کی حقیقتون اور روحون کے تفحص کے واسطے ہوتا ہی اور وہ ایسا ہی جیسے پانی پر چلنا اور موہومات مین اُسکا تردد کرنا ایسا ہے جیسے کشتی مین ہونا کہ پانی اور مٹی مین اُسکا درجہ ہے اور درجۂ معقولات کے اُس طرف ایک مقام ہے وہ مقام انبیا و اولیا و اہل تصوف علیہم السلام ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے ہوا مین سیر کرنا یہی مضمون تھا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کی کہ عیسیٰ علیہ السلام کیا پانی پر چلتے تھے آپ نے فرمایا ہان وَلَوِ ازْدَادَ یَقِیْنًا لَمَشٰی فِی الْھَوَآءِ اگر ان کا یقین اور زیادہ ہوتا تو ہوا پر چلتے تو آدمی کے سفر کی منزلین عالم ادراک مین ہین آخر منزل پر جب پہونچتا ہے کہ ملائکہ کے مرتبہ پر پہونچ جائے تو چارپایون کا جو اخیر اور اسفل درجہ ہے وہان سے فرشتون کے درجۂ اعلیٰ تک آدمی کی معراج کی منزلین ہین اور سب نیچ اونچ اُسی کا کام ہی اور وہ اس خطرہ مین ہی کہ اسفل السافلین مین گرتا ہے یا اعلیٰ علیین پر چڑھتا ہی اور اس خطرہ کو

قرآن شریف مین حق تعالی نے یون تعبیر فرمایا ہے کہ اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَہَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡہَا وَحَمَلَہَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوۡمًا جَہُوۡلًا [۱] اسواسطے کہ جو جمادات ہین اُن کا درجہ نہین بدلتا کہ وہ بیخبر ہین تو جمادات بیخطر ہین اور ملائک اعلیٰ علیین مین ہین اُنھین اپنے درجے سے اُترنا ممکن نہین بلکہ ہر ایک کا درجہ اُسی پر وقف ہے جیسا قرآن شریف مین آیا ہے یعنی حق تعالیٰ نے فرشتون کا کلام نقل فرمایا ہے وَمَا مِنَّاۤ اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعۡلُوۡمٌ [۲] اور چارپائے اسفل السافلین مین ہین انکو ترقی ممکن نہین اور انسان دونون کے درمیان مین ہے اور خطرہ کے مکان مین ہے اسواسطے کہ اُسے درجہ ملائکہ پر چڑھ جانا اور مرتبہ بہائم پر اُتر آنا دونون ممکن ہین اور امانت اُٹھا لینے کے معنی یہی ہین کہ خطرناک کام کو اُسنے اختیار کر لیا ہے تو ممکن نہین کہ آدمی کے سوا اس امانت کے بوجھ کا اور کوئی متحمل ہو سکے اے عزیز اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ وہ جو تو نے کہا تھا کہ اکثر آدمی یہ بات نہین کہتے ہین اُنکا حال تجھے معلوم ہو جائے کہ اُنکا کہنا کچھ تعجب کی بات نہین اسواسطے کہ مسافر ہمیشہ مقیم کے خلاف ہوتا ہے مقیم تو اکثر ہین اور مسافر نادر ہین محسوسات اور مخیلات جو پہلی منزل ہے جو شخص اُسکو اپنا وطن بنالیگا اور وہین ٹھہر جائیگا اُسے کامون کی حقیقتین ہرگز نہ معلوم ہونگی اور وہ شخص کبھی روحانی نہ ہوگا اور کامون کی روحون اور روحانیات کو کبھی نہ جانیگا اس سبب سے اُسکا بیان کتابون مین بہت کم ہے معرفت آخرت کے اتنے ہی بیان پر ہم بس کرتے ہین اس سے زیادہ لوگون کے فہم مین نہ آئیگا بلکہ بہت لوگ اسی کو نہ سمجھین گے **فصل** بہت احمق جنکو نہ یہ قوت ہے کہ کامون کو اپنی بصیرت سے پہچانین نہ یہ توفیق ہے کہ شریعت سے مانین آخرت کے امور مین دنگ ہین اور اُن پر شک غالب ہے اور ہوتا یہ ہے کہ جب خواہش اُن پر غلبہ کرتی ہے اور آخرت سے انکار کرنا انھین پسند آتا ہے تو انکے دل مین وہ انکار پیدا ہو جاتا ہے اور شیطان اُسے بڑھاتا ہے اور یہ سمجھتے ہین کہ دوزخ کی صفت مین جو کچھ آیا ہے نقط ڈرانے کے واسطے آیا ہے اور جنت کے بارہ مین شارع نے جو فرمایا ہے نقط شعبدہ دکھایا ہے اسی سبب سے خواہشون کی پیروی مین مشغول ہوتے ہین اور شریعت سے انکار کرتے ہین اور شرع والونکو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اور یہ احمق سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ لوگ گدڑی مین مست ہین ایسے احمق کو یہ قوت کہان کہ ایسے بھید کی باتون کو دلیل سے سمجھ سکے اسے ایک ظاہری بات مین تامل کرنیکے واسطے بلانا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ اگرچہ تجھے ظن غالب یہی ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اور سب حکما علما اولیا غلطی پر تھے اور سبھون نے دھوکا کھایا اور تو باوصف اس حماقت اور غرور کے اس حال کو سمجھا ممکن ہے کہ تجھی سے غلطی ہوئی ہو اور تو ہی دھوکے مین پڑا ہو کہ آخرت کی حقیقت کو تو نے نہ جانا اور عذاب روحانی کو نہ سمجھا اور عالم محسوسات سے روحانیات کی مثال کی وجہ کو تو نے نہ پہچانا اگر وہ ایسا احمق ہے کہ کسی طرح اپنی غلطی کو روا نہ رکھے اور کہے کہ جسطرح دو کو ایک سے زیادہ جانتا ہون اسی طرح یہ بھی جانتا ہون کہ روح کی کچھ حقیقت نہین اور اُسے بقا نہین اور روحانی جسمانی رنج راحت کچھ ممکن نہین ایسے شخص کا مزاج بگڑ گیا اس سے ناامید ہونا چاہیے وہ اُن لوگون مین سے ہے جنکو حق تعالے نے فرمایا ہے وَاِنۡ تَدۡعُہُمۡ اِلَی الۡہُدٰی فَلَنۡ یَّہۡتَدُوۡۤا اِذًا اَبَدًا [۳] اور اگر وہ کہے کہ امور آخرت کا محال ہونا مجھے تحقیق نہین ہے اگرچہ یہ امر ممکن ہے لیکن عقل سے بعید ہے اور جبکہ یہ بات مجھے نہ تحقیق معلوم ہے نہ اسکا ظن غالب ہے تو اپنے تئین تمام عمر پرہیزگاری کی کوٹھری مین کیون بند کرون اور دنیا کی لذتون سے کیون باز رہون تو اُسکو ہم یہ جواب دینگے کہ اب اسقدر تو نے اقرار کیا تو تجھ پر تیری عقل کی راہ سے واجب ہو گیا کہ شریعت کی راہ پکڑ کہ جب بہت بڑے خطرے کا گمان ضعیف بھی ہو تو اُس سے لوگ بھاگتے ہین اسواسطے کہ اگر

[۱] ہم نے دکھائی امانت آسمان اور زمین اور پہاڑون کو تو سب نے انکار کیا اُسکے اُٹھانے سے اور ڈر گئے اُس سے اور اُٹھا لیا اُسے آدمی نے بیشک تھا وہ ظالم نادان ۱۲ [۲] اور نہین ہے ہم مین سے کوئی فرشتہ مگر اُسکے واسطے مقام مقرر ہے ۱۲ [۳] اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تو اُن کو راہ راست کی طرف بلائے تو ہرگز راہ پر نہ آئین گے اسوقت کبھی ۱۲

ف: از امانت اُٹھانے سے یہی معنی ہین ۱۲

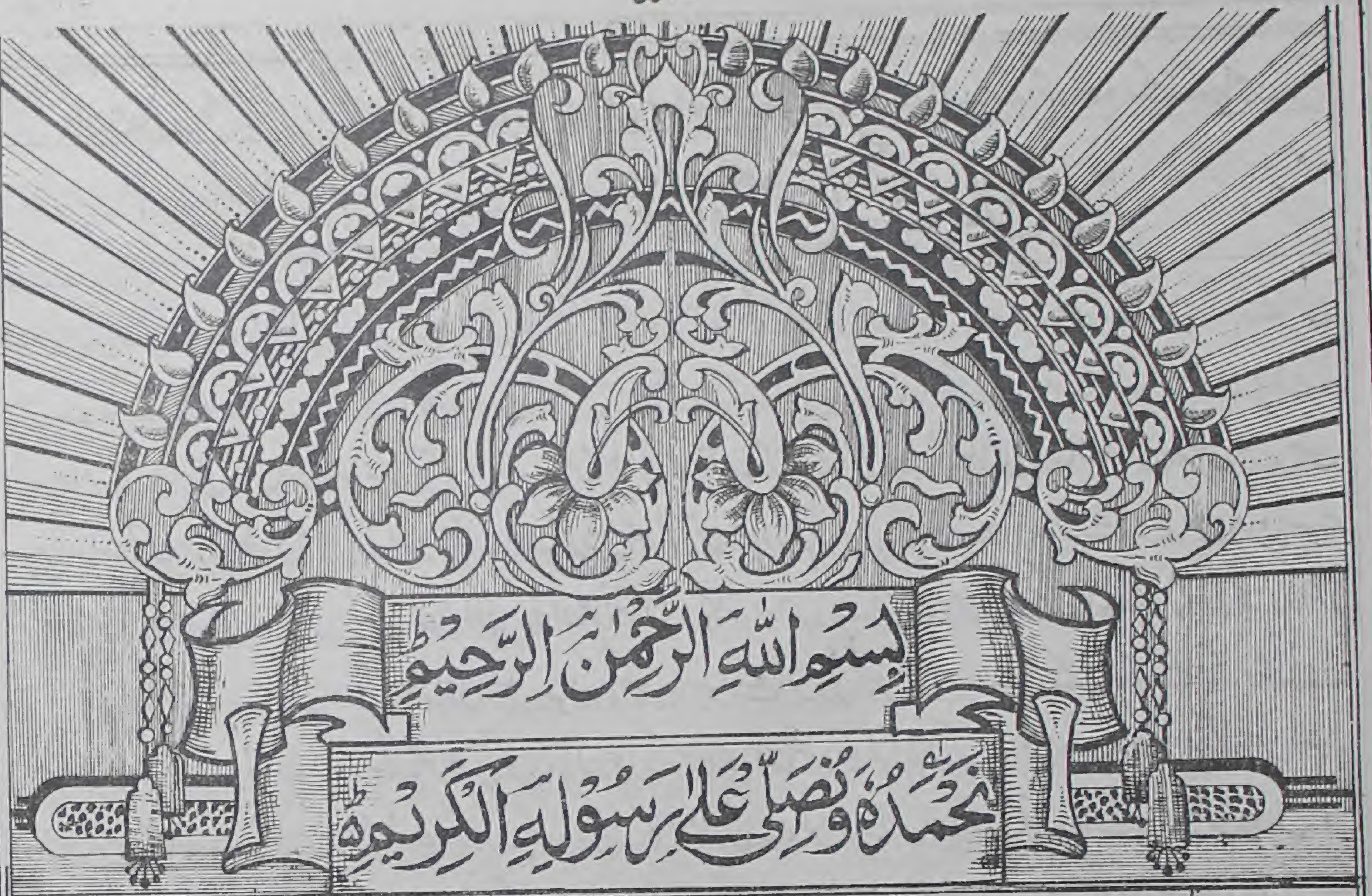
تو کھانا کھانیکا قصد کرے اور اگر کوئی کہدے کہ اسمین سانپ نے منہ ڈالا ہے تو فوراً تو ہاتھ کھینچ لیگا اگرچہ یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اُسنے اسواسطے جھوٹ کہا ہو کہ اگر تو نہ کھائے تو وہ خود کھائے لیکن چونکہ یہ بات ممکن ہے کہ شاید اُسنے سچ کہا ہو تو اپنے دلمین کہتا ہے کہ اُسے نہ کھاؤن اس سے بھوکے رہنے کا رنج آسان ہے اور اگر کھاؤن تو ایسا نہو اُسنے سچ کہا ہو اور مین ہلاک ہو جاؤن اسیطرح اگر تو بیمار ہو اور ہلاک ہو جانیکا خطرہ ہو اور تعویذ لکھنے والا کہے کہ ایک روپیہ بھر چاندی دے کہ تیرے اچھے ہونیکے واسطے کاغذ پر تجھکو ایک تعویذ لکھدون اور نقش کھینچدون اگرچہ تجھکو یہ ظن غالب بھی ہو کہ اُس نقش کو تندرستی کے ساتھ کچھ نسبت نہین لیکن تو اپنے جی مین یہی کہیگا کہ شاید یہ سچ کہتا ہو ایک روپیہ دینا سہل ہے اگر نجومی کہے کہ جب فلانے مقام پر چاند پہونچے تو فلان کڑوی دوا کھا تو اچھا ہو جائیگا اُسکے کہنے سے اُس دوا کا رنج تو کھینچے گا اور اپنے جی مین کہے گا کہ شاید سچ کہتا ہو اور اگر جھوٹ بھی کہتا ہو تو دوا کھانیکی تکلیف آسان ہے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرون کا قول اور دنیا کے تمام بزرگون یعنی حکما، اولیا، علمار کا اُس قول پر متفق ہونا کسی عقلمند کے نزدیک ایک نجومی یا ایک تعویذ لکھنے والے یا ایک آتش پرست طبیب کے قول سے کم نہ ہوگا اُن کے کہنے سے تو تھوڑا سا رنج اپنے اوپر گوارا کرتا ہے کہ وہ جو بڑا رنج ہے اس سے شاید نجات پا جائے اور تھوڑا رنج و نقصان بہت رنج و نقصان کی نسبت سے تھوڑا معلوم ہوتا ہے اگر کوئی حساب کرے کہ دنیا کی عمر کسقدر رہے اور ابد کی بہ نسبت جسکی انتہا ہی نہین کتنی سی ہے تو جان جائے کہ دنیا مین اتباع شریعت کا یہ رنج کھینچنا اس خطر عظیم سے بہت تھوڑا ہے جس کے خیال سے تو اپنے جی مین کہتا ہے کہ اگر انبیاء اور بزرگ لوگ سچ کہتے ہون اور مین ویسے ہی عذاب سخت مین جیسا وہ کہتے ہین ہمیشہ کے واسطے مبتلا ہو جاؤن تو کیا کرونگا اور دنیا کی اس چند روزہ راحت سے مجھے کیا فائدہ ہوگا اور ممکن ہے کہ بزرگ لوگ سچ کہتے ہون ابد کے یہ معنی ہین کہ اگر تمام عالم کو کاکن کے دانون سے بھر دین اور ایک چڑیا سے کہین کہ ہزار ہزار برس مین ایک ایک دانہ اس مین سے چگے تو وہ دانے سب تمام ہو جائین اور ابد مین سے کچھ بھی کم نہ ہو اگر اتنی مدت عذاب ہو روحانی خواہ جسمانی خواہ خیالی تو اے عزیز تو اُسے کیونکر جھیل سکے گا اور ذرا غور تو کر کہ دنیا کی عمر اس مدت ابد کے مقابلے مین کسقدر ہے ایسا کوئی عقلمند نہ ہوگا کہ اس امر مین خوب غور کرے اور یہ نہ سمجھے کہ گو یہ امر وہمی ہے اور اس سے بچنے مین بالفعل رنج یقینی ہے مگر اتنے بڑے خطر عظیم سے احتیاط کرنا اور بچ کر چلنا واجب ہے اسواسطے کہ لوگ سوداگری کے واسطے کشتی مین جو بیٹھتے ہین اور بڑے بڑے سفر کرتے ہین اور بہت رنج اُٹھاتے ہین یہ مصیبت فقط گمان منفعت پر کھینچتے ہین تو اگرچہ اُس احمق کو عذاب آخرت کا یقین نہین ہے لیکن گمان ضعیف تو ہے پس اگر ذرا اور مہربانی کرے گا تو پرہیزگاری کا بوجھ اُٹھائے گا اسی واسطے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک دن ایک ملحد سے مناظرہ مین فرمایا کہ جیسا تو کہتا ہے اگر واقع مین بھی ایسا ہے تو تو بھی چھوٹا ہم بھی چھوٹے اور اگر حقیقت مین ایسا ہے جیسا ہم کہتے ہین تو ہم ہی فقط چھوٹے اور تو عذاب ابد مین مبتلا رہا جناب امیرؓ نے یہ کلام جو ارشاد فرمایا تو اُسکے قصور فہم کے موافق فرمایا نہ یہ کہ معاذاللہ آپکو خود کچھ شک تھا آپ سمجھے کہ جو یقین کا راستہ ہے وہ اس ملحد کی سمجھ مین نہ آئیگا تو اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ جو شخص دنیا مین زاد آخرت کے سوا اور کسی چیز کے ساتھ مشغول ہے وہ بڑا احمق ہے غفلت کرنا اور امور آخرت مین نہ فکر کرنا اس حماقت کا سبب ہے کیونکہ دنیا کی خواہش اُسے اسقدر مہلت ہی نہین دیتی کہ وہ اُمور آخرت مین فکر کرے ورنہ عذاب آخرت کا جسکو یقین ہے اور جسکو ظن غالب ہے اور جسکو ایمان ضعیف ہے سب پر عقل کی رو سے واجب ہے کہ اس خطر عظیم سے ڈرین اور احتیاط کی راہ پکڑین وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى[1]

عنوان مسلمانی کا بیان تمام ہوا معرفت نفس معرفت حق معرفت دنیا معرفت آخرت کے ذکر کا انجام ہوا اب انشاءاللہ تعالیٰ ارکان معاملات مسلمانی شروع کرونگا۔

ف: مدت ابد کا بیان (حاشیہ)

ف: حضرت علیؓ کا مناظرہ ایک ملحد کے ساتھ

[1] اور سلام اوپر اُس شخص کے جو پیروی کرے ہدایت کی ۱۲۔



شکر خدائے بے نیاز کہ اب ارکان معاملات مسلمانی کا آغاز ہے

اے عزیز جب عنوان مسلمانی کو تو جان چکا اپنے تئین اور حق تعالیٰ کو اور دنیا اور آخرت کو پہچان چکا اب معاملہ مسلمانی کے ارکان کیطرف مشغول ہونا چاہیے اوپر کے سب بیان سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی معرفت اور عبادت ہی مین آدمی کی سعادت ہے اور حق تعالیٰ کی اصل معرفت اُن چار عنوان کے جاننے سے حاصل ہوئی اُسکی عبادت اب ان چار ارکان سے حاصل ہوتی ہے ایک رکن یہ ہے کہ تو اپنے ظاہر کو عبادت سے آراستہ رکھے یہ رکن عبادات ہے دوسرا رکن یہ ہے کہ تو اپنی زندگی اور حرکات سکنات کو ادب کے ساتھ رکھے یہ رکن معاملات ہے تیسرا رکن یہ ہو کہ تو اپنے دل کو بُرے خلقون سے پاک رکھے یہ رکن مُہلکات ہے چوتھا رکن یہ ہے کہ تو اپنے دل کو اچھے خلقون سے آراستہ رکھے یہ رکن منجیات ہے

پہلا رکن

معاملہ مسلمانی کا یہ رکن اول ہے اس مین عبادت کا بیان مفصل ہو اس رکن مین دس اصلین ہین پہلی اصل اعتقاد اہل سُنت کو درست کرنے کے بیان مین دوسری اصل تلاش علم مین مشغول ہونے کے بیان مین تیسری اصل طہارت کے بیان مین چوتھی اصل نماز کے بیان مین پانچوین اصل زکوٰۃ کے بیان مین چھٹی اصل روزہ کے بیان مین ساتوین اصل حج کے بیان مین آٹھوین اصل قرآن پڑھنے کے

[۱] ہم حمد کرتے ہین اللہ تعالےٰ کی اور درود بھیجتے ہین اُسکے رسول کریم پر صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲-

بیان مین نوین اصل ذکر اور تسبیح کے بیان مین دسوین اصل اوراد کے ترتیب دینے اور عبادت کے وقت نگاہ رکھنے کے بیان مین

پہلی اصل اہل سنت کے اعتقاد حاصل کرنیکے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ جو کوئی مسلمان ہو اُس پر پہلا فرض یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جو اُس نے زبان سے کہا ہے اُسکے معنی دل سے جانے اور ایسا باور کرے کہ کسی شک اور شبہہ کو اُس مین دخل نہ رہے اور جب اُسنے باور کر لیا اور اُسکا دل اُن معنون پر ایسا ٹھہر گیا کہ بال برابر بھی اُس مین شبہہ نہ رہا تو بس اسقدر اصل مسلمانی کو کفایت کرتا ہے دلیل سے اُسکے معنی جاننا ہر مسلمان پر فرض عین نہین ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو دلیل تلاش کرنے اور علم کلام پڑھنے اور شبہے ڈھونڈھنے کا حکم نہین فرمایا ہے بلکہ اُن معنون کی تصدیق اور یقین پر آپ نے اکتفا کی ہے اور عوام الناس کا درجہ اس سے زیادہ نہین ہے لیکن ایسے کچھ لوگون کا ہونا ضرور ہے جو گفتگو کا طریقہ جانتے ہون اور اس اعتقاد کی دلیل بیان کرسکین اسواسطے اگر کوئی شخص عوام الناس کے گمراہ کرنے کے واسطے اُنکے اعتقاد مین شبہہ ڈالے تو وہ لوگ عوام کی گویا زبان بنجایا کرین اور ان شبہون کو اُٹھایا کرین اس صفت کو علم کلام کہتے ہین اور یہ صفت فرض کفایہ ہے ہر بستی مین اس صفت کے دو ایک آدمیون کا ہونا بس ہے عوام الناس صاحب اعتقاد ہوتے ہین اور متکلم کوتوال اور اُنکے اعتقاد کا نگہبان ہوتا ہے لیکن حقیقت معرفت کی اور ہی راہ ہے وہ ان دونون مقام یعنی فقط اہل اعتقاد اور متکلم ہونیکے علاوہ ہے ریاضت اور مشقت اُسکا آغاز ہے جبتک مسلمان یہ راہ نہ چلے گا معرفت کے درجہ کو نہ پہونچے گا اور معرفت کا دعویٰ کرنا اُسے زیبا نہوگا کہ اسمین نفع سے زیادہ نقصان ہے اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پرہیز کرنے سے پہلے دوا پیے تو یہ خوف رہتا ہے کہ ہلاک ہوجائیگا اسواسطے کہ وہ دوا بھی ویسی ہی ہوجاتی ہے جیسے اور اخلاط فاسد اُسکے معدہ مین ہین اور اس دوا سے صحت حاصل نہین ہوتی بیماری بڑھ جاتی ہے عنوان مسلمانی مین جو کچھ ہم نے بیان کیا وہ حقیقت معرفت کا ایک شائبہ اور نمونہ ہے کہ جو شخص حقیقت معرفت کے قابل ہے اُسے تلاش کرے اور حقیقت معرفت وہی تلاش کرسکتا ہے جسے دُنیا مین کچھ تعلق نہ ہو اور تمام عمر خدا ہی کی تلاش مین رہا ہو اور یہ مشکل ہے تو ایسی چیز جو تمام خلق کی غذا ہے یعنی اہلسنت کا اعتقاد اُسے ہم بیان کرتے ہین کہ ہر شخص اس اعتقاد کو اپنے دل مین جائے کہ یہی اُسکی سعادت کا تخم ہوگا۔

اعتقاد کا بیان

اے عزیز اس بات کو جان اور یقین مان کہ تو مخلوق ہے اور تیرا ایک خالق ہے تمام عالم کو اور اُن چیزونکو جو تمام عالم مین ہین اُسی نے پیدا کیا ہے وہ ایک ہے کوئی اُسکا شریک نہین اور یگانہ ہے کوئی اُسکا ہمسر نہین اور ہمیشہ سے ہے کہ اُسکی ہستی کی ابتدا نہین اور ہمیشہ رہیگا کہ اُسکے وجود کی انتہا نہین اُسکی ہستی ازل اور ابد مین واجب ہے اسواسطے کہ نیستی کو اُس مین دخل ہی نہین اور اسکی ہستی اُسی کی ذات سے ہے اسواسطے کہ اُسکو کسی سبب کی پروا نہین اور اُس سے کوئی چیز بے پروا نہین بلکہ اُس خالق کا قیام اپنی ذات سے ہے اور سب چیزون کا قیام اُس خالق کے سبب سے ہے تنزیہ وہ نہ جوہر ہے نہ عرض نہ کسی چیز مین وہ حلول کرتا ہے وہ نہ کسی چیز کے مثل ہے نہ کوئی چیز اُسکے مانند ہے

اُسکے واسطے کوئی صورت نہین کمیت کیفیت کو اُس مین کچھ مداخلت نہین جو کمیت کیفیت خیال مین آئے اور دل مین گذرے اُس سے وہ پاک ہے کیونکہ سب صفتین اُسکی مخلوق ہین اور وہ کسی مخلوق کی صفت پر نہین ہے بلکہ وہم وخیال جو صورت باندھے وہ اُس صورت کا پیدا کرنے والا ہے چھوٹائی بڑائی اور مقدار کو اُس مین کچھ دخل نہین یہ چیزین اجسام عالم کی صفتین ہین اور وہ جسم نہین ہے اور اُسے جسم کے ساتھ جوڑ نہین ہے وہ نہ کسی جگہ پر ہے نہ کسی جگہ مین ہے بلکہ اُسکی ذات جگہ لینے والی چیز ہی نہین اور جو کچھ عالم مین ہے سب عرش کے نیچے اور عرش اُسکی قدرت کے نیچے مسخر ہے اور وہ عرش پر ہے لیکن اسطرح عرش پر نہین ہے جیسے کوئی جسم کسی جسم کے اوپر ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ جسم نہین ہے اور عرش اُسے اُٹھائے نہین ہے بلکہ عرش اور حاملان عرش سب کو اُسکی قدرت اور مہربانی اُٹھائے ہوے ہے آج بھی وہ اُسی صفت پر ہے جسپر عرش پیدا کرنے کے قبل تھا اور ابد تک ایسا ہی رہے گا اسواسطے کہ اُسکی ذات اور صفات مین تغیر اور گردش کو کچھ دخل نہین اس لیے کہ معاذ اللہ اگر صفات نقصانی کے ساتھ تغیر ہو تو خدائی کے قابل نہوگا اور اگر صفات کمالی کے ساتھ تغیر ہو تو نعوذ باللہ پہلے گویا وہ ناقص تھا اور اس کمال کا محتاج تھا اور محتاج مخلوق ہوتا ہے خدائی کے لائق نہین ہوتا اور باوصف اسکے کہ سب مخلوق کی صفتون سے وہ پاک ہے مگر اس جہان مین پہچاننے کے لائق اور اس جہان مین دیکھنے کے قابل ہے اور اس جہان مین بیچون اور بیچگون اسے پہچانتے ہین اُسی طرح اُس جہان مین بیچون اور بیچگون اُسے دیکھین گے کیونکہ وہ دیدار اس جہان کے دیدار کی قسم سے نہین ہے **قدرت** حق تعالیٰ کسی چیز کے مانند نہین ہے ساتھ اُسکے سب چیزون پر قادر ہے اور اُسکی قدرت کمال کے درجے پر ہے کہ کسی طرح کے عجز اور نقصان اور ضعف کا اُس مین گذر نہین بلکہ اُس نے جو چاہا کیا جو چاہے گا کرے گا اور ساتون آسمان ساتون زمین اور عرش وکرسی اور جو کچھ ہے سب اُسکے قبضۂ قدرت مین مغلوب اور مسخر ہین اُسکے سوا کسی کا کسی چیز پر کچھ اختیار نہین پیدا کرنے مین کوئی اُسکا یار و مددگار نہین **علم** وہ دانا ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے اُسکا علم ہر چیز کو گھیرے ہوے ہے عرش اعلیٰ سے تحت الثریٰ تک کوئی چیز بغیر اُسکے جانے ہوئے نہین ہوتی اسواسطے کہ سب چیزین اُسی کے حکم سے ظاہر ہوتی ہین بلکہ میدانون کی ریت اور درختون کے پتون اور دلون کے خطرون اور ہوا کے ذرّون کے عدد اُس کے علم مین ایسے کھلے ہوئے ہین جیسے آسمان کے عدد **ارادت** جو کچھ عالم مین ہے اُسی کے چاہنے اور ارادے سے ہر کوئی چیز تھوڑی ہو یا بہت چھوٹی ہو یا بڑی اچھی ہو یا بری گناہ ہو یا عبادت کفر ہو یا ایمان نفع ہو یا نقصان زیادتی ہو یا کمی رنج ہو یا راحت بیماری ہو یا صحت اُسی کی تقدیر اور مشیت اور حکم سے ہوتی ہے اگر جن آدمی شیطان فرشتے تمام عالم اکٹھا ہو کر عالم مین سے ایک ذرّہ کو ہلانا یا کسی جگہ رکھنا یا اُٹھانا یا گھٹانا یا بڑھانا چاہین تو بے خدا کے چاہے سب عاجز رہین اور ہرگز کچھ نہ کر سکین بلکہ بے اُسکے چاہے کوئی چیز نہین پیدا ہوتی جس چیز کے ہونے پر اُسکی مرضی ہو کوئی اُسے دفع نہین کر سکتا اور جو کچھ تھا اور ہو گا سب اُسی کے تقدیر اور تدبیر سے ہے **سمع بصر** جس طرح وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اُسی طرح ہر چیز کا دیکھنے سننے والا ہے دور و نزدیک اُسکے شنوائی مین برابر ہے تاریکی روشنی اس کی بینائی مین یکسان ہے اندھیری رات مین چونٹی کے پاؤن کی آواز سنتا ہے تحت الثریٰ مین جو کیڑا ہو وہ اُس کیڑے کی رنگت اور صورت دیکھتا ہے نہ آنکھ سے اُسکی بینائی ہے نہ کان سے اُسکی شنوائی ہے اور جس طرح اُسکی سمجھ تدبیر اور سوچ سے نہین اسی طرح اُسکا پیدا کرنا بھی آلہ سے نہین **کلام** اُسکا فرمان سب مخلوقات پر واجب التعمیل ہے جو خبر اُس نے دی وہ سچ ہے اُسکا وعدہ وعید سب حق ہے حکم خبر وعدہ وعید سب اُسی کا کلام ہے

جس طرح وہ زندہ بینا دانا شنوا توانا ہے اُسی طرح گویا بھی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلا واسطہ بات کی اُسکی بات کام وزبان لب ودہان سے نہین ہے جس طرح آدمی کے دل مین بے آواز اور بے حرف کے بات ہوتی ہے حق تعالیٰ کی بات بھی حرف اور بے آواز ہونے مین اُس سے زیادہ پاک اور منزہ ہے قرآن شریف توریت انجیل زبور اور پیغمبرون پر جتنی کتابین اُترین سب اُسی کا کلام ہے اور اُسکا کلام اُسکی صفت ہے اور اُسکی سب صفتین قدیم ہین اور ہمیشہ سے ہین اور جس طرح اُسکی ذات قدیم ہے اور ہمارے دل مین معلوم اور زبان پر مذکور ہے اور ہمارا علم اور ذکر مخلوق اور معلوم اور مذکور قدیم ہے اُسیطرح اُسکا کلام بھی قدیم ہے اور ہمارے دل مین محفوظ زبان سے پڑھا گیا مصحف مین لکھا ہوا ہے اور ہمارا محفوظ مخلوق نہین حفظ مخلوق اور پڑھا گیا مخلوق نہین پڑھنا مخلوق ہے اور مکتوب مخلوق نہین کتابت مخلوق ہے **افعال** عالم اور جو کچھ عالم مین ہے سب اُسکی مخلوق ہین اور جس چیز کو اُسنے پیدا کیا ہے ایسا ہی پیدا کیا کہ اُس سے بہتر نہین ہو سکتی اگر تمام جہان کے عقلمند اپنی اپنی عقلون کو متفق کر کے سوچین کہ اُس جہان کی اس سے اچھی صورت تجویز کیجیے یا اُس تدبیر سے بہتر کوئی تدبیر نکالیے یا اسمین کچھ کمی زیادتی کیجیے تو نہین کر سکتے اگر سوچین کہ اس سے بہتر ہونا چاہیے تھا تو خطا کرین اور خدا کی حکمت اور مصلحت سے غافل رہین ایسے لوگون کی مثل اُس اندھے کی ایسی ہے جو کسی گھر مین جائے وہان ہر ہر چیز قرینہ کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر ہو وہ نہ دیکھے اور گر پڑے تو کہے یہ چیز راہ پر کیون رکھی تھی حالانکہ راہ پر چلنا کیسا اُسے راہ سوجھتی تک نہین پس حق تعالےٰ نے ہر چیز کو عدل اور حکمت کے ساتھ پورا بنایا ہے اور جیسا چاہیے ویسا ہی مخلوق فرمایا ہے اگر اس سے زیادہ کامل پیدا کرنا ممکن ہوتا اور وہ نہ پیدا کرتا تو یا عاجزی سے نہ پیدا کرتا یا بخل سے اور عاجزی اور بخل دونون اس سے محال ہین تو جو کچھ دکھ بیماری فقیری نادانی عاجزی اُسنے پیدا کی ہے سب عدل ہے ظلم تو خود اُس سے ممکن ہی نہین اسواسطے کہ ظلم تو جب ہو کہ کسی غیر کی ملک مین تصرف کرے اور دوسرے کی ملک مین خدا کا تصرف کرنا ممکن نہین کیونکہ اُسکے ساتھ کسی دوسرے مالک کا ہونا خود محال ہے اسواسطے کہ جو کچھ تھا اور جو کچھ ہے اور جو کچھ ہو سکتا ہے وہ سب مملوک ہے اور خدا ہی سب کا مالک ہے اُسکا کوئی ہمسر اور شریک نہین **آخرت** حق تعالےٰ نے دو قسم پر عالم کو پیدا کیا ایک عالم اجسام ایک عالم ارواح عالم اجسام کو آدمیون کی روح کا مقام بنایا کہ اس عالم سے زاد آخرت لے لین اور ہر شخص کے رہنے کی ایک مدت مقرر فرمائی ہے اُس مدت کی انتہا اجل بنائی ہے بڑھنے گھٹنے کو اسمین کچھ دخل نہین جب اجل آجاتی ہے تو جان کو بدن سے جدا کر لیتے ہین اور روز قیامت جو حساب اور مکافات کا دن ہے اس دن جان کو پھر قالب دینگے اور سبھون کو اُٹھا کھڑا کرینگے اور ہر ایک اپنے اپنے کردار اعمالنامہ مین لکھے دیکھے گا اُسنے جو کچھ دنیا مین کیا ہے سب اُسے یاد دلائین گے عبادت اور گناہ کی مقدار کو ایسی میزان یعنے ترازو مین جو اس کام کے لائق ہوگی تول کر بتائین گے وہ ترازو اس جہان کی ترازو کے مشابہ نہین ہے **صراط** پھر سبھون کو پل صراط پر چلنے کا حکم ہوگا اور صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے جو کوئی اس جہان مین صراط مستقیم یعنی شرع پر جا رہا ہوگا اُس صراط پر آسانی سے گذر جائے گا اور جس نے اس جہان مین سیدھی راہ نہ اختیار کی ہوگی اُس صراط پر نہ چل سکے گا دوزخ مین گر پڑے گا اور سبھون کو صراط پر ٹھہرا کر پرسش اعمال کرینگے سچے ایماندارون سے اُنکی سچائی کی حقیقت طلب کرینگے اور منافقون اور ریاکارون کو خجلت دینگے اور فضیحتی مین ڈالین گے کسی جماعت کو بیحساب بہشت مین لیجائینگے کسی گروہ کا حساب آسانی سے کسی کا مشکل سے کرینگے آخر سب کافرونکو دوزخ مین بھیجین گے کہ وہ کبھی نجات نہ پائین فرمانبردار مسلمانونکو جنت مین

داخل کرینگے اور گناہگار مسلمانون کو بھی دوزخ مین روانہ کرینگے انبیا اور بزرگ لوگ اُن مین سے جس کی شفاعت کرینگے ارحم الراحمین اُسے بخشدے گا اور جسکی شفاعت نہ کرینگے فرشتے اُسے دوزخ مین لیجائین گے اور اُسکے گناہون کے قدر اُسپر عذاب کرینگے پھر جنت مین لیجائینگے

پیغمبر چونکہ حق تعالی نے یہ امر ٹھہرایا کہ بندون کے بعض اعمال اُن کی شقاوت کا سبب ہون اور بعض سعادت کا موجب ہون اور آدمی اُسے نہین پہچان سکتا کہ کون اعمال سبب شقاوت ہین اور کون موجب سعادت ہین تو خداوند کریم نے اپنے فضل وکرم عمیم سے پیغمبرون کو پیدا کیا اور حکم فرمایا کہ ازل مین جن لوگون کی نسبت کمال سعادت کا حکم ہوچکا ہے انھین اس بھید سے آگاہ کرین اور پیغمبرون کو پیغام دے کر خلائق کی طرف بھیجا کہ سعادت اور شقاوت کی راہ اُنکو بتائین تاکہ کسی بندہ کو خدا سے محل حجت نہ باقی رہے پھر سب پیغمبرون کے بعد ہمارے رسول مقبول خاتم النبیین سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو خلق کیطرف بھیجا اور آپ کی نبوت کو ایسے کمال کے درجہ پر پہونچادیا کہ پھر اُسپر زیادتی محال ہے اسیواسطے آپؐ کو خاتم الانبیا کیا کہ آپؐ کے بعد پھر کوئی پیغمبر نہ ہوا اور تمام جن وانس کو آپ کی اتباع اور اطاعت کا حکم فرمایا کہ کوئی اُس سے باہر نہ ہو اور آپؐ کو سب انبیا صلوٰۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین کا سردار اور افسر کیا اور پیغمبرون کے یارون اور دوستدارون سے آپ کے اصحاب اور احباب رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو افضل اور بہتر کیا

دوسری اصل طلب علم کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ یعنے علم ڈھونڈھنا ہر مسلمان پر فرض ہے مرد ہو خواہ عورت اور اس امر مین سب عالمون کا اختلاف ہے کہ وہ کونسا علم ہے جسکا ڈھونڈھنا سب پر فرض ہے متکلم کہتے ہین وہ علم کلام ہے کہ خدا کی معرفت اُس سے حاصل ہوتی ہے فقہا کہتے ہین کہ وہ علم فقہ ہے کہ اسکی بدولت آدمی حلال اور حرام مین فرق کر سکتا ہے محدث کہتے ہین کہ وہ علم تفسیر وحدیث ہے کہ علوم شرعیہ کی اصل یہی ہے صوفیہ فرماتے ہین کہ وہ احوال دل کا علم ہے کہ دل خدا کی طرف بندہ کی راہ ہے غرضکہ ہر عالم اپنے علم کی عظمت بیان کرتا ہے اور ہمارے نزدیک یہ ہے کہ نہ کسی ایک علم کی خصوصیت ہے نہ سب علمون کی فرضیت ہے اس مقام مین تفصیل ہے کہ اُسکے سبب سے یہ اشکال اُٹھ جاتا ہے اے عزیز جان تو کہ جو کافر صبح کے وقت مسلمان ہو یا جو لڑکا بالغ ہو اُسپر یہ سب علم سیکھنا فرض نہین ہوتا بلکہ اُسوقت اُسپر اتنا فرض ہوجاتا ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے معنے جانے اور ان معنون کا علم اسطرح حاصل ہوتا ہے کہ اہل سنت کے عقائد جو پہلی اصل مین ہم نے بیان کیے ہین حاصل کرے اسطرح پر حاصل کرنا ضرور نہین کہ اُن عقائد کی دلیلین بھی جان لے دلیلون کا جاننا اُسپر واجب نہین ہے لیکن اُن عقائد کو قبول کرلے اور باور کرلے اور وہ سب بہ تفصیل بھی جاننا واجب نہین ہے مگر خدا رسول آخرت بہشت دوزخ حشر نشر کی سب صفتون کا اعتقاد کرلے اور یہ جان لے کہ اُسکا خدا ان

تنبیہ۔ ناظرین کتاب پر واضح ہو کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فرض اور واجب کا ایک ہی حکم ہے اور امام والامقام مصنف کیمیائے سعادت شافعی المذہب تھے اس مین ایک ہی امر کو کہین فرض لکھا ہے کہین واجب ناظرین بانکین اس امر سے مطلع رہین اور ایک ہی امر کو کہین فرض کہین واجب لکھا دیکھ کر خلجان مین نہ پڑین اور تمام عبادات مین مسائل فقہیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے موافق لکھے ہین۔ برادران حنفی المذہب ان مسائل مین اپنے امام اعظم رحمہ اللہ تعالے کے مذہب کے مطابق عمل کرین۔

ان صفات پر ہے اور اُسی خدا کی طرف سے رسول مقبول صلعم کی زبانی پیغام اور احکام آئے ہین جو اطاعت کریگا مرنے کے بعد مرتبہ سعادت کو پہونچیگا جو معصیت کرے گا درجۂ شقاوت کو پہونچیگا جب اُسنے یہ جان لیا تو دو طرح کے علم اُسپر واجب ہوتے ہین ایک تو دل سے علاقہ رکھتا ہے ایک جوارح کے کامون سے جو علم اعمال جوارح سے علاقہ رکھتا ہے اُسکی بھی دو قسمین ہین ایک اُن کامونکا علم جو کرنے کے قابل ہین ایک اُن کامونکا علم جو نہ کرنیکے لائق ہین جو کام کرنے کے قابل ہین اُنکا علم ایسا ہی جیسے جو کوئی صبح کو مسلمان ہوا جب ظہر کی نماز کا وقت آئے تو اُسپر فرض کی قدر طہارت اور نماز سیکھنا فرض ہوتا ہی اور جو چیز سنت ہی اُسکا سیکھنا بھی سنت ہے فرض نہین جیسے مغرب کی نماز کا وقت آئے تو اُسوقت اُسپر اتنا فرض ہو جاتا ہے کہ اُس نماز کو جان لے کہ تین رکعتین ہین اس سے زیادہ جاننا فرض نہین ہی اور جب رمضان آئے تو روزہ کا جاننا اُس پر اسقدر فرض ہو جاتا ہے کہ یہ جان لے کہ روزہ کی نیت واجب ہے اور صبح سے غروب آفتاب تک کھانا پینا جماع کرنا حرام ہے اگر سونے کے بیس دینار اُسکے پاس ہون تو زکوۃ کا جاننا اُسوقت فرض نہین ہان جب سال بھر گذر جائے تو فرض ہوتا ہی کہ اُسکی زکوۃ کی مقدار اور مصارف و شرائط معلوم کرے اور جبتک حج نہ کرے تب تک حج کا علم اُسپر فرض نہین ہوتا اسواسطے کہ حج کا وقت عمر بھر ہے اسی طرح جب کوئی کام پیش آتا ہے اُسوقت اُس کا علم بھی فرض ہو جاتا ہے مثلاً جسوقت نکاح کرے اسوقت اُسکا علم بھی فرض ہو جاتا ہے مثلاً یہ جاننا کہ خاوند پر جورو کا کیا حق ہے اور حالت حیض مین جماع کرنا درست نہین ہے اور حیض کے بعد غسل کرنے تک جماع کرنا نہ چاہیے اور اسکے سوا اور جو چیزین نکاح سے علاقہ رکھتی ہین اُن سب کا علم فرض ہو جاتا ہے اگر آدمی کوئی پیشہ کرتا ہے اُس پیشہ کا علم بھی اُسپر فرض ہو جاتا ہے اگر سوداگر ہے تو سود کے مسائل اور بیع کی شرطین معلوم کرنا فرض ہی تاکہ بیع باطل سے بچے اسی واسطے تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوکانداروں کو دُرّے مارکر علم سیکھنے کیواسطے بھیجتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو کوئی بیع کے احکام نہ جانے اُسے تجارت کرنا نہ چاہیے کہ لاعلمی مین سود کھائیگا اور خبر بھی نہوگی اسی طرح ہر پیشہ کا ایک علم ہے حتی کہ اگر حجام ہے تو اُسے یہ جاننا چاہیے کہ آدمی کے بدن سے کیا چیز کاٹنے کے لائق ہی اور تکلیف کے وقت کونسا دانت اُکھاڑنے کے قابل ہے اور کتنی دوا زخمون مین کام کرتی ہے اور علی ہذا القیاس اور یہ علم ہر شخص کے حال کے موافق ہوتے ہین بزاز پر پیشہ حجامت کا علم سیکھنا فرض نہین ہے اور حجام پر بزاز کا علم سیکھنا فرض نہین ہے جو کام کرنے کے لائق ہین اُنکے علم کی مثال یہ تھی اور جو کام نہ کرنیکے لائق ہین اُنکا علم بھی فرض ہے لیکن ہر شخص کے حال کے موافق مختلف ہی اگر کوئی شخص اطلس اور دیبا پہننے کی قدرت رکھتا ہی یا شرابخوارون یا سور کا گوشت کھانے والون کے پاس یا غصب کی جگہ مین رہتا ہے یا مال حرام اپنے قبضہ مین رکھتا ہے تو علما پر واجب ہے کہ اُسے ان باتون کا علم سکھا دین کہ یہ حرام ہے تاکہ وہ اُس سے دست بردار ہو اور اگر کسی جگہ عورتون سے ملاجلا رہتا ہے تو اُسپر یہ جاننا فرض ہے کہ کون عورت محرم ہے اور کون نامحرم ہے اور کسے دیکھنا روا ہے اور کسے دیکھنا ناروا ہے اور یہ علم بھی ہر ایک کے حال کے موافق مختلف ہی اسواسطے کہ جو کوئی ایک کام مین ہو اُسپر اورون کے کام کا علم سیکھنا فرض نہین ہے مثلاً عورتون پر یہ جاننا فرض نہین ہے کہ حالت حیض مین طلاق دینا ناروا ہے اور جو مرد طلاق دینا چاہتا ہو اُسپر یہ مسائل جاننا فرض ہے اور جو کام دل سے علاقہ رکھتے ہین اُن کی بھی دو قسمین ہین ایک قسم دل کے حالات سے علاقہ رکھتی ہے ایک اعتقادات سے تعلق رکھتی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ آدمی کو جاننا فرض ہے کہ کینہ حسد تکبر گمان بد اور ایسے امور کرنا حرام ہین اور اُسکا جاننا سب پر فرض عین ہی اسواسطے کہ کوئی شخص ان عادتون سے خالی نہین تو اسکا علم اور اسکے علاج کا علم

فرض ہی کیونکہ اس قسم کی بیماری عالمگیر ہے اور بے علم کے اسکا علاج ٹھیک نہ ہوگا لیکن بیع سلم اور اجارہ اور رہن اور اس قسم کے معاملات کا علم جو فقہ مین مذکور ہے فرض کفایہ ہے فرض عین نہین ہے یہ اُسی شخص پر فرض ہے جو ایسے معاملات کیا چاہتا ہو اور اکثر خلق ان معاملات سے خالی نہین رہ سکتی دوسری قسم جو اعتقادات سے علاقہ رکھتی ہر وہ یہ ہر کہ اگر خدانخواستہ کسی کے اعتقاد مین کچھ شک پیدا ہو جائے تو اگر وہ شک ایسے اعتقاد مین ہے جو اعتقاد واجب ہے یا جس اعتقاد مین شک آنا درست نہین ہے تو اُس شک کو دل سے نکالڈالنا فرض ہے ان سب باتون سے معلوم ہوا کہ طلب علم سب مسلمانون پر فرض ہے اسواسطے کہ کوئی مسلمان جنس علم سے مستغنی اور بے پروا نہین لیکن علم ایک ہی قسم کا نہین ہے اور ہر ایک کے حق مین برابر نہین ہے بلکہ حالات اور اوقات کے ساتھ بدلتا رہتا ہے اور کوئی شخص علم کی احتیاج سے کسی طرح خالی نہین اسی سبب سے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہی کہ کوئی مسلمان ایسا نہین ہی جسپر طلب علم فرض نہو یعنی جس شخص کو جس علم کی احتیاج ہی اُسپر اُسکا سیکھنا فرض ہے

فصل جب یہ معلوم ہوچکا کہ ہر شخص پر وہ علم سیکھنا فرض ہی جسکا معاملہ وہ کرتا ہو تو معلوم ہوا کہ عوام الناس ہمیشہ اس خطرہ مین رہتے ہین کہ اُن کو کوئی کام آپڑے وہ یہ نہ سمجھین کہ اس مین کچھ خطر ہے اور اُسے بےخوف و خطر نادانی سے کر بیٹھین اگر اُس کام کی اکثر حاجت ہوتی ہے اور وہ کام نادر نہین ہے تو اُن کی نادانی کا عذر کچھ عذر نہین مثلاً حالت حیض مین یا حیض کے بعد غسل کے پہلے کوئی شخص اپنی جورو کے ساتھ جماع کرے اور کہے کہ مین نہ جانتا تھا کہ یہ منع ہے تو اُسکا یہ عذر کچھ عذر نہین ہے یا کوئی عورت صبح کو پہلے پاک ہو اور مغرب عشا کی نماز قضا نہ کرے کہ یہ مسئلہ اُسے نہین معلوم یا کوئی مرد اپنی جورو کو حالت حیض مین طلاق دے اور اُسے یہ مسئلہ نہ معلوم ہو کہ ایسی حالت مین طلاق دینا حرام ہے تو اُسکی لاعلمی کا عذر مقبول نہ ہوگا قیامت کے دن اُس سے کہا جائیگا کہ ہم نے تو تجھ سے کہدیا تھا کہ طلب علم فرض ہی تو اُس سے کیون باز رہا کہ مبتلائے حرام ہوا ہان جو کام نادر ہو اور اس کے کرنے کی توقع نہ ہو اور لاعلمی سے خلاف شرع ہو جائے تو آدمی معذور رہے

فصل جب یہ معلوم ہوا کہ عوام اس خطرہ سے کبھی خالی نہین ہین تو معلوم ہوا کہ آدمی کے واسطے علم سے بہتر اور بزرگتر کوئی شغل نہین آدمی پیشہ جو کرتا ہے تو دنیا کے واسطے کرتا ہے تو علم بھی بہت لوگون کے واسطے اور پیشون سے بہتر ہے اسواسطے کہ علم سیکھنے والا چار حالون سے خالی نہین ہے یا میراث پانیکے سبب سے خواہ اور کسی وجہ سے دنیا کی طرف سے مطمئن ہے اور مال کافی اُسکے پاس ہے تو علم اُس کے مال کی حفاظت کا سبب ہوگا اور دنیا مین اُسکے لیے باعث عزت اور عقبیٰ مین اُسکے واسطے موجب سعادت ہوگا یا اُسکے پاس مال کافی اور وافی نہ ہو مگر اُس مین قناعت کی صفت ہو کہ جو کچھ ہو اُسی پر اکتفا کرتا ہے اور مسلمان ہونے مین درویشی کا مرتبہ جانتا ہے کہ درویش امیرون سے پانچ سو برس پہلے جنت مین جائینگے ایسے شخص کے حق مین علم آسایش دنیا اور سعادت عقبیٰ کا سبب ہوتا ہے یا جانتا ہے کہ اگر مین علم سیکھونگا تو بیت المال سے یا مسلمان بھائیون کے ہاتھ سے حق حلال مجھے اسقدر ملے گا کہ میرے واسطے کافی ہوگا اور مال حرام نہ ڈھونڈھنا پڑے گا اور بادشاہ ظالم سے کچھ نہ مانگنا ہوگا تو ان تینون قسمون کے طالب علم کے واسطے علم طلب کرنا دین و دنیا مین سب کامون سے بہتر ہے چوتھا وہ شخص ہے جو معاش نہ رکھتا ہو اور طلب علم سے دنیا حاصل کرنا اُسے مقصود ہو اور زمانہ ایسا ہو کہ بادشاہی روزینہ کے سوا جو حرام اور ظلم سے ہو یا لوگون سے لینے کے سوا جو ریا اور ذلت کے ساتھ ہو اور تلاش معاش کی صورت مفقود ہو تو ایسے شخص کو اور جس کسی کو طلب علم سے جاہ و مال مقصود ہو اور علم سے جاہ و مال پیدا کرے گا اُسے اولیٰ یہ ہے کہ جو علم فرض نہین ہین اُن سے جب فارغ ہو تو کسب و ہنر اور دستکاری وغیرہ سیکھے ورنہ ایسا آدمی

اور آدمیون کیواسطے شیطان ہو جائیگا اُسکے سبب سے لوگ بہت تباہ ہونگے سخت گمراہ ہونگے جو جاہل اُسے حرام کا مال لیتے اور حیلے اور تاویلین کرتے دیکھے گا دنیا حاصل کرنے مین اسکی اقتدا کرے گا اور صلاحیت کی بہ نسبت ضلالت لوگون مین بہت پھیل جائے گی ایسا عالم جتنا کمتر ہے بہتر ہے (خس کم جہان پاک) تو آدمی کو یہی اولیٰ وانسب ہے کہ دنیا کو دنیا کے کامون سے طلب کرے اور خدا کا نام خدا ہی کیواسطے لے دین کے کامون سے دنیا تلاش نہ کرے گوہر آبدار مین نجاست نہ بھرے اگر کوئی شخص کہے کہ دنیا کی طرف سے ہمین علم آپ پھیر لیگا جیسا اگلے لوگون نے کہا ہے کہ تَعَلَّمْنَا الْعِلْمَ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَاَبَى الْعِلْمُ اَنْ يَكُوْنَ اِلَّا لِلّٰهِ یعنی خدا کیواسطے ہم نے علم نہین پڑھا مگر علم ہمین خود خدا کی طرف لیگیا اسکا جواب یہ ہے کہ وہ کتاب و سنت اور اسرار راہ آخرت اور حقائق شریعت کا علم تھا جو خود اُن لوگونکو خدا کی طرف لیگیا دیکھنا چاہیے کہ رجوع بخدا ان لوگون کے دلون مین تھی دنیا کے لالچ کو وہ لوگ مکروہ جانتے تھے بزرگونکو دیکھتے تھے کہ دنیا سے دور بھاگتے ہین ان لوگونکو آرزو تھی کہ ایسے بزرگون کی اطاعت اور اقتدا کرین جب علم وہ تھا اور زمانہ ویسا تھا تو لوگ اس بات کے امیدوار ہو سکتے تھے کہ خود علم کی صفت پر ہو جائین گے علم انکا تابع نہو جائیگا اور جو علم اس زمانے مین پڑھے جاتے ہین مثلاً اپنے مذہب کے خلاف جو علم ہین جیسے فلسفیات انگریزی ناگری وغیرہ اور علم کلام اور قصہ کہانی اور واہی تباہی باتین اور جو علم اس زمانے مین ہین کہ اپنے تمام علم کو زاغ دنیا کا پھندا بنایا ہے یعنی علم سے حصول دنیا کے سوا کبھی دین کا خیال بھی انکو نہین آیا ہے انکی صحبت اور انسے علم سیکھنا آدمی کو دنیا کی طرف سے ہرگز نہین پھیرتا ہے وَلَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ اگلے لوگون کا حال سُنا ہوا ہے اور اس زمانہ کے علم اور عالمون کا حال دیکھا ہوا ہے اور **مصرع** شنیدہ کے بود مانند دیدہ ؛ اور یہ برابر نہین ہو سکتا **مصرع** چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؛ اے عزیز دیکھ تو اس زمانہ کے علما دنیا کے عالم ہین یا دین کے اور لوگون کو انکا حال دیکھکر فائدہ ہوتا ہے یا نقصان یعنی یہ لوگ ہرگز دین کے عالم نہین ہین اور اُن کے حالات دیکھ کر دین کی رو سے خلق کا نقصان ہی ہوتا ہے ہان اگر عالم متقی اور پرہیزگار ہو اور علماے سلف کا متبع اور فرمانبردار ہو اور ایسے علم پڑھاتا ہو جسمین دنیا کے غرور اور فریب سے ڈرنے کا بیان ہو تو ایسے عالم سے پڑھنا کیسا اسکی صحبت باعث منفعت ہے بلکہ اس کی زیارت موجب سعادت ہے آدمی اگر وہ علم سیکھے جو مفید ہوتا ہے تو سبحان اللہ یہ سب کامون سے اولیٰ ہے اور مفید وہ علوم ہین جنسے دنیا کی حقارت اور عقبیٰ کی عظمت کے حالات معلوم ہوتے ہین اور جنسے آدمی آخرت کے منکرون اور دنیا دارون کی نادانی اور حماقت کو جانتا ہے اور کبر ریا حسد عجب حرص حُب دنیا کی آفت اور اُنکا علاج پہچانتا ہے یہ علم دنیا کے لالچی کے حق مین بھی ایسا ہے جیسے پیاسے کے حق مین پانی اور بیمار کے حق مین دوا دنیا کا لالچی جب فقہ اور خلاف مذہب جو علم ہے جیسے منطق حکمت وغیرہ اور علم کلام اور علم ادب یعنے جن علمون سے دنیا کی حقارت دل مین نہین آتی ہے پڑھیگا اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیمار ایسی دوا کھائے جس سے بیماری اور بڑھ جائے اسواسطے کہ یہ علوم اکثر حسد ریا فخر عداوت خود آرائی تکبر تلاش جاہ و دولت کا تخم دل مین بوتے ہین اور جتنا زیادہ پڑھے اتنے ہی یہ اوصاف ناپسندیدہ دل مین زیادہ مضبوط ہوتے ہین اگر آدمی ایسے لوگون سے مصاحبت رکھے جو فقیہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہین اور علوم خلاف مذہب مین مشغول رہتے ہین تو ایسا ہو جاتا ہے کہ اگر کبھی اس امر سے توبہ کرنا چاہے بھی تو اُسپر دشوار ہوتی ہے

ف: مفید علوم وہ ہین جن سے دنیا کی حقارت ہو۔

ے امام والاتمقام اپنے زمانے کے علماء کو دنیادار عالم کہکر مذمت کرتے ہین اور مسلمانون کو ان کی صحبت سے ممانعت کرتے ہین ورلے بحال ما اس زمانہ مین دیندار عالم ہم کہان پائین ۱۲

تیسری۳ اصل طہارت کے بیان میں

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ۝ یعنے اللہ تعالیٰ پاکون کو دوست رکھتا ہے اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ ۝ یعنے پاکی نصف ایمان ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَۃِ ۝ یعنے مسلمانی کی بنا پاکی پر ہے تو اے عزیز یہ گمان نہ کرنا کہ بدن اور کپڑے کی نفاست اور پاکی کی یہ سب تعریف اور فضیلت ہے بلکہ پاکی کے چار درجے ہین پہلا درجہ باطن دل کو ماسوی اللہ سے پاک کرنا جیسا حق تعالےٰ نے فرمایا ہے قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ ۝ اور اس سے یہ مقصود ہے کہ ماسوی اللہ سے جب دل خالی ہوگا تو اللہ کے ساتھ مشغول و مستغرق ہوگا اور یہی کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۝ کی تحقیق ہے اور صدیقون کا کمال درجہ ایمان و تصدیق ہے ماسوی اللہ سے پاک ہونا نصف ایمان ہے یعنی ایمان قالب ہے اور یہ جان ہے جبتک ماسوی اللہ سے پاک دل نہ ہوگا یاد حق سے آراستہ ہونے کے قابل نہ ہوگا دوسرا درجہ حسد تکبر ریا حرص عداوت رعونت وغیرہ اخلاق ناپسندیدہ سے ظاہر دل کو پاک کرنا تاکہ تواضع قناعت توبہ صبر خوف رجا محبت وغیرہ اخلاق پاک و پسندیدہ سے دل آراستہ ہوجائے یہ متقی لوگون کے ایمان کا درجہ ہے اور اخلاق ناپسندیدہ سے دل کو پاک کرنا نصف ایمان ہے تیسرا درجہ غیبت جھوٹ و حرام کھانا خیانت کرنا نامحرم عورت کو دیکھنا اور جو گناہ ہین انسے جوارح یعنے ہاتھ پاؤن وغیرہ ظاہری اعضا کو پاک رکھنا تاکہ اعضا سب کامون مین ادب اور فرمانبرداری سے آراستہ ہوجائین یہ زاہدون کے ایمان کا درجہ ہے اور جوارح کو سب حرام چیزون سے پاک رکھنا نصف ایمان ہے چوتھا درجہ کپڑے اور بدن کو نجاست سے پاک رکھنا تاکہ رکوع سجود وغیرہ ارکان نماز سے آراستہ ہون یہ مسلمانون کی پاکی کا درجہ ہے اسواسطے کہ مسلمان اور کافر مین معاملہ کے وقت نماز سے فرق ہوتا ہے اور یہ پاکی بھی نصف ایمان ہے تو معلوم ہوا کہ ایمان کے چارون درجون مین پاکی نصف ایمان ہے اور چونکہ پاکی نصف دل ہے اسوجہ سے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَۃِ یعنی دین کی بنا پاکی پر ہے تو بدن اور کپڑے کی طہارت اور پاکیزگی جسکی طرف متوجہ ہین اور جس مین سب کوشش اور محنت کرتے ہین اخیر درجہ کی پاکی ہے اسمین متوجہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اور سب پاکیون سے یہ آسان ہے اور نفس بھی اس سے خوش ہوتا ہے اور آرام پاتا ہے اور لوگ بھی اس ظاہری پاکیزگی کو دیکھتے ہین اور اسی سے آدمی کو زاہد جانتے ہین اسوجہ سے لوگون کو یہ آسان ہوگئی ہے لیکن حسد کبر ریا دوستی دنیا سے دل کی پاکی اور گناہون سے بدن کی پاکی اسمین کچھ نفس کا حصہ نہین ہے یعنی نفس کو کچھ مزہ نہین ہے اور خلق کی آنکھ اسپر نہین پڑتی اسلیے کہ یہ باتین خدا کے دیکھنے کی ہین خلق کے دیکھنے کی نہین اسوجہ سے ان کی طرف کوئی راغب نہین ہوتا

فصل طہارت ظاہری اگرچہ اخیر درجہ کی طہارت ہے مگر پھر بھی اسکی بڑی فضیلت ہے بشرطیکہ آداب طہارت بجا لائے وسوسہ اور اسراف کو دخل نہ دے اگر دخل دیا تو وہ طہارت مکروہ ہوجائے گی بلکہ طہارت کرنیوالا گنہگار ہوجائیگا اور یہ فرط احتیاط جو صوفیون کی عادت ہے کہ پاتابہ چڑھانا چادر سر سے اوڑھنا اور جو پانی یقیناً پاک ہو اُسے اور لوٹے کو دھیان رکھنا کہ کوئی اس مین ہاتھ نہ ڈالے یہ سب باتین اچھی ہین جو فقیہ لوگ ان باتون کا لحاظ نہین رکھتے اُنھین صوفیون پر اعتراض کرنا نہ چاہیے مگر کسی شرط سے اور صوفیہ کو بھی ہرگز نہ چاہیے کہ فقہا اور اور لوگون پر جو اتنی احتیاط نہین کرتے کچھ اعتراض کرین اسواسطے کہ یہ احتیاط بہتر ہے مگر چھ شرطون کے ساتھ پہلی شرط یہ ہے کہ اس احتیاط مین اوقات

بسر کرنے کے سبب اور کسی بہتر کام سے محروم نہ رہے اسواسطے کہ اگر کسی کو طلب علم مین مشغول ہونے کی استطاعت ہے یا ایسے تفکر مین مصروف ہونیکی قدرت ہے جو کشف مین زیادتی کا باعث ہو یا ایسے کسب مین متوجہ ہونیکی طاقت ہے جو اپنی ذات یا اہل و عیال کی پرورش کو کفایت کرے جسکی بدولت خلق سے سوال کی نہ حاجت پڑے لوگون کی دست نگری سے بچے اگر احتیاط طہارت مین اوقات بسر کرنا اُسے ان باتون سے محروم رکھتا ہو تو اسے ایسی احتیاط کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ یہ امور احتیاط طہارت سے زیادہ ضرور ہین اسیوجہ سے صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایسی احتیاطون کی طرف مصروف نہین ہوے اسواسطے کہ وہ لوگ جہاد اور کسب معاش اور طلب علم اور اور ضروری کامون مین مشغول تھے اسیوجہ سے ننگے پاؤن چلتے تھے زمین پر نماز پڑھتے تھے خاک پر بیٹھتے تھے کھانا کھا کر تلوؤن مین ہاتھ ملتے تھے گھوڑے اونٹ وغیرہ کے پسینے سے پرہیز نہ کرتے تھے دل کی پاکی مین کوشش بہت کرتے تھے بدن کی صفائی نہ کرتے تھے اگر کوئی اس صفت کا آدمی ہو تو صوفیون کو اسپر اعتراض کرنا نہین پہونچتا اور جو شخص سستی اور کاہلی سے یہ احتیاط نہ کرے اسے اہل احتیاط پر اعتراض کرنا نہین پہونچتا کہ احتیاط نہ کرنے سے احتیاط کرنا بہتر ہے دوسری شرط یہ ہے کہ اپنے تئین ریا اور رعونت سے بچائے رکھے اسواسطے کہ جو ایسی احتیاط کرتا ہے وہ ہمہ تن زبان ہو کر پکارتا پھرتا ہے کہ مین زاہد ہون اپنے تئین ایسا پاک رکھتا ہون اور اُسے اس بات مین عزت اور شرف حاصل ہوتا ہے اگر زمین پر پاؤن رکھتا ہے یا اور کسی کے لوٹے سے طہارت کرتا ہے تو ڈرتا ہے کہ مین لوگون کی نگاہ سے گر جاؤنگا اسے چاہیے کہ اپنے تئین آزمائے لوگون کے سامنے زمین پر پاؤن رکھے مباح کی راہ اختیار کرے اپنے باطن مین احتیاط کا تدارک کرے اگر اسکا نفس اس بارہ مین کچھ نزاع کرے تو سمجھ جائے کہ ریا کی آفت نے اُس مین دخل پایا ہے اسوقت اسپر واجب ہو جاتا ہے کہ ننگے پاؤن پھرے اور زمین پر نماز پڑھے اور احتیاط سے ہاتھ اُٹھائے اسواسطے کہ ریا حرام ہے اور احتیاط سنت ہے جب ریا سے بے احتیاط چھوڑے بچ ہی نہین سکتا تو اُسپر احتیاط چھوڑ دینا واجب ہے تیسری شرط یہ ہے کہ احتیاط کو اپنے اوپر فرض نہ کرے ترک احتیاط جو مباح ہے کبھی کبھی اسکی راہ بھی چلے چنانچہ رسول مقبول صلعم نے ایک مشرک کے برتن سے اور حضرت عمر رضؓ نے ایک ترسا عورت کے برتن سے طہارت کی ہے اور ان لوگون نے اکثر اوقات خاک پر نماز پڑھی ہے اور جو کوئی سونے کے واسطے زمین پر کچھ نہ بچھاتا تھا اُسکی بڑی تعظیم فرماتے تھے تو جو کوئی ان لوگون کی خصلت سراسر سعادت کو چھوڑ دے گا اور انکا نفس ان حضرات کی اطاعت کو قبول نہ کرے گا تو یہ امر اس بات پر دلیل ہے کہ اسکے نفس نے اس احتیاط مین عزت اور لذت پائی ہے اب اسے احتیاط سے ہاتھ کھینچنا مشکل ہوگا چوتھی شرط یہ ہے کہ جس احتیاط سے مسلمانون کے دل کو رنج پہونچے اسے چھوڑ دے اسواسطے کہ مسلمانون کے دل کو رنج دینا حرام ہے اور ترک احتیاط حرام نہین ہے جیسے کوئی غلام راہ مین ہاتھ پکڑنے کا قصد کرے یا معانقہ کرنا چاہے اور اُس کے بدن مین پسینہ ہو اور دوسرا شخص اپنا بدن سمیٹے اور بچائے تو یہ حرام ہے بلکہ خلق کرنا اور مسلمانون سے ملنا ہزار احتیاطون سے بہتر اور بہارک اور افضل ہے اسی طرح اگر کوئی کسی کی جانماز پر پاؤن رکھنا چاہے یا کسی کے لوٹے سے طہارت کرنا چاہے یا برتن مین پانی پینا چاہے تو اسے منع کرنا اور اپنی کراہت ظاہر کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ ایک بار جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات نے آب زمزم طلب فرمایا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس مین بہت لوگون نے ہاتھ ڈالے ہین اور گھنگھولا ہے ٹھہرئیے مین خاص ڈول آپ کے واسطے منگا کر پانی کھینچے دیتا ہون آپ نے فرمایا کہ نہین مین مسلمانون کے ہاتھ کی برکت کو دوست رکھتا ہون اکثر پڑھتے ہوے

جاہل ان باتون کو نہین پہچانتے اور جو شخص احتیاط نہ کرے اس سے اپنے تئین بچاتے ہین اور اُسے رنجیدہ کرتے ہین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کے مان باپ اور رفیق جب ان کا لوٹا یا کپڑا لینے کو ہاتھ بڑھاتے ہین تو وہ سخت کلام کہہ بیٹھتے ہین اور یہ سب حرام ہی اور جو احتیاط کہ واجب نہین ہے اُسکے سبب سے یہ امور کیونکر درست ہوجائین اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ ایسی احتیاط کرتے ہین انکے دماغ مین تکبر پیدا ہوجاتا ہے لوگون پر یہ احسان جتاتے ہین کہ ہم ایسی احتیاط عمل مین لاتے ہین اور اپنے تئین لوگون سے بچاکر انھین رنج دینا غنیمت جانتے ہین اور اپنی پاکیزگی کا حال لوگون سے بیان کرکے اپنا فخر ظاہر کرتے ہین اور ان کو بدنام کرتے ہین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جس آسان طریقہ پر چلتے تھے اسے اختیار نہین کرتے جو شخص فقط پتھر سے استنجا کرے تو اس فعل کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہین اور یہ سب بُرے اخلاق ہین اور جس شخص سے وقوع مین آئین اسکی نجاست باطنی پر دلیل ہین دل کو ایسی خبیث عادتون سے پاک رکھنا فرض ہی کہ یہ سب امور ہلاکت کے باعث ہین اور ان باتون سے باز رہنا ہلاکت کا موجب نہین ہی پانچوین شرط یہ ہے کہ کھانے پینے کی چیز مین اور بات کرنے مین بھی اس احتیاط کو نگاہ رکھے کہ یہ بہت ہی ضرور ہے اور جب ضروری امر سے ہاتھ روکا یعنے اسے نہ کیا تو یہ اس بات پر دلیل ہی کہ اور باتون مین یہ احتیاط فقط رعونت کے واسطے ہے یا محض عادت ہے جیسے کوئی شخص کھانا تو تھوڑی سی بھوک مین کھاتا ہی اسمین تو کچھ بھی احتیاط نہین کرتا پھر احتیاط سوجھتی ہے کہ جب تک ہاتھ مُنھ نہین دھوتا نماز نہین پڑھتا اتنا نہین جانتا کہ جو چیز نجس ہو اسکا کھانا حرام ہے اگر نجس ہے تو بلا ضرورت کیون کھاتا ہی اگر پاک ہے تو ہاتھ کیون دھوتا ہے پھر جب ہاتھ منھ دھو یا تو جس کپڑے پر عوام الناس بیٹھتے ہین اُسپر نماز نہین پڑھتا نہین معلوم کہ عوام الناس کے گھر کا پکّا کھانا کیون چکھ جاتا ہے اس مین احتیاط کو کیون نہین کام فرماتا ہے حالانکہ لقمہ کی پاکی مین احتیاط بہت ہی ضرور ہی اور اکثر ایسے لوگ بازاریون کے گھر مین انھین کے گھر کا پکّا کھانا تو نوش کرجاتے ہین اور اُن لوگون کے کپڑے پر نماز نہین پڑھتے یہ باتین احتیاط مین سچے ہونے کی دلیل نہین ہین چھٹی شرط یہ ہے کہ اپنی احتیاط منہیات اور منکرات کے ساتھ نہ ادا کرے مثلاً تین بار سے زیادہ طہارت کرے کہ چوتھی بار منع ہے یا طہارت مین دیر لگائے کہ کوئی مسلمان اسکا منتظر رہے یہ نہ چاہیے یا پانی بہت بہائے یا اول وقت سے تاخیر کرکے نماز پڑھے یا امام ہوکر جماعت کو انتظار مین رکھے یا کسی مسلمان سے کسی کام کا وعدہ کیا ہو اور اُسے دیر ہوتی ہو یا اُس سبب سے اُس مسلمان کے کسب اور کمائی کا وقت ضائع ہوتا ہو یا اسکے عیال واطفال تباہ ہوتے ہون ایسے کام اُس احتیاط کی وجہ سے جو فرض نہین ہی درست نہین ہوجاتے یا مسجد مین اپنا مصلّے اسواسطے بہت پھیلائے کہ اور کسی کا کپڑا اُسے نہ چھو جائے اس مین تین چیزین ممنوع ہین ایک تو یہ کہ مسجد کا ایک ٹکڑا اور مسلمانون سے غصب کیا اور چھین لیا حالانکہ اسکا حق سجدہ کرنے بھر کی جگہ سے زیادہ نہ تھا دوسرے یہ کہ ایسی صف جس مین بہت لمبا چوڑا مصلّے بچھا ہو ملی ہوئی نہین ہوسکتی اور سنت یہ ہے کہ کاندھے سے کاندھا ملا رہے تیسری یہ کہ مسلمان سے ایسا پرہیز کرتا ہے جیسا کتے اور ناپاکیون سے اور یہ نہ چاہیے اور ایسے منکرات بہت ہین کہ پڑھے جاہل احتیاط کے سبب سے اُن کے مرتکب ہوتے ہین اور انھین منہیات اور منکرات نہین جانتے

فصل اے عزیز جب تو نے یہ جان لیا کہ طہارت ظاہر طہارت باطن سے جدا ہے اور باطن کی طہارتین تین ہین ایک گناہون سے اعضائے ظاہری کی طہارت دوسری اخلاق بد سے ظاہر دل کی طہارت تیسری ماسوی اللہ سے باطن دل کی طہارت تو اب جان تو کہ طہارت ظاہری کی بھی تین قسمین ہین ایک نجاست سے طہارت دوسری حدث

وجنابت سے طہارت تیسری بدن مین فضول چیزین جو بڑھتی ہین اُن سے طہارت مثلاً ناخون بال میل وغیرہ **پہلی قسم** یعنے نجاست سے
طہارت اے عزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالی نے جمادات کی قسم سے جتنی چیزین پیدا کی ہین وہ سب پاک ہین مگر شراب جو مستی لائے تھوڑی ہو
یا بہت سب ناپاک ہے اور جتنے جانور ہین سب پاک ہین مگر کتا اور سور اور جو جانور مر جائے ناپاک ہے مگر آدمی اور مچھلی اور ٹڈی اور جن جانورون
کے بدن مین بہتا ہوا لہو نہ ہو جیسے مکھی بچھو مکڑی اور وہ کیڑے جو اناج مین پیدا ہوتے ہین اور جو چیز جانورون کے درون مین مستحیل و متغیر ہو گئی
ہو سب نجس ہے مگر وہ چیز جو جانورون کی اصل اور تخم ہے جیسے منی اور مرغ کا انڈا اور ریشم کا کیڑا اور جو چیز مستحیل اور متغیر نہ ہوئی ہو وہ
پاک ہے جیسے پسینا اور آنسو اور جو چیز ناپاک ہے اُسکے ساتھ نماز درست نہین مگر پانچ قسم کی نجاست دشواری کے سبب سے معاف ہے
ایک تین پتھر یا ڈھیلے لینے کے بعد براز کا جو اثر باقی رہ جائے بشرطیکہ اپنے مقام سے پھیلا ہوا نہ ہو دوسری شاہراہ کی کیچڑ گو اس مین یقینی
نجاست دکھائی دے لیکن شاہراہ کی کیچڑ اُسی قدر معاف ہے جس سے آدمی اپنے تئین بچا نہ سکے یہ نہین کہ آدمی کیچڑ مین گر پڑے یا ہاتھی
گھوڑا وغیرہ کیچڑ سے کپڑون کو خراب کر دے کہ یہ امور نادر ہین اور اتنی کیچڑ معاف نہین ہے تیسری وہ نجاست جو موزہ مین بھر جائے
مگر اُسی قدر جس سے بچنا ممکن نہ ہو اگر موزہ کو زمین پر رگڑ ڈالا اور اُسے پہنے ہوئے نماز پڑھی تو معاف ہے چوتھے پسو کا لہو جو کپڑے پر لگا ہو
تھوڑا ہو یا بہت معاف ہے گو پسینا بھی آیا ہو پانچوین سرخی مائل پانی جو چھوٹے چھوٹے دانون سے نکلے معاف ہے اس واسطے کہ آدمی
کا بدن اس سے خالی نہین ہوتا اسی طرح جو صاف رطوبت خارش کے دانون سے نکلے وہ بھی معاف ہے لیکن جو بڑا دانہ ہو اور اُس سے
پیپ نکلے اُسکا پھوڑے کا سا حال ہے اور وہ کم ہوتا ہے اُسکا دھونا واجب ہے اگر دھونے کے بعد اُس کا کچھ اثر باقی رہے تو امید ہے
کہ معاف ہو اگر کسی نے فصد کھلوائی ہو یا کسی کے زخم لگا ہو تو اُس کے خون کو دھونا چاہیے اگر کچھ رہ جائے اور دھونے مین خطرہ ہو
تو وہ نماز قضا کرنا چاہیے کہ یہ عذر نادر اور کم ہوتا ہے **فصل** جو جگہ نجس ہو اور ایک بار اُسپر پانی بہ جائے تو پاک ہو جاتی ہے
لیکن اگر عین نجاست ہو تو اُسکو دھونا چاہیے تاکہ عین اور جرم نجاست زائل ہو جائے اور اگر دھویا اور ملا اور کئی بار اُسے ناخن
سے کھرچا اور باانہمہ اُسکی رنگت اور بو باقی رہے تو پاک ہے اور جو پانی حق تعالے نے پیدا کیا ہے خود پاک ہے اور دوسری
چیز کا پاک کرنے والا ہے مگر چار طرح کا پانی ایک وہ پانی جس سے ایک بار حدث دور کیا ہو یہ خود پاک ہے اور کو نہین پاک کرتا دوسرا
وہ پانی جس سے نجاست دور کی ہو وہ نہ خود پاک ہے نہ اور کا پاک کرنے والا ہے لیکن اُسکا رنگ اور مزہ اور بو اگر نجاست کی وجہ سے نہ
بدلا ہو تو پاک ہے تیسرا وہ پانی جو اڑھائی سو من سے کم ہو اور اس مین نجاست پڑ جائے اگرچہ متغیر نہوا ہو تو بھی نجس ہے اور اگر اڑھائی سو
من ہے یا زیادہ ہے تو نجاست پڑنے سے جبتک متغیر نہ ہو جائے ناپاک نہین ہوتا چوتھا وہ پانی جسکا رنگ اور بو اور مزہ اُس پاک چیز
کے سبب سے بدل جائے جس سے اُس پانی کو بچا سکتے ہون جیسے زعفران صابون اشنان[1] آٹا وغیرہ یہ پانی پاک ہے پاک کرنیوالا
نہین ہے لیکن اُس مین اگر کچھ یون ہی تغیر ہوا ہو تو پاک کرنے والا بھی ہے **دوسری قسم** طہارت حدث اس مین پانچ چیزین جاننا
چاہیے پائخانہ پھرنے پیشاب کرنے کے آداب استنجا کرنے کے آداب وضو کے آداب غسل کے آداب تیمم کے آداب **فصل** پائخانہ جانیکے

[1] ایک درخت کی پتی ہے ۱۲

آداب کے بیان مین اگر آدمی صحرا مین ہو تو چاہیے کہ لوگون کی نگاہ سے دور ہو جائے اور ممکن ہو تو دیوار کی آڑ مین جائے اور بیٹھنے سے پہلے شرمگاہ نہ کھولے اور آفتاب ماہتاب کی طرف منھ نہ کرے اور قبلہ کی طرف منھ اور پیٹھ نہ کرے لیکن اگر پائخانہ مین ہو تو درست ہے مگر اولیٰ یہ ہے کہ قبلہ داہنے بائین طرف رہے جہان لوگ جمع ہوتے ہون وہان نہ پائخانہ پھرے نہ پیشاب کرے پانی مین کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرے میوہ دار درخت کے نیچے اور کسی بل مین نہ پائخانہ پھرے نہ پیشاب کرے سخت زمین پر اور ہوا کے رخ پیشاب نہ کرے تاکہ اُسپر چھینٹین نہ پڑین اور بے عذر کھڑے کھڑے پیشاب نہ کرے جہان لوگ وضو یا غسل کرتے ہون وہان پیشاب نہ کرے اور بائین پاؤن پر زور دیکر بیٹھے جب پائخانہ جانے لگے تو بایان پاؤن پہلے رکھے جب باہر آنے لگے تو داہنا پاؤن پہلے رکھے اور جس چیز مین خدا کا نام ہو اُسے اپنے ساتھ نہ لیجائے اور پائخانہ پیشاب کو ننگے سر نہ جائے پائخانہ جاتے وقت کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِیْثِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ[۱] جب باہر نکلے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَاَبْقٰی فِیْ جَسَدِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ[۲] **فصل** استنجا کرنے کے بیان مین چاہیے کہ پتھر کے تین ٹکڑے یا مٹی کے تین ڈھیلے پائخانہ پھرنے سے پہلے درست کر رکھے جب فارغ ہو تو بائین ہاتھ مین لیکر پائخانہ کے مقام کے قریب پاک جگہ پر رکھ کر کھسکائے اور نجاست کے مقام پر لاکر اُسے پھیرے اور نجاست پونچھے دوسری جگہ نجاست نہ بھرنے پائے اسی طرح تین ڈھیلے کام مین لائے اگر پاک نہ ہو تو دو ڈھیلے اور لے تاکہ طاق رہین پھر پتھر کا ایک بڑا ٹکڑا یا ایک بڑا ڈھیلا داہنے ہاتھ مین لے اور آلہ تناسل بائین ہاتھ سے پکڑے اور اس پتھر یا ڈھیلے پر تین بار تین جگہ اُسکا سر رکھے یا دیوار پر تین جگہ تین بار رکھے اور بائین ہاتھ سے ہلائے داہنے ہاتھ سے نہین اگر اتنے ہی پر قناعت کرے تو پاکی کے واسطے کفایت کرتا ہی لیکن اولیٰ یہ ہے کہ ڈھیلے اور پانی دونون سے استنجا کرے اگر پانی لینا منظور رہے تو اُس جگہ سے اُٹھ کر دوسری جگہ جائے تاکہ اُسپر پانی نہ اُڑے داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے بائین ہاتھ سے ہتیلی تک اسقدر ملے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اب نجاست کا کچھ اثر نہین باقی رہا جب یہ معلوم ہو جائے تو بہت پانی نہ بہائے اور ملنے مین بہت زور نہ کرے کہ پانی اندر پہونچ جائے لیکن آبدست کے وقت اپنے تئین ڈھیلا رکھے اور اس طرح آبدست لینے مین جہان پانی نہ پہونچے وہ باطن بدن ہے اُسکو نجاست کا حکم نہین ہے وسواس نہ کرنا چاہیے اسی طرح قطرہ جھاڑنے مین تین بار ذکر کے نیچے ہاتھ لے جائے اور تین بار جھٹکے اور تین قدم چلے اور تین مرتبہ کھنکھارے اس سے زیادہ اپنے تئین تکلیف نہ دے کہ وسواس پیدا ہوگا اور اگر ایسا کر چکا اور پھر بار معلوم ہوتا ہے کہ استنجا کرنے کے بعد تری ظاہر ہوئی تو اپنی میانی پر پانی ڈال لے کہ وہ تری پانی کی معلوم ہو اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے وسواس دور کرنے کو ایسا ہی فرمایا ہے جب استنجا کرکے فارغ ہو تو دیوار یا زمین پر ہاتھ ملے پھر دھوئے تاکہ کچھ بو نہ باقی رہے اور استنجا کرنے کے بعد یہ کہے اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَحَصِّنْ فَرْجِیْ مِنَ الْفَوَاحِشِ[۳] **فصل** کیفیت وضو کے بیان مین جب استنجا کرکے فارغ ہو تو مسواک کرے اور داہنی طرف سے شروع کرے پہلے اوپر کے دانتون مین مسواک کرے پھر نیچے کے دانتون مین بعدہٗ بائین طرف اسی طرح مسواک کرے پھر دانتون کے اندر کی جانب اسی ترتیب سے مسواک کرے پھر زبان اور تالو مین مسواک رگڑے اور مسواک کرنا بہت ضرور سمجھے اسواسطے کہ حدیث شریف

[۱] پناہ مانگتا ہون مین ناپاکی نجاست خباثت شیطان مردود سے ۱۲ [۲] سب تعریف اُس خدا کے واسطے ہے جو لے گیا مجھ سے اُس چیز کو جو ایذا دیتی ہے اور باقی رکھا میرے بدن مین اس چیز کو جو نفع دے مجھے ۱۲ [۳] اے اللہ پاک کر میرے دل کو نفاق سے اور بچا میری فرج کو فواحش سے ۱۲

مین آیا ہے کہ مسواک کرکے ایک نماز پڑھنا بے مسواک کیے ستر نماز پڑھنے سے افضل ہے اور مسواک کرنے کے وقت یہ نیت اور خیال کرے کہ خدائے تعالیٰ کے ذکر کا راستہ صاف کرتا ہون اور جب وضو ٹوٹ جائے تو اُسیوقت پھر وضو کرے کہ رسول مقبول صلعم ایسا ہی کیا کرتے تھے اور جب وضو کرے تو مسواک کرنے سے محروم نہ رہے اور اگر وضو نہ کرے اور اس وجہ سے کہ بے کلی کیے سو گیا تھا یا دیر تک منھ بند کیے چپکا بیٹھا رہا یا بودار کوئی چیز کھائی اور ان وجھون سے اُسکے منھ کی کیفیت بدل گئی تو مسواک کرنا سنت ہے جب مسواک سے فارغ ہو تو بلندی پر قبلہ رو بیٹھے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۱ کہے اور تین بار دونون ہاتھ دھوئے اور کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْيُمْنَ وَالْبَرَكَةَ وَاَعُوْذُ مِنَ الشُّوْمِ وَالْهَلَكَةِ ۲ اور نماز مباح ہونے اور حدث دور کرنے کی نیت کرے اور جب تک منھ نہ دھوئے نیت کا دھیان رکھے پھر تین بار کلی کرکے غرغرہ کرے اور اگر روزہ دار ہو تو غرغرہ نہ کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَتِلَاوَةِ كِتَابِكَ ۳ پھر تین بار ناک مین پانی ڈالے اور چھنکے اور کہے اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِيْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاَنْتَ عَنِّيْ رَاضٍ ۴ پھر تین بار منھ دھوئے اور کہے اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ بِنُوْرِكَ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهُ اَوْلِيَائِكَ ۵ اور جو بال چہرہ پر ہین اُنکی جڑون کو پانی پہونچائے اگر ڈاڑھی مین بہت بال ہین اور ریلے ہین تو داڑھی پر پانی بہائے اور بالون مین اُنگلیون سے خلال کرے اُسی کا نام تخلیل ہے منھ کیطرف کانون سے گوشۂ پیشانی تک چہرہ کی حد ہے اور آنکھ کے کوئے کو اُنگلی سے پاک کرے کہ جو کچھ سرمہ وغیرہ کا اثر ہو وہ نکلجائے پھر داہنا ہاتھ آدھے بازو تک تین دفعہ دھوئے اور جسقدر بازو کے نزدیک تک دھوئیگا بہتر ہوگا اور کہے اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ وَحَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۶ پھر اسی طرح بایان ہاتھ دھوئے اگر ہاتھ مین انگوٹھی ہو تو اُسے جنبش دیدے کہ اُسکے نیچے پانی پہونچ جائے اور کہے اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ تُعْطِيَنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ ۷ پھر دونون ہاتھ ترکرکے اُنگلیان ملا کر سر پر اگلی طرف رکھے اور گدی تک لیجائے پھر وہان سے اپنے مقام پر پھیر لائے تاکہ بالون کے دونون رخ تر ہو جائین اور یہ ایک بار مسح ہوا اسیطرح تین بار کرے اس طور پر کہ ہر بار پورے سر کا مسح ہو جائے اور کہے اَللّٰهُمَّ غَشِّنِيْ بِرَحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ وَاَظِلَّنِيْ تَحْتَ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ ۸ پھر دونون کانون کا مسح کرے اور تین بار کانون کے گھونگھے مین اُنگلی ڈالے اور انگوٹھے کان کی پشت پر اُتارے اور کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۹ پھر گردن پر مسح کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ فُكَّ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ ۱۰ پھر داہنا پاؤن آدھی پنڈلی تک تین بار دھوئے اور بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے پاؤن کی انگلیون مین تلوون کیطرف سے خلال کرے اور داہنے پاؤن کی چھنگلیا کیطرف سے خلال شروع کرے اور بائین پاؤنکی چھنگلیا پر تمام کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِيْ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ فِي النَّارِ ۱۱ پھر

---

۱ شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ مہربان رحم کرنے والے کے پناہ مانگتا ہون مین شیطانون کے وسوسون سے اور پناہ مانگتا ہون مین تجھ سے اے پروردگار اس سے کہ وہ آئین میرے پاس ۱۲ ۲ اے اللہ مانگتا ہون مین تجھسے یمن اور برکت اور پناہ مانگتا ہون مین تجھ سے شومی اور ہلاکت سے ۱۲ ۳ اے اللہ مدد کر میری اپنے ذکر پر اور اپنے شکر پر اور اپنی کتاب کی تلاوت پر ۱۲ ۴ اے اللہ سُنگھا تو مجھکو خوشبو جنت کی درحالیکہ تو مجھ سے راضی ہو ۱۲ ۵ اے اللہ سفید کر تو میرے منھ کو اپنے نور سے جسدن سپید کریگا تو منھ اپنے دوستون کے ۱۲ ۶ اے اللہ عطا کر تو مجھے کتاب میری میرے داہنے ہاتھ مین اور حساب کر تو میرا حساب آسان ۱۲ ۷ اے اللہ پناہ مانگتا ہون مین تجھسے اس امر سے کہ دے تو مجھے میری کتاب میرے بائین ہاتھ مین یا پیچھے سے میری پیٹھ کے ۱۲ ۸ اے اللہ ڈھانپ لے تو مجھکو اپنی رحمت سے اور اُتار تو مجھ پر اپنی برکتین اور سایہ دے مجھے اپنے عرش کے نیچے جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا مگر سایہ تیرا ۱۲ ۹ اے اللہ کر تو مجھے ان لوگون مین سے جو سنتے ہین بات پھر پیروی کرتے ہین نیک بات کی ۱۲ ۱۰ اے اللہ چھڑا تو میری گردن کو آگ سے اور پناہ مانگتا ہون تجھ سے زنجیرون اور بیڑیون سے ۱۲ ۱۱ اے اللہ جمائے رکھ تو میرے قدم کو پل صراط پر جس دن ڈگ جائین گے قدم دوزخ مین ۱۲۔

اسیطرح بایان پاؤن دھوئے اور کہے اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُبِكَ اَنْ تَزِلَّ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ اَقْدَامُ الْمُنَافِقِیْنَ[۱] اور جب وضو سے فراغت پائے تو کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ[۲] اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ[۳] اور جو شخص عربی نہ سمجھتا ہو اُسے چاہیئے کہ ان سب دعاؤن کے معنے دریافت کرے تاکہ یہ تو جانے کہ مین کیا کہتا ہون اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص طہارت کرنے مین خدا کا ذکر کرتا ہے اُس کے سب اعضا کے تمام گناہ دھو جاتے ہین اور اگر طہارت مین خدا کا ذکر نہین کرتا تو فقط اُتنا ہی بدن پاک ہوتا ہے جہان پانی پہونچتا ہے اور اگر یہ پہلا نہ وضو ٹوٹا ہو تو بھی چاہیے کہ ہر نماز کے واسطے تازہ وضو کرے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص طہارت کو تازہ کرتا ہے حق تعالیٰ اُسکے ایمان کو تازہ کرتا ہے جب طہارت کو تمام کرے تو جانے کہ یہ ہاتھ منھ جو پاک کیا ہے یہ خلق کے دیکھنے کی چیزین ہین اور خدا کے نگاہ پڑنے کی خاص جگہ دل ہے اگر توبہ کرکے اخلاق ناپسندیدہ سے دلکو نہ پاک کیا تو اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کو مہمان بلائے اور گھر کا دروازہ تو صاف کرے لیکن گھر کے صحن کو جو بادشاہ کے بیٹھنے کا مقام ہے ناپاک رکھے **فصل** اے عزیز جان تو کہ وضو مین چھ چیزین مکروہ ہین ایک دنیا کی بات کرنا دوسرے منھ پر ہاتھ مارنا تیسرے ہاتھ جھٹکنا چوتھے دھوپ کے جلے ہوئے پانی سے وضو کرنا پانچوین بہت پانی بہانا چھٹے تین مین مرتبہ سے زیادہ دھونا لیکن اس نیت سے منھ پونچھ ڈالنا کہ گرد نہ جمے یا اس نیت سے منھ نہ پونچھنا کہ عبادت کا اثر دیر تک رہے یہ دونون باتین منقول ہین اور دونون کی اجازت ہے اور چونکہ یہ نیت ہو تو دونون صورتون مین فضیلت ہے مٹی کے برتن سے وضو کرنا آفتابہ کی نسبت بہت اولیٰ ہے اور فروتنی اور خاکساری سے بہت ملا ہوا ہے **فصل** غسل کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ جو شخص جماع کرے یا جیسے سوتے مین خواہ جاگتے مین بے جماع کیے انزال ہو تو اُسپر غسل واجب ہے غسل مین فرض یہ ہے کہ تمام بدن دھوئے بالون کی جڑین بھگوئے رفع جنابت کی نیت کرے اور سنت یہ ہے کہ پہلے بسم اللہ کہے اور تین بار ہاتھ دھوئے اور بدن پر جہان نجاست لگی ہو دھو ڈالے جسطرح ہم نے بیان کیا ہے اُسی طرح سب سنتون کے ساتھ وضو کرے اور غسل سے فراغت کرکے پاؤن دھوئے غسل مین بدن پر تین بار داہنی طرف پانی بہائے تین بار بائین طرف تین بار سر سے اور جہان جہان ہاتھ پہونچے بدن ملے اور جو جگہ بند یا چپکی ہوئی ہو وہان پانی پہونچانے مین کوشش کرے کہ یہ فرض ہے اور شرمگاہ سے ہاتھ بچائے رکھے **فصل** تیمم کے بیان مین جس شخص کو پانی بالکل نہ ملے یا اسقدر ملے کہ وہ اپنے رفیقون کے ساتھ پی لے یا جہان سے پانی لایا جاتا ہے اُس راہ مین درندہ ہو یا ایسا شخص ہو جس سے خوف ہے یا پانی غیر کی ملک ہے اور وہ نہین بیچتا یا بہت قیمت پر بیچتا ہے یا ایسا زخم یا بیماری ہے کہ اگر پانی استعمال کرے تو وہ ہلاک ہو جائیگا یا بیماری بڑھ جائیگی کا خوف ہو تو ان سب صورتون مین صبر کرے جب نماز کا وقت آئے تو پاک مٹی ڈھونڈھے اور دونون ہاتھ اُسپر اس طرح مارے کہ اُس سے غبار اُڑے اور انگلیان نہ ملی رکھے اور نماز مباح ہونے کی نیت کرے اور تمام منھ پر دونون ہاتھون سے مسح کرے اور اتنا تکلف نہ کرے کہ خاک بالون کے اندر پہونچے پھر اگر انگوٹھی پہنے ہو تو اُتار کر انگلیان

[۱] اے اللہ پناہ مانگتا ہون مین تجھ سے ڈگنے سے اپنے قدم کے پل صراط پر جسدن ڈگ جائین گے قدم منافقون کے ۱۲ [۲] گواہی دیتا ہون مین یہ کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ ایک ہے وہ نہین ہے کوئی شریک واسطے اُسکے اور گواہی دیتا ہون مین تحقیق کہ محمد بندے اُسکے ہین اور رسول اس کے ۱۲ [۳] اے اللہ کر تو مجھ کو توبہ کرنے والون مین سے اور کر تو مجھے پاکون مین سے اور کر تو میرے تئین اپنے نیک بندون مین سے ۱۲

ف جو شخص عربی نہ سمجھتا ہو وہ ان دعاؤن کے معنی دریافت کرے اسی واسطے ہم نے حاشیہ پر لکھ دیے ہین ۔

کھلی رکھ کر دونون ہاتھ مٹی پر مارے اور داہنے ہاتھ کی اُنگلیون کی پشت بائین ہاتھ کی اُنگلیون کے روبرو رکھ کر بائین ہاتھ کی اُنگلیون کو داہنے کی کلائی کی پشت پر کہنی تک پھیرے پھر بائین ہاتھ کی ہتیلی داہنی کلائی کے اوپر پھیرے پھر بائین ہاتھ کا انگوٹھا داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر پھیرے اسیطرح داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر پھیرے پھر دونون ہاتھون کی ہتیلیان باہم ملے پھر اُنگلیان گھائیون مین ڈالکر ملے اگر ایسا کیا تو ایک ہی ضربہ کفایت کریگا اگر یہ نہوسکے تو ایک سے زیادہ ضربہ کرے کہ کہنیون تک تمام ہاتھ مین مٹی لگے جب اس تیمم سے ایک فرض پڑھیگا تو سنتین جتنی چاہے پڑھے لیکن اگر دوسرا فرض پڑھا چاہے تو از سرنو تیمم کرے **تیسری قسم** فضلات بدنی طہارت اسکی دو قسمین ہین ایک اُس قسم کے میل سے طہارت جو سر اور ڈاڑھی کے بالون مین ہوتا ہے کنگھی پانی مٹی گرم پانی سے یہ میل زائل ہوسکتا ہے رسول مقبول صلعم سے سفر حضر مین کبھی کنگھی جدا نہ ہوتی تھی اور آپنے تین میلون سے پاک رکھنا سنت ہے دوسرا وہ میل جو آنکھون کے کوئے مین جمع ہوجاتا ہے اُسے وضو مین اُنگلی سے پاک کرنا چاہیے اور کان مین جو میل ہوتا ہے حمام سے نکلنے کے بعد عادت کے موافق اُسے نکالڈالنا چاہیے اور ناک مین جو ہوتا ہے اُسے پانی ڈالکر دور کرے اور دانتون کی جڑون مین جو زردی جمع ہوجاتی ہے اُسے مسواک ور کُلی کرنے سے زائل کرے اور جو میل اُنگلیون کے جوڑون پر اور پاؤن پر ایڑی مین اور ناخون مین اور تمام بدن مین ہوتا ہے اُن سب کا دور کرنا سنت ہے اور جاننا چاہیے کہ جہان کہین میل ہو اور پانی کو کھال تک جانے مین نہ روکے تو طہارت نہین باطل ہوتی لیکن جب ناخون مین خلاف عادت بہت میل جمع ہوجائے تو البتہ پانی کو روکیگا اور ایسے میلون کو گرم پانی سے اور حمام مین پاک کرنا سنت ہے **فصل** اور جو کوئی حمام مین جائے اسپر چار امر واجب ہوتے ہین اور دس سنت دو واجب اس شخص کی شرمگاہ سے علاقہ رکھتے ہین یعنی ناف سے زانو تک اور لوگون کی نگاہ سے بچائے اور بدن ملنے والونکو بھی وہان ہاتھ نہ لگانے دے اسواسطے کہ ہاتھ لگانا دیکھنے سے زیادہ ہے اور خود بھی اور لوگون کی شرمگاہ کو نہ دیکھے اگر کوئی اپنی شرمگاہ کھولے تو اگر کچھ خوف نہ ہو تو اُسے منع کرے اگر منع نہ کریگا تو گنہگار ہوگا اور اگر کسی نے اُن واجبات پر عمل نہ کیا تو حمام سے گنہگار نکلے گا روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حمام مین دیوار کیطرف منھ کیے آنکھون پر کچھ باندھے بیٹھے تھے اور عورتون پر بھی یہی واجب ہے اور بلا وجہ عورتون کو حمام مین ہرگز نہ جانے دے کہ شرع مین منع ہے اور یہ باتین سنت ہین کہ پہلے نیت کرے کہ پاکی کی سنت ادا کرتا ہون تاکہ نماز کے وقت آراستہ رہون اور لوگون کو دکھانا منظور نہ ہو اور حمامی کو اجرت پہلے دیدے تاکہ نہلانے مین اُسکا دل خوش رہے اور جانے کہ یہ زر اُجرت ہمین ملا ہے پھر بایان پاؤن پہلے رکھ کر اندر جائے اور کہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ[1] اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِیْثِ الْمُخْبِثِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ[2] اسواسطے کہ حمام شیطان کی جگہ ہے اور کوشش کرنا چاہیے کہ حمام خالی ہوجائے یا ایسے وقت جائے کہ حمام بالکل خالی ہو اور حمام مین جو مکان گرم ہے وہان جلدی نہ جائے تاکہ پسینا بہت نکلے اور جب جائے اسیوقت طہارت کرے اور بدن دھونے مین عجلت کرے اور پانی بہت نہ بہائے اسقدر بہائے کہ اگر حمامی دیکھے تو اُسے بُرا نہ معلوم ہو حمام کے اندر جاکر کسی کو سلام نہ کرے اگر مصافحہ کرے تو درست ہے اگر کوئی سلام کرے تو یہ جواب دے کہ عافاک اللہ اور بہت باتین نہ کرے اگر قرآن شریف پڑھے تو آہستہ پڑھے اگر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بلند آواز سے کہیگا تو درست ہے اور غروب آفتاب کے وقت اور نماز مغرب و عشا کے درمیان مین حمام نہ جائے

[1] شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ مہربان رحم کرنے والے کے ۱۲ منہ [2] پناہ مانگتا ہون مین اللہ سے ناپاکی نجس خبیث خبث کرنے والے شیطان مردود سے ۱۲۔

کہ شیطانون کے منتشر ہونے کا وقت ہے اور جب گرم مکان مین جائے تو آتش دوزخ کو یاد کرے اور ایک ساعت سے زیادہ نہ بیٹھے تاکہ سمجھے کہ دوزخ کے قیدخانہ مین کیونکر رہیگا بلکہ عقلمند وہ شخص ہے کہ جو کچھ دیکھے آخرت کا حال یاد کرے اگر اندھیرا دیکھے تو قبر کی سیاہی اور تاریکی یاد کرے اگر سانپ دیکھے تو دوزخ کے سانپ یاد کرے اگر بُری صورت دیکھے تو منکر نکیر اور دوزخ کے فرشتون کو یاد کرے اگر ڈرونی آواز سنے تو نفخۂ صور یاد کرے اگر ذلت وعزت دیکھے تو قیامت کے دن کا مردود ہونا اور مقبول ہونا یاد کرے یہ باتین تو موافق شرع کے سنت ہین اور طبیبون نے کہا ہے کہ ہر مہینے مین ایک بار چونے کا استعمال مفید ہوتا ہے اور جب حمام سے باہر نکلنے لگے تو ٹھنڈا پانی پاؤن پر ڈالے تاکہ نقرس کی بیماری سے بچیون رہے اور درد نہ اُٹھے اور ٹھنڈا پانی سر پر نہ ڈالے اور گرمی کے دنون مین حمام سے نکلے سوئے تو یہ شربت اور دوا کا کام کریگا **فصل** فضلات بدن سے دوسری طرح کی بھی پاکی ہے اور فضلات سات چیزین ہین ایک سر کے بال اُنکا منڈوانا اولیٰ اور پاکی سے نزدیک تر ہے لیکن صاحبان شرف کو بال رکھنا درست ہے اور تھوڑے بال مونڈنا اور لشکریون کی طرح بال پراگندہ چھوڑ دینا مکروہ ہے اور اس فعل کی ممانعت ہے دوسرے مونچھون کے بال لب کے برابر کردینا سنت ہے اور چھوڑ دینا منع ہے تیسرے بغل کے بال ہر چالیس دن مین اُکھاڑنا سنت ہے نہین تو مونڈنا بہتر ہے کہ اذیت نہو چوتھے موے نہانی اُن کو اُسترے سے یا نورے سے دور کرنا سنت ہے اور چاہیے کہ چالیس دن سے زیادہ بڑھنے نہ دے پانچوین ناخن کاٹنا تاکہ اُسمین میل نہ جمے اگر میل اکٹھا ہوگا تو طہارت نہ حاصل ہوگی اسواسطے کہ رسول مقبول صلعم نے ایک گروہ کے ہاتھ مین میل جمع دیکھا فرمایا کہ ناخن کاٹ ڈالو اور نماز قضا کرنے کا حکم نہ فرمایا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب ناخن بڑھ جاتے ہین تو شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہوجاتی ہے چاہیے کہ اُس اُنگلی سے ناخن کاٹنا شروع کرے جو اُنگلی بزرگ اور بہتر ہو اور پاؤن سے ہاتھ افضل ہے اور بائین سے داہنا اولیٰ ہے اور کلمہ کی انگلی اور اُنگلیون سے متبرک و افضل ہے تو چاہیے کہ اُسی سے ناخن کاٹنا شروع کرے اور اُسکے داہنی طرف کاٹتا چلے حتی کہ پھر اُسی اُنگلی تک پہونچے اور دونون ہاتھون کی اُنگلیون کے سرے ملاکر حلقے کے مانند فرض کرے تو داہنے ہاتھ کے کلمہ کی اُنگلی سے شروع کرے اور چھنگلیا تک کاٹتا چلا جائے پھر بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع کرے اور پانچون ناخن کاٹ کر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کرے چھٹے ناف کاٹنا اور یہ پیدا ہونے کے وقت ہوتا ہے ساتوین عورتون او مردون کا ختنہ کرنا **فصل** ڈاڑھی اگر لمبی ہو تو ایک مشت چھوڑ کر باقی کتر ڈالنا درست ہے تاکہ حد سے تجاوز نہ کرے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے اور تابعین کے ایک گروہ نے ایسا ہی کیا ہے اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ ڈاڑھی کو چھوڑ دینا چاہیے اے عزیز جان تو کہ ڈاڑھی مین دس چیزین مکروہ ہین ایک تو سیاہ خضاب کرنا اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ سیاہ خضاب دوزخیون اور کافرون کا ہے اور سیاہ خضاب پہلے فرعون نے کیا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ اخیر زمانہ مین لوگ ہونگے کہ سیاہ خضاب کرینگے وہ جنت کی بو بھی نہ سونگھین گے اور حدیث مین آیا ہے کہ وہ بوڑھا سب بوڑھون سے بدتر ہے جو اپنے تئین جوانون کے مشابہ بنائے اور بہترین جوانون کا وہ جوان ہے جو اپنے تئین بڈھون کے مانند بنائے اور اس ممانعت کا یہ سبب ہے کہ سیاہ خضاب بُری غرض سے بناوٹ اور فریب ہے دوسرے خضاب سرخ اور زرد اگر غازی لوگ یہ خضاب کرین تاکہ کافرانپر دلیر نہ ہوجائین اور اُنھین ضعیف اور بوڑھا سمجھ کر نہ دیکھین تو یہ خضاب سنت ہے اور اسی غرض سے بعض عالمون نے سیاہ خضاب بھی کیا ہے اگر یہ غرض نہ ہو تو ہر طرح کا خضاب فریب ہے اور درست نہین ہے تیسرے ڈاڑھی کو گندھک سے سفید کرنا تاکہ لوگ سمجھین کہ یہ بوڑھا ہے اور بہت عزت کرین اور یہ سمجھنا حماقت ہے اسواسطے کہ عظمت و عزت علم اور عقل سے ہوتی ہے بڑھاپے

اور جوانی سے نہین ہوتی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے جب انتقال فرمایا تو آپ کے بالون مین بیس بالون سے زیادہ سفید نہ تھے چوتھے ڈاڑھی کے سفید بال چننا اور بڑھاپے سے ننگ وعار رکھنا اور یہ امر ایسا ہے جیسے خدا کے دیئے نور سے ننگ وعار کرنا اور یہ امر نادانی سے ہوتا ہے پانچوین ہوس اور سودائے خام سے ابتدائے جوانی مین ڈاڑھی کے بال اُکھاڑنا اور منڈوانا تاکہ بے ریشون کی ایسی صورت معلوم ہو یہ بھی نادانی سے ہوتا ہے اسواسطے کہ حق تعالیٰ کے فرشتے ہین کہ اُنکی یہ تسبیح ہے سُبحَانَ مَنْ زَیَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحٰی وَالنِّسَآءَ بِالذَّوَائِبِ یعنی وہ خدا پاک ہے جسنے مردون کو ڈاڑھی سے اور عورتون کو گیسو سے آراستہ فرمایا چھٹے کبوتر کی دم کیطرح ڈاڑھی کو تراشنا کہ عورتون کو اچھا معلوم ہو اور اُسکی طرف رغبت کرین ساتوین سر کے بالون سے ڈاڑھی مین بڑھانا اور پرہیزگارون کی عادت کے خلاف زلفونکو کان کی لو سے نیچے چھوڑ دینا آٹھوین ڈاڑھی کی سیاہی یا سفیدی کو نظر تعجب سے دیکھنا اسواسطے کہ خدا اُس شخص کو دوست نہین رکھتا جو اپنی تئین تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہے نوین لوگون کے دکھانے کو کنگھی کرنا ادائے سنت کی نیت سے نکرنا دسوین اپنا زہد جتانے کو ڈاڑھی پراگندہ اور اُلجھائے رکھنا تاکہ لوگ جانین کہ وہ ڈاڑھی مین کنگھی کرنے کیطرف خود مشغول نہین ہوتا ہے اسقدر احکام طہارت بس ہین

چوتھی اصل نماز کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ نماز اسلام کا ستون اور دین کی بنیاد اور بنا ہے اور سب عبادتون کی سردار اور پیشوا ہے جو شخص پانچون فرض نمازین مع شرائط وقت پر ادا کیا کرے اُسکے واسطے عہد باندھا گیا ہے کہ وہ خدا کی حمایت اور امان مین رہے گا گناہ کبیرہ سے آدمی جب باز رہا تو جو اور گناہ صغیرہ اُس سے سرزد ہون گے یہ پانچون نمازین اُسکا کفارہ ہونگی رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ ان پانچون نمازون کی مثل ایسی ہے جیسے کسی کے دروازے پر شفاف پانی کی نہر بہتی ہو اور وہ پانچ بار روز اس مین نہاتا ہو یہ فرماکر آپ نے پوچھا کہ جو شخص پانچ بار روز نہاتا ہو اُسکے بدن پر کچھ میل رہنا ممکن ہے لوگون نے عرض کی کہ نہین آپنے فرمایا کہ جسطرح پانی میل کو دور کرتا ہے اُسی طرح یہ پانچ نمازین گناہون کو دور کرتی ہین اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے جسنے اُسے چھوڑا اس نے اپنے دین کو ویران کیا جناب رسالت پناہ صلعم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کون سا کام سب کامون سے افضل ہے آپنے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نماز جنت کی کنجی ہے اور آپ نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے توحید کے بعد اپنے بندون پر نماز سے زیادہ محبوب کوئی چیز فرض نہین کی ہے اگر کسی چیز کو نماز سے زیادہ دوست رکھتا تو فرشتون کو اُس چیز مین مشغول کرتا اور فرشتے ہمیشہ نماز ہی مین رہتے ہین کچھ فرشتے رکوع مین رہتے ہین کچھ سجود مین کچھ قیام مین کچھ قعود مین اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے ایک نماز بھی عمداً ترک کی وہ کافر ہوگیا یعنی اس بات کے قریب ہوگیا کہ اُسکی اصل ایمان مین خلل آجائے جیسے لوگ کہتے ہین کہ جنگل مین جس کسی کا پانی ضائع ہوا وہ ہلاک ہوا یعنے خطر مین پڑنے کے قریب ہوگیا اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن پہلے نماز کو دیکھین گے اگر شرائط کے ساتھ پوری ہے تو قبول کرین گے اور اعمال اُسکے تابع ہونگے جیسے ہونگے قبول ہوجائین گے اور اگر معاذ اللہ نماز ہی ناقص ہے تو اور سب اعمال سمیت اُسکے منھ پر پھیر مارین گے اور جناب رسول اکرم صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اچھی طرح طہارت کرکے نماز پڑھتا ہے اور پورا رکوع وسجود

بجالاتا ہے اور دل سے عاجزی اور فروتنی کرتا ہے اُسکی نماز سفید اور روشن عرش تک جاتی ہے اور نماز پڑھنے والے سے کہتی ہے کہ جیسا تونے مجھے نگاہ رکھا ہے اسی طرح خدا تجھے نگاہ رکھے اور جو شخص وقت پر نماز نہ پڑھے اور طہارت خوب نہ کرے اور رکوع سجود مین کمال عاجزی نہ کرے وہ نماز سیاہ ہوکر آسمان تک جاتی ہے اور نماز پڑھنے والے سے کہتی ہے کہ جیسا تونے مجھے ضائع اور خراب کیا خدا تجھے ضائع اور خراب کرے جبتک خداکو منظور ہوتا ہے تب تک نماز یہی کہا کرتی ہے پھر اُسکی نماز کو پُرانے کپڑے کیطرح لپیٹ کر اُسکے منھ پر مارتے ہین اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ سب چورون سے بدتر وہ چور ہے جو نماز مین چوری کرے **ظاہر نماز کی کیفیت** اے عزیز جان تو کہ نماز کے ظاہری ارکان کالبد کے مانند ہین اور اُن کی ایک حقیقت اور سر ہے اُسے نماز کی روح کہتے ہین پہلے ہم نماز کا ظاہری حال بیان کرتے ہین آدمی جب بدن اور کپڑون کی طہارت سے فارغ ہوا اور ستر عورت کر چکے تو پاک جگہ مین کھڑا ہو اور قبلہ کی طرف مُنھ کرے دونون قدمون مین چار اُنگل کا فاصلہ رکھے پیٹھ سیدھی اور برابر کرے سر آگے کو جھکا دے سجدے کی جگہ سے نظر نہ ہٹائے جب سیدھا کھڑا ہو تو شیطان کو اپنے سے دور کرنے کی نیت سے تمام سورۂ قل اعوذ برب الناس پڑھے پھر اگر اُسکے ساتھ کسی کا اقتدا کرنا ممکن ہے تو چلا کر اذان کہے ورنہ فقط تکبیر کہہ لے اور نیت کو دل مین حاضر کرے مثلاً دل مین یون کہے کہ ظہر کی فرض نماز خدا کے واسطے مین ادا کرتا ہون اور جب نیت کی لفظون کے معنے دل مین آجائین تو کان کے برابر تک اسطرح ہاتھ اُٹھائے کہ انگلیون کے سرے کان کے برابر ہون اور انگوٹھے کا سرا کان کی لو کے برابر اور ہتیلی شانہ کے برابر ہو جب ہاتھ اس جگہ ٹھہرے تو اللہ اکبر کہکر دونون ہاتھ سینہ کے نیچے باندھے داہنا ہاتھ اوپر رکھے اور کلمہ کی اُنگلی اور بیچ کی انگلی بائین ہاتھ کی کلائی کی پشت پر رکھے اور باقی اُنگلیون کو بائین کلائی کے گرد حلقہ کرے اور ایسا نہ کرے کہ کانون سے ہاتھ اسمار کر سیدھے چھوڑ دے پھر سینہ کی طرف لیجائے بلکہ اُتارتے ہی وقت ہاتھ سینہ کیطرف لیجائے یہی بہت صحیح ہے اس درمیان مین ہاتھ نہ جھٹکے اور نہ ادھر اُدھر لیجائے اور تکبیر مین اتنا مبالغہ نہ کرے کہ اللہ اکبر کے بعد واو پیدا ہو جائے یا کہ اکبر کی بے کے بعد الف پیدا ہو اس طرح پر کہ اکبار نکلے وسوسہ والون اور جاہلون کے یہ سب کام ہین بلکہ جس طرح نماز کے باہر بے تکلف اور بلا مبالغہ یہ کلمہ کہتا ہے نماز مین بھی اسی طرح کہے اور جب ہاتھ باندھ چکے تو کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا[1] پھر اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ پڑھے بعد اُسکے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ[2] اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ[3] اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ[4] بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ[5] اور الحمد پڑھے اور تشدیدون کو خوب ادا کرے اور حرف مین اتنا مبالغہ نہ کرے کہ پریشان ہو جائے اور ض اور ظ مین فرق کرے اگر فرق نہ ہو سکے تو بھی درست ہے اور جب الحمد تمام کرے تو ذرا ٹھہر کر آمین کہے بالکل ملی ہوئی نہ کہے پھر قرآن شریف کی اور جو سورت چاہے پڑھے اگر مقتدی نہو تو فجر کی نماز مین اور مغرب عشا کی پہلی دو رکعتون مین پکار کر پڑھے پھر رکوع کی تکبیر اسطرح کہے کہ سورت کے آخر سے بالکل ملی ہوئی نہ ہو اور اس تکبیر مین بھی اُسی طرح ہاتھ اُٹھائے جیسے تکبیر تحریمہ مین

۱ اللہ بہت بڑا ہے بڑی تعریف اللہ کے واسطے ہے بہت پاک ہے اللہ صبح و شام یعنی ہمیشہ ۱۲ ۲ پاک ہے تو اے اللہ اور شکر تیرا ہے اور برکت والا ہے نام تیرا اور بڑی ہے بزرگی تیری اور کوئی معبود نہین ہے غیر تیرا ۱۲ ۳ پناہ مانگتا ہون خدا کی شیطان مردود سے ۱۲ ۴ بے شک وہ سننے اور جاننے والا ہے ۱۲ ۵ شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ مہربان رحم کرنے والے کے ۱۲

اُٹھائے تھے اور رکوع کرے اور دونون ہتیلیان زانو پر رکھے اور اُنگلیان کھلی ہوئی سیدھی قبلہ رو رکھے اور زانو کیطرف نہ جھکائے بلکہ سیدھا رکھے اور سر اور پیٹھ برابر رکھے کہ اُسکی صورت لام الیسی ہوجائے اور دونون بازو دونون پہلو سے دور رکھے عورت اپنا بازو پہلو سے جدا نہ کرے جب اس طرح رکوع مین ٹھیک ہوجائے تو تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ[1] کہے اگر امام نہ ہو تو سات بار سے دس بار تک کہے تو بہتر ہے تو پھر رکوع سے اُٹھے اور سیدھا کھڑا ہوجائے اور ہاتھ اُٹھائے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ[2] کہے اور کھڑا رہ کر رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُہٗ[3] کہے اور فجر کی دوسری رکعت مین دعاے قنوت پڑھے اور تکبیر کہہ کر اسطرح سجدہ مین جائے کہ جو عضو زمین کے نزدیک ہے پہلے وہی زمین پر رکھے پہلے زانو پھر ہاتھ پھر ماتھا اور ناک زمین پر رکھے اور دونون ہاتھ زمین پر کاندھے کے برابر رکھے اور اُنگلیان کھلی رکھے اور کلائیان زمین پر نہ رکھے بازو اور پہلو اور ران اور پیٹ کے بیچ مین کشادہ رکھے اور عورت سب اعضا ملالے پھر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ[4] تین بار کہے اگر امام نہو تو زیادہ کہنا اولیٰ ہے پھر اللّٰہُ اَکْبَرُ[5] کہکر سجدہ سے اُٹھے اور بائین پاؤن پر بیٹھے اور دونون ہاتھ دونون زانو پر رکھے اور کہے رَبِّ[6] اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَاجْرِنِیْ وَاعْفُ عَنِّیْ وَعَافِنِیْ پھر دوسرا سجدہ اسیطرح کرے پھر یون ہی سا بیٹھکر تکبیر کہے اور اُٹھ کھڑا ہو کر پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت پڑھے اور الحمد کے پہلے اعوذ باللہ کہہ لے جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہو تو بائین پاؤن پر تشہد کے واسطے بیٹھے جس طرح دونون سجدون کے بیچ والے جلسہ مین بیٹھا تھا اُسی طرح دونون ہاتھ زانو پر رکھے لیکن داہنے ہاتھ کی اُنگلیون کو بند کرے مگر کلمہ کی اُنگلی کو سیدھا چھوڑے اور کلمۂ شہادت جب پڑھے اور الا اللہ کہے تو اُس اُنگلی سے اشارہ کرے لا الٰہ کہتے وقت اشارہ نہ کرے اور انگوٹھے بھی اگر چھوڑے گا تو درست ہے اور دوسرے تشہد مین بھی ایسا ہی کرے لیکن دونون پاؤن کو نیچے سے داہنی طرف نکال لے اور بایان چوتڑ زمین پر رکھے پہلے تشہد مین اَللّٰھُمَّ[7] صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کہکر اُٹھ کھڑا ہو اور دوسرے تشہد مین تمام درود اور دعاے مشہور پڑھ کر اَلسَّلَامُ[8] عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہے اور داہنی طرف اس طرح منھ پھیرے کہ جو کوئی اُسکے پیچھے داہنی طرف ہو وہ اُسکا نصف چہرہ دیکھ سکے پھر اسی طرح بائین طرف سلام پھیرے اور اُن دونون سلامون مین نماز سے باہر آنے کی نیت کرے اور یہ نیت کرے کہ حاضرین اور ملائک پر مین سلام کرتا ہون

فصل اتنے کام نماز مین مکروہ ہین بھوک پیاس غصہ مین اور پاخانہ پیشاب کی حاجت کے وقت اور ہر ایک شغل کے وقت جو کہ نماز مین خشوع سے باز رکھے نماز پڑھنا اور دونون پاؤن خوب ملا دینا اور ایک پاؤن کو اُٹھا لینا اور سجدے مین پاؤن کے سرے پر بیٹھنا اور دونون چوتڑون پر بیٹھنا اور دونون زانو سینہ تک لانا اور ہاتھ کپڑے کے نیچے اور آستین کے اندر رکھنا اور سجدے کے وقت کپڑے کو آگے پیچھے سے سمیٹنا اور کپڑے کے نیچے کمر باندھنا اور ہاتھ چھوڑ دینا اور ہر طرف دیکھنا اور انگلیان چٹخانا اور بدن کھجلانا اور جمہائی لینا اور ڈاڑھی کے بالون سے کھیلنا اور سجدے کیواسطے کنکریان ہٹانا اور سجدے کی جگہ پھونکنا اور انگلیان

---

۱ پاک ہے پروردگار میرا بڑا اور شکر ہے اُسکا ۱۲ ۲ سُن لی اللہ نے جس نے اُس کی تعریف کی ۱۲ ۳ اے پروردگار واسطے تیرے تعریف ہے آسمانوں اور زمین بھر اور اس چیز بھر جو چاہے تو بعد اُسکے ۱۲ ۴ پاک ہے پروردگار میرا برتر اور شکر اُسکا ۱۲ ۵ اللہ بہت بڑا ہے ۱۲ ۶ اے اللہ بخشدے مجھے اور رحم کر مجھ پر اور روزی دے تو مجھکو اور ہدایت کر تو مجھے اور اجر دے تو مجھے اور درگذر کر تو مجھے اور عافیت مین رکھ تو مجھ کو ۱۲ ۷ اے اللہ رحمت بھیج اوپر محمد کے اور اولاد محمد کے ۱۲ ۸ سلام تم پر اور رحمت اللہ کی اور برکتین اُس کی ۱۲

ملا لینا اور پیٹھ ٹیڑھی کرنا غرضکہ آنکھ ہاتھ اور سب اعضا ادب کے ساتھ اور نماز کی صفت پر رہین تاکہ نماز پوری ہو اور زاد آخرت ہونے کے لائق ہو نماز کے ارکان جو بیان کیے گئے اُسمین سے چودہ فرض ہین نیت[۱] پہلی تکبیر[۲] قیام[۳] الحمد[۴] پڑھنا رکوع[۵] رکوع مین آرام لینا[۶] قومہ[۷] یعنی رکوع سے اُٹھ کھڑا ہونا قومہ مین آرام لینا[۸] سجدہ[۹] سجدہ مین آرام لینا[۱۰] جلسہ[۱۱] یعنی دونون سجدون کے درمیان بیٹھنا آخر[۱۲] کا تشہد رسول[۱۳] مقبول صلعم پر درود بھیجنا سلام[۱۴] پھیرنا جب اتنی باتون کا لحاظ رکھا تو نماز درست ہوگئی یعنی نماز پڑھنے والا شمشیر سیاست سے بچا لیکن ہونے مین خطرہ ہے اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ کی نذر کے واسطے ایک لونڈی لیجائے وہ زندہ تو ہو لیکن ناک کان ہاتھ پاؤن ندارد ہو تو اس مین شک ہے کہ قبول ہو یا نہ ہو

نماز کی روح اور حقیقت کا بیان اے عزیز جان تو کہ یہ جو بیان ہوا نماز کی صورت اور قالب کا بیان تھا اور اس صورت کی ایک حقیقت ہے وہ نماز کی روح ہے غرضکہ ہر نماز اور ہر ذکر کے لیے ایک روح خاص ہے اگر اصل روح نہ ہو تو نماز مردہ آدمی کے مانند کالبد بیجان ہے اور اگر اصل روح تو ہو لیکن اعمال اور آداب پورے نہ ہون تو نماز اُس آدمی کے مثل ہے جسکی آنکھین نکل گئی ہون اور ناک کان کٹے ہون اور اگر نماز کے اعمال تو پورے ہون لیکن روح اور حقیقت نہ ہو تو وہ نماز ایسی ہے جیسے کسی شخص کی آنکھ تو ہو لیکن بصارت نہ ہو کان تو ہون پر سماعت نہو نماز کی اصل روح یہ ہے کہ اول سے آخر تک خشوع اور حضور قلب رہے اسواسطے کہ دل کو حق تعالیٰ کے ساتھ راست اور درست رکھنا اور یاد الٰہی کو کمال تعظیم اور ہیبت کے ساتھ تازہ کرنا نماز سے مقصود ہے جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ یعنے نماز پڑھا کر میرے یاد کرنے کو اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ بہت نمازی ایسے ہین جنکو نماز سے رنج و ماندگی کے سوا اور کچھ نصیب نہین ہوتا اور یہ امر اس سبب سے ہوتا ہے کہ فقط بدن سے نماز پڑھتے ہین اور دل غافل رہتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ بہت نمازی ایسے ہین جنکی نماز کا فقط ایک چھٹا حصہ یا ایک دسوان حصہ لکھا جاتا ہے یعنی اُسی قدر نماز لکھی جاتی ہے جس مین حضور قلب ہو اور آپ نے فرمایا ہے کہ نماز اس طرح پڑھنا چاہیے جس طرح کوئی کسی کو رخصت کرتا ہے یعنی نماز مین اپنی خودی اور خواہش بلکہ ماسوی اللہ کو دل سے رخصت کردے اور اپنے تئین بالکل نماز مین مصروف کردے اور یہی باعث ہے کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ ہم اور رسول مقبول صلعم باہم باتین کرتے ہوتے تھے جب نماز کا وقت آجاتا تھا تو آپ نہ مجھے پہچانتے تھے نہ مین آپ کو یعنی نماز کا وقت آتے ہی معبود برحق کی عظمت اور ہیبت ظاہر و باطن ہم پر بالکل طاری ہو جاتی تھی اور حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ جس نماز مین دل نہ حاضر ہو حق تعالیٰ اُس کی طرف دیکھتا بھی نہین جناب خلیل اللہ یعنی حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب نماز پڑھتے تھے تو دو میل سے اُنکے دل کا جوش سنائی دیتا تھا اور ہمارے حضرت یعنی سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا جب نماز شروع کرتے تھے تو آپکا دل حق منزل اس طرح جوش کھاتا تھا جسطرح پانی بھری ہوئی تانبے کی دیگ آگ پر جوش کھاتی اور آواز دیتی ہے اور شیر خدا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ جب نماز کا قصد کرتے تھے تو آپ کے بدن مین لرزہ پڑجاتا تھا اور رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور فرماتے تھے کہ وہ امانت اُٹھانیکا وقت آیا کہ ساتون زمین و آسمان جسکے متحمل نہ ہوسکے حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ نماز مین جسکو خشوع نہ حاصل ہو اُسکی نماز نہین درست ہوتی اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو نماز حضور قلب کے ساتھ نہ ادا ہو وہ عذاب سے بہت نزدیک ہے اور حضرت ابن حبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز مین قصداً دیکھے کہ اُسکے دہنے بائین کون کھڑا ہے اُسکی نماز نہ ہوگی اور حضرت امام اعظم رح

ابو حنیفہ کوفی اور حضرت امام شافعی اور اکثر علما رحمہم اللہ تعالیٰ نے اگرچہ کہا ہے کہ پہلی تکبیر کے وقت اگر دل حاضر اور فارغ ہو تو نماز درست ہوتی ہے لیکن بضرورت یہ فتویٰ دیا ہے اسواسطے کہ خلق پر غفلت غالب ہے اور یہ جو کہا کہ نماز درست ہوتی ہے اسکے یہ معنی ہین کہ شمشیر سیاست سے وہ نمازی بچا لیکن زاد آخرت اُسی قدر نماز ہو سکتی ہے جس مین دل حاضر ہو حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور فقط تکبیر اول کے وقت اُسکا دل حاضر ہو تو بھی اُمید ہے کہ بالکل نماز نہ پڑھنے والے سے اُسکا حال قیامت کے دن بہتر ہوگا لیکن یہ کھٹکا بھی ہے کہ اُسکا حال بدتر ہو اسواسطے کہ جو شخص سستی کے ساتھ حاضر خدمت ہوا اُسپر اُس شخص کی نسبت جو بالکل حاضر ہی نہ ہو زیادہ شدت اور سختی ہوتی ہے اسیواسطے حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا ہے کہ جو نماز بیحضور رہے وہ عقوبت سے بہت نزدیک ہے اور ثواب سے دور ہے بلکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو نمازی اپنی نماز کو بیجا بات اور بے محل خیالات سے نہ محفوظ رکھے اُسکو خدا سے دوری کے سوا اور کچھ فائدہ نماز سے نہین اے عزیز ان آیات اور احادیث اور اقوال سے تجھے یہ معلوم ہوا کہ کامل اور جاندار وہی نماز ہے جس مین اول سے آخر تک دل حاضر رہے اور جس نماز مین فقط تکبیر اول کے وقت دل حاضر ہو اُس نماز مین رمق بھر سے زیادہ روح نہین ہوتی وہ نماز اُس بیمار کے مثل ہے جو دم بھر کا مہمان ہو **نماز کے ارکان کی روح اور حقیقت کا بیان** اے عزیز جان یہ اسرار نماز کا آغاز ہے اس بات کو جان کہ پہلی صدا جو تیرے کان مین آتی ہے وہ بانگ نماز ہے جسوقت تو اذان سنے تو چاہیے کہ شوق سے بدل وجان سنے جس کام مین ہو اُسے چھوڑ دے امور دنیا سے مُنھ موڑ لے اگلے لوگون کا یہی دستور تھا یعنے دنیا کے کام چھوڑ کر اذان سننا اُنھین ضرور تھا لوہار اگر ہتوڑا اُٹھائے ہوتا اذان سن کر اُسی طرح رُک جاتا پھر اُسے نیچے لاکر لوہے پر نہ لگاتا موچی اگر ستالی چمڑے کے اندر کیے ہوتا تو باہر نکالنا کیسا جگہ سے نہ ہلاتا اُس منادی سے ندائے روز قیامت یاد کرتے تھے یہ سمجھ کر اپنا دل شاد کرتے تھے کہ جو کوئی اُسوقت اس حکم پر دوڑ جائے گا قیامت کو منادی سے بشارت پائے گا اے عزیز اگر تو اپنے دل کو اس منادی سے خوش اور شادان کریگا تو منادی قیامت سے شادان اور فرحان رہے گا **طہارت** طہارت کا بھید یہ ہے کہ تو کپڑے اور بدن کی طہارت کو گویا غلاف کی پاکی سمجھ اور توبہ پشیمانی حاصل کر لینے اور بُرے اخلاق چھوڑ دینے سے دل پاک کرنے کو اس طہارت ظاہری کی روح جان اسواسطے کہ خدا کی نظر گاہ دل ہے بدن صورت نماز کی جگہ ہے دل حقیقت نماز کی منزل ہے **ستر عورت** اسکے ظاہری معنی یہ ہین کہ جو عضو تیرے ظاہر بدن مین زشت و زبون ہے اُسے خلق کی نگاہ سے چھپا اور اُسکا بھید اور روح یہ ہے کہ جو امر تیرے باطن مین بُرا ہے اُسے حق تعالیٰ سے پوشیدہ کر اور یہ جان لے کہ تو حق تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہین کر سکتا مگر یہ کہ اپنے باطن کو اُس سے پاک کر اور باطن پاک ہونے کی یہ صورت ہے کہ گذشتہ گناہون پر نادم ہو اور یہ عزم بالجزم کرے کہ آیندہ پھر گناہ نہ کرونگا اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ[1] یعنے توبہ گناہون کو ناچیز اور نابود کر دیتی ہے اگر ایسا نہین کر سکتا تو اُن گناہون پر خوف اور ندامت کا پردہ ڈال کر اسطرح خستہ و شکستہ اور شرمسار اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہو جیسے کوئی غلام خطا کر کے بھاگ جاتا ہے اور پھر اپنے مالک کے سامنے ڈرتا ہوا آتا ہے اور رسوائی اور ذلت کے مارے سر نہین اُٹھاتا ہے **قبلہ رو ہونا** اُسکے ظاہری معنی یہ ہین کہ سب طرف سے اپنا منھ پھیر کر قبلہ رو ہو جائے اور بھید یہ ہے کہ دل کو دونون عالم سے پھیر کر خدا کی طرف لائے کہ ظاہر و باطن یکسو ہو جائے جسطرح ظاہری قبلہ ایک سا ہے

[1] گناہ سے توبہ کرنے والا اُس شخص کی مانند ہے جس نے کوئی گناہ نہین کیا ۱۲

قبلۂ دل بھی ایک ہی ہے یعنی حق تعالیٰ دل کا اور خیالات مین مشغول ہونا ایسا ہے جیسا منھ کو ادھر اُدھر پھیرنا جس طرح منھ پھیرنے سے نماز کی صورت نہین رہتی اُسی طرح دل بھٹکنے سے نماز کی روح اور حقیقت نہین رہتی اسی واسطے جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز کو کھڑا ہوا اور اُسکا منھ اور دل اور خواہش ہر ایک سوی خدا ہو تو وہ نماز سے یون باہر آتا ہے کہ گویا اپنی مان کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے یعنے سب گناہون سے پاک ہوجاتا ہے اور یقین جان کہ جسطرح قبلہ کی طرف سے منھ پھیر لینا نماز کی صورت کو باطل کردیتا ہے دل کا منھ حق تعالےٰ کی جانب سے پھیر لینا اور خیالات دنیوی کو دل مین دخل دینا نماز کی روح اور حقیقت کو زائل کردیتا ہے بلکہ دل کو خدا کیطرف متوجہ رکھنا اولیٰ ہے اسواسطے کہ ظاہر باطن کا غلاف ہے اور غرض اُس سے ہوتی ہے جو چیز غلاف کے اندر ہو اور غلاف کی فی نفسہ چندان قدر نہین ہوتی ۔ **قیام** اُسکا ظاہر یہ ہے کہ تو اپنے ڈیل سے خدا کے سامنے غلام کیطرح سر جھکائے کھڑا رہ اور باطن یہ ہے کہ دل سب حرکتون سے ٹھہر جائے یعنی سب خیالات سے باز آئے حق تعالےٰ کی تعظیم اور اپنے انکسار کے ساتھ بندگی مین قائم رہے اور قیامت کے دن حق سبحانہ تعالیٰ کے سامنے قائم اور حاضر ہونا اور اپنی سب پوشیدہ باتون کا ظاہر ہونا یاد کرے اور سمجھے کہ اسوقت بھی حق تعالےٰ پر وہ سب ظاہر ہے اور میرے دل مین جو کچھ تھا اور ہے خدا اُسکا عالم اور ناظر ہے اور میرے ظاہر و باطن سے بالکل وہ آگاہ ہے اور بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ جب کوئی مرد صالح نمازی کو دیکھتا ہے کہ یہ کیونکر نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے تمام اعضا کو مؤدب کرلیتا ہے ادھر اُدھر نہین دیکھتا نماز مین جلدی کرنے اور دوسری طرف التفات کرنے سے شرم آتی ہے اور یہ جانتا ہے کہ حق تعالیٰ میری طرف ملاحظہ کرتا ہے اور اُس سے نہ شرماتا ہے نہ ڈرتا ہے اس سے زیادہ اور کیا نادانی ہوگی کہ بندہ بیچارہ جسے کچھ اختیار نہین اُس سے تو شرم کرتا ہے اور اُسکے دیکھنے سے تو مؤدب ہوجاتا ہے اور مالک الملوک سے کچھ باک نہین کرتا اُسکے دیکھنے کو آسان جانتا ہے اسیواسطے حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ حق تعالیٰ سے کیونکر شرم کرنا چاہیے آپ نے فرمایا کہ جس طرح اپنے گھر والون مین جو صالح اور متقی ہوتا ہے اُس سے تو شرماتا ہے اُسی طرح حق تعالےٰ سے بھی شرما اور اسی تعظیم کے سبب سے اکثر صحابہؓ نماز مین اسطرح ساکن کھڑے ہوتے تھے کہ پرند اُن سے نہ بھاگتے اور سمجھتے کہ یہ پتھر ہین جسکے دل مین خدا کی عظمت اور بزرگی ثابت ہوئی اور اُسے اپنا ناظر سمجھا اسکا ہر ہر عضو خاشع اور مؤدب ہوجاتا ہے اسی سبب سے جناب رسول مقبول صلعم جس کسی کو نماز مین ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرتے دیکھتے تھے تو فرماتے تھے کہ اگر اسکے دل مین خشوع ہوتا تو اُسکا ہاتھ بھی دل کی صفت پر ہوتا **رکوع سجود** بدن سے فروتنی کرنا اُسکے ظاہری معنی ہین اور دل کی فروتنی اس سے اصل مقصود ہے اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ زمین پر منھ رکھنا بہترین اعضا کو خاک پر رکھنا ہے اور کوئی چیز خاک سے زیادہ خوار اور ذلیل نہین تو رکوع سجود اسواسطے مقرر ہین تاکہ وہ جان لے کہ خاک میری اصل ہے اور خاک ہی کی طرف مجھے رجوع کرنا ہے اور اپنی اصل کے موافق تکبر کرے اور اپنی بیکسی اور عاجزی پہچان لے اسی طرح ہر ہر کام مین بھید اور حقیقت ہے کہ آدمی جب اُس سے غافل ہوگا تو اُسے صورت کے سوا نماز سے اور کچھ نہ حاصل ہوگا **حقیقت قرأت واذکار نماز کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو کلمہ نماز مین کہنا چاہیے اُسکی ایک حقیقت ہے اُس سے آگاہ رہنا چاہیے اور لازم ہے کہ قائل کا دل بھی اُس صفت کے مطابق ہوجائے تاکہ وہ اپنے قول مین صادق ہوجائے مثلاً اللہ اکبر کے یہ معنی ہین کہ خدا اس امر سے بزرگتر ہے کہ اُسے عقل و معرفت سے پہچان سکین اگر یہ معنی نہ جانے تو جاہل ہے اور اگر یہ تو جانے لیکن اُسکے دل مین خدا سے بزرگ اور کوئی چیز ہو تو وہ اللہ اکبر کہنے مین جھوٹا ہے اُس سے کہا جائے گا کہ فی الواقع تو

یہ کلام سچ ہے لیکن تو جھوٹ کہتا ہے اور جبکہ آدمی خدا سے زیادہ اور کسی چیز کا مطیع ہوگا تو اُسکے نزدیک وہ چیز خدا سے زیادہ بزرگ ہوگی اور اُسکا معبود اور اللہ وہی ہے جسکا وہ مطیع ہے جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ[ل] اور جب وَجَّھْتُ وَجْھِی کہا تو اُسکے معنی یہ ہین کہ مین نے تمام عالم سے دلکو پھیر کر خدا کیطرف متوجہ کیا اگر اُسکا دل اسوقت اور کسی طرف لگا ہو تو اُسکا یہ کلام جھوٹ ہے اور جب خدا سے مناجات کرنے مین پہلا ہی کلام جھوٹ ہو تو اُسکا خطرہ ظاہر ہے اور جب حَنِیْفًا مُّسْلِمًا کہا تو اپنے مسلمان ہونے کا دعوے کیا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان وہ شخص ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ سلامت رہین تو چاہیے کہ وہ اس صفت سے موصوف ہو یا عزم بالجزم کرے کہ اب مین ایسا ہی ہوجاؤنگا اور جب الحمد کہے تو چاہیے کہ خدا کی نعمتین اپنے دل پر تازہ کرے اور اپنے دلکو بالکل شکر گزار بنالے کہ یہ شکر کا کلمہ ہے اور شکر دل سے ہوتا ہے جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہے تو چاہیے کہ اخلاص کی حقیقت اُسکے دل مین تازہ ہو اور جب اِھْدِنَا کہے تو چاہیے کہ اُسکا دل تضرع اور زاری کرے اسواسطے کہ وہ خدا سے ہدایت مانگتا ہے تسبیح اور تہلیل اور قرأت وغیرہ ہر ہر کلمہ مین بھی چاہیے کہ جیسا وہ سمجھتا ہے ویسا ہی ہوجائے اور دلکو اُس کلمہ کے معنی کی صفت سے موصوف بنالے اس کی تفصیل دراز ہے نماز کی حقیقت سے آدمی اگر بہرہ مند ہوا چاہے تو ایسا ہی ہوجائے جیسا بیان ہوا اور نہ صورت ہی پر قناعت کرے

حضور قلب کی تدبیر کا بیان

اے عزیز جان تو کہ نماز مین دو سبب سے غفلت ہوتی ہے ایک ظاہری سبب ہے دوسرا باطنی سبب ہے سبب ظاہری یہ ہے کہ ایسی جگہ نماز پڑھتا ہو جہان کچھ دکھائی سنائی دیتا ہے اور دل اُدھر متوجہ ہوجاتا ہے کہ دل آنکھ کان کا تابع ہے اُسکی تدبیر یہ ہے کہ خالی جگہ نماز پڑھے کہ وہان کچھ آواز نہ سنائی دیگی اگر جگہ تاریک ہو یا آنکھ بند کرلے تو بہتر ہے اکثر عابدون نے عبادت کے واسطے چھوٹا سا تاریک مکان بنایا ہے اسواسطے کہ کشادہ مکان مین دل پراگندہ ہوتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما جب نماز ادا کرتے تھے تو قرآن شریف اور تلوار اور ہر چیز کو جدا کرتے تھے کہ اُنکی طرف نہ مشغول ہوجائین دوسرا سبب باطنی یہ ہے کہ پریشان خیال اور پراگندہ خطرے دل مین آئین اسکا علاج بہت دشوار اور نہایت سخت ہے اور اسکی بھی دو قسمین ہین ایک تو کسی کام کے سبب سے ہوتا ہے کہ اُسکی طرف اُسوقت دل مشغول ہے اسکی تدبیر تو یہ ہے کہ اُس کام سے پہلے فراغت کرے پھر نماز پڑھے اسیواسطے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا حَضَرَ الْعِشَاءُ وَالْعَشَاءُ فَابْدَءُ بِالْعَشَاءِ یعنے جب نماز اور کھانے کا وقت ساتھ ہی آئے تو پہلے کھانا کھائے علیٰ ہذا القیاس اگر کوئی بات کہنا ہو تو کہہ لے پھر فراغت سے نماز پڑھے دوسری قسم ایسے کامون کا خیال اور اندیشہ جو ایک ساعت مین نہ تمام ہون یا خیالات واہیات عادت کے موافق خود بخود دل پر غالب ہوگئے ہون اُسکی تدبیر یہ ہے کہ ذکر اور قرآن جو نماز مین پڑھتا ہے اُسکے معنون مین دل لگائے اور اُسکے معنی سوچے تاکہ اُس سوچ سے وہ خیالات دور ہوجائین اگر خیالات بہت غالب نہین ہین اور کسی کام کی خواہش بہت قوی نہین ہے تو یہ سوچ اُسے روک دیگا اور اگر خواہش قوی ہے تو اس سوچ سے اُس کا خیال نہ دفع ہوگا اُسکی تدبیر یہ ہے کہ مسہل پیے تاکہ مادۂ مرض کو باطن سے قطع کردے اور اس مسہل کا نسخہ یہ ہے کہ جس چیز کا خیال رہتا ہے اُسے ترک کرے تاکہ اُسکے خیال سے نجات پائے اگر ترک نہ کرسکے گا تو اُس کے خیال سے ہرگز نہ چھوٹے گا اور اُس کی نماز

[ل] کیا دیکھا تو نے اُسے جس نے ٹھہرالیا اپنی خواہش کو اپنا خدا ۱۲۔

ہمیشہ دلکی باتون مین لگی رہیگی اُس نمازی کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص درخت کے نیچے بیٹھے اور چاہے کہ چڑیون کا چہچہانا نہ سنے اور لکڑی اُٹھا کر اُنھین اُڑا دے اور اُسیوقت پھر وہ آبیٹھین اگر ان سے نجات پانا چاہتا ہے تو یہ تدبیر ہے کہ اُس درخت کو جڑ سے کاٹ ڈالے کہ جبتک درخت ہیگا چڑیونکا نشیمن رہیگا اسی طرح جب کسی کام کی خواہش اُسکے دل پر غالب ہیگی خیالات پریشان بھی ضرور آئین گے اسیواسطے تھا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا کے واسطے کوئی شخص عمدہ کپڑا ہدیہ اور تحفہ لایا اُس مین ایک بڑا بوٹا بہت عمدہ بنا تھا نماز مین آپ کی نظر اُس بوٹے پر پڑی جب آپ نماز سے فارغ ہوے تو اُس کپڑے کو اُتار کر اُسکے مالک کو دیدیا اور پُرانا کپڑا پہن لیا اسی طرح ایک بار نعلین شریفین مین نیا تسمہ لگا تھا نماز مین آپ کی نظر اُس پر پڑی تو اچھا معلوم ہوا آپ نے فرمایا کہ اسے نکال ڈالو اور پُرانا تسمہ ڈال دو اور ایک مرتبہ نعلین شریفین نئی بنی تھین آپکو اچھی معلوم ہوئین آپ نے سجدہ کیا اور فرمایا کہ مین نے خدا کے سامنے فروتنی کی کہ ان نعلین کے دیکھنے سے وہ مجھے اپنا دشمن نہ ٹھہرائے پھر آپ باہر تشریف لائے پہلے جو سائل نظر آیا آپ نے وہ نعلین اُسے عنایت فرمائین حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باغ مین نماز پڑھتے تھے ایک عمدہ جانور دیکھا کہ درختون مین اُڑتا ہے اور راہ نہین پاتا ہے آپکا دل اُسکے ساتھ مشغول ہوا یہ نہ یاد رہا کہ کے رکعتین پڑھی ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور اپنے دل کا شکوہ کیا اور اُسکے کفارہ مین اُس باغ کو صدقہ دیدیا اگلے بزرگون نے اکثر ایسے کام کیے ہین اور اُن کامون کو حضور قلب کی تدبیر سمجھے ہین غرضکہ جب نماز کے پہلے سے خدا کا ذکر دل پر غالب ہوگا دل نماز مین نہ حاضر ہوگا اور جو خیال دل مین پہلے سے گڑا ہے نماز پڑھنے سے نہ دور ہوگا جو شخص حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھا چاہے تو چاہیے کہ نماز کے پہلے سے دلکا علاج کرے اور دلکو خالی کرے اور یہ امر اسطرح سے ہوتا ہے کہ دنیا کے شغل اپنے دل سے دور کرے اور بقدر ضرورت دنیا کی چیزون پر قناعت کرے اور اسقدر سے بھی فراغت دل اُسے مقصود ہو جبتک یہ امر نہ ہوگا تمام نماز مین حضور قلب بھی نہ ہوگا مگر کچھ نماز مین ہوگا تو چاہیے کہ نفلین بڑھائے اور دل حاضر کرے کہ مثلاً چار رکعتون کے قدر دل حاضر ہو جائے کیونکہ نوافل فرائض کا تدارک کرتے ہین

جماعت کے مسنون ہونیکا بیان

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک نماز جماعت کے ساتھ تنہا ستائیس نماز دن کے مثل ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اُسنے گویا آدھی رات شب بیداری کی اور جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی اُسنے گویا تمام رات عبادت کی اور فرمایا کہ جس نے چالیس دن ہر وقت کی نماز جماعت سے پڑھی اور اسکی پہلی تکبیر فوت نہین ہوئی تو اُسکے واسطے دو نجات لکھتے ہین ایک نفاق سے دوسری دوزخ سے اسیواسطے تھا کہ اگلے بزرگون مین جسکی تکبیر اول فوت ہو جاتی تھی تین دن اپنی آپ تعزیت کرتا تھا اور اگر جماعت فوت ہو جاتی تھی تو سات روز تعزیت کرتا تھا حضرت سعید ابن مسیب کہتے ہین کہ بیس برس تک اذان سے پہلے مین مسجد مین آیا کیا اکثر علماء نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بے عذر تنہا نماز پڑھے اُسکی نماز درست نہین تو جماعت کو ضروری امر جاننا چاہیے اور امامت اور اقتدا کے آداب یاد رکھنا چاہیے پہلے یہ کہ لوگون کی دلی رضامندی سے امامت کرے اگر اُس سے لوگ کراہت کرین تو امامت سے پرہیز کرنا چاہیے اور جب اسے امام بنایا چاہین تو بے عذر پہلوتہی نہ کرے کہ امامت کی بزرگی مؤذنی سے بہت بڑی ہے اور چاہیے کہ کپڑے پاک رکھنے مین احتیاط کرے اور نماز کے وقت کا دھیان رکھے اور اول وقت نماز پڑھے جماعت کے انتظار مین تاخیر نہ کرے کہ اول وقت کی فضیلت جماعت کی فضیلت سے زیادہ ہے دو صحابہ کرام رض جب آجاتے تھے تیسرے کا انتظار نہ کرتے تھے اور جنازہ پر جب چار صحابہ رض آجاتے تھے تو پانچوین کا انتظار نہ کرتے تھے ایکدن جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا کو دیر ہوگئی صحابہ رض نے آپ کا انتظار نہ کیا

اور حضرت عبد الرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام ہو گئے جب آپ تشریف لائے تو ایک رکعت ہو چکی تھی جب صحابہؓ نے نماز تمام کی تو ڈرے آپ نے اُن سے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا ہر بار ایسا ہی کیا کرو اور چاہیے کہ خلوص کے ساتھ للہ امامت کرے امامت کی کچھ مزدوری نہ لے اور جبتک صف سیدھی نہ ہوے تکبیر نہ کہے اور نماز کے اندر کی تکبیرین بلند آواز سے کہے اور امامت کی نیت کرے کہ جماعت کا ثواب حاصل ہو اگر امامت کی نیت نہ کریگا جماعت تو درست ہوگی لیکن جماعت کا ثواب نہ ہوگا اور نماز جہری[۱] مین قرأت بلند آواز سے کرے اور تین وقفے بجالائے ایک جب تکبیر اول کہے اور وجہت وجہی پڑھے اور مقتدی لوگ سورۂ فاتحہ پڑھنے مین مشغول ہون دوسرے جب سورۂ فاتحہ پڑھ چکے تو دوسری سورت ٹھہر کر پڑھے کہ جس مقتدی نے سورۂ فاتحہ تمام نہ کی یا بالکل نہ پڑھی ہو وہ تمام پڑھ لے تیسرے جب سورہ تمام کرے تو اتنا ٹھہرے کہ رکوع کی تکبیر سورہ سے مل نہ جائے اور مقتدی سورۂ فاتحہ کے سوا امام کے پیچھے اور کچھ نہ پڑھے لیکن اگر دور ہو اور امام کا پڑھنا نہ سنے اور امام رکوع سجود ہلکا کرے اور تین بار سے زیادہ تسبیح نہ کہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کی نماز سبکتر اور کامل تر نہ تھی اور اُسکا سبب یہ ہے کہ جماعت مین شاید کوئی ضعیف ہو یا کسیکو کچھ کام ہو اور مقتدی کو چاہیے کہ امام کے بعد ہر رکن ادا کرے اُسکے ساتھ نہ ادا کرے جبتک امام کی پیشانی زمین پر نہ لگ جائے تو مقتدی سجدہ مین نہ جائے اور جبتک امام رکوع کی حد پر نہ پہونچے مقتدی رکوع کا قصد نہ کرے کہ اسی کا نام متابعت ہے اگر کوئی مقتدی امام سے پہلے رکوع وسجود مین جائیگا تو اُسکی نماز باطل ہو جائیگی اور جب سلام پھیرے تو اسقدر اور بیٹھے کہ یہ دعا پڑھے[۲] اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَیْكَ یَعُوْدُ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بعدہٗ پھرتی سے اُٹھے اور لوگون کی طرف منھ کرکے اور دعا کرے اور اہل جماعت امام سے پہلے نہ اُٹھین کہ یہ امر مکروہ ہے

جمعہ کی نماز کی فضیلت کا بیان اے عزیز جان تو کہ جمعہ کا روز بزرگ دن ہے اور اُسکی بڑی فضیلت ہے مسلمانون کی عید کا دن ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے بے عذر تین جمعہ ناغہ کیے اُسنے اسلام کی طرف سے منھ پھیر لیا اور اُسکا دل زنگ پکڑ گیا اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ حق تعالیٰ جمعہ کے دن چھ لاکھ بندے دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ آتش دوزخ کو روز دوپہر ڈھلے بھڑکاتے ہین اسوقت نماز نہ پڑھو مگر جمعہ کو کہ اُسدن نہین بھڑکاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جمعہ کے دن مرے گا شہید کا ثواب پائے گا اور عذاب قبر سے محفوظ رہیگا **شرائط جمعہ** اے عزیز جان تو کہ جو شرطین اور نمازون کی ہین وہ جمعہ کی ہین اور ان کے سوا چھ شرطین اور جمعہ کیواسطے خاص ہین پہلی شرط وقت ہے یہانتک کہ اگر مثلاً امام عصر کا وقت آجانے کے بعد جمعہ کی نماز کا سلام بھی پھیرے تو جمعہ فوت ہوا ظہر ادا کرنا چاہیے دوسری شرط جگہ ہے کہ یہ نماز صحرا اور خیمہ مین درست نہین بلکہ شہر مین ہوتی ہے یا اُس گاؤن مین جہان چالیس مرد آزاد عاقل بالغ مقیم ہون وہان اگر مسجد مین نہ ہو تو بھی درست ہے تیسری شرط عدد ہے کہ جبتک چالیس مرد آزاد مکلف یعنی عاقل بالغ مقیم حاضر نہ ہون نماز درست نہین اگر خطبہ یا نماز مین اس سے کم لوگ ہون تو ظاہر یہ ہے کہ نماز درست نہ ہو چوتھی شرط جماعت ہے کہ اگر یہ گروہ الگ الگ تنہا نماز پڑھے گا تو درست نہ ہوگی لیکن جو کوئی اخیر کی رکعت پائے اُسکی نماز درست ہے اگرچہ دوسری رکعت مین تنہا ہوا اور

---

[۱] یعنے فجر مغرب عشا کی نماز مین ۱۲ [۲] اے اللہ تو سلام ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے اور تیری طرف پھرتی ہے سلامتی پس زندہ رکھ ہمے ساتھ سلامتی کے اور داخل کر تو ہمے جنت مین برکت والا ہے تو اے پروردگار ہمارے اور برتر ہے تو اے صاحب بزرگی اور بخشش کے ۱۲

اگر کوئی شخص امام کے ساتھ دوسری رکعت کا رکوع نہ پائے تو اقتدا کرے اور نماز ظہر کی نیت کرے پانچوین شرط یہ ہے کہ لوگون نے پہلے جمعہ کی نماز نہ پڑھلی ہو اسواسطے کہ ایک شہر مین جمعہ کی ایک جماعت سے زیادہ نہ چاہیے لیکن اگر اتنا بڑا شہر ہے کہ وہان کی ایک جامع مسجد مین نمازی نہین سما سکتے یا دقت سے آسکتے ہین تو ایک جماعت سے زیادہ کا مضائقہ نہین اگر ایک ہی مسجد مین سب لوگون کی گنجائش بے تکلف ہو سکتی ہے اور دو جگہ نماز پڑھی تو وہی نماز درست اور صحیح ہوگی جسکا تحریمہ پہلے بندھا چھٹی شرط نماز کے پہلے دو خطبہ ہین اور وہ دونون فرض ہین اور دونون خطبون کے درمیان مین بیٹھنا بھی فرض ہے اور دونون خطبون مین کھڑا رہنا فرض ہے اور پہلے خطبہ مین چار چیزین فرض ہین تحمید یعنی حمد کرنا الحمد للہ کہنا بس ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا اور تقوی کی وصیت کرنا اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ[1] کہنا کافی ہے اور قرآن شریف کی ایک آیت پڑھنا اور دوسرے خطبہ مین بھی چار چیزین فرض ہین لیکن آیت کے عوض دعا پڑھنا فرض ہے جمعہ کی نماز عورتون اور غلامون اور لڑکون اور مسافرون پر فرض نہین ہے اور عذر کے سبب سے ترک جمعہ درست ہے مثلاً کیچڑ پانی بیماری بیمار داری کے عذر سے اگر کوئی بیمار کا سنبھالنے والا نہ ہو لیکن معذور کو اولی یہ ہے کہ ظہر کی نماز جب پڑھے کہ لوگ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو چکین **آداب جمعہ** جمعہ کا ادب کرنا چاہیے اور جمعہ کے دن یہ دس سنت اور ادب نہ بھولے پہلا ادب یہ ہے کہ پنجشنبہ کے دن دل سے اور درستی سامان سے جمعہ کا استقبال کرے مثلاً سفید کپڑے درست کرنا پہلے سے کام کاج اُٹھا دینا کہ صبح کیوقت نمازگاہ مین آسکے اور پنجشنبہ کو عصر کی نماز کے وقت خالی بیٹھنا[2] اور تسبیح اور استغفار مین مشغول ہونا اسواسطے کہ اسوقت کی بڑی بزرگی ہے اور اُس نیک ساعت کے مقابلہ مین ہے جو دوسرے دن جمعہ کو ہوگی اور علما نے کہا ہے کہ شب جمعہ کو جورو سے جماع کرنا سنت ہے تاکہ یہ امر جمعہ کے دن دونون کے غسل کا باعث ہو دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر مسجد کو جلد جاتا ہے تو صبح ہی غسل مین مشغول ہو ورنہ تاخیر بہت اولی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتاکید شدید جمعہ کے دن غسل کا حکم فرمایا ہے یہانتک کہ کچھ علما اس غسل کو فرض سمجھے ہین اور مدینہ منورہ کے لوگ اگر کسی کو کلام سخت کہا چاہتے تو کہتے کہ تو اُس شخص سے بدتر ہے جو جمعہ کو غسل نہ کرے اگر جمعہ کو کوئی شخص نجس ہو اور غسل کرے تو اولی یہ ہے کہ جمعہ کے غسل کی نیت سے بھی دو پانی اپنے اوپر ڈال لے اور اگر ایک غسل مین دونون نیتین یعنی نیت رفع جنابت اور ادائے سنت کرے تو بھی کافی ہے غسل جمعہ کی فضیلت بھی حاصل ہو جائیگی تیسرا ادب یہ ہے کہ آراستہ اور پاکیزہ اور اچھی ہیئت بناکر مسجد مین آئے اور پاکیزگی کے یہ معنی ہین کہ بال منڈوائے ناخن کٹوائے موچھون کے بال کتروائے اگر حمام مین پہلے ہی جاکر یہ امور کر چکا ہے تو بس ہے اور آراستگی سے یہ مراد ہے کہ سفید کپڑے پہنے اسواسطے حق تعالی سب کپڑون سے زیادہ سفید کپڑون کو دوست رکھتا ہے اور تعظیم اور نماز کی عظمت کی نیت سے خوشبو ملے تاکہ اُسکے کپڑون مین بدبو نہ آئے کہ کوئی اُس سے رنجیدہ ہو اور غیبت کرے چوتھا ادب یہ ہے کہ صبح ہی جامع مسجد مین جائے کہ اسکی بڑی فضیلت ہے اگلے زمانے مین لوگ چراغ لیکر مسجد مین جاتے تھے اور راہ مین اتنی بھیڑ ہوتی تھی کہ مشکل سے گذر ہوتا تھا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ ایک دن مسجد مین گئے تو تین آدمی پہلے سے وہان موجود تھے اپنے اوپر غصہ کیا اور کہا کہ مین چوتھے درجہ مین ہوا میرا انجام کار کیا ہوگا کہتے ہین کہ دین اسلام مین جو بدعت پہلے ظاہر ہوئی وہ یہی ہے کہ لوگون نے اس سنت کو ترک کر دیا جب یہود اور نصاری ہفتہ اتوار کے دن کلیسا اور کنشت یعنے اپنے اپنے

[1] وصیت کرتا ہون مین تمھین ساتھ پرہیزگاری کے اللہ سے ۱۲ [2] یعنے دنیا کے کامون سے خالی ہو کر بیٹھنا ۱۲ -

معبدون مین صبح ہی جاتین اور مسلمان لوگ جمعہ کے روز جو اُن کا دن ہے سویرے مسجد جانے مین تقصیر کرین تو کیا حال ہوگا رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کی پہلی ساعت مین مسجد کو جائے اُسنے گویا ایک اونٹ قربان کیا اور جو دوسری ساعت مین جائے اُس نے گویا ایک گائے قربان کی اور جو تیسری ساعت مین جائے اُسنے گویا ایک بکری قربان کی اور جو چوتھی ساعت مین جائے اُسنے گویا ایک مرغی قربان کی اور جو پانچوین ساعت مین جائے اُسنے گویا ایک انڈا خیرات کیا اور جب خطبہ پڑھنے والا اپنے مکان سے باہر نکلتا ہے تو وہ فرشتے جو قربانیان لکھتے ہین اپنے کاغذ لپیٹ لیتے ہین اور خطبہ سننے مین مشغول ہو جاتے ہین جو اُسکے بعد آتا ہے نماز کی فضیلت کے سوا اور کچھ نہین پاتا ہے پانچوان ادب اگر دیر کو آئے تو لوگون کی گردنون پر پاؤن نہ رکھے یعنی اُنھین پھاندے نہین اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص ایسا کریگا تو قیامت کے دن اُسکو پل بنائینگے کہ لوگ اُسپر سے گذرینگے رسول مقبول صلعم نے ایک شخص کو ایسا کرتے دیکھا وہ جب نماز پڑھ چکا تو آپنے اُس سے فرمایا کہ تونے جمعہ کی نماز کیون نہ پڑھی اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین تو نماز مین آپ کے ساتھ تھا آپ نے فرمایا کہ مین نے تجھے دیکھا کہ تونے لوگون کی گردنون پر پاؤن رکھا یعنے جو شخص ایسا کرتا ہے وہ ایسا ہے کہ گویا اُسنے نماز ہی نہین پڑھی لیکن اگر پہلی صف خالی ہے تو پہلی صف مین جانیکا قصد کرنا درست ہے اسواسطے کہ یہ لوگون کا قصور ہے کہ پہلی صف کو خالی چھوڑ دیا چھٹا ادب یہ ہے کہ جو کوئی نماز پڑھتا ہو اُس کے سامنے سے نہ گذرے کیونکہ جو شخص نماز پڑھتا ہو اُس کے سامنے سے گذرنا ممنوع ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ نماز کے سامنے گذرنے سے یہ امر بہتر ہے کہ آدمی خاک ہو کر برباد ہو جائے ساتوان ادب یہ ہے کہ پہلی صف مین جگہ ڈھونڈھے اگر نہ پائے تو جتنا امام کے نزدیک ہوگا بہتر ہے کہ اس امر مین بڑی فضیلت ہے لیکن اگر پہلی صف مین لشکری لوگ ہون یا وہ لوگ ہون جو اطلس کے کپڑے پہنے ہون یا خطبہ پڑھنے والا سیاہ ریشمی کپڑا پہنے ہو یا اُسکی تلوار مین سونا لگا ہو یا اور کوئی بُرائی ہو تو جتنا دور رہے بہتر ہے اس واسطے کہ جہان کوئی بُرائی ہو وہان قصداً نہ بیٹھنا چاہیے آٹھوان ادب یہ ہے کہ جب خطبہ پڑھنے والا نکلے تو پھر کوئی نہ بولے اور مؤذن کو جواب دینے اور خطبہ سننے مین مشغول ہو جائے اگر کوئی شخص بات کرے تو اشارہ سے اُسے چپ کر دینا چاہیے زبان سے نہین اس واسطے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خطبہ کے وقت دوسرے سے کہے کہ چپ رہ یا خطبہ سُن اُس نے بیہودہ کیا اور جسنے اُسوقت بیہودہ بات کہی اُسے جمعہ کا ثواب نہ ملیگا اور اگر خطیب سے دور ہو اور خطبہ نہ سنائی دے تو بھی چپ رہنا چاہیے جہان لوگ باتین کرتے ہون وہان نہ بیٹھے اور اُسوقت نماز تحیۃ المسجد کے سوا اور کوئی نماز نہ پڑھے نوان ادب یہ ہے کہ جب نماز سے فارغ ہو الحمد قل ہو اللہ قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس سات سات بار پڑھے اس واسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ان سورتون کا پڑھنا اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک شیطان سے پناہ دیگا اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ يَا غَنِيُّ يَا حَمِيْدُ يَا مُبْدِئُ يَا مُعِيْدُ يَا رَحِيْمُ يَا وَدُوْدُ اَغْنِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِفَضْلِكَ عَنْ مَنْ سِوَاكَ[1] اور بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص اس دعا کو ہمیشہ پڑھا کریگا تو جہان سے اُسکے خیال مین بھی نہو وہان سے اُسکی روزی اور اُسکا رزق پہونچیگا اور خلق سے بے پروا ہو جائیگا پھر چھ رکعت نماز سنّت پڑھے کہ اسقدر رسول مقبول صلعم پڑھتے تھے دسوان ادب یہ ہے

[1] اے اللہ اے بے نیاز اے بڑائی کیے گئے اے پیدا کرنے والے اے پھیرنے والے اے رحم کرنے والے اے دوست رکھنے والے بے پروا کر دے تو مجھ کو اپنے جلال کی بدولت اپنے حرام سے اور اپنے کرم کے طفیل سے اپنے ماسوا سے ۱۲

کہ عصر کی نماز تک مسجد مین رہے اور اگر مغرب کی نماز تک مسجد مین رہے تو بہت بہتر ہے علما نے کہا ہے کہ یہ امر ثواب مین ایک حج اور عمرہ کے برابر ہے اگر مسجد مین نہ رہ سکے اور گھر جائے تو چاہیے کہ خدا کی یاد سے غافل نہ رہے تاکہ وہ ایک بزرگ ساعت جو جمعہ کے دن ہوتی ہے اُسے غفلت مین نہ پائے اور وہ اُسکی فضیلت سے نہ محروم رہے **روز جمعہ کے آداب کا بیان** آدمی کو چاہیے کہ جمعہ کے روز تمام دن مین سات فضیلتین طلب کرے ایک فضیلت یہ کہ صبح کو علم کی مجلس مین حاضر ہو اور قصہ خوانون کی صحبت سے دور رہے اور ایسے شخص کی مجلس مین حاضر ہو کہ جسکے قال و حال سے رغبت دنیا کم ہو اور محبت آخرت زیادہ ہو جسکے کلام مین یہ اثر نہو اُسکی صحبت مجلس علم نہین ہے اور جو شخص ایسا صاحب تاثیر ہے اُسکی مجلس مین حاضر ہونا ہزار رکعت نماز سے افضل ہے یہ مضمون حدیث شریف مین آیا ہے دوسری فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن ایک ساعت نہایت بزرگ اور معزز ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص اس ساعت مین حق تعالی سے جو مراد مانگے گا بر آئے گی اس ساعت کے تعین مین اختلاف ہے طلوع یا زوال یا غروب آفتاب کے وقت یہ ساعت ہوتی ہے یا جسوقت جمعہ کی اذان ہو یا خطیب کے منبر پر جانے کے وقت یا جمعہ کی نماز پر کھڑے ہونے کے وقت پھر عصر کی نماز کے وقت غرضکہ صحیح یہ ہے کہ اس ساعت کا وقت معلوم نہین شب قدر کیطرح مبہم ہے چاہیے کہ تمام دن اس ساعت کا نگران رہے اور کسی وقت خدا کی یاد اور عبادت سے خالی نہ رہے تیسری فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن رسول مقبول صلعم پر بہت درود بھیجے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جمعہ کے دن مجھپر اسی بار درود بھیجے گا اُسکے اسی برس کے گناہ بخشے جائینگے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ پر درود کیونکر بھیجین آپ نے فرمایا کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصَّالِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ[1] کہتے ہین کہ جو شخص جمعہ کے دن سات بار یہ درود پڑھے رسول مقبول صلعم کی شفاعت بیشک اُسے حاصل ہوگی اور اگر فقط اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ[2] کہے تو بھی کافی ہے چوتھی فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن قرآن شریف بہت پڑھے اور سورہ کہف پڑھے حدیث شریف مین اسکی فضیلت بہت لکھی ہے اور اگلے عابدون کی عادت تھی کہ جمعہ کے دن قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور درود شریف اور استغفار اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ[3] ہزار ہزار بار پڑھتے تھے پانچوین فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن نماز بہت پڑھے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی جامع مین جاتے ہی چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت مین ایک بار الحمد اور پچاس بار قل ہو اللہ احد پڑھے تو جبتک جنت مین اُسکا مقام اُسکو نہ دکھا دین یا اور کسی کو نہ بتا دین کہ وہ اس سے کہدے تب تک وہ اس جہان سے نہ جائیگا اور مستحب یہ ہے کہ جمعہ کے دن چار رکعت نماز پڑھے اور اُس مین چار سورتین پڑھے انعام کہف طٰہٰ یٰس اگر یہ نہ پڑھ سکے تو لقمان سجدہ دخان ملک پڑھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ جمعہ کے دن کبھی صلوٰة التسبیح ناغہ نہ کرتے تھے اور صلوٰة التسبیح مشہور نماز ہے اولی یہ ہے کہ وقت زوال تک نوافل پڑھے

---

[1] اے اللہ رحمت نازل کر تو اوپر محمد کے اور اُنکی اولاد پر وہ رحمت جو تیری رضا ہو اور جسسے اُنکا حق ادا ہو اور عطا کر تو اُنکو وسیلہ شفاعت اور بزرگی اور مقام محمود جو وعدہ کیا ہے تو نے اُن سے اور جزا دے تو اُنھین ہماری طرف سے وہ جزا کہ وہ لائق ہین جسکے اور جزا دے تو اُنھین بہت اچھی جو جزا دی ہو تو نے کسی نبی کو اسکی امت کی طرف سے اور رحمت نازل کر تو اُنکے سب بھائیون پر نبیون اور اچھے کام کرنیوالون مین سے اے بہت بڑے رحم کرنیوالے ۱۲

[2] اے اللہ رحمت نازل کر تو اوپر محمد کے اور اوپر اولاد محمد کے ۱۲

[3] پاک ہے اللہ اور سب تعریف واسطے اللہ کے ہے اور نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اور اللہ بہت بڑا ہے ۱۲

اور جمعہ کی نماز کے بعد عصر کی نماز تک علم کی مجلس مین جائے اُسکے بعد مغرب کی نماز تک تسبیح اور استغفار مین مشغول رہے چھٹی فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن کو صدقہ سے خالی نہ چھوڑے کچھ نہ ہو تو روٹی کا ٹکڑا ہی سہی کہ جمعہ کے دن صدقہ کی فضیلت بہت ہے جو سائل خطبہ کے وقت کچھ مانگے اُسے زجر کرنا چاہیے اس وقت کچھ نہ دینا چاہیے کہ مکروہ ہے ساتوین فضیلت یہ ہے کہ ہفتہ بھر مین جمعہ کے دن کو آخرت کے واسطے مسلم رکھے باقی دنون مین دنیا کے کام کرے اور حق سبحانہٗ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ خرید اور فروخت اور کسب دنیا اس آیت کے معنی نہین ہین بلکہ طلب علم بھائیون کی زیارت بیمارون کی عیادت جنازہ کے ساتھ جانا اور جو کام ایسے ہون اس آیت سے وہ مراد ہین مسئلہ اے عزیز جان تو کہ نماز مین جو باتین ضرور تھین وہ بیان کی گئین اور جن مسئلون کی ضرورت ہو علماء سے پوچھنا چاہیے کہ اس کتاب مین سب مسئلون کی تفصیل نہین ہو سکتی لیکن نماز کی نیت مین وسوسہ اکثر ہوتا ہے اُسکے تین سبب ہوتے ہین یا تو جسکی عقل مین خلل ہو اُسے وسوسہ ہوتا ہے یا جسے سودا ہو یا شریعت کے احکام سے جاہل ہو اور نیت کے معنی نہ جانتا ہو کہ نیت اُس رغبت سے عبارت ہے جو آدمی کو خدا کا حکم بجالانے کے واسطے کھڑا کرتی ہے جیسے کوئی شخص تجھسے کہے کہ فلانا عالم آتا ہے اُسکے واسطے اُٹھ اور تعظیم کر تو تو اپنے دل مین کہیگا کہ فلانے عالم کے واسطے اُسکے علم کی عظمت کے لیے فلانے شخص کے کہنے سے مین کھڑا ہوتا ہون اور فوراً کھڑا ہو جائے گا اور بے اسکے کہ تو زبان یا دل سے کہے یہ نیت خود تیرے دلمین ہوگی اور جو کچھ دل مین تو کہتا ہے وہ نفس کی بات ہے نیت نہین ہے نیت تو وہ رغبت ہے جس نے تجھے اُٹھا کھڑا کیا لیکن یہ جاننا ضرور ہے کہ نیت کے بارہ مین حکم کیا ہے تو اسقدر جاننا چاہیے کہ مثلاً ظہر کی نماز ہے یا عصر کی نماز ہے جب اس امر سے دل غافل نہو تو اللہ اکبر کہے اور دل غافل ہے تو یاد کرے اور یہ گمان نہ کرے کہ ادا اور فرض اور ظہر کے معنی سب ایکبار مفصل دل مین جمع ہون لیکن جو دل کے نزدیک ہو اُسے باہم جمع کرے اسقدر نیت مین کافی ہے اسواسطے کہ اگر تجھ سے کوئی پوچھے کہ ظہر کی نماز پڑھی تو کہے گا ہان تو جسوقت تو ہان کہتا ہے یہ سب معنی تیرے دل مین موجود ہوتے ہین مفصل نہین ہوتے تو تجھے اپنے تئین یاد دلانا اُس شخص کے پوچھنے کے مثل ہے اور اللہ اکبر کہنا ایسا ہے جیسا ہان کہنا جو اس سے زیادہ کھوج کریگا اُسکا دل اور نماز دونون پریشان ہونگے آدمی کو چاہیے کہ آسان امر اختیار کرے جسقدر بیان ہوا ہے جب اتنی نیت کر لی پھر کسی صفت پر ہو جانا چاہیے کہ نماز درست ہوگئی اسواسطے کہ نماز کی نیت بھی اور کامونکی نیت کے مثل ہے اسیواسطے تھا کہ رسول مقبول صلعم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے مین کسی کو نیت مین وسوسہ نہ تھا اسواسطے کہ جانتے تھے کہ یہ کام آسان ہے اور جو کوئی اسے آسان جانے وہ دانا ہے

پانچوین اصل زکوٰۃ کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ زکوٰۃ ارکان مسلمانی سے ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ پانچ اصلون پر اسلام کی بنا ہے کلمۂ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج حدیث شریف مین ہے کہ جو لوگ سونا چاندی اپنی ملک مین رکھین اور زکوٰۃ نہ دین اُن مین سے ہر ایک کے سینہ پر ایسا داغ دین گے کہ پیٹھ کے پار نکل جائے اور پیٹھ پر داغ دینگے کہ سینہ کے پار ہو جائے اور جو شخص چار پائے

لہ پھر جب پوری ہو چکے نماز تو پراگندہ ہو جاؤ تم زمین مین اور چاہو تم رحمت خدا کی رحمت مین سے ۱۲

ملک مین رکھے اور زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن اُن چار پایون کو اُسپر مسلط کرینگے کہ سینگون سے اپنے مالک کو مارین اور پاؤن سے روندین جب سب آگے پیچھے ایک بار اُسپر سے گذر جائینگے تو آگے والے پھر اُسے روندنا شروع کرینگے پھر سب اُسپر سے گذرینگے اسی طرح جبتک سبھونکا حساب ہوگا چار پائے پھر پھر کر اُسے پامال کیا کرینگے اور یہ حدیث صحیح مین ہے پس مالدارون پر زکوٰۃ کا علم فرض ہے

زکوٰۃ کے اقسام اور شرائط کا بیان

اے عزیز جان تو کہ چھ قسم کی زکوٰۃ فرض ہے **پہلی قسم** چار پایون کی زکوٰۃ وہ چار پائے اونٹ گائے بکری ہین گھوڑے گدھے وغیرہ مین زکوٰۃ نہین ہے اور یہ زکوٰۃ چار شرطون سے واجب ہوتی ہے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ جانور گھر مین نہ پلتے ہون بلکہ چراگاہ مین پلتے ہون تاکہ اُس پر بڑا خرچ نہ پڑے اگر تمام سال گھر مین اپنا چارہ کھلائے اور اُسے خرچ سمجھے تو زکوٰۃ ساقط ہے دوسری شرط یہ ہے کہ ایک سال اُسکی ملک مین رہے اسواسطے کہ سال کے اندر اُسکی ملک سے اگر نکل جائین گے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی لیکن آخر سال مین اگر بچے پیدا ہون تو اُن کو حساب مین لین گے اور اصل مال کی تبعیت مین اُنکی زکوٰۃ بھی واجب ہوگی تیسری شرط یہ ہے کہ اُس مال کی بدولت تونگر ہو اور وہ مال اُسکے تصرف مین رہا ہو اگر گم ہوگیا ہو یا کسی ظالم نے اُس سے چھین لیا ہو تو اُس پر زکوٰۃ نہین ہے لیکن اگر سب جانور اُس فائدہ سمیت جو اُن سے حاصل ہوا ہے اُسے پھیرین تو گذشتہ کی زکوٰۃ بھی اُس پر واجب ہوگی اور اگر کوئی شخص جتنا مال رکھتا ہے اُتنا ہی قرض بھی رکھتا ہے تو صحیح یہ ہے کہ اُسپر زکوٰۃ واجب نہین حقیقت مین وہ فقیر ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ اُس کے پاس مال بقدر نصاب ہو کہ اُسکے سبب سے تونگر ہوتا ہے تھوڑے مال سے تونگر نہین ہوتا تو اونٹ جبتک پانچ نہ ہون اُن کی زکوٰۃ واجب نہین ہے اور جب پانچ اونٹ ہون تو ایک بکری زکوٰۃ مین دینا واجب ہے اور دس اونٹون مین دو بکریان پندرہ مین تین اور بیس مین چار اور یہ بکری ایک برس سے کم کی نہ ہونا چاہیے اور اگر بکرا ہو تو دو برس سے کم کا نہ ہو اور پچیس اونٹون مین ایک یکسالہ اونٹنی دینا واجب ہے اونٹنی نہ ہو تو دو برس کا ایک اونٹ دینا چاہیے جبتک چھتیس اونٹ نہ ہون تب تک یہی زکوٰۃ ہے اور چھتیس مین دو سالہ ایک اونٹنی دینا واجب ہے اور چھیالیس مین تین برس کی ایک اونٹنی اور اکسٹھ مین چار سالہ ایک اونٹنی اور چھہتر مین دو دو برس کی دو اونٹنیان اور اکانوے مین سہ سالہ دو اونٹنیان اور ایک سو اکیس مین دو دو سال کی تین اونٹنیان واجب ہین پھر یہ حساب کرلے کہ ہر چالیس مین دو سالہ اور ہر پچاس مین سہ سالہ اونٹنی دیوے اور گائے بیل جبتک تیس نہ ہون تب تک اُن مین کچھ زکوٰۃ نہین جب تیس پورے ہون تو اُن مین ایک یکسالہ بچھڑا دینا واجب ہے اور چالیس مین دو سالہ ایک اور ساٹھ مین ایک ایک برس کے دو پھر یہ حساب کرلے کہ ہر تیس مین ایک یکسالہ اور ہر چالیس مین ایک دو سالہ بچھڑا دے لیکن بکری چالیس مین ایک اور ایک سو اکیس مین دو اور دو سو ایک مین تین اور چار سو مین چار اسی حساب سے سیکڑے پیچھے ایک بکری دے بکری ہو تو ایک برس سے کم کی نہ ہو بکرا ہو تو دو برس سے کم کا نہ ہو اگر دو آدمی اپنی اپنی بکریان ایک مین ملی رکھتے ہون تو اگر دونون صاحب زکوٰۃ ہین یعنی ایک کافر یا مکاتب نہ ہو تو دونون کا حصہ ایک ہی مال کا حکم رکھتا ہے اگر دونون کا حصہ ملاکر چالیس بکریون سے زیادہ نہ ہون تو ہر ایک پر آدھی آدھی بکری واجب ہے اگر دونون ملاکر ایک سو بیس بکریان ہون تو اگر دونون شخص ملکر ایک بکری دین گے تو بھی کافی ہے **دوسری قسم** غلہ وغیرہ کی زکوٰۃ ہے جس کسی کے پاس آٹھ سو من گیہون یا جو یا خرما یا منقی یا اور کوئی چیز جو کسی قوم کی قوت اور غذا ہو سکتی ہے اور جس پر وہ لوگ اکتفا کرسکتے ہین جیسے مونگ چنا چاول وغیرہ

تو اُس مین عشر دینا واجب ہے اور جو چیز قوت اور غذا نہ ہو جیسے روئی کتان وغیرہ اور میوہ جات اُس مین عشر واجب نہین ہے اگر چار سو من گیہون اور چار سو من جو ہون تو عشر واجب نہین اس واسطے کہ وجوب زکوۃ مین ایک ہی جنس سے بقدر نصاب ہونا شرط ہے اگر ندی نہر کاریز سے پانی نہ لیا ہو یعنی پنوٹ نادہے نل منبع سے کھیت وغیرہ نہ سینچا ہو بلکہ دولاب سے پانی لیا ہو یعنے بربریت ڈھیکی رہٹ سے سے سینچا ہو تو بھی عشر واجب نہین ہے اور زکوۃ مین انگور اور تر خرمے نہ دینا چاہیے بلکہ منقے اور خشک خرمے دینا چاہیے لیکن اگر وہ انگور خشک ہو کر منقے نہ ہوتا ہو تو انگور دینا درست ہے چاہیے کہ جب انگور رنگ پکڑے اور گیہون جو کا دانہ سخت ہو جائے تو جبتک نقیرون کا حصہ تخمیناً اُس مین نہ انداز کرے تب تک اُس مین کچھ تصرف نہ کرے جب فقیرون کا حصہ انداز کر لیا تو سب مین تصرف کرنا درست ہے **تیسری قسم** سونے چاندی کی زکوۃ ہے چاندی کے دو سو درہم مین پانچ درہم آخر سال مین دینا واجب ہین اور خالص سونے کے بیس دینار مین نصف دینار واجب ہوگا اور یہ وہ ایک[1] کی چوتھائی ہے اور سونا چاندی جسقدر زیادہ ہو اسی حساب سے دینا چاہیے اور چاندی سونے کے برتن اور ساز اسپ مین اور سونے چاندی مین جو تلوار وغیرہ پر لگا ہو اور جو چیز سونے چاندی کی ناجائز ہو اُس مین زکوۃ واجب ہے لیکن جو زیور مرد اور عورت کو رکھنا درست ہین اُس مین زکوۃ نہین ہے اور جو سونا چاندی اور ون کے پاس رکھا ہے اور جب چاہے لے سکتا ہے اُسکی زکوۃ بھی واجب ہے **چوتھی قسم** سوداگری مال کی زکوۃ ہے جب بیس دینار کے قدر ایک چیز تجارت کی نیت سے مول لے اور اُسپر ایک سال گذرے تو وہی بیس دینار کی زکوۃ واجب ہوتی ہے اور سال بھر مین جو نفع ہو وہ بھی حساب مین آئےگا اور ہر سال کے آخر مین مال کی قیمت معلوم کرنا چاہیے اگر سرمایہ تجارت سونے چاندی سے ہوا ہے تو اُسی سے زکوۃ دے اور اگر نقد سے نہین خریدا ہے تو جو نقد شہر مین اکثر رائج ہو اُس سے زکوۃ دے اور اگر کچھ متاع رکھتا ہے اور تجارت کی نیت سے اُسکے عوض مین کوئی چیز مول لے تو ابتدائے سال مین مجرد نیت زکوۃ واجب نہین ہوتی لیکن وہ اگر نقد اور بقدر نصاب ہو تو مالک ہونے کے وقت ہی صاحب نصاب ہو جائیگا اور سال کے اندر اگر سوداگری کا قصد جاتا رہے تو زکوۃ واجب نہ ہوگی واللہ اعلم **پانچوین قسم** زکوۃ فطر ہے جو مسلمان عید رمضان کی رات کو اپنے اور اپنے اہل وعیال کی قوت سے جو عید کے دن کام آئے اور گھر کے کپڑے اور جو چیز ضروری ہو اُس سے زیادہ استطاعت رکھتا ہو تو اُس پر اُس جنس کے اناج سے جو وہ روزمرہ کھاتا ہے ایک صاع اناج دینا واجب ہے اور صاع[2] پونے تین من ہوتا ہے اگر گیہون کھاتا ہو تو جو نہ دینا چاہیے اگر جو کھاتا ہو تو گیہون نہ دینا چاہیے اور اگر ہر قسم کا اناج کھاتا ہو تو اس مین سے جو اناج بہتر ہے وہ دے اور گیہون کے بدلے آٹا وغیرہ نہ دینا چاہیے یہ امام شافعیؒ کے نزدیک ہے اور جس کا نفقہ اُس کے ذمہ واجب ہے اُسکی طرف سے بھی صدقۂ فطر دینا واجب ہے جیسے جورو لڑکے ماں باپ لونڈی یا غلام اگر دو آدمیون مین مشترک ہو تو اُسکا صدقۂ فطر دونون پر واجب ہے اور جو لونڈی غلام کافر ہو اُس کا صدقہ واجب نہین ہے اگر جورو اپنا صدقہ خود دے تو درست ہے اور اگر شوہر جورو کی بے اجازت اُس کی طرف سے دے تو بھی درست ہے اسقدر احکام زکوۃ جاننا ضرور تھا اگر اسکے سوا اور کوئی صورت پیدا ہو تو علماء سے

[1] یعنے دو سو درہم کا دسوان حصہ بیس درہم ہین پانچ درہم بیس کی چوتھائی ہے اسیطرح بیس دینار کا دسوان حصہ دو دینار ہین نصف دینار دو کی چوتھائی ہے ۱۲

[2] صاع دو سو چوراسی (۲۸۴) تولہ کا ہوتا ہے شاہجہان آبادی سیر سے پونے تین سیر اور نمبری انگریزی سیر سے آدھ پاؤ تین سیر ہوتا ہے ۱۲

پوچھنا چاہیے **زکوٰۃ دینے کی کیفیت کا بیان** چاہیے کہ زکوٰۃ دینے مین پانچ چیزون کا خیال رکھے پہلے یہ کہ زکوٰۃ دیتے وقت یہ نیّت کرے کہ مین زکوٰۃ فرض دیتا ہون یا اگر زکوٰۃ دینے کے واسطے وکیل مقرر کرے تو وکیل مقرر کرتے وقت یہ نیت کرلے کہ فرض زکوٰۃ تقسیم کرنے کو مین وکیل کرتا ہون یا وکیل سے یہ حکم کردے کہ دیتے وقت تو فرض زکوٰۃ کی نیت کرلینا دوسرے یہ کہ جب سال تمام ہو تو زکوٰۃ دینے مین جلدی کرے اسواسطے کہ بلا عذر دیر کرنا نہ چاہیے اور زکوٰۃ فطر مین عید سے تاخیر نہ کرے اور رمضان مین جلدی دیدینا درست ہی رمضان سے پہلے دینا درست نہین ہے اور مال کی زکوٰۃ مین سال بھر جلدی کرنا درست ہی لیکن جس شخص کو زکوٰۃ دی ہی وہ اگر سال گذرنے سے پہلے مرجائے یا مالدار ہوجائے یا کافر ہوجائے تو دوبارہ زکوٰۃ دینا چاہیے تیسرے یہ کہ ہر جنس کی زکوٰۃ اُسی جنس سے دے سونا چاندی کے بدلے اور گیہون جو کے عوض یا اور کوئی مال بمقدار قیمت دینا امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب مین نہ چاہیے چوتھے یہ کہ زکوٰۃ اُسی جگہ دے جہان مال ہو اسواسطے کہ وہان کے محتاج امیدوار رہتے ہین اگر دوسرے شہر مین بھیجدیگا تو صحیح یہ ہے کہ زکوٰۃ ادا ہوجائیگی پانچوین یہ کہ جسقدر زکوٰۃ ہو آٹھ قومون پر تقسیم کرنا چاہیے اور ہر قوم کے تین تین آدمیون سے کم نہ ہون اور سب چوبیس آدمی ہون اور ایک درہم زکوٰۃ ہو تو امام شافعیؒ کے نزدیک چوبیسون آدمی کو پہونچانا چاہیے اُسکے آٹھ حصہ کرکے ایک ایک حصّہ تین تین آدمیون کو یا اُس سے زیادہ کو جیسا چاہے تقسیم کردے گو برابر نہ ہون اس زمانہ مین تین قوم کے لوگ نادر ہین غازی مولفہ عامل زکوٰۃ مگر فقیر مسکین مکاتب مسافر قرضدار ملین گے کسی کو نہ چاہیے کہ پندرہ آدمیون سے کم کو زکوٰۃ دے یہ حکم امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب مین ہے اور شافعی مذہب مین یہ دو مسئلہ مشکل ہین ایک تو یہ کہ زکوٰۃ سب کو دے دوسرا یہ کہ ہر چیز کی زکوٰۃ مین وہی چیز دے اُسکا عوض نہ دے اور اکثر شافعی المذہب اس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی پیروی کرتے ہین ہمین اُمید ہی کہ وہ لوگ ماخوذ نہ ہون گے **ان آٹھ گروہ کی صفت کا بیان** پہلی قسم فقیر ہی فقیر وہ شخص ہی جو نہ کوئی چیز اپنے ملک مین رکھے نہ کچھ کمائی کرسکے اگر کسی کے پاس ایک دن کا کھانا اور بدن پر پورا لباس ہی تو وہ فقیر نہین اور اگر آدھے دن کا کھانا اور ادھورا کپڑا ہے یعنی لباس بے پگڑی یا پگڑی بے لباس تو وہ شخص فقیر ہے اور اگر اوزار پاس ہون تو آدمی کمائی کرسکتا ہے اگر کوئی اوزار نہین تو وہ بھی فقیر ہے اگر طالب علم ہے اور کمائی کرے تو طلب علم سے محروم رہتا ہے تو وہ بھی فقیر ہے اور اس صفت کے فقیر کمتر ملتے ہین مگر لڑکے تو یہ تدبیر ہے کہ عیالدار فقیر ڈھونڈھے اور لڑکون کیواسطے اُس عیالدار فقیر کا حصّہ دیا جائے دوسری قسم مسکین ہے جس شخص کا خرچ ضروری آمد سے زیادہ ہو اگرچہ وہ گھر اور کپڑے رکھتا ہو لیکن مسکین ہے جب ایک سال کی روزی اُسکے پاس نہو اور اُسکی کمائی سال بھر کو وفا نہ کرے تو اُسے اسقدر دینا درست ہے کہ سال بھر اُسکا خرچ چلے اور اگرچہ فرش اور گھر کے برتن اور کتابین رکھتا ہو مگر جب سال بھر کے مصارف ضروری کو محتاج ہے تو مسکین ہے ہان اگر احتیاج سے زیادہ کوئی چیز رکھتا ہی تو محتاج نہین ہے تیسری قسم کچھ لوگ ہوتے ہین کہ مالدارون سے زکوٰۃ لے کر زکوٰۃ کے مستحقون کو پہونچاتے ہین اُن کی اُجرت مال زکوٰۃ سے دینا چاہیے چوتھی قسم مؤلفہ قلوب ہین اور یہ وہ مرد معزز اور شریف ہین جو مسلمان ہوجائین اگر اُنکو مال دین گے تو اورون کو اس لالچ سے مسلمان ہونے کی رغبت ہوگی پانچوین قسم مکاتب ہے اور وہ لونڈی غلام ہے جو اپنے تئین خود مول لے لے اور اپنی قیمت دو بار مین یا زیادہ قسطین کرکے

لہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہر جنس کے تین تین آدمیون کو زکوٰۃ کا مال دینا ضروری نہین ۱۲

اپنے مالک کو ادا کرے چھٹی قسم وہ شخص ہے جو نیک کام مین قرضدار ہو گیا ہو تو فقیر ہو یا امیر لیکن قرض کسی مصلحت کے واسطے لیا ہو جس سے کوئی فتنہ فرو ہوا ساتوین قسم غازی لوگ جن کا یومیہ بیت المال سے مقرر نہ ہو اگرچہ وہ تونگر ہون لیکن سامان سفر مال زکوٰۃ سے اُنھین دینا چاہیے۔ آٹھوین قسم مسافر ہے کہ سفر مین ہو اور زاد راہ اُسکے پاس نہ ہو یا اپنے وطن سے سفر کو چلنے والا ہو تو خرچ راہ اور کرایہ کی قدر اُسے دینا چاہیے اور جو کوئی کہے کہ مین فقیر یا مسکین ہون اگر معلوم نہ ہو کہ یہ جھوٹا ہے تو اُسکے قول کو سچ ماننا درست ہے اگر غازی اور مسافر جہاد اور سفر کو نہ جائین تو اُن سے مال زکوٰۃ پھیر لینا چاہیے اور اور اقسام کے مستحقون کے بارہ مین چاہیے کہ معتمد لوگون سے دریافت کرے **زکوٰۃ کے اسرار کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جس طرح نماز کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت ہے اور وہ حقیقت صورت کی روح ہوتی ہے اسی طرح زکوٰۃ کی بھی ایک صورت اور ایک روح ہے جو کوئی زکوٰۃ کی روح کو نہ پہچانے گا اُسکی زکوٰۃ صورت بے روح ہے **زکوٰۃ مین تین بھید ہین پہلا بھید یہ ہے** کہ بندون کو خدا کی محبت کا حکم ہے اور کوئی مسلمان ایسا نہین ہے جو خدا کے ساتھ محبت کا دعوے نہ کرتا ہو بلکہ مسلمان اس بات کے مامور ہین کہ کسی چیز کو حق تعالےٰ سے زیادہ دوست اور عزیز نہ رکھین جیسا حق تعالےٰ نے فرمایا ہے قُلْ[۱] اِنْ کَانَ اٰبَآءُکُمْ وَاَبْنَآءُکُمْ الْاٰیَۃَ ط غرضکہ کوئی مسلمان ایسا نہین جو یہ دعویٰ نہ کرتا ہو کہ مین خدا کو سب چیزون سے زیادہ دوست رکھتا ہون اور ہر ایک سمجھتا ہے کہ یہ جو مین کہتا ہون واقع مین بھی ایسا ہی ہے تو علامت اور دلیل کی حاجت پڑی تاکہ ہر ایک دعوی بے اصل سے مغرور نہ ہو اور مال بھی آدمی کا ایک محبوب ہے تو آدمی کو حق تعالیٰ نے مال سے آزمایا اور فرمایا کہ اگر تو میری دوستی مین سچا ہے تو اپنے اس ایک معشوق کو مجھپر سے فدا کردے کہ اپنا درجہ میری دوستی مین تو پہچانے تو جو لوگ اس تہ کو پہونچے اور یہ بھید سمجھ گئے اُن کے تین درجے ہو گئے پہلا درجہ صدیق لوگ تھے کہ جو کچھ اپنے پاس رکھتے تھے سب بالکل اُسپر سے تصدق کر دیا اور کہا کہ دوسو درہم مین سے پانچ درہم اُسکی راہ مین دینا کنجوسون کا کام ہے ہم پر واجب ہے کہ خدا کی محبت مین سب دیدین جسطرح امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول مقبول صلعم کی خدمت مین اپنا سب مال لے آئے آپ نے استفسار فرمایا کہ یا صدیق اپنی جورو لڑکون کے واسطے کیا چھوڑا عرض کی کہ فقط خدا اور رسول کو چھوڑا ہے اور بعضون نے نصف مال راہ خدا مین دیا جسطرح امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف مال لائے حضرت صلعم نے فرمایا فاروق لڑکے بالون کیواسطے کیا چھوڑا عرض کی کہ اسی قدر جسقدر یہان حاضر کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بَیْنَکُمَا مَا بَیْنَ کَلِمَتَیْکُمَا تَفَاوُتٌ ط یعنی تم دونون کے درجون مین بھی اتنا ہی تفاوت ہے جتنا تم دونون کے کلام مین ہے دوسرا درجہ نیک مرد ہین جنھون نے اپنا مال یکبارگی نہ خرچ کیا کہ اسکی قدرت نہین رکھتے لیکن اُسکو محفوظ رکھا اور فقیرون کی حاجتون کے اور خیرات کی صورتون کے منتظر رہے اور اپنے تئین فقیرون کے برابر رکھا اور فقط زکوٰۃ پر اقتصار نہ کیا جو محتاج اُنکے

[۱] پوری آیت قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآءُکُمْ وَاَبْنَآءُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسَاکِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ یعنی اگر ہون تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری جورویں اور تمہارا کنبہ اور جو مال تم نے کمائے ہین اور سوداگری کہ ڈرتے ہو جسکے بند ہو جانے سے اور گھر جو تم کو پسند ہین بہت پیارے تم کو اللہ اور اُس کے رسولون سے اور جہاد سے اُسکی راہ مین تو منتظر رہو یہانتک کہ لائے اللہ اپنا حکم اور اللہ نہین ہدایت کرتا فاسقون کی قوم کو ۱۲

پاس پہونچا اُسے اپنے عیال واطفال کے برابر رکھا اور خبر گیری کی تیسرا درجہ وہ کھرے مردہین جو اس سے زیادہ طاقت نہین رکھتے کہ دو سو درہم مین سے پانچ درہم سے زیادہ دین اُنھون نے فقط فرض پر اکتفا کی اور حکم خدا خوشی خاطر سے قبول کیا اور جلدی بجالائے اور زکوٰۃ دے کر فقیرون پر احسان نہ جتایا اور یہ اخیر کا درجہ ہے اسواسطے کہ دوسو درہم مین جو حق تعالے نے عنایت فرمائے پانچ درہم دینے کو بھی جس کا دل نہ چاہے وہ خدا کی دوستی سے بالکل بے نصیب ہے اور جو شخص پانچ درہم سے زیادہ نہین دے سکتا اُس کی دوستی نہایت ضعیف ہے اور وہ سب دوستون مین بخیل اور خفیف ہے **دوسرا بھید** بخل کی نجاست سے دل پاک کرنا ہے کہ بخل دل مین نجاست کے مثل ہے جس طرح نجاست ظاہری بدن کو نماز کی نزدیکی کے قابل نہین رکھتی نجاست بخل دل کو جناب احدیت کے قرب کے لائق نہین رکھتی اور بے مال خرچ کیے دل بخل کی نجاست سے پاک نہین ہوتا اسی سبب سے زکوٰۃ بخل کی ناپاکی کو دل سے دور کرتی ہے اور زکوٰۃ اُس پانی کے مثل ہے جس سے نجاست دھوئی ہو اسی وجہ سے زکوٰۃ اور صدقہ کا مال رسول مقبول صلعم پر اور آپ کے اہلبیت پر حرام ہے اسواسطے کہ اُنکے منصب پاکیزہ کو لوگون کے مال کے مَیل سے بچانا چاہیے **تیسرا بھید** شکر نعمت ہے اسواسطے کہ مال دنیا اور آخرت مین مسلمان کے واسطے سبب راحت ہے تو جس طرح نماز روزہ حج نعمت بدن کا شکر ہے اسی طرح زکوٰۃ نعمت مال کا شکر ہے تاکہ آدمی جب اپنے تئین مال کی بدولت بے پرواہ دیکھے اور دوسرے مسلمان بھائی کو جو اُسکے مثل ہے درماندہ اور عاجز پائے اپنے دل مین کہے کہ یہ بھی تو میری طرح خدا کا بندہ ہے خدا کا شکر کہ مجھے اُس سے بے پروا کیا اور اُسے میرا حاجتمند بنایا تو مین اُسکے ساتھ مہربانی اور مدارات کرون مبادا یہ آزمایش ہو اور اگر مدارات مین تقصیر کرون تو ایسا نہ ہو کہ خدا مجھے اُسکا سا اور اُسے میرا سا کردے تو ہر ایک کو چاہیے کہ زکوٰۃ کے یہ اسرار جانے تاکہ اُسکی عبادت صورت بے معنی نہ رہے **آداب زکوۃ کا بیان** جو کوئی چاہے کہ میری عبادت زندہ رہے اور بے روح نہ ہو اور ثواب دونا ملے اُسے چاہیے کہ سات ادب اپنے اوپر لازم کرے **پہلا ادب** یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے مین جلدی کیا کرے واجب ہونے سے پہلے سال بھر مین کبھی دیدیا کرے اس سے تین فائدے ہونگے ایک تو یہ کہ عبادت کے شوق کا اثر اُسپر ظاہر ہوگا اس واسطے کہ واجب ہونے کے بعد دینا بضرورت ہے کہ اگر نہ دے گا تو عذاب مین پڑے گا اُسوقت دینا خوف وعذاب وعقوبت سے ہے دوستی اور محبت سے نہین اور وہ بندہ بُرا ہے جو ڈر سے کام کرے شفقت اور دوستی سے نہ کرے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جلدی زکوٰۃ دینے سے فقیرون کا دل خوش ہوگا خلوص دل سے وہ دعاے خیر کرینگے کہ اُنھین ناگاہ خوشی حاصل ہوئی اور فقیرون کی دعا اُسکے حق مین سب آفتون سے حصار بنے گی تیسرا فائدہ یہ ہے کہ زمانہ کی آفتون سے بے فکر ہو جائیگا اس واسطے کہ تاخیر کرنے مین بہت سی آفتین ہین شاید کوئی امر مانع پیش آجائے اور وہ اس خیر سے محروم رہے جب آدمی کے دل مین امر خیر کی رغبت پیدا ہو تو اُسے غنیمت جانے کہ یہ اُسپر خدا کی نظر رحمت ہے اور اُسکے بعد قریب ہوتا ہے کہ شیطان حملہ کرے فَاِنَّ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ[1] **نقل** ہے کہ ایک بزرگ کو پاخانہ مین خیال آیا کہ پیراہن فقیر کو دون فوراً اپنے مرید کو بلایا اور پیراہن اُتار دیا مرید نے کہا یا شیخ باہر نکلنے تک کیون نہ صبر کیا اُن بزرگ نے فرمایا کہ مین ڈرا کہ مبادا میرے دل مین اور کچھ آئے اور اس امر خیر سے مجھ کو باز رکھے **دوسرا ادب** یہ ہے کہ اگر زکوٰۃ

[1] بیشک دل مومن کا دو اُنگلیون مین ہے خدا کی اُنگلیون مین سے ۱۲۔

ایک بار دینا ہو تو محرم کے مہینے مین دے کہ بزرگ مہینہ ہے اور شروع سال ہی یا رمضان مبارک مین دے کہ دینے کا وقت جتنا بزرگ ہوگا ثواب بھی اُتناہی زیادہ ملیگا رسول مقبول صلعم تمام خلق سے زیادہ سخی تھے جو کچھ آپ پاس ہوتا اللہ دیتے اور رمضان شریف مین خود کوئی چیز نہ رکھتے اور بالکل خرچ کر ڈالتے **تیسرا ادب** یہ ہے کہ زکوٰۃ چھپا کر دے برملا نہ دے تاکہ ریا سے دور اخلاص سے نزدیک رہے حدیث شریف مین ہے کہ پوشیدہ صدقہ دینا حق تعالیٰ کے غصے کو فرو کر دیتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی عرش کے سایہ مین ہونگے ایک بادشاہ عادل دوسرا وہ شخص جو داہنے ہاتھ سے صدقہ اسطرح دے کہ بائین کو بھی خبر نہ ہو[1] اے عزیز دیکھ تو کہ چھپا کر صدقہ دینے کا یہ مرتبہ ہے کہ قیامت کے دن پوشیدہ صدقہ دینے والا پادشاہ عادل کے درجے پر ہوگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو صدقہ چھپا کر نہین دیا جاتا ہے اُسے اعمال ظاہری مین لکھتے ہین اور جو چھپا کر دیا جاتا ہے اُسے اعمال باطنی مین لکھتے ہین اور جو کوئی صدقہ دیکر کہے کہ مین نے یہ خیرات کی تو اُس صدقہ کو اعمال ظاہری اور باطنی دونون کی فرد سے مٹا دیتے ہین اور ریا کی فرد مین لکھ لیتے ہین اسی واسطے اگلے بزرگون نے صدقہ چھپا کر دینے مین اتنا مبالغہ کیا ہے کہ کوئی تو اندھا فقیر ڈھونڈھ کر چپکے سے اُسکے ہاتھ مین صدقہ دیتا اور منھ سے کچھ نہ بولتا تاکہ وہ بھی نہ جانے کہ کسنے دیا اور کوئی فقیرون کی گذرگاہ پر ڈالدیتا اور کوئی کسی ذریعے سے دیتا اور کوئی سوتے فقیر کے کپڑے مین اسطرح چپکے سے باندھ دیتا کہ وہ جاگنے نہ پائے یہ سب باتین اسواسطے تھین کہ فقیر بھی نہ جانے اور اورون سے پوشیدہ رکھنا تو بہت ہی ضرور جانتے تھے اسواسطے کہ اگر ظاہر مین آدمی صدقہ دے تو دل مین ریا پیدا ہوتی ہے اگر بخل ٹوٹتا ہے تو ریا مضبوط ہوتی ہے اور بخل ریا وغیرہ سب صفتین مہلک ہین بخل بچھو کے مثل ہے اور ریا سانپ کے مانند جو بچھو سے بھی بڑھ کر ہے جب کوئی شخص بچھو سانپ کو کھلا دیگا سانپ کی قوت اور بڑھے گی تو ایک مہلک سے چھوٹیگا دوسرے مہلک سخت کے ساتھ پڑے گا اور ان صفتون کا زخم جو دل پر ہے جب قبر مین آدمی جائیگا تو وہ زخم سانپ بچھو کے زخمون کے مانند ہوگا جیسا عنوان مسلمانی مین ہم بیان کر چکے ہین تو برملا صدقہ دینے کا نقصان نفع سے زیادہ ہے **چوتھا ادب** یہ ہے کہ اگر ریا کا بالکل اندیشہ نہ ہو اور اپنے دل کو ریا سے بالکل پاک کر چکا ہو اور یہ سمجھے کہ اگر مین برملا صدقہ دونگا اور لوگون کو بھی دینے کی رغبت پیدا ہوگی اور میری اقتدا کرینگے تو ایسے شخص کو برملا دینا بہتر ہے اور ایسا آدمی وہ ہوتا ہے جسکے نزدیک تعریف اور مذمت یکسان ہو اور سب کامون مین خدا کے جاننے پر اکتفا کرتا ہو **پانچوان ادب** یہ ہے کہ احسان جتا کر اور لوگون کو سنا کر صدقہ کو ضائع نہ کرے حق سبحانہ تعالے نے فرمایا ہے لَا تُبْطِلُوْا[2] صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى اَذٰی کے معنی فقیر کو آزردہ کرنا ہے اس طرح کہ اُس سے ترشرو ہو یا ناک بھون چڑھائی یا اُسے کلمات سخت کہے یا محتاج جان کر اور سوال کرنے سے اُسے ذلیل و خوار سمجھا اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا یہ باتین دو قسم کی جہالت اور حماقت سے ہوتی ہین ایک تو یہ کہ مال ہاتھ سے دینا ناگوار ہے اس سبب سے زیچ بچ ہو کر سخت کلامی کی اور جس پر ایک درم دے کر ہزار لینا ناگوار ہو وہ جاہل اور نادان ہے اسواسطے کہ اگر وہ زکوٰۃ دیگا تو جنت اور خدا کی رضامندی حاصل کرے گا اور اپنے تئین دوزخ

---

۱ یا پانچ آدمی اور رہین اُن کو یہان امام صاحب نے ذکر نہین کیا اسواسطے کہ یہان فقط اس صدقہ دینے والے کا ذکر خیر مقصود تھا جو بہت چھپا کر صدقہ دیتا ہے اُس کے ذکر تک حدیث کا مضمون لکھا باقی چھوڑ دیا ۱۲ ۲ نہ ضائع کرو تم اپنے صدقون کو احسان جتانے اور دل دکھانے سے ۱۲۔

سے آزاد کریگا اگر ان باتون کا ایمان رکھتا ہے تو زکوۃ دینا اُسے کیون ناگوار ہے دوسری حماقت یہ ہے کہ توانگری کیوجہ سے آدمی اپنے تئین فقیر سے اشرف سمجھے اور یہ نہین جانتا کہ جو اُس سے پانچسو برس پہلے جنت مین جائیگا وہ اُس سے بہت اشرف ہے اور اُسکا درجہ بہت اعلیٰ ہے اور خدا کے نزدیک فخر اور بزرگی فقیری کو ہے تونگری کو نہین اور فقیری کے اشرف ہونے پر دنیا مین یہ دلیل و علامت ہے کہ امیر کو خدا نے دنیا اور مال کے اشغال مین اور اُسکے رنج و ملال مین مصروف کیا ہے حالانکہ امیر کو ضرورت کی قدر سے زیادہ دنیا سے کچھ نصیب نہین ہوتا اور امیر پر واجب کر دیا ہے کہ بقدر ضرورت فقیر کو دے تو حقیقت مین حق تعالیٰ نے امیر کو فقیر کا بیگاری دنیا مین بنایا ہے اور آخرت مین پانچسو برس جنت کا انتظار امیر کے واسطے خاص کر دیا ہے **چھٹا ادب** یہ ہے کہ احسان نہ رکھے اور جہل احسان رکھنے کی اصل اور دل کی صفت ہے احسان دکھنا یہ ہے کہ سمجھے مین نے فقیر کیساتھ نیکی کی اپنی ملک سے اُسے دولت دی کہ فقیر میرا زیردست ہے جب یہ سمجھا تو یہ امر اس بات کی علامت ہے کہ یہ امیدوار ہے کہ فقیر میری خدمت زیادہ کرے اور میرے کامون مین مستعد رہا کرے اور پہلے مجھے سلام کیا کرے غرضکہ امید رکھتا ہے کہ میری عزت زیادہ کرے اور اگر وہ فقیر اُسکے حق مین کچھ قصور کرے تو پہلے زیادہ اب تعجب کرتا ہے اور چاہیے تو یہی کہے کہ مین نے اسکے ساتھ یہ نیکی کی یہ جہل و رنادانی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ فقیر نے اُسکے ساتھ دوستی اور نیکی کی کہ اُس سے صدقہ قبول کیا اُسے آتش دوزخ سے رہائی دی اور اُسکے دل کو بخل کی نجاست سے پاک کیا اگر حجام اُس امیر کے پچھنے مفت لگاتا تو اُسکا احسان مانتا کہ جو خون میرے ہلاک ہونیکا باعث تھا اس نے اُسے نکالڈالا اسیطرح اُسکے دل مین بخل در اُسکے پاس مال زکوۃ بھی اُسکی ہلاکت اور نجاست کا باعث تھا کہ فقیر کی وجہ سے اُس سے طہارت بھی حاصل ہوئی نجات بھی ملی تو امیر کو ایک تو اسوجہ سے فقیر کا احسانمند ہونا چاہیے دوسرے یہ کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ صدقہ پہلے خدا کے دست رحمت مین جاتا ہے پھر فقیر کے ہاتھ آتا ہے تو صدقہ جب حق تعالیٰ کو دیا اور فقیر نے نیابۃً لیا تو دینے والے کو چاہیے کہ فقیر کا احسانمند ہو نہ کہ اُسپر احسان جتائے آدمی جب اسرار زکوۃ مین سے ان تین بھیدونکو سوچیگا تو سمجھے گا کہ احسان رکھنا نادانی ہے اگلے بزرگون نے احسان سے پرہیز کرنے مین مبالغہ کیا ہے اور فقیر کے سامنے عاجزی اور فروتنی کے ساتھ کھڑے رہے ہین اور پیشکش کر کے عرض کی ہے کہ یہ مجھسے قبول فرمایئے اور نذر دکھانے کی طرح فقیر کے سامنے ہاتھ بڑھایا ہے تاکہ فقیر پیارا روپیہ اوپر سے اُٹھالے اور فقیر کا ہاتھ ہمارے ہاتھ کے نیچے نہ ہو اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنْ یَدِ السُّفْلٰی[1] تو کسکو لائق ہے کہ احسان رکھے ام المومنین حضرت بی عائشہ اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا جب کسی فقیر کو کچھ بھیجتین تو لیجانیوالے سے فرما دیتین کہ فقیر جو دعا دے وہ یاد رکھنا کہ ہر دعا کی مکافات مین ہم بھی اُسکے واسطے دعا کرین تاکہ صدقہ بے عوض و رخالص رہے فقیر سے دعا کا لالچ بھی درست نہ رکھتی تھین کہ دعا اس نظر سے ہوتی ہے کہ دینے والے نے احسان کیا ہے اور حقیقت مین احسان کرنیوالا فقیر ہے کہ تیری اس خدمت کو اُس نے قبول کیا۔

ساتوان ادب یہ ہے کہ اپنے مال مین جو بہت اچھا اور بہتر اور حلال ہو وہ فقیر کو دے اسواسطے کہ جس مال مین شبہہ ہے وہ خدا کی نزدیکی حاصل کرنے کے لائق نہین اسواسطے کہ خدا پاک ہے اور پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ[2] یعنی جو چیز لوگ تمھین دین اور تم اُسے کراہت سے لو تو اُس کو راہ خدا

---

[1] اوپر والا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے ۱۲۔

مین کیون خرچ کرو اور جس شخص نے اپنے گھر کی چیزون مین سے بدتر چیز مہمان کے سامنے رکھی تو اُسنے مہمان کی حقارت کی تو کیونکر درست ہوگا کہ بدتر چیز خدا کی راہ مین دے اور اچھی چیز اُسکے بندون کے واسطے رکھ چھوڑے اور بُری چیز دینا اسبات پر دلیل ہے کہ کراہت سے دیتا ہے اور جو صدقہ خوشدلی سے نہ دیا جائے اُسکے نہ قبول ہونیکا خوف ہے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ صدقہ کا ایک درہم ہزار درہم پر سبقت لیجائے وہ درہم وہ ہے جو بہتر ہو اور خوشدلی سے دیا جائے **زکوٰۃ دینے کو فقیر ڈھونڈھنے کے آداب** اگرچہ ہر مسلمان فقیر کو زکوٰۃ دینے سے فرض ادا ہوجاتا ہے لیکن جو شخص آخرت کی تجارت کرے اُسے محنت سے دست بردار نہ ہونا چاہیے اور جب زکوٰۃ بجا صرف ہوگی تو اُسکا ثواب بھی المضاعف ہوگا تو چاہیے کہ پانچ صفتون مین سے کسی ایک صفت کا آدمی ڈھونڈھے پہلی صفت یہ ہے کہ متقی پرہیزگار ہو حضرت صلعم نے فرمایا ہے اَطْعِمُوْا طَعَامَكُمُ الْاَتْقِيَآءَ ؕ یعنے پرہیزگارون کو اپنا کھانا کھلاؤ اُسکا سبب یہ ہے کہ ایسے لوگ جو کچھ لیتے ہین اُسے خدا کی بندگی مین اپنا معین کرتے ہین دینے والا اُنکی عبادت کے ثواب مین شریک رہتا ہے اسواسطے کہ اُسنے عبادت مین اُس عابد کی مدد کی ہے **نقل** ہے کہ ایک امیر ہمیشہ صوفیون ہی کو صدقہ دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ لوگ حق تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کا قصد نہین کرتے اگر اُنکو کچھ ضرورت اور احتیاج ہوتی ہے تو ان کا دھیان بٹ جاتا ہے اور مین ایسے ایک دل کو حق تعالیٰ کی جناب مین لیجانا اُن سو دلون کے ساتھ مراعات کرنے سے بہت دوست رکھتا ہون جن کو دنیا مقصود ہو یہ حال جب خواجہ جنید قدس سرہ سے لوگون نے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ وہ خدا کے دوستون مین سے ہے یہ شخص پہلے بقال تھا پھر مفلس ہوگیا اسواسطے کہ فقیر جو کچھ اُس سے مول لیتے اُسکی قیمت نہ مانگتا تھا حضرت جنید قدس سرہٗ نے پھر دُکان رکھنے کو تھوڑا سا مال اُسے دیا اور فرمایا کہ تجھ ایسے آدمی کو تجارت مین کبھی نقصان نہ ہوگا دوسری صفت یہ ہے کہ زکوٰۃ لینے والا طالب العلم ہو کہ اُسے اگر صدقہ دینگے تو علم حاصل کرنے کی فرصت پائیگا اور دینے والا علم کے ثواب مین شریک ہوگا تیسری صفت یہ ہے کہ وہ شخص اپنی غریبی اور فقیری کو چھپائے ہو اور شان و شوکت سے بسر کرتا ہو وہ جو حق تعالیٰ نے فرمایا ہے يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ؕ[1] وہی لوگ ہین جنھون نے اپنی مفلسی پر تجمل اور شوکت کا نقاب ڈالا ہے ایسا نہ چاہیے کہ ان لوگون کو چھوڑ کر بھک منگے فقیرون کو دے چوتھی صفت یہ ہے کہ عیالدار یا بیمار ہو اسواسطے کہ جسے جسقدر حاجت اور رنج و مصیبت زیادہ ہوگی اُسیقدر اُسے راحت پہونچانیکا ثواب بھی زیادہ ہوگا پانچوین صفت یہ ہے کہ قرابت والے ہون کہ انکا دینا خیرات بھی ہے اور ادائے حق قرابت بھی ہے اور جو کوئی خدا کی محبت مین رشتہ برادری رکھتا ہو وہ بھی قرابتدارون کے مرتبہ مین ہے جس کسی مین یہ صفتین سب یا اکثر پائی جائین وہ اولیٰ تر ہے جب ایسے لوگون کو آدمی دے گا اُنکی دعا اور ہمت اُس دینے والے کے حق مین حصار ہوجائے گی یہ نفع اُس نفع کے علاوہ ہے کہ بخل کو اپنے دل سے دور کردیا اور نعمت کا شکر بجالایا اور چاہیے کہ زکوٰۃ سادات کو نہ دے کہ یہ مال لوگون کے مالون کا میل ہوتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کو دینے کے لائق نہین اور کافرون کو بھی نہ دے اسواسطے کہ یہ مال کافرون کو دینا حیف اور افسوس کی بات ہے[2] **زکوٰۃ لینے**

---

[1] گمان کرتے ہین اُنھیں ناواقف لوگ غنی گدائی کو مکروہ جاننے کی وجہ سے ۱۲

[2] یعنے کافر ایسے پلید ہین کہ اس مال کے میل کے لائق بھی نہین اور کافرون کو دینے سے مسلمان بھائی محروم رہجائین گے ۱۲

والے کے آداب کا بیان زکوٰۃ لینے والے کو پانچ چیزون کی رعایت کرنا لازم ہے ایک یہ سمجھے کہ جب حق تعالیٰ نے اپنے کچھ بندونکو محتاج پیدا کیا اس سبب سے اور بندون کو کثرت سے مال عنایت کیا اُسنے جسپر بہت مہربانی فرمائی اُن کو دنیا اور دنیا کے مال کے بکھیڑون سے محفوظ رکھا اور دنیا کے حاصل کرنیکا بار اور مال کی نگہبانی کا رنج دو بال امیرون پر ڈالا اور اُن سے حکم کر دیا کہ اُن بندون کو جو ہمارے بہت معزز اور ممتاز ہوں بقدر حاجت دیا کرین تاکہ وہ لوگ دنیا کے بار سے نجات پاکر دلجمعی سے عبادت کیا کرین اور جب حاجت کے سبب سے پراگندہ ہمت اور پریشان خاطر ہون تو امیرون کے ہاتھ سے بقدر حاجت اُنھین پہونچ جایا کرے تاکہ اُنکی دعا اور ہمت کی برکت سے امیرون کے اعمال کا کفارہ ہو جائے تو فقیر جو کچھ لیتا ہے اس نیت سے لے کہ اپنی حاجت روائی مین خرچ کرے تاکہ عبادت مین فراغت حاصل ہو اور اس نعمت آلٰہی کی قدر پہچانے کہ امیرون کو اس کا بیگاری اسواسطے بنا دیا ہے کہ وہ عبادت مین مصروف رہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے دنیا کے بادشاہ اپنے جن خاص خاص غلامون کو چاہتے ہین کہ ہماری خدمت اور حضوری سے غیر حاضر نہون اُنکو دنیا کمانے مین مشغول ہونیکے واسطے رخصت نہین دیتے اور دہقانیون اور بازاریون کو جو خدمت خاص کے لائق نہین اُن غلامون کا بیگاری بناتے ہین اُن سے محصول و خراج لیکر غلامان خاص کا یومیہ مقرر فرماتے ہین جسطرح بادشاہ کو سبھون سے اپنے خواص کی خدمت لینا مقصود ہے اسی طرح حقتعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ تمام خلق اُسکی بندگی کرے اسی سبب سے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ[1] ؎ تو فقیر کو چاہیے کہ جو کچھ لے اسی نیت سے لے اسیواسطے جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا ہے کہ دینے والا لینے والے پر فضیلت نہین رکھتا اگر حاجت کے واسطے دے اور یہ لینے والا وہ شخص ہے جسکی یہ نیت ہو کہ یہ لینے سے مجھے عبادت مین فراغت ہو دوسرے یہ کہ جو کچھ لیتا ہے یہ سمجھے کہ حق تعالےٰ سے لیتا ہے اور امیرون کو حکم آلٰہی کا مسخر جانے اسواسطے کہ ایک مُوکل اُسکے ساتھ لازم کر دیا ہے تاکہ وہ اُسے دے اور اُس کا موکل ایمان ہے اُسی کو دیتا ہے اس سبب سے کہ اُسکی نجات اور سعادت خیرات سے وابستہ ہے اگر یہ موکل نہوتا تو امیر ایک حبہ بھی کسی کو نہ دیتا تو فقیر پر اُسکا احسان ہے جس نے امیر کے ساتھ ایک موکل لگا دیا ہے تو جب لینے والا یہ سمجھا کہ امیر کا ہاتھ واسطہ اور مسخر ہے تو چاہیے کہ اس وساطت پر خیال کر کے اُسکا شکر ادا کرے حدیث شریف مین آیا ہے فَاِنَّ مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ[2] ؎ اور باوصف اس بات کے کہ حق تعالیٰ بندون کے کامون کا خالق ہے مگر یہ بندہ نوازی ہے کہ اُنکی تعریف فرماتا ہے اور اُنکا شکر بجالاتا ہے چنانچہ فرمایا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌ[3] اور فرمایا اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا[4] ؎ اور ایسی آیتین ہین اور یہ اسواسطے ہے کہ حق تعالےٰ جسے واسطۂ خیر بناتا ہے اُسے معزز کرتا ہے جیسا رسول صلعم کی زبانی فرمایا طُوْبٰی لِمَنْ خَلَقْتُہٗ لِلْخَیْرِ وَیَسَّرْتُ الْخَیْرَ عَلٰی یَدَیْہِ[5] ؎ تو جنکو اُس نے معزز کیا اُنکی قدر پہچاننا ضرور ہے شکر کے یہی معنی ہین اور فقیر کو چاہیے کہ دینے والے کے حق مین یہ دعا کرے طَہَّرَ اللّٰہُ قَلْبَکَ فِیْ قُلُوْبِ الْاَبْرَارِ وَزَکّٰی عَمَلَکَ فِیْ عَمَلِ الْاَخْیَارِ وَصَلّٰی عَلٰی رُوْحِکَ فِیْ رُوْحِ الشُّھَدَاءِ[6] ؎ اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے

[1] اور نہین پیدا کیا مین نے جن اور آدمی کو مگر واسطے اس بات کے کہ عبادت کرین وہ میری ۱۲ [2] پس تحقیق کہ جس شخص نے نہ شکر کیا آدمی کا نہ شکر کرے گا اللہ کا ۱۲ [3] کیا اچھا بندہ ہے بیشک وہ تائب ہے ۱۲ [4] بیشک تھا وہ راستباز نبی ۱۲ [5] خوشی ہے اُسکے واسطے جسے مین نے پیدا کیا نیکی کے واسطے اور آسان کیا مین نے نیکی کو اُسکے ہاتھون پر [6] پاک کرے اللہ تیرے دل کو نیکون کے دلون مین اور پاک کرے تیرے کام کو نیکون کے کامون مین اور رحمت کرے تیری روح پر شہیدون کی روح مین ۱۲

کہ جو کوئی تمھارے ساتھ بھلائی کرے اُسکا بدلہ کرو اگر نہ ہو سکے تو اُسکے حق مین اتنی دعا کرو کہ جان لو کہ اُسکی بھلائی کا عوض پورا ہو گیا اور جس طرح دینے والے کو یہ بات شرط ہے کہ جو کچھ دے اگرچہ بہت بھی ہو تو اُسے حقیر جانے اور اُسکی کچھ قدر نہ سمجھے اُسی طرح لینے والے کا کمال شکر یہ ہے کہ صدقہ کا عیب پوشیدہ رکھے اور تھوڑی چیز کو تھوڑا نہ جانے اور حقیر نہ سمجھے تیسرے یہ کہ جو حلال کا مال نہ ہو وہ نہ لے ظالم اور سود خوار کے مال سے کچھ نہ لے چوتھے یہ کہ جسقدر احتیاج ہو اُسیقدر لے اگر سفر کی ضرورت سے لیتا ہے توزادراہ اور کرایہ کے قدر سے زیادہ نہ لے اگر اداے قرض کے لیے لیتا ہے تو قرض سے زیادہ نہ لے اگر عیال و اطفال کی کفالت کے واسطے دس درم کافی ہون تو گیارہ نہ لے کہ وہ ایک درم جو ضرورت سے زیادہ ہے اُسکا لینا حرام ہے اور اگر گھر مین کچھ اسباب یا کپڑا صرف سے زیادہ موجود ہو تو چاہیے کہ زکوٰۃ نہ لے پانچوین یہ کہ اگر زکوٰۃ دینے والا عالم نہ ہو تو اُس سے پوچھے کہ یہ جو تو دیتا ہے مساکین کا حصہ ہے یا مثلاً قرضدار کا اگر لینے والا اُسی صفت کا ہے جس صفت والے کا وہ حصہ دیا جاتا ہے اور دینے والا زکوٰۃ کا آٹھوان حصہ اُسے دیتا ہے تو نہ لینا چاہیے اسواسطے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالے کے مذہب مین سب ایک آدمی کو نہ دینا چاہیے

صدقہ اور خیرات کی فضیلت کا بیان

رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ صدقہ دیا کرو اگرچہ آدھا خرما ہو اسواسطے کہ وہ فقیر کو زندہ رکھتا ہے اور گناہ کو یون مارتا ہے جیسے پانی آگ کو اور فرمایا ہے کہ دوزخ سے بچو اگرچہ آدھے ہی خرمے کی بدولت ہو اگرچہ بھی نہ ہو سکے تو میٹھی بات ہی سہی اور فرمایا ہے کہ جو مسلمان اپنے مال حلال سے صدقہ دیتا ہے اُسے حقتعالی اپنے دست شفقت و لطف سے اس طرح پرورش فرماتا ہے جیسے تم اپنے چارپایون کو پرورش کرتے ہو یہانتک کہ چند خرمے کوہ احد کی برابر ہو جاتے ہین اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک اپنے صدقہ کے سایہ مین ہوگا جبتک خلائق کا حساب ہو کر حکم ہو اور فرمایا ہے کہ صدقہ شر کے دروازون مین سے ستر دروازے بند کر دیتا ہے لوگون نے حضرت سے عرض کی یا رسول اللہ کون سا صدقہ افضل ہے آپ نے فرمایا کہ جو صدقہ تندرستی مین دیا جاے جب زندگی کی امید ہو اور افلاس کا ڈر نہ ہو یہ نہین کہ آدمی صبر کرتا رہے جب حلقوم مین دم آجائے تو کہے کہ یہ چیز فلانے کو دینا یہ فلانے کو اسواسطے کہ اب وہ کہے خواہ نہ کہے وہ چیزین تو فلانے فلانے کی خواہ نخواہ ہو ہی جائین گی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے دروازے سے سائل کو محروم پھیرتا ہے سات دن تک اُس گھر مین فرشتے نہین جاتے رسول مقبول صلعم دو کام اور ون پر نہین چھوڑتے تھے اپنے ہی ہاتھ سے کرتے تھے فقیر کو صدقہ اپنے ہی دست مبارک سے دیتے تھے اور رات کو وضو کے واسطے پانی بند کر کے خود رکھتے تھے اور فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان کو کپڑا پہنائیگا جبتک وہ کپڑا اُسکے بدن پر رہے گا دینے والا خدا کی حفاظت مین رہیگا حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پچاس ہزار درم صدقہ دیے اور اپنے پیراہن مین پیوند لگائے رہین اور نیا پیراہن اپنے واسطے نہ سلوایا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ ایک آدمی نے ستر برس عبادت کی اُس سے اتنا بڑا ایک گناہ سرزد ہوا کہ وہ سب عبادت حبط اور رائگان ہو گئی وہ ایک فقیر کی طرف گذرا اور اُسے ایک روٹی دی تو حق سبحانہ تعالے نے اُسکا وہ گناہ عظیم بخشدیا اور ستر برس کی عبادت اُسے پھیر دی لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی کہ بیٹا تجھ سے جب کوئی گناہ سرزد ہو تو صدقہ دینا حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما بہت شکر صدقہ دیتے اور

فرماتے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے فرمایا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ اور حق تعالیٰ جانتا ہے کہ مین شکر کو دوست رکھتا ہون حضرت شعبی نے کہا ہے کہ جو کوئی اپنے تئین صدقہ کے ثواب کا اس سے زیادہ محتاج نہ جانے جیسا کہ فقیر اُس صدقہ کا محتاج جانتا ہی تو اُس شخص کا صدقہ قبول نہین ہوتا حضرت حسن بصری نے ایک بردہ فروش کے پاس ایک لونڈی خوبصورت دیکھی پوچھا کہ اُسے دو درم کو بیچتا ہے اُسنے کہا نہین آپ نے کہا جا بھی حقتعالیٰ تو حور عین دو حبہ کو بیچتا ہے کہ وہ اس لونڈی سے نہایت خوبصورت ہے یعنی صدقہ کی عوض مین عنایت فرماتا ہے

چھٹی اصل روزہ کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ ارکان اسلام سے ایک رکن روزہ ہے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ نیکی کا بدلا دس سے سات سو تک دیتا ہون مگر روزہ کہ وہ خاص میرے واسطے ہے اُسکی جزا خود مین دیتا ہون اور فرمایا اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ؕ یعنی جو لوگ خواہش سے صبر کرتے ہین اُنکی مزدوری حساب مین نہین آتی اور اندازہ مین نہین سماتی بلکہ حد سے زیادہ ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ صبر آدھا ایمان ہے اور روزہ نصف صبر ہے اور فرمایا ہے کہ روزہ دار کے منھ کی بو خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے کھانا پینا جماع میرے واسطے چھوڑدیا مین ہی اُسکی جزا دے سکتا ہون اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کا سونا عبادت ہے اور سانس لینا تسبیح اور دعا مقرون اجابت ہے اور فرمایا ہے کہ جب رمضان کا مہینا آتا ہے بہشت کے دروازے کھول دیتے ہین اور دوزخ کے دروازے بند کردیتے ہین اور شیاطین کو قید کرتے ہین اور منادی پکارتا ہے کہ اے طالب خیر جلد آکہ تیرا یہ وقت ہے اور اے طالب شر ٹھہر جا کہ تیری جگہ نہین اور روزہ کی بڑی بزرگی یہ ہے کہ حقتعالیٰ نے اُسے اپنی طرف نسبت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ اگرچہ سب عبادتین اُسی معبود برحق کے واسطے ہین لیکن یہ تخصیص ایسی ہے جیسے کعبہ شریف کو اپنا گھر ارشاد کیا گو کہ تمام عالم اُسی کی ملک ہے اور روزہ کیواسطے دو خاصیتین ہین کہ اُن کے سبب سے جناب صمدیت کی طرف منسوب ہونیکے لائق ہوا ایک تو یہ کہ اُسکی حقیقت ترک شہوات ہے اور یہ امر باطنی ہے لوگون کی آنکھون سے پوشیدہ ہے ریا کو اُسمین کچھ دخل نہین دوسرے یہ کہ ابلیس حق تعالیٰ کا دشمن ہے اور شہوات ابلیس کا لشکر ہے اور روزہ اُسکے لشکر کو شکست دیتا ہے اسواسطے کہ روزہ کی حقیقت ترک شہوات ہے اسیواسطے جناب رسالت پناہ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شیطان آدمی کے باطن مین اسطرح چلتا ہے جیسے خون اُسکے بدن مین روان ہے شیطان کی راہ بھوک سے تنگ کرو اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ یعنے روزہ سپر ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ جنّت کا دروازہ کھٹکھٹایا کرو لوگون نے پوچھا کس چیز سے فرمایا بھوک سے اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ روزہ عبادت کا دروازہ ہے یہ سب فضیلتین اسی سبب سے ہین کہ خواہشین سب عبادتون سے مانع ہین اور سیری خواہش کی مدد ہے اور بھوک خواہشون کو ماردیتی ہے۔

روزہ کے فرائض کا بیان

روزہ مین دس چیزین فرض ہین پہلا فرض یہ ہے کہ رمضان کا چاند ڈھونڈھے کہ انتیس کا ہے یا تیس کا ایک شاہد عادل کے قول پر اعتماد کرنا درست ہے

ا؎ ہرگز نہ حاصل کروگے تم نیکی جب تک کہ نہ خیرات دوگے تم اُس چیز مین سے جسے تم دوست رکھتے ہو ۱۲ ۲؎ روزہ میرے واسطے ہے اور مین ہی جزا دونگا اُسکی ۱۲

اور عید کے چاند کے لیے دو گواہ سے کم درست نہین جو شخص کسی ایسے معتمد سے رمضان کا چاند ہونا سنے جسے وہ سچا جانتا ہو اُس پر روزہ فرض ہو جاتا ہے گو قاضی اُسکے قول پر حکم نہ کرے اگر کسی شہر مین چاند دیکھا گیا جو سولہ کوس ایک بستی سے دور ہے تو اُس بستی والون پر روزہ فرض ہوگا اور اگر سولہ کوس سے مسافت کم ہے تو ہوگا دوسرا فرض نیت ہے چاہیے کہ ہر شب کو نیت کیا کرے اور یاد رکھے کہ رمضان کا یہ روزہ ہے اور فرض اور ادا ہے اور جو مسلمان ان باتون کو یاد رکھیگا اُسکا دل نیت سے خود خالی نہ رہیگا اگر شک کی رات کو یون نیت کی کہ اگر کل رمضان ہے تو مین روزہ دار ہون تو نیت درست نہین اگرچہ رمضان ہے یہانتک کہ ایک معتمد کے قول سے شک دور ہو جائے اور رمضان کی اخیر رات مین یہ نیت درست ہے اگرچہ شک ہو اسواسطے کہ اصل یہ ہے کہ ابھی رمضان باقی ہے اور جب کوئی شخص اندھیری جگہ مین بند ہو خیال اور سوچ کر کے وقت تجویز کرے اور اُسی اعتماد پر نیت کرے تو درست ہے اور اگر رات کو نیت کر چکا ساتھ اُسکے کوئی چیز کھائے تو نیت باطل نہ ہوگی بلکہ عورت اگر سمجھے کہ حیض بند ہو جائیگا اور نیت کرے اور حیض بند ہو گیا تو روزہ درست ہے تیسرا فرض یہ ہے کہ باہر سے کوئی چیز عمدًا اپنے درون مین نہ لیجائے فصد لینا پچھنے لگوانا سرمہ لگانا سلائی کان مین ڈالنا روئی سوراخ ذکر مین رکھنا روزہ مین کچھ نقصان نہین کرتا اسواسطے کہ باطن سے یہ مراد ہے کہ کسی چیز کے ٹھہرنے کی جگہ ہو جیسے دماغ پیٹ معدہ مثانہ اور اگر بلا قصد کوئی چیز درون مین چلی جائے جیسے مکھی غبار یا کلی کا پانی حلق مین پہونچے تو روزہ مین نقصان نہین آتا مگر یہ کہ کلی مین مبالغہ کیا اور پانی حلق تک لے گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور بھولے سے اگر کچھ کھا لیا تو کچھ قباحت نہین لیکن اگر صبح و شام کے گمان سے کوئی چیز کھا لی پھر معلوم ہوا کہ صبح کے بعد یا غروب آفتاب سے پہلے کھائی تھی تو روزہ کی قضا کرے چوتھا فرض یہ ہے کہ جماع نہ کرے اگر اسقدر قربت کی کہ غسل واجب ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا اگر روزہ یاد نہ تھا تو نہ ٹوٹیگا اگر رات کو صحبت کی اور صبح کے بعد نہایا تو روزہ درست ہے پانچوان فرض یہ ہے کہ کسی طور سے منی نکالنے کا ارادہ نہ کرے اگر اپنی جورو سے قربت یعنی مساس وغیرہ کیا اور جماع نہ کیا اور خود جوان ہے اور انزال کا اندیشہ ہے اور انزال ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائیگا چھٹا فرض یہ ہے کہ عمدًا قے نہ کرے بے اختیاری سے ہو تو روزہ باطل نہ ہوگا اور اگر زکام یا اور کسی وجہ سے بلغم کو کھنکھار کے تھوک دیا تو کچھ قباحت نہین ہے اسواسطے کہ اُس سے بچنا دشوار ہے اور اگر منھ مین آنے کے بعد پھر نکل جائے گا تو روزہ ٹوٹ جائیگا **روزہ کی سنتین** چھ ہین سحر دیر کو کھانا کھجور یا پانی سے جلد افطار کرنا زوال کے بعد مسواک نہ کرنا فقیر کو کھانا کھلانا قرآن بہت پڑھنا مسجد مین اعتکاف کرنا خصوصًا عشرۂ آخر مین جسمین شب قدر ہوتی ہے رسول مقبول صلعم اس عشرہ مین آرام اور خواب سے دستبردار ہو کر عبادت پر کمر باندھتے تھے آپ اور آپ کے گھر والے عبادت سے ایک دم غافل نہ ہوتے تھے اور شب قدر اکیسوین یا تیئیسوین یا پچیسوین یا ستائیسوین رات ہے اور ستائیسوین کو اکثر ہوتی ہے اولیٰ یہ ہے کہ اس عشرہ مین برابر اعتکاف کرے اگر نذر کیا ہے تو لازم ہوگا اعتکاف مین پائخانہ پیشاب کے سوا اور کسی کام کے واسطے مسجد سے نہ نکلے اور جتنی دیر وضو مین صرف ہو اُس سے زیادہ گھر مین نہ ٹھہرے اور اگر نماز جنازہ یا عیادت مریض یا گواہی یا تجدید طہارت کیواسطے نکلے گا تو اعتکاف نہ ٹوٹے گا مسجد مین ہاتھ دھونا کھانا کھانا سو جانا درست ہے جب قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو اعتکاف کی نیت تازہ کرے **روزہ کی حقیقت کا بیان**

اے عزیز جان تو کہ روزہ کے تین درجے ہین ایک[۱] عوام کا روزہ دوسرے[۲] خواص کا روزہ تیسرے[۳] خاص الخواص کا روزہ عوام کا روزہ وہ ہے

جسکا بیان ہوچکا کھانے پینے جماع کرنے سے باز رہنا اُسکا غایت مرتبہ ہے اور روزے کا یہ ادنیٰ درجہ ہے اور خاص الخواص کا روزہ اعلیٰ ترین درجہ ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے دل کو ماسوی اللہ کے خطرے سے بچائے اور اپنے تئین بالکل خدا کے سپرد کردے اور جو چیز اللہ کے سوا ہے اُس سے ظاہراً و باطناً روزہ رکھے اور الگ رہے جب کلام الٰہی اور اُسکے متعلقات کے سوا دوسری بات کا خیال کریگا تو وہ روزہ کھلجائے گا اور غرض دنیوی کا خیال کرنا اگرچہ مباح ہو لیکن اس روزہ کو باطل کردیتا ہے مگر وہ دنیا جو دین کے باب مین مددگار ہو فی الحقیقت دنیا مین داخل نہین ہے حتی کہ علما نے کہا ہے کہ آدمی دن کو اگر افطاری کی تدبیر کرے تو اُسکے نام پر گناہ لکھتے ہین اسواسطے کہ یہ امر اس بات پر دلیل ہے کہ رزق کے بارہ مین جو حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اُس شخص کو اُسکا یقین واثق نہین ہے یہ مرتبہ انبیا اور صدیقون کا ہے ہر ایک اس مرتبہ کو نہین پہونچتا ہے خواص کا روزہ یہ ہے کہ آدمی فقط کھانا پینا جماع نہ چھوڑ دے بلکہ اپنے تمام جوارح کو حرکات ناشائستہ سے بچائے اور یہ روزہ چھ چیزون سے پورا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ آنکھ کو ایسی چیزون سے بچائے جو خدا کی طرف سے دل کو پھیرتی ہین خصوصاً ایسی چیز کی طرف نظر نہ کرے جس سے شہوت پیدا ہوتی ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ نظر ابلیس کے تیرون مین سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے جو خوف خدا کرکے اُس سے بچے گا اُسکو ایمان کا ایسا خلعت عطا فرمائین گے کہ اُسکی حلاوت اپنے دل مین پائیگا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزین روزہ کو توڑ ڈالتی ہین جھوٹ ۲ غیبت ۳ سخن چینی ۴ جھوٹی قسم کھانا ۵ شہوت سے کسیکی طرف نظر کرنا دوسری چیز جس سے روزہ پورا ہوتا ہے یہ ہے کہ بیہودہ گوئی اور بیفائدہ بات سے زبان کو بچائے ذکر الٰہی یا تلاوت قرآن مین مشغول ہو یا خاموش رہے بحثنا اور جھگڑنا بیہودہ گوئی مین داخل ہے لیکن غیبت اور جھوٹ بعض علما کے مذہب مین عوام کے روزہ کو بھی باطل کرتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت صلعم کے عہد مین دو عورتون نے روزہ رکھا اور پیاس کے مارے ہلاکت کے قریب ہوگئین آنحضرت صلعم سے روزہ کھول ڈالنے کی اجازت چاہی آپ نے ایک کاسہ اُن کے پاس بھیجا کہ اُسمین قے کرین ہر ایک کے حلق سے خون کے ٹکڑے نکلے لوگ اس امر سے متحیر ہوئے حضرت صلعم نے فرمایا کہ ان دونون عورتون نے اُن چیزون سے جو خدا نے حلال کی ہین روزہ رکھا اور جو حق تعالیٰ نے حرام کیا ہے اُس سے توڑ ڈالا یعنی کسی کی غیبت کی ہے اور یہ خون آدمیونکا گوشت ہے جو انھون نے کھایا تیسرے یہ کہ کان کو بُری بات سننے سے بچائے اسواسطے کہ جو بات کہنا نہ چاہیے وہ سننا بھی نہ چاہیے غیبت اور جھوٹ کا سننے والا بھی کہنے والے کے گناہ مین شریک ہے چوتھے یہ کہ ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضا کو ناشایستہ حرکتون سے بچائے جو روزہ دار ایسے بد کام کرتا ہے اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیمار میوے سے تو پرہیز کرے اور زہر کھائے اسواسطے کہ گناہ زہر ہے اور طعام غذا ہے کہ اُسکے بہت کھانے مین نقصان ہے مگر اصل غذا مضر نہین اسی واسطے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بہت روزہ دار ایسے ہین جنھین بھوک پیاس کے سوا روزہ سے اور کچھ نصیب نہین ہوتا پانچوین یہ کہ افطار کے وقت حرام اور شبہہ کی چیز نہ کھائے اور حلال خالص بھی بہت نہ کھائے اسواسطے کہ رات کو دن کا حصہ بھی جب کھائے گا تو کیا فائدہ ہوگا اسواسطے کہ خواہشون کا توڑنا روزے سے مقصود ہے اور دو بار کا کھانا ایک بار کھالینا خواہش کو اور زیادہ کرتا ہے خصوصاً جب طرح طرح کا کھانا ہو اور جبتک معدہ خالی نہ ہوگا دل صاف نہ رہیگا بلکہ سنت یہ ہے کہ دن کو بہت نہ سوئے

جاگتا رہے کہ بھوک پیاس اور ضعف کا اثر اپنے مین پائے جب رات کو تھوڑا کھانا کھا کے جلدی نہ سو رہیگا تہجد کی نماز نہ پڑھ سکے گا اسیواسطے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی کے نزدیک کوئی بھرا ہوا ظرف معدہ سے زیادہ بدتر نہین ہے چھٹے یہ کہ افطار کے بعد اُس کا دل امید مین رہے کہ نہ معلوم روزہ قبول ہوا یا نہین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ عید کے دن ایک قوم کی طرف گزرے وہ لوگ ہنستے کھیلتے تھے اُنھون نے کہا کہ حق سبحانہ تعالی نے ماہ رمضان کو گویا ایک میدان بنایا ہے کہ تا اُسکے بندے طاعت اور عبادت مین پیشقدمی اور زیادتی ڈھونڈھین ایک گروہ سبقت لے گیا ایک گروہ پیچھے رہ گیا اُن لوگون سے تعجب ہے جو ہنستے ہین اور اپنی حقیقت حال نہین جانتے قسم خدا کی خدائی کی اگر پردہ اُٹھ جائے اور حال کھلجائے تو جنکی عبادت مقبول ہے وہ خوشی مین اور جنکی عبادت مردود ہے وہ رنج مین مشغول ہون اور کوئی ہنسی کھیل مین نہ مصروف ہوئے عزیزان سب باتون سے تونے یہ پہچانا کہ جو کوئی روزے مین فقط نہ کھانے پینے پر اقتصار کرے اُسکا روزہ ایک صورت بے روح ہے اور روزے کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین فرشتون کے مانند بنائے کہ فرشتون کو ہرگز خواہش نہین ہے اور چارپایون کو خواہش غالب ہے اسیواسطے ملائک سے وہ دور ہین اور جس آدمی پر خواہش غالب ہو وہ بھی چارپایون کے مرتبہ پر ہے جب خواہش اُسکی مغلوب ہوگئی تو اُسنے فرشتون کے ساتھ مشابہت پیدا کی اور اسی سبب سے آدمی صفت مین ملائکہ کے قریب ہے مکان مین نہین اور ملائک حق تعالی کے نزدیک ہین تو وہ آدمی بھی حق تعالی کا مقرب ہو جائے گا جب مغرب کی نماز کے بعد اہتمام کریگا اور جو جی چاہے پیٹ بھر کے کھائے گا تو اُسکی خواہش اور زیادہ قوی ہو جائے گی ضعیف نہ ہوگی اور روزے کی روح حاصل نہ ہوگی

قضا کفارہ امساک فدیہ کا بیان

اے عزیز جان تو کہ رمضان مین روزہ کھول ڈالنے سے قضا اور کفارہ اور فدیہ واجب آتا ہے لیکن ہر ایک کا محل علیحدہ ہے جو مسلمان مکلف کسی عذر سے یا بے عذر رمضان مین روزہ نہ رکھے اُسپر قضا واجب ہے اسیطرح حائض اور مسافر اور بیمار اور حاملہ اور مرتد پر بھی قضا واجب ہے لیکن دیوانہ اور نابالغ لڑکے پر قضا واجب نہین اور کفارہ سوا اسکے کہ روزہ دار جماع کرے یا اپنے اختیار سے منی نکالے اور کسی صورت مین واجب نہین ہوتا اور کفارہ یہ ہے کہ ایک لونڈی غلام آزاد کرے اگر نہ ہو سکے تو دو مہینے برابر روزے رکھے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مُد اناج ساٹھ مسکینون کو دے اور مُد ایک تہائی کم ایک من ہوتا ہے امساک یعنی باقی دن بھر کھانے پینے جماع سے باز رہنا اُس شخص پر واجب ہوتا ہے جو بے عذر روزہ کھول ڈالے اور حائض اگرچہ دن کو پاک ہو جائے اور مسافر اگرچہ دن کو مقیم ہو جائے اور بیمار اگرچہ دن کو اچھا ہو جائے توان مین سے کسی پر امساک نہین واجب ہے اگر شک والے دن ایک آدمی نے خبر دی کہ مین نے چاند دیکھا ہے تو جو کوئی کھانا کھا چکا ہو اُس پر واجب ہے کہ روزہ دارون کی طرح شام تک کچھ نہ کھائے پیے اور جو روزہ دار دن کو سفر کرے اُسے روزہ کھول ڈالنا نہ چاہیے اگر روزہ نہ کھولا اور دن کو کسی شہر مین جا پہونچا تو بھی روزہ کھولنا نہ چاہیے اور مسافر کو روزہ رکھنا نہ رکھنے سے اولی ہے مگر جب طاقت نہ رکھتا ہو فدیہ یہ ہے کہ ایک مُد اناج مسکین کو دے حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت نے لڑکا ہلاک ہو جانے کے خوف سے اگر روزہ کھول ڈالا تو اُسے قضا کے ساتھ فدیہ دینا بھی واجب ہے اُس بیمار پر فدیہ واجب نہوگا جس نے اپنی ہلاکت کے اندیشے سے افطار کیا ہو اور شیخ فانی جو ضعف کے سبب سے روزے کی طاقت نہ رکھتا ہو اُسپر قضا کے عوض فدیہ واجب ہے اگر کسی نے قضاے رمضان مین یہانتک تاخیر کی کہ دوسرا

رمضان آگیا تو اُسپر ہر روزے کی عوض قضا کے ساتھ فدیہ بھی واجب ہے **فصل** سال بھر مین جو دن بزرگ[1] و متبرک ہین ان مین روزہ رکھنا سنت ہے جیسے عرفہ کا دن عاشورہ کا دن ذوالحج کے پہلے نو دن یعنی پہلی تاریخ سے نوین تاریخ تک اور محرم کی پہلی تاریخ سے دسوین تاریخ تک اور رجب شعبان حدیث شریف مین آیا ہے کہ رمضان کے بعد ماہ محرم کا روزہ سب روزون سے افضل ہے اور محرم بھر روزہ رکھنا سنت ہے اور پہلے عشرہ مین روزہ رکھنے کی بڑی تاکید ہے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ ماہ محرم کا ایک روزہ اور مہینون کے تیس روزون سے بہتر ہے اور رمضان شریف کا ایک روزہ ماہ حرام کے تیس روزون سے افضل ہے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ماہ حرام مین جمعرات جمعہ ہفتہ کو روزہ رکھتا ہے اُسکے واسطے سات سو برس کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے چار مہینے ماہ حرام ہین محرم رجب ذوالقعدہ ذوالحجہ اور ان مین ذوالحجہ افضل ہے اسواسطے کہ حج کا مہینا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ خدا کے نزدیک کسی وقت کی عبادت ذوالحجہ کے عشرۂ اول کی عبادت سے زیادہ محبوب اور بہت خوب نہین ہے اور اُسمین ایک دن کا روزہ ایک برس کے روزہ کے مثل ہے اور ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے مانند ہے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا جہاد مین بھی اتنی فضیلت نہین آپنے فرمایا کہ جہاد مین بھی نہین مگر جس شخص کا گھوڑا مارا جائے اور اُسکا خون بھی جہاد مین گرایا جائے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ایک گروہ نے اس امر کو مکروہ جانا ہے کہ رجب کا مہینا بھر روزہ رکھین تاکہ وہ رمضان کے ساتھ مشابہ نہو جائے اس سبب سے ایک دن کم یا زیادہ افطار کیا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب شعبان نصف کو پہونچ جائے تو رمضان تک روزہ نہین ہے اور آخر شعبان مین افطار کرنا بہتر ہے کہ رمضان اُس سے الگ رہے اور آخر شعبان مین رمضان کے استقبال کے روزے رکھنا مکروہ ہے مگر قصد استقبال کے سوا اور کوئی نیت ہو اور ہر مہینے مین ایام بیض[1] کے روزے افضل ہین اور ہفتہ مین دوشنبہ جمعرات جمعہ کے تمام سال برابر روزے رکھنا سب روزون کو شامل ہے لیکن سال بھر مین پانچ دن افطار کرنا ضرور ہے عید الفطر اور عید اضحیٰ اور ایام تشریق[2] کے تین دن یعنی ذوالحجہ کی گیارھوین بارھوین تیرھوین تاریخ اور چاہیے کہ اپنے اوپر افطار کو منع نکرے کہ یہ امر مکروہ ہے اور جو شخص صوم دہر یعنی سال بھر کے روزے نہین رکھتا وہ ایک دن روزہ رکھے ایک دن افطار کرے یہ صوم داؤد ہے یعنی حضرت داؤد علیہ السلام یونہی روزہ رکھتے تھے اُسکی بڑی بزرگی ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر ابن عاص نے جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ سے روزے کا بہتر طریقہ پوچھا آپ نے یہی طریقہ یعنی صوم داؤد ارشاد فرمایا اُنھون نے عرض کی کہ مین اس سے بھی بہتر چاہتا ہون آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے بہتر کوئی طریقہ نہین ہے اور اس سے کمتر یہ ہے کہ جمعرات اور دوشنبہ کے دن روزہ رکھے یہانتک ماہ رمضان کے نزدیک ہو جائے سال کی ایک تہائی سے اور جب کوئی شخص روزہ کی حقیقت پہچانے کہ اس سے خواہشون کا توڑنا اور دل کا صاف کرنا مقصود ہے تو چاہیے کہ اپنے دلکا نگہبان رہے اس صورت مین کبھی تو افطار بہتر ہوگا کبھی روزہ اسی سبب سے جناب رسالتمآب صلعم کبھی یہانتک روزے رکھتے کہ لوگ کہتے کبھی آپ افطار نہ فرمائین گے اور کبھی یہانتک افطار کرتے کہ لوگ جانتے اب کبھی روزہ نہ رکھین گے آپ کے روزہ رکھنے کی کوئی ترتیب مقرر نہ تھی اور عالمون نے

ف[1] ایام بیض ہر چاند کی تیرھوین۔ چودھوین۔ پندرھوین تاریخین ۱۲ ف[2] ایام تشریق ماہ ذوالحجہ کی ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ تاریخین ہین اور حسب تفصیل مصنف ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ کو روزہ نہ رکھنا چاہیے ۱۲

چار دن سے زیادہ برابر افطار کرنا مکروہ جانا ہے اور اس کراہت کو بقر عید اور ایام تشریق سے لیا ہے کہ چار ہی دن ہین اسواسطے کہ ہمیشہ روزہ کُھلا رکھنے مین یہ اندیشہ ہے کہ دل سیاہ کردے اور غفلت غالب کردے اور دل کی آگاہی ضعیف ہوجائے

ساتوین اصل حج کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ حج ارکان اسلام مین سے ہے اور یہ عبادت عمر بھر مین ایکبار فرض ہے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے حج نکیا اور مرگیا اُس سے کہدو کہ یہودی مرے خواہ نصرانی اور فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرے بے اسکے کہ گناہ کرے اور بیہودہ اور ناشائستہ باتین بکے وہ گناہون سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسا مان کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن پاک تھا اور فرمایا ہے کہ بہت گناہ ایسے ہین کہ عرفات پر کھڑے ہونے کے سوا اور کوئی چیز اُنکا کفارہ نہین ہوسکتی اور فرمایا ہے کہ عرفہ کے دن سے زیادہ شیطان کبھی خوار اور ذلیل اور زرد نہین ہوتا اسواسطے کہ اس دن حق سبحانہٗ تعالیٰ رحمت بے نہایت اپنے بندون پر نازل اور نثار فرماتا ہے اور بے انتہا گناہ کبیرہ عفو کرتا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی حج کی فکر مین اپنے گھر سے نکلے اور اثناے راہ مین مرجائے اُسکے واسطے قیامت تک ایک حج اور ایک عمرہ ہر سال لکھا جاتا ہے اور جو کوئی کعبۂ شریفہ یا مدینۂ منورہ مین پہونچکر مرے وہ قیامت کے دن حساب و کتاب سے پاک ہے اور فرمایا ہے کہ ایک حج مبرور دنیا و مافیہا سے بہتر ہے بہشت کے سوا اور کوئی چیز اُسکی جزا نہین اور فرمایا ہے اس سے بڑھکر کوئی گناہ نہین کہ آدمی حج مین عرفات پر کھڑا ہو اور گمان کرے کہ مین بخشا نہین گیا علی ابن الموفق نامی ایک بزرگ تھے اُنھون نے کہا ہے کہ ایک سال مین نے حج کیا عرفہ کی شب کو دو فرشتے خواب مین دیکھے کہ سبز لباس پہنے آسمان سے اُترے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو جانتا ہے اِلکی سال کتنے حاجی تھے اُسنے کہا نہین بولا چھ لاکھ تھے پھر کہا کہ یہ جانتا ہے کہ کتنے آدمیون کا حج قبول ہوا اُسنے کہا کہ نہین کہا کل چھ آدمیونکا حج قبول ہوا یہ بزرگ کہتے ہین کہ مین ان فرشتون کی باتون کے ہَول سے جاگ پڑا اور نہایت غمگین اور سخت اندوہناک ہوا اور اپنے جی مین کہا کہ مین ان چھ آدمیون مین سے کبھی نہ ہونگا اسی فکر اور رنج مین مشعر الحرام مین پہونچا وہان سوگیا اُن ہی دونون فرشتون کو پھر دیکھا کہ آپس مین وہی باتین کرتے ہین اسوقت ایک نے دوسرے سے کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ آج کی رات حق تعالیٰ نے اپنے بندون کے بارہ مین کیا حکم فرمایا ہے دوسرے نے کہا نہین اُسنے کہا کہ اُن چھ کے طفیل مین چھ لاکھ کو بخشدیا پھر خواب سے مین خوش اُٹھا اور ارحم الراحمین کا شکر بجالایا اور جناب سالت مآب صلعم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر سال چھ لاکھ بندے حج کے ذریعہ سے خانۂ کعبہ کی زیارت کرینگے اگر کم ہونگے تو فرشتے بھیجدیے جائینگے کہ چھ لاکھ پورے ہوجائین اور کعبۂ شریف کو عروس جلوہ آرا کے مانند حشر کرینگے حاجی لوگ اُسکے گرد پھرتے ہونگے اور اُسکے پردون پر ہاتھ مارتے ہونگے یہان تک کہ کعبۂ شریف جنت مین داخل ہوجائے گا اور حاجی لوگ بھی اُسکے ساتھ بہشت مین چلے جائین گے۔ **حج کی شرطون کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو شخص وقت پر حج کرے گا اُس کا حج درست ہوگا تمام شوال اور ذو القعدہ اور ذو الحج کے نو دن حج کا وقت ہے جب عید کی صبح طلوع ہو اُس وقت سے حج کے واسطے احرام باندھنا درست ہے اگر اس سے پہلے حج کا احرام باندھا تو وہ عمرہ ہوگا

اور تمیز دار لڑکے کا حج درست ہے اگر شیرخوار ہو اور اُسکی طرف سے ولی احرام باندھے اور اُسے عرفات پر لیجائے اور سعی اور طواف کرے تو درست ہے تو حج اسلام کی درستی کی شرط فقط وقت ہے لیکن حج اسلام ساقط اور فرض ادا ہونے کی پانچ شرطین ہین مسلمان ہونا آزاد ہونا بالغ ہونا عاقل ہونا وقت پر احرام باندھنا اگر نابالغ احرام باندھے اور عرفات پر کھڑے ہونے سے پہلے بالغ ہوجائے یا لونڈی غلام آزاد ہوجائے تو حج اسلام ادا ہوجائیگا فرض عمرہ ساقط ہونے کے واسطے بھی یہی شرطین ہین لیکن عمرہ کا وقت سال بھر ہے دوسرے کی طرف سے نیابۃً حج کرنے کی یہ شرط ہے کہ پہلے اپنا فرض اسلام ادا کرے اگر اُسے ادا کرنے سے پہلے دوسرے کیطرف سے حج کی نیت کرے گا تو اُسی حج کرنے والے کیطرف سے ادا ہوگا اُس دوسرے کیطرف سے نہ ادا ہوگا پہلے حج اسلام چاہیے پھر قضا پھر نذر پھر حج نیابت اور اسی ترتیب سے ادا ہوگا اگرچہ اسکے خلاف نیت کرے اور حج واجب ہونے کی شرطین یہ ہین اسلام بلوغ آزادی استطاعت اور استطاعت کی دو قسمین ہین ایک تو یہ کہ آدمی توانا ہو کہ اپنے ڈیل سے حج کرے اور یہ استطاعت تین چیزون سے ہوتی ہے ایک تندرستی دوسرے امن طریق سے یعنی راہ مین دریاے خطرناک اور دشمن جان و مال نہ ہونے سے تیسرے اسقدر مالدار ہونیسے کہ اگر قرضدار ہو تو قرض ادا کرکے آنے جانیکے مصارف کو اور پھر آنے تک اہل و عیال کے نفقہ کو مال کفایت کرے اور چاہیے کہ سواری کا کرایہ رکھتا ہو اور پیادہ نہ چلنا پڑے دوسری قسم یہ ہے کہ اپنے ہاتھ پاؤن سے حج نہ کرسکے مثلاً فالج کا مارا ہے یا ایسا صاحب فراش ہے کہ اچھے ہونے کی امید نہین مگر شاذ نادر ایسے شخص کی استطاعت یہ ہے کہ اتنا مال رکھتا ہو کہ ایک وکیل کو اجرت دے کر روانہ کرے کہ وہ اُس معذور کیطرف سے حج کرے اور اگر اُسکا بیٹا اُسکی طرف سے مفت حج کرنے کو راضی ہو تو لازم ہے کہ اُسے اجازت دے کہ باپ کی خدمت موجب شرف و عزت ہے اور بیٹا اگر کہے کہ مین مال دیتا ہون کسی کو اُجرت پر مقرر کر تو قبول کرنا لازم نہین کہ اس صورت مین احسان ہوگا اگر غیر اسکی طرف سے مفت حج کرے تو اُسکا احسان لینا بھی لازم نہین جب آدمی کو استطاعت حاصل ہو تو جلدی کرنا چاہیے اگر تاخیر کریگا تو بھی درست ہے اگر اور سال حج کرنے کی توفیق ہوئی تو خیر اور اگر تاخیر کی اور حج کرنیسے پہلے مرگیا تو گنہگار مرا اُسکے ترکے سے نیابۃً حج کرانا چاہیے گو اُسنے وصیت بھی نہ کی ہو اسواسطے کہ یہ اُسپر قرض اور دوام ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا قصد ہے کہ لکھ بھیجون کہ جو کوئی اور شہرون مین استطاعت رکھتا ہو اور حج نہ کرے اُس سے جزیہ لیا جائے **حج کے ارکان کا بیان** اے عزیز جان تو کہ حج کے ارکان جنکے بغیر حج درست نہین ہوتا پانچ ہین احرام طواف اُسکے بعد سعی اور عرفات[۱] مین کھڑا ہونا اور ایک قول پر بال منڈوانا اور حج کے واجبات جن کے ترک کرنے سے حج باطل نہین ہوتا لیکن ایک بکرا ذبح کرنا لازم آتا ہے چھ ہین میقات مین احرام باندھنا اگر وہان سے بے احرام باندھے گذریگا تو ایک بکرا ذبح کرنا واجب ہوگا سنگریزے مارنا غروب آفتاب تک عرفات پر ٹھہرنا اور مزدلفہ مین شب کو مقام کرنا اسی طرح منا مین اور وداع کا طواف ایک قول یہ ہے کہ پچھلے چار واجبات اگر ترک کریگا تو بکرا واجب نہین سنت ہے اور حج ادا کرنے مین تین صورتین ہین افراد قران تمتع افراد سب سے بہتر ہے جیسے پہلے اکیلا حج کرے جب حج تمام ہوجائے تو حرم سے باہر آئے اور عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ بجا لائے اور عمرہ کا احرام جعرانہ[۲] مین باندھنا تنعیم[۳] مین باندھنے سے بہتر ہے اور تنعیم مین باندھنا حدیبیہ[۴] مین باندھنے سے افضل ہے اور تینون

۱ ایک میدان وسیع ہے کہ مکہ معظمہ سے نو کوس کے فاصلہ پر ۱۲ ۲ مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ایک موضع ہے ۱۲ ۳ مکہ معظمہ سے تین کوس اُس طرف ایک موضع ہے ۱۲ ۴ مکہ معظمہ کے قریب ایک مقام ہے ۱۲

مقام سے باندھنا سنت ہے قران یہ ہے کہ حج اور عمرہ کی نیت ملاکر کرے اور کہے اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ بِحَجَّۃٍ وَّعُمْرَۃٍ[۱] تاکہ دونون کا احرام دفعۃً ہوجائے حج کے اعمال بجالائیگا تو عمرہ بھی اُس مین داخل ہوگا جیسے غسل مین وضو داخل ہوتا ہے جو شخص ایسا کرے گا ایک بکرا اُسپر واجب ہوگا لیکن مکہ معظمہ کے رہنے والے پر واجب نہ ہوگا اسواسطے کہ اُسے میقات سے احرام باندھنا واجب نہین اُسکے احرام کی جگہ مکہ معظمہ ہے جو شخص قران کرے وہ اگر عرفات پر ٹھہرنے کے پہلے طواف اور سعی کریگا تو سعی حج اور عمرہ مین محسوب ہوگی لیکن عرفات پر ٹھہرنے کے بعد طواف کا اعادہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ طواف رکن کی شرط یہ ہے کہ عرفات پر ٹھہرنے کے بعد ہو تمتع سے یہ مراد ہے کہ جب میقات کو پہونچے عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ معظمہ مین تحلّل[۲] کرے تاکہ قید احرام مین نہ ہو تب حج کے وقت بھی مکے مین حج کا احرام باندھے اور اُسپر ایک بکرا واجب ہوگا اگر نہ ہوسکے تو عید الاضحیٰ کے پہلے تین روزے متواتر خواہ متفرق رکھے اور وطن پہونچکر سات روزے اور رکھے اور قران مین اگر بکرا نہ ہوسکے تو بھی اسیطرح دس روزے رکھے تمتع کی قربانی اُس شخص پر لازم آتی ہے جسنے عمرہ کا احرام شوال یا ذیقعدہ یا ذی الحجہ کے عشرہ مین کیا ہو یا حج کو زحمت کیا ہو اور حج کا احرام اپنے میقات سے نہ باندھا ہو تو اگر وہ مکہ معظمہ کا رہنے والا ہے یا ساکن ہے اور حج کے وقت میقات کو گیا یا اُتنی مسافت پر گیا تو اُسپر بکرا نہ واجب ہوگا حج مین چھ چیزین منع ہین ایک لباس پہننا کہ احرام مین پیراہن اور ازار اور پگڑی نہ چاہیے بلکہ تہبند اور چادر اور نعلین چاہیے اگر نعلین نہ ہو تو کفش درست ہے اگر تہبند نہو تو ازار درست ہی ہفت اندام کو تہبند سے ڈھانپنا چاہیے مگر سر کھلا رہے اور عورت کو عادت کے موافق لباس پہننا درست ہے لیکن منھ نہ بند کرنا چاہیے اگر محمل یا سائبان مین ہو تو درست ہے دوسرے خوشبو لگانا اگر خوشبو استعمال کی یا لباس پہنا تو ایک بکرا واجب ہوگا تیسرے بال منڈوانا ناخن کٹوانا اگر ایسا کیا تو ایک بکرا واجب ہوگا حمام جانا فصد کھلوانا پچھنے لگوانا اس طرح بال کھولنا کہ اُکھڑ نہ آئے درست ہے چوتھے جماع کرنا اگر جماع کریگا تو ایک اونٹ یا ایک گائے یا سات بکرے واجب ہونگے اور حج فاسد ہوجائیگا قضا واجب آئیگی لیکن اگر پہلے تحلل کے بعد جماع کیا تو ایک اونٹ واجب ہوگا اور حج فاسد نہ ہوگا پانچوین مجامعت کے مقدمات مثلاً مساس کرنا بوسہ لینا نہ چاہیے اور جو چیز عورت و مرد کے باہم مس کرنے مین ناقض طہارت ہو اُسمین اور عورت سے حظ اُٹھانے مین ایک بکرا واجب ہوتا ہے احرام مین نکاح کرنا نہ چاہیے اگر کریگا تو درست نہوگا اسی وجہ سے نکاح کرنے مین بکرا وغیرہ کچھ لازم نہین آتا چھٹے شکار کرنا نہ چاہیے لیکن دریائی شکار درست ہے اگر خشکی مین شکار کیا تو اُسکے مثل بکرا گائے اونٹ جس بہتر جانور سے وہ شکار مشابہ ہو واجب آئے گا

حج کی کیفیت کا بیان اے عزیز جان تو کہ اوّل سے آخر تک ارکان حج کی کیفیت ترتیب وار جاننا چاہیے طریقۂ مسنون کے موافق فرائض سنتین آداب ملے جلے پہچاننا چاہیے کہ جو کوئی عادت کیطرح عبادت کریگا فرائض سنن آداب اُسکے نزدیک برابر ہون گے کیونکہ آدمی مقام محبت مین نوافل و سنت سے پہونچتا ہے جیسا کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ فرائض ادا کرنے سے بندون کو میرے ساتھ بڑا تقرب حاصل ہوتا ہے اور جو بندہ ہوگا وہ بذریعۂ نوافل و سنن میرا تقرب حاصل کرنیسے کبھی نہ آسودہ ہوگا یہانتک کہ اس مرتبے کو پہونچ جائے کہ اُسکے کان آنکھ ہاتھ پاؤن مین ہوجاؤن مجھی سے سنے مجھی سے دیکھے مجھ ہی سے لے

[۱] اے اللہ مین حاضر ہون حج اور عمرہ کو ۱۲ [۲] احرام سے باہر آنا ۱۲

مجھی سے کہے تو عبادت کے سُنن وآداب بجالانا ضرور ہے اور ہر جگہ آداب کالحاظ رکھنا چاہیے **اول سامان سفر اور راہ کے آداب مین** چاہیے کہ قصد حج سے پہلے توبہ کرے لوگون کی داد دے قرض ادا کرے زن و فرزند اور جس جس کا نفقہ اُسکے ذمہ ہے اُن سب کا نفقہ ادا کرے وصیت نامہ لکھے اور حلال کی کمائی سے زاد راہ لے جسمین شبہہ ہو اُس مال سے پرہیز کرے اسواسطے کہ اگر شبہہ کا مال خرچ کر کے حج کریگا تو خوف ہے کہ حج قبول نہ ہو اور اتنا مال اپنے ساتھ لے کہ فقیرون سے راہ مین سلوک کر سکے اور گھر سے نکلنے کے پہلے سلامتی راہ کیواسطے کچھ صدقہ دے قوی اور تیز جانور کرایے کو لے اور جو کچھ اسباب لیجانا چاہتا ہے کرایہ لینے والیکو دکھادے تاکہ اُسکی ناخوشی نہو اور رفیق صالح تجربہ کار سفر کے امور مین ہوشیار پیدا کرے کہ دین کی مصلحتون اور راہ کی اونچ نیچ مین اُسکا مددگار ہو دوستون کو وداع کرے اور اُنسے دعائے خیر کا خواستگار ہو اور ہر ایک سے کہے اَسْتَوْدِعُ اللهَ دِیْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِكَ[1] اور یہ لوگ اُسے یون جواب دین فِیْ حِفْظِ اللهِ وَكَنَفِهٖ وَزَوَّدَكَ اللهُ التَّقْوٰی وَجَنَّبَكَ الرَّدٰی وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَكَ لِلْخَیْرِ اَیْنَمَا تَوَجَّهْتَ[2] اور جب گھر سے نکلنے لگے تو دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت مین قل یا ایہا الکافرون اور دوسری مین قل ہو اللہ سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھے اور اخیر مین یون کہے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَاَنْتَ الْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ وَالْوَلَدِ وَالْمَالِ اِحْفَظْنَا وَاِیَّاهُمْ مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ مَسِیْرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی[3] اور جب گھر کے دروازے پر پہونچے تو یہ کہے بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ اَللّٰهُمَّ بِكَ انْتَشَرْتُ وَعَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ اعْتَصَمْتُ وَاِلَیْكَ تَوَجَّهْتُ اَللّٰهُمَّ زَوِّدْنِی التَّقْوٰی وَاغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَجِّهْنِیْ لِلْخَیْرِ اَیْنَمَا تَوَجَّهْتُ[4] اور جب سواری پر سوار ہو تو کہے بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ اَللهُ اَكْبَرُ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ[5] اور راہ بھر قرآن پڑھے اور ذکر الٰہی مین مشغول رہے جب بلندی پر گذرے تو کہے اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰی كُلِّ شَرَفٍ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰی كُلِّ حَالٍ[6] اگر راہ مین کچھ خوف ہو تو پوری آیۃ الکرسی اور شہد اللہ تمام آیہ اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس پڑھے **احرام باندھنے اور مکہ شریف مین داخل ہونیکے آداب** جب میقات مین پہونچے اور قافلہ وہان احرام باندھے تو اول غسل کرے اور بال اور ناخن کاٹے جیسا جمعہ کو کرتے ہین اور سیے ہوے کپڑے اُتار ڈالے سفید چادر اور تہبند باندھے اور احرام سے پہلے خوشبو کا استعمال کرے اور جب چلنے کو کھڑا ہو تو اونٹ کو اُٹھائے اور روبراہ ہو اور حج کی نیت کرے اور زبان و دل سے یہ کہے لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ[7] اور جہان کہین چڑھائی

---

[1] سپرد کرتا ہون مین خدا کو تیرا دین اور تیری امانت اور تیرا انجام کار ۱۲ [2] بیچ نگہبانی اللہ کے اور یاری مین اُس کی توشہ دے تجھے خدا پرہیزگاری اور بچائے تجھے ہلاکی سے اور بخشے گناہ تیرا اور متوجہ کرے تجھکو واسطے نیکی کے جدھر توجہ کرے تو ۱۲ [3] اے اللہ تو یار ہے سفر مین اور تو قائم مقام ہے گھر والون اور اولاد اور مال مین بچا ہمین اور اُنھین ہر بلا سے اے اللہ مانگتا ہون مین تجھ سے اپنے اس سفر مین فرمانبرداری اور پرہیزگاری اور وہ کام جس سے تو راضی ہو ۱۲ [4] جاتا ہون ساتھ نام اللہ کے بھروسا کیا مین نے اوپر خدا کے اور نہین ہے پھرنا گناہ سے اور طاقت عبادت کی مگر اللہ کی مدد سے اے اللہ تیرے ہی نام کے ساتھ پراگندہ ہوا مین اور تجھی پر بھروسہ کیا مین نے اور تیرے ہی ساتھ جنگل کا رامین نے اے اللہ توشہ دے مجھے پرہیزگاری اور بخشدے تو میرے واسطے میرا گناہ اور متوجہ کر تو مجکو نیکی کیطرف جدھر مین متوجہ ہون ۱۲ [5] سوار ہوتا ہون مین ساتھ نام اللہ کے اور ساتھ اللہ کے اللہ بہت بڑا ہے پاک ہے وہ جسنے مسخر کر دیا واسطے ہمارے اُسے اور نہین ہین ہم اُسپر قدرت رکھنے والے بیشک ہم طرف پروردگار اپنے کے پھرنے والے ہین ۱۲ [6] اے اللہ واسطے تیرے بزرگی ہے سب بزرگون پر اور واسطے تیرے شکر ہے ہر وقت ۱۲ [7] حاضر ہون مین اے اللہ حاضر ہون مین نہین ہے کوئی شریک تیرا حاضر ہون مین بیشک سب تعریف اور نعمت تیرے واسطے ہے نہین کوئی شریک ہے واسطے تیرے ۱۲

یا اُتار ہو یا قافلے کثرت سے اکٹھا ہون اور اُن ہی کلمات کو باآواز کہتا رہے جب کعبۂ شریف کے قریب پہونچے تو غسل کرے آور حج مین نو سبب سے غسل کرنا سنت ہی احرام دخول مکہ طواف زیارت وقوف عرفہ مقام مزدلفہ اور تین غسل پتھر پھینکنے کے واسطے تین جمرونمین اور طواف وداع لیکن جمرۃ العقبہ مین سنگ اندازی کیواسطے غسل نہین ہے جب غسل کرکے مکہ معظمہ مین جائے اور بیت اللہ پر نگاہ پڑے تو گو ابھی شہر مین ہو مگر فورًا یہ کہے [1] لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَدَارُكَ دَارُ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَللّٰهُمَّ هٰذَا بَيْتُكَ عَظَّمْتَهٗ وَشَرَّفْتَهٗ وَكَرَّمْتَهٗ اَللّٰهُمَّ فَزِدْهُ تَعْظِيمًا وَزِدْهُ تَشْرِيفًا وَتَكْرِيمًا وَزِدْهُ مَهَابَةً وَزِدْ مَنْ حَجَّهٗ بِرًّا وَكَرَامَةً اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاَدْخِلْنِيْ جَنَّتَكَ وَاَعِذْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پھر بنی شیبہ کے دروازے سے مسجد مین داخل ہو اور حجر اسود کا قصد کرے اور بوسہ دے اگر ازدحام کے سبب سے بوسہ نہ دے سکے تو اُسکی طرف ہاتھ بڑھاکر یون کہے [3] اَللّٰهُمَّ اَمَانَتِيْ اَدَّيْتُهَا وَمِيْثَاقِيْ تَعَاهَدْتُهٗ اِشْهَدْ لِيْ بِالْمُوَافَاتِ پھر طواف مین مشغول ہو **طواف کے آداب** اے عزیز جان تو کہ طواف نماز کے مانند ہے بدن اور کپڑون کی پاکی اور ستر عورت اُسمین شرط ہے لیکن بات کرنا درست ہے پہلے سنت اضطباع ادا کرے اضطباع اُسے کہتے ہین کہ تہبند کا بیچ داہنے ہاتھ کے نیچے کرکے اُسکے دونون کنارے بائین کاندھے پر ڈالے اور بیت اللہ کو پہلو کیجانب کرکے اسطرح حجر اسود سے طواف شروع کرے کہ اُسمین اور بیت اللہ مین تین قدم سے کم فاصلہ نہ رہے تاکہ پاؤن فرش اور پردہ پر نہ پڑے کہ وہ خانۂ کعبہ کی حد مین ہے اور طواف جب شروع کرے تو یون کہے [4] اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور جب خانۂ کعبہ کے دروازے پر پہونچے تو یون کہے [4] اَللّٰهُمَّ هٰذَا الْبَيْتُ بَيْتُكَ وَهٰذَا الْحَرَمُ حَرَمُكَ وَهٰذَا الْاَمْنُ اَمْنُكَ وَهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ اور جب رکن عراقی پر پہونچے تو یون کہے [5] اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَالْكُفْرِ وَالنِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ اور جب پرنالے کے نیچے پہونچے تو یون کہے [6] اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِيْ تَحْتَ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ اَللّٰهُمَّ اسْقِنِيْ بِكَاْسِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً لَا اَظْمَاُ بَعْدَهٗ اَبَدًا اور جب رکن شامی کو پہونچے تو یون کہے [7] اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْرًا وَسَعْيًا مَشْكُوْرًا وَذَنْبًا مَغْفُوْرًا وَتِجَارَةً لَنْ تَبُوْرَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفُوْرُ اِغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ اور جب رکن یمانی کو پہونچے تو یون کہے [8] اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَاءِ وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِزْيِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

۱ کوئی معبود نہین ہی مگر اللہ اور اللہ بہت بڑا ہے اے اللہ تو سلام ہی اور تجھی سے سلامتی اور گھر تیرا گھر ہے سلامتی کا برکت والا ہے تو اے صاحب بزرگی اور بزرگی کے اے اللہ یہ گھر تیرا ہے عظمت دی تونے اُسے اور شرافت دی تونے اُسکو اور کرامت دی تونے اُسکے تئین اے اللہ پھر زیادہ کر تو اُسکی تعظیم اور زیادہ کر تو اُسکی بندگی اور تکریم اور زیادہ کر تو اُسکی عظمت اور زیادہ کر تو نیکی اور بزرگی اُس شخص کی جس نے اُسکا حج کیا اے اللہ کھول واسطے میرے دروازے اپنی رحمت کے اور داخل کر تو مجکو اپنی جنت مین اور پناہ دے تو مجھے شیطان مردود سے ۱۲ ۲ اے اللہ اپنی امانت مین نے ادا کی اور اپنا عہد وفا کیا تو میری حق گزاری کا گواہ رہ ۱۲ ۳ اے اللہ یہ طواف تیرے ایمان کے واسطے اور تیری کتاب کی تصدیق اور تیرے عہد کی وفا اور تیرے نبی محمد صلعم کی سنت کی اتباع کیلیے ہے ۱۲ ۴ اے اللہ یہ گھر تیرا گھر ہے اور یہ حرم تیرا حرم ہے اور یہ امن تیرا امن ہے اور یہ جگہ ہے اُسکی جو پناہ لینے والا ہے ساتھ تیرے آگ سے ۱۲ ۵ اے اللہ پناہ مانگتا ہون مین تجھ سے شک اور شرک اور نفاق اور دشمنی اور بُرے خلقون سے اور بُری نگاہ سے بیچ گھر والون اور مال اور اولاد کے ۱۲ ۶ اے اللہ سایہ دے تو مجھے اپنے عرش کے نیچے جسدن کوئی سایہ نہ ہوگا مگر سایہ تیرے عرش کا اے اللہ پلا تو مجھے کاسۂ محمد صلعم سے ایسا شربت کہ پیاسا نہ ہون مین پھر کبھی ۱۲ ۷ اے اللہ کر تو اس حج کو حج مقبول اور دوڑ دھوپ پسندیدہ اور گناہ بخشا ہوا اور سوداگری جو ہرگز نہ بگڑے اے عزت والے اے بڑے بخشنے والے بخشدے تو اور رحم کر تو اور درگذر کر تو اُس سے جو کچھ تو جانتا ہے بیشک تو بڑا عزت والا اور بڑا کریم ہے ۱۲ ۸ اے اللہ پناہ مانگتا ہون مین تجھ سے کفر سے اور پناہ مانگتا ہون مین تجھ سے محتاجی اور عذاب قبر سے اور فساد زندگی اور موت سے اور پناہ مانگتا ہون مین رسوائی سے دنیا اور آخرت مین ۱۲

اس رکن اور حجر اسود کے درمیان مین یون کہے اَللّٰھُمَّ[1] رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا بِرَحْمَتِكَ عَذَابَ الْقَبْرِ وَ عَذَابَ النَّارِ ۂ اسیطرح سات بار طواف کرے اور ہر بار یہی دعائین پڑھے ہر گردش کو ایک شوط کہتے ہین تین شوط مین جلدی اور نشاط کے ساتھ چلے اگر خانہ کعبہ کے پاس ازدحام ہو تو دور سے طواف کرے تاکہ جلد جلد چل سکے اور اخیر کے چار شوط مین آہستہ آہستہ چلے اور ہر بار حجر اسود کو بوسہ دے اور رکن یمانی پر ہاتھ پھیرے اور بھیڑ کے سبب سے اگر ہاتھ نہ پھیر سکے تو ہاتھ سے اشارہ کرے جب ساتون شوط تمام ہو جائین تو بیت اللہ اور حجر اسود کے درمیان مین کھڑا ہو رہے پیٹ اور سینہ اور داہنا رخسار کعبہ شریف کی دیوار سے لگا دے اور دونون ہتھیلیان دیوار پر رکھ کر اُسپر سر رکھے یا کعبہ شریف کی آستان پر رکھے اس مقام کو ملتزم کہتے ہین اور اُسجگہ دعا مستجاب ہوتی ہے یون دعا مانگے اَللّٰھُمَّ[2] یَا رَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَاَعِذْنِیْ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ وَّقَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِكْ فِیْمَا اٰتَیْتَنِیْ اُسوقت دُرود پڑھے اور استغفار کرے اور مراد مانگے پھر مقام کے سامنے کھڑا ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اُسکو دوگانہ طواف کہتے ہین اسی سے طواف کی تمامی ہوتی ہے پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ اور قل یا ایہا دوسری مین الحمد اور قل ہو اللہ پڑھے نماز کے بعد دعا مانگے اور جبتک ساتون شوط نہ پھریگا ایک طواف نہ تمام ہوگا ساتون بار یہی دوگانہ پڑھے اُسکے بعد حجر اسود کے پاس جاکر بوسہ دیکر ختم کرے اور سعی مین مشغول ہو

سعی کے آداب کا بیان چاہیے کہ صفا نامے جو پہاڑ ہے اُسکی طرف جائے اور اتنی سیڑھیون پر چڑھے کہ کعبہ شریف نظر آئے پھر کعبہ شریف کیطرف متوجہ ہو کر کہے لَآ[3] اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ اور دعا کرے اور جو مراد رکھتا ہو مانگے پھر وہان سے اُترے اور سعی شروع کرے کوہ مروہ تک پہلے آہستہ آہستہ چلے اور کہے رَبِّ[4] اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور میل سبز جو مسجد کے کنارے ہے وہانتک آہستہ آہستہ چلے اُسکے آگے چھ گز کے قدر جلد جلد چلے یہانتک کہ دوسرے میل کو پہونچے پھر آہستہ آہستہ چلنا شروع کرے یہانتک کہ کوہ مروہ کو پہونچ جائے اُسپر چڑھ کر کوہ صفا کیطرف منہ کرے اور وہی دعائین جو اوپر مذکور ہوئی ہین پڑھے یہ ایکبار ہوا جب صفا پر جائیگا تو دو بار ہوگا سات بار یون ہی کرے جب اس سے فراغت ہو تو طواف قدوم اور طواف سعی کرے یہ طواف حج مین سنت ہے اور وہ طواف جو رکن ہے وقوف عرفات کے بعد ہوگا اور سعی کرنے کیوقت طہارت سنت ہے اور طواف مین واجب ہے اور سعی اسیقدر کافی ہے اسواسطے کہ وقوف عرفات کے بعد

---

[1] اے اللہ اے پروردگار ہمارے دے تو ہم کو دنیا مین نیکی اور آخرت مین نیکی اور بچا تو ہم کو بطفیل اپنی رحمت کے عذاب قبر اور عذاب دوزخ سے ۱۲

[2] اے اللہ اے پروردگار گھر بزرگ کے آزاد کر تو میری گردن نار دوزخ سے اور پناہ دے تو مجھے ہر بُرائی سے اور قناعت دے مجھ کو اُس چیز پر جو روزی دی تو نے مجھ کو اور برکت دے تو اُس چیز مین جو دی تو نے مجھے ۱۲

[3] نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اکیلا کہ نہین ہے شریک کوئی واسطے اُسکے اُسی کے لیے ملک ہے اور اُسی کے واسطے تعریف ہے وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے نہ مرے گا اُسی کے ہاتھ نیکی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے کوئی معبود نہین مگر اللہ اکیلا ہے اور سچا ہے وعدہ اُس کا یاری کی اُس نے اپنے بندہ کی اور عزت دی اپنے لشکر کو اور شکست دی بہت لشکرون کو اکیلے اُسنے نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ خالص کرنے والے ہین واسطے اُسکے دین کو اگرچہ مکروہ جانین کافر ۱۲

[4] اے پروردگار بخش تو اور رحم کر تو اور درگذر کر تو اُس چیز سے جو تو جانتا ہے بیشک تو بڑا عزت والا بڑا کریم ہے اے اللہ اے پروردگار ہمارے دے تو ہمین دنیا مین نیکی اور آخرت مین نیکی اور بچا تو ہم کو عذاب آتش سے ۱۲

سعی کرنا شرط نہین ہے لیکن طواف کے بعد ہونا چاہیے گو وہ طواف سنت ہو **وقوفِ عرفہ کے آداب** اے عزیز جان تو کہ اگر عرفہ کے
دن اہل قافلہ عرفات کو پہونچین تو طواف قدوم مین نہ مشغول ہون اگر عرفہ کے دن سے پہلے پہونچین تو طواف قدوم کرین ترویہ کے دن یعنی
ذیحجہ کی آٹھوین تاریخ مکۂ معظمہ سے نکل کر منا مین شب باش ہون دوسرے دن عرفات کو جائین اور وقوف کا وقت عرفہ کے دن زوال
کے بعد سے عید کی صبح روشن ہونے تک ہے اگر صبح کے بعد کوئی شخص پہونچیگا تو اُسکا حج فوت ہوگا عرفہ کے دن غسل کرے اور ظہر
کی نماز عصر کی نماز کے ساتھ پڑھے اور دعا مین مشغول ہو اور عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے تاکہ قوت رہے اور خوب دعائین مانگ سکے کہ حج سے
اصل غرض یہی ہے کہ اس سعید و شریف وقت مین عزیزونکے دل اور ہمتین جمع ہوتی ہین اور دعائین قبول ہوتی ہین اسوقت لا الٰہ الا اللہ سب ذکرون
سے بہتر ہے زوال کے وقت سے شام تک تضرع اور زاری اور استغفار اور توبۂ نصوح اور گناہان سابق کا عذر اور استغفار کرنا چاہیے اسوقت کے
پڑھنے کی دعائین بہت ہین اُنکا لکھنا موجب طوالت ہے کتاب احیاء العلوم مین مذکور ہین اُسمین سے یاد کرنا چاہیے پھر جو دعا یاد ہو اُسے
پڑھے کہ سب ادعیۂ ماثورہ اُسوقت پڑھنا بہتر ہے اگر یاد نہین کرسکتا تو دیکھکر پڑھے یا اور کوئی پڑھے اور وہ آمین کہے اور غروب آفتاب کے
پہلے حدود عرفات سے نہ نکلے **باقی اعمال حج کے آداب** عرفات کے بعد مزدلفہ مین جائے اور غسل کرے اسواسطے کہ مزدلفہ حرم مین
داخل ہے اور مغرب کی نماز مین دیر کرکے نماز عشا کے ساتھ ملا کر ایک اذان اور اقامت سے پڑھے اگر ممکن ہو تو اس شب کو مزدلفہ مین شب بیداری
کرے کہ یہ رات بزرگ ہے اور یہان شب کو مقام کرنا منجملۂ عبادات ہے اور جو کوئی یہانپر مقام نہ کریگا اُسے ایک بکرا ذبح کرنا ہوگا
اور منا مین پھینکنے کیواسطے وہان سے ستر پتھر اُٹھالے کہ ایسے پتھر وہان بہت ہوتے ہین پچھلی رات کو منا کا قصد کرے اور فجر کی نماز اول وقت
پڑھے اور جب مزدلفہ کے اخیر مین جسے مشعر الحرام کہتے ہین پہونچے تو اُجالا ہونے تک ٹھہرے اور دعا مانگتا رہے پھر وہان سے اُس مقام پر
پہونچیگا جسکو وادی محسر کہتے ہین جانور کو تیز ہانکے اگر پیادہ ہو تو خود جلد چلے یہانتک کہ وہ میدان طے ہوجائے یہی سنت ہے پھر صبح عید کو
کبھی اللہ اکبر کہے کبھی لبیک جبتک کہ اُس بلندی پر پہونچے جسے جمرات کہتے ہین اور اُس سے گذر کر اُس بلندی پر پہونچے جو قبلہ رو ہونے
سے راستے کے داہنے پر واقع ہے اسے جمرۃ العقبہ کہتے ہین جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو سات پتھر اُس جمرہ مین پھینکے اور قبلہ کی طرف
منھ رکھنا اولی ہے یہان لبیک کے بدلے اللہ اکبر کہے اور ہر پتھر پھینکتے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ تَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ[ف]
جب فراغت حاصل ہو تو لبیک اور اللہ اکبر کہنا موقوف کرے مگر ایام تشریق کے آخری روز کی صبح تک فرض نمازون کے بعد کہا کرے اور
وہ دن عید کے روز سے چوتھا دن ہے پھر اپنی فرودگاہ کو جاکر دعا مین مشغول ہو پھر اگر کرنا ہے تو قربانی کرے اور اُسکی شرطین لحاظ رکھے
اسوقت بال منڈوائے جب سنگ اندازی اور موتراشی اُس دن کرچکا تو ایک تحلل اُسے حاصل ہوا اور ممنوعات احرام مباح ہوگئے
مگر جماع اور شکار پھر مکۂ معظمہ کو جاکر طواف رکن کرے عید کی آدھی رات گئے کے بعد سے اس طواف کا وقت آتا ہے مگر عید کے دن کرنا
اولی ہے اور اس طواف کے وقت کی انتہا نہین مقرر ہے بلکہ جتنی تاخیر کریگا فوت نہوگا لیکن دوسرا تحلل حاصل نہوگا اور جماع کرنا حرام رہیگا
جب یہ طواف بھی اُسطرح جس طرح ہم نے طواف قدوم بیان کیا تمام ہوگا تو حج کا اختتام ہوگا جماع اور شکار کرنا بھی حلال ہوجائے گا

[ف] اے اللہ یہ پتھر پھینکنا تیری کتاب کی تصدیق اور تیرے نبی کی سنت کے اتباع کے واسطے ہے ۱۲ -

اگر سعی پہلے ہی کر چکا ہے تو پھر نہ کرے ورنہ سعی رکن اس طواف کے بعد کرے اور جب پتھر مار چکا بال منڈا چکا طواف کر چکا تو حج تمام ہوگیا اور احرام سے باہر ہوگیا لیکن ایّام تشریق مین پتھر پھینکنا اور منا مین شب باش ہونا زوال احرام کے بعد ہوتا ہے جب طواف اور سعی سے فارغ ہوا تو عید کے دن منا مین پھر آئے اور وہان شب باش ہو کہ یہ واجب ہے اور دوسرے دن آفتاب ڈھلنے سے پہلے پتھر پھینکنے کے واسطے غسل کرے اور پہلے جمرہ مین جو عرفات کیطرف ہے سات پتھر پھینکے اور اُسوقت قبلہ رو کھڑا رہے اور سورۂ بقر کے قدر دعا مانگے پھر سات پتھر درمیان کے جمرہ مین پھینکے اور دعا کرے پھر سات پتھر جمرۃ العقبہ مین پھینکے اور اس رات کو منا مین مقام کرے پھر عید کے تیسرے دن بھی اسی ترتیب سے اکیس پتھر ان تینون جمرون مین پھینکے اگر چاہے تو اسی پر اقتصار کرکے مکہ معظمہ کو جائے اگر غروب آفتاب تک ٹھہریگا تو اُس رات کو مقام بھی واجب ہو جائیگا اور دوسرے دن پتھر پھینکنا بھی حج کا تمام بیان یہی ہے جو مذکور ہوا **عمرہ کا بیان** جب عمرہ لانا چاہے تو غسل کرکے احرام کے کپڑے جیسے حج مین پہنتے ہین پہنے اور مکہ معظمہ سے نکلکر عمرہ کے میقات تک جائے اور وہ جعرانہ اور تنعیم[5] اور حدیبیہ[6] ہے اور عمرہ کی نیت کرے اور کہے لَبَّیْكَ بِعُمْرَۃٍ[1] اور مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مین جاکر دو رکعت نماز پڑھے پھر مکہ معظمہ کو آئے اور راہ مین لبّیک کہے مسجد مین جب داخل ہو تو لبّیک کہنا موقوف کرے اور طواف اور سعی کرے جس طرح حج مین مذکور ہوا پھر بال منڈائے عمرہ اس سے تمام ہوگا عمرہ سال بھر کر سکتے ہین جو کوئی مکہ معظمہ مین رہے اُسے چاہیے کہ جسقدر ہو سکین عمرے لائے ورنہ طواف کرے یہ بھی نہو سکے تو بیت اللہ کو دیکھا کرے جب خانۂ کعبہ کے دروازے کے اندر جائے تو چاہیے کہ دو ستونون کے درمیان مین نماز پڑھے اور ننگے پاؤن بہت تعظیم اور تکریم کے ساتھ اندر جائے اور آب زمزم پیٹ بھر کر پیے جس نیت سے پیے گا شفا حاصل ہوگی اور کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ شِفَاءً مِّنْ كُلِّ سُقْمٍ وَّارْزُقْنِی الْاِخْلَاصَ وَالْیَقِیْنَ وَالْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ[2]

طواف وداع کا بیان جب مراجعت کا قصد کرے تو پہلے اسباب باندھے اور سب کامون کے بعد بیت اللہ کو رخصت کرے یعنی سات بار طواف وداع کرے اور دو رکعت نماز پڑھے جیسا طواف کے حال مین اول ذکر ہوا اس طواف مین اضطباع اور جلدی چلنا کچھ ضرور نہین پھر ملتزم مین جاکر دعا کرے اور کعبۂ شریف کو دیکھتا ہوا اُلٹے پاؤن پھرے یہانتک کہ مسجد کے باہر ہو جائے **مدینۂ منورہ کی زیارت کا بیان** تب مدینۂ منورہ کو جائے اسواسطے کہ جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میری وفات کے بعد میری زیارت کریگا اُسنے گویا میری حیات مین میری زیارت کی اور فرمایا ہے کہ جو کوئی مدینہ مین آئے اور زیارت کے سوا اور کوئی اس کی غرض نہو تو حق تعالے کے نزدیک اُسکا حق ثابت ہو جاتا ہے مجھے اُسکا شفیع کریگا مدینۂ منورہ کے راستے مین درود شریف بہت کثرت سے پڑھے اور جب مدینۂ منورہ کی دیوار سراپا انوار پر نظر پڑے تو کہے اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَاجْعَلْهُ لِیْ وِقَایَۃً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ[3] پہلے غسل کرے بعدہ مدینۂ منورہ مین داخل ہو خوشبو اور سپید پاکیزہ کپڑے پہنے جب اندر داخل ہو تو فروتنی اور توقیر کے ساتھ رہے اور یون کہے اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ

---

[1] حاضر ہون مین ساتھ عمرہ کے ۱۲ [2] اے اللہ کر تو اُس پانی کو شفا ہر بیاری سے اور روزی دے تو مجکو اخلاص و یقین اور خیر و عافیت دینا اور آخرت مین ۱۲ [3] اے اللہ یہ حرم ہے تیرے رسول کا بس کر تو اُسے میرے واسطے حفاظت دوزخ سے اور امان عذاب سے اور حساب کی بُرائی سے ۱۲ [4] اے اللہ داخل کر تو مجھے اچھے داخل ہونے کو اور نکال تو مجکو اچھے نکلنے کو اور کر تو میرے واسطے اپنے پاس سے غلبہ مدد دینے والا ۱۲ [5] تنعیم مکہ سے تین چار کوس فاصلے پر ایک موضع کا نام ہے ۱۲ [6] حدیبیہ ایک موضع کا نام جو مکہ سے قریب دو کوس کے ہے ۱۲ —

مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا ۝ پھر مسجد نبوی مین جاکر منبر کے نیچے دو رکعت نماز اس انداز سے پڑھے کہ منبر کا عمود اُس کے داہنے کاندھے کے مقابل ہو اسواسطے کہ وہ جناب سرور کائنات کا موقف اور مقام تھا پھر زیارت کا قصد کرے اور مشہد اقدس کیطرف متوجہ ہو اور منھ پھیرے اور پشت بقبلہ ہو جائے دیوار سراپا انوار پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دینا سنت نہین ہے بلکہ دور رہنے مین بڑی تعظیم ہے پھر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَرَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ الطَّاهِرِيْنَ وَاَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلّٰى عَلَيْكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْكَ الْغَافِلُوْنَ ۝ اگر کسی نے حضرت صلعم کو سلام پہونچانے کی وصیت کی ہو تو یون کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانٍ ۝ پھر تھوڑا سا آگے بڑھ کر امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما پر سلام کرے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَزِيْرَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَالْمُعَاوِنَيْنِ لَهٗ عَلَى الْقِيَامِ بِالدِّيْنِ مَادَامَ حَيًّا وَالْقَائِمَيْنِ بَعْدَهٗ فِيْ اُمَّتِهٖ بِاُمُوْرِ الدِّيْنِ تَتَّبِعَانِ فِيْ ذٰلِكَ اٰثَارَهٗ تَعْمَلَانِ بِسُنَّتِهٖ فَجَزَاكُمَا اللّٰهُ خَيْرَ مَا جَزٰى وُزَرَاءَ نَبِيٍّ عَلٰى دِيْنِهٖ پھر وہان کھڑے کھڑے جتنی دعا مانگی جائے مانگے پھر وہان سے نکلکر بقیع کے قبرستان کو جائے بزرگوارون اور حضرت صلعم کے یارونکی زیارت کرے جب مدینہ منورہ سے مراجعت کرنے لگے تو جناب محبوب رب العالمین کی زیارت سراپا بشارت سے سعادت کونین حاصل کرکے رخصت اور وداع کرے

حج کے اسرار کا بیان اے عزیز جان تو کہ یہ جو کچھ بیان ہوا حج کے ارکان اور اعمال کی صورت ہے ان مین سے ہر ایک رکن مین سر ہے اور ہر ایک کی ایک حقیقت ہے عبرت اور یادآوری اُمور آخرت اس سے اصل مقصود ہی حقیقت امر یہ ہے کہ آدمی اسطرح پر مخلوق ہوا ہے کہ جبتک اپنا اختیار اپنے پروردگار کے سپرد نہ کرے کمال سعادت کو پہونچنا محال اور مفقود ہے جیسا عنوان مسلمانی مین مذکور ہو چکا آغاز کتاب مین مذکور ہو چکا خواہش کی اطاعت اُسکے واسطے موجب ہلاکت ہی جبتک اپنے اختیار مین ہے اُسکا کوئی فعل حکم شرع سے نہین بلکہ خواہش کی متابعت سے ہے اور اُسکا کوئی کام بندہ وار نہین اور بندگی کے سوا اور کسی امر مین اُسکے لیے سعادت و وقار نہین اسیواسطے تھا کہ حق تعالےٰ نے سابق کی ملتون مین ہر امت کو رہبانیت اور سیاحت کا حکم فرمایا یہانتک کہ عبادت کرنیوالے آبادی سے نکلجاتے خلق سے انقطاع صحبت کرتے اور پہاڑون پر جاکر تمام عمر مجاہدہ اور ریاضت کرتے جناب

ل سلام آپ پر اے رسول اللہ کے سلام آپ پر اے نبی اللہ کے سلام آپ پر اے دوست اللہ کے سلام آپ پر اے برگزیدہ اللہ کے سلام آپ پر اے سردار اولاد آدم کے سلام آپ پر اے سردار رسولون کے اور ختم کرنے والے نبیون کے اور رسول پروردگار تمام عالمون کے سلام آپ پر اور آپ کی اولاد پر اور آپ کے یارون پر ایسے یار کہ پاک ہین اور آپ کی ازواج طاہرات پر کہ ان ہین مسلمانون کی جزا دے آپ کو اللہ ہماری طرف سے وہ جزا کہ جزا دی کسی نبی کو اُسکی امت سے اور رحمت نازل کرے آپ پر اتنی جتنا یاد کرتے ہین آپکو یاد کرنیوالے اور غافل ہین آپکی یاد سے غافل لوگ ۱۲ ۲ سلام آپ پر اے رسول اللہ کے فلانے آدمی کیطرف سے سلام آپ پر اے رسول اللہ کے فلانے آدمی کیطرف سے ۱۲ ۳ سلام تم پر اے دونون وزیر رسول خدا کے اور اُنکی یاری کرنیوالے اور پر کھڑے ہونیکے دین پر جبتک وہ زندہ تھے اور قائم ہونے والے بعد اُنکے اُنکی امت مین دین کے کامون کے ساتھ فرمانبرداری کی تم دونون نے اس امر مین اُنکے کامونکی عمل کیا تم دونون نے اُنکی سنت پر پس جزا دے تم دونون کو اللہ نیک اُس جزا کی جو جزا دی ہو کسی نبی کے وزیرون کو جو اُسکے دین پر تھے ۱۲۔

رسالت مآب صلعم سے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے دین مین سیاحت اور رہبانیت نہین ہے آپنے فرمایا اُسکے عوض ہم کو جہاد اور حج کرنیکا حکم ہے تو حق تعالیٰ نے رہبانیت کے بدلے اس امت کو حج کا حکم فرمایا کہ اسمین مجاہدہ کا مطلب بھی حاصل ہے اور عبرتین بھی موجود ہین کہ حق تعالیٰ نے کعبۂ شریف کو بزرگی عنایت فرمائی اور اپنی طرف منسوب کیا اور اُسکو پادشاہون کے در دولت کے مثل بنایا اطراف وجوانب کو اُسکا حرم ٹھہرایا اُسکی تعظیم اور عزت کیواسطے وہان کے شکار اور اشجار کو حرام کردیا اور عرفات کو در دولت سلطانی کے جلو خانے کے مثل حرم کے سامنے بنایا تاکہ سب طرف سے تمام عالم بیت اللہ کا قصد کرے حالانکہ معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ مکان اور خانۂ کعبہ مین رہنے سے منزّہ اور پاک ہے لیکن آدمی کو جب شوق بغایت اور آرزو بے نہایت ہو تو جو چیز دوست کیطرف منسوب ہوتی ہے وہ بھی جان ودل سے مطلوب ومرغوب ہوتی ہے تو مسلمانون نے اس اشتیاق مین اپنے اپنے اہل وعیال وطن و مال چھوڑدیے اور جنگلون کے خوف وخطر گوارا کیے غلامون اور بندون کیطرح دوست برحق اور مالک مطلق کے آستانہ کا قصد کیا اور اس عبادت مین اُن کو ایسے کامون کا حکم ہوا جو عقل مین نہین آسکتے جیسے پتھر پھینکنا اور صفا مروہ مین دوڑنا یہ اسواسطے ہوا کہ جو کچھ عقل مین آسکتا ہے نفس کو بھی اس کے ساتھ کچھ انس ہوتا ہے اسواسطے کہ اُس کام کو اور اُسکی وجہ کو جانتا ہے مثلاً جانتا ہے کہ زکوۃ دینے مین محتاجون کی مددگاری ومدارات ہے اور نماز مین معبود حقیقی کے سامنے فروتنی اور روزہ مین لشکر شیطان کی شکست ہے ممکن ہے کہ آدمی کی طبیعت عقل کے موافق حرکت کرے اور کمال بندگی یہ ہے کہ محض حکم مالک سے بندہ کام کرے اور اُسکے باطن مین اُس کام کا خواستگار کوئی نہ ہو تو پتھر پھینکنا اور دوڑنا اسی قبیل سے ہے کہ سوا بندگی کے اور کسی وجہ سے آدمی نہین کرسکتا اور اسی واسطے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے بالتخصیص حج کی شان مین زبان فیض ترجمان پر آیا ہے لبیک لحجۃ حقاً تعبداً ورقاً عبودیت اور بندگی آپنے اسیکا نام رکھا اور بعضے لوگ جو حیران ہین کہ حج کے اعمال سے کیا مقصد اور مراد ہے یہ حیرانی اُنکی غفلت کے باعث سے ہے حقیقت حال سے وہ بیخبر ہین کہ بے مطلبی اُسکا مطلب ہے اور بیغرضی اس سے غرض ہے تاکہ بندگی اس سے ظاہر ہو اور بندہ کی نظر محض حکم مالک پر ہو اس مین کسی طرح طبیعت اور عقل کا دخل نہ ہو تاکہ آدمی اپنے تئین باقی مطلق مین بالکل فنا کردے کہ نیستی اور بے نصیبی ہی آدمی کی سعادت ہے تاکہ اُس سے حق اور فرمان حق کے سوا اور کچھ باقی نہ رہے **حج کی عبرتین** یہ ہین کہ اس سفر کو ایک وجہ سے سفر آخرت کے مانند بنایا ہے اسواسطے کہ اس سفر سے خانہ مقصود ہے اور اس سفر سے صاحب خانہ تو اس سفر کے حالات اور مقدمات سے اُس سفر کا احوال یاد کرنا چاہیے جب اپنے اہل وعیال ودوست واحباب کو آدمی وداع کرے تو سمجھے کہ یہ رخصت اُس رخصت کے مانند ہے جو سکرات موت مین ہوگی اور اس سفر سے پہلے تمام علائق سے فارغ البال ہوکر آدمی نکلتا ہے اسیطرح آخر عمر مین بھی چاہیے کہ تمام دنیا سے دل کو خالی کرے ورنہ سفر آخرت اُسے دوبھر ہوجائیگا اور جب سب طرح اس سفر کا توشہ اور ہر قسم کا زاد راہ مہیا کرتا ہے اور ہوشیار رہتا ہے اور سب احتیاطین کرتا ہے کہ جنگل بیابان مین کہین بے سامان نہو جائے تو خیال کرنا چاہیے کہ میدان حشر بہت بڑا اور ہولناک ہے اور وہان توشہ اور زاد آخرت کی بڑی احتیاج ہے اور جب اس سفر مین بہت جلد خراب ہوجانے والی چیز ساتھ نہین لیتا کہ جانتا ہے یہ میرا ساتھ نہ دیگی اور توشہ اور زاد راہ کے لائق نہین اسیطرح جس عبادت مین کہ ریا اور قصور کو دخل ہو وہ زاد آخرت کے لائق نہین

اور جب جنازہ یعنی سواری پر بیٹھے تو چاہیے کہ جنازہ کو یاد کرے اسواسطے کہ یقیناً جانتا ہے کہ سفر آخرت مین بھی سواری ہوگی اور ممکن ہے کہ جنازہ سے اُترنے نہ پائے اور وقت جنازہ آجائے اور چاہیے کہ یہ سفر حج ایسا ہو کہ زاد سفر آخرت ہو سکے اور جب احرام کے کپڑے مہیا کرے کہ نزدیک پہونچتے ہی روزمرہ کے کپڑے اُتار کر اُنھین پہنے گا اور وہ سفید دو چادرین ہین تو چاہیے کہ کفن کو یاد کرے کہ وہ بھی دنیا کے لباس کے خلاف ہے اور جب پہاڑ کی گھاٹیان اور جنگل کے خطرے دیکھے تو منکر نکیر اور قبر کے سانپ بچھو کو یاد کرے کہ قبر سے میدان حشر تک بہت بڑا جنگل ہے اور اس مین بہت سی گھاٹیان ہین اور جسطرح بے رہبر کے جنگل کی آفتون سے بچنا ممکن نہین اسی طرح عبادت کے بغیر قبر کے ہولون سے بچنا ممکن نہین اور جیسے جنگل مین اہل وعیال دوست آشنا سے چھوٹ کر تنہا ہوتا ہے قبر مین بھی اسیطرح اکیلا ہوگا اور جب لبیک کہنا شروع کرے تو جاننا چاہیے کہ خدای تعالی کی ندا کا جواب ہے اور قیامت کے دن اُسے اسیطرح ندا پہونچیگی اُس ہول کو خیال کرے اور اس ندا کے خطر مین ڈوبا رہے علی ابن الحسین رضی اللہ تعالی عنہما کا چہرہ احرام کے وقت زرد ہوجاتا تھا اور بدن مین لرزہ پڑجاتا تھا اور لبیک نہ کہہ سکتے تھے لوگون نے کہا آپ لبیک کیوں نہین کہتے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ لبیک کہون اور لالبیک ولاسعدیک جواب آئے اتنا کہا اور اونٹ پر سے بیہوش ہوکر گر پڑے اور ابن الحواری جو حضرت ابوسلیمان دارانی کے مرید تھے وہ حکایت کرتے ہین کہ حضرت ابوسلیمان نے اُسوقت لبیک نہ کہا اور ایک میل چلکر آپ کو غش آگیا جب ہوش آیا تو فرمایا حق تعالے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی تھی کہ اپنی امت کے ظالمون سے کہدے کہ مجھے نہ یاد کرین اور میرا نام نہ لین کہ جو مجھے یاد کرتا ہے مین اُسے یاد کرتا ہون اگر یاد کرنیوالے ظالم ہین تو مین اُنھین لعنت کے ساتھ یاد کرتا ہون اور کہا کہ مین نے سُنا ہے کہ جو کوئی حج کا خرچ مال مشتبہ سے لیتا ہے اور لبیک کہتا ہے اُسکو جواب دیتے ہین لَا لَبَّیْكَ وَلَا سَعْدَیْكَ حَتّٰی تَرُدَّ مَا فِی یَدَیْكَ[۱] اور طواف وسعی اُسکے مشابہ ہین جیسے غریب محتاج ناچار سلاطین کے در دولت پر جاتے ہین اور محل کے گرد عرض حاجت کا موقع ڈھونڈھتے پھرتے ہین اور جلو خانے مین آتے جاتے ہین اور اپنا ساعی اور شفیع ڈھونڈھتے ہین اور اُنھین امید ہوتی ہے کہ شاید بادشاہ کی نگاہ ہمپر پڑجائے اور ہمین ایک نظر دیکھ لے صفا مروہ کے بیچ کا میدان جلو خانے سلطانی کے مانند ہے عرفات پر لوگون کا کھڑا رہنا اور اطراف جہان سے لوگون کا مجتمع ہوکر آنا اور مختلف زبانون مین دعائین مانگنا عرصات قیامت کے مانند ہے وہان بھی تمام عالم جمع ہوگا اور ہر ایک کو اپنی اپنی فکر ہوگی اور ہر شخص امید وبیم مین ہوگا کہ دیکھا چاہیے مین مقبول ہون یا مردود اور پتھر مارنے سے ایک تو فقط اظہار بندگی بطور عبادت مقصود ہے دوسرے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے مشابہت ہو کہ وہان پر ابلیس آپ کے سامنے آیا تھا کہ وسوسہ مین ڈالے آپ نے اُسپر پتھر پھینکے تھے اے عزیز اگر تیرے خیال مین یہ بات آئے کہ ابلیس حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکھائی دیا تھا ہمین نہین دکھائی دیتا ہم بیفائدہ پتھر کیون مارین تو اس خطرہ کو وسوسہ شیطانی جان اور بے تامل پتھر مار کر شیطان کی پیٹھ توڑ کہ پتھر مارنے سے شیطان کی پیٹھ ٹوٹتی ہے اور تو بندہ فرمانبردار ہوجا جو حکم تجھے ہو بجالا اور اپنے تئین بالکل خداوند کریم کی تصرف مین چھوڑدے اور یہ جان لے کہ پتھر مارنے سے بیشک مین نے شیطان کو مقہور اور مغلوب کرلیا حج کی عبرتون کا اسقدر بیان اسواسطے ہوا کہ اگر

[۱] یعنے تیرا لالبیک اور سعدیک کہنا ناپسند ہے یہان تک کہ رد کرے تو اس کو جو تیرے قبضہ مین ہے ۱۲

کوئی شخص اس راہ کو پہچانیگا تو جسقدر اُسکا ذہن روشن اور شوق کامل اور سعی و کوشش بلیغ ہے اُسیقدر یہ معنی اُسے دکھائی دینگے اور ہر امر مین حصہ اور نصیبہ پائیگا کہ روح عبادت یہی ہے اور یہ باتین معلوم ہونے سے کامونکی ظاہری صورت سے معنون کی طرف بہت بڑھ جائیگا

آٹھوین اصل تلاوت قرآن کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ قرآن شریف پڑھنا سب عبادتون سے بہتر ہے خصوصاً نماز مین کھڑے ہو کر جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ میری امت کی عبادتون مین سب سے افضل تلاوت قرآن ہے اور فرمایا ہے کہ جس شخص کو حق تعالیٰ نے نعمت قرآن عطا فرمائی ہو اور وہ سمجھے کہ اور کسی کو اس سے بہتر کوئی چیز ملی ہے تو اُسنے اُس چیز کی تحقیر کی جسکی حق تعالیٰ نے تعظیم و توقیر کی اور فرمایا کہ اگر مثلاً قرآن کو کسی کھال مین رکھین تو آگ اُسکے قریب بھی نہ جائیگی اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کوئی فرشتہ اور پیغمبر وغیرہ قرآن سے بڑھ کر حق تعالیٰ کے نزدیک شفیع نہین ہے اور فرمایا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جسکو تلاوت قرآن دعا مانگنے سے باز رکھے تو شکر گزارون کیواسطے جو بڑا ثواب ہے وہ مین اُسے دونگا اور فرمایا کہ دلون مین لوہے کیطرح زنگ لگتا ہے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ چھوٹتا کاہے سے ہے آپنے فرمایا قرآن شریف پڑھنے اور موت کو یاد کرنے سے اور فرمایا ہے مین دنیا سے گیا اور تم مین دو واعظ اور ناصح چھوڑے وہ ہمیشہ تم کو پند و نصیحت کرینگے ایک گویا اور دوسرا خاموش ہے گویا تو قرآن مجید ہے اور خاموش موت ہے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ قرآن پڑھو کہ ہر حرف کے بدلے مین دس دس نیکیان ثواب ملتی ہین مین نہین کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف میم ایک حرف ہے امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مین نے حقتعالیٰ کو خواب مین دیکھا عرض کی کہ یا اللہ کس چیز کے ذریعہ سے تیرے ساتھ تقرب افضل ہے ارشاد ہوا کہ میرے کلام قرآن کے ذریعہ سے مین نے عرض کی کہ خواہ معنی سمجھتا ہو خواہ نہین ارشاد ہوا کہ ہان معنی سمجھے خواہ نہ سمجھے **غافلونکی تلاوت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جس نے قرآن پڑھا اُسکا بڑا درجہ ہے اُسے چاہیے کہ قرآن شریف کی عزت کا خیال رکھے ناشایستہ باتون سے بچا رہے ہر وقت آداب سے رہے ورنہ معاذ اللہ اسبات کا خوف ہے کہ مبادا قرآن شریف اُسکا دشمن ہو جائے اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین منافق اکثر قرآن خوان لوگ ہونگے حضرت ابو سلیمان دارانی کا قول ہے کہ دوزخ کا فرشتہ سب فرشتون کی نسبت مفسد قرآن خوانون کو جلد پکڑیگا توریت مین لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بندے تجھے شرم نہین آتی کہ اگر تیرے بھائی کا خط تجھے پہونچے تو اگر راہ مین ہوتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے یا راستے سے الگ ہو بیٹھتا ہے اور اُسکا ایک ایک حرف پڑھتا ہے اور اسمین غور و تامل کرتا ہے اور یہ کتاب میرا نامہ ہے تجھے مین نے لکھا تو اسمین غور و تامل کرے اور تو اُسپر کاربند ہو اور تو اُس سے انکار کرتا ہے اور اسپر عمل نہین کرتا اور جو تو پڑھتا بھی ہے تو غور و تامل نہین کرتا حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگلے لوگ قرآن شریف کو جانتے تھے کہ حق تعالیٰ کے پاس سے یہ نامہ آیا ہے رات کو اُسمین غور و تامل کرتے اور دن کو اُسپر عمل کرتے تھے تم لوگون نے اُسکا درس اختیار کیا ہے اُسکے حروف کے زبر و زیر کو درست کرتے ہو اور اُسپر عمل کرنے مین سستی کرتے ہو الغرض قرآن شریف سے مقصود اصلی فقط پڑھنا نہین بلکہ اُسپر عمل کرنا ہے پڑھنا یاد رکھنے کے لیے سبب ہے اور یاد رکھنا عمل کرنے کے واسطے جو لوگ پڑھتے ہین اور عمل نہین کرتے اُنکی مثل ایسی ہے جیسے کسی غلام کے پاس اُسکے مالک کا نامہ آئے

اُس مین اُس غلام کی نسبت احکام لکھے ہون وہ غلام بیٹھے اور اُس نامہ کو خوش آوازی سے پڑھے اُسکے حروف خوب درست نکالے اور ان احکام مین سے جو اُسمین لکھے ہین کچھ نہ بجالائے تو وہ غلام بیشک عقوبت اور عداوت کا مستحق ہے **تلاوت قرآن کے آداب** ظاہر مین چھ چیزون کی رعایت رکھنا چاہیے اول یہ کہ تعظیم سے پڑھے اور پہلے وضو کرے اور قبلہ رو بیٹھے اور عجز و انکسار کے ساتھ پڑھے جیسے نماز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی نماز مین کھڑے ہو کر قرآن پڑھتا ہے اُسکے واسطے ہر ہر حرف کا ثواب سو سو نیکیان لکھی جاتی ہین اور جو بیٹھکر نماز مین پڑھتا ہے تو پچاس پچاس نیکیان لکھی جاتی ہین اور اگر باوضو ہو اور نماز کے علاوہ پڑھے تو پچیس پچیس نیکیان اور اگر وضو بھی نہ ہو تو دس دس نیکیون سے زیادہ نہین لکھتے اور اگر رات کو نماز مین پڑھے تو بہت افضل ہے کہ خاطر جمعی بہت ہوتی ہے دوسرے یہ کہ آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور اُسکے معنون مین تامل کرے جلد ختم کرنیکی فکر مین نہ رہے بعض لوگ روز ایک ختم کرتے ہین اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تین دن سے کم مین قرآن ختم کرے تو علم فقہ جو قرآن مین ہے وہ اُسے نہ حاصل ہوگا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ اگر اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ اور اَلْقَارِعَۃُ مین آہستہ پڑھون اور غور و تامل کرون تو سورۂ بقر اور سورۂ آل عمران جلدی پڑھنے سے مجھے بہت پسند ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی کو جلدی جلدی قرآن شریف پڑھتے دیکھا فرمایا یہ شخص نہ قرآن پڑھتا ہے نہ خاموش ہے اگر عجمی ہو کہ قرآن شریف کے معنی نہین جانتا تو بھی قرآن شریف کی عظمت کیواسطے آہستہ اور ٹھہر کے پڑھنا افضل ہے تیسرے یہ کہ روئے اسواسطے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ قرآن پڑھو اور روؤ اگر رونا نہ آئے تو تکلف کرکے قصداً رونا لاؤ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے سُبحان الّذی مین جو آیہ سجدہ ہے جب اُسے پڑھو تو سجدہ کے واسطے جلدی نہ کرو تاوقتیکہ رو نہ لو اگر کسی کی آنکھ نہ روئے تو چاہیے کہ اُسکا دل روئے اور جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا ہے کہ قرآن رنج کیواسطے نازل ہوا ہے جب اُسکو پڑھو تو اپنے تئین غمگین کرو اور جو کوئی وعدہ وعید اور احکام قرآن مین تامل کریگا اور اپنی عاجزی اور ناچاری دیکھیگا خواہ نخواہ اندوہگین ہوگا بشرطیکہ اُسپر غفلت نے غالب ہو چوتھے یہ کہ ہر آیت کا حق ادا کرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلعم جب عذاب کی آیت پر پہونچتے استعاذہ کرتے یعنے حقتعالی سے پناہ مانگتے اور جب رحمت کی آیت پر پہونچتے تو حقتعالی سے رحمت مانگتے اور تنزیہ کی آیت پر پہونچکر تسبیح کرتے اور قرآن شریف شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑھتے اور جب تلاوت سے فارغ ہوتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ وَاجْعَلْہُ لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً اَللّٰھُمَّ ذَکِّرْنِیْ مِنْہُ مَا نَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْہُ مَا جَھِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَہٗ اٰنَاۤءَ اللَّیْلِ وَاَطْرَافَ النَّھَارِ وَاجْعَلْہُ حُجَّۃً لِّیْ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ؂ اور جب سجدہ کی آیت پر پہونچے تو سجدہ کرے پہلے تکبیر یعنی اللہ اکبر کہے پھر سجدہ کرے نماز کی شرطین یعنی طہارت اور ستر عورت وغیرہ سب سجدۂ تلاوت مین لحاظ رکھنا چاہیے فقط اللہ اکبر کہکر سجدہ کرنا بے تشہد اور سلام کے کافی ہے پانچوین یہ کہ اگر ریا کا شبہہ اور اندیشہ ہو یا کسی کی نماز مین خلل پڑتا ہو تو آہستہ پڑھے اسواسطے کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ چپکے قرآن پڑھنے کو چلّا کر پڑھنے پر ایسی فضیلت ہے

؂ اے اللہ تو رحم کر مجھپر بطفیل قرآن کے اور کر تو اُسے میرے لیے پیشوا اور روشنی اور ہدایت اور رحمت اے اللہ یاد دلادے مجکو اُس سے جو کچھ بھولا ہون مین اور سکھا مجھے اُس سے جو نہ جانتا ہون مین اور روزی دے تو مجھے اُسکی تلاوت کی رات کو اور دن کے کنارون مین اور کر تو اُسے دلیل میرے لیے اے پروردگار تمام عالم کے ۱۲۔

جیسے چھپا کر صدقہ دینے کو علانیہ دینے پر اگر ریا اور دوسرے کی نماز مین فتور پڑنے کا اندیشہ نہو تو بہتر یہ ہے کہ چلّا کر پڑھے تاکہ اور لوگ بھی سننے سے بہرہ مند ہون اور اُن کو بھی بہت آگاہی حاصل ہو اور ہمت جمع ہو اور شوق بڑھے اور نیند بھاگ جائے اور سونے والے جاگ پڑین اگر یہ سب نیتین جمع ہون تو ہر ہر نیت پر ثواب پائیگا اور اگر دیکھ کر پڑھے تو بہتر ہے کہ آنکھ کو بھی کام مین لگایا لوگون نے کہا ہی کہ قرآن شریف دیکھ کر ایک ختم کرنا سات ختمون کے برابر ہے علماے مصر مین سے ایک عالم حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس گیا اُنھین تو سجدہ مین پایا اور قرآن شریف سامنے رکھا دیکھا کہا فقہ نے تمھین قرآن شریف سے باز رکھا مین جب عشا کی نماز پڑھتا ہون مصحف کی تلاوت کرتا ہون اور صبح تک بیدار رہتا ہون جناب رسالتمآب صلعم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرف تشریف لیگئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت نماز مین قرآن شریف چپکے چپکے پڑھ رہے تھے حضرت صلعم نے فرمایا کہ آہستہ آہستہ کیون پڑھتے ہو عرض کی اسوجہ سے کہ جس سے مین کہتا ہون وہ سنتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ چلا کر پڑھتے ہین آپ نے فرمایا چلا کر کیون پڑھتے ہو عرض کی کہ سوتون کو جگاتا ہون شیطان کو بھگاتا ہون آپنے فرمایا کہ دونون آدمی اچھا کرتے ہو تو ایسے اعمال نیت کے تابع ہین چونکہ دونون کی نیت بخیر تھی دونون طرح سے ثواب ملیگا چھٹے یہ کہ کوشش کرے کہ خوش آوازی سے پڑھے اسواسطے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ قرآن کو اچھی آواز سے آراستہ کرو رسول مقبول صلعم نے ابو حذیفہ کے مولیٰ کو دیکھا کہ خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھتا ہے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مِثْلَہٗ یعنی اُس خدا کا شکر ہے جسنے میری امت مین ایسے کو داخل کیا اُسکا یہ سبب ہے کہ آواز جتنی اچھی ہوگی قرآن کا اثر بھی زیادہ ہوگا سنت یہ ہے کہ خوش الحانی سے پڑھے کلمات اور حروف مین بہت الحان کرنا جیسے قوالون کی عادت ہے مکروہ ہی **تلاوت کے آداب باطن بھی چھ ہین** اوّل یہ کہ کلام کی عظمت پہچانے حق سبحانہ تعالیٰ کا کلام جانے اور یقین کرے کہ یہ کلام قدیم ہی اور حق تعالیٰ کی صفت ہے اُسکی ذات سے قائم ہے اور زبان پر جو جاری ہوتا ہے یہ حروف ہین اور جیسے زبان سے آگ کہنا آسان ہی ہر ایک کہسکتا ہی لیکن اصل آگ کی طاقت نہین اسیطرح ان حرفون کے معانی کی اصل حقیقت اگر ظاہر ہو تو ساتون زمین اور ساتون آسمانون کو اُسکی تجلی کی تاب و طاقت نہو یہی سبب تھا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ[ف] لیکن قرآن کی عظمت اور جمال کو حروف کے لباس مین پوشیدہ کیا ہی تاکہ زبان اور دلون کو اُسکی طاقت ہو لباس حروف کے سوا آدمیون کی طرف اُس عظمت اور جمال کے پہونچانے کی اور کوئی صورت نہ تھی یہ امر اسبات کی دلیل ہے کہ حروف کے سوا اور بھی کوئی بڑا کام ہی جیسا کہ جانورونکو ہانکنا اور ادب دینا اور اُن سے کام کو کہنا آدمی کے کلام اور الفاظ سے ممکن نہین ہی کیونکہ اُنھین آدمیونکی باتین سمجھنے کی طاقت نہین ناچار چارپایونکی آواز سے ملتی ہوئی آواز مقرر کی کہ جانورون کو اس آواز سے جتائین اور یہ اُس آواز کو سنکر کام کرین اور اُس کام کی حکمت اور رعایت جانور نہین جانتے اسواسطے کہ بیل کو جو آواز دیتے ہین تو وہ زمین کو نرم کرتا ہے لیکن زمین نرم کرنیکی حکمت اور مصلحت نہین جانتا کہ اس سے یہ مقصود ہے کہ مٹی مین ہوا جائے اور پانی دونون مین ملے تاکہ تینون جب جمع ہون تو وہ مجموعہ بیج کی غذا ہوکر اُسے پرورش کرے اکثر آدمیونکا حصہ قرآن شریف سے بھی آواز اور ظاہری معنون کے سوا اور کچھ نہین یہانتک کہ بعضے آدمی خود قرآن مجید کو فقط حروف اور آواز ہی سمجھے ہین

[ف] اگر اُتارتے ہم اس قرآن کو پہاڑ پر تو ہر آئینہ دیکھتے تم اے محمد صلعم پہاڑ کو ڈرنے والا اور ٹکڑے ٹکڑے ہونے والا خدا کے خوف سے ۱۲

یہ سمجھنا نہایت ضعف اور خراب دلی ہے اور یہ ایسا ہی جیسے کوئی سمجھے کہ آتش کی حقیقت فقط الف تے شین ہے اور یہ نہ سمجھے کہ آتش اگر کاغذ کو چھپائے تو جلادے اور کاغذ اُسکی تاب نہین لاتا لیکن یہ حروف ہمیشہ کاغذ مین لکھے رہتے ہین اور اسمین کچھ اثر نہین کرتے اور جسطرح ہر کالبد کے واسطے روح ہے اور وہ کالبد اُسکے سبب سے باقی رہتا ہے حروف کے معنی بھی روح کے مانند ہین اور حروف کالبد ہین اور کالبد کو روح کی بدولت عظمت اور عزت ہوتی ہے اور حروف کو معانی کے سبب سے شرف ہے اُسکی تمام تحقیق بیان کرنا اس کتاب مین ممکن نہین دوسرا ادب یہ ہے کہ حقتعالی کی عظمت کہ یہ اُسکا کلام ہے قرآن شروع کرنے سے پہلے دلمین حاضر کرے اور سمجھے کہ کسکا کلام پڑھتا ہے اور کتنے بڑے کام کو بیٹھتا ہے کہ حق تعالی خود ارشاد فرماتا ہے [1] لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اور جسطرح ظاہر مصحف کو نہین چھوتا مگر پاک ہاتھ اسیطرح حقیقت کلام کو نہین پاتا مگر وہ دل جو اخلاق بد کی نجاست سے طاہر اور پاکیزہ ہو اور تعظیم و توقیر کے نور سے منور اور آراستہ ہو اسی سبب سے تھا کہ عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ جب مصحف کھولتے تو اُنپر غشی طاری ہوتی اور فرماتے [2] هُوَ كَلَامُ رَبِّیْ اور کوئی شخص قرآن مجید کی عظمت نہ جانیگا تاوقتیکہ حق سبحانہ تعالی کی عظمت نہ پہچانیگا اور حق تعالے کی عظمت دل مین نہین حاضر ہوتی تاوقتیکہ آدمی اُسکے صفات اور افعال نہ سوچے جیسے عرش کرسی سات زمین سات آسمان اور جو چیزین اُن کے درمیان ہین ملائک جن بشر بہائم حشرات الارض جمادات نباتات اور انواع مخلوقات ان سبکو خیال کرے اور سمجھے کہ یہ قرآن اُسکا کلام ہے جسکے قبضے مین یہ سب بلکہ کافہ انام ہے اگر سبکو ہلاک کرڈالے تو اُسے کچھ باک نہین اور اُسکے کمال مین کچھ نقصان نہ آئے گا سب کا خالق حافظ رازق وہی ہے ان سب باتونکا خیال کرے تو اُسکی عظمت اور بزرگی کا کچھ شمہ آدمی کے دلمین آئے تیسرا ادب یہ ہے کہ پڑھنے مین دل حاضر رہے غافل نہو نفس کی باتین اُسے ادھر اُدھر نہ لیجائین اور جو کچھ غفلت سے پڑھا اُسے نہ پڑھنے کے برابر جانے اور پھر سے پڑھے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سیر کیواسطے باغ گیا اور وہان کے عجائب و غرائب سے غافل رہا اور باہر چلا آیا اسواسطے کہ قرآن مجید مومنونکا تماشاگاہ ہے اسمین بہت عجائب اور حکمتین ہین اگر کوئی اسمین تامل کرے تو پھر اور کسی چیز کیطرف نہ مشغول ہو تو جو کوئی شخص قرآن شریف کے معنے نہ سمجھا وہ بڑا کم نصیب ہے لیکن چاہیے کہ اُسکی عظمت دلمین رکھے تاکہ خیال اور طرف نہ بٹے چوتھا ادب یہ ہے کہ ہر لفظ کے معنی کا خیال کرے تاکہ معنی سمجھ مین آئین اگر ایکبار مین نہ سمجھے تو اعادہ کرے اور اگر اس سے کچھ لذت حاصل ہوتی ہے تو بھی اعادہ کرے بہت پڑھنے سے یہ اولی اور افضل ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم ایک شب نماز مین اس آیت کو بار بار پڑھتے تھے [3] اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ اور بیس بار بسم اللہ الرحمن الرحیم کا اعادہ فرماتے اور حضرت سعد ابن جبیر نے اس آیت مین ایک رات کی رات بسر کی وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ [4] اگر کوئی شخص ایک آیت پڑھے اور دوسری آیت کے معنون کا دھیان کرے تو اُسنے اس آیت کا حق نہین ادا کیا **نقل** ہے کہ حضرت عامر ابن عبداللہ وسواس کا گلہ اور شکوہ کرتے تھے لوگون نے پوچھا کہ کیا دنیوی وسواس ہوتے ہین جواب دیا کہ اگر میرے سینہ مین چھری مارین تو نماز مین دنیوی خیال لانے سے یہ مجھے بہت آسان ہے مجھے یہ خیال بہت رہا کرتا ہے کہ قیامت کے دن حقتعالی کے سامنے کیونکر کھڑا ہونگا اور کسطرح وہانسے پھرونگا تو دیکھا چاہیے کہ ان خیالات کو بھی وسواس جانتے تھے اس حکم کی بنا پر کہ جو آیت آدمی نماز مین پڑھے تو چاہیے کہ اسوقت اُسکے معنون کے سوا اور کچھ خیال نہ کرے جب اور بات کا خیال کیا اگرچہ وہ بات دین کی

[1] نہ چھوئین اسکو مگر پاک لوگ ۱۲ [2] وہ کلام ہے میرے پروردگار کا ۱۲ [3] اگر عذاب کرے تو انکو تو وہ بیشک تیرے بندے ہین اور اگر بخشدے تو اُنکے واسطے تو یقیناً تو عزت والا اور حکمت والا ہے ۱۲ [4] تم جدا ہو جاؤ آج اے بدکار لوگو ۱۲

بھی ہو تو بھی وسواس ہے بلکہ چاہیے کہ ہر آیت مین اُسکے معنون کے سوا اور کچھ خیال نہ رکھے کہ جب حقتعالی کے صفات کی آیتین پڑھے تو اُسکے صفات کے اسرار مین تامل و رغور کرے کہ قدوس عزیز جبار حکیم وغیرہ کے کیا معنی ہین اور جب حقتعالی کے افعال کی آیتین پڑھے مثلاً خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ[۱] تو عجائب خلق سے خالق کی عظمت سمجھے اور اُسکا کمال علم و قدرت سوچے حتی کہ ایسا ہو جائے کہ جس چیز مین دیکھے خدا ہی کو دیکھے سب اُسکے ساتھ دیکھے اور اُسی سے دیکھے جب یہ آیت پڑھے اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ[۲] تو نطفہ کے عجائبات کا خیال کرے کہ ایک طرح کے پانی کے ایک قطرہ سے کیسی کیسی مختلف چیزین پیدا ہوتی ہین مثلاً گوشت پوست رگ ہڈی وغیرہ اور اعضا مثلاً سر ہاتھ پاؤن آنکھ زبان وغیرہ کیونکر پیدا ہوتے ہین پھر عجیب عجیب قوتین جیسے سمع بصر حیات وغیرہ کیونکر ظاہر ہوتی ہین اور قرآن مجید کے سب معنی بیان کرنا مشکل ہر اسن بیان سے فکر اور غور کرنے پر آگاہ کرنا مقصود ہے تین آدمیونکو قرآن شریف کے معنی نہین معلوم ہوتے ایک وہ جو ظاہر تفسیر نہ پڑھا ہو اور عربی زبان نہ پہچانتا ہو دوسرے وہ جو کسی گناہ کبیرہ پر مُصر ہو کسی بدعت کا اعتقاد اُسکے دل مین جما ہو اُسکا دل گناہ اور بدعت کی ظلمت سے تاریک ہو گیا ہو تیسرے وہ جس نے علم کلام مین کوئی اعتقاد پڑھا اور اُسکے ظاہر پر اٹکا اور ٹھہرا ہوا ہے اور اُسکے دلمین اُس اعتقاد کے خلاف جو کچھ آتا ہے اُس سے نفرت کرتا ہے تو ممکن نہین کہ ایسا شخص اس ظاہری اعتقاد سے پھرے پانچوان ادب یہ ہے کہ اسکا دل بھی صفات مختلفہ کیطرف پھرتا رہے جسطرح آیتون کے معنے مختلف آتے ہین مثلاً خوف کی آیت پر جب پہونچے تو دل پر خوف اور ہراس اور رقت غالب ہو اور جب رحمت کی آیت پر پہونچے تو فرحت و انبساط دلمین پیدا ہو اور جب حقتعالی کی صفتین سنے تو عین تواضع وانکسار ہو جائے اور جب کفار کے اقوال محال سنے جو حق سبحانہ تعالی کی جناب مین کہتے ہین مثلاً شریک اور فرزند تو آواز ہلکی کرے اور شرم وخجالت سے پڑھے اسیطرح ہر آیت کے معنی ہین اور معنی کا مقتضا ہر تو اُسی صفت پر ہو جانا چاہیے تاکہ آیت کا حق ادا ہو چھٹا ادب یہ ہے کہ قرآن اسطرح سے پڑھے کہ گویا حق تعالی سے سنتا ہو اور فرض کرے کہ فی الحال اُسی سے سنتا ہے ایک بزرگ کا قول ہے کہ مین قرآن شریف پڑھتا تھا اور کچھ حلاوت نہ پاتا تھا یہانتک کہ مین نے فرض کر لیا کہ رسول مقبول صلعم کی زبان فیض ترجمان سے سنتا ہون پھر آگے پڑھا اور فرض کیا کہ حضرت جبرئیل امین سے سنتا ہون اور زیادہ حلاوت پائی اور پھر اور آگے بڑھا اور بڑے مرتبہ کو پہونچا اب اسطرح پڑھتا ہون کہ گویا بے واسطہ حق سبحانہ تعالی سے سُنتا ہون وہ لذت پاتا ہون کہ ہرگز نہ پائی تھی ۔

نوین اصل حق تعالی کے ذکر کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ حق تعالی کو یاد کرنا سب عبادتون کا خلاصہ اور جان ہے اسواسطے نماز اسلام کا عمود ہے اُس سے بھی یاد الٰہی مقصود ہے چنانچہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ[۳] اور تلاوت قرآن سب عبادتون سے اسواسطے افضل ہر کہ وہ کلام خدائے عزوجل ہے حق تعالی کی یاد دلاتا ہر اور جو کچھ اُسمین ہے خدا کے ذکر کی تازگی کا سبب اور واسطہ ہر اور روزہ سے شہوت اور خواہش کا توڑنا مقصود ہے دل جب ہجوم شہوت سے نجات پاتا ہے صاف ہو کر حق تعالی کے ٹھہرنے کا مقام بنجاتا ہے اسواسطے کہ جبتک دل شہوتون اور خواہشون سے بھرا ہوا ہے اُس سے ذکر الٰہی ناممکن ہے اور ذکر اُسمین موثر نہین ہوتا اور حج جو زیارت خانۂ خدا

[۱] پیدا کیا آسمانون اور زمین کو ۱۲ [۲] بیشک پیدا کیا ہم نے آدمی کو نطفہ سے ۱۲ [۳] بیشک نماز باز رکھتی ہے بدی اور برائی سے اور ہر آئینہ ذکر اللہ کا بہت بڑا ہے ۱۲

کا نام ہے اُس سے صاحب خانہ کی یاد اور اُسکی ملاقات کے شوق کا برپا کرنا مقصود ہے تو ذکر آلہی سب عبادتون کا سر اور خلاصہ ہے بلکہ اسلام کی اصل اور جڑ کلمۂ لا الٰہ الا اللہ ہے اور یہ عین ذکر ہے اور عبادتین اس ذکر کی تاکید اور مضبوط کرنیوالی ہین اور تیسرے ذکر کا ثمرہ یہ ہے کہ خدا تجھے یاد کرتا ہے اس سے زیادہ ثمرہ اور نتیجہ کیا ہے اسیواسطے ارشاد فرمایا فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو تاکہ مین تمھین یاد کرون خدا کو ہمیشہ یاد کرنا چاہیے اگر ہمیشہ نہ ہو تو اکثر اوقات ہو کہ آدمی کی فلاح اسکے ساتھ وابستہ ہے اسیواسطے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ٥ یعنی فلاح کی امید رکھتے ہو تو کثرت ذکر اُسکی کنجی ہے بہت ذکر کرو تھوڑا اسا نہین اکثر اوقات کرو گاہ گاہ نہین اسیواسطے فرمایا ہے اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ ٥ اُن بندون کی تعریف فرمائی ہے جو کھڑے بیٹھے سوتے کبھی اُسکی یاد سے غافل نہین ہوتے اور فرمایا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ٥ یعنی اُسے یاد کر زاری اور ڈر اس سے اور پوشیدہ صبح و شام کو اور کسی وقت غافل نہ ہو جناب رسول مقبول صلعم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ سب کامون مین کونسا کام افضل ہے آپ نے فرمایا کہ مرتے وقت ذکر آلہی سے تر زبان ہونا جناب رحمۃ للعالمین نے فرمایا کہ خداوند کریم کے نزدیک جو کام بہترین اعمال اور مقبول ہے اور تمھارا ابزرگترین درجات ہے اور سونا چاندی صدقہ دینے سے بہتر ہے اور خدا کے دشمنون کے ساتھ اس طرح جہاد کرنے سے بھی بہت بڑھکر ہے کہ تم اُنکی گردنین مارو وہ تمھاری گردنین کاٹین اس کام سے مین تمھین آگاہ کرون جان نثارون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے وہ کیا کام ہے آپنے فرمایا ذکر اللہ یعنی حقتعالیٰ کو یاد کرنا اور آپ نے فرمایا ہے کہ جسکو میرا ذکر دعا مانگنے سے باز رکھیگا میرے نزدیک اُسکا انعام اور اُسکو عطا کرنا مانگنے والون کے انعام اور عطا سے بہتر ہے اور فرمایا کہ خدا کو یاد کرنیوالا غافلون مین ایسا ہے جیسے مُردون مین زندہ ہو اور جیسے سوکھی گھاس مین ہرا درخت اور جہاد سے بھاگے ہوؤن مین غازی ثابت قدم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اہل جنت کو کسی امر پر حسرت نہوگی مگر دنیا مین جو ساعت یاد آلہی سے غفلت مین اُنپر گذری ہوگی اُسپر حسرت ہوگی **ذکر کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ ذکر کے چار درجے ہین ایک تو یہ کہ فقط زبانی ذکر ہو دل اُس سے غافل اور بیفکر ہو اُسکا اثر کم ہوتا ہے مگر بالکل بے اثر نہین ہے اسواسطے کہ جو زبان ذکر آلہی مین مشغول ہو اُسکو اس زبان پر جو بیہودہ باتون مین مصروف ہو یا بالکل معطل اور بیکار ہو فضیلت ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ ذکر دل مین تو ہو لیکن قرار نہ پکڑے اور گھر نہ کرے ایسا ہو کہ دلکو تکلف سے ذکر کے ساتھ مشغول رکھین کہ اگر یہ جہد اور تکلف نہ ہو تو دل غفلت یا نفس کے خطرون سے پھر اپنی طبیعت کے موافق ہو جائے تیسرا درجہ یہ ہے کہ ذکر دلمین گڑ گیا ہو اور ایسا غالب اور متمکن ہو گیا ہو کہ اور کام کیطرف اُسے تکلف سے مشغول کرین یہ بہت بڑی بات ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ جسکا ذکر ہے وہ دلمین بس گیا ہو اور وہ حق سبحانہ تعالیٰ ہے اور ذکر دلمین نہو اسواسطے کہ جس شخص کا دل بالکل مذکور یعنی خدا کو دوست رکھتا ہے اُسمین اور اُس شخص مین جسکا دل ذکر کو دوست رکھتا ہے بڑا فرق ہے بلکہ کمال یہ ہے کہ ذکر اور ذکر کا خیال بالکل دل سے جاتا رہے مذکور ہی مذکور رہجائے اسواسطے کہ ذکر عربی ہو خواہ فارسی سخن نفس سے خالی نہوگا بلکہ عین سخن ہوگا اور اصل یہ ہے کہ سخن عربی اور فارسی وغیرہ جو کچھ ہے سب چیزون سے دل خالی ہو اور سب وہی وہ ہو جائے دل مین کسی دوسری چیز کی گنجایش ہی نہ باقی رہے فرط محبت جسکو عشق کہتے ہین یہ امر اُسکا نتیجہ ہے یعنی اُس سے حاصل ہوتا ہے اور عاشق ہمیشہ معشوق ہی کیطرف متوجہ رہتا ہے ایسا ہوتا ہے کہ اُسکے تصوّر اور

ف جو خدا کا ذکر کرے خدا اُسکا ذکر کرتا ہے ۱۲ ف ذکر کی مثال ۱۲

ف ذکر کے چار درجے ہین ۱۲

کمال خیال مین اُسکا نام بھی بھولجاتا ہے جب ایسا مستغرق اور محو ہو جایگا کہ اپنے تئین اور غیر حق جو کچھ ہے سبکو بھولجایگا تو تصوف کے پہلے راستے پر آئیگا صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس حالت کو فنا اور نیستی کہتے ہین یعنی جو کچھ ہے وہ سب اُسکے ذکر سے نیست ہوگیا اور خود بھی نیست ہوگیا کہ اپنے تئین بالکل بھول گیا اور جسطرح حق تعالیٰ کے بہت سے عالم ایسے ہین کہ ہمین اُنکی خبر نہین اور وہ ہمارے حق مین نیست ہین اور ہم جنسے آگاہ ہین اور ہمین جنکی خبر ہے وہ ہمارے نزدیک ہست ہین اگر یہ عالم جو خلق کے نزدیک موجود ہین کسی کو بھول گئے تو اُسکے نزدیک نیست ہوگئے اور جب اپنی خودی بھولگیا تو خود بھی اپنے نزدیک نیست ہوگیا اور خدا کے سوا جب کوئی چیز اُس کے ساتھ نہ رہی تو حق تعالیٰ ہی اُسکے نزدیک ہست اور اُسکے سامنے موجود ہے اے عزیز جسطرح تو جب نگاہ کرے اور زمین و آسمان اور جو کچھ اسمین ہے وہی دیکھے اُسکے سوا اور کچھ نظر نہ آئے تو تو یہی کہیگا کہ اسکے سوا عالم ہستی نہین اور تمام عالم یہی ہے اسیطرح یہ ذاکر بھی خدا کے سوا کچھ نہین دیکھتا اور کہتا ہے کہ ہمہ اوست یعنی اللہ ہی اللہ ہے سوا اللہ کے کچھ نہین اس مقام پر اُسکے اور خدا کے درمیان جدائی نہین باقی رہتی اور یگانگی حاصل ہو جاتی ہے یہ توحید اور وحدانیت کا پہلا عالم ہے یعنی جدائی اُٹھ جاتی ہے جدائی اور دوئی سے کچھ خبر ہی نہین رہتی اسواسطے کہ جدائی وہ جانتا ہے جو دو چیزین جانے اپنے تئین اور خدا کو پہچانے اور یہ شخص اُسوقت آپ سے بیخبر ہے ایک کے سوا دوسرے کو پہچانتا ہی نہین تو جدائی کیونکر جانے آدمی جب اس درجہ پر پہونچتا ہے تو فرشتون کی صورتین اُسپر ظاہر ہونے لگتی ہین ملائک اور انبیا کی روحین اچھی اچھی صورتون پر اُسے نظر آنے لگتی ہین جناب احدیت کیواسطے جو چیزین خاص ہین وہ منکشف ہونے لگتی ہین اور بڑے بڑے احوال نمودار ہوتے ہین کہ اُنکا بیان ممکن نہین جب پھر آپ مین آتا ہے اور اور کامون سے آگاہی پاتا ہے تو اُسکا اثر اُسمین رہتا ہے اور اس حالت کا شوق غالب ہو جاتا ہے اور دنیا و مافیہا اور جن کامون مین خلق مشغول ہے وہ سب اُسے ناگوار اور ناپسند ہوتے ہین اپنے بدن سے تو آدمیون مین ہوتا ہے اور دل سے غائب رہتا ہے اور تعجب کی نظر سے لوگون کو دیکھتا ہے کہ دنیا کے کام مین مشغول ہین اور رحمت اور حسرت کی نگاہ سے دیکھتا اسواسطے ہے کہ جانتا ہے کہ یہ لوگ کتنے بڑے اور عمدہ کام سے محروم ہین اور لوگ ہنستے ہین کہ وہ خود بھی دنیا کے کامون مین کیون نہین مشغول ہوتا اور گمان فاسد کرتے ہین کہ اُسے سودا ہو جایگا اگر کوئی شخص فنا اور نیستی کے درجے کو نہ پہونچے اور یہ حالات اور مکاشفات اُسپر ظاہر نہون لیکن ذکر الٰہی اسپر غالب اور مستولی ہو جائے تو یہ بھی کیمیاے سعادت ہے اسواسطے کہ جب ذکر غالب ہوگا تو انس و محبت مستولی ہوگی اور دل پر چھا جایگی یہانتک کہ حق تعالےٰ کو دنیا و مافیہا سے زیادہ دوست رکھیگا اور اصل سعادت یہی ہے اسواسطے کہ جب خدا کی طرف رجوع ہوگی تو موت سے اُسکے دیدار کے بسبب کمال لذت بقدر محبت حاصل ہوگی اور جسکی محبوبہ معشوقہ دنیای دون ہے اور جو اس پیرزال پر عاشق و مفتون ہے وہ بقدر عشق و محبت اُسکی فرقت مین رنج و اذیت کھینچیگا جیسا عنوان مسلمانی مین بیان ہو چکا ہے تو اگر کوئی شخص بہت ذکر کرتا ہو اور وہ احوال جو صوفیہ کو ہوتے ہین اُسپر ظاہر اور نمودار نہون تو چاہیے کہ بیزار نہو کہ سعادت اُس حال پر موقوف نہین اسواسطے کہ دل جب نور ذکر سے آراستہ ہوا تو کمال سعادت پر مہیا ہوا اور جو کچھ اس جہان مین اُسے نہ ظاہر ہوگا وہ مرنیکے بعد ظاہر ہوگا تو آدمی کو چاہیے کہ مراقبہ دل کا التزام رکھے تاکہ خدا سے لگا رہے اور کبھی غافل نہو اسواسطے کہ ذکر دائمی حضرت الٰہیت اور عجائب ملکوت کی کنجی ہے یہ جو جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیات نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنت کے باغون کی سیر کرنا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ خدا کا ذکر کثرت سے کیا کرے اسکے یہی معنی ہین اور یہ جو ہم نے بیان کیا اس سے

ف غیر حق کو بھول جانا تصوف کی پہلی راہ ہے ۱۲ ف فنا ۱۲

ف توحید کا پہلا عالم ۱۲ ف کشف ملائکہ اور ارواح وغیرہ ۱۲

معلوم ہوا کہ ذکر سب عبادتون کا خلاصہ ہے اور ذکر حقیقی یہ ہے کہ اوامر و نواہی پیش آنیکے وقت خدا کو یاد کرے اور گناہ سے ہاتھ کھینچے حکم الٰہی بجا لائے اگر ذکر اُسے اس بات پر نہ لائے تو اسبات کی دلیل ہے کہ وہ ذکر سخن نفس اور بے حقیقت تھا **تسبیح تہلیل تحمید صلوٰۃ استغفار کے فضائل کا بیان** رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ بندہ جو نیکی کرتا ہے اُسے قیامت کے دن ترازو مین رکھینگے مگر کلمہ لا آلہ الا اللہ کہ اگر اسے میزان مین رکھین تو سات زمین اور سات آسمان اور جو کچھ اُنمین ہے اُن سب سے زیادہ نکلے اور فرمایا ہے کہ لا آلہ الا اللہ کہنے والا اگر اسمین سچا ہے یعنے صدق دل سے کہتا ہے اور زمین کی خاک کے برابر کثرت سے گناہ رکھتا ہے تو بھی اُسے بخشدینگے اور فرمایا ہے کہ جسنے خلوص سے لا آلہ الا اللہ کہا وہ جنت مین جائیگا اور فرمایا ہے کہ جو [1]لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہر روز سو بار کہے تو دس بندے آزاد کرنیکے برابر ہے کہ اُسنے آزاد کیے اور سو نیکیان اُسکے نامۂ اعمال مین لکھی جائینگی اور سو گناہ مٹائے جائینگے اور رات تک یہ کلمہ شیطان سے اُسکے لیے حصار ہوگا صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ جو شخص یہ کلمہ کہیگا اُسنے گویا فرزندان اسمٰعیل علیہ السلام مین سے چار بندونکو آزاد کیا **تسبیح اور تحمید کا بیان** رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایک دن مین [2]سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سو بار کہے اُسکے تمام گناہ بخشدیے جائینگے اگرچہ کثرت مین دریا کے پھین کے برابر ہون اور فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر نماز کے بعد تینتیس ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ اور تینتیس ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور تینتیس ۳۳ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے من بعد سو کو اس کلمہ سے پورا کرے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تو اُسکے سب گناہ بخشدیے جائینگے اگرچہ کف دریا کے برابر ہون روایت ہے کہ ایک مرد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ دنیا نے مجھے چھوڑ دیا ہے تنگدست و محتاج اور عاجز ہو گیا ہون میری کیا تدبیر ہے آپنے فرمایا کہ تو کدھر ہی ملائکہ کے اُس صلوٰۃ اور خلق کی اُس تسبیح سے تو کیا بیخبر ہے جسکی بدولت وہ روزی پاتے ہین اُسنے عرض کی کہ وہ کیا ہو آپ نے فرمایا [3]سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فجر کی نماز کے پہلے سو بار روز پڑھا کر تاکہ دنیا خواہ نخواہ تیری طرف متوجہ ہو جائے اور حقتعالے ہر کلمہ سے ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ وہ قیامت تک تسبیح کیا کرتا ہے اور اُسکا ثواب تجھے ملیگا اور فرمایا ہے کہ یہ کلمات باقیات الصالحات ہین [4]سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور فرمایا کہ مین ان کلمات کو کہتا ہون اور جو چیزین گردش آفتاب کے نیچے ہین اُن سے بہت دوست رکھتا ہون اور فرمایا کہ خدا کے نزدیک یہی چار کلمے سب کلمون سے بہتر ہین اور فرمایا ہے کہ دو کلمے ہین کہ زبان پر سُبک اور میزان مین گران ہین اور خدا کے نزدیک دوست اور محبوب ہین سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ محتاجون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ آخرت کا ثواب تو سب امیرون نے لے لیا اسواسطے کہ جو عبادت ہم کرتے ہین وہ بھی کرتے اور اُسکے علاوہ صدقہ بھی دیتے ہین اور ہم صدقہ نہین دیسکتے آپ نے فرمایا کہ تمھین محتاجی کے سبب سے ہر تسبیح و تہلیل اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر امر معروف اور نہی منکر بھی اسیطرح سے صدقہ ہے اور اگر کوئی تم مین سے ایک لقمہ اپنے عیال کے منھ مین دیتا ہے وہ بھی صدقہ ہے اے عزیز جان تو کہ درویش کے حق مین تسبیح و تہلیل کی فضیلت اس سبب سے زیادہ ہے کہ اُسکا دل دنیا کی ظلمت کے سبب سے تاریک

[1] نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اکیلا ہے وہ نہین ہے کوئی شریک واسطے اُسکے اُسی کے واسطے ہے بادشاہی اُسی کیلیے ہے سب تعریف اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ۱۲ [2] پاک ہے اللہ اور اُسکی حمد کے ساتھ اُسے یاد کرتا ہون مین ۱۲ [3] پاک ہے اللہ اور اُسکی حمد کے ساتھ اُسے یاد کرتا ہون پاک ہے اللہ بڑا اور اسکی تعریف کے ساتھ یاد کرتا ہون اُسے بخشش چاہتا ہون مین اللہ سے ۱۲۔
[4] پاک ہے اللہ اور سب تعریف اللہ کے واسطے ہے اور کوئی معبود نہین ہے مگر اللہ اور اللہ بہت بڑا ہے ۱۲۔

نہین ہوتا اور بہت صاف ہوتا ہے ایک کلمہ جو وہ کہتا ہے اُس تخم کے مثل ہوتا ہے جو پاک زمین مین ڈالا جائے بہت اثر کرتا ہے اور بہت ثمرہ دیتا ہے اور جو ذکر کہ اُس دل مین ہوتا ہے جو دنیا کی خواہشون سے بھرا ہوا ہے وہ ایسا ہے جیسے وہ بیج جو کھار زمین مین بویا جائے کہ اُسکا اثر کمتر ہوتا ہے

درود شریف کا بیان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے خوشی کے آثار آپ کے چہرۂ مبارک سے ظاہر تھے فرمایا کہ جبرئیل آئے تھے اور یہ پیغام لائے تھے کہ حقتعالی ارشاد فرماتا ہے کہ کیا اس امر پر تم قناعت نہین کرتے کہ جو کوئی تمھاری امت مین سے تم پر ایک بار درود بھیجے گا مین اُسپر دس بار رحمت بھیجونگا اور جو ایکبار سلام بھیجے گا مین دس بار اُسپر سلام بھیجونگا اور فرمایا کہ جو کوئی مجھپر درود بھیجتا ہے تمام ملائکہ اُسپر درود بھیجتے ہین خواہ بہت درود بھیجین خواہ کم اور میرا بڑا مقرب وہ ہے جو مجھپر درود بہت بھیجے اور جو مجھپر ایکبار درود بھیجتا ہے اُسکے واسطے دس نیکیان لکھی جاتی ہین اور دس بُرائیان اُس سے محو کر ڈالی جاتی ہین اور فرمایا کہ جو کوئی کچھ لکھتا ہے اور اُسمین مجھ پر درود لکھتا ہے تو جب تک میرا نام اُسمین لکھا پاتے ہین ملائکہ اُسکے واسطے مغفرت طلب کیا کرتے ہین

استغفار کا بیان حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ قرآن شریف مین دو آیتین ہین کہ جو کوئی گناہ کرکے اُن دونون آیتون کو پڑھکر استغفار کرے اُسکا گناہ بخشدیا جاتا ہے وہ دو آیتین یہ ہین ایک وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ[1] اور دوسری آیت یہ ہے وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا[2] اور حقتعالی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ[3] اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرماتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ[4] اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی استغفار کریگا کسی رنج مین ہو خوش ہو جائیگا اور جہان سے اُسکے وہم و گمان مین بھی نہو روزی پائیگا اور فرمایا ہے کہ مین دن بھر مین ستر بار توبہ اور استغفار کرتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا تو معلوم ہوا کہ اورونکو کسی وقت توبہ اور استغفار سے خالی رہنا نہ چاہیے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی سوتے وقت تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ[5] کہے اُسکے سب گناہ بخشدیے جاتے ہین اگرچہ کثرت مین دریا کے جھین اور میدان کی ریت و درخت کے پتون اور دنیا کے دنونکے برابر ہون اور فرمایا ہے کہ جو بندہ گناہ کرتا ہے اور خوب طہارت کرکے دو رکعت نماز پڑھتا ہے اور استغفار کرتا ہے اُسکا گناہ بخشدیا جاتا ہے

آداب دعا کا بیان اے عزیز جان تو کہ تضرع اور زاری سے دعا کرنا منجملہ تقربات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دعا عبادتونکا مغز اور خلاصہ ہے اسکا سبب یہ ہے کہ عبادتون سے عبودیت مقصود ہے اور عبودیت اسی سے ہوتی ہو کہ بندہ اپنی شکستگی و عاجزی اور خدا کی قدرت اور عظمت دیکھے اور جانے اور دعا مین یہ دونون باتین ہین اور تضرع اور زاری جسقدر زیادہ ہو بہتر ہے آٹھ ادب دعا مین نگاہ رکھنا چاہیے پہلا ادب یہ ہے کہ بزرگ وقتون مین دعا کرنیکی کوشش کرے مثلاً عرفہ رمضان مبارک جمعہ صبح کا وقت رات کا درمیان دوسرا ادب یہ ہے کہ بزرگ حالات کو نگاہ رکھے جیسے غازیون کے جنگ کرنیکا وقت اور وقت باران اور نماز فریضہ کا وقت اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ان وقتون مین آسمان کے دروازے کھولدیے جاتے ہین اسیطرح اذان اور تکبیر کے درمیان اور روزہ دار ہونیکی حالت مین اور اُسوقت

[1] تمامی آیت یہ ہے وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ یعنی وہ لوگ جب کرتے ہین بُرا کام یا ظلم کرتے ہین اپنی جانون پر یاد کرتے ہین اللہ کو پھر بخشش چاہتے ہین اپنے گناہونکی اور کون بخشتا ہے گناہون کو مگر اللہ اور نہین ہٹ کرتے اپنے جو انھون نے کیا اور وہ جانتے ہین ۱۲ [2] جسنے بُرا کام کیا یا ظلم کیا اپنی ذات پر پھر مغفرت چاہی اللہ سے پائیگا اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا ۱۲ [3] بس تسبیح کر تو ساتھ حمد پروردگار اپنے کے اور مغفرت چاہ تو اُس سے ۱۲ [4] پاک ہے تو اے اللہ پھر اور تعریف کرتا ہون مین تیری اے اللہ بخشدے تو مجھے بیشک تو توبہ قبول کرنیوالا رحم کرنیوالا ہے ۱۲ [5] مغفرت چاہتا ہون اللہ سے ایسا اللہ کہ نہین ہے کوئی معبود مگر وہ زندہ قائم رہنے والا ۱۲

جب دل بہت رقیق ہو اسواسطے کہ دل کی رقت در رحمت کھلنے کی دلیل ہے تیسرا ادب یہ ہے کہ دونون ہاتھ اُٹھائے اور آخر کو مُنہ پر اُتارے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ حقتعالٰی اس بات سے بہت بزرگ ہے کہ جس ہاتھ کو اُسکی طرف اُٹھائین وہ اُسے خالی پھیرے آور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دعا کریگا تین چیزون سے خالی نہ رہیگا یا اُسکا گناہ معاف فرمایا جائیگا یا فوراً کوئی چیز اُسے پہونچے گی یا آیندہ چوتھا ادب یہ ہے کہ دعا مین دُبدھا نہ کرے بلکہ دل اسی بات پر جائے کہ خواہ نخواہ قبول ہوگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اُدْعُوا اللّٰہَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَۃِ[۱] پانچوان ادب یہ ہے کہ دعا خشوع خضوع اور حضور قلب سے کرے اور دعا کی تکرار کرے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو دل غافل ہو اُسکی دعا نہین سنی جاتی چھٹا ادب یہ ہے کہ دعا مین لجاجت اور تکرار کرے اور لگا رہے دعا کرنا نہ چھوڑے یہ نہ کہے کہ بہت دفعہ ہم نے دعا کی اور قبول نہوئی اسواسطے کہ قبولیت کا وقت اور اُسکی مصلحت خدا بہتر جانتا ہی جب دعا قبول ہو تو یہ کہنا سنت ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ[۲] اور اگر دعا قبول ہونے مین دیر لگے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ[۳] ساتوان ادب یہ ہے کہ دعا سے پہلے تسبیح اور درود پڑھے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا سے پہلے یون فرماتے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَلِیِّ الْاَعْلَی الْوَھَّابِ[۴] اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دعا سے پہلے درود پڑھے گا اُسکی دعا مقبول ہوگی حق سبحانہ تعالٰی بڑا کریم ہے ایسا نہین کہ دو دعاؤن مین سے ایک کو قبول اور دوسری کو رد کرے یعنی درود قبول فرمائے اور اصل مقصد نہ بر لائے آٹھوان ادب یہ ہے کہ دعا سے پہلے توبہ کرے گناہونسے قدم باہر دھرے دلکو بالکل خدا کے حوالے کردے اسواسطے کہ اکثر دعاؤن کے رد ہونیکا سبب دلکی غفلت اور گناہونکی ظلمت ہوتی ہے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ مین کال پڑا حضرت موسٰی علیہ السلام اپنی تمام امت کے ساتھ تین مرتبہ دعائے باران کیواسطے نکلے دعا نہ قبول ہوئی وحی آئی کہ اے موسٰی تمھارے گروہ مین ایک غماز ہے جبتک وہ رہیگا مین دعا نہ قبول کرونگا حضرت موسٰی علیہ السلام نے عرض کی کہ خداوندا وہ کون شخص ہے بتلا کہ مین اُسے نکالدون[۱۲ والا] ارشاد ہوا کہ مین غمازی[چغلی] سے منع کرتا ہون خود کیونکر کرون حضرت موسٰی علیہ السلام نے فرمایا کہ سب لوگ غمازی سے توبہ کرو غرض سبھون نے توبہ کی تب باران رحمت نازل ہوا مالک ابن دینار رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہین کہ ایک بار بنی اسرائیل مین قحط پڑا لوگ بار ہا دعاے باران کیواسطے گئے دعا نہ قبول ہوئی اُنکے پیغمبر پر وحی آئی کہ ان لوگون سے کہہ کہ تم دعا کیواسطے ایسی حالت مین نکلے ہو کہ تمھارے بدن نجس اور پیٹ حرام سے بھرے ہوئے ہین اور ہاتھ خون ناحق مین آلودہ ہین ایسے نکلنے سے میرا غصہ تمپر اور زیادہ ہوا میرے سامنے سے دور ہو

متفرق دعاؤن کا بیان

اے عزیز جان تو کہ ماثورہ دعائین جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہین اور صبح شام اور مختلف نمازون کے بعد اوقات مختلف مین جنکا پڑھنا سنت ہے وہ دعائین بہت ہین اُنمین سے اکثر کتاب احیاء العلوم مین جمع کی ہین اور چند دعائین بہت عمدہ کتاب بدایۃ الہدایۃ مین مذکور ہین جسے منظور ہو اُن کتابون مین سے یاد کرے اسواسطے کہ اس کتاب مین اُن دعاؤن کا لکھنا طوالت کا سبب ہوگا اور اُنمین سے اکثر دعائین مشہور ہین اور ہر ایک کو یاد ہین چند دعائین جنکا حوادث اور امور مین پڑھنا سنت ہے اور لوگون کو کم یاد ہین وہ بیان کیجاتی ہین کہ لوگ یاد کرلین اور اُنکے معنی سمجھ لین اور وقت پر پڑھا کرین اسواسطے کہ کسی وقت بندہ کو اپنے

[۱] دعا کرو تم اللہ سے در حالیکہ تم یقین کرتے ہو اُسکے قبول ہوجانیکا ۱۲ [۲] شکر اللہ کا جسکی نعمت کیساتھ تمام ہوتی ہین نیکیان ۱۲ [۳] شکر خدا کا ہی ہر حال ۱۲ [۴] پاک ہے میرا رب بڑے مرتبہ والا بخشش دینے والا ۱۲

خالق سے غافل نہ ہونا چاہیے اور تضرع اور دعا سے خالی نہ رہنا چاہیے جب گھر سے باہر جائے تو کہے بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْاَظْلِمَ اَوْاُظْلَمَ اَوْاَجْهَلَ اَوْيُجْهَلَ عَلَيَّ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ مسجد مین داخل ہونے کے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور داہنا قدم پہلے رکھے جب ایسی مجلس مین بیٹھے جہان واہی تباہی باتین ہون تو یہ کہنا اُن کا کفارہ ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ عَمِلْتُ سُوْءً وَظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ جب بازار جائے تو یہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ جب نیا کپڑا پہنے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْ هٰذَا الثَّوْبَ فَلَكَ الْحَمْدُ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهٖ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ جب نیا چاند دیکھے تو کہے اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ جب آندھی آئے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ جب کسیکے مرنے کی خبر سنے تو یہ کہے سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ جب خیرات دے تو یہ کہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ جب کچھ نقصان ہو تو یہ کہے عَسٰى رَبُّنَا اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا رَاغِبُوْنَ جب کوئی کام نیا شروع کرے تو یہ کہے رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا جب آسمان کیطرف دیکھے تو یہ کہے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تَبَارَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرَاجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا جب آسمان گرجنے کی آواز سنے تو یہ کہے سُبْحَانَ مَنْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ جب کہین بجلی گرے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ پانی برستے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ سُقْيًا هَنِيْئًا وَصَبًّا نَافِعًا وَاجْعَلْهُ سَبَبَ رَحْمَتِكَ وَلَا تَجْعَلْهُ سَبَبَ عَذَابِكَ غصہ کے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَاَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ وَاَجِرْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ہیبت اور خوف کے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَنَدْرَءُبِكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ جب کہین درد ہو تو وہان ہاتھ رکھ کر تین بار بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سات بار اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ جب کوئی رنج پہونچے تو یہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ جب کسی کام مین عاجز آجائے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ نَافِذٌ فِيَّ قَضَاۤؤُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ وَاَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ وَاَعْطَيْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ صَدْرِيْ وَجِلَاۤءَ غَمِّيْ وَذِهَابَ حُزْنِيْ وَهَمِّيْ جب آئینہ دیکھے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَاَحْسَنَ خَلْقِيْ وَصَوَّرَنِيْ فَاَحْسَنَ صُوْرَتِيْ جب کوئی غلام مول لے تو اُسکے ماتھے کے بال پکڑ کر یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا جُبِلَ عَلَيْهِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا جُبِلَ عَلَيْهِ سوتے وقت یہ کہے رَبِّ بِاسْمِكَ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِاسْمِكَ اَرْفَعُهٗ هٰذِهٖ نَفْسِيْ اَنْتَ تَتَوَفَّاهَا لَكَ مَحْيَاهَا وَمَمَاتُهَا اِنْ اَمْسَكْتَهَا فَاغْفِرْ لَهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ جب جاگے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالسُّلْطَانُ وَالْعَظَمَةُ لِلّٰهِ وَالْعِزَّةُ وَالْقُدْرَةُ لِلّٰهِ اَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَدِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ؕ

دسوین اصل ترتیب وراد کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ جو کچھ عنوان مسلمانی مین بیان ہوا اُس سے یہ عیان ہوا کہ آدمی کو اس عالم مسافرت مین کہ خاک و آب ہے تجارت کیواسطے بھیجا ہے نہین تو اُسکی روح کی حقیقت علوی ہے وہین سے آئی ہے وہین جائیگی اور اس تجارت مین اُسکی عمر اُسکی پونجی ہے اور یہ پونجی ہمیشہ گھٹتی جاتی ہے اگر اس سے ہردم کا فائدہ نہ لیگا تو پونجی ضائع ہو جائیگی اسیواسطے حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الاٰیہ اُسکی مثال اُس شخص کے مانند ہے کہ یخ جسکا سرمایہ ہو اور گرمی کے موسم مین بیچتا ہو اور کہتا ہو کہ اے مسلمانو اُس شخص پر مہربانی کرو جسکا سرمایہ پگھلا جاتا ہے اسیطرح ہمیشہ عمر کا سرمایہ پگھلا کرتا ہے اسواسطے کہ تمام عمر گنتی کے چند انفاس ہین جسکا حساب و شمار خدا ہی جانتا ہے تو جن لوگون نے اس کام کا خطرہ اور انجام دیکھا وہ اپنے دلونکی نگہبانی کرتے تھے اسواسطے کہ ہردم کو حصول سعادت ابدی کے قابل گوہر سمجھے اور اُس گوہر پر اُس سے زیادہ تر مہربان تھے جتنا کوئی سرمایہ زر و سیم پر مہربان ہو اور یہ شفقت اسطرح تھی کہ رات دن کی اوقات کو اُنھون نے نیکیون پر تقسیم کیا تھا اور ہر چیز کا ایک وقت مقرر کیا تھا اور اوراد و وظائف جدا جدا معین کیے تاکہ اُنکا کوئی وقت بیکار نہ جائے اسواسطے کہ جانتے تھے کہ آخرت کی سعادت اُسیکو حاصل ہوگی جو دنیا سے جائے اور خدا کی محبت ور

ف ۱ [illegible]

[illegible]

ف ۵ سب تعریف اُس اللہ کے واسطے ہے جس نے ہمین زندہ کیا بعد اسکے کہ مار ڈالا تھا ہمین اُسی کی طرف ہے پھیر [illegible] صبح کی ہم نے اور صبح کی تمام ملک نے اللہ کے واسطے اور بادشاہی اور بڑائی اور عزت و قدرت خدا کے لیے ہے صبح کی ہم نے اوپر فطرت اسلام کے اور کلمہ اخلاص کے اور دین اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اپنے دادا ابراہیم کی ملت پر اور نہ تھے مشرکون مین سے ۱۲

ف ۶ قسم ہے عصر کی بیشک آدمی نقصان مین ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے ۱۲

اور انس اُسپر غالب ہوا اور یہ اُنس مداومت ذکر کے بغیر نہین حاصل ہوتا اور محبت بے معرفت نہین ہوتی اور معرفت بے تفکر کے حاصل نہین ہوتی تو ذکر و فکر کی مداومت تخم سعادت ہے اور ترک دنیا اور ترک شہوات و معاصی اسواسطے ہوتا ہے تاکہ آدمی ذکر و فکر کی فراغت پائے اور ذکر دائمی کے دو طریقے ہین ایک تو یہ کہ اللہ اللہ ہمیشہ دل سے کہا کرے زبان سے نہین بلکہ دل سے بھی نہ کہے کہ دل سے کہنا بھی نفس کی بات ہی بلکہ ہمیشہ اسیطرح مشاہدہ مین رہے کہ کبھی غافل ہی نہو یہ امر بہت دشوار ہے اور اپنے دل کو ہر وقت ایک حالت پر رکھنا ہر ایک کا کام نہین اکثر خلق کو اس سے رنج و ملال ہوتا ہے اسواسطے مختلف اوراد مقرر کیے گئے بعضے تمام بدن سے جیسے نماز بعضے فقط زبان سے جیسے قرآن و تسبیح پڑھنا بعضے دل سے جیسے فکر کرنا کہ دلکو ملال نہو کیونکہ ہر وقت نیا شغل ہوگا اور ایک حالت سے دوسری حالت کیطرف منتقل ہونا ایک تو خوشی کا باعث ہوتا ہے دوسرے جو اوقات ضروریات دنیوی مین صرف کرنا چاہیے اُنہین تمیز اور فرق حاصل ہوتا ہے اور اصل یہ ہے کہ آدمی اگر اپنے تمام اوقات آخرت کے کامون مین نہ صرف کرے تو اکثر اوقات صرف کرے تاکہ نیکیون کا پلہ جھک جائے کیونکہ اگر ایک نصف اوقات دنیا اور مباحات سے متمتع ہونے مین صرف کریگا اور دوسرا نصف کار آخرت مین تو اس امر کا خوف ہے کہ وہ دوسرا پلہ جھک جائے اسواسطے کہ طبیعت اُسی چیز کی یاور اور مددگار ہوتی ہے جو مقتضائے طبع ہے اور دلکو دین کے کامون مین لگانا طبیعت کے خلاف ہے اور کار دین مین خلوص مشکل ہے اور جو کام بے خلوص ہو وہ بیفائدہ ہے تو اعمال کی کثرت چاہیے تاکہ اُنہین سے ایک تو خلوص کے ساتھ ہو تو اکثر اوقات دین کے کام مین رہنا چاہیے اور دنیا کے کام اُسکی تبعیت مین کرنا چاہیے اسیواسطے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَمِنْ اٰنَآءِ اللَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى اور فرمایا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ؕ اور فرمایا كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ؕ ان سب آیتون مین یہی اشارہ ہے کہ اکثر اوقات یاد الٰہی کرنا چاہیے اور یہ امر بے اُسکے کہ آدمی دن رات کے وقتون کو تقسیم کرے ٹھیک نہین ہوتا تو تقسیم کا بیان ضرور ہوا

دن کے اوراد کا بیان اے عزیز جان تو کہ دن کے پانچ اوراد ہین پہلا ورد صبح سے طلوع آفتاب تک ہے یہ ایسا مبارک اور بزرگ وقت ہے کہ حقتعالیٰ نے اسکی قسم یاد فرمائی اور ارشاد کیا وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور فَالِقُ الْاِصْبَاحِ یہ سب آیتین اسیوقت کی عظمت اور بزرگی مین وارد ہین چاہیے کہ آدمی اُسوقت اپنے تمام انفاس کی نگہبانی کرے جب خواب سے بیدار ہو تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ؕ آخر تک یہ دعا پڑھے اور کپڑے پہنکر ذکر و دعا مین مشغول ہو کپڑے پہننے مین ستر عورت اور تعمیل حکم کی نیت کرے ریا و رعونت سے حذر کرے پھر پاخانے جائے اور بایان پاؤن پہلے رکھے وہان سے نکلکر جیسا اوپر بیان ہوا ہے سب دعاؤن اور اذکار سمیت وضو اور مسواک کرے پھر فجر کی نماز سنت گھر مین پڑھ کر مسجد مین جائے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے اور وہ دعا جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے سنت کے بعد پڑھے وہ دعا کتاب بدایۃ الہدایہ مین مذکور ہے دیکھ کر یاد کر لے پھر آہستہ مسجد کو جائے اور داہنا پاؤن پہلے رکھے اور مسجد مین داخل ہونے کی دعا پڑھے اور پہلی صف کا قصد کرے اور فجر کی سنت پڑھے اگر گھر مین سنت پڑھ چکا ہے تو نماز تحیۃ المسجد پڑھے اور جماعت کے انتظار مین بیٹھے اور تسبیح اور استغفار مین مشغول ہو اور نماز فرض پڑھکر طلوع آفتاب تک

مسجد مین بیٹھے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طلوع آفتاب تک مسجد مین بیٹھنے کو چار بندے آزاد کرنے سے مین زیادہ دوست رکھتا ہون آفتاب طلوع ہونے تک چار چیزون مین یعنی دعا اور تسبیح اور تلاوت قرآن اور تفکر مین مشغول رہے نماز فرض کا سلام پھیر کر دعا شروع کرے اور کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ پھر ادعیۂ ماثورہ پڑھنا شروع کرے دعاؤن کی کتاب سے یاد کرلے جب دعاؤن سے فارغ ہو تو تسبیح و تہلیل مین مشغول ہو ہر ایک کو سو بار یا ستر دفعہ یا دس مرتبہ کہے اور جب دس ذکر دس بار ہونگے تو سو مرتبہ ہو جائیگا اس سے کم نہ چاہیے ان دس ذکر کے فضائل مین بہت احادیث وارد ہین طول کے خیال سے ہمنے اُن حدیثون کو نہین ذکر کیا پہلا ذکر یہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ دوسرا ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ تیسرا ذکر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ چوتھا ذکر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ پانچوان ذکر سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ چھٹا ذکر اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَسْئَلُہُ التَّوْبَۃَ ساتوان ذکر یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ لَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ آٹھوان ذکر اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ نوان ذکر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ دسوان ذکر بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ان دسون کلمون کو دس دس بار کہے یا جسقدر ہو سکے اُسقدر کہے ہر ایک کی فضیلت جدا ہے اور انس و لذت علیحدہ ہے اُسکے بعد قرآن پڑھنے مین مشغول ہو اگر قرآن نہین پڑھ سکتا تو قوارع قرآن مثلاً آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور شہد اللہ اور قل اللھم مالک الملک اور سورہ حدید کا شروع اور سورہ حشر کا آخر یاد کر کے پڑھا کرے اگر ایسی چیز پڑھا چاہے جو ذکر اور دعا اور قرآن کی جامع ہے تو ابراہیم تیمی کو حضرت خضر علیہ السلام نے مکاشفہ مین جو سکھایا ہے وہ پڑھے اسمین بڑی فضیلت ہے اُسے مسبعات عشر کہتے ہین وہ دس چیزین ہین کہ ہر ایک سات بار پڑھی جاتی ہین الحمد للہ قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس قل ہو اللہ قل یا ایھا الکافرون آیۃ الکرسی یہ چھ چیزین قرآن مین سے ہین اور چار ذکر ہین ایک سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ دوسرا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ تیسرا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ چوتھا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَافْعَلْ بِیْ وَبِھِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَا اَنْتَ لَہٗ اَھْلٌ وَّلَا تَفْعَلْ بِنَا یَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَہٗ اَھْلٌ اِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ان مسبعات عشر کی فضیلت مین ایک بڑی حکایت ہے احیاء العلوم مین مذکور ہے جب اس سے فارغ ہو تو تفکر مین مشغول ہو تفکر کی بہت سی صورتین ہین اس کتاب کے اخیر مین اُنکا ذکر آئیگا لیکن جو تفکر کرنا ہر روز ضرور ہے

ف مسبعات عشر ۱۲

۱ اللہ رحمت بھیج تو اوپر محمد کے اور اوپر اولاد محمد کے اور سلام بھیج اے اللہ تو سلام ہے اور تجھی سے سلامتی ہے اور تیری ہی طرف سلامتی پھرتی ہے جلا ہم کو سلامتی کے ساتھ اور داخل کر تو ہم کو جنت مین برکت والا ہے تو اے صاحب بزرگی اور بزرگی کے ۱۲ ۲ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اکیلا ہے وہ کوئی شریک نہین ہے اُسکا اُسی کے واسطے بادشاہی ہے اور اُسی کے واسطے تعریف ہے زندہ کرتا ہے وہ اور مارتا ہے وہ زندہ ہے کبھی نہ مریگا اُسی کے ہاتھ مین نیکی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲ ۳ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ بادشاہ حق ظاہر کرنے والا ۱۲ ۴ اے زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والے بڑی رحمت سے فریاد کرتا ہون مین نہ سپرد کر مجھکو میرے نفس کی طرف ذرا بھی اور نیک کر تو میرے سب کام ۱۲ ۵ اے اللہ کوئی نہین روکنے والا اُسے جو کچھ تو نے عطا کیا اور کوئی نہین عطا کرنے والا اُسے جو کچھ تو نے روکر رکھا ہے اور دولتمند کو تجھی سے دولتمندی ہے ۱۲ ۶ ساتھ نام خدا کے ایسا خدا کہ نہین نقصان کرتی ہے اُس کے نام کے ساتھ کوئی چیز زمین اور آسمان مین وہ سننے والا ہے جاننے والا ہے ۱۲ ۷ اے اللہ بخشدے تو مسلمان مردون اور مسلمان عورتون کو ۱۲ ۸ اے اللہ بخشدے تو مجھکو اور میرے ماں باپ کو اور کر تو میرے ساتھ اور اُن کے جلدی اور دیر کو دنیا اور آخرت مین وہ امر جسکے تو لائق ہے اور نہ کر تو ہمارے ساتھ اے مالک ہمارے وہ امر جسکے لائق ہین ہم بیشک تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے ۱۲

وہ یہ ہے کہ موت اور اجل کے نزدیک ہونیکا تفکر کرے اور اپنے دلمین کہے کہ یہ امر ممکن ہے کہ اجل مین ایک دن سے زیادہ نہ باقی رہا ہو اس تفکر کا بڑا فائدہ ہے اسواسطے کہ خلق جو دنیا کیطرف متوجہ ہے فقط درازی امید سے متوجہ ہے اگر اسبات کا یقین کامل ہوجائے کہ ایک مہینے یا ایک برس مین مرجائینگے تو جس امر دنیوی مین مشغول ہین اُس سے دور بھاگین اور ایک دن مین مرجانا ممکن ہے باانہمہ لوگ ایسے کامونکی تدبیر مین مشغول ہین جو دس برس تک کام آئے اسیواسطے حق تعالےٰ نے فرمایاہے اَوَلَمۡ یَنۡظُرُوۡا فِیۡ مَلَکُوۡتِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنۡ شَیۡءٍ وَّاَنۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ قَدِ اقۡتَرَبَ اَجَلُھُمۡ [1] جب لکو صاف کہکے آدمی یہ تامل کریگا زاد آخرت مہیا کرنیکی رغبت دل مین پیدا ہوگی اور چاہیے کہ یون فکر کرے کہ آج کے دن کتنی نیکیان اُسے میسر ہوسکتی ہین اور کتنے گناہون سے پرہیز کرسکتاہے اور ایام گذشتہ مین کیاکیا تقصیرین کین ہین جنکا تدارک کرنا ضرور ہے آن سب باتون کو تفکر و تدبیر کی احتیاج ہے اگر کسی کو کشف حاصل ہو تو ملکوت آسمان و زمین اور اُنکے عجائبات دیکھے بلکہ جلال و جمال الٰہی ملاحظہ کرے یہ تفکر سب عبادات اور تفکرات سے بہتر ہے اسواسطے کہ اسکی بدولت حق تعالےٰ کی عظمت دل پر غالب ہوتی ہے اور جبتک عظمت نہ غالب ہو محبت کا غلبہ نہین ہوتا اور کمال محبت مین کمال سعادت ہے لیکن ہر ایک کو یہ امر نہین حاصل ہوتا تو اُسکے عوض مین خدا کی نعمتین جو اُسکے شامل حال ہین سوچے اور اُن مصیبتون کا تفکر کرے جو اس جہان مین ہین اور اُن سے وہ محفوظ ہے مثلاً بیماری محتاجی وغیرہ تاکہ سمجھے کہ شکر میرے اوپر واجب ہے اور شکر اسطرح ادا ہوگا کہ احکام بجالائے اور گناہون سے دور رہے الغرض ایک ساعت اِن فکرون مین رہے کہ طلوع صبح سے طلوع آفتاب تک فجر کی سنت و فرض کے سوا اور کوئی نماز درست نہین ہے اُسکے عوض مین ذکر و فکر ہے دوسرا ورد طلوع آفتاب سے وقت چاشت تک ہے اگر ممکن ہو تو جبتک آفتاب ایک نیزہ بلند ہو مسجد مین توقف کرے اور تسبیح مین مشغول رہے جب وقت کراہت گذر جائے تو دو رکعت نماز پڑھے پھر دن چڑھے نماز چاشت افضل ہے اسوقت چار یا چھ یا آٹھ رکعت نماز پڑھے کہ یہ سب منقول ہین یا جب آفتاب بلند ہو تو دو رکعت نماز پڑھکر اُن نیک کامون مین جو خلق اللہ سے متعلق ہین مشغول ہو جیسے بیمار پُرسی کرنا جنازے کے ساتھ جانا مسلمانونکا کام نکالنا علما کی محفل مین حاضر ہونا تیسرا ورد وقت چاشت سے ظہر کی نماز تک ہے یہ ورد لوگون کے حق مین مختلف ہے اور چار حالتون سے خالی نہین پہلی حالت یہ ہے کہ آدمی تحصیل علم کی قدرت رکھتا ہو تو کوئی عبادت اس سے بہتر نہین بلکہ ایسے شخص کو لازم ہے کہ نماز فجر سے فارغ ہوتے ہی علم سیکھنے مین مشغول ہو مگر ایسا علم پڑھے جو آخرت مین کام آئے نافع آخرت [2] وہ علوم ہین جو رغبت دنیا کو ضعیف اور رغبت آخرت کو قوی کرین عملون کے عیوب اور آفتون کو کھولدین اور اخلاص کیطرف بلائین لیکن جھگڑے مخالفت عفصہ تواریخ قصص کا علم جو انشا آرائی اور سجع سے ملا ہوا ہے دنیا کی حرص کو اور زیادہ کرتاہے اور غرور اور حسد کا تخم دل مین بوتا ہے وہ علم نافع احیاء العلوم اور جواہر القرآن اور اس کتاب مین مذکور ہے سب علمون سے پہلے اُسے حاصل کرے دوسری حالت یہ ہے کہ آدمی تحصیل علم کی قدرت نہین رکھتا لیکن ذکر تسبیح عبادت مین مشغول ہوسکتاہے تو یہ عابدون کا درجہ ہے اور بڑا مقام ہے خصوصاً جب ایسے ذکر مین مشغول ہوسکے جو دل پر غالب ہو اور دل مین گھر کرے اور لازم ہوجائے تیسری حالت یہ ہے کہ ایسے کام مین جس سے خلق کو راحت و آرام ہو مشغول ہووے جیسے

[1] کیا نہین دیکھتے بادشاہیان زمین و آسمان کی اور جو کچھ خدا نے پیدا کیا کسی چیز سے اور یہ کہ شاید نزدیک پہونچا ہو وقت اُنکا ۱۲ [2] نافع آخرت وہ علوم ہین جو رغبت دنیا کو ضعیف اور رغبت آخرت کو قوی کرین ۱۲

صوفیون فقیہون فقیرون کی خدمت کرنا یہ نفل نمازون سے افضل ہے کہ یہ عبادت بھی ہے اور مسلمانونکی راحت بھی اور عبادت پر اُن کی معاونت بھی اور ان لوگون کی دعا کی برکت مین بڑا اثر ہے چوتھی حالت یہ ہے کہ اس کام پر بھی نہ قادر ہو کہ اپنے لیے اور اپنے عیال و اطفال کے واسطے کسب مین مشغول ہوتا ہے تو اگر کسب مین امانت کرے اور خلق اُسکے دست و زبان سے سلامت رہے اور دنیا کی حرص اُس کو زیادہ طلبی مین نہ ڈالدے اور کفایت کی قدرت پر قناعت کرے تو وہ شخص بھی اگر منجملہ سابقین مقربین نہوگا مگر عابدون مین داخل ہوگا اور اصحاب الیمین کے درجے پر پہونچیگا اور درجہ سلامت کو لازم پکڑنا کمتر درجات سے ہے جو شخص ان چارون حالتون مین سے کسی ایک حالت مین اپنی اوقات نہ صرف کریگا وہ ہالکین مین سے ہے اور شیطان کے تابعین مین سے ہے چوتھا ورد وقت زوال سے نماز عصر کے وقت تک ہے وقت زوال سے پہلے قیلولہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ قیلولہ رات کی نماز کیواسطے ایسا ہے جیسے روزہ کے واسطے سحر کھانا اگر رات کو عبادت نہ کرتا ہو تو قیلولہ مکروہ ہے اسواسطے کہ بہت سونا مکروہ ہے جب قیلولہ سے بیدار ہو تو چاہیے کہ وقت کے پہلے طہارت کرے اور یہ کوشش کرنا چاہیے کہ مسجد مین پہونچکر اذان سنے اور نماز تحیۃ المسجد پڑھے اور موذن کو جواب دے اور فرض کے پہلے چار رکعت نماز پڑھے اور طول دے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یہ چار رکعتین لمبی پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسوقت آسمان کے دروازے کھلے ہین حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی یہ چار رکعت نماز پڑھتا ہے ستر ہزار فرشتے اُسکے ساتھ نماز پڑھتے ہین اور رات تک اُس نماز پڑھنے والے کیواسطے دعاے مغفرت کیا کرتے ہین پھر امام کے ساتھ فرض پڑھے اور دو رکعت سنت اور پڑھے اور عصر کی نماز تک علم سکھانے یا مسلمان کی مدد کرنے یا ذکر یا تلاوت قرآن یا بقدر حاجت حلال کی کمائی کرنے کے سوا اور کسی امر دنیوی مین نہ مشغول ہو پانچوان ورد عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک ہے چاہیے کہ عصر کی نماز کے پہلے سے مسجد مین آئے اور چار رکعت نماز پڑھے اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے اُسپر رحمت فرماتا ہے جو فرض عصر کے پہلے چار رکعت نماز پڑھتا ہے جب نماز فرض سے فارغ ہو تو جو ہم بیان کر چکے ہین اُن کامون کے سوا اور کسی امر دنیوی مین نہ مشغول ہو پھر نماز مغرب کے پہلے سے مسجد مین جائے اور تسبیح و استغفار مین دل لگائے اسواسطے کہ اسوقت کی بزرگی بھی صبح کے وقت کے برابر ہے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا[۱] اُسوقت والشمس واللیل قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس پڑھنا چاہیے اور آفتاب ڈوبتے وقت استغفار مین ہونا چاہیے غرضکہ اوقات منضبط اور منقسم رہین اور ہر وقت وہ کام کرے جو مقتضاے وقت ہو کہ اُسمین برکت عمر ظاہر ہوتی ہے اور جس شخص کے اوقات فروگذاشت ہونگے کہ ہر وقت کیا اتفاق ہوگا اکثر عمر رائگان جائے گی۔ **رات کے تین اوراد ہین** پہلا ورد مغرب کی نماز سے عشا کی نماز تک ہے اور ان دونون نمازون کے درمیان مین جاگتے رہنے کی بڑی فضیلت ہے حدیث شریف مین وارد ہے کہ آیہ کریمہ تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ[۲] اسی بارہ مین نازل ہوئی ہے چاہیے کہ عشا کی نماز تک نماز ہی مین مشغول رہے بزرگ لوگون نے دنکو روزہ رکھنے سے زیادہ اس امر کو افضل رکھا ہے اور اسوقت کھانا نہین چکھا ہے اور وتر سے فارغ ہو کر گپ شپ لہو و لعب مین نہ مشغول ہو کہ سب اعمال و اشغال کا خاتمہ اسی پر ہوتا ہے اور ان کا موکا

[۱] اور تسبیح کر ساتھ حمد رب اپنے کے آفتاب نکلنے کے پہلے اور ڈوبنے کے پہلے ۱۲ [۲] خالی ہوتے ہین پہلو اُن کے خواب گاہ سے ۱۲

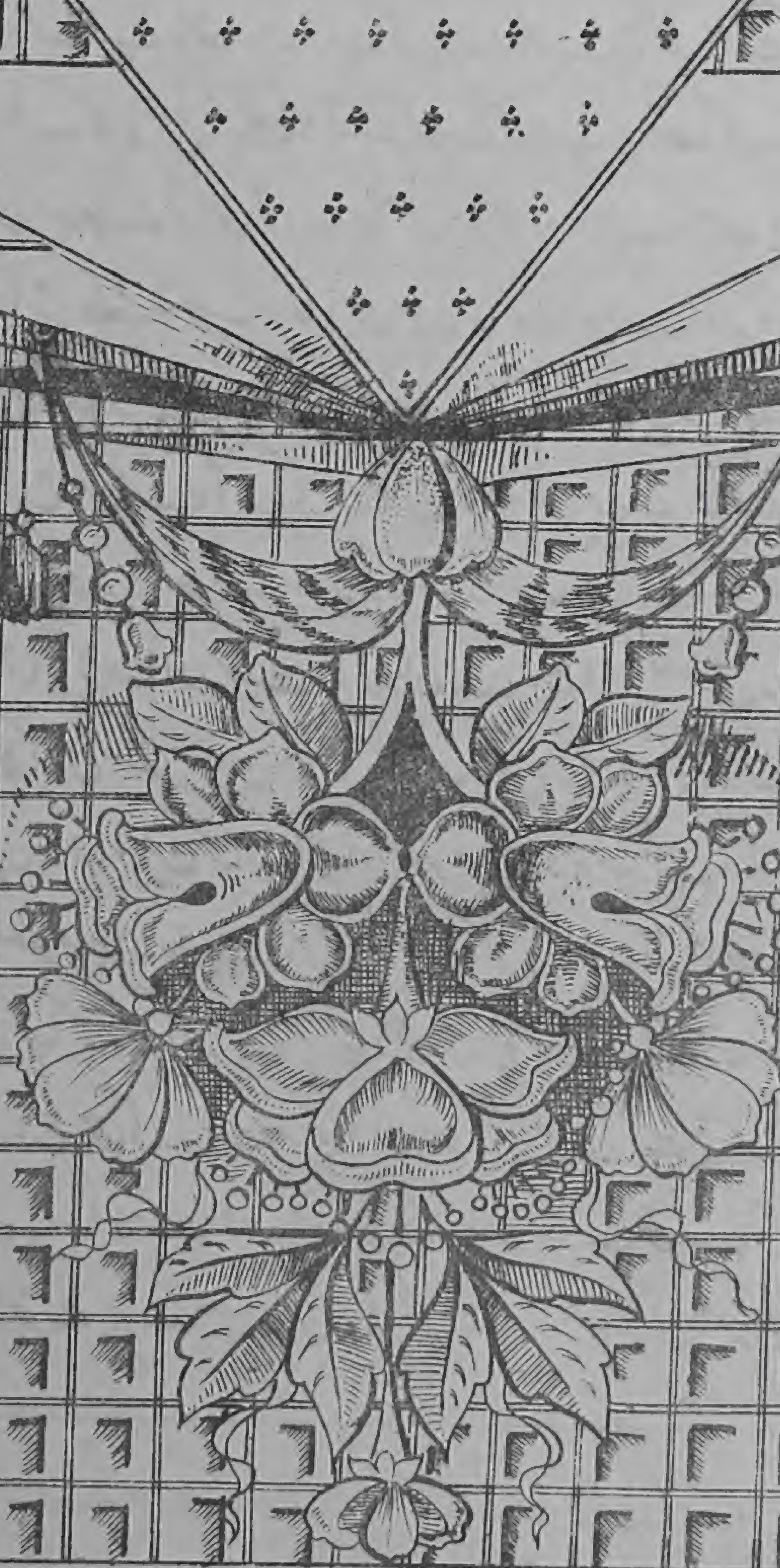
انجام کار خیر پر ہونا چاہیے دوسرا ورد سونا ہے ہرچند خواب عبادات سے نہین ہے لیکن اگر آداب وسنن سے آراستہ ہو تو منجملۂ عبادات ہے سنت یہ ہے کہ قبلہ رو سوئے پہلے داہنی کروٹ سوئے جس طرح مُردے کو لحد مین سُلاتے ہین خواب کو موت کا برادر اور بیداری کو حشر کے برابر سمجھے اور ممکن ہے کہ جو روح خواب مین قبض ہو جاتی ہے وہ نہ پھر ملے تو چاہیے کہ کار آخرت درست ہون بہ این طور کہ طہارت کے ساتھ سوئے اور توبہ کر کے عزم بالجزم کرلے کہ اگر جاگون گا تو پھر گناہ نہ کرون گا اور تکیہ کے نیچے وصیت نامہ رکھے اور تکلف سے اپنے تئین نہ سُلائے اور نرم بچھونا نہ بچھائے کہ نیند غالب ہو جائے اس واسطے کہ سونا عمر کو بیکار کھوتا ہے دن رات مین آٹھ گھنٹے سے زیادہ نہ سونا چاہیے کہ یہ چوبیس گھنٹے کا تیسرا حصہ ہوتا ہے اس واسطے کہ جب ایسا کرے گا تو اگر ساٹھ برس کی عمر پائے گا تو اُس مین سے بیس برس کا زمانہ خواب ہی مین ضائع ہو جائے گا اس سے زیادہ نہ ضائع کرنا چاہیے پانی اور مسواک اپنے ہاتھ سے اپنے قریب رکھ لے تاکہ رات کو یا صبح سویرے نماز کے واسطے اُٹھے تو وضو کا آرام ہو قیام شب کا یا صبح اُٹھنے کا قصد کرلے کہ جب یہ قصد کرے گا تو اگر نیند غالب بھی ہو جائے اور یہ شخص وقت سے زیادہ بھی سو جائے تو بھی ثواب حاصل ہو گا اور جب زمین پر پہلو رکھے تو کہے بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِاسْمِكَ اَرْفَعُهٗ[1] جیسا دعاؤن مین مذکور ہوا ہے اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور تَبَارَكَ الَّذِي پڑھے تاکہ ذکر اور طہارت کے عالم مین سو جائے جو شخص اس طرح سوتا ہے اُس کی روح کو عرش پر لے جاتے ہین اور جب تک جاگے اُس کو نماز گزارون مین لکھتے ہین تیسرا ورد تہجد ہے اور وہ نماز شب ہے سو اُٹھ کر آدھی رات کو اس واسطے کہ پچھلی آدھی رات کو دو رکعت نماز پڑھنا اور بہت نمازون سے بہتر اور افضل ہے اس واسطے کہ اُس وقت دل صاف ہوتا ہے اور دنیا کا کوئی مشغلہ نہین ہوتا رحمت الٰہی کے دروازے کھلے ہوتے ہین رات کی نماز کے فضائل مین بہت سی حدیثین وارد ہین کتاب احیاء العلوم مین وہ حدیثین مذکور ہین غرض کہ دن رات کے ہر وقت مین ایک کام مقرر اور معلوم ہونا چاہیے اور کسی وقت کو بیکار نہ کھونا چاہیے جب ایک شبانہ روز ایسا کیا تو آخر عمر تک ہر روز ایسا ہی کیا کرے اگر اُس پر یہ دشوار ہو تو بڑی امید نہ رکھے اپنے دل مین یہی کہے کہ آج کے دن تو ایسا کرلون شاید آج ہی کی رات مر جاؤن اور آج کی رات تو یہ کرلون شاید کل ہی مر جاؤن اور ہر روز ایسا ہی سمجھا کرے جب مداومت اوراد سے ماندہ ہو جائے تو اپنے تئین سفر مین سمجھے اور آخرت کو اپنا وطن جانے سفر مین رنج مسافرت ہوتے ہین لیکن فراغت اور آسودگی اس مین ہے کہ مسافر جلدی قدم اُٹھائے

[1] تیرے نام کے ساتھ اے رب میرے رکھا مین نے اپنے پہلو کو اور تیرے نام کے ساتھ اُٹھاؤن گا مین اُس کو ۱۲

اور اپنے وطن مین آرام پائے عمر کی مقدار ظاہر اور ہویدا ہے کہ عمر جاودانی جو آخرت مین ملے گی اُس کی نسبت کتنی ہے اور کیا ہے اگر کوئی شخص دس برس کی راحت کے واسطے ایک سال رنج واذیت کھینچے تو کیا عجب ہے پھر لاکھ برس بلکہ ہمیشہ کی راحت کے واسطے سو برس رنج اور اذیت کھینچنا مقام تعجب کب ہے فقط اس آغاز کا بفضلہ تعالےٰ انجام ہوا۔ یعنے

اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیای سعادت

کا رکن عبادات تمام ہوا۔ اس کے بعد رکن معاملات کی ابتدا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب در افاضہ واستفادہ وا ہے فقط



اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

الحمد للہ والمنة کہ درین زمان برکت اقتران نسخہ سراپا منفعت

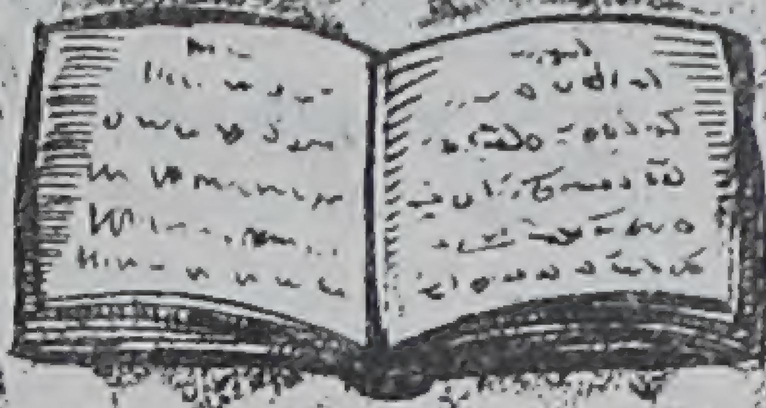
مسمی بہ

اکسیر ہدایت

کا دوسرا رکن

باہتمام پنا لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

در مطبع تیج کمار واقع لکھنؤ طبع گردید



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

دوسرا رکن معاملات کے بیان مین

اسکی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب مین دوسری اصل نکاح کے آداب مین تیسری اصل کسب اور تجارت کے آداب مین چوتھی اصل طلب حلال کے بیان مین پانچوین اصل بندگان خدا کے ساتھ صحبت رکھنے کے آداب مین چھٹی اصل گوشہ نشینی کے آداب مین ساتوین اصل سفر کے آداب مین آٹھوین اصل راگ اور حال کے آداب مین نوین اصل امر معروف اور نہی منکر کے آداب مین دسوین اصل حکومت اور ملکداری کے آداب مین ہر

پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب مین

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ راہ عبادت بھی عبادت مین سے ہے اور زاد راہ بھی منجملہ راہ ہے تو راہ دین کو جس چیز کی حاجت ہے وہ بھی دین مین سے ہوتی ہے اور راہ دین کو کھانا کھانے کی حاجت ہے اسواسطے کہ خدا کا دیدار سب سالکون کا مقصود ہے اُس کا تخم علم وعمل ہے اور علم وعمل کی مداومت بے بدن سلامت رہے محال ہے اور بدن کی سلامتی بے کھانے پینے کے ممکن نہین بلکہ راہ دین کے واسطے کھانا کھانے کی ضرورت ہے تو یہ بھی دین مین سے ہوگا اسیواسطے حقتعالے نے فرمایا کُلُوا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا کھانے اور اچھا کام کرنے کو اس آیہ مین حق سبحانہ تعالے نے جمع کیا تو جو کوئی اسواسطے کھانا کھائے کہ مجھے علم وعمل کی قوت اور آخرت کی راہ چلنے کی قدرت ہو اُسکو کھانا کھانا بھی عبادت ہوگا اسیواسطے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو ہر چیز پر ثواب ہوتا ہے یہانتک کہ اُس لقمہ پر بھی جو وہ اپنے منھ مین رکھے یا اپنے اہل وعیال کے منھ مین دے اور یہ

اسواسطے فرمایا کہ ان سب کامون سے راہ آخرت ہی مسلمان کو مقصود ہوتی ہے اور کھانا کھانا راہ دین مین سے ہے اسکی علامت یہ ہے کہ آدمی حرص سے نہ کھائے حلال کی کمائی سے بقدر حاجت کھائے اور کھانے کے آداب ملحوظ رکھے **کھانا کھانیکے آداب** اے عزیز جان تو کہ کھانا کھانے مین کئی امر سنت ہین بعضے کھانیکے پہلے ہین بعضے بعد بعضے درمیان مین جو امر کھانے سے پہلے مسنون ہین اُنمین سے **پہلا** یہ ہے کہ ہاتھ منھ دھوئے اسواسطے کہ کھانا کھانا جب زاد آخرت کی نیت سے ہو تو عین عبادت ہی پہلے ہاتھ منھ دھونا وضو کے مانند ہی اور ہاتھ منھ پاک بھی ہو جاتے ہین حدیث شریف مین ہی کہ جو کوئی کھانیکے پہلے ہاتھ دھویا کرے گا وہ افلاس و تنگدستی سے بفکر رہیگا **دوسرا** یہ کہ کھانا دسترخوان پر رکھے خوان پر نہین کہ رسول مقبول صلعم ایسا ہی کیا کرتے تھے اسواسطے کہ سفرہ سفر یاد دلاتا ہے اور سفر دنیا سفر آخرت یاد دلاتا ہے اور دسترخوان پر کھانا فروتنی سے بھی ملا ہوا ہے اگر خوان پر کھانا رکھکر کھائیگا تو بھی درست ہے اسواسطے کہ اس امر کی نہی نہین آئی ہے لیکن دسترخوان پر کھانا اگلے بزرگون کی عادت تھی اور رسول مقبول صلعم نے دسترخوان ہی پر کھانا نوش فرمایا ہی **تیسرا** یہ کہ اچھی طرح بیٹھے داہنا زانو اُٹھاکر بائین پھیلی دباکر بیٹھے تکیہ لگاکر نہ کھائے اسواسطے کہ جناب رسول اکرم صلعم نے فرمایا ہے کہ مین تکیہ لگاکر کھانا نہین کھاتا اسلیے کہ مین بندہ ہون بندونکی طرح بیٹھتا ہون اور بندونکے طور سے کھاتا ہون **چوتھا** یہ کہ یہ نیت کرے کہ قوت عبادت کیواسطے کھاتا ہون خواہش کیواسطے نہین ابراہیم ابن شیبان نے کہا کہ اسّی برس ہوے کوئی چیز مین نے خواہش کیواسطے نہین کھائی اس نیت کی درستی کی علامت یہ ہے کہ تھوڑا کھانے کا قصد کرے اسواسطے کہ بہت کھا جانا آدمی کو عبادت سے باز رکھتا ہے اسلیے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ چھوٹے چھوٹے چند لقمے جو آدمی کی پیٹھ سیدھی رکھین بس ہین اگر اُسپر قناعت نہو سکے تو ایک تہائی پیٹ کھانے کیواسطے ہے ایک تہائی پانی کے لیے ہے ایک تہائی سانس لینے کو ہے یعنی دو حصہ پیٹ کھانے پانی سے بھرے اور ایک حصہ سانس لینے کو خالی رکھے **پانچوان** یہ کہ جبتک بھوکا نہو کھانے مین ہاتھ نہ ڈالے کھانے سے پہلے جو چیزین سنت ہین اُن مین سے بہترین سنت بھوک ہے اسواسطے کہ بھوک سے پہلے کھانا مکروہ بھی ہے اور مذموم بھی جو کوئی کھانے مین ہاتھ ڈالتے وقت بھی بھوکا ہوتا ہو اور کھانے سے ہاتھ کھینچتے وقت بھی بھوکا رہتا ہو وہ طبیب کا ہرگز محتاج نہوگا **چھٹا** یہ کہ جو کچھ حاضر ہو اُس پر قناعت کرے عمدہ کھانا نہ ڈھونڈھے اسواسطے کہ مسلمان کو قوت عبادت کی حفاظت مقصود ہوتی ہے نہ کہ عیش و عشرت اور روٹی کی تعظیم سنت ہے اسواسطے کہ آدمی کی بقا اُسی سے ہے اور روٹی کی بڑی تعظیم یہ ہے کہ اُسے سالن وغیرہ کے انتظار مین نہ رکھین بلکہ نماز کے انتظار مین بھی نہ رکھین جب روٹی حاضر ہو تو پہلے اُسے کھالین پھر نماز پڑھین **ساتوان** یہ کہ جس کسی کے ساتھ آدمی کھاتا ہے جب تک وہ نہ آئے تب تک کھانے مین ہاتھ نہ ڈالے کہ تنہا کھانا اچھا نہین اور کھانے مین جتنے زیادہ ہاتھ ہوتے ہین اتنی ہی برکت بھی زیادہ ہوتی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا اکیلے خاصہ ہرگز تناول نہ فرماتے تھے **کھانے کے وقت کے آداب** یہ ہین کہ اول بسم اللہ کہے آخر کو الحمد للہ اور بہتر یہ ہے کہ پہلے نوالے مین کہے بسم اللہ دوسرے مین بسم اللہ الرحمٰن تیسرے مین بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور زور سے کہنا چاہیے کہ اورون کو بھی یاد آجائے اور داہنے ہاتھ سے کھائے نمک سے شروع کرے اور نمک ہی پر تمام کرے اسواسطے کہ یہ حدیث شریف مین آیا ہے تاکہ وہ پہلے ہی حرص کو بایں طور توڑے کہ خواہش کے برخلاف ایک لقمہ لے چھوٹا نوالہ اُٹھائے اور خوب چبائے جبتک پہلا نوالہ نہ نگلجائے دوسرے لقمہ پر ہاتھ نہ بڑھائے اور کسی کھانیکا

عیب نہ کرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلعم کھانے کا ہرگز عیب نہ کرتے اگر اچھا ہوتا نوش فرماتے ورنہ ہاتھ روک لیتے اور اپنے سامنے سے کھاتے مگر طباق کے ادھر اُدھر سے میوہ لیکر کھانا درست ہے کہ وہ انواع واقسام کا ہوتا ہے اور ثرید[1] کو پیالے کے بیچ سے نہ کھائے کنارے سے کھائے اور روٹی کو بیچ سے نہ کھائے بلکہ کنارے سے لے اور گرد سے توڑ توڑ کر کھائے چھری سے روٹی اور گوشت کے ٹکڑے نہ کرے پیالہ وغیرہ جو چیز کھانے کی نہین ہے روٹی پر نہ رکھے روٹی مین ہاتھ نہ پونچھے جو نوالہ وغیرہ ہاتھ سے گر پڑے اُسے اُٹھالے اور صاف کرکے کھالے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ اگر چھوڑ دے گا تو شیطان کیواسطے چھوڑا ہوگا اُنگلی پہلے منھ سے چاٹے پھر اپنے کسی کپڑے سے پونچھ ڈالے تاکہ کھانے کا نشان ہو جائے کیونکہ شاید اُسمین برکت باقی ہو گرم کھانے مین پھوکے نہین بلکہ تامل کرے کہ وہ ٹھنڈا ہو جائے اگر خرما کھائے یا زردآلو یا جو چیز شمار کرنے کے لائق ہو تو طاق کھائے سات یا گیارہ یا اکیس تاکہ اُسکے سب کام خدا تعالیٰ کے ساتھ مناسبت پیدا کرین کیونکہ خدا طاق ہے اُسکا جوڑا نہین اور جس کام کے ساتھ خدا کا ذکر کسی طرح سے نہو وہ کام باطل اور بیفائدہ ہوگا تو اسی سبب سے طاق جفت سے اولیٰ ہے کہ حق سے مناسبت رکھتا ہے خرمے کی گٹھلی خرمے کے ساتھ ایک طباق مین اکٹھا نہ کرے اور ہاتھ مین بھی نہ لیے رہے علیٰ ہذا القیاس ہر ایک چیز جسکا ثفل پھینکتے ہون کھانا کھانے مین بہت پانی نہ پیے **پانی پینے کے آداب** یہ ہین کہ پانی کا برتن داہنے ہاتھ مین لے اور بسم اللہ کہے اور آہستہ پیے کھڑے کھڑے لیٹے لیٹے نہ پیے پہلے دیکھ لے کہ اُسمین تنکا یا کیڑا نہو اگر ڈکار آئے تو کوزہ کی طرف سے منھ پھیرے اگر ایک دفعہ سے زیادہ مین پیا چاہتا ہے تو تین دفعہ کرکے پیے ہر بار بسم اللہ اور آخر مین الحمد للہ کہے اور کوزہ کے نیچے دیکھتا رہے تاکہ پانی کہین نہ ٹپکے جب پی چکے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَہٗ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْہُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا[2] **کھانے کے بعد کے آداب** یہ ہین کہ پیٹ بھرنے سے پہلے ہی ہاتھ کھینچے اور اُنگلی کو منھ سے صاف کرکے پھر دسترخوان مین پونچھے روٹی کے ٹکڑے چُن لے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی ایسا کرے گا اُسکے عیش مین وسعت ہوگی اور اُسکی اولاد بے عیب و سلامت رہیگی اور وہ ٹکڑے حورعین کا مہر ہوگا پھر خلال کرے جو کچھ دانتون سے نکلکر زبان پر آئے اُسے نگل جائے اور جو کچھ خلال کے ساتھ نکل آئے اُسے پھینک دے اور برتن کو اُنگلی سے صاف کرے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص برتن پونچھ لیتا ہے تو برتن اُسکے حق مین یون دعا کرتا ہے کہ اے پروردگار جس طرح اُس نے مجھے شیطان کے ہاتھ سے چھوڑایا تو اُسے آتش دوزخ سے آزاد کر اور اگر برتن کو دھوکر اُسکا دھوون پی جائے تو ایسا ثواب ہوگا کہ گویا ایک بندہ آزاد کیا کھانے کے بعد کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا وَھُوَ سَیِّدُنَا وَمَوْلَانَا[3] قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اور لِاِیْلٰفِ پڑھے اگر حلال کا کھانا کھایا ہو تو شکر کرے اور شبہہ کا کھانا کھایا ہو تو روئے اور رنج کرے اسواسطے کہ جو شخص کھاتا ہے اور روتا ہے وہ اُس شخص کا سا نہین ہے جو کھاتا ہے اور غفلت کے سبب سے ہنستا ہے جب ہاتھ دھونے لگے تو اشنان[4] بائین ہاتھ مین لے پہلے داہنے ہاتھ کی اُنگلیون کے سرے بے اُشنان ملے دھوے پھر اشنان مین اُنگلی ڈبوئے ہونٹ اور دانت اور تالو پر رکھ کر خوب ملے اور اُنگلیون کو دھوئے

---

[1] ثرید بروزن حمید کھانے کی ایک قسم ہے کہ روٹی کے ٹکڑے گوشت کے شوربے مین بھگوتے ہین ۱۲ غیاث [2] سب تعریف اُس اللہ کے واسطے ہے جس نے کیا اُس پانی کو خوش مزہ میٹھا اپنی رحمت سے اور نہ کیا اُسے کھاری بدمزہ ہمارے گناہون سے ۱۲ [3] سب تعریف اُس اللہ کے واسطے ہے جس نے کھلایا ہم کو اور پلایا ہم کو اور کافی ہوا ہمارے تئین اور پناہ دی ہم کو اور وہ سردار ہمارا ہے اور صاحب ہمارا ہے ۱۲ [4] ایک کھاری پتی کھاری زمین مین اُگتی ہے اُس سے کپڑا دھوتے ہین تو صابون کی طرح صاف کرتی ہے اگر اُس پتی کو جلاوین تو سجی ہو جاتی ہے ۱۲ غیاث اللغات

پھر منھ کو اشنان سے دھوئے **کسی کے ساتھ کھانا کھانے کے آداب** تنہا ہو یا کسی کے ساتھ یہ آداب جو بیان ہو چکے اُن کا تو بہر حال دھیان رکھے لیکن اگر کسی کے ساتھ کھانا کھائے تو سات آداب اور بھی بڑھائے **پہلا** یہ کہ جو شخص سن یا علم یا پرہیزگاری مین یا اور کسی سبب سے بڑھ کر ہو وہ جب تک کھانے کو ہاتھ نہ بڑھائے تب تک خود بھی ہاتھ نہ لپکائے اگر خود سب سے بڑھ کر ہے تو اورون کو انتظار مین نہ رکھے **دوسرا** یہ کہ چپ نہ رہے کیونکہ یہ اہل عجم کی سیرت ہے مگر متقی پرہیزگارون کے قصص اور حکایت اور کلام حکمت اور شریعت مین سے اچھی اچھی باتین کرے واہیات خرافات نہ بکے **تیسرا** یہ کہ اپنے ہم پیالہ کا دھیان رکھے تاکہ خود کسی حالت مین اُس سے زیادہ نہ کھا جائے اگر کھانا مشترک ہے تو یہ حرام ہے بلکہ خود کم کھائے اپنے ساتھی کو زیادہ دے اور اچھا کھانا اُسکے سامنے بڑھائے اگر ساتھی آہستہ آہستہ کھاتا ہے تو اُس سے اصرار کرے کہ اچھی طرح خوشی سے کھائے مگر تین بار سے زیادہ کھاؤ کھاؤ نہ کرے اسواسطے کہ اس سے زیادہ کہنا الحاح اور افراط ہے اور قسم نہ دے اسواسطے کہ کھانا قسم دلانے سے کم حقیقت ہے **چوتھا** یہ کہ ساتھی کو اس سے کھاؤ کھاؤ کہنے کی حاجت نہ پڑے بلکہ جسطرح وہ کھاتا ہے اُسیطرح اُسکا ساتھ دیے جائے اور اپنی عادت سے کم نہ کھائے اسواسطے کہ یہ ریا ہے اور تنہائی مین بھی اپنے تئین اُسیطرح باادب رکھے کہ جسطرح لوگون کے سامنے مؤدب رہتا ہے تاکہ جب لوگون کے ساتھ ہو تو ادب سے کھانا کھا سکے اور اگر دوسرے کو زیادہ کھلانے کی نیت سے خود کم کھائیگا تو بہتر ہے اور اگر اورون کی خوشی کیواسطے زیادہ کھائیگا تو بھی بہتر ہے حضرت ابن مبارک فقیرون کی دعوت کرتے اور خرمے اُنکے آگے دھرتے اور کہتے کہ جو زیادہ کھائیگا ایک ایک گٹھلی پیچھے ایک ایک درم اُسے دونگا پھر گٹھلیان گنتے کہ کسکے پاس زیادہ ہین اور ہر گٹھلی پیچھے ایک درم اُسے دیتے **پانچوان** یہ کہ نگاہ نیچی رکھے اورون کے نوالے کو نہ دیکھے اگر لوگ اُسکا ادب اور ملاحظہ کرتے ہین تو اورون سے پہلے خود ہاتھ نہ کھینچے اگر اورون کے نزدیک کچھ حقیر ہے تو پہلے ہاتھ روکے رکھے تاکہ آخر کو اچھی طرح کھا سکے اگر اچھی طرح نہین کھا سکتا تو عذر بیان کردے تاکہ اور شرمندہ نہون **چھٹا** یہ کہ جس امر سے لوگون کی طبیعت کو کراہت اور نفرت ہو وہ امر نہ کرے برتن مین ہاتھ نہ جھٹکے برتن کیطرف منھ اتنا نہ جھکائے کہ منھ سے جو کچھ نکلے وہ برتن مین جائے اگر منھ سے کچھ نکالے تو منھ کو پھیرے چکنا نوالہ سرکہ مین نہ ڈبوئے جو نوالہ دانت سے کاٹا ہو اُسے برتن مین نہ ڈالے کہ ان باتون سے لوگونکی طبیعت نفرت کریگی اور گھنونی چیزون کی باتین نہ کرے **ساتوان** یہ کہ اگر طشت مین ہاتھ دھوئے تو لوگون کے سامنے طشت مین نہ تھوکے جو شخص معزز ہو اُسے مقدم کرے اگر لوگ اُسکی تعظیم کرین تو مان لے اور داہنی طرف سے طشت کو گھمائے سب کے ہاتھونکا دھووَن جمع کرے ہر ایک کے ہاتھ کا دھووَن الگ نہ پھینکے کہ یہ اہل عجم کی عادت ہے اگر سب لوگ ایک ہی بار ہاتھ دھولین تو بہت اولیٰ ہے اور فروتنی سے نزدیک تر ہے اگر کلی کرے تو آہستہ سے کرے تاکہ چھینٹ نہ اُڑے کسی آدمی اور فرش پر نہ پڑے جو شخص ہاتھ پر پانی ڈالتا ہے بیٹھنے سے اُسکا کھڑا رہنا اولیٰ تر ہے یہ سب آداب احادیث مین لکھے ہین انسان اور حیوان مین ان ہی آداب سے فرق ہوتا ہے کہ حیوان جس طرح اُس کا جی چاہتا ہے اُسیطرح کھاتا ہے اچھی بات نہین جانتا خدا نے اُسکو یہ تمیز ہی نہین دی اور چونکہ انسان کو یہ تمیز عنایت ہوئی ہے اگر وہ اُسپر کاربند نہ ہوگا تو عقل و تمیز کی نعمت کا حق اُس نے نہ ادا کیا اور کفران نعمت کیا **دوستون اور دینی بھائیون کے ساتھ کھانا کھانے کی فضیلت** اے عزیز جان تو کہ کسی دوست کی ضیافت کرنا بہت صدقہ

دینے سے افضل ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ تین چیزون کا بندہ سے حساب نہ کرینگے ایک تو جو کچھ سحر کے وقت کھائیگا دوسرے جس سے روزہ افطار کریگا تیسرے جو کچھ دوستون کے ساتھ کھائیگا حضرت جعفر ابن محمد صادق علیہما السلام فرماتے ہین کہ جب دوستون اور بھائیون کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھو تو جلدی نہ کرو تاکہ دیر ہو اسواسطے کہ اُسقدر زندگی کا حساب نہوگا حضرت حسن بصری کہتے ہین کہ بندہ جو کچھ خود کھاتا پیتا ہے اور اپنے مان باپ کو کھلاتا پلاتا ہے اُسکا حساب ہوگا مگر جو کھانا دوستون کے سامنے رکھتا ہے اُسکا حساب نہوگا ایک بزرگ کی عادت تھی کہ جب بھائیون کے سامنے دسترخوان بچھاتے تو بہت سا کھانا لگاتے اور کہتے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کھانا دوستون کے آگے سے بڑھے اُسکا حساب نہین ہوتا مین چاہتا ہون کہ جو کھانا دوستون کے سامنے سے بڑھاؤن اُسمین سے کھاؤن امیرالمومنین حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ ایک صاع کھانا بھائیون کے سامنے رکھنا مجھے اس سے زیادہ عزیز ہے کہ ایک بندہ آزاد کرون حدیث شریف مین آیا ہے کہ حق تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیگا کہ اے بنی آدم مین بھوکا ہوا اور تو نے مجھے کھانا نہ دیا آدمی عرض کرے گا کہ بار خدایا تو کیونکر بھوکا ہوا تو تو تمام عالم کا مالک ہے تجھکو کھانے کی کچھ حاجت نہین ارشاد ہوگا کہ تیرا بھائی بھوکا تھا تو اگر اُس کو کھانا دیتا تو گویا مجھ کو دیتا رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا پانی دیتا ہے حق تعالیٰ اُسے آتش دوزخ سے سات خندق دور رکھتا ہے ہر ایک خندق کے درمیان مین پانسو برس کی راہ کی مسافت ہوتی ہے اور فرمایا خَیْرُکُمْ مَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ یعنے تم مین وہ شخص بہتر ہے جو کھانا بہت دے **جو دوست ایک دوسرے کی ملاقات کو جائین اُن کے کھانا کھانے کے آداب** اے عزیز جان تو کہ اس صورت مین چار ادب ہین **پہلا ادب** یہ ہے کہ قصداً کھانے کے وقت کسی کے پاس نہ جائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی بے بُلائے کسی کا کھانیکا قصد کرے وہ جانے مین گنہگار ہوگا اور کھانے مین حرام خور اگر اتفاقاً کھانے کے وقت جا پہونچے تو بے کہے نہ کھائے اگر کہین کہ کھاؤ اور وہ جانے کہ دل سے نہین کہتے ہین تو بھی کھانا نہ چاہیے لیکن لطائف الحیل کے ساتھ انکار کرے مگر جس دوست پر اعتماد اور جسکے دل سے آگاہ ہے اُسکے گھر قصداً کھانے کی نیت سے جانا درست ہے بلکہ دوستون مین یہ امر سنت ہے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ اور امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ بھوک کے وقت حضرت ابوایوبؓ انصاری اور حضرت ابوالہثیمؓ ابن التیہان کے گھر تشریف لیگئے ہین اور مانگ کر کھانا نوش فرمایا ہے یہ امر خیر ہر میزبان کی اعانت ہے بشرطیکہ معلوم ہو کہ وہ راغب ہے کسی بزرگ کے تین سو ساٹھ دوست تھے وہ بزرگ ہر شب ایک دوست کے گھر رہتے کسی بزرگ کے تیس دوست تھے کوئی بزرگ سات دوست رکھتے تھے تاکہ ہر شب ایک ایک دوست کے گھر رہتے یہ دوست ان بزرگون کیواسطے گویا کسب وصنعت تھے اور اُنکی عبادت مین سبب فراغت تھے بلکہ جب دینی دوستی ہوگئی تو اگر دوست گھر مین نہو تو بھی اسکے کھانے مین سے کھالینا درست ہے جناب سرور انبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا حضرت بریدہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور اُنکے غیبت مین انکا کھانا نوش فرمایا اسواسطے کہ آپ نے جانا کہ وہ اس امر سے خوش ہونگے حضرت محمد بن واسعؒ ایک بزرگ صاحب ورع اپنے یارون کے ساتھ حضرت حسنؒ بصری کے گھر تشریف لیجاتے اور جو کچھ پاتے کھا جاتے جب حضرت حسن بصری اپنے گھر تشریف لاتے تو اس امر سے بہت خوش ہوتے ایک گروہ نے حضرت سفیانؒ ثوری کے گھر مین ایسا ہی امر کیا جب حضرت سفیانؒ تشریف لائے

تو فرمایا کہ تم لوگون نے اگلے بزرگون کے اخلاق مجکو یاد دلائے کہ اُنھون نے ایسا ہی کیا ہے **دوسرا ادب** یہ ہے کہ جب کوئی دوست ملاقات کو آئے تو جو کچھ حاضر ہو اُسکے سامنے لائے کچھ تکلف نہ کرے اگر کچھ نہو تو قرض نہ کرے اگر اپنے اہل و عیال کی احتیاج ہی کی قدر ہو زیادہ نہو تو اُسے رکھ چھوڑے ایک شخص نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی دعوت کی آپنے فرمایا کہ تین شرطون سے مین تیرے گھر آؤنگا ایک یہ کہ بازار سے کچھ نہ لا دوسری یہ کہ جو کچھ گھر مین ہو اُسمین سے کچھ پھیر نہ لیجا تیسری یہ کہ اپنے اہل و عیال کا پورا حصہ بچا حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ لوگ جو ایک دوسرے سے چھوٹ گئے ہین تکلف کے سبب سے چھوٹ گئے ہین اگر تکلف درمیان سے اُٹھ جائے تو بے دھڑک ایک دوسرے سے ملسکتا ہے ایک دوست نے ایک بزرگ سے تکلف کیا اُنھون نے فرمایا کہ تم جب اکیلے ہوتے ہو تو ایسا نہین کھاتے اور مین بھی اکیلے مین ایسا نہین کھاتا تو جب ہم تم بہم ہون تو یہ تکلف کرنا کیون چاہیے یا تم تکلف اُٹھا دو یا مین آنا موقوف کرون حضرت سلمانؓ کہتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے ہمکو فرمایا ہے کہ تکلف نہ کرنا جو کچھ حاضر ہو اُس سے بھی دریغ نہ کرنا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین روٹی کا ٹکڑا اور خشک چھوہارا ایک دوسرے کے سامنے لاتے اور فرماتے کہ ہم نہین جانتے کہ وہ شخص بڑا گنہگار ہے جو ماحضر کو ناچیز جان کر سامنے نہ لائے یا وہ شخص جسکے سامنے حاضر کرین اور وہ اُسے حقیر جانے حضرت یونس علیٰ نبینا و علیہ السلام روٹی کا ٹکڑا اور جو ترکاری آپ بوتے تھے دوستون کے سامنے رکھتے اور فرماتے کہ اگر حق سبحانہٗ تعالیٰ تکلف کرنیوالون پر لعنت نہ کرتا تو مین تکلف کرتا کچھ لوگون مین باہم جھگڑا تھا حضرت زکریا علیہ السلام کو تلاش کیا تاکہ اُن کے درمیان فیصلہ کردین وہ لوگ آپ کے مکان پر حاضر ہوے آپکو تو نہ پایا ایک عورت خوبصورت دیکھی متعجب ہوے کہ حضرت زکریاؑ پیغمبر ہوکر ایسی عورت پری طلعت کے ساتھ عیش و عشرت کرتے ہین جب آپکو ڈھونڈھا تو ایک جگہ مزدوری کو گئے تھے وہان پایا آپ کھانا کھاتے تھے اُن لوگون نے آپسے باتین کین آپنے اُن سے نہ کہا کہ میرے ساتھ کھانا کھالو جب آپ اُٹھے تو وہان سے ننگے پاؤن چلے اُن لوگونکو آپ سے ان تینون کامون کا سرزد ہونا محل تعجب معلوم ہوا عرض کی کہ یا حضرت یہ کیا باتین ہین آپنے فرمایا کہ خوبصورت عورت اسواسطے رکھتا ہون کہ میرے دین کو بچائے میری آنکھ اور دل اور کہین نہ لگ جائے اور تم سے کھانے کو جو نہ کہا تو اسواسطے کہ وہ میری مزدوری تھی کہ کام کرون مین اگر کم کھاتا تو کام مین تقصیر کرتا اور کام کرنا مجھپر فرض تھا اور ننگے پاؤن اسواسطے چلا کہ اس زمین کے مالکون مین جھگڑا ہے مین نے یہ نہ چاہا کہ اس زمین کی مٹی میرے جوتے مین بھرے اور دوسری زمین پر جاتی رہے تو اس سے معلوم ہوا کہ کامو مین صدق اور راستی تکلف کرنے سے بہتر ہے **تیسرا ادب** یہ ہے کہ جب جانے کہ میزبان پر دشوار ہوگا تو اُسپر حکومت نہ کرے جب مہمان کو دو چیزون مین اختیار دین تو جو چیز میزبان پر بہت آسان ہو اُسے اختیار کرے اسواسطے کہ رسول اکرم صلعم ہر کام مین ایسا ہی کرتے تھے کوئی شخص حضرت سلمانؓ کے پاس گیا اُنھون نے جو کی روٹی کا ٹکڑا اور نمک اُس شخص کے سامنے لاکر رکھدیا وہ بولا اگر اس نمک مین سعتر[1] ہوتا تو بہتر ہوتا حضرت سلمانؓ اور کچھ پاس نہ رکھتے تھے آفتابہ گرو رکھکر سعتر مول لائے وہ شخص جب روٹی کھا چکا تو کہنے لگا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَنَّعَنَا بِمَا رَزَقَنَا[2] حضرت سلمان نے فرمایا کہ اگر تجھ مین قناعت ہوتی تو میرا آفتابہ نہ گرو ہوجاتا مگر مہمان جانے کہ میزبان کو دقت نہ پہنچیگی اور خوش ہوگا تو اُس سے مانگنا درست ہے حضرت امام شافعیؒ بغداد مین زعفرانی کے گھر تشریف رکھتے تھے زعفرانی روز کھانے کی اقسام لکھکر

[1] ایک بوٹی ہے کہ فقیر اس سے روٹی کھاتے ہین ۱۲ [2] شکر ہے اُس اللہ کا جس نے قناعت دی مجکو اس چیز پر جو روزی مجھے دی ۱۲

پکانے والے کو دیدیتا ایک دن امام صاحب نے ایک قسم کا کھانا دستخط خاص سے اس مین بڑھا دیا جب زعفرانی نے اس کتبہ کو لونڈی کے ہاتھ مین دیکھا بہت خوش ہوا اور شکرانہ مین اُس لونڈی کو آزاد کردیا **چوتھا ادب** یہ ہے کہ صاحب خانہ اگر مہمانون کا حکم بجالانے پر دل سے راضی ہو تو مہمانون سے پوچھے کہ تم کیا چاہتے ہو اور کس چیز کی آرزو کرتے ہو اسواسطے کہ جو اُنکی آرزو ہوگی اُسکے مہیا کرنے مین بڑا ثواب ہوگا رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان بھائی کی آرزو برلانے مین کوشش اور مستعدی کرتا ہی ہزار ہزار نیکیان اُسکے اعمالنامہ مین لکھتے ہین اور ہزار ہزار برائیان اُسکے نامۂ اعمال سے مٹا دیتے ہین اور ہزار ہزار درجہ اُسکا مرتبہ بلند کرتے ہین اور تین جنّتون مین سے اُسے حصہ دیتے ہین ایک فردوس دوسری عدن تیسری خلد لیکن مہمان سے یہ پوچھنا کہ فلانی چیز لاؤن یا نہ لاؤن مکروہ اور بُرا ہے بلکہ جو کچھ موجود ہے لے آئے اگر مہمان نہ کھائے تو پھیر لیجائے **میزبانی کی فضیلت** اے عزیز جان تو کہ یہ جو بیان کیا گیا اُس صورت مین تھا کہ کوئی شخص بے بلائے ملاقات کو آئے دعوت کرنیکا حکم اور ہے بزرگون نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مہمان خود آجائے تو کچھ تکلف نہ کر اور اگر تو بلائے تو کچھ اُٹھا نہ رکھ یعنے جو تکلف تجھ سے ہو سکے کر اور ضیافت کی بڑی فضیلت ہے اور یہ عرب کی عادت ہے کہ وہ لوگ سفر مین ایک دوسرے کے گھر جاتے ہین اور ایسے مہمان کا حق ادا کرنا اہم ہے اسی واسطے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مہماندار نہین اس مین خیر نہین اور فرمایا ہے کہ مہمان کے واسطے تکلف نہ کرو اسواسطے کہ جب تکلف کروگے تو اُسکے ساتھ دشمنی رکھوگے اور جو شخص مہمان سے دشمنی رکھتا ہے وہ خدا کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور جو خدا سے دشمنی رکھتا ہی خدا اسکے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اگر کوئی غریب مہمان آپہونچے تو اسکے واسطے قرض لیکر تکلف کرنا درست ہے لیکن دوستون کیواسطے جو ایک دوسرے کی ملاقات کو جاتے ہین تکلف نہ چاہیے اسواسطے کہ تکلف کرتے کرتے محبت جاتی رہیگی جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا کے غلام ابو رافعؓ نام کہتے ہین کہ حضرت صلعم نے مجھے فرمایا کہ فلانے یہودی سے کہو کہ مجھے آٹا قرض دے مین رجب کے مہینے مین ادا کردونگا اسواسطے کہ ایک مہمان میرے پاس آیا ہے یہودی نے کہا کہ جبتک کچھ گرو نہ رکھوگے نہ دونگا حضرت ابو رافع کہتے ہین کہ مین پھر آیا اور حضرت صلعم کیخدمت مین اُسکا قول عرض کیا آپ نے فرمایا کہ واللہ مین آسمان مین امین ہون اور زمین مین امین ہون اگر وہ دیدیتا تو مین ادا کردیتا اب میری وہ زرہ لیجا اور گرو رکھ لا مین لیگیا اور گرو رکھ لایا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مہمان کو ڈھونڈھنے ایک دو میل راہ جاتے جبتک مہمان نہ ملتا کھانا نہ کھاتے اُنکے صدق اور خلوص کی برکت سے آجتک اُنکے مشہد مین رسم ضیافت باقی ہے حتی کہ کوئی رات مہمان سے خالی نہین جاتی اور کبھی سو دو سو مہمان آرہتے ہین بہت سے گاؤن اسواسطے وقف اور معاف ہین **دعوت کے اور دعوت قبول کرنے کے آداب** جو شخص دعوت کرتا ہے اُسکے واسطے یہ سنت ہے کہ صالحون کے سوا اور کو نہ بلائے اسواسطے کہ کھانا کھلانا قوت بڑھاتا ہے اور فاسق کو کھانا دینا فسق مین اُسکی مدد کرنا ہے اور فقیرون کو بلائے امیرون کو نہ بلائے رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ وہ طعام ولیمہ سب کھانون سے بدتر ہے جسکے واسطے امیرون کو بلائین اور فقیرون کو محروم رکھین اور فرمایا ہے کہ تم لوگ دعوت کرنے مین بھی گناہ کرتے ہو ایسے شخص کو بلاتے ہو جو نہ آئے اور جو آنے والا ہے اُسے چھوڑ دیتے ہو اور چاہیے کہ یگانون اور نزدیک کے دوستون کو نہ بھولے کہ وحشت کا سبب ہوگا دعوت سے ڈینگ اور بڑائی کا ارادہ نہ کرے ادائے سنت اور فقرا کی راحت کا خیال کرے جسے جانے کہ دعوت قبول کرنا اسے دشوار ہے اُسے نہ بلائے کہ اُسے رنج ہوگا اور جو شخص اس کی

دعوت قبول کرنے مین رغبت نہ کرے اُسکی بھی دعوت نہ کرے کہ وہ اگر مان بھی لیگا تو کھانا کراہت سے کھائیگا اور یہ امر خطا کا سبب ہوگا دعوت قبول کرنیکا **پہلا ادب** یہ ہے کہ فقیر اور امیر مین کچھ فرق نہ کرے فقیر کی دعوت سے بے پروائی نہ کرے اسواسطے کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا فقیرون کی دعوت قبول فرماتے تھے حضرت امام حسن علیہ السلام کا گذر ایک محتاج قوم کی طرف ہوا وہ لوگ روٹی کے ٹکڑے کھا رہے تھے عرض کی کہ اے فرزند رسول آپ بھی ہمارے شریک ہوجیے آپ سواری پر سے اتر کر ان کے شریک ہوگئے اور فرمایا حق تعالیٰ تکبر کرنے والون کو دوست نہین رکھتا ہے جب نوش فرما چکے تو ان لوگون سے ارشاد فرمایا کہ کل تم میری دعوت قبول کرو دوسرے دن اُنکے واسطے عمدہ عمدہ کھانا پکوایا اور اُنکے ساتھ بیٹھ کر نوش فرمایا **دوسرا ادب** یہ ہے کہ اگر جانتا ہے کہ میزبان مجھپر احسان جتائیگا اور رسمی میزبانی جانے گا تو اُس سے لطائف الحیل کر دے اور دعوت نہ قبول کرے بلکہ میزبان کو چاہیے کہ مہمان کے قبول کرنے کو اپنے واسطے موجب فضیلت جانے اور اُسکا احسان مانے علیٰ ہذا القیاس اگر جانتا ہے کہ اسکے کھانے مین شبہہ ہے یا وہان کا انداز بُرا ہے مثلاً اس جگہ فرش اطلسی ہے یا چاندی کی انگیٹھی یا دیوار اور چھت مین جانورون کی تصویر ہے یا راگ مع مزامیر ہے یا کوئی مسخراپن کرتا ہو یا فحش بکتا ہے یا جوان عورتین مردون کو دیکھنے آتی ہین یہ سب بُری باتین ہین ایسی جگہ جانا نہ چاہیے اسیطرح اگر میزبان بدعتی یا ظالم یا فاسق ہو یا ضیافت سے لاف و تکبر اُسے مقصود ہو تو اُسکی دعوت نہ قبول کرے اگر دعوت قبول کی اور وہان کوئی بُری بات دیکھی اور منع نہین کر سکتا تو وہان سے چلا جانا واجب ہے **تیسرا ادب** یہ ہے کہ راہ دور ہونے کے سبب سے دعوت رد نہ کرے بلکہ عادات کے موافق جتنی راہ چلنے کی برداشت ہے اُسکا متحمل ہوجائے توریت مین ہے کہ بیمار پُرسی کیواسطے ایک میل جا جنازہ کے ساتھ دو میل جا مہمان کے لیے تین میل جا دینی بھائی کی ملاقات کو چار میل جا **چوتھا ادب** یہ ہے کہ روزے کے سبب سے دعوت رد نہ کرے بلکہ حاضر ہو اگر میزبان کی خوشی ہو تو خوشبو اور اچھی باتون پر قناعت کرے کہ روزہ دار کی میزبانی یہی ہے اگر وہ رنجیدہ ہو تو روزہ کھول ڈالے کہ مسلمان کا دل خوش کرنے کا ثواب روزہ سے بہت افضل ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر جو میزبان کی رضامندی کے واسطے روزہ کھول ڈالے اعتراض کیا ہے اور فرمایا کہ تیرا بھائی تو تکلیف کرے اور تو کہے کہ مین روزہ دار ہون **پانچوان ادب** یہ ہے کہ پیٹ کی خواہش مٹانے کے واسطے دعوت قبول نہ کرے کہ یہ جانورونکا کام ہے بلکہ اتباع سنت نبوی کی نیت کرے اور اسات سے بچنے کی نیت کرے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دعوت نہ قبول کریگا وہ خدا اور رسول کا گنہگار ہوگا اسی سبب سے علما کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ دعوت قبول کرنا واجب ہے اور دعوت قبول کرنے مین مسلمان بھائی کے اعزاز و اکرام کی نیت کرے حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص کسی مومن کا اعزاز و اکرام کرے اُسنے خدا کا اعزاز و اکرام کیا اور مسلمان کا دل خوش کرنے کی نیت کرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی مسلمان کو خوش کرے اُسنے خدا کو خوش کیا اور ملاقات میزبان کی نیت کرے اسواسطے کہ برادران دینی کی ملاقات منجملۂ قربات ہے اور اپنے تئین غیبت سے بچانے کی نیت کرے تاکہ لوگ یہ نہ کہین کہ فلانا شخص بدخوئی اور تکبر کی وجہ سے نہ آیا دعوت مین جانے کی یہ چھ نیتین ہین ہر ایک نیت کے عوض مین ثواب حاصل ہوگا اور ایسی ہی نیتون کی بدولت مباح چیزین باعث قرب خدا ہوجاتی ہین بزرگان دین نے کوشش کی ہے کہ ہر حرکات اور سکنات مین اُنکی ایسی نیت ہو جسے دین سے مناسبت ہو

تاکہ اُنکا کوئی دم ضائع نہ جائے حاضر ہونے کے آداب یہ ہین کہ میزبان کو منتظر نہ رکھے جانے مین جلدی کرے اچھی جگہ نہ بیٹھے جہان میزبان کہے وہان بیٹھے اگر اور مہمان مقام صدر مین اُسے بٹھالین تو فروتنی کرے عورتون کے حجرے کے برابر نہ بیٹھے جہان سے کھانا لاتے ہین اُدھر بہت نہ دیکھے جب بیٹھے تو جو شخص قریب تر ہے اُس کی مزاج پرسی کرے اگر کوئی امر خلاف شرع دیکھے تو انکار کرے اگر اُس امر کو منع نہ کر سکے تو وہان سے اُٹھ جائے حضرت امام احمد حنبل نے فرمایا ہے کہ اگر چاندی کی سرمہ دانی بھی دیکھے تو چاہیے کہ اُٹھ کھڑا ہو اگر مہمان شب باش ہوا چاہے تو میزبان کا ادب یہ ہے کہ قبلہ اور طہارت کی جگہ اُسے بتادے کھانا رکھنے کے آداب یہ ہین کہ جلدی کرے یہ امر مہمان کے اکرام مین سے ہے تاکہ مہمان کھانے کا انتظار نہ کھینچے اگر بہت لوگ آچکے اور ایک باقی ہو تو حاضرین کی رعایت اولیٰ تر ہے مگر جبکہ فقیر نہ آیا ہو اور انتظار نہ کرنے سے شکستہ دل ہو جائے گا تو اُسکی خوشی خاطر کی نیت سے تاخیر بہتر ہے حاتم اصمؒ نے کہا ہے کہ جلدی شیطان کا کام ہے مگر پانچ چیزون مین چاہیے مہمان کو کھانا کھلانے مین مُردہ کی تجہیز مین لڑکیون کے نکاح مین قرض ادا کرنے مین گناہون سے توبہ کرنے مین اور دعوت ولیمہ مین جلدی کرنا سنت ہے **دوسرا ادب** یہ ہے کہ کھانے سے پہلے میوہ لائے اور دسترخوان کو ترکاری سے خالی نہ رکھے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ دسترخوان پر جب ہری چیز ہوتی ہے تو ملائکہ حاضر ہوتے ہین اور اچھا کھانا آگے رکھنا چاہیے تاکہ اس سے آسودہ ہو جائین۔ بہت کھانے والون کی یہ عادت ہے کہ ثقیل غذا آگے رکھتے ہین تاکہ مہمان بہت کھا سکے یہ مکروہ ہے اور بعضون کی یہ عادت ہے کہ یکبارگی سب طرح کے کھانے رکھدیتے ہین تاکہ جسکا جو جی چاہے کھائے جب طرح طرح کی چیزین رکھین تو جلدی نہ اُٹھائے اسواسطے کہ شاید کوئی ایسا ہو کہ ہنوز آسودہ نہوا ہو **تیسرا ادب** یہ ہے کہ تھوڑا کھانا نہ رکھے کہ اسمین بیمروتی ہے اور حد سے زیادہ بھی نہ رکھے کہ اسمین تکبر ہے مگر اس نیت سے زیادہ کھانا رکھنے کا مضائقہ نہین کہ جو کچھ بڑھ جائیگا اُسکا حساب نہوگا حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سا کھانا رکھا حضرت سفیانؒ ثوری نے اُن سے کہا کہ کیا تمھین اسراف کا خوف نہین ہے اُنھون نے جواب دیا کہ ضیافت کے کھانے مین اسراف ہوتا ہی نہین اور چاہیے کہ اپنے اہل وعیال کا حصہ پہلے نکال لے تاکہ اُنکی نظر دسترخوان پر نہ رہے اسواسطے کہ جب کچھ نہ بچے گا تو وہ مہمان کا شکوہ کرین گے اس امر مین مہمان کے ساتھ خیانت ہوتی ہے اور یہ امر درست نہین ہے کہ مہمان کھانا باندھ لیجائے جیسے بعضے صوفیونکی عادت ہوتی ہے مگر یہ کہ میزبان اُنکی شرم کا لحاظ نہ کرے اور صاف کہدے یا یہ جانتے ہون کہ میزبان دل سے راضی ہے تو کھانا باندھ لیجانا درست ہے بشرطیکہ اپنے ہم پیالہ پر ظلم نہ کرے اسلیے کہ اگر زیادہ لیجائیگا تو حرام ہو جائیگا یا اگر میزبان کی مرضی نہو تو بھی حرام ہے اسمین اور چوری سے لیجانے مین کچھ فرق نہین اور جو کچھ وہ شخص جو ہم پیالہ ہو شرم سے چھوڑ دے خوشی خاطر سے نہین وہ بھی حرام ہے **ضیافت خانہ سے باہر آنے کے آداب** یہ ہین کہ اجازت سے نکلے اور میزبان کو چاہیے کہ اپنے گھر کے دروازے تک مہمان کے ساتھ آئے اسلیے کہ جناب سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ ایسا ہی کرتے تھے اور چاہیے کہ میزبان اچھی بات کہے اور کشادہ پیشانی رہے اگر مہمان اس سے قصور دیکھے تو معاف کرے حُسن خلق سے چھپا دے کہ حسن خلق بسا تقربات سے بہتر ہے **حکایت** ہے کہ ایک شخص نے لوگون کی دعوت کی اُسکا بیٹا باپ کی بے اطلاع

حضرت جنید قدس سرہٗ کو بھی بلالایا آپ جب اُسکے گھر کے دروازے پر پہونچے اُسکے باپ نے اندر نہ جانے دیا آپ پھر آئے لڑکا پھر دوبارہ بلانے آیا آپ تشریف لیگئے پھر اُسکے باپ نے اندر نہ جانے دیا آپ پھر آئے اسیطرح چار بار حضرت جنید قدس سرہٗ تشریف لائے تاکہ اس لڑکے کا دل خوش ہواور ہر بار پلٹ گئے تاکہ اُسکے باپ کا دل خوش ہو حالانکہ آپ اُس سے فارغ تھے اور رد و قبول مین آپکو عبرت ہوتی تھی کہ اس امر کو منجانب اللہ دیکھتے تھے

دوسری اصل آداب نکاح کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ کھانا کھانے کی طرح نکاح کرنا بھی راہ دین مین سے ہے اسواسطے کہ راہ دین کو جسطرح شخص انسان کے بقا کی حاجت ہے اور زندگی بے کھانے پینے کے محال ہے اسیطرح جنس اور نسل آدمی کی بقا کی بھی حاجت ہے، اور بے نکاح ممکن نہین تو نکاح اصل وجود کا سبب ہے اور طعام بقائے وجود کا سبب ہے حق تعالےٰ نے اسیواسطے نکاح کو مباح کیا ہے شہوت کیواسطے نہین بلکہ شہوت کو بھی اسیواسطے پیدا کیا ہے تاکہ متقاضی ہواور خلق سے نکاح کرائے اور راہ دین پر چلنے والے پیدا ہون اور راہ دین پر چلین اسواسطے کہ خالق نے تمام خلق کو دین ہی کے لیے پیدا کیا ہے اور اسیواسطے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ[۱] اور آدمی جتنے زیادہ ہوتے ہین حضرت ربوبیت کے بندے بڑھتے ہین اور سید الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت زیادہ ہوتی ہے اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نکاح کرو تاکہ زیادہ ہو کہ مین قیامت کے دن تمھارے سبب سے اور پیغمبرون کی امت پر فخر کرون حتیٰ کہ اُس حمل کے سبب سے بھی فخر کرون جو اپنی مان کے پیٹ سے گرجائے تو جو شخص یہ کوشش کرتا ہے کہ اولاد بڑھے اور خدا کی بندگی کرے اُسکو بڑا ثواب ہے اسیواسطے باپ کا بڑا حق ہے اور اُستاد کا حق اُس سے بھی زیادہ ہے اسلیے کہ باپ پیدائش کا سبب ہے اور اُستاد راہ دین پہچاننے کا سبب ہے اسی سبب سے علما کا ایک گروہ قائل ہوا ہے کہ نکاح کرنا نوافل عبادت مین مشغول ہونے سے بہتر ہے اور جبکہ معلوم ہوا کہ نکاح کرنا منجملہ راہ دین ہے تو اسکے آداب کی تفصیل جاننا ضرور ہے اُسکی تفصیل تین بابون سے معلوم ہوگی **پہلا باب** نکاح کے فائدون اور آفتون کے بیان مین **دوسرا باب** عقد نکاح کے آداب کے بیان مین **تیسرا باب** نکاح کے بعد عیش کرنے کے آداب کے بیان مین **پہلا باب** نکاح کے فائدون اور آفتون کے بیان مین اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ نکاح کی بزرگی اُسکے فائدون کے سبب سے ہے اور اُسکے فائدے پانچ ہین **پہلا فائدہ** اولاد ہے اور اولاد کے سبب سے چار طرح کا ثواب ہے **پہلا ثواب** یہ ہے کہ آدمی کا پیدا ہونا اور بقائے نسل جو حق تعالیٰ کو محبوب و مرغوب ہے اُس مین کوشش کرتا رہیگا اور جو کوئی حکمت آفرینش پہچانے گا اُسکو اس امر مین کچھ شک نہ رہیگا کہ یہ بات حق تعالیٰ کی محبوب ہے جب مالک اپنے بندے کو زمین قابل زراعت دے اور بیج عنایت کرے اور بیل کی گوئی اور زراعت کے آلات مرحمت کرے اور اُسپر ایک سزاول کرے کہ اُسے کھیتی کرنے مین مشغول رکھے تو گو مالک زبان سے نہ کہے لیکن بندہ اگر عقل رکھتا ہے تو اُسکا مطلب و مقصد جان جائیگا کہ مجھسے کھیت جتوانا بیج بوانا درخت پیدا کروانا اُسے مقصود ہے خداوند کریم نے بچہ دان پیدا کیا آلت مباشرت پیدا کیا مردون کی پشت مین عورتون کے سینہ مین اولاد کا بیج پیدا کیا شہوت کو مرد و عورت پر سزاول کیا تو ان باتون سے جو مقصود الٰہی ہے وہ کسی عقلمند پر پوشیدہ نہین

[۱] اور نہین پیدا کیا مین نے جن وانس کو مگر اسواسطے کہ عبادت کرین میری ۱۲ —

اگر کوئی شخص بیج یعنی نطفہ ضائع کرے اور سزا اول یعنی شہوت کو کسی حیلہ سے ٹالدے تو خلقت یعنی پیدائش کے مقصود سے وہ پھرا رہیگا اسیواسطے صحابہ کرام اور اگلے بزرگ بے نکاح مرنے سے کراہت رکھتے تھے یہانتک کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو زوجہ طاعون مین مرین اور خود اُنکو طاعون ہوا کہا جبتک کہ مین مرون مرون میرا نکاح کردو مین نہین چاہتا کہ بے جورو مرجاؤن **دوسرا ثواب** یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کرینین نکاح کے سبب سے کوشش کرتا رہیگا تاکہ آپکی امت زیادہ ہو کہ اُسکے سبب سے آپ فخر کرینگے اسیواسطے آپ نے بانجھ عورت کے ساتھ نکاح کرنیکو منع کیا کہ اُسکے اولاد نہین ہوتی اور فرمایا ہے اگر کھجور کی چٹائی گھر مین بچھی ہو تو بانجھ عورت سے بہتر ہے اور فرمایا ہے کہ عورت بدصورت جننے والی خوبصورت بانجھ سے بہتر ہے ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کرنا شہوت کیواسطے نہین ہے اسلیے کہ شہوت کیواسطے خوبصورت عورت بدصورت سے بہتر ہے **تیسرا ثواب** یہ ہے کہ اولاد سے دعا حاصل ہوتی ہے حدیث شریف مین ہے کہ جن نیکیون کا ثواب منقطع نہین ہوتا انمین سے ایک اولاد بھی ہے کہ باپ کی موت کے بعد اسکی دعا برابر رہتی ہے اور باپ کو پہونچتی ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ دعا کو نور کے طباقون مین رکھکر مُردونکو دکھاتے ہین اس سبب سے وہ راحت پاتے ہین **چوتھا ثواب** یہ ہے کہ لڑکا ہو اور باپ کے سامنے مرجائے تاکہ وہ اُس مصیبت کا رنج کھینچے اور لڑکا قیامت مین اُس کی شفاعت کرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچہ سے کہین گے کہ جنت مین جا وہ مچل جائیگا اور کہے گا کہ اپنے ماں باپ کے بغیر ہرگز مین اندر نہ جاؤن گا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کا کپڑا پکڑکر کھینچا اور فرمایا کہ جسطرح مین تجھے کھینچتا ہون اسیطرح بچہ اپنے ماں باپ کو جنت مین کھینچتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ بچے جنت کے دروازے پر جمع ہونگے اور دفعۃً چلانا اور رونا شروع کرینگے اور اپنے ماں باپ کو ڈھونڈھین گے حتی کہ ماں باپ کو حکم ہوگا کہ تم لڑکون کی جماعت مین جاؤ اور ہر بچہ اپنے ماں باپ کو جنت مین لیجائیگا **حکایت** ایک بزرگ نکاح کرنے مین عذر کرتے تھے یہانتک کہ ایک رات اُنھون نے خواب مین دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور خلق پیاس کے مارے بیتاب ہے لڑکون کا ایک گروہ ہے اُنکے ہاتھون مین چاندی سونیکے کٹورے ہین اور لوگون کو پانی پلارہے ہین اُن بزرگ نے بھی پانی مانگا اُنھین کسی لڑکے نے نہ دیا اور کہا ہم مین تیرا بیٹا کوئی نہین ہے وہ بزرگ جب خواب سے بیدار ہوے اسیوقت نکاح کیا **دوسرا فائدہ** نکاح مین یہ ہے کہ آدمی اپنے دین کو حصار مین کرتا ہے اور شہوت جو شیطان کا ہتھیار ہے اُسے اپنے سے دور کرتا ہے اسیواسطے جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جسنے نکاح کیا اُسنے اپنے آدھے دین کو حصار مین کرلیا اور جو شخص نکاح نہین کرتا گو فرج کو بچالے لیکن اکثر یہ ہے کہ آنکھ کو بدنگاہ سے اور دل کو وسواس سے نہین بچاسکتا نکاح فرزند کی نیت سے کرے شہوت کے واسطے نہین اسلیے کہ جو کام مالک کو محبوب و مرغوب ہے فرمانبرداری کیواسطے یون نہین ہوتا ہے کہ سزا اول ٹالنے کی نیت سے کرے اس واسطے کہ شہوت کو اسلیے پیدا کیا ہے کہ تقاضی ہو ہرچند کہ اُس مین اور حکمت بھی ہے وہ حکمت یہ ہے کہ اُسمین بڑا مزہ رکھا ہے تاکہ وہ مزا آخرت کے مزون کا نمونہ ہو جسطرح آگ کو اسواسطے پیدا کیا کہ اُسکی تکلیف رنج آخرت کا نمونہ ہو ہرچند کہ مباشرت کی لذت اور آگ کی اذیت آخرت کی لذت و مصیبت کے سامنے حقیر و ناچیز ہے اور جو کچھ پیدا فرمایا ہے خالق کے نزدیک اُسمین بہت سی حکمتین ہین اور ممکن ہے کہ ایک ہی چیز مین بہت سی پوشیدہ حکمتین ہون مگر عالمون اور بزرگون ہی پر ظاہر ہون رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ ہر عورت کے ساتھ شیطان ہوتا ہے جب کسی کو کوئی عورت اچھی معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنے گھر جائے اور اپنی جورو کے ساتھ صحبت کرے کہ اس امر مین سب عورتین برابر ہین **تیسرا فائدہ** یہ ہے کہ نکاح کی بدولت عورتون سے موانست ہوتی ہے اور اُنکے پاس بیٹھنے سے اور اُنکے ساتھ مزاح کرنے سے دلکو راحت ہوتی ہے اور اس آسائش کے سبب سے شوق عبادت تازہ ہوتا ہے اسواسطے کہ ہمیشہ عبادت کرنا اُداسی لاتا ہے اُس مین آدمی دلگرفتہ ہوجاتا ہے یہ آسائش اس قوت عبادت کو پھیر لاتی ہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ راحت اور آسائش دل سے وقفۃً نہ چھین لو کہ اس سے دل نابینا ہوجائیگا جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی وقت مکاشفہ مین اتنا بڑا کام آپڑتا کہ آپکا جسم نازک اُسکا متحمل نہ ہوسکتا حضرت بی عائشہ صدیقہؓ پر ہاتھ رکھکر فرماتے کَلِّمِینِی یَا عَائِشَۃُ یعنے اے عائشہ میرے ساتھ باتین کر اس سے آپکی غرض یہ ہوتی تھی کہ اپنے تئین تقویت دین تاکہ بار وحی اُٹھانیکی قوت پیدا ہو جب آپکو پھر اس عالم مین لاتے اور وہ قوت تمام ہوجاتی تو اُس کام کا شوق آپ پر غالب ہوتا اور فرماتے اَرِحْنَا یَا بِلَالُ یہانتک کہ نماز کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی دماغ کو خوشبو سے قوت دیتے اسیواسطے فرمایا ہے حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَآءُ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ یعنے تمھاری دنیا سے تین چیزون کو حقتعالے نے میرا محبوب کیا ہے خوشبو کو عورتون کو اور میری آنکھون کی روشنی نماز مین ہے اور نماز کی تخصیص اسواسطے فرمائی کہ مقصود یہ ہے کہ میری آنکھون کی روشنی تو نماز مین ہے اور خوشبو اور عورتین بدن کی آسائش کے واسطے ہین تاکہ نماز کی طاقت پیدا ہو اور آنکھون کی روشنی جو نماز مین ہے وہ حاصل ہو اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کا مال و اسباب جمع کرنے کو منع فرماتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ دنیا کے بعد ہم لوگ کیا چیز اختیار کرین فرمایا لِیَتَّخِذْ اَحَدُکُمْ لِسَانًا ذَاکِرًا وَقَلْبًا شَاکِرًا وَزَوْجَۃً مُؤْمِنَۃً یعنے زبان ذاکر اور دل شاکر اور عورت پارسا اختیار کرے یہان عورت کو ذکر و شکر کے ساتھ بیان فرمایا **چوتھا فائدہ** یہ ہے کہ عورت گھر کی غمخواری کرتی ہے کھانا پکانا برتن دھونا جھاڑو دینا ایسے کامون کو کفایت کرتی ہے اگر مرد ایسے کامون مین مشغول ہوگا تو علم و عمل و عبادت سے محروم رہیگا اسواسطے دین کی راہ مین عورت اپنے خاوند کی یار و مددگار ہوتی ہے اس سبب سے ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نیک عورت امور دنیا سے نہین ہے بلکہ اسباب آخرت سے ہے یعنی تجھے فارغ البال رکھتی ہے تاکہ آخرت کے کامون مین مشغول ہو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ایمان کے بعد نیک عورت سے کوئی نعمت بہتر نہین ہے **پانچوان فائدہ** یہ ہے کہ عورتون کے اخلاق پر صبر کرنا اور اُنکے ضروریات مہیا کرنا اور راہ شرع پر اُنکو قائم رکھنا بڑی کوشش پر موقوف ہے اور یہ کوشش بہترین عبادت ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جورو کو نفقہ دینا خیرات دینے سے بہتر ہے اور بزرگون نے فرمایا ہے کہ اہل و عیال کیواسطے کسب حلال کرنا ابدالون کا کام حضرت ابن المبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ چند بزرگون کے ساتھ جہاد مین مشغول تھے کسی نے پوچھا کوئی کام ایسا بھی ہے جو جہاد سے بہتر ہو بزرگون نے کہا کہ جہاد سے بہتر ہم کوئی کام نہین جانتے حضرت ابن المبارک نے کہا مین جانتا ہون وہ یہ ہے کہ جسکے اہل و عیال ہون اور وہ انکو صلاحیت کے ساتھ رکھے اور جب رات کو اُٹھے اور لڑکون کو ننگا کھلا دیکھے تو کپڑا انھین اُڑھادے اُسکا یہ عمل جہاد سے افضل ہوگا حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ امام احمد حنبلؒ مین تین فضیلتین ہین کہ مجھ مین نہین ایک یہ کہ وہ اپنے لیے اور اپنے زن و فرزند

کے واسطے کسب حلال کرتے ہین اور مین فقط اپنے ہی واسطے کسب کرتا ہون حدیث شریف مین آیا ہے کہ سب گناہون مین ایک گناہ ہے کہ عیالداری کے رنج ومشقت کے سوا اور کچھ اُسکا کفارہ نہین **حکایت** ایک بزرگ تھے اُنکی جورو مرگئی دوسرے نکاح کیواسطے لوگ بجد ہوے مگر اُنھون نے رغبت نہ کی اور کہا کہ تنہائی مین حضور قلب اور دلجمعی بہت ہے ایک رات اُنھون نے خواب دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہین اور مرد ونکا ایک گروہ آگے پیچھے اترتا ہے اور ہوا مین جاتا ہے جب اُنکے پاس آئے تو ایک نے کہا کہ کیا یہ وہی مرد شوم ہے دوسرے نے کہا ہان تیسرے نے کہا کہ یہ وہی مرد شوم ہے چوتھے نے کہا کہ ہان وہی ہے یہ بزرگ ان لوگونکی ہیبت سے خواب مین ڈرے اور کچھ نہ پوچھ سکے ان سب کے بعد ایک لڑکا تھا اُس سے پوچھا کہ ان لوگون نے شوم کسکو کہا اُسنے جواب دیا کہ تم ہی کو تو کہا اسواسطے کہ پہلے تمھارے اعمال مجاہدین کے اعمال کے ساتھ آسمان پر لیجاتے تھے اب نہ معلوم تم نے کیا کیا ہے کہ ایک ہفتہ ہوا کہ تمھین مجاہدین کے زمرے سے نکالدیا ہے وہ بزرگ جب جاگے تو فوراً نکاح کیا تاکہ مجاہدون مین پھر داخل ہون ان فوائد کے سبب سے نکاح کی خواہش کرنا چاہیے **نکاح کی آفتین** تین ہین ایک یہ کہ شاید کسب حلال نہ کرسکے خصوصاً اس زمانہ مین اور شاید عیالداری کے سبب سے شبہے یا حرام کا مال پیدا کرے یہ امر اُسکے دین کی تباہی اور عیال واطفال کی خرابی کا سبب ہوگا اور کوئی نیکی اُسکا تدارک نہین کرتی اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک بندہ کے نیک عمل پہاڑ کے برابر ہونگے اُسے ترازو کے پاس ٹھہرا کر پوچھینگے کہ تونے اپنے عیال کو نفقہ کہان سے دیا اُس سے اس بات کی پکڑ ہوگی اور اُسکی تمام نیکیان اس سبب سے رائگان ہوجائینگی اُسوقت منادی ندا کریگا کہ دیکھو یہ وہ شخص ہے کہ اسکے عیال اسکی تمام نیکیان کھاگئے اور یہ گرفتار ہوا حدیث شریف مین ہے کہ قیامت کے دن بندہ سے پہلے اُسکے عیال جھگڑینگے اور کہین گے کہ بار خدایا اسکا ہمارا انصاف کر کہ اسنے ہمکو حرام کھانا کھلایا ہم نہ جانتے تھے اور جو بات سکھانے کی تھی وہ ہمین نہین سکھائی ہم جاہل رہ گئے تو جو شخص حلال ترکہ نہ پائے یا مال حلال نہ کمائے اُسے نکاح کرنا نہ چاہیے مگر جبکہ یقیناً جانتا ہو کہ اگر نکاح نہ کریگا تو زنا مین پڑیگا **دوسری آفت** یہ ہے کہ عیال کا حق بجالانا نہین ہوسکتا مگر حسن خلق سے اور اُنکے محالات پر صبر کرنے اور متحمل ہونے سے اور اُنکے کامون کے سرانجام مین آمادہ رہنے سے اور یہ امور ہر ایک سے نہین ہوسکتے شاید عیال کو ستائے اور گنہگار ہوجائے یا اُنکی خبر نہ لے اُنھین تباہ کرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص جورو لڑکون سے بھاگے گا اُسکی مثال بھگوڑے غلام کی سی ہے جبتک جورو لڑکون کے پاس نہ جائے نماز روزہ کچھ قبول نہین ہوتا غرضکہ ہر ایک آدمی کا نفس ہے جبتک اپنے نفس سے نہ برآئے اولی یہ ہے کہ پرائے نفس کا ذمہ نہ اُٹھائے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگون نے پوچھا کہ تم نکاح کیون نہین کرتے ہو کہا کہ اس آیت سے ڈرتا ہون وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ[1] حضرت ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مین کیون نکاح کرون مجھے نکاح کی حاجت نہین اور عورت کا حق ادا کرنے کی ضرورت نہین **تیسری آفت** یہ ہے کہ دل جب اہل وعیال کے کام کی فکر مین ڈوبتا ہے آخرت کے خیال اور زاد آخرت کی تیاری اور خدا کی یاد سے باز رہتا ہے اور جو چیز تجھے یاد الٰہی سے باز رکھے وہ تیری ہلاکت کا سبب ہوگی اسیواسطے حق تعالے نے فرمایا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ[2] پس جس شخص کو یہ خیال ہو کہ جسطرح رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو عیالداری کا شغل خدا سے مشغول کرتا تھا

[1] عورتون کا مردون پر ویسا حق ہے جیسا مردون کا عورتون پر ۱۲ [2] اے مسلمانون نہ پھیرے تم کو مال تمھارا اور اولاد تمھاری یاد خدا سے ۱۲ ۔

ف: جسے زنا کا خوف ہو اسے نکاح کرنا افضل ہے اور جسے یہ خوف نہ ہو اسے نکاح نہ کرنا بہتر ہے ۱۲

اُس طرح مجھے مشغول نہ کریگا اور جانے کہ اگر مین نکاح نہ کرونگا تو ہمیشہ خدا کی یاد اور بندگی مین رہونگا اور حرام سے بچونگا اُسے نکاح نہ کرنا افضل ہے اور جسکو زنا کا خوف ہو اُسے نکاح کرنا بہتر ہے اور جسکو زنا کا خوف نہ ہو اُسے نکاح نہ کرنا افضل ہے مگر وہ شخص جو کسب حلال پر قادر ہو اور اپنے خلق نیک و شفقت و مہربانی پر اعتماد رکھتا ہو اور جانتا ہو کہ نکاح مجھے یاد الٰہی سے باز نہ رکھیگا اگر مین نکاح کرونگا تو بھی ہمیشہ یاد الٰہی مین مشغول رہونگا اُسکے واسطے نکاح کرنا اولیٰ ہے واللہ اعلم **دوسرا باب** عقد نکاح کی کیفیت اور آداب مین اور اُن صفتون کے بیان مین جنکا عورت مین نگاہ رکھنا ضرور ہے **نکاح کی شرطین** پانچ ہین **پہلی شرط** ولی ہے کہ بے ولی نکاح درست نہین جس عورت کا ولی نہو سلطان اُسکا ولی ہے **دوسری شرط** عورت کی رضامندی ہے لیکن جب عورت کم سن ہو تو اگر اُس کا باپ یا دادا نکاح کرے تو اُسکی رضامندی شرط نہین ہے مگر تاہم اولےٰ یہ ہے کہ اُسکو خبر کردین اگر چپ رہے تو کافی ہے **تیسری شرط** یہ ہے کہ دو گواہ عادل حاضر ہون اور اولیٰ یہ ہے کہ متقی اور پرہیزگارون کی جماعت اُسوقت موجود ہو فقط دو گواہون پر اکتفا نہ کرین اگر وہ دو مرد موجود ہون جنکا حال پوشیدہ ہے اور اُنکا فسق مرد اور عورت کو نہین معلوم تو نکاح درست ہے **چوتھی شرط** یہ ہے کہ جس طرح تزویج کا لفظ صراحۃً کہا جائے اسیطرح شوہر اور عورت کا ولی خواہ اُنکا وکیل ایجاب وقبول کا لفظ بھی صراحۃً کہے یا اُسکی فارسی کہے اور سنت یہ ہے کہ نکاح کے خطبہ کے بعد ولی یون کہے بسم اللہ والحمد للہ فلانی عورت کا نکاح اتنے مہر پر تیرے ساتھ کر دیا اور شوہر کہے بسم اللہ والحمد للہ اس نکاح کو مین نے اتنے مہر پر قبول کیا عقد کے پہلے عورت کو دیکھ لینا بہتر ہے تاکہ پسند کر لے پھر عقد باندھے کہ اسمین محبت و الفت کی بڑی امید ہے اور چاہیے کہ نکاح سے فرزند پیدا ہونا اور دل اور آنکھ کو بُرے کامون سے بچانا اس سے مقصود ہو بالکل حظ و حرص ہی مقصود نہو **پانچوین شرط** یہ ہے کہ عورت کا ایسا حال ہو کہ نکاح کرنا اس سے حلال ہو بیس صفتون کے قریب ہین جنکے سبب سے نکاح حرام ہوتا ہے اسواسطے کہ جو عورت دوسرے کے نکاح یا عدت مین ہو یا مرتدہ یا بت پرست یا زندیق ہو یعنی قیامت اور خدا ورسول کا ایمان نہ رکھتی ہو یا اباحتی ہو یعنی اجنبی مردون کے ساتھ مل بیٹھنا اور نماز نہ پڑھنا اُسکے نزدیک درست ہو اور کہے کہ مجھے یہ سزاوار ہے اور آخرت مین اس امر پر عذاب نہوگا یا نصرانیہ یا یہودیہ ہو ایسے کی نسل سے جسنے جناب ختم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا کی رسالت کے بعد نصرانیت یا یہودیت اختیار کی ہو یا لونڈی ہو اور مرد آزاد عورت کے مہر دینے کی قدرت رکھتا ہے یا زنا کا خوف نہ رکھتی ہو یا مرد اُسکا مالک ہو کل کا مالک ہو خواہ بعض کا یا قرابت مین مرد کی محرم ہو یا دودھ پینے کے سبب سے اسپر حرام ہوگئی ہو یا قرابت کے سبب سے اسپر حرام ہوگئی ہے مثلاً اسکی بیٹی یا مان یا دادی سے پہلے نکاح کر کے یہی مرد صحبت کر چکا ہے یا اس مرد کے بیٹے یا باپ کے نکاح مین یہی عورت آچکی ہے یا اس مرد کے چار جوروین موجود ہین یہ پانچوین ہوتی ہے یا اُس عورت کی بہن یا پھوپھی یا خالہ کو اپنے نکاح مین رکھتا ہے اسواسطے کہ دو بہنون اور پھوپھی بھتیجی اور خالہ و بھانجی کو نکاح مین جمع کرنا درست نہین وہ دو عورتین جنمین ایسی قرابت ہو کہ اگر ایک کو مرد اور ایک کو عورت فرض کرین تو ان دونون مرد اور عورت مفروضہ مین نکاح نہ درست ہو اُن دونون عورتون کو نکاح مین جمع کرنا درست نہین ہے یا یہ عورت اس مرد کے نکاح مین تھی اُسنے تین طلاقین دی ہین یا تین بار خرید و فروخت کیا ہے ایسی عورت جب تک دوسرا خاوند نہ کرے گی پہلے مرد پر حلال نہ ہو گی یا اُن دونون مین لعان واقع ہوا ہے یا مرد عورت کا محرم ہو یا حج و عمرہ کا احرام باندھے ہو یا وہ عورت کم سن یتیم ہو کہ کم عمر یتیمہ جبتک

ف جسے زنا کا خوف ہو اُسے نکاح کرنا افضل ہے اور جسے خوف نہ ہو اُسے نکاح نہ کرنا بہتر ہے ۱۲

بالغ نہ ہولے تب تک اُسکا نکاح نہ کرنا چاہیے ایسی سب عورتون کا نکاح باطل ہے نکاح حلال و درست ہونے کی شرطین بھی ہین جن صفتون کا عورت مین دیکھ لینا سنت ہے وہ آٹھ ہین **پہلی صفت** پارسائی ہے اور یہی اصل ہے اسواسطے کہ اگر عورت پارسا نہو اور شوہر کے مال مین خیانت کرے تو شوہر متفکر رہیگا اور اگر اپنی عصمت مین خیانت کریگی اور مرد خاموش رہیگا تو حمیت اور دین کا نقصان ہے لوگون مین روسیاہ اور بدنام ہوگا اگر خاموش نرہیگا تو زندگی تلخ ہو جائیگی اور اگر طلاق دے گا تو شاید اُسکے دل سے لگی ہو زن خوبصورت اگر ناپارسا ہے تو بد بلا ہے جب ایسی ہو تو اُسے طلاق دینا بہتر ہے مگر یہ کہ دل سے لگی ہو ایک شخص نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اپنی جورو کی ناپارسائی کا شکوہ کیا آپ نے فرمایا کہ تو اُسے طلاق دیدے اُسنے عرض کی کہ یا حضرت مین اُس سے محبت رکھتا ہون فرمایا تو اُسے طلاق نہ دینا اگر طلاق دیگا تو اسکے بعد آفت مین پڑے گا حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی جمال یا مال کیواسطے کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے گا وہ دونون سے محروم رہیگا اور جب دین کے لیے نکاح کرے گا تو دونون مقصد برآئینگے **دوسری صفت** حسن خلق ہے کہ بدمزاج عورت ناشکرگزار اور زبان دراز ہوتی ہے اور بیجا حکومتین کرتی ہے ایسی عورت کے ساتھ زندگی تلخ ہو جاتی ہے اور دین مین خلل پڑتا ہے **تیسری صفت** جمال ہے جو محبت اور الفت کا سبب ہوتا ہے اسیواسطے نکاح کے قبل لڑکی کو دیکھ لینا سنت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انصار کی عورتون کی آنکھ مین ایک چیز ہے کہ دل اس سے نفرت کرتا ہے جو کوئی انکے ساتھ نکاح کیا چاہے پہلے اُنھین دیکھ لے بزرگون کا قول ہے کہ عورت کے بے دیکھے جو نکاح ہوتا ہے اسکا انجام پشیمانی اور غم ہے اور وہ جو حضرت نے فرمایا ہے کہ عورت کی خواستگاری دین کے واسطے کرنا چاہیے جمال کے لیے نہین اسکے یہ معنی ہین کہ فقط جمال کے واسطے نکاح نہ کرے نہ یہ کہ جمال ڈھونڈھے ہی نہین اگر نکاح کرنے سے فقط فرزند اور اتباع سنت کسی شخص کو مقصود ہے اور جمال نہین چاہتا تو یہ پرہیزگاری ہے امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالٰے نے کانی عورت کے ساتھ نکاح کیا اور اُسکی بہن جو خوبصورت تھی اُسکی خواہش نہ کی اسواسطے کہ آپ نے سنا تھا کہ یہ کانی عقل مین اُس خوبصورت سے بہتر ہے **چوتھی صفت** یہ ہے کہ مہر کم ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتون مین وہ بہت بہتر ہے جسکا مہر کم اور حسن و جمال زیادہ ہو بہت مہر باندھنا مکروہ ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضی عورتون کو کا دس درم مہر باندھا ہے اور اپنی بیٹیون کا مہر چار سو درم سے زیادہ نہین باندھا **پانچوین صفت** یہ ہے کہ بانجھ نہ ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کھجور کی پرانی چٹائی جو گھر کے کونے مین پڑی ہو بانجھ عورت سے بہتر ہے **چھٹی صفت** یہ ہے کہ عورت باکرہ یعنی کنواری ہو اسواسطے کہ اسکے ساتھ بڑی محبت ہوگی اور جو عورت ایک شوہر کو دیکھ چکی ہے اکثر اسکا دل اُسی کیطرف رہتا ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک و ہا جو عورت کے ساتھ نکاح کیا رسول مقبول نے اُنسے فرمایا کہ تو نے باکرہ کے ساتھ کیون نہ نکاح کیا کہ وہ تیرے ساتھ کھیلتی اور تو اسکے ساتھ **ساتوین صفت** یہ ہے کہ عورت شریف النسب ہو دینداری اور پرہیزگاری کے لحاظ سے اسواسطے کہ بداصل عورت بداخلاق ہوا کرتی ہے اور شاید اسکے اخلاق اولاد مین اثر کرین **آٹھوین صفت** یہ ہے کہ عورت عزیز قریب نہ ہو اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اُس سے ضعیف لڑکا پیدا ہوتا ہے شاید اسکا سبب یہ ہو کہ عزیز عورتون کے حق مین شہوت بہت کم ہوتی ہے عورتون کی صفتین یہی ہین اُس ولی پر جو اپنی لڑکی

ف زن خوبصورت اگر ناپارسا ہے تو بد بلا ہے ۱۲

ف نکاح سے پہلے عورت کو دیکھ لینا امام شافعی کے نزدیک سنت ہے ۱۲

ف بہت مہر باندھنا مکروہ ہے ۱۲

کا نکاح کرتا ہے واجب ہے کہ اسکی صلاح وفلاح کا لحاظ رکھے ایسے شخص کو اختیار کرے جو شائستہ ہو بدخو زشت رو سے اور جو روٹی کپڑا نہ دے سکے اس سے حذر کرے مرد اگر عورت کا کفو نہو گا تو نکاح درست نہین اور فاسق اور بدکار کے ساتھ بھی نکاح کرنا درست نہین ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے اپنی لڑکی کا نکاح فاسق کے ساتھ کر دیا اُسکا قطع رحم ہو جائے گا اور فرمایا کہ نکاح لونڈی پن ہے ہوشیار رہ کہ اپنی لڑکی کو کس کی لونڈی بناتا ہے

تیسرا باب اول نکاح سے آخر تک عورتون کے ساتھ گذران کرنے کے آداب مین

اے عزیز جان تو کہ یہ امر جب معلوم ہو چکا کہ دین کی اصلون مین سے ایک اصل نکاح بھی ہے تو آدمی کو چاہیے کہ دین کے آداب آسمین نگاہ رکھے ورنہ آدمیون کے نکاح اور جانورون کی جفتی مین کچھ فرق نہ ہوگا تو نکاح مین بارہ ادب کا لحاظ رکھنا چاہیے **پہلا ادب** ولیمہ کا کھانا ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہے حضرت عبدالرحمٰنؓ ابن عوف نے نکاح کیا تھا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ اَولِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ یعنے دعوت ولیمہ کر اگرچہ ایک ہی بکری ہو اور جسکو بکری ذبح کرنے کی قدرت نہ ہو جو وہ کھانے کی چیز دوستون کے سامنے رکھے گا وہی ولیمہ ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ام المومنین حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو خرمے اور جو کے ستو سے دعوت ولیمہ کی تو جسقدر ممکن ہو تعظیم نکاح کے واسطے اُسی قدر ولیمہ کرے اگر تاخیر ہو تو ایک ہفتہ سے زیادہ نہ گزرنے پائے دف بجانا اور اُس سے اعلان نکاح اور خوشی کرنا سنت ہے اسواسطے کہ روئے زمین پر آدمی سب مخلوق سے زیادہ عزت دار ہے اور نکاح اسکی پیدائش کا سبب ہوتا ہے تو یہ خوشی بجا ہے اور ایسے وقت سماع اور دف سنت ہے ربیعؓ بنت معوذ سے روایت ہے فرماتی ہین کہ جس رات مین دلھن بنی اُسکے دوسرے دن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کنیزکین دف بجا بجا گا رہی تھین جب آپ کو دیکھا تو اشعار مین آپ کی تعریف کرنے لگین آپؐ نے فرمایا کہ تم جو پہلے کہتی تھین وہی کہو آپ نے اجازت نہ دی اسواسطے کہ آپ کی تعریف عمدہ بات ہے بیہودہ باتون کے ساتھ اُسے ملانا درست نہین **دوسرا ادب** یہ ہے کہ عورتون کے ساتھ مرد نیکخو رہین اس کے یہ معنی نہین ہین کہ اُن کو رنج نہ دین بلکہ یہ مراد ہے کہ اُن کا رنج سہین اور اُنکے حکم محال اور ناشکری کے حال پر صبر کرین حدیث شریف مین آیا ہے کہ عورتون کو ضعف اور چھپانے کی چیز پیدا کیا ہے اُنکے ضعف کا علاج خاموشی ہے اور چھپانے کی تدبیر یہ ہے کہ اُنکو گھر مین قید کرین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی جورو کی بدخلقی پر صبر کریگا اُسکو اتنا ثواب ملیگا جتنا حضرت ایوب علیہ السلام کو اُنکی مصیبت پر ملیگا لوگون نے سنا کہ جناب رحمۃ للعالمین علیہ افضل صلوٰۃ المصلین وفات شریف کے وقت آہستہ آہستہ یہ تین باتین فرماتے تھے نماز پڑھا کرو اور لونڈی غلامون کے ساتھ بھلائی کیا کرو اور عورتون کے مقدمہ مین اللہ ہی اللہ ہے یہ تمھاری قیدی ہین ان کے ساتھ اچھی طرح نباہ کرو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عورتون کے غصہ پر تحمل فرماتے تھے ایکدن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بی بی نے غصہ سے اُنکو جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ اے بدزبان تو جواب دیتی ہے وہ بولین ہان جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا تم سے افضل ہین آپکی ازواج طاہرات آپ کو جواب دیتی ہین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو حفصہؓ پر افسوس ہے کہ خاکسار نہو پھر اپنی بیٹی حضرت بی بی حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھین دیکھکر کہنے لگے کہ خبردار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب نہ دیا کرو

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کا ہسکانہ کرنا کہ رسول مقبول اُنھین دوست رکھتے ہین اور اُنکی ناز برداری کرتے ہین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ یعنے تم مین وہ بہتر ہے جو اپنی جورو کے ساتھ بہتر ہے اور مین اپنی بیبیون کے ساتھ تم سب سے بہتر ہون **تیسرا ادب** یہ ہے کہ اپنی جورون کے ساتھ مزاح اور کھیل کرے اُن سے رکانہ رہے اور اُن کی عقل کے موافق رہے اسلیے کہ کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ اتنی خوش طبعی نہ کرتا جتنی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کرتے تھے حتی کہ حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ساتھ دوڑے کہ دیکھین کون آگے نکلجاتا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے دوبارہ دوڑنے کا اتفاق ہوا حضرت بی عائشہ رضی اللہ عنہا آگے نکل گئین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پہلے کا بدلا ہوگیا یعنی اب ہم تم برابر ہوگئے ایکدن حبشیون کی آواز سنی کہ کھیلتے ہین اور کودتے ہین حضرتؐ نے بی عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو وہ بولین ہان آپ نزدیک تشریف لائے اور ہاتھ پھیلا یا حضرت صدیقہؓ آپ کے بازو پر ٹھڈی رکھکر دیر تک دیکھا کین آپ نے فرمایا کہ یا عائشہؓ ابھی بس نہ کروگی وہ چپ ہو رہین تین بار آپ نے فرمایا تب اُنھون نے **بس کیا** -

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوصف سختی اور تیزی کے کہ ہر کام مین رکھتے تھے فرماتے ہین کہ مرد اپنی اہلیہ کے ساتھ لڑکون کا ایسا رہے اور خانہ داری کے باب مین مردانہ وار رہے بزرگون نے کہا ہے کہ مرد کو چاہیے کہ جب گھر مین آئے خندان آئے جب باہر جائے چپ جائے جو کچھ پائے کھائے جو نہ پائے اُسے نہ پوچھے **چوتھا ادب** یہ ہے کہ ٹھٹھول اور کھیل اس درجہ نہ بڑھائے کہ اُسکا ڈر جاتا رہے اور بُرے کامون مین عورتون کے ساتھ موافقت نہ کرے بلکہ جب کوئی کام آدمیت اور شریعت کے خلاف دیکھے تو تنبیہ کردے کیونکہ اگر طرح دیگا تو اُنکا مطیع ہو جائیگا اور حق تعالےٰ نے فرمایا ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاۗءِ ف یعنی مردونکو عورتون پر ہمیشہ غالب رہنا چاہیے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَعِسَ عَبْدُ الزَّوْجَۃِ یعنی جورو کا غلام بدبخت ہے اسواسطے کہ جورو کو چاہیے کہ خاوند کی لونڈی بنی رہے اور بزرگون نے فرمایا ہے کہ عورتون سے مشورہ کرو لیکن اُنکے کہنے کے خلاف عمل کرو حقیقت مین عورتون کی ذات نفس سرکش کے مانند ہے اگر ذرا بھی مرد اُنکو اُنکے حال پر چھوڑیگا تو ہاتھ سے جاتی رہین گی اور حدون سے گزر جائین گی اور تدارک مشکل ہو جائیگا غرضکہ عورتون مین ایک طرح کا ضعف ہے تحمل اُسکا علاج ہے اور کجی بھی ہے سیاست اُسکی دوا ہے مرد کو چاہیے کہ طبیب حاذق کی طرح رہے ہر امر کا علاج فوراً کرے لیکن چاہیے کہ صبر و تحمل زیادہ رکھے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ عورت کی مثال ایسی ہے جیسے پسلی کی ہڈی اگر تو اُسے سیدھا کرنا چاہے گا تو ٹوٹ جائیگی **پانچوان ادب** یہ ہے کہ جہانتک ہوسکے غیرت کی بات مین اعتدال نہ چھوڑے جو چیز بلا اور آفت کی باعث ہو اُس سے عورت کو منع کرے اور حتی المقدور باہر نہ نکلنے دے چھت اور دروازے پر نہ جانے دے تاکہ وہ نامحرم مرد کو اور نامحرم مرد اُسکو نہ دیکھے اور کھڑکی بیاے سے مردونکا تماشا دیکھنے کی اجازت نہ دے کہ تمام آفتین ف آنکھ سے پیدا ہوتی ہین اور گھر مین بیٹھے بیٹھے نہین پیدا ہوتین بلکہ کھڑکی بیاے چھت دروازے سے پیدا ہوتی ہین عورت کے تماشا دیکھنے کو تھوڑا امر نہ جانے اور بے سبب اُس سے بدگمان ہونا اور اُسکی ہجو کرنا اور حد سے زیادہ اُس سے **شرم و غیرت**

ف مردونکو عورتون پر ہمیشہ غالب رہنا چاہیے ۱۲

ف تمام آفتین آنکھ سے پیدا ہوتی ہین ۱۲

ع تنبیہ واضح ہو کہ آیۂ کریمہ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ نازل ہونیکے قبل یہ ماجرا ہوا تھا یعنے اُس زمانہ تک غیر محرم پر نظر ڈالنے کی ممانعت نہ آئی تھی ۱۲ -

رکھنا نہ چاہیے ہر امر کا بھید دریافت کرنے مین اصرار نہ کرے ایک مرتبہ جناب سرور کائنات شام کے قریب سفر سے پھر آئے اور فرمایا کہ
آج کی رات کوئی شخص اپنے گھر مین اچانک نہ جائے کل تک یہین ٹھہرو انمین دو شخصون نے عدول حکمی کی دونون نے اپنے اپنے گھر مین برا
کام دیکھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ عورتون پر غیرت کا بار حد سے زیادہ نہ رکھو کہ یہ امر لوگون کو معلوم ہوگا تو طعنہ زنی کرینگے بڑی
غیرت یہ ہے کہ نامحرم پر عورت کی نظر نہ پڑنے دے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ عورتونکے حق
مین کیا امر بہتر ہے حضرت بی فاطمہ رضؓ نے فرمایا یہ بہتر ہے کہ نامحرم مرد انکو نہ دیکھے اور کسی غیر مرد کو وہ نہ دیکھین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند
آئی حضرت بی کو گلے لگاکر فرمایا بِضعَۃٌ مِنِّی یعنی تو میری جگر پارہ ہے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی عورت کو دیکھا کہ دریچہ سے
جھانکتی ہے اُسے مارا اور دیکھا کہ سیب مین سے ایک ٹکڑا خود کھایا اور ایک ٹکڑا غلام کو دیا اُسپر بھی مارا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے
کہ عورتون کو اچھے کپڑے نہ پہناؤ تاکہ وہ گھر مین بیٹھین اسواسطے کہ جب اچھے کپڑے پہنین گی تو باہر جانے کی آرزو پیدا ہوگی رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ مین عورتون کو اجازت تھی کہ مسجد مین جائین اور پچھلی صف مین رہین صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اپنے وقت مین
منع کیا حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے کہ اب کی عورتین کس صفت
پر ہین تو مسجد مین نہ آنے دیتے اب مسجد اور مجلس مین جانے سے اور مردون کو دیکھنے سے منع کرنا بہت ہی ضرور ہے مگر بڑھیا پرانی چادر
اوڑھ کر جائے تو مضائقہ نہین اکثر عورتون کے حق مین مجلس و نظارہ سے آفت پیدا ہوتی ہے جہان کہین فتنہ کا ڈر ہو وہان عورت کو جانے
دینا درست نہین ایک اندھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ مین آیا حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور عورتین جو وہان بیٹھی
تھین نہ اُٹھین اور کہا کہ یہ اندھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اندھا ہے تو تم بھی کیا اندھی ہو[عہ] **چھٹا ادب** یہ ہے کہ عورت کا
نفقہ مرد اچھی طرح دے تنگی نہ کرے اور اسراف بھی نہ کرے اور سمجھے کہ جورو کو نفقہ دینے کا ثواب خیرات کے ثواب سے زیادہ ہے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی نے ایک دینار جہاد مین صرف کیا ایک دینار کا غلام مول لیکر آزاد کیا ایک دینار کسی مسکین کو دیا اور ایک دینار
اپنی جورو کو دیا تو یہ دینار ثواب مین سب سے افضل ہے اور چاہیے کہ مرد کوئی اچھا کھانا اکیلا نہ کھائے اگر کھایا ہے تو چھپائے اور جو کھانا نہین
پکوا سکتا اُسکی تعریف عورتون کے سامنے نہ کرے ابن سیرین نے کہا ہے کہ ہفتہ بھر مین ایکبار حلوا پکائے یا مٹھائی بنائے دفعۃً شیرینی
چھوڑ دینا بیمروتی ہے اگر کوئی مہمان نہو تو اپنی جورو کے ساتھ کھانا کھائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو گھر والے
باہم ملکر کھانا کھاتے ہین اُنپر حق تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہین اصل یہ ہے کہ جو کچھ نفقہ دے حلال کی
کمائی سے پیدا کر کے دے کیونکہ گھر والون کو حرام کے مال سے پرورش کرنا بڑی خیانت اور ظلم کا سبب ہے اس سے زیادہ کوئی
خیانت اور ظلم نہین **ساتوان ادب** یہ ہے کہ علم دین جو نماز اور طہارت اور حیض وغیرہ مین کام آتا ہے عورتون کو سکھادے اگر نہ
سکھائیگا تو باہر جاکر عالم سے پوچھنا عورت پر واجب و فرض ہے اور اگر شوہر نے اسے سکھا دیا ہے تو اُسکی بے اجازت باہر جانا اور
کسی سے پوچھنا درست نہین اگر امور دین سکھانے مین قصور کریگا تو مرد خود گنہگار ہوگا اسواسطے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے

عہ تنبیہ واضح ہو کہ یہ ماجرا آیۂ کریمہ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ نازل ہونے کے بعد ہوا لہذا اب بھی حکم ہے ۱۲

قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا یعنی اپنے تئین اور اپنے گھر والونکو دوزخ سے بچاؤ اور یہ بھی سکھانا ضرور ہے کہ جب غروب آفتاب سے پہلے حیض بند ہوجائے تو عصر کی نماز قضا کرنا چاہیے اکثر عورتین یہ مسئلہ نہین جانتی ہین **آٹھوان ادب** یہ ہے کہ اگر دو جورو ین رکھتا ہے تو انکے درمیان برابر رعایت رکھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی ایک جورو کیطرف مائل رہیگا قیامت کے دن اُس کا آدھا بدن ٹیڑھا ہوجائیگا عطیہ دینے اور رات کو پاس رہنے مین دونون کی برابری کا لحاظ رکھے لیکن محبت اور مباشرت کرنے مین برابری واجب نہین کہ یہ امر اپنے اختیار مین نہین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہر شب ایک بی بی پاس رہتے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو سب سے زیادہ پیار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یا اللہ جو امر میرے اختیار مین ہے اُسمین کوشش کرتا ہون لیکن دل میرے اختیار مین نہین ہے اگر کوئی شخص کسی عورت سے سیر ہوجاوے اور اُسکے پاس جانے کو جی نہ چاہے تو چاہیے کہ اُسے طلاق دیدے قید مین نہ رکھے اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی سودہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو طلاق دینا چاہا کہ وہ بوڑھی ہوگئی تھین اُنھون نے عرض کی کہ مین نے اپنی باری حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو دی آپ مجھے طلاق نہ دیجیے تاکہ قیامت کے دن آپ کی ازواج طاہرات مین میرا حشر ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی عرض قبول فرمائی اور اُنھین طلاق نہ دی دو شب حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے پاس اور ایک ایک شب اور بیبیون کے پاس رہنے لگے **نوان ادب** یہ ہے کہ اگر جورو خاوند کی اطاعت نہ کرے اور اُسکی طاقت نہ رکھے تو خاوند اُس سے بہ نرمی و مہربانی اپنی اطاعت کروائے اگر فرمانبرداری نہ کرے تو خاوند غصہ کرے اور سونے کے وقت اُسکی طرف پشت کرکے سوئے اگر اسپر بھی مطیع نہ ہوئے تو تین راتین اس سے علیحدہ سوئے اگر یہ امر بھی مفید نہ ہو تو اُسے مارے مگر منھ پر نہ مارے اور ایسے زور سے نہ مارے کہ وہ زخمی ہوجائے اگر نماز یا دین کے اور کسی کام مین قصور کرے تو مہینا بھر تک اُس سے خفا رہے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات ایک مہینا کامل سب بیبیون سے خفا رہے تھے **دسوان ادب** یہ ہے کہ صحبت کرنے مین قبلہ کیطرف سے منھ پھیرلے اور پہلے بات چیت کھیل پیار بوس وکنار سے اُسکا دل خوش کرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرد کو نہ چاہیے کہ اپنی عورت پر جانور کیطرح گرے بلکہ صحبت سے پہلے قاصد ہوتا ہے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ قاصد کیا ہے آپ نے فرمایا وہ بوسہ ہے جب ابتدا کیا چاہے تو یون کہے بِسْمِ اللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور اگر قل ہو اللہ پڑھ لے تو بہتر ہے اور کہے اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مِمَّا رَزَقْتَنَا[1] اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص یہ دعا پڑھے گا اُسکے جو فرزند پیدا ہوگا وہ شیطان سے محفوظ رہیگا اور انزال کے وقت اس آیہ کریمہ کا دھیان کرے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ مِنَ الْمَاۗءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّصِھْرًا[2] جب[3] منزل ہوا چاہے تو رکے تاکہ عورت کو بھی انزال ہوجائے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مرد کی عاجزی کی نشانی ہین **ایک** یہ کہ کسی کو دیکھے کہ اُس سے دوستی رکھتا ہے اور اُسکا نام نہ دریافت کرے **دوسری** یہ کہ کوئی بھائی اُس کی تکریم کرے اور وہ اُس تکریم کو رد کرے **تیسری** یہ کہ بوس وکنار سے پہلے جورو کے ساتھ صحبت کرنے لگے اور جب اُسکی حاجت روائی ہونے لگے تو صبر نہ کرے کہ عورت کی بھی حاجت روائی ہوجائے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

[1] اے اللہ دور رکھ ہمیں شیطان سے اور دور رکھ شیطان کو اس چیز سے جو تو نے ہمیں نصیب کی ۱۲

[2] سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے پیدا کیا پانی سے آدمی کو پھر کردیا اسے نسب والا اور سسرال والا ۱۲

[3] یعنی جب منزل ہوا چاہے تو رکے ۱۲

اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ چاندرات اور پندرھوین شب اور مہینے کی اخیر رات کو صحبت کرنا مکروہ ہے کہ ان راتون مین صحبت کرنیکے وقت شیطان حاضر ہوتے ہین اور حالت حیض مین صحبت سے اپنے تئین بچائے رکھے لیکن حیض والی عورت کے ساتھ برہنہ سونا درست ہے اور حیض کے بعد غسل سے پہلے بھی صحبت کرنا نہ چاہیے جب ایک بار صحبت کر چکا اور دوبارہ قصد ہے تو چاہیے کہ اپنا بدن دھوڈالے اگر نجس آدمی کوئی چیز کھایا چاہے تو اُسے چاہیے کہ وضو کرے اور اگر سویا چاہے تو بھی وضو کرلینا چاہیے اگرچہ نجس رہے گا لیکن سنت یہی ہے اور غسل سے پہلے بال نہ منڈوائے ناخن نہ کٹوائے تاکہ جنابت کیحالت مین بال اور ناخن اُس سے جدا نہون اور چاہیے کہ منی بچہ دان مین پہونچائے پھیر نہ لے اور اگر عزل[ل] کریگا تو صحیح یہی ہے کہ حرام نہوگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک مرد نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایک لونڈی میری خادمہ ہے مین نہین چاہتا کہ وہ حاملہ ہو کیونکہ پھر کام نہ کرسکے گی آپنے فرمایا کہ تو عزل کر اگر تقدیر مین ہے تو خود بخود فرزند پیدا ہوگا پھر وہ شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ فرزند پیدا ہوا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ یَنْزِلُ یعنے ہم عزل کرتے تھے اور قرآن اُترتا تھا ہمین ممانعت نہین ہوئی **گیارھوان ادب** یہ ہے کہ جب اولاد ہو تو اُسکے داہنے کان مین اذان اور بائین کان مین تکبیر کہے حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص ایسا کریگا تو لڑکا لڑکپن کی بیماری سے محفوظ رہے گا اور نام اچھا رکھنا چاہیے حدیث شریف مین ہے کہ عبداللہ اور عبدالرحمن اور اُسکے مثل نام خدا کے نزدیک سب نامون سے بہتر ہین لڑکا اگر پیٹ سے گر پڑے یعنی حمل اگر ساقط ہو جائے تو بھی اُسکا نام رکھنا سنت ہے اور عقیقہ سنت مؤکدہ ہے لڑکی کے عقیقہ مین ایک بکرا اور لڑکے کے عقیقہ مین دو بکرے ذبح کرنا چاہیے اور اگر ایک ہی ہو تو بھی جائز ہے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ عقیقہ کے بکرے کی ہڈی توڑنا نہ چاہیے اور سنت یہ ہے کہ جب لڑکا پیدا ہو تو اُسکے منہ مین میٹھی چیز ڈالین اور ساتوین دن اُسکے بال منڈوائین اور اُسکے بالون کے برابر چاندی یا سونا تصدق کرین اور چاہیے کہ آدمی لڑکی سے کراہت اور لڑکے سے بہت خوشی نہ کرے اسواسطے کہ آدمی نہین جانتا کہ بھلائی کس مین ہے لڑکی بہت مبارک ہے اور اسکا ثواب زیادہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکی تین بیٹیان یا تین بہنین ہونگی اور اُنکے سبب سے محنت اُٹھائے گا تو اس مہربانی کے عوض جو وہ کرتا ہے حق تعالےٰ اُسپر رحم فرمائیگا کسی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر دو ہی ہون آپنے فرمایا کہ اگر دو ہون تو بھی کسی نے عرض کی کہ اگر ایک ہی ہو تو آپنے فرمایا تو بھی اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے ایک لڑکی ہو وہ رنجور رہے جسکے دو ہون وہ گرانبار ہے جسکے تین ہون اے مسلمانون اُسکی یاری اور مددگاری کرو کہ وہ میرے ساتھ جنت مین ہے جیسے دو اُنگلیان یعنی وہ مجھ سے نزدیک رہیگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بازار سے میوہ مول لیکر گھر مین آئے وہ ثواب مین صدقہ کے مانند ہے چاہیے کہ پہلے لڑکی کو دے پھر لڑکے کو جو لڑکی کو خوش کریگا وہ شخص ایسا ہے جیسے کہ حق تعالےٰ کے خوف سے رویا اور جو خدا کے خوف سے روئے اُسپر آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے **بارھوان ادب** یہ ہے کہ حتی الامکان جورو کو طلاق نہ دے کیونکہ طلاق دینا اگرچہ مباح ہے لیکن حق تعالےٰ

[ل] بالفتح بیکار اور بیکار کرنا ۱۲ غیاث یہان مراد یہ ہے کہ انزال کے وقت بچہ دان سے اپنے عضو تناسل کو ہٹا لینا ۱۲

ف [illegible] مسلمانون کی مدد کرنا چاہیے ۱۲ ف عقیقہ سنت مؤکدہ ہے ۱۲

اُس سے راضی نہین کیونکہ طلاق کا لفظ زبان پر لانا عورت کو رنج عظیم پہونچانا ہے اور کسیکو رنج دینا کیونکر درست ہوگا لیکن **مصرعہ**
گر ضرورت بود روا باشد۔ جب طلاق دینے کی ضرورت پڑے تو چاہیے کہ ایک طلاق سے زیادہ نہ دے کہ یکبارگی تین طلاقین دینا مکروہ
ہے اور حالت حیض مین طلاق دینا حرام ہے اور پاکی کی حالت مین اگر صحبت کی ہے تو بھی حرام ہے اور چاہیے کہ مہربانی کی راہ سے طلاق
مین کچھ عذر کرے اور غصہ اور حقارت کے سبب سے طلاق نہ دے اور طلاق کے بعد عورت کو تحفہ دے تاکہ اُسکا دل خوش ہو اور عورت
کی پوشیدہ باتین کسی سے نہ کہے اور یہ ظاہر نہ کرے کہ مین فلانے عیب کے سبب سے طلاق دیتا ہون ایک شخص سے لوگون نے پوچھا تو کیون
طلاق دیتا ہے کہا مین اپنی جورو کا راز فاش نہین کر سکتا جب طلاق دے چکا تو پھر لوگون نے پوچھا تو نے کیون طلاق دی اُس نے
کہا مجھے پرائی عورت سے کیا کام کہ اُسکا بھید کھولون **فصل** یہ جو بیان کیا گیا یہ شوہر پر جورو کا حق ہے لیکن جورو پر شوہر کا بہت بڑا
حق ہے اسواسطے کہ جورو حقیقت مین خاوند کی لونڈی ہے حدیث شریف مین ہے کہ اگر خدا کے سوا اور کو سجدہ کرنا درست ہوتا تو جورو ون
کو حکم ہوتا کہ اپنے خاوندون کو سجدہ کیا کرین جورو پر خاوند کے حق ہین اُنمین سے یہ بھی ہے کہ جورو گھر مین بیٹھے خاوند کے بے حکم باہر نہ جائے
دریچہ مین اور چھت پر نہ آئے پڑوسیون سے دوستی اور باتین بہت نہ کرے اور بلا ضرورت اُنکے گھر نہ جائے اور اپنے خاوند کی بھلائی کے
سوا اور کچھ نہ کہے اُس سے اور خاوند سے صحبت اور نباہ کرنے مین جو بے تکلفی ہوتی ہے کسی سے نہ کہے ہر کام مین خاوند کے مقصود اور
خوشی کی طمع رکھے خاوند کے مال مین خیانت نہ کرے خاوند پر مہربانی رکھے جب اُسکے خاوند کا کوئی دوست دروازہ کھٹکھٹائے جواب سطرح
جواب دے کہ وہ اُسے نہ پہچانے کہ یہ صاحب خانہ کی جورو بولتی ہے خاوند کے سب دوستون سے پردہ کرے تاکہ وہ اُسے نہ پہچانین جو کچھ میسر
ہو اُسپر خاوند کے ساتھ قناعت کرے زیادہ طلبی نہ کرے خاوند کا حق اپنے عزیزون سے زیادہ جانے اپنے تئین ہمیشہ ایسا صاف
ستھرا رکھے جیسا صحبت کیواسطے ہونا چاہیے اور جو کام اپنے ہاتھ سے کر سکتی ہے کرے خاوند کے سامنے اپنے حسن و جمال پر فخر نہ کرے
خاوند کے احسان کی ناشکری نہ کرے یہ نہ کہے کہ تو نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہر وقت خرید فروخت اور طلاق کا سوال بے سبب
نہ کرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے دوزخ مین نگاہ کی تو بہت سی عورتون کو دیکھا اُسکا سبب پوچھا معلوم
ہوا کہ اپنے خاوندون پر لعن طعن اور اُنکی ناشکری کرنیسے انکا یہ حال ہے

تیسری اصل آداب کسب و تجارت کے بیان مین

اے عزیز از جان اسبات کو جان کہ دنیا منزل راہ آخرت ہے اور آدمی کو کھانے پینے کی حاجت ہر اور رکھانا پینا بے کسب کے ممکن نہین تو کسب کے آداب
جاننا چاہیے اسواسطے کہ جو شخص اپنے تئین ہمہ تن دنیا کمانے مین مصروف کریگا وہ بدبخت ہے اور جو شخص خدا پر توکل کر کے اپنے تئین بالکل آخرت کے
کام بنانے مین مصروف کریگا وہ نیکبخت ہے لیکن درجہ توسط یہ ہے کہ آدمی دنیا کمانے مین بھی مشغول ہو اور آخرت کے کام بنانے مین بھی مگر مقصود
آخرت ہی کا کام بنانا ہو اور دنیا کمانا فقط آخرت کے کام بنانے مین فراغت حاصل ہونے کے واسطے ہو کسب کے وہ احکام اور آداب
جنکا جاننا ضرور ہے پانچ بابون مین ہم بیان کرتے ہین پہلا باب کسب کی فضیلت اور ثواب کے بیان مین۔ اے عزیز جان تو

کہ اپنے تئین اور اپنے اہل وعیال کو خلق سے بے پروا رکھنا اور کسب حلال سے اُنکی کفالت کرنا راہ دین مین جہاد کرنا ہے اور بہت عبادتون سے افضل ہے ایک دن جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام بیٹھے تھے صبح تڑکے ایک جوان قوی اُدھر سے گزرا اور ایک دکان مین چلا گیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ افسوس یہ اتنے تڑکے راہ خدا مین اُٹھا ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کہو کیونکہ اگر وہ اپنے تئین یا اپنے ماں باپ یا جورو لڑکون کو خلق سے بے پروا کرنے جاتا ہے تو بھی وہ خدا کی راہ مین ہے اور اگر تفاخر او رلاف اور تونگری کے لیے جاتا ہے تو شیطان کی راہ مین ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خلق سے بے پروا ہونے یا اپنے پڑوسیون اور عزیز دن کے ساتھ بھلائی کرنیکو دنیا مین طلب حلال کرتا ہے قیامت کے دن اُسکا چہرہ چودھوین رات کے چاند کیطرح منور اور تابان ہوگا اور فرمایا کہ سچا سوداگر قیامت کے دن صدیقون اور شہیدون کے ساتھ اُٹھیگا اور فرمایا ہے کہ پیشہ ور مسلمان کو حق تعالے دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ پیشہ ور کی کمائی سب چیزون سے زیادہ حلال ہے اگر وہ نصیحت بجا لائے اور فرمایا ہے کہ سوداگری کرو کیونکہ روزی کے دس ٹکڑے ہین نو ٹکڑے فقط سوداگری مین ہین اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولتا ہے حق تعالیٰ اُسپر مفلسی کے ستر دروازے کھولدیتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا پوچھا تو کیا کام کرتا ہے اُسنے کہا عبادت کرتا ہون پوچھا قوت کہان سے کھاتا ہے اُس نے کہا میرا ایک بھائی ہے وہ مجھے قوت مہیا کردیا کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا بھائی تجھسے زیادہ عابد ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ کسب نہ چھوڑو اور یہ نہ کہو کہ حق تعالے روزی دیتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ آسمان پر سے سونا چاندی نہین بھیجتا ہے یعنے اس امر کی اُسے قدرت ہے مگر کسی حیلہ سے روزی دینا اُسکی عادت ہے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا کسب نہ چھوڑنا کہ جو شخص خلق کا محتاج ہوتا ہے اُسکا دین تنگ ہو جاتا ہے عقل ضعیف ہو جاتی ہے مروت زائل ہو جاتی ہے لوگ اُسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین ایک بزرگ سے لوگون نے پوچھا کہ عابد بہتر ہے یا تاجر امانتدار اُن بزرگ نے فرمایا کہ تاجر امانت دار بہتر ہے کہ وہ جہاد مین ہے اسواسطے کہ شیطان ترازو اور لین دین کے پردے مین اُسکا درپے ہے اور وہ اُسکے خلاف کرتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ مین کسی جگہ اپنی موت کو اس سے زیادہ دوست نہین رکھتا ہون کہ مین بازار مین اپنے عیال کے واسطے طلب حلال کرتا ہون اور میری موت آجائے حضرت امام حنبل رحمہ اللہ تعالے سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اُس شخص کے بارے مین کیا فرماتے ہین جو عبادت کیواسطے مسجد مین بیٹھ رہے اور کہے کہ خدا مجھے رزق دیگا امام صاحب نے فرمایا وہ مرد جاہل ہے شرع نہین جانتا اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے میری روزی میرے نیزہ کے سایہ مین رکھی ہے یعنی جہاد کرنے مین اوزاعی نے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہا کو دیکھا کہ لکڑیون کا گٹھا اپنی گردن پر اُٹھائے ہین پوچھا آپ کا یہ کسب کب تک ہوا کریگا آپ کے مسلمان بھائی آپ کے اس رنج وتکلیف کو دفع کرسکتے ہین فرمایا چپ رہ کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی طلب حلال کے واسطے ذلیل جگہ کھڑا ہوگا اُسپر بہشت واجب ہو جاتی ہے **سوال** اگر کوئی کہے کہ جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَا اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنِ اجْمَعِ الْمَالَ وَکُنْ مِنَ التَّاجِرِیْنَ وَلٰکِنْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنْ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَکُنْ مِنَ السَّاجِدِیْنَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰی یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ یعنی مجھے خدا یہ نہین فرماتا ہے کہ مال جمع کر اور سوداگرون مین سے ہوجا بلکہ یہ فرماتا ہے

درست ہے کہ اُس کپڑے کا تکیہ بچھونا بنانا درست ہے پہننا درست نہین **تیسری شرط** یہ ہے کہ مال بیچنے والے کی ملک ہو اسواسطے کہ اگر دوسرے کا مال بے اجازت بیچے گا تو بیع باطل ہے گو خاوند کا مال ہو خواہ باپ یا بیٹے کا ہو اور اگر بیچنے کے بعد مالک نے اجازت دی تو بھی بیع درست نہوگی اسواسطے کہ پہلے سے اجازت چاہیے **چوتھی شرط** یہ ہے کہ ایسی چیز بیچے جو مول لینے والے کو حوالے کر سکے تو جو لونڈی غلام بھاگ گیا ہو اور جو مچھلی پانی مین اور چڑیا ہوا مین اور بچہ پیٹ مین اور نطفہ گھوڑے کی پیٹھ مین ہو اُسکی بیع درست نہین کیونکہ ان کا فوراً حوالے کر دینا بیچنے والے کے اختیار مین نہین ہے اور جو بال جانور کی پیٹھ پر ہون یا جو دودھ تھن مین ہو اُسکی بیع بھی باطل ہے اسواسطے کہ جبتک حوالہ کریگا نیا دودھ جو پیدا ہوتا ہے اُسمین یہ دودھ ملجائیگا اور مرتہن کی اجازت کے بغیر شئ مرہونہ کی بیع باطل ہے اور جو لونڈی لڑکے کی مان ہوئی ہو اُسکی بیع باطل ہے اسواسطے کہ اسکو حوالے کر دینا درست نہین اور وہ لونڈی جسکا لڑکا چھوٹا ہو لڑکا چھوڑ کر اُسکی بیع یا اُسے چھوڑ کر لڑکے کی بیع باطل ہے اسواسطے کہ انکے درمیان جدائی ڈالنا حرام ہے **پانچوین شرط** یہ ہے کہ عین مال و اُسکی مقدار اور صفت معلوم ہو عین مال کا نہ معلوم ہونا یون ہوتا ہے کہ مثلاً کہے کہ جو ایک بکرا اس گلہ سے یا جو ایک تھان اس گٹھری سے تو چاہے وہ مین نے تیرے ہاتھ بیچا ایسی بیع باطل ہے بلکہ چاہیے کہ ایک چیز اشارہ سے جدا کر کے بیچے اور اگر کہے کہ اس زمین سے دس گز مین نے تیرے ہاتھ بیچی جدھر تو چاہے لیلے تو یہ بیع بھی باطل ہے اور مقدار وہان جاننا چاہیے جہان مول لینے والا عین مال آنکھ سے نہ دیکھے مثلاً بیچنے والا کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ اُتنے کو بیچا جتنے کو فلانے شخص نے اپنا کپڑا بیچا یا فلانی چیز کے ہموزن سونے یا چاندی کے عوض اور عین وثمن دونون کی مقدار نہین معلوم تو یہ باطل ہے لیکن اگر کہے کہ یہ گیہون اس آبخورہ بھر سونے یا چاندی کے عوض مین نے تیرے ہاتھ بیچے اور مول لینے والا دیکھتا ہے تو درست ہے اور صفت کا جاننا باین طور ہوتا ہے کہ جو چیز دیکھی ہی نہین اُسے دیکھے یا بہت دنون پہلے دیکھی تھی اور اُتنے دنون مین وہ چیز متغیر ہونیوالی ہو تو اُسکی بیع باطل ہے اور جو تہین کپڑا اٹاٹ اور موٹے کپڑے مین لپٹا ہو اور جو گیہون بالی مین ہو اُسکی بیع باطل ہے آدمی جب لونڈی مول لے تو اُسکے سر کے بال اور ہاتھ پاؤن جو کچھ بردہ فروش عادتاً دکھا دیتا ہے دیکھ لے اگر اُن مین سے کچھ بھی دیکھنے سے رہ جائیگا تو بیع باطل ہوگی اور اگر کوئی مکان مول لیگا اور اُسکا ایک درجہ بھی دیکھنے سے رہ جائیگا تو بیع باطل ہوگی مگر اخروٹ یا دام یا قلا انار مرغی کا انڈا انکی بیع درست ہے اگرچہ چھلکے مین پوشیدہ ہون کیونکہ ان چیزون کو اسی طرح بیچنا مصلحت ہے اور کچے اخروٹ اور باقلی جو دوہرے چھلکے مین ہون بمقتضائے حاجت انکی بیع درست ہے اور فقاع[1] کی بیع باطل ہے کیونکہ وہ پوشیدہ ہے مگر اجازت سے اُسکا کھانا پینا مباح ہے **چھٹی شرط** یہ ہے کہ جو کچھ مول لیا ہے جبتک اُسپر قبضہ نہ کرلے تب تک اُسکی بیع درست نہین چاہیے کہ پہلے اُسکے ہاتھ آئے پھر وہ بیچے **تیسرا رکن** عقد ہے لفظ کہنا ضرور ہے زبان سے یون کہے کہ یہ چیز مین نے تیرے ہاتھ بیچی مول لینے والا کہے مین نے اسکو مول لیا یا کہے یہ چیز اُسکے عوض مین مین نے تجھ کو دی وہ کہے مین نے لی یا قبول کی یا اور کوئی لفظ کہے جس سے بیع کے معنی مفہوم ہون اگرچہ صریح نہ ہو تو اگر لین دین کے پیشتر لفظ مذکور نہو تو بیع درست نہوگی جیسا کہ اب عادت ہوگئی ہے اور یہ اولیٰ ہے کہ حقیر چیزون مین رخصت کے سبب سے ہم اس امر کو جائز رکھین کہ اُسکا رواج پھیل گیا ہے

[1] سماروغ کو کہتے ہین ۱۲ صراح اور وہ ایک اُگنے والی چیز ہے کہ حمام کی دیوارون اور نمناک زمین مین پیدا ہوتی ہے ۱۲ برہان

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے اور علمار شافعی المذہب کے ایک گروہ نے مذہب شافعی مین بھی اس قول کا اعتبار کیا ہے اور تین وجہ سے اس قول پر فتویٰ دینا کچھ بعید نہین ایک یہ کہ اسکی حاجت عام ہو گئی ہے دوسرے یہ کہ شاید صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے زمانہ مین یہی عادت تھی اسواسطے کہ اگر لفظ بیع کی بہ تکلف عادت ہوتی تو اُنپر دقت ہوتی اور اس تکلف کو صحابہ نقل کرتے اور پوشیدہ نہ رہتا تیسرے یہ کہ اگر عادت ہو جائے تو فعل کو قول کا قائم مقام کرنا محال نہین ہے جیساکہ ہدیہ مین ظاہر ہے کہ جو کچھ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین لوگ لیجاتے تھے اُسمین ایجاب و قبول کا تکلف نہوتا تھا اور ہر زمانہ مین ایسا ہی رہا اور جب ایسے معاملہ مین جسمین عوض نہو بمقتضائے عادت مجرد فعل سے ملک حاصل ہو جاتی ہے تو اس معاملہ بیع مین کہ عوض یعنی قیمت موجود ہے فقط فعل سے ملک حاصل ہو جانا کچھ محال نہین ہے لیکن ہدیہ مین بمقتضاے عادت تھوڑے بہت مین فرق نہین ہوا ہے اور قیمتی چیز کی بیع مین لفظ بیع کہنے کی عادت تھی جیسے گھر اور زمین اور غلام اور جانور اور قیمتی کپڑا ایسی چیزون مین اگر لفظ بیع نہ کہیگا تو اگلے بزرگون کی عادت کے خلاف کریگا اور ملک حاصل نہوگی لیکن گوشت روٹی میوہ اور تھوڑی تھوڑی قیمت کی جو چیزین متفرق مول لیتے ہین اُس مین حسب عادت اجازت دینا بے وجہ نہین ہے اور حقیر چیزون مین اور بیش قیمت چیزون مین درجے اور مرتبے ہوتے ہین یہ جاننا چاہیے کہ یہ حقیر چیزون مین سے ہے یا نہین اُن درجون مین کچھ اندازہ نہین کر سکتے جب یہ امر مشکل ٹھہرا تو احتیاط کی راہ چلنا چاہیے اَے عزیز جان تو کہ اگر کسی نے گدھے کے بوجھ برابر گیہون مول لیے اور لفظ بیع و شرا نہ کہی تو وہ اُسکی ملک نہو جائینگے اسواسطے کہ وہ حقیر چیز نہین ہین لیکن کھانا اور اُس مین تصرف کرنا حرام نہین ہے تسلیم اور حوالہ ہو جانے کے سبب سے اباحت حاصل ہو جاتی ہے گو کہ ملک نہ حاصل ہو اگر ان گیہوؤن سے کسی کی دعوت کریگا تو حلال ہے اسواسطے کہ مالک کا حوالہ کر دینا قرینۂ حال سے اس بات کی دلیل ہے کہ اسپر حلال کر دیا ہے مگر بشرط عوض اور اگر صریح کہدیتا کہ میرا اناج اپنے مہمان کو کھلا دینا پھر تاوان دیدینا تو درست ہوتا اور تاوان واجب آتا جبکہ اپنے فعل کو اس امر پر دلیل کیا تو بھی یہ امر حاصل ہو گیا تو لفظ بیع نہ کہنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ اناج مول لینے والے کی ملک نہین ہو جاتا یہانتک کہ اگر وہ اور کسی کے ہاتھ بیچنا چاہے تو نہین بیچ سکتا اور اگر قبل اسکے مول لینے والا کھا جائے مالک پھیر لینا چاہے تو پھیر لے سکتا ہے جسطرح وہ کھانا جو دعوت مین دستر خوان پر چنا جائے اَے عزیز جان تو کہ بیع اس شرط سے درست ہوتی ہے کہ اُسکے ساتھ اور کوئی شرط نہو مثلاً اگر کوئی یون کہے کہ یہ لکڑیان مین نے اس شرط سے مول لین کہ تو میرے گھر پہونچا دے یا یہ گیہون اس شرط سے مین نے مول لیے کہ تو مجھے آٹا پیس دے یا تو مجھے کچھ قرض دے یا اور کچھ شرط کرے تو بیع باطل ہوگی مگر چھ شرطین درست ہین ایک یہ کہ اس شرط سے بیچے کہ فلانی چیز میرے پاس گرو رکھ یا کسی کو گواہ کر یا فلانے آدمی کو ضامن دے یا قیمت ابھی دے اتنے عرصہ تک مین نہین مانتا تین دن تک خواہ کم مین فسخ بیع کا اختیار رہے مگر تین دن سے زیادہ نہین درست ہے یا غلام اس شرط سے مول لے کہ وہ لکھنا یا کوئی پیشہ جانتا ہو تو ایسی شرطین بیع کو باطل کرینگی **دوسرا عقد رباہے** اور ربا نقد اور غلہ مین ہوتا ہے لیکن نقد مین دو چیزین حرام ہین ایک اُدھار بیچنا کیونکہ سونا سونے کے عوض اور چاندی چاندی کے عوض بیچنا درست نہین تاوقتیکہ دونون موجود نہ ہون اور ایک دوسرے سے علیحدہ ہونے کے پہلے قبضہ کرے اگر اُسی جلسہ مین قبضہ نہ کرینگے تو بیع باطل ہے دوسرے یہ کہ سونا چاندی سونے چاندی کے بدلے بیچے تو زیادتی حرام ہے اور اُس دینار کو جو ثابت ہو

اُس دینار یا حبہ کے عوض جو ٹکڑے ہو بیچنا نہ چاہیے اور کھرے دینار کو کھوٹے دینار سے زیادتی کے ساتھ بیچنا نہ چاہیے بلکہ کھرا کھوٹا ثابت شکستہ
برابر ہونا چاہیے اگر کوئی کپڑا ثابت دینار کو لیا اور اُسی شخص کے ہاتھ ٹوٹے ہوے دینار یا دانگ کو بیچا تو درست ہے اور مطلب حاصل ہے اور
ہرتوہ کا سونا جسمین کہ چاندی ہوتی ہے اُسکو کھرے سونے چاندی یا زرہرتوہ کے عوض بیچنا نہ چاہیے بلکہ اُس سے اور کوئی چیز مول لے کر
بیچے اور جس نقرۂ طلائی چیز کا چاندی سونا کھرا نہ ہو اُسکا یہی حال ہو اور جس موتی کی لڑمین سونا ہو اُسکو سونے کے عوض بیچنا درست نہین
ہے اور زرتار کپڑا زر کے عوض بیچنا درست نہین مگر جب کپڑے مین زر قیمت کے برابر ہی جلانے کے بعد زر نکلے زیادہ نہ نکلے اور اگر دو جنس
سے ہو تو بھی اناج اناج کے عوض اُدھار نہ بیچنا چاہیے بلکہ ایک ہی جلسہ مین دونون کا قبضہ کرنا ضرور ہے اور اگر ایک ہی جنس سے ہو جیسے
گیہون کے عوض گیہون تو بھی اُدھار درست نہین ہے اور زیادتی کے ساتھ درست نہین بلکہ ناپنے مین برابر ہو اگر تولنے مین نہ برابر ہو تو
بھی نہین درست ہے بلکہ ہر چیز کی برابری اُسی انداز سے دیکھنا چاہیے جس انداز کی عادت ہو قصائی گوگوشت کے عوض بکرا دینا نان بائی
کو روٹی کے بدلے گیہون دینا تیلی کو تیل کے عوض تل اور رنار یل دینا درست نہین اور بیع منعقد نہ ہو گی لیکن بیع نہ کرے اور اس ارادہ
سے دے کہ اُس سے روٹی لے تو اُسکا کھانا مُباح ہے مگر یہ روٹی اُسکی ملک نہ ہوگی اور دوسرے کے ہاتھ نہ بیچ سکے گا اور نان بائی
کو گیہون مین تصرف کرنا تو مباح ہے مگر بیچنا جائز نہین روٹی لینے والے کے گیہون نان بائی پر اور نان بائی کی روٹی روٹی لینے والے پر
باقی رہتی ہے جب چاہین مانگ سکتے ہین اگر ایک نے دوسرے کو بحل کر دیا تو کافی نہ ہو گا کیونکہ اگر ایک دوسرے سے کہے کہ مین نے اس شرط
سے تجھے بحل کیا کہ تو بھی مجھے بحل کر دے تو یہ باطل ہے اور اگر یہ شرط صراحۃً نہ کی اور یون کہا کہ مین نے بحل کیا تو اگر طرف ثانی جانتا ہو کہ اسکے
دل مین یہ شرط ہے اُسکے من بھر گیہون پکا یہ بحل کرنا اُس جہان مین اُسکے اور خدا کے درمیان لاحاصل ہے کہ یہ رضامندی فقط زبان
سے ہے دل سے نہین اور جو رضامندی دل سے نہو وہ اُس جہان مین کام نہ آئے گی لیکن اگر یون کہے کہ تو مجھے بحل کرے یا نہ
کرے مین نے تجھے بحل کر دیا اور دل مین بھی یہی بات رکھے تو درست ہے پھر اگر دوسرا شخص بھی بحل کر دے تو بھی یہی حال ہے اور اگر
ایک دوسرے کو بحل نہ کرے اور دونون چیزین قیمت اور مقدار مین برابر ہین تو اُن سے دنیا مین تو جھگڑا نہ ہو گا اور اُس جہان مین
بدلا ہو جائیگا لیکن اگر کچھ کمی زیادتی ہے تو اس جہان کی خصومت اور اُس جہان کے مظلمہ کا ڈر ہے اور جاننا چاہیے کہ اناج سے جو چیز
بنتی ہے اُسے اُسی اناج کے عوض بیچنا نہ چاہیے اگرچہ برابر بھی ہو تو جو چیز گیہون سے ہوتی ہے جیسے آٹا روٹی خمیر اُسے گیہون کے بدلے
بیچنا نہ چاہیے علی ہذا القیاس انگور کو سرکہ اور شہد کے بدلے اور دودھ کو پنیر اور مکھن کے عوض بیچنا درست نہین بلکہ انگور کو انگور کے
عوض اور رطب کو رطب کے بدلے بھی بیچنا درست نہین تاوقتیکہ انگور منقّیٰ نہو جائے اور رطب خرما نہو جائے اسکا بیان طویل ہے یہ جو
بیان کیا گیا اسکا سکھنا واجب تھا کہ جب ایسا کوئی مسئلہ جسے نہین جانتا پیش آئے تو یہ تو سمجھے کہ اسے مین نہین جانتا ہون علماء سے
پوچھ لون اور اُس سے پرہیز کرنا واجب ہے تاکہ حرام مین نہ پڑ جاؤن اور پوچھنے سے معذور نہ رہے اسواسطے کہ جیسا علم پر عمل کرنا فرض ہے
ایسا ہی علم کا تلاش کرنا بھی فرض ہے **تیسرا عقد سلم ہے** اسمین دس شرطون کا لحاظ رکھنا چاہیے **پہلی شرط** یہ ہے کہ عقد مین کہے کہ مثلاً یہ
چاندی یا یہ سونا یا یہ کپڑا جو کچھ ہو گدھے کے بوجھ گیہون کے واسطے سلم کے طور پر مین نے دیا اور جس صفت کے گیہون مقصود ہون

ف کسی مقام کا نام ہے ۱۲

ف جو رضامندی دل سے نہو وہ اُس جہان مین کام نہ آئیگی ۱۲

اور اُس چیز کی قیمت سے بدل جاسکین اور جس صفت کا حسب عادت کہنا ضرور ہو سب صاف صاف کہدے تاکہ طرف ثانی کو معلوم ہو جائے اور وہ کہے مین نے قبول کیا اور اگر لفظ سلم کے بدلے کہے کہ اس صفت کی چیز مین نے مول لی تو بھی درست ہے **دوسری شرط** یہ ہے کہ جو چیز دیتا ہے بے حساب نہ دے بلکہ اُسکی تول ناپ کرلے تاکہ اگر پھیر لینے کی حاجت پڑے تو یہ تو جانے کہ مین نے کیا چیز دی تھی اور کسقدر دی تھی **تیسری شرط** یہ ہے کہ عقد کی مجلس مین راس لمال حوالے کردے **چوتھی شرط** یہ ہے کہ سلم ایسی چیز مین دے جس کا حال وصف سے معلوم ہو جائے جیسے حبوب ردئی جانورون کے بال جسکا پشمینہ ہوتا ہے ریشم دودھ گوشت حیوان لیکن جو چیز کئی چیزون سے ملکر بنی ہو جنکی مقدار علیحدہ علیحدہ نہین جانتا ہے جیسے غالیہ یا ہر ایک چیز سے مرکب ہو جیسے ترکی کمان یا بنی ہوئی ہو جیسے کفش موزہ نعلین تراشا ہوا تیر اُسمین سلم باطل ہے کیونکہ صفت پذیر نہین ہے اور صحیح یہ ہے کہ روٹی مین سلم روا ہے اگرچہ نمک پانی سے ملی ہوئی ہے لیکن وہ مقدار مقصود نہین اور جہالت نہین لاتی **پانچوین شرط** یہ ہے کہ اگر وعدہ پر مول لیتا ہے تو مدت معلوم ہونا چاہیے اور یہ نہ کہے کہ غلہ تیار ہونے تک اسواسطے کہ یہ ہمیشہ یکسان نہین اور اگر کہے کہ نوروز تک اور نوروز مشہور ہو یا کہے کہ جمادی تک تو درست ہے جمادی الاول پر اُسکو حمل کرینگے **چھٹی شرط** یہ ہے کہ اُس چیز مین سلم دے جسے وقت موعود پر پائے اگر میوہ مین سلم دیگا تاوقتیکہ اُسوقت پک نہ جاتا ہو سلم باطل ہے اور اگر اُسوقت اکثر پک جاتا ہے تو درست ہے پھر اگر کسی آفت کے سبب سے دیر ہو جائے تو اگر اُسکی مرضی ہو تو مہلت دے ورنہ فسخ کرکے مال پھیرے **ساتوین شرط** یہ ہے کہ یہ پوچھ لے کہ کہان حوالے کرین شہر مین یا گاؤن مین جہان حوالے کرنا ممکن ہو اُسے مقرر کرے تاکہ خلاف نہو اور جھگڑا نہ پیدا ہو جائے **آٹھوین شرط** یہ ہے کہ کسی عین کیطرف اشارہ نہ کرے اور یون نہ کہے کہ اس باغ کے انگور یا اس زمین کے گیہون کہ یہ باطل ہے **نوین شرط** یہ ہے کہ ایسی چیز مین سلم نہ دے جو نایاب ہو جیسے بڑے موتی کا دانہ جو بے نظیر ہو یا خوبصورت لونڈی یا حسین لڑکا یا مانند اُسکے **دسوین شرط** یہ ہے کہ اناج مین سلم نہ دے جبکہ اناج ہی راس لمال ہو مثلاً جو یا گیہون سانوان کاکن وغیرہ لینے کیواسطے سلم نہ دے **چوتھا عقد اجارہ ہے** اُسکے دو رکن ہین ایک اجرت دوسرا منفعت پہلا رکن اجرت عاقد اور لفظ عقد کا ویسا ہی حکم ہے جو بیع مین بیان ہوا اور اجرت کا معلوم ہونا چاہیے جیسا ہم نے بیع مین بیان کیا ہے اگر کوئی گھر تعمیر پر کرایہ کو دے تو درست نہین اسواسطے کہ تعمیر نامعلوم ہے اور اگر یون کہے مثلاً دس درم لگاکر تعمیر کر تو یہ بھی ناجائز ہے کہ تعمیر فی نفسہ مجہول چیز ہے اور جو قصائی بکرا صاف کرتا ہے اُسکی اجرت مین کھال دینا اور پسنہاری کی اُجرت مین چوکر بھوسی دینا یا تھوڑا سا آٹا دینا درست نہین ہے جو چیز مزدور کے کام کرنے سے حاصل ہوتی ہے اُسمین سے مزدوری دینا نہین درست اور اگر یون کہے کہ دیدکان مین نے مہینے پیچھے ایک دینار پر تجھے دی تو ایسا امر ناجائز ہے اسواسطے کہ اجارہ کی تمام مدت معلوم نہین ہوئی یون کہنا چاہیے کہ ایک سال یا دو سال کو اجارہ دے تاکہ اجارہ کی تمام مدت معلوم ہو جائے **دوسرا رکن** منفعت ہے اے عزیز جان تو کہ جو امر مباح ہو اور معلوم ہو اور اُسمین کچھ محنت ہو اور نیابت کی اُسمین گنجائش ہو اور اُسمین اجارہ درست ہے تو پانچ شرطین اُس مین بجا لانا چاہیے **پہلی شرط** یہ ہے کہ اُس عمل مین قدر و قیمت ہو اور رنج و محنت ہو اگر دکان آراستہ کرنے کو کسی کا اناج یا کپڑا سکھانے کو کوئی درخت یا سونگھنے کو کوئی سیب اجارہ لیا تو باطل ہے اسواسطے کہ ان کامون کی کچھ قدر نہین ہے اور گیہون کا ایک دانہ بیچنے کے مثل ہے

اگر کوئی اڑھتیا جاہ و حشمت والا ہے اور اُسکی ایک بات سے مال بک جاتا ہے اور اُسکی مزدوری مقرر کرین تاکہ ایک بات کہدے اور مال بک جائے تو یہ اجارہ باطل ہے اور مزدوری حرام ہے کہ اُسمین کچھ رنج و محنت نہین بلکہ اڑھتیے اور دلال کو اُسوقت مزدوری حلال ہوتی ہے کہ اتنی باتین کرے اور اسقدر چلے جسمین رنج و محنت اور دشواری اور دقت ہو تب بھی اجرت مثل سے زیادہ واجب نہوگی اور یہ عادت جو مقرر کی ہے کہ مثلاً پانچ روپیہ سیکڑا لیتے ہین تو بقدر مال لیتے ہین بقدر مشقت و دلال نہین لیتے یہ حرام ہے تو اڑھتیے اور دلال جو مال اسطرح پیدا کرتے ہین وہ حرام کا مال ہے دلال اس مظلمہ سے دو طرح چھوٹتا ہے ایک یہ کہ جو کچھ اُسے دیدین لیلے اور تکرار نہ کرے مگر اپنی محنت کی قدر مانگے قیمت کی مقدار پر نہ اُلجھے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہی کہدے کہ جب یہ چیز بیچ دونگا تو ایک درم یا دینار لونگا اور وہ شخص راضی ہو دلال یون نہ کہے کہ قیمت مین سے پانچ روپیہ سیکڑا لونگا اسواسطے کہ وہ مجہول ہے کیونکہ قیمت معلوم نہین نہ معلوم خریدار کتنے کو خرید کرین اگر ایسا کہیگا تو باطل ہے اور اسکی محنت کی قدر اجرت کے سوا اور کچھ دینا لازم نہین **دوسری شرط** یہ ہے کہ منفعت پر اجارہ ہو عین اُسمین نہ داخل ہو تو اگر باغ یا انگور کا درخت اجارہ لیا تاکہ میوہ لے یا گائے اجارہ لی تاکہ دودھ دوہے یا گائے ادھیا پر دی تاکہ چارہ دے اور آدھا دودھ لے یہ سب اجارے باطل ہین اسواسطے کہ چارہ اور دودھ وغیرہ سب مجہول ہے لیکن اگر عورت کو لڑکے کے دودھ پلانے کیواسطے اجارہ لے تو درست ہے اسواسطے کہ لڑکے کی نگہبانی اصل مقصود ہے اسکا تابع دودھ ہے جیسے کاتب کی سیاہی اور درزی کا تاگا کہ اسقدر مجہول عمل معلوم کی تبعیت مین جائز ہے **تیسری شرط** یہ ہے کہ ایسے کام پر اجارہ کرے جو کام اسکے سپرد کرنا ممکن اور مباح ہو اگر کسی ناتوان آدمی کو ایسے کام کیواسطے جو اس سے نہو سکے اجرت پر مقرر کیا تو باطل ہے یا حیض والی عورت کو مسجد جھاڑنے کیواسطے اجرت پر مقرر کیا تو یہ اجارہ باطل ہے اسواسطے کہ اُسکو یہ فعل حرام ہے اگر کسی شخص کو بھلا چنگا دانت اُکھاڑنیکو یا صحیح سلامت ہاتھ کاٹنے کو یا بالی پہنانے کیواسطے لڑکے کا کان چھیدنے کو اجرت پر مقرر کیا تو یہ سب باطل ہے اسواسطے کہ یہ باتین شرع مین درست نہین ہین اور ایسے کامون کی اجرت لینا حرام ہے اسی طرح گودنا گودنے والونکا حال ہے مردون کیواسطے اطلس کی ٹوپی اور ریشمی چکین جو درزی سیتے ہین اُنکی اجرت حرام ہے ایسے کامون کا اجارہ درست نہین علیٰ ہذا القیاس اگر کسی شخص نے کسی کو مقرر کیا کہ مجھے رسن بازی یعنی نٹ کا کام سکھاوے تو یہ بھی حرام ہے اور اسکا تماشا بھی حرام ہے اور جو شخص ایسا کریگا وہ اپنی جان کے خطرے مین ہے اور جو شخص تماشا دیکھنے کھڑا رہیگا وہ اُسکے خون مین شریک ہوگا اسواسطے کہ لوگ اگر تماشا نہ دیکھین تو وہ اپنی جان کو خطرہ مین نہ ڈالے اور جو شخص رسن باز اور دار باز اور ایسے لوگون کو جو بے فائدہ خطرناک کام کرتے ہین کچھ دے گا وہ گنہگار ہوگا اسی طرح مسخرے اور گویے اور نوحہ گر اور ہجو کہنے والے شاعر کو مزدوری دینا حرام ہے اور قاضی کو حکم دینے کے بدلے اور گواہ کو گواہی دینے کے عوض مزدوری دینا حرام ہے اگر قاضی سجل لکھے اور اپنے لکھنے کی مزدوری لے تو درست ہے اسواسطے کہ سجل لکھنا اُس پر واجب نہین بشرطیکہ اورون کو سجل لکھنے سے باز نہ رکھے اور اگر اورون کو منع کرے اور اکیلا آپ ہی لکھے اور اس سجل کی مزدوری جو گھڑی بھر مین لکھی ہے دس دینار یا ایک دینار مانگے تو حرام ہے لیکن اگر اورون کو منع نہ کرے اور یون کہے کہ مین اپنے ہی خط سے لکھون تو دس دینار لونگا تو اس صورت مین درست ہے اگر اور کوئی سجل لکھے اور وہ فقط دستخط کرے اور اُسکے عوض کچھ مانگے اور کہے کہ یہ نشان کرنا مجھ پر واجب نہین

تو یہ حرام ہے اسواسطے کہ اُتنا کام جس سے لوگون کے حقوق مستحکم ہوجائین قاضی پر واجب ہے اگر واجب نہ بھی ہو تو اتنی محنت گیہون کے ایک دانہ کا حکم رکھتی ہے جسکی کچھ قیمت نہین اور اس نشانی کی قدر و قیمت اسوجہ سے ہے کہ حاکم شرع کا خط ہے جو شخص جاہ و رتبہ کیوجہ سے حاکم ہوا سے اُجرت لینا نہ چاہیے مگر قاضی کے وکیل کی اجرت حلال ہے بشرطیکہ ایسے قاضی کا وکیل نہو جسے جانتا ہو کہ یہ حقدارون کا حق باطل کردیتا ہے بلکہ چاہیے کہ حق فیصلہ کرنیوالے کا وکیل بنے کہ اُسے حق ثابت کرنیوالا جانے یا اس بات سے لاعلم ہو کہ یہ حق کو باطل کرنیوالا ہے اور بشرطیکہ جھوٹ نہ کہے اور فریب نہ دے اور حق بات کو چھپانے کا ارادہ نہ کرے بلکہ باطل دفع کرنے کا قصد کرے اور جب حق ظاہر ہو تو چپ ہو رہے لیکن ایسی بات کا انکار جسکے اقرار سے کوئی حق باطل ہوا جاتا ہے درست ہے اُس ثالث کو جو تخاصمین کے درمیان فیصلہ کرتا ہے دونون سے کچھ کچھ لینا درست نہین اسواسطے کہ ایک جھگڑے مین دونون کام نہین نکال سکتا لیکن اگر ایک فریق کیطرف سے محنت کرکے اُسمین ایسی محنت اُٹھائے گا جسکی کچھ قیمت ہو تو اُسکی اجرت حلال ہوگی بشرطیکہ جھوٹ جو حرام ہے نہ بولے اور دغابازی نہ کرے اور جو کچھ دونون کی طرف سے حق ہو اُسے نہ چھپائے اور ہر ایک کو جھوٹ موٹ نہ دھمکائے کہ وہ صلح کی رغبت کرین اور حقیقت حال جانتے تو صلح نہ کرتے اور ایسی ثالثی سے غالبًا صلح نہوگی تو اکثر ثالثی جھوٹ اور ظلم اور فریب سے خالی نہین ہوتی اُسکی اجرت حرام ہے جب ثالث جان جائے کہ ایک فریق کا حق ہے تو درست نہین کہ حقدار کو حیلہ سے اس بات پر راضی کرے کہ اپنے حق سے کم پر صلح کرے لیکن اگر جانے کہ ظلم کرے گا اور حیلہ سے اُسے دھمکائے تاکہ وہ قصد ظلم سے باز آئے تو اسمین ثالث کو اختیار ہے اور جو شخص دیانتدار ہے اور جانتا ہے کہ جو بات وہ زبان پر لائے گا اُسکا حساب اُس سے لیا جائیگا کہ کیون کہی اور کسواسطے کہی سچ کہی یا جھوٹ کہی اور اس مقدمہ مین نیک ارادہ رکھتا تھا یا بد تو ممکن نہین کہ ایسے شخص سے ثالثی یا وکالت یا حکم اخیر دینا وقوع مین آئے لیکن وہ شخص جو امیرون سے کسی کام مین سعی و سفارش کرتا ہے اگر محنت کرکے اسکی اجرت لیتا ہے تو درست ہے بشرطیکہ ایسا کام کرے جسمین وقت ہو اور فخر اور جاہ کی عوض مین اجرت نہ لے اور جس کام مین گفتگو کرنا درست ہے اُسمین گفتگو اور سعی کرے اگر ظالم کی فتحیابی کے واسطے یا حرام یومیہ کے لیے کہے گا یا سچی گواہی کو چھپائے گا یا حرام کام کے واسطے گفتگو کریگا تو گنہگار ہوگا اور اسکی اجرت حرام ہے اجارہ کے باب مین ان سب احکام کا جاننا ضرور ہوا اسواسطے کہ دینے والا اور لینے والا دونون گنہگار ہوتے ہین اور اُسکی تفصیل طویل ہے مگر اتنے بیان سے ناواقف آدمی محل اشکال پہچان جائیگا اور یہ جان جائیگا کہ فلانی بات دریافت کرنا ضرور ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ یہ کام اسپر واجب نہ ہو کیونکہ واجب مین نیابت نہین چلتی اگر غازی کو جہاد کے واسطے اُجرت پر مقرر کیا تو درست نہین اسواسطے کہ جب وہ صف جنگ مین جائیگا تو اسپر خود لڑنا واجب ہوجائے گا قاضی اور گواہ کی اُجرت بھی اسی سبب سے درست نہین اور کسی کو اسواسطے اجرت دینا کہ اُسکی طرف سے نماز پڑھے یا روزہ رکھے درست نہین کہ ان کامون مین نیابت نہین چلتی اور حج کے واسطے اُس شخص سے اُجرت لینا درست ہے جو معذور اور عاجز ہو اور تندرست ہونے کی امید بھی رکھتا ہو قرآن شریف پڑھانے یا علم سکھانے کے واسطے جو معین راہ دین ہو اجرت دے کر کسی کو مقرر کرنا درست ہے اور قبر کھودنا مردہ نہلانا جنازہ اُٹھانا

گو کہ فرض کفایہ ہے مگر ان کامون کی اُجرت لینا درست ہے نماز تراویح کی امامت اور مؤذنی کی اجرت مین علما کا اختلاف ہے صحیح یہ ہے
کہ اسکی اجرت حرام نہین اور اُس محنت کی عوض اجرت ہوتی ہے کہ وقت پہچان کر آتا ہے نماز اور اذان کے عوض مین نہین ہوتی مگر یہ
اجرت کراہت اور شبہہ سے خالی نہین ہے **پانچوین شرط** یہ ہے کہ عمل معلوم ہو جب کوئی جانور کرایہ کو لے تو اُسکو دیکھ لینا چاہیے اور
کرایہ پر دینے والا دریافت کر لے کہ کتنا بوجھ ہے اور کب سوار ہوگا اور ہر روز کتنا ہانکے گا مگر یہ کہ اسباب مین کوئی عادت مشہور ہو کہ وہی
کفایت کرے اور اگر زمین اجارہ لی تو یہ کہدینا ضرور ہے کہ فلانی چیز بوؤن گا ساتوین کا کن کا ضرر گیہون سے زیادہ ہوتا ہے مگر
یہ کہ عادت سے معلوم ہو اسیطرح سب اجارون مین علم اور آگاہی درکار ہے تاکہ اُس اجارہ کے سبب سے جھگڑا نہو اور جس اجارہ کی
صفت نہ معلوم ہو اور اُسکے باعث سے مناقشہ برپا ہو وہ باطل ہے **پانچوان عقد قراض** ہے اسکے تین رکن ہین **پہلا رکن**
سرمایہ ہے یہ نقد ہونا چاہیے جیسے سونا چاندی لیکن ورق نقرہ اور کپڑا اور سامان چاہیے اور وزن معلوم ہونا چاہیے اور چاہیے
کہ اس سرمایہ کو عامل کے سپرد کردین اگر مالک شرط کرے کہ مین اسے اپنے پاس رکھونگا تو درست نہین ہے **دوسرا رکن** نفع ہے
تو چاہیے جو کچھ عامل کو ملیگا اُسے معلوم کرے کہ مثلاً نصف ہے یا ثلث اگر کہے گا کہ دس درم میرے یا تیرے ہین اور باقی کو بانٹ
لینگے تو باطل ہے **تیسرا رکن** عمل ہے اور شرط یہ ہے کہ وہ عمل تجارت یعنی خرید و فروخت ہو پیشہ وری نہین اگر گیہون نان بائی کو دے ۱۲
کہ روٹی پکا کر نفع کے دو حصہ کرے تو یہ درست نہین اگر تیلی کو تخم کتان اسیطرح پر دے تو وہ بھی درست نہین اگر تجارت مین
یہ شرط کریگا کہ فلانے آدمی کے سوا اور کسی کے ہاتھ نہ بیچے یا فلانے آدمی کے سوا اور کسی سے نہ مول لے تو یہ شرط باطل ہے اور جو بات
معاملہ کو تنگ کرے اُسکی شرط لگانا درست نہین اور عقد قراض یہ ہے کہ مالک کہے کہ یہ مال مین نے تجھے تجارت کرنیکو دیا نفع آدھا آدھا
بانٹ لین گے وہ کہے مین نے اسکو قبول کیا جب عامل نے عقد باندھا تو خرید و فروخت کرنے مین مالک مال کا وکیل ہو گیا مالک
جب چاہے فسخ کرے جب مالک فسخ کرے اگر سب مال مع منافع نقد ہو تو منافع بانٹ لین اور اگر مال جنس ہو اور منافع نہ ہو تو عامل
مال مالک کو حوالہ کر دے اور عامل پر اُسکا بیچنا واجب نہین اور اگر عامل بیچنا چاہے تو مالک کو منع کرنا درست ہے مگر جب عامل نے
کوئی خریدار پایا ہو کہ وہ نفع سے مول لیتا ہو تو مالک نہین منع کر سکتا اگر مال جنس ہو اور اُسمین نفع ہو تو عامل پر واجب ہے کہ اسقدر
نقد کا مال بیچے جسقدر سرمایہ تھا زیادہ نہ بیچے جب سرمایہ کے قدر نقد کر چکا تو باقی مال تقسیم کر لین اُس باقی کا بیچنا عامل پر واجب نہین
جب ایک سال گزر جائے تو زکوۃ دینے کے واسطے مال کی قیمت جاننا واجب ہے اور عامل کے حصہ کی زکوۃ عامل پر ہے اور مالک
مال کی بے اجازت عامل کو سفر کرنا نہ چاہیے اگر سفر کریگا تو اُسپر مال کا تاوان ہوگا اور اگر مالک کی اجازت سے سفر کریگا تو جسطرح ناپ
جوکھ باربرداری کا صرف اور دُکان کا کرایہ مال مین سے لیتا ہے اُسیطرح زاد راہ بھی مال قراض مین سے لے اور جب سفر سے پھر آئے
تو دسترخوان آفتابہ وغیرہ جو کچھ مال مین سے لیکر خرید اتھا وہ سب مال مین داخل ہو جائیگا **چھٹا عقد شرکت** ہے جب دو آدمیون کی
شرکت مین مال ہو تو شرکت یہ ہے کہ تصرف کیواسطے ایک دوسرے کو اجازت دے اگر دونوکا مال برابر ہو تو نفع نصفا نصف بانٹ لین اور اگر
مال کم زیادہ ہے تو نفع بھی اُسیطرح کم زیادہ ہوگا اور یہ شرط درست نہین ہے کہ پھیر لین مگر جب ایک شخص محنت کرتا ہو تو اس صورت مین کام کے

له وکیل مالک جو کار تجارت کرے ۱۲

سبب سے زیادہ نفع لینے کی شرط کرنا درست ہے اور یہ تراضی مع الشرکت کے مثل ہے تین قسم کی اور شرکتون کا بھی رواج ہے اور وہ باطل ہین ایک مزدورون اور پیشہ ورون کی شرکت کہ آپس مین شرط کر لیتے ہین کہ جو کچھ ہم تم کمائین وہ مشترک ہے یہ شرکت باطل ہے اسواسطے کہ ہر ایک کی مزدوری خاص اُسی کی ملک ہے دوسری شرکت مفاوضہ کہ دو آدمیون کے پاس جو کچھ ہو سامنے رکھدین اور کہین کہ جو کچھ نفع نقصان ہو اُسمین ہم تم شریک ہین یہ بھی باطل ہے تیسری شرکت کی یہ صورت ہے کہ ایک آدمی صاحب مال ہو اور ایک صاحب جاہ اور مال والا جاہ والے کے کہنے پر بیچتا ہے تاکہ نفع مین شرکت ہو یہ بھی باطل ہے علم معاملات سے اس قدر جاننا واجب ہے کہ اسکی اکثر حاجت پڑتی ہے ان صورتون کے سوا اور شکلین جو ہین وہ نادر ہین آدمی جب اسقدر جان جائیگا تو اور جو صورت آپڑے گی اُسے دریافت کر سکے گا اور اگر اسقدر نہ جانے گا تو حرام مین گرفتار ہو جائے گا اور جانے گا بھی نہین کہ مین مبتلاے حرام ہوا اُسوقت اُسکا عذر لاعلمی کچھ کارآمد نہ ہوگا **تیسرا باب معاملہ مین عدل وانصاف کا لحاظ رکھنے کے بیان مین** اے عزیز جان تو کہ جو کچھ ہم نے بیان کیا وہ ظاہر شرع کی رو سے معاملہ درست ہونے کی شرط تھی اور بہتا معاملے ایسے ہوتے ہین کہ اُنمین فتویٰ تو ہم یہی دین گے کہ یہ معاملہ درست ہے لیکن وہ معاملہ کرنے والا خدا کی لعنت مین گرفتار ہوگا اور یہ وہ معاملہ ہوتا ہے جسمین مسلمانون کو رنج اور نقصان پہونچے اسکی دو قسمین ہین ایک عام ایک خاص وہ جو عام ہے اُس کی بھی دو نوعین ہین **پہلی نوع** احتکار یعنی غلہ مول لیکر اس نیت سے رکھنا کہ جب گرانی ہو تو بیچون گا جو ایسا کرے اُسے محتکر کہتے ہین اور محتکر ملعون ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اناج کو چالیس دن اس نیت سے رکھ چھوڑے کہ جب گران ہو تو بیچون وہ اگر تمام اناج خیرات کر دیگا تو بھی اس کا کفارہ نہ ہوگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن اناج رکھ چھوڑے حق تعالے اُس سے اور وہ حق تعالے سے بیزار ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے اناج مول لیا اور کسی شہر مین لے گیا اور جو اُسوقت نرخ ہے اس نرخ پر بیچا وہ ایسا ہے کہ گویا اُس نے وہ اناج صدقہ کیا اور ایک روایت مین ہے کہ گویا اُس نے ایک لونڈی یا غلام آزاد کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ جو شخص چالیس دن اناج کو رکھے گا اُسکا دل سیاہ ہو جائے گا اور اُن کو کسی شخص نے کسی محتکر کے غلہ کی خبر دی فرمایا کہ اُس مین آگ لگا دو اگلے بزرگون مین سے کسی نے وکیل کے ہمراہ غلہ بصرہ مین بیچنے کو بھیجا وکیل جب پہونچا تو وہان اناج بہت سستا تھا ایک ہفتہ ٹھہر کر دونے دامون بیچا اور اُن بزرگ کو خط لکھا کہ مین نے ایسا کام کیا اُنھون نے جواب لکھا کہ مین نے اُس تھوڑے نفع پر جو دین کی سلامتی کے ساتھ ہو قناعت کی تھی یہ مناسب نہ تھا کہ بہت سے نفع کے عوض تو نے دین ہاتھ سے دے دیا یہ کام جو تو نے کیا بڑا گناہ ہے اب تجھے چاہیے کہ تمام مال خیرات دے دے کہ اس گناہ کا کفارہ ہو جائے اور شاید کہ اسپر بھی شومی سے ہم تم بالکل نہ چھوٹین اے عزیز جان تو کہ اس فعل کے حرام ہونے کا سبب خلق کا ضرر اور نقصان ہے کیونکہ قوت سے آدمی کی زندگی ہے لوگ اگر بیچین تو تمام خلق کو اُسکا مول لینا مباح ہے اگر ایک ہی آدمی مول لیکر بند رکھے تو باقی تمام خلق کو دستیاب نہو گا اور یہ امر ایسا ہے جیسا کہ کوئی مباح پانی روکے کہ لوگ پیاسے ہوکر زیادہ قیمت کو مول لین اس نیت سے اناج مول لینا گناہ ہے لیکن اگر اناج کسی کسان کی خاص ملک ہے تو اُسے اختیار ہے

جب چاہے بیچے اُسپر جلدی بیچ ڈالنا واجب نہین ہے اگر تاخیر نہ کرے تو اولی ہے لیکن اگر اُسکے دلمین یہ خواہش ہوکہ اناج گران ہو جائے تو یہ خواہش البتہ بد ہے دوا وغیرہ جو قوت نہین ہین اور جنکی اکثر احتیاج نہین پڑتی ہے اُنکو گرانی مین بیچنے کی نیت سے رکھ چھوڑنا حرام نہین ہے لیکن اناج کو جمع کر رکھنا حرام ہے اور وہ چیزین جو احتیاج مین اناج کے قریب قریب ہین جیسے گھی گوشت وغیرہ اسمین علما کا اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ کراہت سے خالی نہین لیکن اناج کے درجہ کو نہین پہونچتی اور اناج کا جمع کر رکھنا بھی جبھی حرام ہے کہ اناج کی تنگی ہو اور جب ہر ایک کو آسانی سے اناج ملسکتا ہے تو جمع کر رکھنا حرام نہین اسواسطے کہ اسوقت جمع کرنے مین کسی کا نقصان نہین بعضے عالمون نے کہا ہے کہ اُسوقت بھی حرام ہے اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ ہے کیونکہ کچھ نہ کچھ گرانی کا منتظر ہوگا اور آدمی کے رنج کا منتظر رہنا مذموم ہے اور اگلے بزرگون نے دو قسم کی تجارت کو مکروہ جانا ہے ایک اناج بیچنے کو دوسرے کفن بیچنے کو اسواسطے کہ لوگون کی تکلیف اور موت کی راہ دیکھنا بُری بات ہے اور دو قسم کے پیشہ کو بھی بُرا سمجھتے ہین ایک قصائی کے پیشہ کو کہ دل سخت کر دیتا ہے دوسرے سنار کے پیشہ کو کہ اسمین دنیا کی آرائش ہے **دوسری نوع** جس سے رنج عام ہوتا ہے وہ کھوٹا روپیہ پیسا معاملہ مین دینا ہے کیونکہ لینے والا اگر نہ پہچانے تو وہ دینے والا اُسپر ظلم کر چکا اور اگر پہچان گیا تو شاید وہ اور کو دغا دے اور وہ اور کسی کو دھوکا دے اسی طرح مدت دراز تک دغابازی کا سلسلہ نہ ٹوٹے پہلے جس نے دغابازی کی ہے اُسپر اُن سب کا مظلمہ ہوگا اسی واسطے کسی بزرگ نے کہا ہے کہ ایک کھوٹا درم دینا سو درم چُرا لینے سے بدتر ہے اسواسطے کہ چوری کا گناہ اسی وقت ہے اور یہ گناہ ممکن ہے کہ اُسکی موت کے بعد تک چلا جاوے اور وہ شخص بڑا بدبخت ہے جو مر جائے اور اُسکا گناہ نہ مرے اور یہ گناہ سو سو برس تک رہنا ممکن ہے اور قبر مین اُس شخص پر عذاب ہوا کریگا جسکے ہاتھ سے اُس گناہ کی ابتدا ہوئی تھی کھوٹے چاندی سونے مین چار چیزین معلوم کرنا ضرور ہین ایک یہ کہ کھوٹا روپیہ اشرفی جسکے ہاتھ لگے اُسے چاہیے کہ کنوین مین ڈالدے اور کسی کو یہ کہکر بھی نہ دے کہ یہ کھوٹا ہے کہ شاید وہ اور کسی کے ساتھ دغابازی کرے دوسری یہ کہ بازاری پر واجب ہے کہ نقد کا پرکھنا سیکھے تاکہ کھوٹے کو پہچان لے یہ اسواسطے نہین واجب ہے کہ خود نہ لے بلکہ اسلیے کہ اور کسی کو دھوکے سے نہ دیدے اور مسلمانون کا حق ضائع نہ کرے جو شخص یہ کام نہ سیکھے گا اور دھوکے سے کھوٹا روپیہ اشرفی اُسکے ہاتھ سے چل جائیگا وہ گنہگار ہوگا اسواسطے کہ جو شخص جو معاملہ کیا کرتا ہے اُسپر اُسکا علم سیکھنا واجب ہے **تیسری** یہ کہ اگر کھوٹا روپیہ اس نیت سے لیگا جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رَحِمَ اللّٰهُ امْرَءً اَسْهَلَ الْقَضَاءِ وَسَهَّلَ الْاِقْتِضَاءِ[ط] تو اچھا کام ہے لیکن کنوین مین ڈالنے کی نیت سے لے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ خرچ کر ڈالونگا تو اگرچہ کھوٹا ہونا صاف کہہ بھی دے گا تو بھی لینا نہ چاہیے **چوتھی** یہ کہ کھوٹا سکہ وہ ہے جس مین چاندی سونا مطلقًا ہووے ہی نہ لیکن جس مین ناقص سونا چاندی ہے اُسے کنوین مین ڈالنا واجب نہین بلکہ اگر اُسے خرچ کرے گا تو دو باتین واجب ہین ایک یہ کہ دوسرے سے کہدے کہ یہ ناقص ہے چھپائے نہین دوسری یہ کہ اُسے دے جسکے امانت دار ہونے پر اعتماد ہو کہ وہ بھی اور کسی سے دغابازی نہ کرے اگر یہ جانے کہ یہ خرچ کرتے وقت دوسرے سے ناقص ہونیکا حال نہ بتائے گا تو اُسکی ایسی مثال ہے جیسے انگور ایسے شخص کے ہاتھ بیچے جسے جانتا ہے کہ شراب بنائے گا

ط رحم کرے اللہ اس شخص پر جو دینے لینے مین سہل ہو ۱۲

یا ہتھیار ایسے شخص کے ہاتھ بیچے جسے جانتا ہے کہ رہزنی کریگا اور یہ امر حرام ہے معاملہ مین امانت داری دشوار ہونے کے سبب سے اگلے بزرگون نے کہا ہے کہ امانت دار سوداگر عابد سے بہتر ہے **دوسری قسم** ظلم خاص ہے یہ اُسی پر ہوتا ہے جسکے ساتھ معاملہ ہو اور جس معاملہ مین کوئی خاص ضرر ہو وہ ظلم ہے اور حرام ہے خلاصہ یہ کہ جو امر اورون کی طرف سے اپنے اوپر پسند نہ کرے وہ خود بھی کسی مسلمان کے ساتھ نہ کرے ؂ ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران ہم مپسند ٭ جو شخص جس امر کو اپنے لیے پسند نہین کرتا اُسی امر کو دوسرے مسلمان کے واسطے روا رکھے اُسکا ایمان ناقص ہے اسکی تفصیل چار چیزون سے معلوم ہوگی ایک یہ کہ مال کی تعریف حد سے زیادہ نہ کرے کہ اسمین جھوٹ اور دغا اور ظلم ہے بلکہ جب خریدار بے بتائے جانتا ہو تو سچ تعریف بھی نہ کرے کہ یہ بیفائدہ ہے حق تعالےٰ نے فرمایا ہے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ یعنی آدمی جو بات کہتا ہو اُس سے سوال ہوگا کہ کیون کہی تھی اگر بیہودہ بات کہی ہوگی تو اُسکا کچھ عذر نہ ہو سکے گا اور جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے اگر سچی قسم ہے تو بھی ادنیٰ کام کے واسطے خدا کا نام لیا یہ بے ادبی ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تاجرون پر افسوس ہے نہین واللہ اور ہان واللہ کہنے کے سبب سے اور پیشہ ورون پر افسوس ہے کل پرسون کرنے کے سبب سے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی اپنے مال کو قسم کھا کر بیچے گا قیامت کے دن حق تعالےٰ اُسکی طرف نہ دیکھے گا کہتے ہین کہ یونس بن عبید ریشم کی تجارت کرتے تھے اور اُسکی تعریف نہ کرتے تھے ایک دن ریشم نکالنے لگے اُنکے شاگرد نے خریدار کے سامنے کہا خداوندا مجھ کو جنت کے کپڑے عنایت فرما تا یونس بن عبید نے پھر ریشم نہ نکالا اور جسمین سے ریشم نکالتے تھے اُسے پھینکدیا غرض کہ ریشم نہ بیچا اور ڈرے کہ اسکا یہ کہنا اپنے مال کی تعریف ہے دوسری یہ کہ مال کا کوئی عیب خریدار سے نہ چھپائے اور سب حقیقت حال کہدے اگر چھپائے گا تو دغاباز ہو جائیگا اور نصیحت سے دست بردار ہو جائیگا ظالم اور گنہگار ہو جائے گا اور اگر اوپر کی تہ دکھائے یا اندھیرے مین کپڑا دکھائے تا کہ کپڑا اچھا نظر آئے یا جوتون اور موزون مین سے اچھا پیر دکھائے تو ظالم اور دغاباز ہو جائیگا ایک دن ایک گیہون والے کی طرف جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا کا گزر ہوا آپ نے اُسکے گیہون کے انبار کے اندر دست مبارک ڈالا تو نمی تھی آپنے فرمایا یہ کیا ہے اُس نے عرض کی کہ بھیگے ہوئے گیہون ہین آپ نے فرمایا کہ یہ کیون نہ نکالڈالے مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا یعنے جو دغابازی کرے گا وہ ہم مین سے نہین ہے ایک شخص نے تین سو درم کو اونٹ بیچا اُسکے پاؤن مین کچھ عیب تھا واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ کہ صحابہؓ مین سے تھے وہان کھڑے تھے پہلے غافل رہے جب یہ بات معلوم کی تو خریدار کے پیچھے دوڑے اور کہا اسکے پاؤن مین عیب ہے وہ پھر آیا اور تینون سو درم بیچنے والے سے پھیر لیے بائع نے انسے کہا کہ یہ معاملہ تم نے کیون خراب کیا اُنھون نے جواب دیا اسواسطے کہ مین نے جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے سنا ہے کہ یہ امر حلال نہین ہے کہ کوئی چیز بیچے اور اُس کا عیب چھپائے اور نہ دوسرے کو حلال نہین ہے کہ جانے اور اطلاع نہ کردے اور کہا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر ہم سے بیعت لی ہے کہ ہم مسلمانون کو نصیحت کرین اور اُنپر نگاہ شفقت کرین اور چھپانا نصیحت نہین ہے اے عزیز جان تو کہ ایسا معاملہ کرنا دشوار ہے اور بڑی محنت کا کار ہے دو چیزون سے اس مین آسانی ہوگی ایک یہ کہ عیب دار مال مول نہ لے اگر مول لے چکا ہے تو

عیب ظاہر کردینے کا ارادہ رکھے اگر کسی نے اُسے ٹھگ لیا ہے تو جانے کہ یہ نقصان میرے ہی اوپر پڑا اور دون پر نقصان ڈالنے کا ارادہ نہ کرے جبکہ خود دغاباز پر لعنت کرتا ہے تو اپنے تئین اور دون کی لعنت مین نہ ڈالے اصل یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ دغابازی سے روزی کچھ بڑھ نہین جاتی بلکہ مال مین سے برکت جاتی رہتی ہے اور برخورداری نہین رہتی اور عیّاری سے رفتہ رفتہ جو کچھ ہاتھ لگتا ہے دفعۃً ایسا کوئی واقعہ پیش آئیگا کہ وہ سب ضائع ہو جائیگا اور مظلمہ ہی مظلمہ باقی رہیگا اور اُس شخص کا سا حال ہوگا جو دودھ مین پانی ملایا کرتا تھا دفعۃً بہیّا آئی اور گائے کو بہالیگئی اُسکے لڑکے نے کہا کہ دودھ مین تھوڑا تھوڑا پانی ملایا کرتے تھے وہ سب اکٹھا ہوا اور گائے کو بہالیگیا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب معاملہ مین خیانت نے راہ پائی برکت جاتی رہی برکت کے یہ معنی ہین کہ کسی کے پاس مال تھوڑا سا ہو اور بہرہ مندی بہت ہو اور بہتون کو اُس سے راحت ہو اور اُس سے خیر بہت وقوع مین آئے اور کوئی ہوتا ہے کہ مال تو بہت سا رکھتا ہے اور وہ مال دنیا اور عقبیٰ مین اُسکی تباہی کا باعث ہوتا ہے اور اُس سے کچھ بہرہ مند نہین ہوتا تو برکت طلب کرنا چاہیے زیادتی اور برکت امانت داری سے ہوتی ہے بلکہ زیادتی بھی امانت کے سبب سے ہوتی ہے اسواسطے کہ جو شخص امانتدار مشہور رہوا ہر شخص اُسکے ساتھ معاملہ کرنے کی خواہش رکھتا ہے اور اُسے بہت فائدہ ہوتا ہے اور جو شخص خیانت کیساتھ مشہور رہوا اُس سے سب عذر کرتے ہین دوسری بات یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ میری عمر سَو برس سے زیادہ نہوگی اور آخرت کی مدت بے نہایت ہے اور یہ کیونکر روا رکھیگا کہ اس دنیائے چند روزہ مین سونے چاندی کی زیادتی کے واسطے عمر ابدی کو تباہ کرے ہمیشہ ان باتون کا خیال رکھے تاکہ عیاری اور دغابازی اُسکے دل مین جگہ نہ کرنے پائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے غصہ سے خلق لا الہ الا اللہ کی پناہ مین ہے جب دنیا کو دین پر مقدم رکھتے ہین اور یہ کلمہ کہتے ہین تو حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم جھوٹ کہتے ہو اس کہنے مین تم سچے نہین اور جسطرح بیع مین دغابازی نہ کرنا فرض ہے اسی طرح سب پیشون مین فرض ہے اور کھوٹا کام کرنا حرام ہے مگر یہ کہ پوشیدہ نہ رکھے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالےٰ سے رفو کرنے مین فتوے پوچھا آپ نے فرمایا کہ نہ چاہیے مگر اُس شخص کو درست ہے جو اپنے پہننے کے واسطے رفو کرے بیچنے کے لیے نہین جو شخص دھوکا دینے کے واسطے رفو کرے گا وہ گنہگار ہوگا اور اُسکی مزدوری حرام ہوگی تیسری بات یہ ہے کہ ناپ جوکھ مین دغابازی نہ کرے اور پورا تولے حقتعالیٰ فرماتا ہے وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ یعنے خرابی ہے اُن لوگون کی جو جب دیتے ہین تو کم تولتے ہین اور جب لیتے ہین تو زیادہ تولتے ہین اگلے بزرگون کی عادت تھی کہ جو کچھ لیتے تھے تو آدھا حبّہ کم لیتے تھے جب دیتے تھے تو آدھا حبّہ زیادہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ آدھا حبّہ ہم مین اور دوزخ مین آڑ ہے اسواسطے کہ ڈرتے تھے کہ پورا پورا نہین تول سکتے ہین اور کہتے تھے کہ وہ احمق ہے جو کہ بہشت کو جسکی وسعت سات زمین و آسمان کے برابر ہے آدھے حبّہ پر بیچڈالے اور وہ شخص احمق ہے جو آدھے حبّہ پر طوبیٰ کو ویل سے یعنے بھلائی کو بُرائی سے بدل ڈالے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب کوئی چیز خرید فرماتے تو ارشاد کرتے کہ قیمت کے موافق تول اور جھکتا تول حضرت فضیلؒ نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ کسی کو دینے کے واسطے دینار دینار تولتا ہے اور اُسکے نقش مین جو میل تھا اُسے صاف کرتا ہے فرمایا بیٹا تیرا یہ کام دو حج اور دو عمرون سے بہتر ہے اگلے بزرگون نے کہا ہے دو ترازو والا

آدمی جو ایک سے تول کر دیتا ہے اور ایک سے تلوا کر خود لیتا ہے تمام فاسقون سے بدتر ہے اور جو بزاز کپڑا مول لیتے وقت ڈھیلا ناپتا ہے اور بیچتے وقت کھینچکر ناپتا ہے وہ بھی ان مین داخل ہے اور جو قصائی کہ اُس ہڈی کو جسکا رواج نہین گوشت کے ساتھ تول دیتا ہو وہ بھی ان مین داخل ہے اور جو شخص غلہ بیچے اور اس مین عادت سے زیادہ خاک ہو وہ بھی انہین داخل ہے اور یہ سب باتین حرام ہین اور سب معاملون مین خلق کے ساتھ انصاف کرنا واجب ہے کیونکہ کسی نے اگر کسی کو ایسی بات کہی کہ ویسی بات سننے سے خود ناراض ہوتا ہے تو اُس نے دینے لینے مین فرق کیا اس گناہ سے آدمی جب بچے گا کہ کسی معاملہ کے درمیان کسی بات مین اپنے تئین دینی بھائی پر فوقیت نہ دے اور یہ سخت اور مشکل بات ہے اسیواسطے حق تعالے نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا یعنے کوئی شخص ایسا نہین کہ دوزخ پر جسکا گذر نہو لیکن جو کوئی پرہیزگاری کی راہ سے قریب تر ہے وہ جلد تر رہائی پائیگا چوتھی بات یہ ہے کہ جنس کے نرخ مین کچھ دغا نکرے اور بھاؤ نہ چھپائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امر کو منع فرمایا ہے کہ لوگ قافلہ سے آگے جائین اور شہر کا نرخ چھپائین تاکہ خود سستا مول لین جب ایسا کرین تو مال والیکو بیع فسخ کر لینا پہونچتا ہے اور اس امر کو بھی آپ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی مسافر شہر مین مال لائے اور سستا بیچے اور کوئی شخص اُس سے یہ کہے کہ یہ مال میرے پاس چھوڑ جائین کچھ دن بعد گران بیچدونگا اور اس امر کو بھی منع فرمایا ہے کہ کسی شخص سے بظاہر کوئی چیز اسواسطے گران چکائی تاکہ دوسرا شخص اُسے سچا جان کر زیادہ قیمت دیکر مول لیجائے اگر کسی نے صاحب مال سے یہ معاملہ ٹھیک کیا تاکہ دوسرا فریب کھائے تو جب یہ بھید کھُلجائے تو فسخ بیع کرنا درست ہے لوگون کی یہ عادت ہے کہ مال کو بازار مین رکھتے ہین جو لوگ واقع مین نہین لیا چاہتے وہ بھاؤ بڑھا دیتے ہین یہ امر حرام ہے اسی طرح جو بھولا آدمی مال کی قیمت نہین جانتا اور سستا بیچتا ہے اُس سے مال خریدنا درست نہین یا جو بھولا آدمی بھاؤ نہین جانتا اور گران مول لیتا ہے اُسکے ہاتھ کچھ بیچنا درست نہین اگرچہ فتوی اسی پر دیا جائیگا کہ ظاہرا بیع درست ہے لیکن چونکہ حقیقت حال اُس سے پوشیدہ رکھی لہذا گنہگار رہوگا بصرہ مین ایک سوداگر تھا شہر سوس سے اُسکے غلام نے اُسے خط لکھا کہ امسال نیشکر پر آفت آگئی ہے اورون کو خبر نہ ہونے پائے پہلے بہت سی شکر تم مول لے لو اُس سوداگر نے بہت سی شکر مول لے رکھی اور وقت پر بیچی تیس ہزار درم کا فائدہ ہوا اپنے دل مین خیال کیا کہ ایک مسلمان سے مین نے دغا کی اور نیشکر پر آفت آنا اُس سے چھپایا ایسا کام کب درست ہوگا تیسون ہزار درم لیکر شکر والے کے پاس گیا اور کہا یہ تیرا مال ہے اُس نے کہا کیون تمام قصہ اُسے کہہ سنایا اُس نے کہا مین اب تجھے بحل کر دیا جب گھر آیا تو رات کو سوچا کہ شاید لحاظ کے مارے اُسنے یہ کہا ہو اور مین تو اُسکے ساتھ دغا کر ہی چکا ہون دوسرے دن پھر لے گیا اور نہایت اصرار کیا کہ یہ تیسون ہزار درم تو پھیرلے مجبور ہو کر اُسنے لے لیے اے عزیز جان تو کہ جو شخص اصلی قیمت کہتا ہے اُسے سچ کہنا چاہیے اُس مین دغا نہ کرے اور اگر مال مین کچھ نقصان آگیا ہو تو بتا دے اور اگر مہنگا مول لیا ہے اور سہل انکاری کی ہے کہ بیچنے والا اُسکا دوست یا عزیز تھا تو یہ بھی کہدے اور اگر کوئی چیز دس دینار کی کہکر مال کے عوض دے اور وہ اتنے کو نہین بکتی تو مول لیکر دس دینار مال کی قیمت کہنا نہ چاہیے اور اگر پہلے مال ارزان مول لیا اور پھر بھاؤ بڑھ گیا تو پہلے قیمت ظاہر کر دے اسکی تفصیل دراز ہے بازاری لوگ اس امر مین بہت خیانت کرتے ہین اور اُسے خیانت نہین جانتے اصل یہ ہے کہ آدمی جس دغا کو

اپنے اوپر روا نہین رکھتا خود بھی اورون کے ساتھ وہ دغا نہ کرے اور اس بات کو اپنی کسوٹی بنالے کیونکہ جو شخص اصلی قیمت کے اعتماد پر مول لیتا ہے تو یہ سمجھ کر مول لیتا ہے کہ مین نے خوب جانچ لیا ہے اور واجبی مول لیا ہے اور اگر اس امر مین دغا ہوگی تو وہ خریدار راضی نہوگا اور یہ دغابازی ہے **چوتھا باب معاملہ مین احسان اور بھلائی کرنے کے بیان مین** اے عزیز جان تو کہ حق تعالی نے جسطرح عدل کرنیکا حکم فرمایا ہے اُسیطرح احسان کرنیکا بھی حکم فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ[1] وہ باب جو اوپر مذکور ہوا عدل کے بیان مین تھا تاکہ آدمی ظلم کرنے سے بچے اور یہ باب احسان کے بیان مین ہے حق تعالے فرماتا ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ[2] جسنے فقط عدل کیا ہے اُس نے دین کا سرمایہ محفوظ رکھا مگر فائدہ احسان مین ہے اور عقلمند وہ ہے جو کسی معاملہ مین آخرت کا فائدہ نہ چھوڑے اور احسان وہ بھلائی ہے جس سے معاملہ کرنے والے کو فائدہ ہو وہ تجھپر واجب نہین احسان کا درجہ چھ وجہون سے حاصل ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اگرچہ خریدار کسی اپنی ضرورت اور حاجت کے سبب سے راضی بھی ہو تو بھی بہت نفع لینا روا نہ رکھے حضرت سری سقطی قدس سرہ دکان کرتے اور پانچ روپیہ سیکڑا سے زیادہ نفع لینا روا نہ رکھتے تھے ایک بار ساٹھ دینار کے بادام مول لیے پھر بادام گران ہو گئے ایک دلال نے اُنسے بادام مانگے فرمایا کہ ترسٹھ دینار کو بیچنا دلال نے کہا کہ نوے دینار آج ان بادامون کی قیمت ہے اُنھون نے فرمایا کہ مین نے دل مین ٹھان لی ہے کہ پانچ روپیہ سیکڑا سے زیادہ نفع نہ لونگا اور اس قصد کے توڑنے کو مین روا نہین رکھتا دلال نے کہا کہ مین تمھارے مال کو بھاؤ سے کم پر بیچنا روا نہین رکھتا غرضکہ نہ دلال نے بیچا نہ حضرت سری سقطی زیادہ قیمت لینے پر راضی ہوئے احسان کا ایسا درجہ ہوتا ہے محمد ابن المنکدر رحمہ اللہ تعالی ایک بزرگ دکاندار تھے اُنکے پاس کئی تھان تھے کسی کی قیمت دس دینار تھی کسی کی پانچ دینار اُنکی غیبت مین اُنکے شاگرد نے پانچ دینار والا تھان ایک اعرابی کے ہاتھ دس دینار کو بیچا جب وہ تشریف لائے اور حال معلوم ہوا تو تمام دن اس اعرابی کو ڈھونڈھتے پھرے جب وہ ملا تو اُس سے کہا وہ تھان پانچ دینار سے زیادہ کا نہین ہے اُسنے کہا مین نے خوشی سے لیا ہے اُن بزرگ نے فرمایا کہ جس امر کو مین اپنے واسطے نہین پسند کرتا اُسے کسی مسلمان کے لیے نہین پسند کرتا یا فسخ بیع کر یا پانچ دینار پھیر لے یا میرے ساتھ آ کہ اس سے بہتر تھان دون غرضکہ اعرابی نے پانچ دینار پھیر لیے پھر کسی شخص سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون تھے اُسنے کہا کہ محمد ابن المنکدر اعرابی کہنے لگا سبحان اللہ یہ مرد وہ ہے کہ جب پانی نہ برسے اور میدان مین طلب باران کے واسطے ہم جائین تو اُسکا نام لینے سے پانی برسنے لگے اگلے بزرگون کی عادت تھی کہ نفع کم لیتے تھے معاملہ بہت کرتے تھے اور اس امر کو زیادہ نفع لینے کی بہ نسبت بہت مبارک جانتے تھے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کوفہ کے بازار مین گشت کرتے اور فرماتے کہ اے لوگو تھوڑے نفع کو نہ پھیرو کہ بہت نفع سے محروم رہو گے حضرت عبدالرحمن رض بن عوف سے لوگون نے پوچھا کہ تمھاری تونگری کا کیا سبب ہے فرمایا کہ مین نے تھوڑے فائدے کو رد نہین کیا جس نے مجھ سے ایک جانور بھی مانگا تو مین نے اُسے نہ رکھا اور بیچڈالا ایک دن ہزار اونٹ اصلی قیمت پر بیچڈالے اور ہزار رسیون کے سوا کچھ نفع نہین لیا ایک ایک رسی ایک ایک درم کو بکی اور اونٹون کے اُسی دن کے چارہ کی ہزار درم قیمت میرے ذمہ سے

[1] تحقیق کہ اللہ حکم کرتا ہے عدل و احسان کرنے کا ۱۲ [2] بیشک رحمت اللہ کی قریب ہے احسان کرنے والون کے ۱۲

ساقط ہوگئی تو دو ہزار درم کا نفع ہوا دوسرے یہ کہ محتاجون کا مال مہنگا مول لے تاکہ وہ خوش ہون جیسے بیوہ عورتونکا سوت اور بچون اور فقیرون کے ہاتھ سے وہ میوہ جو پھر آیا ہو اسواسطے کہ یہ تجاہل عارفانہ اور قصداً دام بڑھانا صدقہ سے بہتر ہے جو ایسا کرے گا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لے گا آپ نے فرمایا ہے رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً سَهْلَ الْبَيْعِ وَسَهْلَ الشِّرَاءِ[1] لیکن امیر سے زیادہ دامونکو مال مول لینا نہ ثواب ہے نہ شکر ہے دام ضائع کرنا ہے ان سے تکرار اور اصرار کر کے سستا مول لینا اولی ہے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام یہ کوشش کرتے کہ جو کچھ مول لیتے ارزان مول لیتے اور بہت جانچتے اُنسے لوگون نے عرض کی کہ ہر دن آپ کئی ہزار درم خیرات دیتے ہین اس مقدار قلیل پر آپ اتنی تکرار کیون فرماتے ہین فرمایا کہ ہم جو دیتے ہین خدا کے واسطے دیتے ہین اُسکی راہ مین جتنا زیادہ دیجیے کم ہے اور بیع مین دھوکا کھانا عقل اور مال کے نقصان کا باعث ہے تیسرے قیمت لینے مین اسمین تین طرح سے احسان ہوتا ہے ایک کچھ کم کرنے سے دوسرے ٹوٹے اور کھوٹے روپیے پیسے لینے سے تیسرے مہلت دینے سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اُس شخص پر خدا کی رحمت ہو جو داد و ستد مین آسانی کرے اور فرمایا ہے جو شخص آسانی کرتا ہے حق تعالی اُس پر کامونکو آسان فرماتا ہے اور محتاج کو مہلت دینے سے زیادہ کوئی احسان نہین ہے اگر وہ نادار ہے تو اُسے مہلت دینا واجب ہے احسان نہین بلکہ منجملہ عدل ہے اور اگر محتاج نادار نہو مگر جبتک اپنی کوئی چیز گھاٹے کے ساتھ نہ بیچے یا جس چیز کی اُسے ضرورت ہے اُسکو نہ فروخت کرے تب تک قیمت نہین ادا کر سکتا تو اُسے مہلت دینا احسان ہے اور بڑی خیرات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو میدان حشر مین لائینگے اُسنے دین کے مقدمہ مین اپنے اوپر ظلم کیا ہوگا اور اُسکے نامۂ اعمال مین کوئی نیکی نہ ہوگی اُس سے کہینگے کہ تونے ہرگز کوئی نیکی نہین کی وہ کہیگا ہان نہین کی مگر اپنے نوکرون اور گماشتون سے مین نے کہا تھا کہ جو میرا قرضدار تنگدست ہو اُسے مہلت دو اور تنگ نہ کرو پس دریاے رحمت جوش مین آئیگا ارحم الراحمین اُس سے فرمائیگا کہ آج تو تنگدست اور بینوا ہے مجھے بھی تیرے ساتھ آسانی کرنا زیبا ہے اور اُسکو بخشدیگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی کسی کو ایک مدت کے وعدہ پر قرض دیتا ہے تو جو دن گذرتا ہے ہر دن اُسے صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے اور جب مدت معہودہ گذر جاتی ہے اُسکے بعد جو مہلت دیتا ہے تو ہر دن اُتنا ثواب ہوتا ہے کہ گویا تمام قرض صدقہ کیا اگلے زمانہ مین کچھ بزرگ تھے کہ وہ یہ نہ چاہتے تھے کہ قرضدار اُنکا قرض ادا کرے اسواسطے کہ ہر روز اُنکے واسطے تمام قرض صدقہ دینے کا ثواب لکھا جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کے دروازے پر مین نے لکھا دیکھا کہ صدقہ کا ہر درم دس درم کے برابر ہے اور قرض کا ہر درم اٹھارہ درم کے برابر ہے اسکا سبب یہ ہے کہ قرض وہی شخص لیتا ہے جو حاجتمند ہو اور صدقہ شاید محتاج کے ہاتھ نہ آئے چوتھے قرض ادا کرنا اس مین یہ احسان ہے کہ تقاضے کی حاجت نہ پڑے جلدی ادا کرے اور کھرا روپیہ پیسا دے اور اپنے ہاتھ سے پہونچا دے اور قرضخواہ کے گھر لیجائے اُسے نہ بلائے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تم مین وہ شخص بہتر ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص قرض لیتا ہے اور یہ نیت کرتا ہے کہ مین اچھی طور سے ادا کرونگا تو حق تعالے چند فرشتے مقرر فرماتا ہے وہ اُسکی حفاظت کیا کرتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ اُسکا قرض ادا ہو جائے اور قرضدار اگر قرض ادا کر سکتا ہے تو اگر قرض خواہ کی

[1] رحم کرتا ہے اللہ اُس شخص پر جو آسان کرتا ہے فروخت کو اور آسان کر دیتا ہے خرید کو ۱۲۔

بے مرضی ایک ساعت دیر کریگا تو ظالم اور گنہگار ہوجائیگا روزہ مین ہو خواہ نماز مین ہو خواہ خواب مین بہر حال خدا کی لعنت مین رہے گا اور یہ ایسا گناہ ہے کہ سوتے مین بھی اُسکے ساتھ رہتا ہے اور قدرت مین شرط نہین ہے کہ نقد اُسکے پاس ہو بلکہ اگر اپنی کوئی چیز بیچ سکتا ہے اور بیچکر قرض نہ ادا کیا تو بھی گنہگار ہوا اور اگر بُرا روپیہ پیسا عوض مین دے کہ قرضخواہ اُسے کراہت سے لے تو بھی گنہگار ہوگا جبتک اُسے رضامند نہ کریگا مظلمہ سے نہ چھوٹے گا یہ امر کبائر گناہ مین سے ہے لوگ اسے آسان سمجھے ہین پانچوین یہ کہ جس کسی سے معاملہ کرے اگر وہ معاملہ کرکے پشیمان ہو تو اُس سے معاملہ فسخ کرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی بیع کو فسخ کرے اور جانے کہ مین نے بیع کی ہی نہ تھی تو حق تعالے اُسکے گناہون کو ایسا جانتا ہے کہ گویا اُسنے کیے ہی نہ تھے اور یہ امر واجب نہین ہے لیکن اسکا ثواب بہت بڑا ہے اور منجملۂ احسان ہے چھٹے یہ کہ اگرچہ تھوڑی ہی سی ہو مگر محتاجون کے ہاتھ اس قصد سے کوئی چیز قرض بیچے کہ جب تک اُنکو ادا کرنے کی قدرت نہوگی اُن سے قیمت نہ مانگون گا اور اگر وہ محتاجی ہی مین مرجائیگا تو اُسے بخشدون گا اگلے زمانہ مین بعضے لوگ تھے کہ یادداشت کی دو فہرستین رکھتے تھے ایک مین مجہول نام ہوتے کیونکہ اُس سے سب فقیر مراد ہوتے تھے اور بعضے لوگ تھے کہ وہ فقیرون کے نام لکھتے ہی نہ تھے تاکہ اگر وہ لوگ مرجائین تو فقیرون سے کوئی کچھ مطالبہ نہ کرے اُن لوگون کا شمار بہترون مین نہ تھا بلکہ یہ لوگ بہتر جانے جاتے تھے جو فقیرون کے نام کی یادداشت ہی نہ لکھتے تھے اگر فقیر دیدیتے تو وہ لے لیتے ورنہ اُن سے لینے کی طمع نہ رکھتے تھے دیندار لوگ معاملہ مین ایسے ہوتے تھے اور دیندارونکا درجہ دنیوی معاملات مین معلوم ہوتا ہے جس نے دین کے واسطے شبہے کے ایک درم پر لات ماری وہ دینداروں مین سے ہے پانچوان

باب دنیا کے معاملہ مین دین پر شفقت کرنے کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ جسے دنیا کی تجارت دین کی تجارت سے غافل کردے وہ بدبخت ہے اور اُس شخص کا کیا حال ہوتا ہے جو سونے کے کوزہ کو مٹی کے کوزے سے بدلے دنیا کی مثل مٹی کے کوزے کی ایسی ہے کہ بُرا ہے اور جلدی ٹوٹ جاتا ہے اور آخرت کی مثل سونے کے کوزے کے مانند ہے کہ اچھا بھی ہے اور بہت بھی رہتا ہے بلکہ کبھی ضائع ہوتا ہی نہین اور دنیا کی تجارت زاد آخرت ہونے کے لائق نہین بلکہ راہ دوزخ سے بچنے کے واسطے کوشش بلیغ چاہیے آدمی کا دین اور آخرت ہی آدمی کا سرمایہ ہے یہ نہ چاہیے کہ اُس سے غافل رہے دین پر شفقت نہ کرے اور ہمہ تن تجارت اور زراعت اپنا مشغلہ کرے اور اپنے دین پر آدمی جب شفقت کریگا کہ سات احتیاطین کرے پہلی یہ کہ ہر روز صبح کو نیک نیتین اپنے دل پر تازہ کرلیا کرے اور یہ نیت کرے کہ بازار اسواسطے جاتا ہون کہ اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال کے واسطے کمائی کرلاؤن تاکہ خلائق سے بے پروائی حاصل ہو اور انکی طمع نہ رہے تاکہ اسقدر قوت و فراغت حاصل ہوجائے کہ خدا کی عبادت مین مشغول ہوسکون اور آخرت کی راہ مین چلون اور نیت کرے کہ آج بندگان خدا کے ساتھ شفقت اور نصیحت اور امانتداری بجالاؤنگا اور امر معروف اور نہی منکر کی نیت کرے اگر کوئی کچھ گناہ کرے تو اس سے بازپرس کرے اور اُسپر راضی نہ ہو ایسی نیتین آخرت کے کامون مین داخل ہونگی دین کا دم نقد نفع ہوگا اگر دنیا کا بھی کچھ فایدہ ہو تو یہ گھاتے مین ہے **دوسری** یہ کہ اس امر کو جانے کہ جبتک کم سے کم ہزار آدمیون مین ہر ایک اسکے ایک ایک کام مین نہ مشغول ہوگا اسکی زندگی محال ہے مثلاً نانبائی کسان جولاہا لوہار بُننا اور اور پیشہ ور یہ سب اسی کا کام کرتے ہین اور اسے ان سب کی حاجت ہے یہ بات نہ چاہیے کہ

سب تو اُسکا کام کرین اسکو تو ہر ایک سے نفع ہو اور کسی کو اس سے فائدہ نہو سب لوگ اس جہان مین مسافر کے طور پر ہین اور مسافرونکو چاہیے کہ ایک دوسرے کی مدد کرین اور یہ نیت کرے کہ مین بازار مین اسواسطے جاتا ہون تاکہ جسطرح اور مسلمان میرا کام کرتے ہین مین بھی ایسا کوئی کام کرون جس سے مسلمانون کو راحت ہو اسواسطے کہ تمام حرفے فرض کفایہ ہین اور یہ نیت کرے کہ ان فرضون مین سے کسی فرض کو بجالاؤنگا اس نیت کی درستی کی علامت یہ ہے کہ ایسے کسی کام مین مشغول ہو جسکی بندگان خدا کو حاجت ہو اسواسطے کہ اگر وہ کام نہوگا تو لوگون کے کام مین خلل پڑیگا وہ کام زرگری اور نقاشی اور گچکاری کے مثل نہو اسواسطے کہ ایسے کامون مین دنیا کی آرائش ہے ان کامون کی حاجت نہین بلکہ اگرچہ یہ کام مباح ہین مگر انکا کرنا بہتر ہے لیکن مردون کیواسطے اطلس کا لباس سینا سونے کا زیور بنانا خود حرام ہے اور جو پیشے اگلے بزرگ مکروہ جانتے تھے یہ کام جو مذکور ہوئے ہین انھین مین سے ہین اناج اور کفن بیچنا قصائی کا کام کرنا اور صرافی کہ اس مین سود کے دقائق سے اپنے تئین بچانا مشکل ہے اور جرّاحی اسواسطے کہ اس مین اس گمان پر آدمی کی جراحت کرنا ہوتی ہے کہ شاید فائدہ کرے اور ممکن ہے کہ نفع نہ کرے اور خاکروبی اور جانورون کی کھال صاف کرنا کہ اس مین کپڑونکا پاک رکھنا دشوار ہے اور پست ہمتی کی دلیل یہی ہے اور ساربانی اور سائیسی کا بھی یہی حکم ہے اور دلّالی کا بھی یہی حال ہے اسواسطے اس مین فضول گوئی سے بچنا ممکن نہین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ بہترین تجارت بزازی ہے اور بہترین پیشہ خرازی ہے یعنی چھاگل اور مشک وغیرہ سینا حدیث شریف مین آیا ہے کہ اگر جنت مین تجارت ہوتی تو بزازی ہوتی اور اگر دوزخ مین ہوتی تو صرافی ہوتی اور چار پیشون کو لوگ رکیک اور حقیر سمجھتے ہین جولاہگی روئی بیچنا سوت کاتنا معلمی اس حقیر جاننے کا سبب یہ ہے کہ ان پیشہ والون کو لڑکون اور عورتون سے معاملہ رہتا ہے اور جو شخص کم عقلون سے ملا جلا رہیگا وہ بھی کم عقل ہو جائیگا تیسری یہ کہ دنیا کا بازار آخرت کے بازار سے اُسے باز نہ رکھے اور آخرت کا بازار مساجد ہین حق تعالے نے فرمایا ہے لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی خبردار تجارت کا شغل تمھین خدا کے ذکر سے باز نہ رکھے کہ اس صورت مین تمھارا نقصان ہوگا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ اے سوداگرو اول روز کو آخرت کے کامون کے واسطے چھوڑ دو اور آخر روز کو دنیا کے کامون کے لیے بزرگان سلف کی یہ عادت تھی کہ صبح شام آخرت کے کام کرتے یا مسجد مین ذکر الٰہی اور اوراد مین مشغول رہتے یا علم کی مجلس مین حاضر رہتے اور لڑکے اور ذمی ہریسہ اور بھونی سری بیچتے اُسوقت لوگ مسجد مین ہوتے تھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب فرشتے اعمال نامہ لے جاتے ہین تو اگر آدمی نے اول روز اور آخر روز مین کچھ نیکی کی ہے تو اُن برائیون کو جو درمیان مین کی ہین حق تعالے بخشدیتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ دن رات کے فرشتے صبح شام جمع ہو کر جاتے ہین حق تعالی انسے استفسار فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندے کو کیونکر چھوڑا اگر یہ عرض کرتے ہین کہ بارخدایا جب ہم نے چھوڑا تو وہ نماز پڑھتا تھا اور جب ہم پہونچے تو وہ نماز پڑھتا تھا تو حق تعالے فرماتا ہے کہ تم گواہ رہنا کہ مین نے اسکو بخشدیا اور چاہیے کہ دن کو جب اذان کی آواز سنے تو پھر توقف نہ کرے جس کام مین ہو اُسے چھوڑ کر مسجد مین جائے اس آیہ کریمہ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کی تفسیر مین آیا ہے کہ وہ ایسے لوگ تھے کہ اُن لوگون مین جو لوہار ہوتا وہ اگر ہتوڑی اُٹھاتا تو اذان کی آواز سنکر پھر اُسے نیچے نہ لاتا یعنے لوہے پر

نہ لگاتا اور چمڑا سینے والا اگر ستالی چمڑے مین چبھوتا تو اذان کی آواز سنکر اُسے باہر نہ نکالتا اُسی طرح چھوڑ کر نماز کے واسطے راہی ہوتا چوتھی یہ کہ بازار مین ذکر اور تسبیح اور یاد الٰہی سے غافل نہ رہے اور حتی الامکان دل و زبان کو بیکار نہ رکھے اور یہ جانے کہ جو فائدہ اسکے سبب سے فوت ہوتا ہے تمام جہان اُسکے مقابل نہین ہوسکتا ہے اور جو ذکر غافلون کے درمیان مین ہو اُسکا ثواب بہت ہوتا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غافلون کے بیچ مین خدا کو یاد کرنے والا ایسا ہے جیسے خشک درختون مین ہرا درخت اور مُردون مین زندہ اور بھگوڑون مین غازی اور فرمایا ہے کہ جو شخص بازار مین جائے اور کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَحَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اسکے واسطے دو بار ہزار ہزار نیکیان لکھتے ہین حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ نے ایک دن فرمایا کہ بازار مین بہت لوگ ایسے ہین کہ اگر صوفیون کا کان پکڑین اور انکی جگہ پر بیٹھین تو اُسکے لائق ہین اور کہا کہ ایک شخص کو مین جانتا ہون کہ ہر روز بازار مین تین سو رکعت نماز اور تیس ہزار تسبیح اس کا ورد ہے اور علما نے کہا ہے کہ اُنھون نے اس بات سے اپنی ذات کا ارادہ کیا حاصل یہ ہے کہ جو شخص بازار مین قوت کے واسطے جائے تاکہ امور دین مین فراغت پائے وہ ایسا ہی ہے اور وہ اصل مقصود نہ چھوڑے گا اور جو دنیا کی زیادہ طلبی کے واسطے جائے گا اُس سے یہ بات نہوگی بلکہ وہ اگر مسجد مین نماز پڑھے گا تو بھی اُسکا دل پریشان اور دُکان کے حساب مین لگا رہیگا پانچوین یہ کہ بازار مین رہنے کی بہت حرص نہ کرے مثلاً سب سے پہلے جائے اور سب کے بعد آئے یا سفر دور دراز پُرخطر کرے یا دریا کا سفر کرے یہ امور کمال حرص کے سبب سے ہوتے ہین حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ابلیس کا ایک بیٹا ہے اُسکا نام زلنبور ہے اپنے باپ کا نائب بنکر بازارون مین رہتا ہے ابلیس اُسے سکھاتا ہے کہ تو بازار مین جاکر جھوٹ مکر حیلہ دغا بازی قسم کھانے کی ترغیب دے اور ایسے شخص کے ساتھ لگا رہ جو سب کے پہلے بازار جاتا ہے اور سب کے بعد آتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ سب جگہون مین بُری جگہ بازار ہے اور بازاریون مین سب سے بدتر وہ شخص ہے جو سب کے پہلے بازار جائے اور سب کے بعد وہان سے آئے تو دکاندار کو چاہیے کہ اپنے اوپر لازم کرے کہ جب تک مجلس علم اور اوراد صبح اور نماز صبح سے فارغ نہ ہو بازار نہ جائے اور جب اس دن کی قوت کو کفایت کرنے کے قدر فائدہ ہوجائے تو بازار سے پھر آئے اور مسجد مین جاکر عمر آخرت کی روزی حاصل کرے اسواسطے کہ وہ عمر بہت بڑی ہے اور اُسکی حاجت بہت ہے اور آدمی اسکے توشے سے نہایت تہیدست اور مفلس ہے حماد ابن سلمہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ تعالےٰ کے اُستاد مقنعہ بیچتے تھے جب دو حبہ نفع مین ملجاتے تو گٹھری باندھکر اپنے گھر تشریف لے آتے ابراہیم ابن بشار نے حضرت ابراہیم ادہم رحمہما اللہ تعالےٰ سے کہا کہ آج مین مٹی کے کام کے واسطے جاتا ہون فرمایا اے ابن بشار تم تو روزی کو ڈھونڈھتے ہو موت تم کو ڈھونڈھتی ہے جو تمھین ڈھونڈھتی ہے اُس سے تم نہ چھوٹو گے اور جسے تم ڈھونڈھتے ہو وہ تم سے نہ چھوٹے گی مگر شاید تم نے حریص کو محروم اور کاہل کو مرزوق نہین دیکھا ہے کہا میرے ملک مین اور کچھ نہین مگر ایک دانگ بقال پر قرض ہے فرمایا تمھاری ایمانداری پر افسوس ہے کہ ایک دانگ اپنی ملک مین رکھتے ہو اور پھر مٹی کے کام کو جاتے ہو اگلے بزرگون مین بعضے لوگ ایسے تھے کہ ہفتہ بھر مین دو دن سے زیادہ بازار نہ جاتے اور بعضے ہر روز جاتے اور ظہر کی نماز کے وقت

اُٹھ آتے اور بعضے عصر کی نماز تک بازار مین رہتے اور ہر شخص جب اُسدن کا قوت کماتا تو پھر مسجد کو چلا جاتا چھٹی یہ کہ شبہہ کے مال سے دور رہے اور اگر مال حرام لینے کا ارادہ کریگا تو فاسق اور گنہگار ہوگا اور جس چیز مین شبہہ ہو تو اگر خود اہل دل ہے تو اُسکے واسطے اپنے دل سے فتویٰ پوچھے مفتیون سے نہ پوچھے اور یہ بات نادر ہوتی ہے اور جس چیز مین دل کو کراہت معلوم ہو اُسے نہ مول لے ظالمون اور انکے متعلقون سے معاملہ نہ کرے کسی ظالم کے ہاتھ مال قرض نہ بیچے اسواسطے کہ اگر وہ ظالم مرجائے گا تو قرضخواہ کو رنج ہوگا اور ظالم کے مرنے سے ملول ہونا اور اُسکی تونگری پر خوش ہونا نہ چاہیے وہ چیز ظالم کے ہاتھ نہ بیچے جس سے جانے کہ اس سے ظالم ظلم مین استعانت کریگا ورنہ بیچنے والا بھی اُسکا شریک ہوگا مثلاً اگر مستوفیون اور ظالمون کے ہاتھ کاغذ بیچےگا تو ماخوذ ہوگا غرضکہ ہر شخص سے معاملہ نہ کرے بلکہ جو معاملہ کے لائق ہو اسے معاملہ کے واسطے تلاش کرے علمانے کہا ہے کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ جو شخص بازار جاتا کہتا کہ مین کس سے معاملہ کرون لوگ کہتے جس سے جی چاہے معاملہ کرکہ سب احتیاط والے لوگ ہین پھر ایک زمانہ آیا کہ لوگ جواب مین کہتے کہ سب سے معاملہ کرنا مگر فلانے فلانے شخص سے نہ کرنا پھر ایک زمانہ آیا کہ لوگ جواب دیتے کہ کسی کے ساتھ معاملہ نہ کرنا مگر فلانے فلانے آدمی کے ساتھ کرنا اس بات کا خوف ہے کہ آگے ایسا زمانہ آئے گا کہ کوئی کسی سے معاملہ نہ کرسکے اور یہ ہمارے زمانہ سے پہلے لوگون کا قول تھا شاید ہمارے زمانہ مین ایسا حال ہوگیا ہے کہ معاملہ کرنے مین لوگون نے بالکل فرق اُٹھا دیا ہے اور یہ جو نیم عالم اور ناقص دین عقلمندون سے لوگون نے سنا ہے کہ دنیا کا تمام مال یکسان ہوگیا ہے اور سب حرام کا مال ہے اس سے احتیاط محال ہے اس واہیات بات پر لوگ دلیر ہوگئے ہین اور یہ بڑی خطا ہے یہ جو دانشمندون نے کہا ہے حقیقت مین ایسا نہین چوتھی اصل جو حلال اور حرام پہچاننے مین جو اُسکے بعد آئے گی انشاء اللہ تعالےٰ اس اجمال کی تفصیل بیان کی جائیگی **ساتوین** یہ کہ جس سے معاملہ کرے قول و عمل داد و ستد مین اُسکے ساتھ اپنا حساب راست و درست رکھے اور یقین سمجھے کہ قیامت کے دن مجھے ہر ایک اہل معاملہ کے ساتھ کھڑا کرکے حساب لین گے اور انصاف کرین گے ایک بزرگ نے کسی تاجر کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ پچاس ہزار صحیفے میرے سامنے رکھے مین نے عرض کی کہ خداوندا یہ صحیفے کسکے ہین ارشاد ہوا کہ تو نے پچاس ہزار آدمیون کے ساتھ معاملہ کیا تھا یہ ہر ایک صحیفہ ایک ایک اہل معاملہ کا ہے اب یہ شخص ان بزرگ سے کہتا ہے کہ مین نے جس شخص کے ساتھ جو معاملہ کیا تھا اول سے آخر تک ہر صحیفہ مین دیکھا غرضکہ دھوکا دے کر جس کا نقصان کیا ہو اگر اسکا ایک دانگ بھی اسکے ذمہ ہے تو اُسکے واسطے ماخوذ اور گرفتار ہوگا اور جب تک اُس سے عہدہ برآئی نہ کریگا کوئی چیز اسکے واسطے مفید نہ ہوگی معاملہ کرنے مین اگلے بزرگون کی عادت اور راہ شریعت یہی ہے جو مذکور ہوئی اب یہ سنت اُٹھ گئی ایسا معاملہ اور اُسکا علم اس زمانہ مین لوگ بھول گئے جو شخص ان مین سے ایک سنت بھی بجا لائے گا وہ اجر عظیم پائیگا اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جو احتیاطین تم کرتے ہو اسکا دسوان حصہ بھی جو کرے گا اسکے واسطے کافی ہوگا صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیون فرمایا اسواسطے کہ تم لوگ نیک کامون پر مددگار رکھتے ہو اس سبب سے تمھارے اوپر آسان ہے اور وہ لوگ یار و مددگار نہ رکھینگے

اور غافلون مین وہ غریب ہونگے یہ بات اسواسطے کہی گئی کہ جو کوئی اسے سنے وہ ناامید نہ ہوجائے اور یہ نہ کہے کہ اوہ جی یہ سب احتیاطین کب ہوسکتی ہین اس زمانہ مین جسقدر ہوسکے وہی بہت ہے بلکہ جو شخص اس بات کا ایمان رکھتا ہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے وہ یہ سب احتیاطین کرسکتا ہے اسواسطے کہ سب احتیاطون سے فقیری اور محتاجی کے سوا اور کچھ نہ پیدا ہوگا اور جس محتاجی و فقیری کے سبب سے ہمیشہ کی بادشاہی حاصل ہو اُس فقیری کو آدمی جھیل سکتا ہے اسلیے کہ دنیا مین مال و دولت یا ملک و سلطنت ملنے کی امید موہوم پر سفر کی بڑی بڑی بے سامانی اور رنج ذلت پر لوگ صبر کرتے ہین حالانکہ اگر موت آجائے تو وہ سب کیا دھرا برباد جائے تو اگر کوئی شخص آخرت کی بادشاہی کے واسطے وہ کام اوروں کے واسطے بھی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند نہین کرتا تو کچھ ایسا بڑا کام نہین ہے واللہ اعلم ؀

چوتھی اصل حلال و حرام کے پہچاننے کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ ؀ اور جبتک تو نہ جانیگا کہ حلال کیا ہے تب تک حلال کو طلب نہ کرسکے گا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور دونون کے درمیان شبہے مشکل اور پوشیدہ ہین جو شخص اُن کے گرد ہوگا تو اس کا خوف ہے کہ حرام مین گرے اے عزیز جان تو کہ یہ بڑا علم ہے کتاب احیا مین اسکی ایسی تفصیل ہم نے لکھی ہے کہ اور کتابون مین نہ ملے گی اور اس کتاب مین اسیقدر ہم بیان کرینگے جسقدر عوام سمجھ سکین اور اس مطلب کو انشاء اللہ تعالےٰ چار بابون مین ہم بیان کرتے ہین **پہلا باب طلب حلال کے فضائل اور ثواب کے بیان مین** اے عزیز جان تو کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے یَآاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا یعنے اے رسولو تم جو کچھ کھاؤ حلال اور پاک مین سے کھاؤ اور جو کچھ کرو بندگی شائستہ کرو اسیواسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال طلب کرنا مسلمانون پر فرض ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن ایسی حلال روزی جسے کسی حرام کے ساتھ آمیزش نہ ہو کھاتا ہے حق تعالےٰ اسکے دل کو پرنور فرماتا ہے اور حکمت کے چشمے اسکے دل سے جاری کرتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ دنیا کی محبت اُسکے دل سے نکال ڈالتا ہے حضرت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو صحابۂ کرام مین سے تھے اُنھون نے عرض کی کہ یارسول اللہ ایسی دعا فرمائیے کہ جس بات کے واسطے مین دعا کرون میری دعا قبول ہی ہوا کرے آپ نے فرمایا کہ حلال کا کھانا کھاؤ تاکہ دعا قبول ہو اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہین کہ انکا کھانا کپڑا تو حرام کا ہے پھر ہاتھ اُٹھاکر دعا مانگتے ہین ایسی دعا کب ہوگی اور فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ کا ایک فرشتہ بیت المقدس مین ہے ہر شب و روز منادی کرتا ہے کہ جو شخص حرام کھائے گا حق تعالےٰ اس سے نہ فرض قبول فرمائیگا نہ سنت اور فرمایا ہے کہ جو شخص دس درہم دے کر کوئی کپڑا مول لے اور اسمین ایک درہم حرام کا ہو جب تک

؀ طلب کرنا حلال کا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر ۱۲

وہ کپڑا اسکے بدن پر رہیگا اُسکی نماز نہ قبول ہوگی اور فرمایا ہے کہ جو گوشت بدن پر حرام کھانے سے جمے گا وہ آتش دوزخ مین جلے گا اور فرمایا ہے کہ جو شخص یہ باک نہین رکھتا کہ مال کہان سے مین پیدا کرتا ہون تو حق تعالے بھی یہ پروا نہ رکھے گا کہ اُسے کدھر سے دوزخ مین ڈال دے اور فرمایا ہے کہ عبادت کے دس ٹکڑے ہین اس مین سے نو ٹکڑے فقط طلب حلال ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حلال ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک کر رات کو اپنے گھر جاتا ہے وہ جب سوتا ہے تو اُسکے سب گناہ بخشے ہوئے ہوتے ہین اور جب صبح کو سوکر اُٹھتا ہے تو حق تعالے اُس سے خوش ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالے نے ارشاد کیا ہے کہ جو شخص حرام سے پرہیز کرتا ہے مجھے شرم ہے کہ اُس سے حساب لون اور فرمایا ہے کہ سود کا ایک درہم اُس تیس بار زنا کرنے سے سخت تر ہے جو مسلمانی کی حالت مین آدمی کرے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حرام کا مال کمائیگا اگر صدقہ دیگا تو قبول نہ ہوگا اور اگر رکھ چھوڑیگا تو دوزخ کے دروازے تک وہ اسکا زاد راہ ہوگا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک غلام کے ہاتھ سے دودھ کا شربت پیا جب پی چکے تو معلوم ہوا کہ یہ شربت وجہ حلال سے نہین ہے حلق مین انگلی ڈال کر قے کی اُسکی سختی اور اذیت کے سبب سے روح اقدس کے مفارقت کر جانے کا خوف تھا اور مناجات کی کہ بارخدایا مین تیری پناہ مانگتا ہون اُسقدر شربت سے جو میری رگون مین رہگیا اور قے کرنے سے نہ نکلا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا کیونکہ لوگون نے دھوکے مین صدقہ کا دودھ آپکو پلا دیا تھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ اگر تو اتنی نماز پڑھے کہ تیری پیٹھ خمیدہ ہوجائے اور اسقدر روزے رکھے کہ بال کیطرح باریک اور دبلا ہوجائے تو جبتک حرام سے پرہیز نہ کریگا یہ روزہ نماز کچھ نہ مفید ہوگا نہ قبول ہوگا حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہین کہ جو شخص حرام کے مال مین سے صدقہ دیتا ہے وہ اُس شخص کے مثل ہے جو ناپاک کپڑے کو پیشاب سے دھوتا ہے کہ اور بھی ناپاک ہوتا ہے حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ عبادت خزانۂ خدا ہے اُسکی کنجی دعا ہے اور لقمۂ حلال اس کنجی کے دانت ہین اور حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ کوئی شخص ایمان کی حقیقت کو نہین پہونچتا مگر چار چیزون کی بدولت ایک یہ کہ سب فرائض شرط سنت کے ساتھ ادا کرے **دوسری** یہ کہ لقمۂ حلال شرط زہد کے ساتھ کھائے **تیسری** یہ کہ ظاہر و باطن مین سب بُرے کامون کو چھوڑ دے **چوتھی** یہ کہ اسی طور پر تادم مرگ صبر کرے بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص چالیس دن شبہہ کا مال کھائیگا اُسکا دل سیاہ ہوجائے گا حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ شبہہ کا ایک درم اصل مالک کو پھیر دینا لاکھ درم صدقہ دینے سے زیادہ مجھے محبوب ہے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جو شخص حرام کھاتا ہے اُسکا تمام بدن گناہ مین پڑجاتا ہے وہ چاہے خواہ نہ چاہے ناچار ہے اور جو شخص حلال کھاتا ہے اُسکے تمام اعضا طاعت مین رہتے ہین اور توفیق خیر ہمیشہ اُسکی یار و مددگار رہے ہے اس باب مین بہت سے اخبار اور آثار وارد ہین اسیواسطے متقی پرہیزگار لوگ بڑی احتیاط کرتے تھے ایک اُن مین سے حضرت وہب بن الورد رحمہ اللہ تعالےٰ تھے کہ کوئی چیز نہ کھاتے تھے جبتک اُسکی اصل حقیقت نہ معلوم ہو کہ کیسی ہے اور کہان سے آئی ہے ایک دن اُنکی والدہ نے دودھ کا ایک پیالہ اُنھین دیا پوچھا کہ یہ کہان سے آیا ہے اور اسکی قیمت تم نے کہان سے دی ہے اور کس سے مول لیا ہے جب یہ سب دریافت ہوچکا

تو پوچھا کہ یہ بکری کہان چری ہے وہ ایسی جگہ چری تھی جہان مسلمانون کا کچھ حق تھا غرضکہ انھون نے وہ دودھ نہ پیا اُن کی مان نے دعا دیکر کہا کہ بٹیا خدا تجھ پر رحمت کرے پی لے کہا اگرچہ رحمت کرے لیکن مین اسکو پینا نہین چاہتا ہون کہ اگر پیون گا تو اُسکے گناہ کے ساتھ اسکی رحمت کو پہونچونگا اور مین یہ نہین چاہتا حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ بڑی احتیاط کرتے تھے اُنسے لوگون نے پوچھا تم کہان سے کھاتے ہو کہا جہان سے اور لوگ کھاتے ہین لیکن اُس شخص مین جو کھاتا اور روتا ہے اور اُس شخص مین جو کھاتا اور ہنستا ہے فرق ہے اور کہا اگر ہاتھ بہت کوتاہ ہو اور لقمہ بہت چھوٹا ہو تو اس سے کچھ کمی نہین ہوجاتی **دوسرا باب حلال وحرام مین پرہیزگاری کے درجات کے بیان مین** اے عزیز جان تو کہ حلال وحرام کے درجے ہین اور سب درجہ ایک قسم کے نہین ہین کوئی درجہ حلال کوئی درجہ حلال پاک کوئی درجہ حلال پاک تر ہے اسیطرح حرام سن سے کوئی درجہ سخت تر اور پلید تر کوئی درجہ کمتر ہے جس طرح کہ جس بیمار کو گرمی نقصان کرے تو جو چیز بہت گرم ہوتی ہے وہ بہت نقصان کرتی ہے اور گرمی کے درجے ہین کیونکہ شہد گرمی مین شکر کے مانند نہین ہے اُسی طرح حرام بھی ہے اور مسلمانون کے طبقے حرام اور شبہہ سے پرہیز کرنے مین پانچ درجون پر ہین **پہلا درجہ** پرہیز عدول اور وہ سب مسلمانون کا پرہیز ہے کہ جو بات ظاہر فقہ اور فتوے کے رد سے حرام ہے اُس سے دور رہین اور یہ سب درجون سے کمتر ہے جو کوئی اس سے دست بردار ہوگا اُسکی عدالت باطل ہوگی اُسے فاسق اور عاصی کہتے ہین اُسکے بھی کئی درجے ہین کیونکہ اگر کوئی کسی کا مال عقد فاسد سے اُس کی رضامندی کے ساتھ لے گا تو حرام ہے اور اگر غصبًا لے گا تو اُس سے زیادہ حرام ہے اور اگر کسی تیم یا محتاج سے لے گا تو بہت بڑی حرمت ہوگی اور عقد فاسد جب بیاج کے سبب سے ہو تو اُسکی حرمت سب انواع سے بڑھ کر ہوگی اگرچہ حرمت کا نام سب پر آتا ہے اور جو چیز حرام زیادہ ہے اُس مین عافیت کا خطر بیشتر اور عفو کی امید کمتر ہے جس طرح بیمار جو کہ شہد پیے اُسکی مضرت مصری اور شکر کی مضرت سے زیادہ ہے اور جب بہت سا پیے تو اُسکی مضرت کم پینے کے بہ نسبت زیادہ تر ہوگی حلال وحرام کی تفصیل وہ شخص جانے گا جو تمام فقہ پڑھے اور سب لوگون پر تمام فقہ پڑھنا واجب نہین کیونکہ وہ شخص جس کا قوت مال غنیمت اور اہل ذمہ کے جزیہ سے نہو اُسکو غنائم اور جزیہ کے مسائل جاننے کی کچھ حاجت نہین لیکن ہر ایک پر اُسیقدر واجب ہے جسکا وہ محتاج ہے مثلاً جب کسی کی آمدنی بیع سے ہو تو بیع کے مسائل جاننا اُسپر واجب ہے اور اگر آمدنی مزدوری سے ہو تو علم اجارہ حاصل کرنا اُسپر واجب ہے اسیطرح ہر پیشہ کا ایک علم ہے آدمی جو پیشہ کرے اُسکا علم سیکھنا اُسپر واجب ہے **دوسرا درجہ** اُن نیک مردون کی پرہیزگاری کا ہے جنھین صلحا کہتے ہین یہ ایسا ہے کہ مفتی جسے کہے کہ حرام نہین لیکن شبہہ سے خالی نہین ہے اُسکو بھی ترک کردے اور شبہے کی تین قسمین ہین ایک وہ جس سے حذر کرنا واجب ہو دوسری وہ جس سے حذر واجب تو نہو لیکن مستحب ہو اور واجب سے حذر کرنا پہلا درجہ ہے اور مستحب سے حذر کرنا دوسرا درجہ ہے تیسری وہ جس سے حذر کرنا بیکار وسوسہ ہو مثلاً کوئی شخص شکار کا گوشت نہ کھائے اور کہے کہ شاید یہ جانور اور کسی کی ملک ہو اور اُسکے پاس سے بھاگا ہو یا کوئی شخص گھر عاریت رکھتا ہو اُس مین سے نکل جائے اور کہے کہ اس کا مالک

شاید مرگیا ہو اور یہ وارث کا حق ہوگیا ہو ایسی باتون پر جبتک کوئی امر دلیل نہو تو بیکار وسوسہ ہی وسوسہ ہے تیسرا درجہ متقیون کی پرہیزگاری کا ہے یہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ جو چیز نہ حرام ہو نہ شبہہ کی بلکہ حلال مطلق ہو لیکن اُس مین اس امر کا اندیشہ ہو کہ اس کے سبب سے کسی حرام یا شبہہ مین پڑجائے گا آدمی اُس سے دستبردار ہوجائے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ جبتک اُس چیز کو جس مین کچھ اندیشہ اور باک نہو اُس چیز کے خوف سے جسمین کچھ باک اور اندیشہ ہو ترک نہ کرے گا تبتک بندہ متقیون کے درجہ کو نہ پہونچے گا امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے حلال کے دس حصّون مین سے نو حصّے اس ڈر سے چھوڑ دیے ہین کہ کسی حرام مین نہ پڑجائین اسیواسطے تھا کہ جب کسی شخص کے سو درم کسی پر قرض ہوتے تو وہ ننانوے ۹۹ سے زیادہ نہ لیتا کہ مبادا اگر سب قرض لیلے تو زیادہ ہوجائین حضرت علی ابن المعبد رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ مین نے ایک مکان کرایہ کو لیا تھا ایک خط لکھا اور چاہا کہ خط کی سیاہی کو اُس مکان کی مٹی سے خشک کرون خیال آیا کہ مٹی میری ملک نہین ہے اس سے سیاہی نہ خشک کرون پھر اپنے دل مین کہا کہ ذراسی مٹی کچھ قدر و قیمت نہین رکھتی غرضکہ ذراسی مٹی اُس خط پر ڈالدی خواب مین دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے کہتا ہے کہ جو لوگ غیر کی دیوار کی مٹی کو بیقدر و قیمت جانتے ہین انھین فردائے قیامت کو معلوم ہوگا تو جو لوگ پرہیزگاری کے اسدرجہ پر ہین وہ تھوڑی اور آسان چیز سے بھی ایک تو اسواسطے پرہیز کرتے ہین کہ شاید جب اسکا مزہ پڑے تو دل زیادہ چاہے دوسرے اسلیے کہ آخرت مین متقیون کے درجہ سے نہ گرپڑین اسی واسطے حضرت امام حسن علیہ السّلام نے صدقہ کے مال مین سے جب ایک خرما اپنے منھ مین ڈالا حالانکہ آپ لڑکے تھے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کَخ کَخ اَلْقِهَا یعنے اسکو تھوک دے خلیفہ عمرؓ ابن عبدالعزیز کے سامنے لوگ غنیمت کا مشک لائے تھے انھون نے اپنی ناک بند کرلی اور کہا کہ اسکی بو اسکی منفعت ہے اور وہ سب مسلمانونکا حق ہے کہتے ہین کہ ایک بزرگ کسی بیمار کے سرھانے بیٹھے تھے وہ بیمار جب مرگیا تو ان بزرگ نے چراغ گل کردیا اور کہا کہ اب تیل وارث کا حق ہے امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنیمت کا مشک اپنے گھر مین رکھا تھا تاکہ اُن کی بی بی مسلمانون کے واسطے نہ بیچین ایک روز امیرالمومنینؓ اپنے گھر مین جو تشریف فرما ہوئے تو اُن کی بی بی کے مقنع سے مشک کی خوشبو آئی فرمایا کہ یہ کیا ہے بی بی نے کہا مین مشک تولتی تھی کچھ مشک ہاتھ مین لگ گیا اسکو مین نے مقنع مین مل لیا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُنکے سر سے مقنع اُتار لیا اُسے دھوتے تھے اور مٹی مین ملتے تھے اور سونگھتے تھے یہانتک کہ اسمین کچھ بھی بو نہ رہی تب وہ مقنعہ بی بی کو حوالہ فرمایا اگرچہ اسقدر معاف تھا لیکن خلیفۂ برحق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے چاہا کہ سدباب رہے تاکہ اور کسی چیز کیطرف نہ لیجائے اور حرام کے ڈر سے حلال چھڑائے اور متقیون کا ثواب ہاتھ آئے حضرت امام احمد حنبلؒ سے لوگون نے پوچھا کہ یا امام اگر کوئی شخص مسجد مین بیٹھا ہو اور بادشاہ کے مال سے خوشبو سلگاتے ہون تو کیا کرنا چاہیے فرمایا وہان سے باہر نکل آنا ضرور ہے تاکہ اُسکی خوشبو نہ سونگھے اور یہ خود حرام کے قریب ہے کیونکہ اسقدر خوشبو جو اُسے پہونچیگی اور کپڑون مین بسے گی وہی مقصود ہوتی ہے اور بعضے اس مین بخل کرتے ہین تو شاید اُسکا آسان جاننا درست نہ ہو پھر ان ہی امام سے پوچھا کہ اگر حدیث کا کوئی ورق پڑا ملے تو آیا درست ہے

کہ مالک کی بے اجازت اُسکی نقل ہے فرمایا نہین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بی بی تھین اُن کو آپ بہت چاہتے تھے
جب خلیفہ ہوئے تو اُن کو اس خوف سے طلاق دیدی کہ مبادا کسی امر مین وہ سفارش کرین اور اُن کی مرضی کے خلاف آپ سے
نہ ہو سکے اے عزیز جان تو کہ جس مباح کی بازگشت زینت دنیا کی طرف ہے اسکا یہی حکم ہے اسواسطے کہ آدمی جب اس مباح
مین مشغول ہوگا تو وہ اُسے اور کامون مین ڈالدیگا بلکہ جو شخص حلال کا کھانا پیٹ بھر کھائیگا وہ متقیون کے درجہ سے محروم
رہیگا اسواسطے کہ آدمی جب حلال کا کھانا سیر ہو کر کھاتا ہے تو وہ شہوت کو حرکت دیتا ہے اور اس امر کا خوف ہے کہ اُسکے دل مین
خیالات واہیات آئین یا بڑی بشاشت اور مستی پیدا ہو دنیاداروں کے مال اور مکان اور باغ کا دیکھنا اسی قبیل سے ہے
کیونکہ دنیا کی حرص کو تحریک دیتا ہے اور اسکی طلب مین آدمی کو ڈالتا ہے آخر کو حرام کیطرف لیجاتا ہے اسیواسطے جناب رسول اکرم
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی محبت سب گناہون کی سردار ہے اس سے دنیائے مباح حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصود
ہے کہ اُسکی محبت دل کو باؤلا بناتی ہے تاکہ بہت دنیا کی طلب مین ڈالے اور بغیر گناہ کے یہ بات نہین بنتی حتی کہ حق تعالےٰ
کے ذکر کو دل مین آنے نہین دیتی اور حقتعالےٰ سے دل کا بالکل غافل ہو جانا بڑی شقاوت ہے اور بدبختی کا سبب ہوگا اسی
واسطے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ جب کسی امیر کے بڑے اونچے دروازے پر سے گذرے اور ایک شخص جو اُنکے
ساتھ تھا اُسے دیکھنے لگا تو اُنھون نے اُسے منع کیا اور کہا کہ اگر تم لوگ اسے نہ دیکھو تو یہ امیر لوگ اسقدر اسراف نہ کرین تو
تم بھی اس فضول خرچی کے مظلمہ مین شریک ہوتے ہو حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے پوچھا کہ مکان اور
مسجد کی دیوار کو گچ کرنا کیسا ہے آپ نے فرمایا کہ زمین کو گچ کرنا درست ہے تاکہ خاک نہ اُڑے اور دیوار کو گچ کرنا میرے
نزدیک مکروہ ہے کیونکہ اسمین آرائش ہے اگلے بزرگون کا قول ہے کہ جسکا لباس ہلکا اور باریک ہوگا اسکا دین بھی
ضعیف ہوگا اس گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ حرام مین پڑنے کے خوف سے حلال پاک سے بھی اُسکو دست بردار ہونا چاہیے
چوتھا درجہ صدیقون کے زہد و ورع کا ہے کہ یہ لوگ ایسی چیز سے حذر کرتے ہین جو حلال ہو اور حرام مین بھی نہ ڈالے لیکن
اسکے حاصل ہونے کے اسباب مین سے کسی سبب مین کوئی معصیت ہوگئی ہو اسکی مثال یہ ہے کہ حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالےٰ
بادشاہون کی کھدوائی ہوئی نہرون کا پانی نہ پیتے تھے اور بعضے لوگ حج کی راہ مین بادشاہون کے کھدوائے ہوئے تالابون
کا پانی نہ پیتے تھے اور بعضے لوگ اُس باغ کا انگور نہ کھاتے تھے جسے بادشاہ کی کھدوائی ہوئی نہر سے پانی پہونچا ہو حضرت
امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالےٰ مسجد مین خیاطی کرنے کو مکروہ جانتے تھے اور مسجد مین کسب کرنا اُنھین ناپسند تھا لوگون نے
پوچھا کہ قبرستان کے گنبد مین رشتہ ساز کا بیٹھنا کیسا ہے آپ نے مکروہ جانا اور فرمایا کہ گورستان آخرت کے واسطے
ہے ایک غلام نے بادشاہ کے گھر سے چراغ جلایا اُسکے مالک نے گل کر دیا ایک رات کسی بزرگ کی نعلین کا تسمہ ٹوٹ گیا اتفاقاً
اُسوقت لوگ بادشاہ کی مشعل جلائے لیے جاتے تھے اُن بزرگ نے نہ چاہا کہ اُسکی روشنی مین تسمہ کو درست کر لین ایک عورت
تاگا کاتتی تھی بادشاہ کا مشعلچی آنکلا اُس نیکبخت نے ہاتھ روک لیا تاکہ اُسکی روشنی مین تاگا نہ کاتے حضرت ذو النون مصری رحمہ اللہ تعالےٰ

ف دنیا کی محبت سب گناہون کی سردار ہے ۱۲

کو ظالمون نے قید کیا تھا کئی دن بھوکے رہے ایک عورت پارسا جو انکی مرید تھی اُسنے اپنے حلال تاگے کی قیمت سے کھانا پکاکر اُنکے واسطے بھیجا اُنھون نے نہ کھایا وہ عورت حاضر ہوئی اور گلہ کرنے لگی اور یہ بات عرض کی کہ آپ کو کچھ معلوم ہے مین نے جو کھانا آپکے واسطے بھیجا تھا وہ حلال تھا اور آپ بھوکے تھے آپنے اُسے کیون نہ کھایا فرمایا کہ ایک ظالم کے طباق مین میرے سامنے آیا اور وہ طباق قیدخانے کے محافظ کا ہاتھ تھا سو جبہ اُس سے حذر کیا کہ ایک ظالم کے ہاتھ کی قوت کے سبب سے اُنھین پہونچا اور وہ قوت حرام سے حاصل ہوئی ہوگی یہ زہد کا بہت بڑا درجہ ہے اور جو کوئی اس بات کی حقیقت کو نہ جانے گا شاید وہ وسواس مین پڑجائے یہانتک کہ کسی فاسق کے ہاتھ کا کھانا نہ کھائے یہ بات ایسی نہین ہے بلکہ یہ امر اُس ظالم کے ساتھ خاص ہے جو حرام کھاتا ہو اور اُسکی قوت حرام سے پیدا ہوئی ہو لیکن جو شخص مثلاً زناکار ہو تو اُسکی قوت زنا سے نہ ہوگی وہ اگر کسی کے سامنے کھانا لیجائے تو کھانا پہونچنے کا سبب وہ قوت نہ ہوگی جو حرام سے پیدا ہوئی ہو حضرت سری سقطی قدس سرہٗ فرماتے ہین کہ ایک دن مین ایک جنگل مین جاتا تھا ایک چشمہ کے قریب پہونچا اور ایک گھاس دیکھی جی مین آیا اسے کھاؤن کیونکہ اگر حلال کی روزی کھاؤنگا تو یہی ہوگی ہاتف نے آواز دی کہ جس قوت نے تجھے یہان تک پہونچایا وہ کہان سے آئی ہے مین شرمندہ ہوا اور استغفار کرنے لگا صدیقون کا درجہ ایسا ہی ہوتا ہے یہ لوگ ایسی احتیاطون مین باریک خیالات کیا کرتے تھے اب اُسکے بدلے کپڑا دھونے مین اور پاک پانی ڈھونڈھنے مین لوگ احتیاط کرتے ہین اُن بزرگون نے ایسی باتون کو آسان پکڑا ننگے پاؤن چلتے جو پانی پاتے اُس سے طہارت کرلیتے یہ جو طہارت ہے فقط ظاہر کی آرایش اور زینت ہے اس طہارت کو خلق ہی دیکھتی ہے اور نفس اُسکا لالچی ہے مسلمان کو دھوکا دے کر اسی طہارت مین مشغول رکھتا ہے اور وہ طہارت باطن کی زینت اور آراستگی ہے اُسپر حق تعالےٰ کی نظر پڑتی ہے اس سبب سے نفس کو دشوار ہے **پانچوان درجہ** مقرب اور موحد لوگون کا زہد ہے جو کھانا سونا بولنا خدا کے واسطے نہ ہو اُسے اپنے اوپر حرام جانتے ہین یہ لوگ ایک ہی ہمت اور ایک ہی صفت کے ہوجاتے ہین اور پورے موحد یہی لوگ ہوتے ہین **حکایت** ہے کہ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ نے دوا پی تھی اُن کی بی بی نے کہا کہ گھر مین چند قدم ٹہلو فرمایا کہ اس ٹہلنے کی مین کوئی وجہ نہین جانتا تیس برس ہوے ہین اپنے حساب کو نگاہ رکھتا ہون تاکہ دین کے سوا اور کسی واسطے مین کوئی حرکت نہ کرون تو جب تک ان لوگون کے دل مین کوئی دینی نیت نہین آتی تب تک کوئی حرکت نہین کرتے اگر کھاتے ہین تو اُسی قدر کھاتے ہین جس سے قوت عبادت کے واسطے اُن کی عقل اور زندگی برقرار رہے اگر کہتے ہین تو وہی بات کہتے ہین جو اُن کے دین کی راہ ہے اس کے سوا اور جو کچھ ہے اُسے اپنے اوپر حرام جانتے ہین زہد وورع کے درجات یہی ہین اس سے کم نہین ہین اے عزیز بھلا تو ان درجات کو سوچ اور جان تو اور اپنی ناکسی کو پہچان تو اگر تو جانتا ہے کہ پہلا درجہ جو مسلمانون کا زہد عدول ہے اُسے نگاہ رکھے تاکہ لوگ تجھے فاسق نہ کہین تو اُس سے بھی عاجز آجاتا ہے اور جب باتون پر آتا ہے تو بڑا سا منہ پھیلاتا ہے اور آسمان کی کہتا ہے جو ظاہری باتین شرع مین ہین اُس سے ننگ وعار رکھتا ہے بلکہ یہی چاہتا ہے کہ ہذیان بکون اور دور کی بات کہون حدیث شریف مین

آیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدترین خلق وہ لوگ ہین جن کا بدن نعمتون کے سبب سے بنا رہتا ہے اور طرح طرح کے کھانے چکھتے ہین اور طرح طرح کے کپڑے ڈانٹتے ہین پھر منھ کھولتے ہین اور اچھی اچھی باتین بناتے ہین حافظ حقیقی ہمین ان باتون سے محفوظ رکھے **تیسرا باب حلال کو حرام سے جدا کرنے اور دریافت کرنے کے بیان مین** اے عزیز جان تو کہ بعضے لوگون کو یہ خیال خام ہے کہ دنیا کا تمام مال یا اکثر مال حرام ہے یہ گمان کر کے وہ لوگ تین فرقے ہو گئے ہین ایک فریق پر جو احتیاط زہد غالب ہوئی تو اُنھون نے یہ کہا کہ وہ گھاس جو صحرا مین اُگتی ہے اور مچھلی اور شکار کا گوشت اور جو ایسی چیزین ہین اُنکے سوا اور کچھ ہم نہ کھائین گے اور ایک پر شہوت پرستی جو غالب ہوئی تو اُنھون نے کہا کہ جو پایئے سو کھا جایئے حلال و حرام مین کچھ فرق نہ کیا چاہیے اور تیسرا ایک فرقہ جو اعتدال سے قریب تر ہوا اُسنے کہا کہ ہر ایک مین سے بقدر ضرورت کھانا چاہیے اور یہ تینون مذہب یقیناً غلط اور خطا ہین بلکہ صحیح اور درست یہ ہے کہ قیامت تک حلال و حرام ہمیشہ ظاہر و عیان ہے اور شبہہ ان دونون کے درمیان ہے ایسا ہی جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ مال دنیا بیشتر حرام ہے وہ غلطی کرتا ہی اسواسطے کہ حرام اگرچہ بہت ہے لیکن بیشتر نہین ہے اور بیشتر اور بہت مین فرق ہے جیسا کہ بیمار اور مسافر اور لشکری بہت ہین لیکن بیشتر نہین ہین اور ظالم لوگ بہت ہین مظلوم لوگ بیشتر ہین اور اس غلطی کی وجہ کتاب احیاء مین ہم نے مشرح اور مدلل بیان کی ہے اصل بات یہ ہے کہ تجھے یہ امر معلوم ہو جائے کہ بندون کو یہ حکم نہین ہے کہ جو چیز خدا کے علم مین حلال ہے وہی کھائین اس واسطے کہ یہ امر جاننے کی کسی کو طاقت نہین ہے بلکہ یہ حکم ہے کہ خود جس چیز کو حلال جانین یا جس چیز کا حرام ہونا ظاہر نہوا اُسے کھائین اور اُسکا ہاتھ آنا ہمیشہ آسان ہے اس بات پر یہ دلیل ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک کے برتن سے وضو کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک ترسا عورت کے برتن سے طہارت کی اگر پیاسے ہوتے تو پانی پی لیتے اور ناپاک پانی پینا حرام ہے اور غالب یہ ہے کہ مشرک اور ترسا لوگون کا ہاتھ پلید رہتا ہے اسواسطے کہ شراب پیتے ہین اور مردار کھاتے ہین لیکن چونکہ ان حضرات نے اُسکی ناپاکی نہ دیکھی تو اُسکو پاک سمجھے صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین جس شہر مین پہونچتے کھانا مول لیتے اور لین دین کرتے باوصفیکہ اُنکے زمانہ مین چور سود خور شراب فروش یہ سب تھے اور اُنھون نے دنیا کے مال سے ہاتھ نہ کھینچا اور سبھون کو برابر جانا اور ضرورت کی قدر پر قناعت کی تو اے عزیز تجھے جاننا چاہیے کہ تیرے حق مین چھ قسم کے لوگ ہین۔ **پہلی قسم** وہ آدمی ہے جو مجہول ہو کہ تو نہ اُسکا صالح ہونا جانے نہ بدکار ہونا مثلاً کسی اجنبی شہر مین تو جائے تو تجھے درست ہے جس سے چاہے روٹی لے کر کھائے اور معاملہ کرے اسواسطے کہ جو کچھ اُسکے پاس ہے ظاہر اُسی کی ملک ہے یہ دلیل کفایت کرتی ہے اور بغیر ایسی علامت کے جو اُسکی حرمت پر دلالت کرے باطل نہ ہوگی لیکن اگر کوئی شخص اس معاملہ مین توقف کرے اور کسی کو اُسکا صالح ہونا دریافت کرنے کو ڈھونڈھے تو یہ امر منجملۂ زہد و ورع ہے واجب نہین **دوسری قسم** وہ شخص ہے جس کی صلاحیت تو جانتا ہو اُسکی چیز کھا لینا درست ہے اور توقف کرنا پرہیزگاری نہین بلکہ وسوسہ ہے اگر وہ شخص تیرے توقف کرنے سے ملول اور رنجور ہوگا تو تو بھی گنہگار ضرور ہوگا اہل صلاح سے گمان بد کرنا خود گناہ ہے **تیسری قسم** وہ آدمی ہے

جسے تو ظالم جانتا ہو جیسے ترک لوگ یا بادشاہی عمال یا یہ جانتا ہو کہ اسکا سب یا اکثر مال حرام کا ہے تو ایسے آدمی کے مال سے پرہیز کرنا واجب ہے مگر یہ کہ جب تو جانے کہ کسی حلال جگہ سے لیا ہے کیونکہ یہان اُسکے حلال ہونے کی کوئی علامت اس امر پر پائی جاتی ہو کہ اُس نے کسی کا مال غصب نہین کیا ہے **چوتھی قسم** وہ شخص ہے جسے تو جانے کہ اسکا اکثر مال حلال کا ہے لیکن حرام سے بالکل خالی نہین مثلاً کوئی شخص کسان ہو مگر بادشاہ کی طرف سے عملداری بھی کرتا ہو یا کوئی سوداگر ہو اور بادشاہ کے علاقہ دارون سے معاملہ بھی کرتا ہو تو ایسے شخص کا مال حلال ہے اُس مین اکثر لینا درست ہے کیونکہ اکثر حلال کا ہے لیکن اہل ورع کو اُس سے حذر کرنا ضرور ہوگا حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالےٰ کے وکیل نے بصرہ سے اُنھین لکھ بھیجا کہ مین ایسے لوگون سے معاملہ کرتا ہون جو بادشاہ کے علاقہ دارون سے معاملہ کرتے ہین اُنھون نے جواب لکھا کہ اگر وہ لوگ بادشاہون کے سوا اور کسی سے معاملہ نہ کرتے ہون تو اُنکے ساتھ معاملہ نہ کیا کر اور اگر اور لوگون سے بھی معاملہ کرتے ہون تو اُنکے ساتھ معاملہ کرنا درست ہے **پانچوین قسم** وہ شخص ہے کہ جسکے ظلم سے تو واقف نہو اور اُس کے مال کی خبر نہ رکھتا ہو لیکن ظلم کی علامت اُسکے ساتھ دیکھے مثلاً قبا یا کلاہ پہنے ہو یا لشکریون کی ایسی صورت بنائی ہو تو یہ بھی ظاہری علامت ہے ایسے شخصون کے ساتھ معاملہ کرنے سے حذر کرنا چاہیے تاوقتیکہ یہ معلوم ہو جائے کہ مال کہان سے لایا ہے **چھٹی قسم** وہ شخص ہے جسمین ظلم کی علامت نہ پائی جائے مگر فسق کی علامت ظاہر ہو مثلاً ریشمی لباس یا طلائی زیور پہنے ہو یا شراب خوار ہو اور نامحرم عورت کو گھورتا ہو تو صحیح یہ ہے کہ اُسکے مال سے حذر کرنا واجب نہین ہوتا کیونکہ ان فعلون سے مال حرام نہین ہو جاتا مگر اس قدر خیال کر سکتے ہین کہ چونکہ یہ شخص مال حلال رکھتا ہے تو شاید حرام کے مال سے پرہیز نہ کرتا ہو اس خیال سے اُس کے مال کی حرمت کا حکم کرنا درست نہین اسواسطے کہ کوئی شخص گناہ سے پاک نہین اور بہت لوگ ایسے ہوتے ہین کہ اگرچہ گناہ سے حذر نہین کرتے لیکن ظلم وستم سے حذر کرتے ہین حلال وحرام مین فرق کرنے کے واسطے یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے اگر کسی شخص نے یاد رکھا اور نادانستہ کوئی حرام چیز کھا گیا تو وہ ماخوذ نہ ہوگا اسکی مثال یہ ہے کہ نجاست کے ساتھ نماز درست نہین لیکن اگر ایسی نجاست ہو جسے وہ نہین جانتا تو نماز درست ہے نماز کے بعد جب نجاست معلوم ہو جائے تو ایک قول پر نماز کی قضا واجب نہوگی اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے عین نماز مین نعلین شریفین اُتار ڈالین اور اول سے نماز نہین پڑھی اور فرمایا کہ جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا کہ یہ نعلین نجس ہین اے عزیز جان تو کہ جہان پر ہم نے کہا ہے کہ اہل ورع کو حذر کرنا ضرور ہے اگرچہ واجب نہین وہان پر اُس سے یون پوچھنا چاہیے کہ تو یہ چیز کہان سے لایا بشرطیکہ اس پوچھنے سے اسکا دل رنجیدہ نہ ہو اور اگر رنجیدہ ہوتا ہو تو پوچھنا حرام ہے اسواسطے کہ تقوےٰ احتیاط ہے اور رنج دینا حرام ہے اس صورت مین عذر وحیلہ کر کے نہ کھائے اور اگر کچھ عذر نہین کر سکتا تو کھالے تاکہ وہ شخص ناراض نہ ہو اور اگر کسی دوسرے سے اس طرح پوچھے کہ اُس شخص کا سُن لینا ممکن ہے تو یہ امر بھی حرام ہے اسواسطے کہ اس مین تجسّس اور غیبت اور بدگمانی پائی جاتی ہے اور یہ تینون امر حرام ہین اور فقط احتیاط کے واسطے فعل حرام مباح نہین ہو جاتا اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہین مہمان ہوتے تو استفسار نہ فرماتے اور اگر کہین سے ہدیہ آتا تو بھی دریافت نہ فرماتے مگر ایسے مقام مین جہان شبہہ پیدا ہوتا ابتدا مین جب آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو جو کچھ لوگ

آپ کی خدمت مین حاضر کرتے آپ استفسار فرماتے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے اسواسطے کہ وہ شک کا مقام تھا اور آپ کے استفسار فرمانے سے کوئی شخص رنجیدہ بھی نہ ہوتا تھا اے عزیز جان تو کہ اگر بازار مین بادشاہ کا مال لگائین یا لوٹ کی بکری لائین تو اگر جانتا ہے کہ اس بازار مین حرام کا مال اکثر ہے تو جبتک تحقیق نہ کرے کہ کیا ہے اور کہان سے آیا ہے تب تک نہ مول لے اور اگر اُس مین سے اکثر مال حرام نہین ہے تو بے دریافت کیے مول لینا درست ہے مگر ورع اور تقویٰ کی رو سے پوچھنا اور دریافت کر لینا ضرور ہے چوتھا باب بادشاہون سے روزینہ لینے اور اُنکو سلام کرنے اور اُنکے مال مین سے حلال کا مال لینے کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ جو کچھ اس زمانہ کے بادشاہون کے پاس ہے کہ مسلمانون سے خراج کے طور پر یا جرمانہ کے نام سے یا رشوت کے طریقہ سے اُنھون نے لیا ہے وہ سب حرام ہے بادشاہون پاس جو تین قسم کا مال ہے وہ البتہ حلال ہے ایک وہ مال جو کفار سے بطور غنیمت لین یا ذمیون سے جزیہ کے طور پر لین بشرطیکہ شرائط شرع کے ساتھ لین یا لاوارث کا جو مال وراثت کے طور پر لین کہ یہ مال مسلمانون کے کام کا ہے اور چونکہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ یہ حلال کا مال نادر ہو گیا ہے اور اکثر مال خراج اور جرمانہ سے ہوتا ہے تو جب تک تو یہ نہ جان لے کہ یہ مال وجہ حلال سے ہے یا غنیمت یا جزیہ یا لاوارثون کے ترکون کے مال سے ہے تب تک بادشاہون سے کچھ نہ لینا چاہیے ممکن ہے کہ بادشاہ بھی کسی زمین کو زراعت سے آباد کرے اور اُسکا محصول بادشاہ کو حلال ہو لیکن اگر بیگاریون سے کام لیا ہوگا تو شبہہ کو اُس مین دخل ہوگا گو کہ حرام نہ ہو اور اگر ملک ذمہ مین زمین مزروعہ مول لیگا تو وہ بھی اسکی ملک ہو جائے گی لیکن اگر اُسکی قیمت حرام مال سے دیگا تو اُس مین شبہہ کا دخل ہو جائیگا تو اگر کوئی شخص جسقدر روزینہ پاتا ہے وہ بادشاہ کی خاص ملک سے پاتا ہے تو اُسکا لینا درست ہے اور اگر روزینہ ترکون اور مسلمانون کے مصالح کے مال پر ہے تو وہ روزینہ حلال نہین ہے تاوقتیکہ یہ روزینہ دار ایسا نہ ہو کہ مسلمانون کے مصالح مین سے کوئی مصلحت اُس سے وابستہ ہو مثلاً قاضی یا مفتی یا وقف کا متولی یا طبیب ہو یعنی جو شخص ایسے کام مین مشغول ہو جسکا نفع عام ہو طالبان علم دین بھی اس مین شریک ہین اور جو شخص کمائی سے عاجز ہو یا محتاج ہو اس مال مین اُسکا بھی حق ہے لیکن عالمون اور لوگون کو اس شرط سے لینا درست ہے کہ عامل اور بادشاہ کے ساتھ دین کے مقدمہ مین لحاظ اور نرمی نہ کرین اور اُن کے ساتھ بُرے کامون مین موافق رہین اور اُنکو ظلم کی ترغیب نہ دین بلکہ اُنکے پاس ہی نہ جائین اور اگر جائین بھی تو شریعت کے موافق جائین چنانچہ اسکا بیان آئیگا **فصل** اے عزیز جان تو کہ علما اور غیر علما کو سلاطین اور عمال کے ساتھ تین حالتین ہین ایک یہ کہ نہ یہ لوگ سلاطین اور عمال کے پاس جائین اور نہ سلاطین و عمال ان لوگون کے پاس آئین دین کی سلامتی اسی صورت مین ہے **دوسری حالت** یہ ہے کہ سلاطین پاس جائین اور سلام کرین شرع مین یہ امر مذموم ہے مگر یہ کہ کوئی ضرورت داعی ہو ایک مرتبہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام امرا ظالم کی علامت بیان کرتے تھے پھر فرمانے لگے جو شخص انسے پرہیز کریگا وہ بچے گا اور جو اُنکے ساتھ دنیا کی حرص مین پڑیگا وہ بھی ان ہی مین سے ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد بادشاہ ظالم پیدا ہونگے جو اُنکے جھوٹ اور ظلم کو معاف کریگا اور راضی رہے گا وہ میری امت مین نہین اور قیامت مین میرے حوض کی طرف اُسکی راہ نہین اور فرمایا ہے کہ وہ علما حقتعالے کے بڑے دشمن ہین جو امرا کے پاس

جائین اور بہترین امراء وہ ہین جو علماء کے پاس آئین اور فرمایا ہے کہ علما پیغمبرون کے امانت دار ہین تاوقتیکہ سلاطین سے میل جول نہ کرین جب کیا تو امانت مین خیانت کی تم اس امر سے دور رہو حضرت ابوذر نے حضرت سلمہ رضی اللہ تعالے عنہما سے کہا کہ سلاطین کی درگاہ سے دور رہا کرو اسواسطے کہ ان کی دنیا سے جسقدر تجھے حاصل ہوتا ہے اُس سے زیادہ تیرا دین زائل ہوتا ہے اور کہا ہے کہ دوزخ مین ایک وادی ہے اسمین کوئی نہ جائیگا مگر وہ عالم جو سلاطین کی ملاقات کو جاتے ہین حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ تونگرون کے ساتھ عالمون اور زاہدون کی دوستی ریا کی دلیل ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ ایک شخص اچھے دین والا بادشاہ پاس جاتا ہے اور بےدین ہوکر وہان سے نکلتا ہے لوگون نے پوچھا کیونکر کہا کہ وہ ایسی چیز مین بادشاہ کی خوشی ڈھونڈھتا ہے جس مین خدا کی ناخوشی ہو حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ عالم جسقدر بادشاہ کا مقرب ہوتا ہے اُسیقدر حق تعالے سے دور ہوتا ہے حضرت وہب ابن منبہ رحمۃ اللہ تعالے علیہ نے کہا ہے یہ علماء جو سلاطین کے پاس جاتے ہین انکا ضرر مسلمانون کیواسطے حوارون کے ضرر سے زیادہ ہے حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے جو مکھی آدمی کی نجاست پر ہو وہ اُن عالمون سے بہتر ہے جو بادشاہ کے دردولت پر ہون

فصل اے عزیز جان تو کہ ان شدتون کا یہ سبب ہے کہ جو بادشاہ پاس جاتا ہے فعل یا قول یا خاموشی یا اعتقاد کے روسے گناہ کے خطر مین پڑتا ہے فعل کی روسے معصیت اسطرح پر ہوتی ہے کہ اکثر بادشاہون کا گھر مغصوب ہوتا ہے تو وہان نہ جانا چاہیے اور اگر مثلاً جنگل بیابان مین ہون تو اُنکا خیمہ اور فرش حرام ہوگا اُس مین جانا اور اُس پر پاؤن رکھنا نہ چاہیے اور اگر بالفرض زمین مباح پر بےخیمہ وفرش ہون تو اگر سر جھکائیگا اور خدمت کریگا تو ایک ظالم کے سامنے فروتنی کی ہوگی اور یہ امر درست نہین حدیث شریف مین آیا ہے کہ جس شخص نے کسی امیر سے اُسکی امارت کے واسطے فروتنی کی تو اگرچہ وہ ظالم نہ ہو لیکن اُسکا دین ایک حصہ ضائع ہوجائیگا تو سلام کے سوا اور کچھ درست نہین اُسکا ہاتھ چومنا اپنی پیٹھ خم کرنا سر جھکانا یہ کچھ نہ چاہیے مگر بادشاہ عادل یا عالم یا ایسے شخص کے واسطے جو دین کے سبب سے تواضع کا مستحق ہو بعضے بزرگان سلف نے اس امر مین مبالغہ کیا ہے اور ظالمون کے سلام کا جواب تک نہین دیا ہے تاکہ ظلم کے سبب سے اُن کی اہانت ہوا اور قول کی روسے معصیت باین طور ہوگی کہ بادشاہ ظالم کے حق مین دعا کرنے مثلاً یون کہے کہ حق تعالے تجھے جیتا رکھے ایسا کہنا درست نہین اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ظالم کی عمر دراز ہونے کی دعا کرے گا اسکی مرضی یہ ہے کہ زمین پر ہمیشہ ایسا شخص رہے جو خدا کی نافرمانی کرتا ہو تو کوئی دعا درست نہین مگر یون کہے أَصْلَحَكَ اللّٰهُ[1] وَوَفَّقَكَ اللّٰهُ لِلْخَيْرَاتِ وَطَوَّلَ اللّٰهُ عُمُرَكَ فِي طَاعَتِهِ جب آدمی دعائے خیر سے فارغ ہوتا ہے تو غالبًا اپنا اشتیاق ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمیشہ مین چاہتا ہون کہ خدمت مین حاضر ہون اگر یہ اشتیاق اسکے دل مین نہین ہے تو جھوٹ بولا اور بےضرورت نفاق کا کام کیا اور اگر دل مین یہ آرزو رکھتا ہے تو جو دل ظالمون کی ملاقات کا شائق ہوتا ہے وہ نور اسلام سے خالی رہتا ہے بلکہ جو شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے اُسکی صورت سے ایسا بیزار رہنا چاہیے جیسا اپنے مخالف سے لوگ کراہت رکھتے ہین اور

[1] صلاحیت دے تجھے اللہ اور توفیق خیر دے تجھے اللہ اور دراز کرے اللہ تیری عمر اپنی اطاعت مین ۱۲

اور جب مضمون اشتیاق سے آدمی فارغ ہوتا ہے تو عدل و کرم مین اُسکی تعریف کرتا ہے اسمین بھی جھوٹ اور نفاق موجود ہے اقل مرتبہ یہ ہے کہ ان باتون سے ایک ظالم کا دل خوش کر دیا یہ درست نہین جب اس سے فارغ ہوتا ہے تو اکثر یہ ہے کہ جب وہ ظالم کوئی محال بات کہتا ہے تو اُسپر سر ہلانا اور اسکی تصدیق کرنا اُسپر لازم ہوتا ہے یہ باتین سب گناہ ہین اور خاموشی کی رو سے معصیت اس طرح پر ہوتی ہے کہ بادشاہ کے مکان مین اطلس کا فرش اور دیوار پر تصویرین دیکھے اور اُسکے بدن پر ریشمی پوشاک انگلی مین طلائی انگوٹھی دیکھے اور وہان چاندی کے برتن دیکھے اور شاید اُسکی زبان سے فحش اور جھوٹ سنے ایسی باتون مین اجتناب اور باز پرس لازم ہے چپ رہنا درست نہین اگر خوف کے مارے باز پرس نہ کرسکیگا تو معذور ہے لیکن وہان بلا ضرورت جانے مین معذور نہ رہ سکے گا اسواسطے کہ جہان معصیت دیکھے اور باز پرس نہ کرسکے وہان بلا ضرورت جانا نہ چاہیے دل اور اعتقاد کی رو سے معصیت اس طور سے ہوتی ہے کہ اُسکی طرف رغبت کرے اُسے دوست رکھے اسکی تواضع کا اعتقاد کرے اُسکی دولت کو دیکھے اور دنیا کی آرزو پیدا ہو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے گروہ مہاجرین اہل دنیا کے پاس نہ جاؤ اسواسطے کہ اُس روزی پر جھنجھلاؤ گے جو خدا نے تمھین عنایت کی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ دنیا دارون کے مال پر تم نظر نہ کرو کیونکہ ان کی دنیا کی روشنی ایمان کی حلاوت کو تمھارے دل سے دور کرے گی ان سب باتون سے معلوم کرنا چاہیے کہ کسی ظالم کے پاس جانے کی اجازت نہین ہے مگر دو عذر سے ایک یہ کہ بادشاہ کا حکم محکم ہو کہ اگر تو نہ مانے گا تو یہ خوف ہے کہ وہ تجھے ایذا پہونچائیگا یا اسکا رعب سلطنت جاتا رہیگا اور رعایا دلیر ہو جائے گی دوسرا عذر ہے کہ اپنی دادخواہی یا کسی مسلمان کی سفارش کے واسطے جائے اُسکی اجازت ہے بشرطیکہ جھوٹ نہ کہے اور تعریف نہ کرے اور درشتی کے ساتھ نصیحت نہ ترک کرے اور اگر ڈر ہے تو نرمی کے ساتھ نصیحت کرے گو جانے کہ یہ قبول نہ ہوگی بارے جھوٹ بولنے اور تعریف کرنے سے عذر کرے اگر کوئی شخص ایسا ہو جو یہ حیلہ کرے کہ مین تو سفارش کے واسطے جاتا ہون پھر اگر وہ کام اور کسی کی سعی سے نکلجائے یا اور کسی دوسرے شخص کو بادشاہ کا تقرب حاصل ہو تو غمگین ہوتا ہے یہ بات اس امر کی دلیل ہے کہ وہ دینی ضرورت کے واسطے نہین جاتا بلکہ طلب جاہ کے لیے جاتا ہے تیسری حالت یہ ہے کہ وہ تو بادشاہون کے پاس نہ جائے مگر بادشاہ اُسکے پاس آئین اُسکی شرط یہ ہے کہ وہ جب سلام کرین تو جواب دے اگر تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوگا تو درست ہے اسواسطے کہ اُسکے پاس بادشاہ کے آنے مین علم کی تعظیم ہے اور جس طرح ظلم کرنے سے بادشاہ اہانت کے لائق ہوتا ہے اسی طرح اس نیکی کے سبب سے تکریم کا مستحق ہوتا ہے لیکن اگر عالم نہ اُٹھے اور دنیا کی حقارت ظاہر کرے تو اولے ہے مگر یہ کہ اپنی ایذا کا یا رعیت کے دلون مین بادشاہ کی حشمت اور ہیبت باطل ہونے کا خوف ہو اور جب بیٹھا تو تین طرح کی نصیحت واجب ہوتی ہے ایک یہ کہ اگر بادشاہ کوئی فعل حرام کرتا ہے اور نہین جانتا کہ یہ حرام ہے تو عالم اُسکی حرمت سے آگاہ کر دے دوسری یہ کہ بادشاہ کوئی کام کرتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ کام حرام ہے جیسے ظلم اور فسق تو اس صورت مین اُسے ڈرائے اور نصیحت کرے اور کہے کہ میان دنیا کی لذت یہ لیاقت نہین رکھتی کہ آخرت کی سلطنت اس سے ضائع ہو یا دین کا نقصان ہو تیسری یہ کہ اگر عالم خلائق کی صلاح و فلاح کی بات جانتا ہے اور بادشاہ اُس سے غافل ہے اور امید ہے کہ اگر کہیگا تو بادشاہ مان لے گا تو اُسے خبردار کر دے

یہ تینون باتین اُس شخص پر واجب ہین جو بادشاہ کے پاس جاتا ہے بشرطیکہ قبول ہو جانے کی امید ہو اور عالم جب بے پروا اور باعمل ہوگا
تو البتہ اُسکا قول قبول ہوگا اور اگر دنیا کی طمع رکھتا ہے تو اُسکا چپ رہنا مناسب ہے کیونکہ لوگون کے ہنسنے کے سوا اور کچھ فائدہ
نہ ہوگا حضرت مقاتل ابن صالح رحمہ اللہ تعالٰے نے کہا ہے کہ مین حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالٰے کے پاس تھا انکے گھر بھر مین
ایک چٹائی اور چمڑے اور قرآن اور بدھنی کے سوا اور کچھ نہ تھا کسی نے دروازہ پر تھپکی دی پوچھا کون ہے کہا محمد بن سلیمان خلیفۂ وقت
غرضکہ اندر آیا اور بیٹھا اور پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ مین جب آپکو دیکھتا ہون تو میرے دل مین ہیبت پڑ جاتی ہے حضرت حماد رحمہ اللہ تعالٰے
نے جواب دیا کہ یہ اس سبب سے ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس عالم کو علم سے حق تعالٰے ہی مقصود ہوتا ہے
اُس سے سب ڈرتے ہین اور جسے دنیا مقصود ہوتی ہے وہ خود سب سے ڈرتا ہے پس خلیفہ نے چالیس ہزار درم اُنکے سامنے رکھدیے
اور کہا انکو کسی کام مین صرف کیجیے کہا جا اسکے مالک کو دے خلیفہ نے قسم کھائی اور کہا کہ مین نے میراث حلال سے یہ پائے ہین فرمایا
مجھے اسکی حاجت نہین کہا مستحقون کو تقسیم کر دیجیے فرمایا کہ شاید مین انصاف کی رو سے تقسیم کرون اور کوئی کہے کہ انصاف نہین کیا ہیان
رکھا تو وہ گنہگار ہوگا مین یہ بھی نہین چاہتا القصہ وہ درم نہ لیے اگلے عالمون کی باتین بادشاہون کے ساتھ ایسی تھین جب علما اُن کے
پاس جاتے تھے تو یون جاتے تھے جیسے خلیفہ ہشام ابن عبدالملک کے پاس حضرت طاؤس تشریف لے گئے حکایت خلیفہ ہشام
جب مدینۂ منورہ پہونچا تو حکم کیا کہ صحابہؓ مین سے کسی کو میرے پاس لاؤ لوگون نے عرض کی کہ سب صحابہؓ نے انتقال فرمایا کہا
تابعین مین سے کسی کو بلاؤ حضرت طاؤسؒ کو اسکے پاس لے گئے انہون نے اندر جاکر جوتا اُتارا اور کہا السّلام علیک یا ہشام
اے ہشام تو کیسا ہے ہشام کو بڑا غصہ آیا اور اُنھین قتل کر ڈالنے کا قصد کیا لوگون نے عرض کی کہ یہ حرم رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم ہے اور یہ شخص اکابر علما مین سے ہے یہ قصد نہ کر اُس نے پوچھا اے طاؤس تم نے یہ کیا دلیری اور گستاخی کی فرمایا مین نے
کیا کیا تب تو اُسے اور بھی زیادہ غصہ آیا کہا تم نے چار بے ادبیان کین ایک یہ کہ جوتا لب فرش اُتارا اسکے نزدیک یہ کام بُرا تھا بلکہ
موزہ اور جوتا پہنے ہوئے اُسکے سامنے بیٹھنا چاہیے تھا اب بھی اُن خلفا کے گھر مین یہی رسم جاری ہے دوسری یہ کہ مجھے امیر المؤمنین
نہ کہا تیسری یہ کہ میرا نام لے کر پکارا اور میری کنیت نہ کہی یہ بات بھی عرب کے ناپسند تھی چوتھی یہ کہ میرے سامنے بے اجازت بیٹھ گئے
اور میرے ہاتھ نہ چومے حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ تیرے سامنے جوتا اُتارنے کا یہ سبب ہے کہ ہر روز پانچ بار اُس
رب العزت کے سامنے جو سب کا مالک ہے جوتا اُتار کر جاتا ہون اور وہ مجھسے کبھی نہین خفا ہوتا اور تجھے امیر المؤمنین اسواسطے
نہین کہا کہ تیری امیری سے سب لوگ راضی نہین ہین تو جھوٹ بولنے سے مین ڈرا اور نام لے کر جو تجھے پکارا کنیت سے نہ پکارا تو
حق تعالٰے نے اپنے دوستون کو نام ہی لے کر پکارا ہے جیسے یاداؤد و یایحیٰی یا عیسیٰ اور اپنے دشمنون کو کنیت سے یاد فرمایا ہے جیسے
تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ اور تیرے ہاتھ نہ چومنے کا سبب یہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالٰے عنہ سے مین نے سنا ہے
فرمایا کہ کسی کا ہاتھ چومنا درست نہین مگر اپنی جورو کا ہاتھ شہوت سے اور اپنے لڑکے کا ہاتھ رحمت سے چومنا درست ہے
اور تیرے سامنے جو بیٹھا اسکا سبب یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی کسی دوزخی کو دیکھا چاہے

اس سے کہدو کہ ایسے شخص کو دیکھے جو خود بیٹھا ہو اور بندگان خدا اسکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہون یہ باتین ہشام کو پسند آئین بولا مجھے نصیحت کیجیے کہا حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ دوزخ مین پہاڑ کے برابر سانپ اور اونٹ کے برابر بچھو ہین یہ ایسے امیر کی راہ دیکھا کرتے ہین جو رعیت پر عدل نہ کرے یہ فرماکر اُٹھے اور چلے گئے **حکایت** خلیفہ سلیمان بن عبد الملک جب مدینہ منورہ پہونچا تو حضرت ابو حازم رحمہ اللہ تعالےٰ جو علماء کبار مین سے تھے انکو بلایا اور پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ ہم لوگ موت سے ناخوش ہوتے ہین فرمایا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ تم لوگون نے دنیا کو آباد کیا ہے اور عقبیٰ کو ویران جب کسی کو آبادی سے ویرانے کی طرف جانا پڑتا ہے تو وہ ناخوش ہوتا ہے پھر پوچھا کہ حق تعالےٰ کے سامنے جب مخلوقات جائے گی تو اسکا کیا حال ہوگا فرمایا نیک آدمی اس شخص کے مانند ہوگا جو سفر سے پھر آیا ہو تاکہ اپنے عزیزون سے ملے اور بدکار کی مثل اس بھگوڑے غلام کے مانند ہے جسکو زبردستی مالک کے پاس پکڑلے جائین بولا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ وہان میرا حال کیسا ہوگا فرمایا کہ قرآن شریف مین دیکھ تو معلوم ہوجائے حق تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ[۱] پھر کہا خداوند کریم کی رحمت کہان ہے فرمایا قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ یعنے نیک کام کرنیوالون کے قریب ہے سلاطین کے ساتھ علمائے دین کی باتین ایسی تھین اور علمائے دنیا کی باتین انکے ساتھ دعا اور ثنا ہے یہ ایسی باتین ڈھونڈھا کرتے ہین جن کے کہنے سے بادشاہ خوش ہون اور رایسا حیلہ شرعی ڈھونڈھتے ہین کہ بادشاہون کی مراد بر آئے اگر نصیحت کرتے ہین تو یہ مطلب ہوتا ہے کہ اپنے تئین عزت حاصل ہو اُسکی دلیل یہ ہے کہ اگر دوسرا شخص وہ نصیحت کرتا ہے تو یہ حسد کرتے ہین بہر حال ظالمون سے نہ ملنا اور اُنکے ساتھ دوستی نہ کرنا اولیٰ ہے اور اُنکے دوستون اور مصاحبون سے بھی دوستی نہ کرنا چاہیے اگر بے گوشہ گیری اختیار کیے اور دوسرون سے بے قطع محبت کیے کوئی شخص ظالمون کی دوستی نہ چھوڑ سکے تو اس صورت مین گوشہ گیری اختیار کرنا اور سبھون سے موافقت چھوڑ دینا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جبتک میری امت کے علماء امراء سے موافقت نہ کرین گے تب تک میری امت کے لوگ ہمیشہ حق تعالےٰ کی حمایت اور پناہ مین رہین گے حاصل یہ ہے کہ رعایا کی خرابی بادشاہون کی خرابی سے اور بادشاہون کی خرابی علماء کی خرابی سے ہوتی ہے کیونکہ ان کی اصلاح نہین کرتے اور اُن سے انکار نہین رکھتے **فصل** اگر کوئی بادشاہ کسی عالم کے پاس خیرات بانٹنے کے واسطے مال بھیجے اس صورت مین اگر وہ جانتا ہے کہ اُس مال کا کوئی مالک معین ہے تو اُسے ہرگز بانٹنا نہ چاہیے بلکہ کہدینا چاہیے کہ اس مال کو مالک کے حوالہ کر اگر مالک ظاہر نہ ہو تو علماء کے ایک گروہ نے ایسا مال لینے اور بانٹنے کو منع کیا ہے اور ہمارے نزدیک یہ ہے کہ عالم ایسے مال کو امرائے ظالم سے لیکر خیرات کردے تاکہ انکے پاس نہ رہے اور ظلم اور فسق مین صرف نہ ہو اور فقیرون کو راحت بھی حاصل ہو اسواسطے کہ ایسے مال کا حکم یہ ہے کہ تین شرطون کے ساتھ فقیرون کو دین پہلی شرط یہ ہے کہ اسکے لینے سے بادشاہ اعتقاد نہ کرے کہ مال حلال ہے اسواسطے کہ اگر حلال نہ ہوتا تو عالم نہ لیتا اس صورت مین حرام کا مال پیدا کرنے مین نڈر ہو جائے گا خیرات بانٹنے کی بھلائی سے اس امر مین بُرائی زیادہ ہے دوسری شرط یہ ہے کہ عالم ایسا

[۱] ہر آئینہ نیکوکار جنت مین ہونگے اور بدکار دوزخ مین ہونگے ۱۲

نہ ہو کہ اور لوگ اس لینے مین تو اسکی اقتدا کرین اور بانٹ دینے سے غافل رہین جیسا البعضون نے یہ دلیل پکڑی ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خلفا کا مال لیتے تھے اور یہ خبر نہین کہ لیکر تمام مال خیرات کر دیتے تھے **حکایت** حضرت وہب بن منبہ اور حضرت طاؤس رحمہا اللہ تعالے حجاج کے بھائی پاس گئے حضرت طاؤس اُسکو نصیحت کیا کرتے تھے علی الصباح جاڑا بہت تھا اُسکے حکم سے لوگون نے ایک چادر حضرت طاؤس کے کاندھے پر ڈالدی حضرت طاؤس کرسی پر بیٹھے ہوئے ہل ہل کر باتین کہ رہے تھے وہ چادر اُنکے کاندھے سے گر پڑی حجاج کے بھائی نے دیکھا اور خفا ہوا جب وہ دونون باہر تشریف لائے حضرت وہب نے حضرت طاؤس سے کہا کہ اگر یہ چادر لیکر تم فقیر کو دیتے تو بہتر ہوتا اور یہ امیر بھی خفا نہ ہوتا حضرت طاؤس نے کہا کہ مجھے یہ خوف تھا کہ اس امر مین کوئی میری پیروی کر کے امرا کا مال لے اور یہ نہ جانے کہ مین نے لیکر فقیر کو دیدی ہے **تیسری شرط** یہ ہے کہ اُسکے دل مین ظالم کی دوستی اس لحاظ سے نہ پیدا ہو جائے کہ بانٹنے کیواسطے اسکے پاس مال بھیجا اسواسطے کہ ظالم کی محبت بہت گناہون کا سبب ہوتی ہے چرب زبانی اور خوشامد کا سبب ہوتی ہے ظالم کی موت اور معزولی سے رنج وملال اور اُسکی حشمت وحکومت کی زیادتی سے شادان اور خوشحال ہونے کا سبب ہوتی ہے اسیواسطے جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ والسلام نے دعا مانگی کہ بارخدایا کسی فاسق کو یہ قدرت نہ دے کہ وہ میرے ساتھ احسان کرے اس صورت مین میرا دل اسکی طرف رغبت کریگا آپ نے یہ اسلیے فرمایا کہ محسن کی طرف آدمی کا دل ضرور بالضرور رغبت کرتا ہے اور حق تعالے جل شانہ نے فرمایا ہے وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا[1] **حکایت** کسی خلیفہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالے کے پاس دس ہزار درم بھیجے انھون نے سب خیرات کر دیے آپ ایک درم بھی نہ لیا حضرت محمد واسع رحمہ اللہ تعالے نے اُن سے کہا سچ کہو کہ اس دس ہزار درم بھیجنے سے تمھارے دل مین خلیفہ کی محبت کچھ زیادہ ہوئی کہا ہان زیادہ ہوئی وہ بولے مین یہی ڈرتا تھا آخر اس مال کی شامت نے تمھارے ساتھ اپنا کام کیا **حکایت** بصرہ مین ایک بزرگ تھے بادشاہ سے مال لیکر خیرات کیا کرتے لوگون نے اُنسے پوچھا کہ کیا تمھین یہ خوف نہین ہے کہ بادشاہ کی محبت تمھارے دل مین پیدا ہو جائے گی کہا کہ اگر کوئی میرا ہاتھ پکڑ کر جنت مین بھی لیجائے اور پھر گناہ کرے تو اُسکو بھی مین دشمن جانونگا اور اُس شخص کے واسطے دشمن جانونگا جسنے اُسے میرا مسخر کر دیا کہ وہ میرا ہاتھ پکڑ کر جنت مین لے گیا جب کسی کو اپنے دل پر یہ قدرت حاصل ہو تو بادشاہون سے مال لے کر تقسیم کرنا اُسے درست ہے

پانچوین اصل خلق کے ساتھ حق صحبت ادا کرنے اور عزیزون ہمسایون لونڈی غلامون فقیرون کا حق خدا کیواسطے نگاہ رکھنے کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ حق تعالے کی راہ کی منزلون مین سے دنیا ایک منزل ہے اور سب اس منزل مین مسافر ہین اور

[1] نہ رغبت کرو تم اُن لوگون کی طرف جنھون نے ظلم کیا ۱۲-

چونکہ سب مسافرون کا مقصد سفر ایک ہے تو سب مسافر بھی گویا ایک ہین پس چاہیے کہ ان مین محبت اور اتحاد اور یاری ہو اور ایک دوسرے کے حق کو نگاہ رکھین ان حقوق کی تفصیل ہم تین بابون مین بیان کرتے ہین پہلا باب دوستی اور برادری جو خدا کے واسطے ہو اُسکے بیان مین اے عزیز جان تو کہ کسی کے ساتھ للہ دوستی اور برادری کرنا بہترین عبادات اور بزرگ ترین درجات سے ہے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ حقتعالے جسکی بھلائی چاہتا ہے اُسکو اچھا دوست عنایت فرماتا ہے تاکہ وہ اگر خدا کو بھول جائے تو دوست یاد دلاوے اور اگر وہ خدا کی یاد مین ہے تو دوست اُسکا یار و مددگار رہے اور فرمایا ہے کہ کوئی دو مومن باہم نہین ملتے ہین کہ ایک کو دوسرے سے دین کا فائدہ نہ ہو اور فرمایا ہے کہ جو کوئی کسیکو خدا کی راہ مین اپنا بھائی بنائیگا اسکو بہشت مین ایسا بلند درجہ دین گے جو اور کسی کام سے حاصل نہو حضرت ابو ادریس خولانی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہما سے کہا کہ مین تم کو خدا کے واسطے دوست رکھتا ہون اُنھون نے کہا کہ تم کو بشارت ہو کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے مین نے سُنا ہے کہ قیامت کے دن عرش کے گرداگرد کرسیان بچھائین گے کچھ لوگ اُن پر بیٹھین گے اُنکے چہرے چودھوین رات کے چاند کے مانند تاباں ہونگے سب لوگ تو ہراس مین ہونگے اور یہ کرسی نشین بیخوف سب لوگ خوف مین ہونگے یہ مطمئن یہ کرسی نشین لوگ خدا کے دوست ہین نہ انکو ڈر ہوگا نہ غم لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہین فرمایا اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ یعنے یہ وہ لوگ ہین جو ایک دوسرے کو خدا کے واسطے دوست رکھتے ہین اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو دو آدمی باہم للہ دوستی کرتے ہین توانہین اللہ کا بہت پیارا وہ ہوتا ہے جو اپنے دوست کو بہت پیار کرے جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ وہ لوگ میری دوستی کے حقدار ہین جو میرے واسطے ایک دوسرے کی ملاقات کرین اور میرے لیے ایک دوسرے سے دوستی کرین اور میرے واسطے مال مین ایک دوسرے سے آسانی کرین اور میرے لیے ایک دوسرے کی مددگاری کرین اور جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالے ارشاد فرمائیگا کہ وہ لوگ کہان ہین جنھون نے میرے واسطے باہم دوستی کی تھی تاکہ آج کے دن کہ کہین خلق کے پناہ لینے کو سایہ نہین مین اُن کو اپنے سایہ مین رکھون اور جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے فرمایا ہے قیامت کے دن کہ کسی کو سایہ نہ ملے گا تو سات آدمی خدا کے سایہ مین ہونگے ایک بادشاہ عادل دوسرا وہ جوان جو ابتدائے شباب مین عبادت رب الارباب مین رہا ہو تیسرا وہ شخص جو مسجد سے نکلے اور جب تک پھر مسجد مین جائے اُسکا دل مسجد ہی مین لگا رہے چوتھا وہ دو شخص جو ایک دوسرے سے خدا ہی کے واسطے دوستی رکھتے ہون خدا ہی کے واسطے اکٹھا ہون اور خدا ہی کے واسطے علیحدہ ہون پانچوان وہ شخص جو تنہائی مین خدا کو یاد کرکے روئے چھٹا وہ شخص جسے کوئی عورت صاحب مال و جمال اپنے پاس بلائے اور وہ کہے کہ مین خدا سے ڈرتا ہون۔ ساتوان وہ شخص جسنے داہنے ہاتھ سے اسطرح خیرات دی ہو کہ اُسکے بائین ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی ہو اور جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے واسطے اپنے دینی بھائی سے ملتا ہے ایک فرشتہ اُسکے پیچھے ندا کرتا ہے کہ حق تعالے کی بہشت تجھے مبارک ہو اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص اپنے کسی دوست کی ملاقات کو جاتا

تھا خدا کے حکم سے ایک فرشتہ اُسے راہ مین ملا پوچھنے لگا تو کہان جاتا ہے کہا کہ فلانے بھائی سے ملنے جاتا ہون پوچھا کہ اُس سے تجھے کچھ کام ہے کہا کچھ نہین پھر پوچھا کہ تو اُس سے کچھ قرابت رکھتا ہے کہا کچھ نہین پھر پوچھا کہ اُسنے تیرے ساتھ کچھ نیکی کی ہے کہا کچھ نہین پوچھا پھر تو کیون جاتا ہے کہا کہ خدا کے واسطے اُسکے پاس جاتا ہون اور اُسے دوست رکھتا ہون فرشتہ نے کہا کہ حق تعالیٰ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے تاکہ تجھکو بشارت دون کہ حق تعالےٰ تجھے دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ تو اسے دوست رکھتا ہے اور تیرے واسطے اپنے اوپر بہشت کو واجب کرلیا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان کے باب مین بہت مضبوط دستاویز وہ دوستی اور دشمنی ہے جو خدا کے واسطے ہو حق تعالےٰ نے کسی نبی پر وحی بھیجی کہ یہ زہد جو تو نے اختیار کیا اس سے اپنی راحت حاصل کرنے مین جلدی کی کہ دنیا اور رنج دنیا سے چھوٹا اور میری عبادت مین جو تو مشغول ہوا اس سے اپنی عزت حاصل کی لیکن دیکھ کہ کبھی میرے دوستون سے دوستی رکھی ہے اور میرے دشمنون سے دشمنی کی ہے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اگر اہل زمین اور اہل آسمان کی تمام عبادتین تو بجالائے اور اُن عبادتون مین کسی کی دوستی یا دشمنی میرے واسطے نہو تو وہ سب عبادتین بیفائدہ ہین حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ گنہگارون کے ساتھ دشمنی کرنے سے اپنے تئین خدا کا پیارا بناؤ اور اُن سے دور رہنے سے اپنے تئین خدا کے نزدیک کرو اور اُن پر غصہ کرنے سے خدا کی رضامندی ڈھونڈھو لوگون نے عرض کی کہ یا روح اللہ ہم کسکے پاس بیٹھا کرین فرمایا ایسے شخص کے پاس جسکی زیارت سے تمھین خدا یاد آئے اور جسکی بات تمھارے علم کو بڑھائے اور جسکا کردار تمھین آخرت کیطرف مائل کرے حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد آدمیون سے بھاگ کر تو کیون تنہا بیٹھا ہے عرض کی کہ بار خدایا تیری دوستی نے خلق کی یاد میرے دل سے بھلادی اور سب سے مین متنفر ہوگیا ارشاد ہوا کہ اے داؤد ہوشیار رہ اور اپنے واسطے برادر پیدا کر اور جو دین کی راہ مین تیرا مددگار نہو اُس سے دور رہ اگر کہ وہ تیرا دل سیاہ کریگا اور مجھسے تجھے دور کردیگا جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ کا ایک فرشتہ ہے آدھا برف سے اور آدھا آگ سے بنا ہے وہ کہتا ہے کہ بار خدایا جسطرح تو نے برف اور آگ مین الفت ڈالدی ہے اسی طرح اپنے نیک بندون کے دلون مین بھی الفت ڈالدے اور فرمایا ہے کہ جو لوگ خدا کے واسطے باہم دوستی رکھتے ہین اُنکے لیے یاقوت سرخ کا ایک ستون استادہ کرینگے اُسکی چوٹی پر ستر ہزار دریچے ہونگے اُن پر سے وہ اہل جنت کو جھانک کر دیکھین گے اور اُنکے چہرون کا نور اہل جنت پر اسطرح پڑے گا جسطرح آفتاب کا نور دنیا پر پڑتا ہے اہل جنت کہینگے کہ چلو انکو دیکھین ان لوگون کے بدن مین سندس کا سبز لباس ہوگا اور انکی پیشانیون پر لکھا ہوگا اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللهِ یعنے یہ لوگ خدا کے واسطے دوستی کرنے والے ہین ابن سماک رحمہ اللہ تعالےٰ نے موت کے وقت جناب احدیت مین یون عرض کی کہ بار خدایا تو جانتا ہے کہ مین گناہ کرتے وقت تیرے فرمانبردارون کو دوست رکھتا تھا اس کام کو میرے گناہون کا کفارہ کر حضرت مجاہد نے کہا ہے کہ خدا کے واسطے دوستی کرنے والے جب ایک دوسرے کو دیکھکر خوش ہوتے ہین تو اُن سے اسطرح گناہ جھڑ جاتے ہین جیسے درخت سے پتے **حق تعالےٰ کے واسطے کون سی دوستی ہے اسکی حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ وہ دوستی جو مکتب یا سفر یا مدرسہ یا ایک محلہ مین رہنے سے

تجھ کو کسی کے ساتھ پیدا ہوا اور الفت کا سبب ہو جائے وہ اسمین سے نہین ہے اور اگر کسی ایسے شخص کو تو دوست رکھے جو دیکھنے مین خوبصورت بات کرنے مین شیرین بیان ہو اور دل مین ہلکا ہو تو یہ دوستی بھی اُس مین داخل نہین اور اگر کسی کو اس وجہ سے تو دوست رکھے تو اُسکے سبب سے تجھے کوئی مرتبہ یا مال حاصل ہوا یا اُس سے دنیا کا کوئی کام اٹکا ہے تو یہ دوستی بھی اُس دوستی مین سے نہین ہے ایسی دوستیان تو اُس شخص سے بھی ہوتی ہین جو خدا اور آخرت کا ایمان نہ لایا ہو خدا کے واسطے جو دوستی ہوتی ہے وہ ایمان کے بغیر نہین ہو سکتی اُس کے دو درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ کسی کے ساتھ کسی غرض سے جو اُس سے متعلق ہے تو دوستی کرے لیکن وہ غرض دین کی ہو اور حق سبحانہ تعالےٰ کے واسطے ہو جیسے تو نے اُستاد کو اسواسطے دوست رکھا کہ وہ تجھے علم سکھاتا ہے تو اگر علم سے تجھے آخرت مقصود ہے طلب جاہ و مال مقصود نہین تو یہ دوستی حقیقت مین خدا کی دوستی ہے اور اگر اس علم سے طلب دنیا مقصود ہو تو اُستاد کے ساتھ جو دوستی ہے وہ خدا کی دوستی مین سے نہین ہے اور اگر شاگرد کو تو اسواسطے دوست رکھیگا کہ تجھسے علم سیکھے اور تیری تعلیم سے خدا کی رضامندی اُسے حاصل ہو تو یہ دوستی بھی للہ ہے اور جاہ و حشمت کے واسطے دوست رکھیگا تو یہ دوستی للہ دوستی مین داخل نہین ہے اگر وہ شخص جو صدقہ دیتا ہے ایسے شخص کو دوست رکھے جو شرائط کے موافق صدقہ فقیرون کو پہونچا دیتا ہو اور فقیرون کی مہمانی کرتا ہو یا ایسے شخص کو دوست رکھے جو کھانے اچھے پکاتا ہو تو یہ دوستی للہ ہوگی بلکہ اگر ایسے شخص کو دوست رکھے جو اسے روٹی کپڑا دیتا ہے اور عبادت کے واسطے خاطر جمعی کر دیتا ہے تو یہ دوستی بھی للہ ہوگی بشرطیکہ اس سے فراغت عبادت مقصود ہو بہت سے عالمون اور عابدون نے اس غرض سے امیرون کے ساتھ دوستی رکھی ہے اور دونون فریق خدا کے دوستون مین سے ہین بلکہ اگر کوئی شخص اپنی جورو کو اسوجہ سے دوست رکھے گا کہ اُس کو بُرائی سے بچاتی ہے یا اولاد پیدا ہونے کا سبب ہوتی ہے جو اُسکے حق مین دعائے خیر کرے گی تو یہ دوستی بھی للہ ہے اور جو نفقہ اُسے دے گا وہ صدقہ کا حکم رکھتا ہے اور اگر نوکر کو ان دو سبب سے دوست رکھے گا ایک تو یہ کہ اُسکی خدمت کرتا ہے دوسرے یہ کہ اُسکو عبادت کی فراغت دیتا ہے تو جسقدر محبت فراغت عبادت کی وجہ سے ہے وہ للہ محبت مین داخل ہے اور اُسپر ثواب ملے گا دوسرا درجہ جو پہلے درجہ سے بڑا ہے وہ یہ ہے کہ کسی کو محض خدا ہی کے واسطے دوست رکھے اور طرفین کو کسی طرح کی غرض ہی نہو نہ کچھ سیکھنا ہو نہ سکھانا اور عبادت کی فرصت کا فائدہ بھی اُس سے منظور نہ ہو بلکہ اسی واسطے دوست رکھتا ہو کہ وہ خدا کا فرمانبردار اور دوستدار ہے یا فقط اسی خیال سے دوست رکھتا ہو کہ وہ خدا کا بندہ اور آفریدہ ہے تو یہ دوستی بھی خدا کی دوستی ہے اور اسکا بڑا ثواب ملے گا اسواسطے کہ یہ امر حق تعالےٰ کے ساتھ اس کمال محبّت کے سبب سے ہوتا ہے جو عشق کے درجے کو پہونچے مثلاً جب کوئی شخص کسی پر عاشق ہوتا ہے تو معشوق کی گلی اور اُسکے محلہ کو دوست رکھتا ہے اور خانۂ یار کی دیوار کو بھی پیار کرتا ہے بلکہ جو کتا معشوق کی گلی مین جاتا ہے اور کتون سے زیادہ عاشق کو مرغوب ہوتا ہے تو جو اُس کے معشوق کو دوست رکھتا ہے یا جسے اُسکا معشوق دوست رکھتا ہے اُسکو اور معشوق کے فرمانبردار نوکر لونڈی غلام کو اور اُسکے قرابت دار کو خواہ نخواہ عاشق دوست رکھے گا اسواسطے کہ جو چیز معشوق سے کچھ بھی نسبت رکھتی ہے اُسکی دوستی عاشق کے

دل مین سرایت کرتی ہے اور عشق جتنا زیادہ ہوتا ہے اُتنی ہی اُسکی سرایت اور تاثیر بھی اور ونکے ساتھ جو معشوق کے تابع اور متعلق ہون زیادہ ہوتی ہے تو جسکے دل مین خدا کی دوستی عشق کے درجہ کو پہونچی ہو وہ عموماً اُسکے سب بندون کو دوست رکھے گا اور خصوصاً اُس کے دوستون کو اُسکی تمام مخلوقات کو اسواسطے دوست رکھے گا کہ جو چیز پیدا ہوئی اپنے محبوب کی قدرت اور صنعت کی نشانی ہے اور عاشق اپنے معشوق کے خط اور اُسکی صنعت کو بھی دوست رکھتا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لوگ جب نیا میوہ حاضر کرتے تو آپ اُس میوہ کی تعظیم کرتے اُسے اپنی آنکھون پر رکھتے اور فرماتے کہ اسکا زمانہ حق تعالےٰ سے قریب ہے یعنی یہ صانع حقیقی کی تازہ صنعت ہے اور حق تعالےٰ کی دوستی دو قسم پر ہے ایک وہ دوستی جو دنیا اور آخرت کی نعمت کے واسطے ہو دوسری وہ جو محض خدا کے واسطے ہو اور کسی چیز کو اُس مین دخل نہ ہو یہ بہت بڑی محبّت ہے اصل محبّت جو چوتھے رکن مین ہے اُسمین اسکا بیان آئے گا الغرض خدا کی محبت کی قوت ایمان کی قوت کے موافق ہوتی ہے جسقدر ایمان قوی ہوگا اُسقدر محبت بھی قوی ہوگی پھر خدا کے دوستون اور مقبولون مین سرایت کرے گی اگر بالفعل ہی کے فائدہ کے واسطے محبت ہوتی تو انبیا اولیا جو گذر گئے ہین اُنکی محبت موجود نہ ہوتی حالانکہ ان سب کی دوستی سلمان کے دل مین ہوتی ہے تو جو شخص علماء سادات صوفیون زاہدون کو اور اُنکے خادمون اور دوستون کو دوست رکھیگا یہ دوستی خدا کے واسطے ہوگی مگر جاہ و مال فدا کرنے مین دوستی کی مقدار کا حال کھلتا ہے کسی کا ایمان دوستی اتنا قوی ہوتا ہے کہ تمام مال ایک ہی بار دیڈالے جیسے امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ نصف مال دے جیسے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑا ہی مال دے کسی مومن کا دل اس اصل دوستی سے خالی نہوگا اگرچہ کم ہی سہی خدا کے واسطے کون سی دشمنی ہوتی ہے اسکا بیان اے عزیز جان تو کہ جو شخص حق تعالےٰ کے فرمانبردارون سے للہ دوستی رکھے گا وہ کافرون اور ظالمون اور گنہگارون اور فاسقون سے خواہ نخواہ دشمنی رکھے گا اسواسطے کہ جب کوئی کسی کے ساتھ دوستی رکھتا ہے تو اُسکے دوست سے دوستی اور اُس کے دشمن سے دشمنی رکھتا ہے اور حق تعالےٰ ان لوگون سے یعنے کافرون وغیرہ سے دشمنی رکھتا ہے تو اگر کوئی مسلمان فاسق ہو تو چاہیے کہ اسلام کے سبب سے اُس سے دوستی رکھے اور فسق کی باعث سے اُس سے ناراض رہے دوستی کو دشمنی کے ساتھ ملائے جسطرح کوئی کسی کے ایک بیٹے کو خلعت دے اور دوسرے بیٹے پر ظلم کرے تو وہ ایک وجہ سے اُسے دوست رکھتا ہے اور ایک وجہ سے دشمن یہ بات محال نہین ہے اسلیے کہ اگر کسی شخص کے تین بیٹے ہون ایک ہوشیار اور فرمانبردار دوسرا احمق اور نافرمان تیسرا احمق اور فرمانبردار تو وہ پہلے بیٹے کو دوست رکھے گا دوسرے کو دشمن تیسرے کو ایک وجہ سے دوست رکھے گا ایک وجہ سے دشمن اسکی تاثیر معاملہ مین ظاہر ہوتی ہے کہ ایک کی توقیر کرتا ہے دوسرے کی تحقیر اور تیسرے کی کچھ توقیر کرتا ہے کچھ تحقیر الغرض جو خدا کی نافرمانبرداری کرتا ہے اُسے ایسا سمجھنا چاہیے جیسے کوئی تیری نافرمانی کرے اور تو مخالفت کی قدر اُس سے دشمنی رکھے اور موافقت و اطاعت کی قدر دوستی چاہیے کہ اُسکا اثر باہم معاملہ کرنے اور صحبت رکھنے اور کلام کرنے مین ظاہر ہوتا کہ گنہگار سے تو رو کا رہے اور سخت کلامی کرے اور جسکا فسق بہت زیادہ

ہو اُس سے بہت رکا رہے اور جب اُسکا فسق حد سے بڑھ جائے تو سکوت اختیار کر کے اُس سے منھ پھیر لے ظالم کے بارہ مین فاسق سے زیادہ مبالغہ اور تشدد کرنا چاہیے مگر جس نے مخصوص تیرے ہی باب مین ظلم کیا ہو اُسے عفو کرنا اور سہنا اولےٰ ہے اس بارہ مین اگلے بزرگون کی مختلف عادتین تھین بعضے دین کی مضبوطی اور ریاست شرع کی وجہ سے بہت سختی کرتے تھے اسی سبب سے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالےٰ حارث محاسبی پر خفا ہوئے کہ اُنھون نے علم کلام مین ایک کتاب تصنیف کر کے معتزلہ کی رد لکھی تھی اور کہا کہ اس کتاب مین تو نے پہلے معتزلہ کے شبہے بیان کیے ہین پھر اُنکا جواب دیا ہے شاید کوئی ان شبہون کو پڑھے اور اسکے دلمین جم جائین اور جب یحییٰ بن معین نے کہا کہ مین کسی سے کچھ نہین چاہتا اگر بادشاہ مجھے کچھ دے تو لونگا تو اس سے بھی خفا ہوئے اور بات کرنا چھوڑ دی اور اُنھون نے عذر خواہی کی اور کہا کہ مین ٹھٹول کرتا تھا فرمایا حلال روزی کا کھانا دین مین سے ہے اور دین مین ٹھٹول نہین کرتے ہین اور بعضون نے سبھون کو چشم رحمت سے دیکھا ہے اور یہ نیت بدلتی رہتی ہے اسواسطے کہ جسکی نظر توحید پر ہوتی ہے وہ خدا کے قبضہ قہر مین سبھون کو مضطر دیکھتا ہے اور اُنپر ترحم کرتا ہے یہ بڑی بات ہے لیکن اس مین گنجائش ہے کہ احمق لوگ دھوکا کھائین اسواسطے کہ کوئی ایسا ہوگا کہ اُسکے دل مین سہل گیری ہو اور وہ سمجھے کہ توحید ہے اور توحید کی علامت یہ ہے کہ اُسکو مارین یا اُسکا مال چھین لین اور اہانت کرین یا گالیان دین تو اگر یہ سمجھتا ہے کہ یہ سب خدا کیطرف سے ہے اور خلق کو اسمین کچھ اختیار نہین تو خفا نہ ہو اور شفقت کی نظر سے دیکھے جیسا کہ جب حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا کا دندان مبارک کافرون نے شہید کیا اور چہرۂ نورانی پر خون بہنے لگا تو آپ یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰھُمَّ اِھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ[1] لیکن جب کوئی شخص اپنے واسطے تو خفا ہو اور خدا کے معاملہ مین چپکا ہو رہے تو اُسکو سہل گیری اور نفاق اور حماقت کہنا چاہیے یہ توحید نہین ہے پس جبپر توحید ایسی غالب نہو اور فاسق کو فسق کے سبب سے اپنے دل مین دشمن نہ ٹھہرائے تو یہ اُسکے ضعف ایمان اور فاسق کے ساتھ دوستی کی دلیل ہے جیسے کسی شخص نے تیرے دوست کو بُرا کہا اور تو اُس سے خفا نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ تیری دوستی کچھ اصل نہین رکھتی **فصل** اے عزیز جان تو کہ خدا کے مخالفون کے درجے مختلف ہوتے ہین اور غصہ اور تشدد جوان لوگون کے ساتھ کرنا چاہیے وہ بھی متفاوت ہوا کرتا ہے پہلا درجہ کافرون کا ہے یہ اگر حربی ہون تو اُنکے ساتھ دشمنی خود فرض ہے انکے ساتھ معاملہ یہی ہے کہ اُنکو قتل کر ڈالین یا قید کر لین دوسرا درجہ ذمیون کا ہے اُنکے ساتھ بھی دشمنی فرض ہے اور اُن کے ساتھ معاملہ یہ ہے کہ انکی تحقیر کرین تکریم نہ کرین چلنے مین اُن کی راہ تنگ کرین انکے ساتھ دوستی رکھنا نہایت مکروہ ہے شاید حرمت کے درجے کو پہونچے حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یعنے جو لوگ خدا اور روز قیامت کا ایمان لائے وہ خدا کے دشمنون کے ساتھ دوستی نہ رکھین گے لیکن اُنپر بھروسا کرنا اور اُن کو عامل اور حاکم کر کے مسلمانون پر مسلط کرنا اہانت اسلام اور گناہ کبیرہ ہے تیسرا درجہ بدعتی کا ہے جو خلق کو بدعت کیطرف بلائے اُسکے ساتھ بھی دشمنی ظاہر کرنا ضروریات سے ہے تاکہ خلق کو اُس سے نفرت ہو اولیٰ یہ ہے کہ نہ اُسے سلام کرین نہ منھ لگائین

[1] اے اللہ میری قوم کو تو ہدایت فرما تحقیق کہ وہ نادان ہین ۱۲۔

نہ اُسکے سلام کا جواب دین اسواسطے کہ جب وہ بلائے گا اور لوگ متوجہ ہونگے تو اُسکا شر و فساد پھیل جائیگا لیکن اگر عامی ہو اور لوگون کو نہ بلائے تو اُسکا کام بہت سہل ہوگا چوتھا درجہ اُس گناہ والے کا ہے جس گناہ مین خلق کو رنج ہو جیسے ظلم اور جھوٹی گواہی دینا اور طرفداری کے ساتھ حکم کرنا شعر مین ہجو کرنا غیبت کرنا لوگون مین فساد ڈالنا ان لوگون سے اعراض کرنا اور اُنکے ساتھ سختی کرنا بہت اچھی بات ہے اور اُنکے ساتھ دوستی کرنا نہایت مکروہ ہے اور ظاہر احرام نہین ہے اسواسطے کہ یہ حکم نہین ہوا پانچوان درجہ اُس شخص کا ہے جو شراب پینے اور فسق کرنے مین مشغول ہو اور کسی کو اُس سے رنج و اذیت نہو اُسکا کام بہت آسان ہے اُسکے ساتھ نرمی اور نصیحت اولے ہے بشرطیکہ قبول ہونے کی امید ہو ور نہ اعراض اولیٰ تر ہے مگر اُسکے سلام کا جواب دینا چاہیے اور اُسپر لعنت نہ کرنا چاہیے ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ کے زمانے مین کئی بار شراب پی اُسکو حد ماری گئی صحابہ رضی مین سے ایک شخص نے اُسپر لعنت کی اور کہا کہ اسکا فساد کبتک رہیگا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن صحابی کو منع کیا اور فرمایا کہ اسکا دشمن شیطان بس ہے تو تو شیطان کا مددگار نہ ہو جا دوسرا باب صحبت کے حقوق اور شرائط کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ ہر ایک آدمی صحبت اور دوستی کے قابل نہین ہے بلکہ ایسے شخص کی صحبت رکھنا چاہیے جسمین تین خصلتین ہون ایک یہ کہ عقلمند ہو اس واسطے کہ احمق کی صحبت مین کچھ فائدہ نہین آخر کو بے لطفی ہوجاتی ہے اسواسطے کہ احمق جب تیرے ساتھ بھلائی کیا چاہے تو ممکن ہے کہ حماقت سے ایسا کام کر بیٹھے جو تیری بُرائی کا سبب ہو جائے اور وہ نہ جانے بزرگون نے کہا ہے کہ احمق سے دور رہنا ثواب ہے اور احمق کے منھ پر نظر ڈالنا گناہ ہے احمق وہ ہے جو کامون کی حقیقت نہ پہچانے اگر اُس سے بیان کرین تو بھی نہ سمجھے دوسری خصلت یہ ہے کہ نیک خلق ہو کیونکہ بدخو سے سلامتی کی امید نہین ہوتی جب اُسکی خوے بد جنبش کرے گی تو تیرا حق بالائے طاق رکھے گا اور کچھ باک نہ کرے گا تیسری خصلت یہ ہے کہ صلاحیت کے ساتھ ہو اسواسطے کہ جو شخص گناہ پر مصر ہوتا ہے خدا سے نہین ڈرتا اور جو شخص خدا سے نہین ڈرتا اُسپر اعتماد کرنا نہ چاہیے حق جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ یعنے ایسے شخص کی اطاعت نہ کر جسکو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اگر بدعتی ہو تو اُس سے دور رہنا چاہیے اسواسطے کہ اُسکی بدعت کی شامت دوسرے مین اثر کرتی ہے اور کوئی بدعت اس بدعت سے بدتر نہین ہے جو اب پیدا ہوئی ہے کہ بعضے لوگ کہتے ہین کہ خدا کے بندون کو روکنا اور فسق اور معصیت سے اُنھین باز رکھنا کچھ ضرور نہین ہے اسواسطے کہ ہمین خلائق کے ساتھ دشمنی نہین اور اُنپر ہم حاکم نہین یہ بات اباحتؔ کا تخم اور زندقہؔ کی اصل ہے اور بڑی بدعت ہے ایسے لوگون سے خلط ملط ہرگز نہ رکھنا چاہیے کہ یہ بات خواہش نفس کے موافق ہے شیطان اُسکی مدد کرکے اس بات کو اُسکے دل مین آراستہ کردیگا اور چند روز مین صریح اباحتی بنادیگا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پانچ آدمیون کی صحبت سے حذر کر ایک جھوٹا کہ اس سے تو ہمیشہ فریب کھائیگا دوسرا احمق کہ وہ جب نفع پہونچانا چاہیگا ضرر پہونچ جائیگا اور بے خبر رہے گا تیسرا بخیل کہ عین وقت پر دوستی چھوڑ دیگا چوتھا بزدل کہ ضرورت کے وقت تجھے چھوڑ دیگا پانچوان فاسق کہ

ل اپنے واسطے کسی چیز کو مباح کرلینا ۱۲ ۲ کفر کو دل مین پوشیدہ رکھنا اور ایمان ظاہر کرنا ۱۲

ایک لقمہ پر یا اُس سے بھی کم پر تجھے بیچ ڈالے گا لوگون نے پوچھا لقمہ سے کمتر کیا ہے فرمایا لقمہ کی طمع حضرت جنید قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ عالم بدخوکی دوستی سے فاسق خوشخو کی دوستی مجھے زیادہ پسند ہے اے عزیز جان تو کہ یہ سب خصلتین بہت کم جمع ہوتی ہین تجھے چاہیے کہ صحبت کی غرض کو پہچان اگر فقط انس و محبت تجھے مقصود ہے تو اچھے اخلاق ڈھونڈھ اور اگر دین مقصود ہے تو علم و عمل ڈھونڈھ اگر دنیا مطلوب ہے تو سخاوت و کرم تلاش کر ہر ایک کی ایک شرط ہے اے عزیز جان تو کہ خلق تین قسم کی ہے بعضے لوگ غذا کے مانند ہین کہ اُن سے آدمی کو چارہ نہین اور بعضے دوا کے مثل ہین کہ کبھی کبھی اُن کی احتیاج پڑتی ہے اور بعضے بیماری کے ایسے ہین کہ انکی کبھی احتیاج نہین ہوتی لیکن لوگ ان مین پھنس جاتے ہین تو تدبیر کرنا چاہیے تاکہ نجات پائین غرضکہ ایسے شخص کے ساتھ صحبت رکھنا چاہیے کہ اُسے تجھ سے یا تجھے اُس سے دینی فائدہ ہو **صحبت اور محبت کے حقوق کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جب برادری اور صحبت کا عقد بندھ گیا تو وہ عقد نکاح کے مثل ہے اور اُسکے حقوق ہین جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ دو بھائیون کی مثال دو ہاتھون کی ایسی ہے کہ ایک دوسرے کو دھوتا ہے اور یہ حقوق دس قسم کے ہین پہلی قسم مال مین ہے اور یہ بزرگترین درجہ ہے کہ اپنے دوست بھائی کے حق کو مقدم کرے اور اپنا حصہ اُسے دیدے جیسا قرآن شریف مین انصار کے حق مین آیا ہے وَیُؤْثِرُونَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ[1] دوسرا امر یہ ہے کہ دوست بھائی کو اپنے مثل سمجھے اپنے اور اُسکے درمیان مال کو مشترک جانے اخیر کا درجہ یہ ہے کہ اُسے اپنا غلام اور خادم جانے جو چیز اپنی حاجت سے زیادہ ہو اُسے بے مانگے دے اگر اُسے سوال کی حاجت پڑے تو دوستی کے درجہ سے نکل گیا کیونکہ اُسکے دل مین دوست بھائی کی غمخواری نہ رہی یہ صحبت بطور عادت ہے اسکی کیا حقیقت ہے عتبۃ الغلام کا ایک دوست تھا کہا مجھے چار ہزار درم کی احتیاج ہے بولا اچھا آؤ دو ہزار لے لو اُسنے منھ پھیر لیا اور کہا تجھے غیرت نہین کہ اللہ دوستی کا دعوے کرتا ہے پھر دنیا کو اُسپر ترجیح دیتا ہے۔

حکایت کسی بادشاہ کے سامنے صوفیہ صافیہ کے ایک گروہ کے حق مین لوگون نے غمازی کی سب صوفیون کے قتل کیواسطے تلوار کھینچی گئی اُن مین حضرت ابو الحسن نوری قدس سرہٗ بھی تھے آگے بڑھے کہ پہلے مجھے قتل کرین بادشاہ نے پوچھا تم آگے کیون بڑھے کہا یہ سب صوفی میرے دوست بھائی ہین مین نے چاہا کہ ایک ساعت پہلے انپر سے جان نثار کرون بادشاہ نے کہا سبحان اللہ جو لوگ ایسے بامروت ہون اُنھین قتل کرنا درست نہین ہے اور سبھون کو رہا کر دیا فتح موصلی قدس سرہٗ اپنے ایک دوست کے گھر گئے وہ گھر مین نہ تھا اُسکی لونڈی سے کہا کہ اپنے مالک کا صندوقچہ لا وہ لائی جو کچھ درکار تھا صندوقچہ مین سے لے لیا جب وہ دوست اپنے گھر آیا اور یہ ماجرا سنا تو خوشی کے مارے اُس لونڈی کو آزاد کر دیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ایک شخص کہنے لگا کہ مین چاہتا ہون کہ تمھارے ساتھ دوستی اور برادری کرون اُنھون نے کہا کہ تجھے برادری کا حق بھی معلوم ہے بولا نہین کہا حق یہ ہے کہ تو اپنے سونے چاندی مین مجھسے زیادہ حقدار نہ رہے کہا کہ مین ابھی اس درجہ کو نہین پہونچا ہون فرمایا کہ بس چلدے کہ یہ کام تجھ سے نہ ہو سکیگا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ ایک صحابی کے

[1] وہ اختیار کرتے ہین اپنی ذاتون پر اگرچہ اُنھین احتیاج ہو ۱۲ –

پاس کسی نے بھونی سری بھیجی اُنھون نے کہا کہ میرا فلانا دوست بہت محتاج ہے اسکو دنیا اولی ہے اور اس سری کو اُسکے پاس بھیجا اُس نے دوسرے کے پاس دوسرے نے تیسرے کے پاس بھیجدی غرضکہ کئی جگہ پھر پھرا کر پہلے ہی دوست کے پاس آئی مسروق اور خیثمہ رحمہما اللہ تعالےٰ مین دوستی تھی اور ہر ایک قرضدار تھا ایک نے دوسرے کا قرض اسطرح ادا کیا کہ اُسے خبر بھی نہ ہوئی امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ بیس درم جو کسی دوست کے واسطے صرف کرون وہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ سو درم کسی فقیر کو دون جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے کسی جنگل مین جاکر دو مسواکین کھودین ایک ٹیڑھی تھی دوسری سیدھی ایک صحابیؓ آپ کے ساتھ تھے سیدھی مسواک آپ نے انکو عنایت فرمائی اور ٹیڑھی آپ لی اُنھون نے عرض کی کہ یارسول اللہ یہ مسواک بہتر ہے اولےٰ یہ ہے کہ اسے آپ لین آپنے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی کے ساتھ گھڑی بھر صحبت رکھتا ہے تو قیامت کے دن اُس سے سوال ہوگا کہ حق صحبت بجالایا یا ضائع کیا آپ کا یہ فرمانا اسطرف اشارہ ہے کہ حق صحبت یہ ہے کہ آدمی اپنے کام کی چیز دوسرے کو دیدے اور جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دو آدمی باہم صحبت رکھتے ہین تو ان دونون مین خدا کا بڑا دوست وہ ہے جو دوسرے کا بڑا رفیق اور شفیق ہو دوسری قسم یہ ہے کہ سب کامون مین خواہش اور استدعا کے پہلے یاری اور مددگاری کرے شادمانی اور کشادہ پیشانی کے ساتھ دوست کی خدمت گزاری کرے اگلے بزرگون کی عادت یہ تھی کہ ہر روز اپنے دوستون کے دروازے پر جاکر گھر والون سے پوچھتے کہ کیا کرتے ہو لکڑی آٹا تیل نمک ہے یا نہین دوستون کے کام کو اپنے کام کی طرح اہم اور ضروری جانتے تھے اور جب کام کرتے تو خود ممنون ہوتے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ دینی بھائی جورو لڑکون سے زیادہ مجھے عزیز ہین اسواسطے کہ یہ دین یاد دلاتے ہین اور زن و فرزند دنیا یاد دلاتے ہین عطار رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ تین دن کے بعد اپنے دوستون کی خبر لو اگر بیمار ہون تو عیادت کرو اگر کسی کام مین ہون تو مدد کرو اگر بھول گئے ہون تو یاد دلاؤ حضرت جعفر ابن محمد رحمہما اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ دشمن جب تک مجھ سے بے پروا نہو جائے تب تک مین اُسکی حاجت روائی مین جلدی کیا کرتا ہون تو دوست کے حق مین کیا کرون اگلے بزرگون مین ایک بزرگ تھے اُنھون نے اپنے دوست کی وفات کے بعد چالیسؔ برس تک حق صحبت کی رعایت سے اُسکے جورو لڑکون کی خدمت کی تیسری قسم زبان سے متعلق ہے کہ اپنے بھائیون کے حق مین اچھی بات کہے اور اُنکے عیبون کو چھپائے اگر کوئی اُنکے پیٹھ پیچھے اُن کا ذکر کرے تو اس کا جواب دے اور یہ سمجھے کہ وہ دیوار کے پیچھے سن رہا ہے جسطرح اپنے پیٹھ پیچھے اُسکا رہنا چاہتا ہے اُسی طرح اُس کے پیٹھ پیچھے خود بھی رہے چرب زبانی نہ کرے جب وہ اس سے کچھ کہے تو مان لے تکرار نہ کرے اُسکا راز فاش نہ کرے گو کہ اُس سے انقطاع ہوچکا ہو کیونکہ یہ امر بدطینتی سے ہوتا ہے اُسکے زن و فرزند اور احباب کی غیبت نہ کرے اگر کسی نے اُسکی شکایت کی ہو تو اس سے بیان نہ کرے اسواسطے کہ اگر کہیگا تو اسے رنج دیگا اگر لوگ اُسکی تعریف کرین تو اُس سے نہ چھپائے اسواسطے یہ امر حسد کی دلیل ہے اگر اُسنے اسکی کچھ تقصیر کی ہے تو شکایت کرے اور معاف کردے اور اپنا قصور یاد کرے جو خدا کی عبادت مین کرتا ہے تاکہ اپنے حق مین کسی کے قصور کرنے کو اچنبھا نہ جانے اور یہ سمجھے کہ اگر کوئی ایسے شخص کو ڈھونڈھے جو بخطا اور بےعیب ہو تو ہرگز نہ پائیگا اور خلق کی

صحبت چھوڑ دیگا حدیث شریف مین ہے کہ مومن ہمیشہ عذر ڈھونڈھتا ہے اور منافق سدا عیب ڈھونڈھتا ہے چاہیے کہ ایک نیکی کے بدلے
دس تقصیرین چھپائے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بُرے آشنا سے پناہ مانگنا چاہیے اسواسطے کہ جب وہ بُرائی دیکھتا ہے تو ظاہر
کردیتا ہے جب اچھائی دیکھتا ہے تو چھپاتا ہے جب کوئی قصور معذرت کے لائق ہو تو اُسے معاف کردے اور نیک گمان کرے اسواسطے
کہ بدگمانی کرنا حرام ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے نے مومن کی چار چیزون کو دوسرون پر حرام کیا ہے
مال جان آبرو بدگمانی حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم اُس شخص کے باب مین کیا کہتے ہو جو اپنے برادر کو سوتا دیکھتا ہے تو اسکی
شرمگاہ سے کپڑا اُتارتا ہے تاکہ وہ ننگا ہوجائے لوگون نے کہا یا روح اللہ اس امر کو کون روا رکھے گا فرمایا تم ہی روا رکھتے ہو اسواسطے
کہ اپنے برادر کا عیب فاش کرتے ہو تاکہ اور لوگ اُس سے واقف ہوجائین بزرگون نے کہا ہے کہ جب تو کسیکے ساتھ دوستی کیا چاہے
تو پہلے اُسے غصہ مین لا پھر کسی کو اُسکے پاس مخفی بھیج تاکہ تیرا ذکر چھیڑے اگر وہ تیرا افشائے راز کرے تو جان لے کہ وہ دوستی کرنے
کے قابل نہین ہے اور یہ بھی بزرگون نے کہا ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ دوستی کر کہ تیرا جو حال خدا جانتا ہے وہ جانتے اور جس طرح
خدا تعالے چھپاتا ہے وہ چھپائے کسی شخص نے ایک دوست سے اپنا راز کہا اور پوچھا تو نے اس بات کو یاد کرلیا اُسنے کہا نہین بھولا ہوا
ہون بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص چار وقتون مین تجھ سے بدلجائے وہ دوستی کے قابل نہین خوشی کے وقت غصہ کے وقت طمع کے
وقت خواہش نفسانی کے وقت چاہیئے کہ ان وقتون مین تیرے حق سے نہ گزرے حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے
فرزند عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے تجھے اپنا مقرب کیا ہے اور بوڑھون پر ترجیح دی ہے
خبردار پانچ باتین یاد رکھنا ایک اُنکے راز کو افشا نہ کرنا دوسرے اُنکے سامنے کسی کی غیبت نہ کرنا تیسرے اُن سے کوئی جھوٹ بات نہ
کہنا چوتھے اُنکے حکم کے خلاف نہ کرنا پانچوین وہ تجھ سے ہرگز کوئی خیانت نہ دیکھنے پائین آے عزیز جان تو کہ کوئی چیز دوستی مین اتنا
فساد اور خلل نہین ڈالتی جتنا مناظرہ اور خلاف خلل ڈالتا ہے دوست کی بات کو رد کیا تو اُسکے یہ معنی ہین کہ گویا اُسکو احمق اور جاہل
کہا اور اپنے تئین عاقل اور فاضل سمجھا اُس سے تکبر کیا چشم حقارت سے اُسے دیکھا یہ باتین دشمنی سے ملی ہوئی ہین دوستی سے نہین
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے بھائی کے کلام مین خلاف نہ کرو اُس سے ٹھٹھول نہ کرو اُسکے ساتھ وعدہ خلافی
نہ کرو بزرگون نے کہا ہے کہ اگر تو نے اپنے برادر سے کہا چل اُسنے کہا کہانتک تو وہ صحبت کے قابل نہین بلکہ چاہیے کہ فوراً اُٹھ کھڑا ہو اور
کچھ نہ پوچھے حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ میرا ایک دوست تھا مین جو کچھ اُس سے مانگتا وہ دیدیتا ایکبار مین نے
اُس سے کہا کہ فلانی چیز کی مجھے ضرورت ہے اُسنے کہا کسقدر درکار ہے پس اسکی دوستی کی حلاوت میرے دلسے جاتی رہی دوستی کا نباہ اس
امر مین موافقت کرنے سے ہوتا ہے جسمین موافقت کرسکین چوتھی قسم یہ ہے کہ زبان سے شفقت اور محبت ظاہر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہین اِذَا اَحَبَّ اَحَدُ کُمْ اَخَاہُ فَلْیُخْبِرْہُ یعنے جب کوئی کسی کو دوست رکھے تو اُسے خبر کردے آپ نے یہ اسواسطے فرمایا ہے تاکہ
اُسکے دل مین بھی محبت پیدا ہو اس صورت مین دوسرے کی طرف سے دونی محبت ہوگی چاہیے کہ اُسکی تمام احوال پرسی
کرے رنج و راحت مین اُسکا شریک رہے اُسکے رنج کو اپنا رنج اُسکی خوشی کو اپنی خوشی جانے جب اُسے پکارے تو اچھے

نام کے ساتھ پکارے اگر اُسکا کچھ خطاب ہے تو اُسی سے پکارے کہ وہ اُسے بہت دوست رکھتا ہوگا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ برادر کی دوستی تین چیزون سے مضبوط ہوتی ہے ایک تو یہ کہ اُسے اچھے نام سے پکارا کرو دوسرے یہ کہ پہلے خود اُسے سلام کیا کرے تیسرے یہ کہ پہلے اُسے بٹھالا کرے از انجملہ یہ بھی ہے کہ پیٹھ پیچھے اُسکی ایسی تعریف کرے جو اُسے پسند ہو اسی طرح اُس کے جورو لڑکون اور متعلقون کی بھی تعریف کرے ایسے کام سے دوستی بہت مضبوط ہوتی ہے اور وہ جو احسان کرے اُسکا شکر کرے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے برادر کی نیک نیتی پر شکر نہ کرے گا وہ نیک کام پر بھی شکر نہ کرے گا اور چاہیے کہ اسکے پیٹھ پیچھے اُسکی مدد کرے جو شخص اُسپر طعن کرتا ہے اُسکے کلام کو رد کرے اور دوست کو اپنے مانند جانے جب کسی کے سامنے بُرائی کے ساتھ اُسکے دوست کا ذکر آئے اور وہ چپ ہو رہے تو یہ امر ایسا ہے کہ گویا دوست کو پٹتے دیکھا اور مدد نہ کی اور چپ ہو رہا بلکہ بات کا گھاؤ بہت کاری ہوتا ہے کسی کا قول ہے کہ جب کسی نے میرے دوست کے پیٹھ پیچھے اُسکا ذکر کیا تو مین نے فرض کر لیا کہ وہ دوست موجود ہے اور سنتا ہے تو ایسا ہی جواب دیا جسے مین نے چاہا کہ وہ دوست سنے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دو بیلون کو دیکھا کہ زمین پر بندھے ہوئے ہین جب ایک اُٹھا تو دوسرا بھی اُٹھا یہ دیکھ کر آپ بے اختیار روئے اور فرمایا کہ برادران دینی بھی ایسے ہی ہوتے ہین کہ کھڑے ہونے اور چلنے مین ایک دوسرے کی متابعت کرتے ہین پانچوین قسم یہ ہے کہ علم دین مین سے جو اُسے ضرور ہو سکھا دے اسواسطے کہ اپنے بھائی کو دوزخ کی آگ سے بچانا دنیا کے رنج والم سے چھڑانے کی بہ نسبت اولےٰ ہے اگر علم سیکھنے کے بعد اُسپر عمل نہ کرے تو اُسکو نصیحت کرے اور خدا سے ڈرائے مگر چاہیے کہ یہ نصیحت تنہائی مین ہو تاکہ مہربانی کی دلیل ہو اسواسطے کہ برملا نصیحت کرنے مین رسوائی ہے اور جو کچھ کہنا ہے نرمی سے کہے سختی سے نہین جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ یعنی مسلمان مسلمان کا آئینہ ہوتا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ اپنے عیب ونقصان کو ایک دوسرے سے معلوم کرے اور جب تیرے برادر نے مہربانی سے تنہائی مین تیرا عیب کہا تو چاہیے کہ تو اُسکا احسان مان اور خفا نہو اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص تجھے اطلاع کرے کہ تیرے کپڑے کے اندر سانپ یا بچھو ہے تو تو اُس سے خفا نہ ہوگا بلکہ اُسکا احسان مانے گا سب بُرے اخلاق آدمی مین سانپ بچھو کے مانند ہین مگر انکا زخم قبر مین ظاہر ہوتا ہے اور اُن کا زخم روح پر ہوتا ہے وہ اس جہان کے سانپ بچھو سے زیادہ موذی ہین اسواسطے کہ انکا زخم بدن پر ہوتا ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اُسپر خدا کی رحمت ہو جو میرے عیب کو میرے سامنے ہدیہ لائے جب حضرت سلمان حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے پاس آئے تو فرمایا اے سلمان سچ سچ بتاؤ میرا وہ احوال جو تمھین بُرا معلوم ہو تم نے کیا دیکھا اور کیا سُنا اُنھون نے کہا کہ مجھے اس امر سے معاف رکھیے فرمایا ضرور بیان کرو جب بہت الحاح کیا تو حضرت سلمان نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ ایک وقت مین آپ کے دسترخوان پر دو طرح کا کھانا ہوتا ہے اور آپ کے پیراہن دو ہین ایک دن کا اور ایک رات کا آپ نے فرمایا کہ یہ دونون باتین نہین ہین اور کچھ سنا ہے کہا نہین حذیفہ مرعشی نے یوسف اسباط رحمہا اللہ تعالےٰ کو نامہ لکھا کہ مین نے سنا ہے کہ تو نے اپنا دین دو حبون کو بیچ ڈالا یعنی بازار مین کسی چیز کی تو نے خریداری کی مالک نے کہا کہ یہ چیز ایک دانگ کو ہے تو نے کہا تین طسوج یعنے دو حبہ کو دے

اُسنے اسواسطے دیدی کہ تجھے پہچانتا تھا تو اُسنے یہ مسامحت اور رعایت تیری دینداری اور پرہیزگاری کے سبب سے کی غفلت کا نقاب سر سے اُتار اور خواب غفلت سے بیدار ہو اے عزیز جان تو کہ جس نے قرآن اور علم حاصل کیا اور پھر دنیا کی رغبت کی مجھے خوف ہے کہ وہ خدا کی آیتون سے دل لگی بازی کرتا ہے پس دین کی رغبت کی نشانی یہ ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ نصیحت کی باتون سے ناصح کا احسانمند ہو حق تعالےٰ نے جھوٹون کی شان مین ارشاد فرمایا ہے وَلٰکِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ[ل] اور جو شخص ناصح کو دوست نہین رکھتا اس سبب سے غرور وتکبر اُسکے دین اور عقل پر غالب ہو جاتا ہے یہ سب اُس جگہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنا عیب سمجھے ہی نہین اور اگر سمجھ جائے گا تو اشارۃً کنایۃً نصیحت کرنا چاہیے صراحۃً اور علانیۃً نہ کرنا چاہیے اور اگر وہ اس قسم کا عیب ہے کہ تیرے ہی باب مین تقصیر کی ہے تو اُسے پوشیدہ کرنا اور اُس سے انجان بن جانا اولےٰ ہے بشرطیکہ دوستی سے دل نہ پھر جائے اور اگر پھر جائے گا تو چھپا کر غصہ کرنا قطع محبت سے اولےٰ ہے اور قطع محبت جھگڑنے اور زبان درازی کرنے سے بہتر ہے چاہیے کہ صحبت رکھنے سے مقصود یہ ہو کہ بھائیون سے برداشت اور تحمل کرنے سے تو اپنے اخلاق درست کرے یہ نہین کہ اُن سے بھلائی کی امید کرے ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ میرا ایک مصاحب تھا اُسکے سبب سے میرے دل پر گرانی تھی مین نے اس نیت سے اُسے کچھ دیا کہ میرے دل کی گرانی نکلجائے مگر نہ نکلی آخر اُسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر مین لایا اور کہا اپنا کف پا میرے منھ پر رکھ اُسنے کہا ہرگز ہرگز یہ امر نہ ہوگا مین نے کہا ضرور بالضرور اور خواہ مخواہ ایسا کر حتی کہ اُسنے اپنا تلوا میرے منھ پر رکھا تو وہ گرانی میرے دل سے جاتی رہی ابو علی رباطی رحمۃ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ عبداللہ رازی کا رفیق ہو کر مین سفر کو گیا اُنھون نے کہا راستے مین سردار مین رہون یا تم رہوگے مین نے کہا تم رہو اُنھون نے کہا جو کچھ مین کہون میری فرمانبرداری کرنا مین نے کہا بسر وچشم اُنھون نے توبڑہ مانگا مین نے لاکر حاضر کیا زاد راہ اور کپڑے اور جو کچھ پاس تھا اُسمین بھر کر اُنھون نے اپنی پیٹھ پر لادا اور چل نکلے ہرچند اُن سے مین نے کہا مجھے دیجیے تاکہ آپ ماندے نہو جائین اُنھون نے جواب دیا کہ تمھین سردار پر حکومت نہین پہونچتی ہے تم فرمانبردار ہو ایک رات مینھ برسنے لگا صبح تک میرے اوپر کمل تانے کھڑے رہے تاکہ مجھپر مینھ نہ پڑے جب مین گفتگو کرتا تو کہتے مین سردار ہون تم فرمانبردار ہو مین اپنے دل مین کہتا کہ کاش مین انھین سردار نہ بناتا چھٹی قسم جو چوک اور قصور ہو جائے اُسے بخشدینا ہے بزرگون نے کہا کہ اگر کوئی بھائی تیرا قصور کرے تو ستر طرح کی عذرخواہی تو اپنی طرف سے کر اگر نفس نہ قبول کرے تو اپنے دل سے کہہ کہ تو نہایت بدخو اور بدذات ہے کہ تیرے بھائی نے ستر عذر کیے اور تونے نہ مانا اگر وہ قصور ایسا ہے جسمین گناہ ہو تو اُسکو نرمی سے نصیحت کر تاکہ چھوڑ دے اگر اُسپر وہ اصرار نہین کرتا ہے تو تو خود نادان اور انجان بنجا اور اگر اصرار کرتا ہے تو اسکو نصیحت کر اگر نصیحت سودمند نہ ہو تو اس مسئلہ مین صحابہ کا اختلاف ہے کہ پھر کیا کرنا چاہیے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اُس سے قطع محبت کرنا چاہیے کیونکہ پہلے حب للہ دوستی کی تو اب بھی خدا ہی کے واسطے اُسے دشمن بنا حضرت ابو الدرداؓ اور اور صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنھم کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ قطع محبت نہ کرنا چاہیے اسواسطے

[ل] اور لیکن نہین دوست رکھتے نصیحت کرنے والون کو ۱۲۔

کہ امید ہے کہ اُس گناہ سے وہ پھر جائے لیکن ایسے شخص سے ابتدا اُس دوستی کرنا نہ چاہیے جب محبت کر چکے تو قطع الفت نہ کرنا چاہیے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالے نے کہاہے کہ بھائی کو کوئی گناہ کرنے کے سبب سے چھوڑ نہ دے اسواسطے کہ شاید آج کرتاہے کل نہ کرے اور حدیث شریف مین ہے کہ عالم کی خطا سے حذر کرو اُس سے قطع عقیدت اور ترک محبت نہ کرو امید ہے کہ اُس گناہ سے جلد باز آئے حکایت بزرگان دین مین دو دوست بھائی تھے اُن مین سے ایک خواہش نفسانی کے سبب سے کسی آدمی پر عاشق ہوگیا اور اپنے دوست سے کہا کہ میرا دل بیمار ہوا ہے مجھے عشق کا آزار ہوا ہے تیرا جی چاہے تو عقد اخوت چھوڑ دے رشتہ محبت توڑ دے اُس نے کہا معاذ اللہ مین ایک گناہ کے سبب سے تیری دوستی چھوڑون لاحول ولاقوۃ الا باللہ ایک مرض عشق کی وجہ سے رشتہ محبت توڑون اور عزم بالجزم کر لیا کہ میرے دوست کو شافی برحق اس مرض سے جبتک شفا نہ عنایت کریگا نہ کھانا کھاؤن گا نہ پانی پیون گا بالکل فاقہ کرونگا چالیس دن نہ کچھ کھایا نہ پیا پھر پوچھا کہ کیا حال ہے کہا وہی حال وہی اندوہ وملال ہے پھر آب ودانہ سے صبر کیا اور دبلا ہونے لگا یہان تک کہ اُس دوست نے آکر کہا کہ اب فضل خدا ہوا میرا دل عشق سے ٹھنڈا ہوا تب اُس دوست صادق نے کھانا کھایا اور شکر خدا بجالایا ایک شخص سے لوگون نے کہا کہ تیرا برادر دینداری چھوڑ کر معصیت مین پڑا ہے تو اُس سے دوستی کیون نہین چھوڑ دیتا اُسنے جواب دیا کہ آج اُسے برادر کی بڑی ضرورت ہے اسواسطے کہ اُسکا کام خراب ہوگیا ہے مین اُسے کیونکر چھوڑ دون بلکہ یہ تو اُسکی دستگیری کا وقت ہے کہ مہربانی کرکے اُسے سمجھاؤن اور دوزخ سے اُسے بچاؤن حکایت بنی اسرائیل مین دو دوست تھے دونون ایک پہاڑ پر عبادت کیا کرتے تھے ایک اُن مین سے کچھ مول لینے شہر مین گیا قضا کار اُسکی نگاہ ایک خراباتی عورت پر پڑی عاشق ہوکر وہین رہگیا جب کئی دن گذرے تو اُسکا دوست ڈھونڈھنے لگا اور یہ ماجرا سنکر اُسکے پاس آیا یہ شرمندہ ہوکر بولا مین تجھے نہین جانتا اُس نے جواب دیا اے برادر تو کچھ تردد نہ کر مجھے جتنی مہربانی تیرے ساتھ آجکے دن ہے پہلے اتنی ہرگز نہ تھی اور اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالکر بوسہ دیا جب اُسنے اُسکی اتنی مہربانی دیکھی تو سمجھا کہ مین اسکی نظرون سے نہین گرا ہون اُٹھا اور توبہ کی اور اُسکے ساتھ چلا گیا تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالے عنہ کا مذہب سلامتی سے نزدیک ہے اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا طریقہ بہت پاکیزہ اور فقیہانہ ہے اسواسطے کہ توبہ کا سبب ہوتا ہے اور آدمی کو عاجزی اور درماندگی کے وقت دینی بھائیون کی حاجت پڑتی ہے تو ان کو کیونکر چھوڑ دین فقہ کی وجہ یہ ہے کہ دوستی کا عقد جو باندھا تو وہ قرابت کا حکم رکھتا ہے تو گناہ کے سبب سے قطع رحم کرنا درست نہین ہے اسیواسطے حق تعالے نے فرمایا ہے فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ یعنے اگر قرابت والے تیری نافرمانی کرین تو تو کہدے کہ مین تمھارے عمل سے بیزار ہون یہ نہ کہہ کہ تم سے بیزار ہون حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے لوگون نے کہا کہ تمھارا بھائی گناہ کرتا ہے تم اُس سے دشمنی کیون نہین رکھتے کہا مین اُسکے گناہ سے تو بیزار ہون لیکن وہ میرا بھائی ہے مگر ابتدا مین ایسے آدمی سے برادری کرنا چاہیے کہ برادری کرنا خیانت نہین ہے مگر صحبت قطع کرنا خیانت ہے اور اُس حق کا چھوڑ دینا ہے جو پہلے ثابت ہو چکا ہے مگر سب علما نے یہ کہا ہے کہ اگر برادر نے تیرے حق مین تقصیر کی تو اُسکو بخشدینا اولے ہے اور اگر وہ عذر خواہی کرے تو گو کہ تو جانتا ہو کہ جھوٹا ہے مگر عذر قبول کرے

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے برادر کا عذر قبول نہ کریگا تو یہ اُس شخص کے گناہ کے مانند ہے جو راستے مین مسلمانون سے خراج لے اور فرمایا ہے کہ مسلمان جلد خفا ہوتا ہے اور جلد خوش ہوتا ہے حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے مرید سے کہا کہ جب کسی دوست سے تو کوئی جفا دیکھے تو اُسپر عتاب نہ کر شاید عتاب کرنے سے تو ایسی بات سنے جو اس جفا سے سخت تر ہو مریدنے کہا ہے کہ مین نے جب اس بات کو آزمایا پیر کی نصیحت کے موافق پایا ساتوین قسم یہ ہے کہ تو اپنے دوست کو زندگی مین اور موت کے بعد دعا کے ساتھ یاد کرے اور جسطرح اپنے زن و فرزند کے واسطے دعا کرتا ہے اُسیطرح اُسکے زن و فرزند کے لیے بھی دعا کرے اور درحقیقت وہ دعا اپنے حق مین ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے برادر کیواسطے اُسکے پیٹھ پیچھے جو دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تجھے بھی یہ بات حاصل ہو اور ایک روایت مین یون وارد ہوا ہے کہ خود حق تعالےٰ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ مین پہلے تیرا مدعا بر لاؤنگا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوستون کی دعا جو غیبت مین ہو حق تعالےٰ اُسے رد نہین فرماتا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ مین ستر دوستون کا نام سجدہ مین لیتا ہون اور ہر ایک کے واسطے دعا کرتا ہون بزرگون نے کہا ہے کہ برادر وہ ہے جو تیری موت کے بعد جب دعا کرے کہ وارث مال میراث لینے مین مشغول ہون اور اس بات کا اندیشہ کرے کہ حق تعالےٰ جل شانہٗ سے اور تجھ سے کیسی بنے گی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردہ کی مثل اُس کی ایسی ہے جو ڈوبتا ہو اور سہارا ڈھونڈھتا ہو مردہ کبھی زن و فرزند اور دوستون سے دعا کا منتظر رہتا ہے اور زندون کی دعا کو وہ نور ہو کر مُردون کی قبرون مین پہونچتی ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ دعا کو نور کے طباقون مین مردون کے سامنے پیش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ فلان شخص کا ہدیہ ہے مُردے اُسیطرح خوش ہوتے ہین جسطرح زندے ہدیہ سے خوش ہوتے ہین آٹھوین قسم یہ ہے کہ وفائے دوستی کو نہ بھولے اور وفاداری کے ایک معنی یہ ہین کہ دوست کی وفات کے بعد اُسکے زن و فرزند اور دوستون سے غافل نہ رہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک بڑھیا حاضر ہوئی آپ نے اُسکی تعظیم فرمائی لوگ اس بات سے متعجب ہوئے آپ نے فرمایا کہ یہ عورت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے وقت مین ہمارے یہان آیا کرتی تھی اور دوستی نباہنا ایمان مین داخل ہے اور وفاداری یہ ہے کہ جو شخص کسی دوست سے علاقہ رکھتا ہو اُسکا فرزند ہو یا غلام یا شاگرد سب پر مہربانی کی نظر رکھے اور اُس سے مہربانی سے زیادہ تر اثر دل پر پایا جائے جو دوست کے ساتھ رکھتا تھا اور وفاداری یہ ہے کہ اگر منصب یا دولت یا حکومت پا گیا ہے تو اگلی تواضع اور مدارات نگاہ رکھے اپنے دوستون سے غرور نہ کرے اور وفاداری یہ ہے کہ ہمیشہ دوستی قائم رکھے اور کسی سبب سے قطع محبت نہ کرے اسواسطے کہ شیطان کا بڑا کام یہ ہے کہ برادرون کو وحشت مین ڈالتا ہے جیسا اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ الشَّیْطَانَ یَنْزَغُ بَیْنَھُمْ[1] حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا ہے مِنْ بَعْدِ اَنْ نَزَغَ الشَّیْطَانُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اِخْوَتِیْ[2] اور وفاداری یہ ہے کہ دوست کے حق مین کسیکا بھڑکانا نہ سنے اور سبکو جھوٹا جانے اور وفاداری یہ ہے کہ دوست کے دشمن کے ساتھ دوستی نہ کرے بلکہ اُسکے دشمن کو اپنا بھی دشمن جانے اسواسطے کہ جو شخص کسی کا دوست ہو اور اُسکے دشمن کا بھی دوست ہو

ف مردہ دعا کا منتظر رہتا ہے ۱۲

[1] بیشک شیطان فتنہ ڈالتا ہے اُن مین ۱۲ [2] بعد اسکے فساد ڈالا شیطان نے مجھ مین اور میرے بھائیون مین ۱۲

یہ دوستی ضعیف ہوتی ہے **نوین قسم** یہ ہے کہ تکلف درمیان سے اُٹھا دے اور دوست کے ساتھ بھی ویسا ہی رہے جیسا اکیلا رہتا ہے اگر ایک دوست دوسرے سے ملاحظہ رکھیگا تو وہ دوستی ناقص ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے وہ دوست سب دوستون سے بدتر ہے جس سے معذرت اور تکلف کرنے کی تجھے ضرورت پڑے حضرت جنید قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ مین نے بہت سے دوست دیکھے کوئی ایسے دو برادر نہ دیکھے کہ اُن مین سے ایک حشمت کے سبب سے دوسرے کی وحشت کا باعث ہو مگر یہ کہ کسی مین کچھ عیب ہو بزرگون نے کہا ہے کہ اہل دنیا کے ساتھ ادب سے گذران کر اور اہل آخرت کے ساتھ علم سے اور اہل معرفت کے ساتھ جس طرح تیرا جی چاہے کچھ صوفی اس شرط سے باہم صحبت رکھتے تھے کہ اگر کوئی ہمیشہ روزہ رکھے خواہ ہمیشہ کھانا کھائے یا رات بھر سوئے یا تمام شب نماز پڑھے تو دوسرا کچھ نہ پوچھے کہ اسکا کیا سبب ہے غرضکہ اللہ دوستی کے معنے یگانگی ہین اور یگانگی مین تکلف کو کچھ دخل نہین ہے **دسوین قسم** یہ ہے کہ اپنے تئین سب دوستون سے کمتر سمجھے اور اُنسے کسی بات کی اُمید اور آرزو نہ رکھے اور کوئی رعایت نہ چھپائے اور سب حقوق ادا کرتا رہے حضرت جنید قدس سرہ کے سامنے کسی شخص نے کہا کہ اس زمانے مین برادر کمیاب ہے اور مکرر کہا حضرت جنید نے جواب دیا کہ اگر تو ایسا شخص چاہتا ہے جو تیری خدمتگزاری اور غمخواری کرے تو البتہ کمیاب ہے اور اگر ایسا شخص چاہتا ہے کہ تو اُسکی خدمتگزاری اور غمخواری کرے تو بہتیرے ہین بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص اپنے تئین دوستون سے بہتر جانیگا خود گنہگار ہوگا اور وہ اسکے حق مین گنہگار ہونگے اور اگر اپنے تئین انکے برابر سمجھے گا تو خود بھی غمگین ہوگا اور وہ بھی رنجیدہ رہین گے اور اگر اپنے تئین اُن سے کمتر جانیگا تو یہ اور وہ دونون راحت و آرام سے رہین گے حضرت ابو معاویہ الاسود رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ میرے سب دوست مجھسے بہتر ہین کہ مجھے مقدم رکھتے ہین اور میری بزرگی جانتے ہین **تیسرا باب مسلمانون یگانون ہمسایون لونڈی غلامون کے حقوق کے بیان مین** اے عزیز جان تو کہ ہر ایک کا حق اُسکی قرابت کی قدر ہوتا ہے اور قرابت کے درجے مین حقوق اُن درجون کے قدر ہوتے ہین اور جو برادری خدا کے واسطے ہوتی ہے وہ بہت قوی رابطہ ہے اُسکے حقوق مذکور ہو چکے ہین جس کسی کے ساتھ دوستی نہ ہو فقط دینی قرابت ہو اُسکے بھی کئی حق ہین **پہلا حق** یہ ہے کہ آدمی جو چیز اپنے واسطے پسند نہین کرتا وہ کسی مسلمان کے واسطے بھی پسند نہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمانون کی مثال ایک آدمی کی سی ہے کہ جب اُس کا ایک عضو دکھتا ہے تو تمام اعضا کو خبر ہوتی ہے اور سب اعضا دردناک ہوتے ہین اور فرمایا ہے کہ جو شخص دوزخ سے نجات چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ کلمۂ شہادت پر مر جائے اور جو امر پسند نہین کرتا کہ لوگ اُسکے ساتھ کرین وہ امر خود بھی اورون کے ساتھ نہ کرے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق سبحانہ تعالےٰ سے پوچھا کہ یا الٰہ العالمین تیرے بندون مین بڑا عادل کون ہے ارشاد ہوا کہ وہ جو آپ سے انصاف کرے **دوسرا حق** یہ ہے کہ کوئی مسلمان اُسکے ہاتھ اور اُسکی زبان سے رنج نہ پائے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے پوچھا کہ اے لوگو تم جانتے ہو کہ کون شخص مسلمان ہے لوگون نے عرض کی کہ اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ سلامت رہین لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مومن کون ہے آپ نے فرمایا کہ مومن وہ ہے جس سے مومنون کو جان و مال مین بے فکری ہو پھر پوچھا

کہ مہاجر کون ہے ارشاد ہوا کہ مہاجر وہ ہے جو بُرے کام چھوڑ دے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کو حلال نہین کہ آنکھ سے ایسا اشارہ کرے کہ کوئی مسلمان اشارہ کے سبب سے رنجیدہ ہو اور یہ بھی حلال نہین کہ کوئی ایسا کام کرے جسکے سبب سے کوئی مسلمان گھبرائے اور ڈرے حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ حق تعالےٰ دوزخیون کو خارش مین مبتلا کریگا اسقدر کھجائین گے کہ استخوان نکل آئینگے پھر پکارنے والا پکاریگا کہ یہ محنت اور اذیت کیسی ہے وہ کہین گے کہ نہایت سخت اور بہت بڑی ہے جواب آئیگا کہ یہ اذیت اس سبب سے ہے کہ تم دنیا مین مسلمانون کو ستاتے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے ایک شخص کو بہشت مین دیکھا کہ جدھر چاہتا تھا سیر کرتا پھرتا تھا یہ گلگشت اُسکو اس سبب سے نصیب ہوئی کہ اُس نے راہ پر سے ایک درخت کاٹ ڈالا تھا تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو **تیسرا حق** یہ ہے کہ کسی کے ساتھ تکبر نہ کرے اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالےٰ متکبرون سے دشمنی رکھتا ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ پر یہ وحی نازل ہوئی کہ فروتنی اختیار کرو تاکہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اسیواسطے جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین بیوہ عورتون اور مسکینون کے ساتھ جاتے اور اُن کی حاجت روائی کرتے یہ نہ چاہیے کہ آدمی کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھے کہ شاید وہ خدا کا ولی ہو اور اُسے خبر نہ ہو اسواسطے کہ حق تعالےٰ نے اولیا کو پوشیدہ رکھا ہے تاکہ کوئی اُنکی طرف راہ نہ پائے **چوتھا حق** یہ ہے کہ غماز کی بات کسی مسلمان کے حق مین نہ سنے کیونکہ مرد صالح کی بات سننا چاہیے اور غماز فاسق ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ کوئی غماز بہشت مین نہ جائیگا اے عزیز جان تو کہ جو تیرے سامنے اورون کی بدی کریگا وہ اورون کے سامنے تجھے بھی بُرا کہے گا اُس سے دور رہنا چاہیے اور اُسکو جھوٹا سمجھنا چاہیے **پانچوان حق** یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ کسی آشنا سے ترک کلام نہ کرے اسواسطے کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین دن سے زیادہ مسلمان بھائی سے بات موقوف کرنا درست نہین ہے انمین بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حق تعالےٰ نے حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ تیرا مرتبہ اور نام مین نے اسواسطے بڑا کیا کہ تو نے اپنے بھائیون کی خطا معاف کی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ اگر تو اپنے کسی مسلمان بھائی کا گناہ معاف کریگا تو حق تعالےٰ تیری عزت اور بزرگی زیادہ کرے گا **چھٹا حق** یہ ہے کہ حتی المقدور ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرے وہ نیک ہو خواہ بد حدیث شریف مین آیا ہے کہ جسکے ساتھ ہوسکے نیکی کر اگرچہ وہ اس قابل نہین مگر تو تو اس لائق ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایمان کے بعد خلائق سے دوستی کرنا اور پارسا اور ناپارسا کے ساتھ احسان کرنا اصل عقل ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ جو شخص بات کرنے کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑتا تو جبتک وہ خود نہ چھوڑتا تب تک آپ نہ چھڑاتے اور اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بات کرتا تو آپ اُسکی طرف بالکل متوجہ ہو جاتے اور جب تک بات تمام نہ ہوتی صبر فرماتے **ساتوان حق** یہ ہے کہ بوڑھون کی تعظیم کرے اور بچون پر رحم کرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بوڑھون کی عزت نہ کریگا اور بچون پر رحم اور شفقت نہ کریگا وہ میری امت مین نہین ہے کہ سفید بالون کی تعظیم خدا کی تعظیم ہے اور فرمایا ہے کہ جو جوان بوڑھون کی تکریم کرتا ہے حق تعالیٰ جل شانہ جوانون کو توفیق دیگا

کہ بڑھاپے مین اُسکی تعظیم کرین یہ درازی عمر کی خوشخبری ہے کہ جس کسی کو بوڑھون کی تکریم کی توفیق ہوگی تو اُسپر دلیل ہے کہ وہ بھی بوڑھا ہوگا کہ اُسکا بدلا دیکھے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پھر کر آتے تو لوگ لڑکون کو آپ کی خدمت با برکت مین حاضر کرتے آپ کسی کو سواری پر آگے بٹھاتے کسی کو پیچھے وہ آپس مین فخر کرتے اور کہتے حضرت نے مجھے آگے بٹھایا اور تجھے پیچھے ایک چھوٹے سے بچے کو آپ کے پاس لیگئے کہ آپ اُسکا نام رکھدین اور اُسکے حق مین دعائے خیر کرین آپ نے اسکو گود مین لے لیا ایسا ہوتا کہ کوئی لڑکا اگر پیشاب کرنے لگتا تو لوگ غل مچاکر چاہتے کہ حضرت سے لے لین آپ فرماتے کہ اسے رہنے دو تاکہ پورا پیشاب کرلے اسکا پیشاب نہ روکو اور اُسکے سامنے آپ پیشاب نہ دھوتے کہ وہ رنجیدہ نہو جب وہ باہر جالیتا تو آپ دھو ڈالتے اور اگر لڑکا خرد سال ہوتا تو پانی اُسکے پیشاب پر چھڑک لیتے اور بیٹھے رہتے **آٹھوان حق** یہ ہے کہ سب مسلمانون کے ساتھ ملنسار اور کشادہ پیشانی اور خندان رہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے کشادہ رو اور سہل گیر کو دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ جو نیک کام مغفرت کا سبب ہے وہ آسانی اور کشادہ پیشانی اور شیرین زبانی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ ایک غریب عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے راہ روک کر کھڑی ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ مجھے آپ سے کچھ کام ہے آپ نے فرمایا کہ اس گلی مین جہان تیرا جی چاہے بیٹھ جا تیرے ساتھ مین بھی بیٹھونگا وہ بیٹھ گئی آپ بھی بیٹھ گئے جبتک اُس نے اپنا تمام حال عرض کیا آپ بیٹھے رہے **نوان حق** یہ ہے کہ کسی مسلمان سے وعدہ خلافی نہ کرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جسمین یہ تین چیزین پائی جائین وہ منافق ہے اگرچہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے ایک یہ کہ جھوٹ بولتا ہو دوسرے وعدہ خلافی کرتا ہو تیسرے امانت مین خیانت کرتا ہو **دسوان حق** یہ ہے کہ ہر ایک کی تعظیم اُسکے مرتبہ کے موافق کرے جو شخص لوگون مین معزز ہو اُسکی بڑی تعظیم کرے جب کوئی شخص لباس فاخرہ اور سواری اسپ اور تجمل رکھتا ہو تو سمجھے کہ وہ بڑے مرتبہ کا آدمی ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک سفر مین تھین جب دسترخوان بچھا ایک فقیر آیا بولین ایک روٹی اسے دیدو اور ایک سوار بھی آپہونچا بولین اسے بلاؤ حاضرین نے کہا کہ آپ نے فقیر کو چھوڑ کر امیر کو بلایا حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے ہر ایک کو مرتبہ عنایت کیا ہے ہمکو اُس مرتبہ کا حق نگاہ رکھنا چاہیے فقیر ایک روٹی سے خوش ہو جاتا ہے امیر کے ساتھ ایسا کرنا مناسب نہین اُسکے ساتھ وہ امر کیجیے جس مین وہ خوش ہو حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب کسی قوم کا معزز آدمی تمھارے پاس آئے تو اُسکی تعظیم کرو کوئی شخص ایسا ہوتا تھا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا اپنی چادر اُسے مرحمت کرتے کہ بچھا کر بیٹھے ایک بڑھیا جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا آپ کے پاس آئی آپ نے اُسے اپنی چادر پر بٹھایا اور فرمایا اے مادر مرحبا جو تیرا جی چاہے مانگ مین تجھے دونگا مال غنیمت مین سے آپ کو جو حصہ ملا تھا اُسے عنایت کیا اُس نیکبخت نے اُس مال کو لاکھ درم کے عوض حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہاتھ بیچا **گیارھوان حق** یہ ہے کہ جب دو مسلمان آپسمین خفا ہون تو اُن مین صلح کرنے کی کوشش کرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین تمھین بتادون کہ کیا چیز روزہ نماز اور صدقہ سے افضل ہے لوگون نے عرض کی ارشاد کیجیے فرمایا مسلمانون مین صلح کرا دینا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن بیٹھے بیٹھے ہنسنے لگے

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہون ہنسنے کا کیا سبب ہے فرمایا میری امت مین سے دو مرد رب العزت کے سامنے زانو کے بھل گرینگے یعنے قیامت کے دن ایک تو کہیگا کہ بار خدا اس سے میرا انصاف کردے کہ اسنے مجھپر ظلم کیا ہے اُس سے حق تعالےٰ فرمائیگا کہ اسکا حق دیدے وہ عرض کریگا کہ بار خدایا میری سب نیکیان تو مدعیون نے لےلین اب میرے پاس کچھ نہین باقی حق تعالےٰ دادخواہ سے فرمائیگا کہ اب تو کیا کریگا اُسکے پاس تو کوئی نیکی نہین ہے وہ عرض کریگا کہ میرے گناہ اسے حوالے فرما تو اُسکے گناہ اُسکے سرپر رکھینگے اور ہنوز مظلمہ باقی رہے گا یہ کہکر جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا روئے اور فرمایا کہ یہی بہت بُرا دن ہے کہ ہر ایک اس امر کا حاجتمند ہوگا کہ اس سے اسکا بار عصیان اُتار لین اسوقت ارحم الراحمین دادخواہ سے یہ فرمائیگا کہ سر اُٹھا کر دیکھ تو تجھے کیا دکھائی دیتا ہے وہ عرض کریگا کہ اے پروردگار چاندی کے شہر دیکھتا ہون اور سونے کے مکانات دیکھتا ہون کہ جواہر اور موتیون سے جڑے ہوئے ہین کیا یہ کسی پیغمبر کی ملک ہین یا کسی شہید یا صدیق کی حق تعالےٰ پھر یہ ارشاد فرمائیگا کہ یہ اُسی کے ملک ہین جو اسکی قیمت دے وہ عرض کریگا کہ یارب العالمین بھلا اسکی قیمت کون دے سکتا ہے احکم الحاکمین ارشاد کریگا کہ تو دیسکتا ہے وہ عرض کریگا کہ بار خدایا مین کیونکر دے سکتا ہون ارشاد ہوگا کہ تو اسطرح دے سکتا ہے کہ اپنے اس بھائی کا گناہ معاف کردے وہ بے اختیار عرض کریگا کہ یا ارحم الراحمین مین نے اسکا گناہ معاف کیا حکم ہوگا کہ اُٹھ اور اسکا ہاتھ پکڑ اور تم دونون جنت مین جاؤ یہ کہکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ سے ڈرو اور خلق مین صلح کیا کرو کہ حق تعالےٰ قیامت کے دن مسلمانون مین صلح کردے گا بارھوان حق یہ ہے کہ مسلمانون کے تمام عیبون اور پوشیدہ بُرائیون کو چھپائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی اس جہان مین مسلمانون کی پردہ پوشی کریگا قیامت کے دن حق تعالےٰ اُسکے گناہون کو پوشیدہ رکھے گا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ جسے مین پکڑتا ہون خواہ چور ہو خواہ شرابی یہی چاہتا ہون کہ حق تعالےٰ اسکے گناہ فاحش کو چھپاوے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگون تم نے فقط زبان سے کلمہ پڑھا ہے ابھی تمھارے دلون مین ایمان نہین آیا لوگون کی غیبت نہ کیا کرو اُن کی پوشیدہ بُرائیون کا تجسس نہ کیا کرو جو شخص کسی مسلمان کا عیب فاش کرتا ہے حق تعالےٰ اُسکا عیب فاش کرتا ہے تاکہ وہ رسوا ہو اگرچہ گھر کے اندر رہو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ مجھے یاد ہے جب پہلے ایک شخص کو لوگون نے چوری مین پکڑا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لائے تاکہ آپ اُسکا ہاتھ کاٹین آپ کے چہرۂ نورانی کا رنگ متغیر ہوگیا لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کو اس کام سے کیا کراہت آئی فرمایا کیون نہ آئے اپنے بھائیون کی دشمنی مین مین شیطان کا مددگار کیون ہون اگر تم چاہتے ہو کہ حق تعالےٰ تمھین بخشدے اور تمھارے گناہ چھپائے اور معاف کرے تو تم بھی لوگون کے گناہ چھپاؤ کیونکہ جب سلطان کے پاس پہونچوگے تو حد قائم کرنے سے کچھ چارہ نہوگا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک رات گشت کے واسطے نکلے ایک گھر سے سرود کی آواز آئی آپ چھت پر چڑھ گئے جب گھر مین گئے تو ایک مرد کو دیکھا کہ رنڈی کے ساتھ شراب پی رہا ہے کہا اے دشمن خدا تو سمجھا تھا کہ تیرے ایسے گناہ کو حق تعالیٰ چھپا دے گا اُس نے عرض کی کہ یا امیر المومنین جلدی نہ کیجیے مین نے اگر ایک گناہ کیا ہے تو آپ نے تین گناہ کیے ہین

حق تعالے نے فرمایا ہے وَلَا تَجَسَّسُوا اور آپ نے جستجو کی اور فرمایا ہے وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا اور آپ چھت پر سے آئے اور فرمایا ہے لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا اور آپ بے اجازت چلے آئے اور سلام بھی نہ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ اگر مین معاف کرون تو تو توبہ کریگا اُسنے عرض کی ہان توبہ کرونگا اور پھر ہرگز ایسے کام کے پاس نہ جاؤنگا آپ نے معاف کیا اور اُسنے توبہ کی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے لوگون کی وہ باتین سننے کے واسطے کان لگایا جو بے اسکے کرتے ہین قیامت کے دن اُسکے کان مین سیسا پگھلا کر ڈالا جائیگا تیرھوان حق یہ ہے کہ تہمت کی راہ سے دور رہے تاکہ مسلمانون کے دلکو بدگمانی سے اور زبان کو عیب سے بچائے اسواسطے کہ جب کوئی شخص کسی گناہ کا سبب ہوتا ہے تو اس گناہ مین خود بھی شریک ہوجاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص کیسا ہوتا ہے جو اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے لوگون نے عرض کی کہ یارسول اللہ ایسا کون کریگا کہ اپنے ماں باپ کو خود گالی دے فرمایا کہ جو شخص دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیگا تاکہ وہ اُسکے ماں باپ کو گالی دین تو وہ گالی خود اُسنے دی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص تہمت کی جگہ بیٹھے اُسے درست نہین ہے کہ اس شخص کو ملامت کرے جو اس سے بدگمان ہو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کے اخیر مین ام المومنین حضرت بی صفیہ رضی اللہ عنہا سے مسجد مین باتین کرتے تھے ایک شخص وہان آنکلا آپ نے اُسے بلایا اور فرمایا یہ میری بی بی ہے حضرت صفیہ رض نے عرض کی کہ یارسول اللہ لوگ اور کسی سے بدگمانی کرین تو کرین آپ سے نہین کرسکتے فرمایا شیطان آدمی کے بدن مین اس طرح سیر کرتا ہے جسطرح خون رگون مین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک مرد کو دیکھا کہ راستے مین ایک عورت سے باتین کرتا تھا اسے درے مارے اُسنے عرض کی کہ یا امیر یہ میری جورو ہے فرمایا تو ایسی جگہ کیون نہین باتین کرتا جہان کوئی نہ دیکھے چودھوان حق یہ ہے کہ اگر صاحب جاہ و منزلت ہے تو کسی کی سعی کرنے مین دریغ نہ کرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رض سے فرمایا کہ مجھسے مطلب چاہو میرے دل مین ہوتا ہے کہ دون لیکن دیر کرتا ہون تاکہ تم مین سے کوئی سعی کرے کہ اسکو بھی اجر ملے سعی کرو ثواب پاؤ اور فرمایا ہے کوئی صدقہ زبانی صدقہ سے بہتر نہین لوگون نے پوچھا کہ یارسول اللہ زبانی صدقہ کیا ہے فرمایا وہ سعی جو کسی کی جان بچائے یا کسی کو نفع پہونچائے یا اذیت سے بچائے پندرھوان حق یہ ہے کہ جب سنے کہ کوئی مسلمان کے حق مین زبان درازی کرتا ہے اور اُسکی آبرو یا اسکے مال کا قصد رکھتا ہے اور وہ مسلمان غائب ہے تو خود جواب دینے مین اُسکا نائب بنجائے اور اُسے ظلم سے بچائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو مسلمان اُس جگہ کسی مسلمان کی یاری کریگا جہان لوگ اسکو بری بات کہتے ہین اور اُسکی بےحرمتی کے درپے ہین تو حق تعالے اُس یاری کرنے والے کی وہان پر مدد کریگا جہان مدد کا وہ نہایت محتاج ہو اور جو مسلمان ایسی جگہ نصرت فروگذاشت کریگا جہان لوگ کسی مسلمان کی بےحرمتی کرتے ہون تو حق تعالیٰ اس فروگذاشت کرنیوالے کو بھی اسوقت ذلیل اور ضائع کریگا جب وہ اپنی نصرت کو نہایت دوست رکھتا ہو سولھوان حق یہ ہے کہ جب کسی برے آدمی کی صحبت مین پھنس جائے

لے اور جستجو نہ کرو ۱۲ سے اور آؤ تم گھرون مین انکے دروازون سے ۱۲ سے نہ داخل ہو تم گھرون مین اپنے گھرون کے سوا جبتک اجازت چاہو اور سلام کرو اس گھر والے پر ۱۲

توجبتک رہائی نہ پائے اُسکے ساتھ مدارا کرے اور بالمشافہہ سختی اور درشتی نہ کرے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس آیہ کریمہ وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ کے معنے یون کہے ہین کہ سلام اور مدارا سے بُرائی کا عوض کرو حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ ایک شخص نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہونے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اجازت دو اور یہ شخص اپنی قوم کا بڑا آدمی ہے جب وہ شخص آیا تو آپ نے اسقدر اسکی مراعات فرمائی کہ مین سمجھی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہے جب وہ باہر گیا تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے اسکو بُرا آدمی بھی فرمایا باوصف اسکے مراعات کی فرمایا کہ اے عائشہؓ قیامت کے دن خدا کے نزدیک وہ آدمی بدتر ہوگا جسکے شر کے خوف سے لوگ اسکے ساتھ مراعات کرتے ہین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ بدگویون کی زبان سے اپنی آبرو جس چیز کی بدولت تو بچائے وہ چیز صدقہ ہے حضرت ابو درداؓ نے کہا ہے کہ بہت لوگ تو ایسے ہین کہ ہم انکے سامنے تو ہنستے ہین لیکن ہمارا دل ان پر لعنت کرتا ہے۔

سترھوان حق یہ ہے کہ فقیرون کے ساتھ صحبت اور دوستی رکھے اور امیرون کے پاس بیٹھنے سے حذر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مُردون کے پاس نہ بیٹھو لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین فرمایا امیر لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی سلطنت مین جہان کوئی مسکین دیکھتے اسکے پاس بیٹھ جاتے اور فرماتے مسکین مسکین کے پاس بیٹھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یا مسکین کہنے سے زیادہ کوئی نام پسند نہ تھا حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے یون دعا کی ہے کہ بارخدایا جبتک تو مجھے زندہ رکھے مسکین رکھ اور جب مارا چاہے مسکین ہی مار اور جب حشر کرے تو مسکینون کے ساتھ حشر کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ بارخدایا مین تجھے کہان ڈھونڈھون فرمایا شکستہ دلون کے پاس **اٹھارھوان حق** یہ ہے کہ مسلمانون کا دل خوش کرنے کو اور ان کی حاجت روائی کرنے کے لیے کوشش کرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی مسلمان کی حاجت روائی کی وہ ایسا ہے کہ گویا تمام عمر اُسنے حق تعالےٰ کی خدمت کی ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی آنکھ روشن کریگا قیامت کے دن حقتعالےٰ اسکی آنکھ روشن کریگا اور فرمایا ہے کہ جو کوئی دن کو یا رات کو گھڑی بھر کے لیے مسلمان کے کام کے واسطے جاتا ہے تو اُسکا کام نکلے خواہ نہ نکلے مگر اس جانے والے کے واسطے وہ گھڑی بھر مسجد مین دو مہینے معتکف رہنے سے زیادہ افضل ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص کسی غمگین کو راحت پہونچائے یا کسی مظلوم کو ظلم سے چھڑائے تو حق تعالےٰ اسے تہتر مغفرتین عنایت فرمائیگا اور فرمایا ہے کہ تم اپنے برادر کی یاری کرو وہ ظالم ہو خواہ مظلوم لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر ظالم ہو تو کیونکر یاری کرین آپ نے فرمایا کہ اسے ظلم سے باز رکھنا یہی یاری ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کے نزدیک کوئی عبادت اس سے زیادہ مقبول نہین کہ تو کسی مسلمان کے دل کو خوش کرے اور فرمایا ہے کہ دو خصلتین ہین کہ ان سے زیادہ کوئی گناہ بدتر نہین شرک کرنا اور لوگون کو ستانا اور دو خصلتین ہین کہ ان سے زیادہ کوئی عبادت نہین ایمان لانا اور خلق کو آرام دینا اور فرمایا ہے کہ جسکو مسلمان کا غم نہ ہو وہ میری امت مین نہین ہے حضرت فضیل کو لوگون نے دیکھا کہ رو رہے تھے پوچھا تم کیون روتے ہو فرمایا کہ اُن غریب مسلمانون کے رنج مین جنھون نے مجھ پر ظلم کیا ہے فردائے قیامت کو اُنسے سوال ہوگا کہ تم نے کیون ظلم کیا وہ رُسوا ہونگے اور اُنکا کوئی

عذر پیش رفت نہو گا حضرت معروف کرخی نے کہا ہے کہ جو شخص روز تین بار کہیگا اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُسکا نام ابدالون مین لکھین گے **انیسوان حق** یہ ہے کہ جسکے پاس پہونچے بات کرنے سے قبل پہلے خود سلام کرکے مصافحہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص سلام سے پہلے بات کرے اُسے جواب نہ دو جبتک پہلے سلام نہ کرے ایک شخص جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور سلام نہ کیا آپنے فرمایا باہر جاکر پھر آ اور سلام کر حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ جب آٹھ برس مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی تو آپ نے فرمایا کہ اے انس طہارت پوری کیا کر تاکہ تیری عمر دراز ہو اور جسکے پاس جایا کر پہلے اُسے سلام کیا کر تاکہ تیری نیکیان زیادہ ہون اور جب اپنے گھر مین جایا کر تو اپنے لوگون سے سَلَامٌ عَلَیْکَ کیا کر تاکہ تیرے گھر مین خیر بہت ہو ایک شخص حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوا اور کہا سَلَامٌ عَلَیْکُمْ آپ نے فرمایا کہ اسکے واسطے دس نیکیان لکھی جائین گی دوسرا شخص حاضر ہوا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ آپنے فرمایا اسکے واسطے بیس نیکیان لکھین گے تیسرا شخص آیا اور اُسنے کہا سَلَامٌ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ آپ نے فرمایا اسکے لیے تیس نیکیان لکھی جائینگی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب گھر مین جاؤ تب سلام کرو اور جب نکلو تب بھی سلام کرو پہلا سلام پچھلے سلام سے افضل نہین ہے اور فرمایا ہے کہ جب دو مسلمان باہم مصافحہ کرتے ہین تو ستر رحمتین اُنمین تقسیم کیجاتی ہین اُنہتر رحمتین اُسکا حصہ ہوتی ہین جو اُن دونون مین زیادہ خندان اور کشادہ رو ہوتا ہے اور جب دو مسلمان باہم سلام کرتے ہین تو سو رحمتین اُنمین بٹتی ہین نوے رحمتین اُسکا حق ہے جو ابتدا کرتا ہے اور دس اُسکا حق ہے جو جواب دیتا ہے اور بزرگان دین کے ہاتھ کو بوسہ دینا سنت ہے حضرت ابو عبیدہ رضؓ بن جراح نے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا ہے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جب ہم کسی دوست کے پاس جائین تو پشت خم کرین فرمایا نہین پھر پوچھا کہ اُسکا ہاتھ چومین فرمایا نہین پھر پوچھا مصافحہ کرین فرمایا ہان لیکن جب سفر سے کوئی پھر کر آئے تو منھ پر بوسہ دینا اور بغلگیر ہونا سنت ہے مگر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سروقد کھڑے ہونے سے خوش نہوتے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص ہمین محبوب نہ تھا آپکیواسطے ہم سروقد نہ اُٹھتے تھے ہمین معلوم تھا کہ آپ اس امر سے ناراض ہوتے ہین لیکن جہان یہ عادت ہوگئی ہے وہان اگر کوئی تعظیم کیواسطے سروقد اُٹھے گا تو کوئی مضائقہ نہین ہے مگر کسی کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا منع ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس بات کو دوست رکھے کہ لوگ اُسکے سامنے دست بستہ کھڑے ہون اور وہ خود بیٹھا رہے اُس سے کہدو کہ دوزخ مین اپنی جگہ ٹھہرا لے **بیسوان حق** یہ ہے کہ چھینکنے والے کا جواب دے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمین یہ بات تعلیم فرمائی ہے کہ جسے چھینک آئے وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہے اور جو شخص سنے وہ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہے پھر وہ کہے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ لِیْ وَلَکُمْ اور جب کوئی شخص الحمد للہ نہ کہے گا یرحمک اللہ کا مستحق نہ ہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی آواز پست کرتے اور منھ پر ہاتھ

ل اے اللہ نیک کر تو امت محمدؐ کو اے اللہ رحم کر امت محمدؐ پر اے اللہ فراغت دے تو امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ۱۲ ٢ رحم کرے اللہ مجھ پر اور تم پر ۱۲

رکھ لیتے اگر پائخانہ پھرنے یا پیشاب کرنے مین کسیکو چھینک آئے تو دل مین الحمد للہ کہے حضرت ابراہیم نخعی نے کہا ہے کہ اگر زبان سے کہیگا تو بھی مضائقہ نہین ہے حضرت کعب الاحبار نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ کیا تو نزدیک ہے جو آہستہ بات کرون یا دور ہے تا پکار کر کہون ارشاد ہوا کہ جو مجھے یاد کریگا مین اُسکا ہمنشین ہون پھر عرض کیا کہ یا آلٰہی میرے بہتسے حال ہین مثلاً جنابت اور قضائے حاجت ایسے حال مین تجھے یاد کرنا بے ادبی ہے ارشاد ہوا کہ ہر حال مین مجھے تو یاد کر اور کچھ اندیشہ نہ کر اکیسوان حق یہ ہے کہ جسے پہچانتا ہے اُسکی بیمار پرسی کرے اگرچہ وہ دوست نہو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرے گا بہشت مین جائیگا اور جب عیادت کر کے پھرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے مقرر ہوتے ہین تاکہ اُسپر شام تک درود پڑھین سنت یہ ہے کہ اپنا ہاتھ بیمار کے ہاتھ یا پیشانی پر رکھے اور احوال پرسی کرے اور کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اُعِیْذُکَ[1] بِاللہِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ مِنْ شَرِّ مَا تَجِدُ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ مین بیمار تھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کئی بار تشریف لا کر یہی دعا پڑھی اور بیمار کے واسطے سنت یہ ہے کہ یہ دعا پڑھے اَعُوْذُ[2] بِعِزَّۃِ اللہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ اور جب کوئی پوچھے کہ کیسا ہے تو گلہ نہ کرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے حق تعالےٰ دو فرشتے اُسپر متعین فرماتا ہے کہ دیکھتے رہین کہ جب کوئی عیادت کیواسطے آتا ہے تو وہ بیمار شکر کرتا ہے یا شکایت اگر شکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خیریت ہے الحمد للہ تو حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مجھپر واجب ہے کہ اگر اپنے بندے کو لیجاؤنگا تو رحمت کے ساتھ لیجاؤن گا اور بہشت مین پہونچاؤنگا اور اگر صحت دونگا تو اُس بیماری کے سببسے اُسکے گناہونکو بخشونگا جو گوشت اور خون وہ پہلے رکھتا تھا اب اُس سے بہتر دونگا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جسکے پیٹ مین درد ہو اپنی جورو کے مہر مین سے کچھ لیکر شہد خریدے اور برسات کے پانی مین گھولکر پیے شفا پائیگا اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے مینہ کے پانی کو مبارک اور شہد کو شفا اور عورتون کے مہر کو جو بخشدین سازگار خوشگوار فرمایا ہے جب یہ تینون چیزین باہم ملین گی تو بیشک شفا پائیگا غرضکہ بیمار کا ادب یہ ہے کہ گلہ اور بے صبری نہ کرے اور یہ امید رکھے کہ بیماری اُسکے گناہون کا کفارہ ہوگی اور جب دوا پیے تو دوا پیدا کرنیوالے پر بھروسہ رکھے دوا پر نہین اور عیادت کے آداب یہ ہین کہ بیمار کے پاس دیر تک نہ بیٹھے اور بہت احوال پرسی نہ کرے اور صحت کی دعا مانگے اور اُسکی بیماری کے سبب سے اپنے تئین غمگین جتائے اور گھر کے اندر مکانات اور دیوار دن کو نہ دیکھے اور جب بیمار کے دروازے پر جائے تو اجازت چاہے اور دروازے کے سامنے نہ کھڑا رہے بلکہ ایک طرف کھڑا ہو اور دروازے کو آہستہ کھٹکھٹائے اور یون نہ پکارے کہ اے غلام جب اندر سے کوئی پوچھے کہ کون ہے تو یہ نہ کہے کہ مین ہون بلکہ اے غلام کے بدلے سبحان اللہ اور الحمد للہ کہے جو کوئی کسیکا دروازہ کھٹکھٹائے وہ یون ہی عمل مین لائے بائیسوان حق جنازہ کے ساتھ جانا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنازے کے ساتھ جاتا ہے وہ ایک قیراط اجر پاتا ہے اگر دفن تک کھڑا رہے گا تو دو قیراط اجر ملے گا اور

(حاشیہ: عیادت کے آداب)

[1] پناہ مانگتا ہون مین تیرے واسطے اللہ سے ایسا اللہ کہ ایک ہے بے نیاز ہے اور ایسا ہے کہ اُسنے نہ جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا اور نہین اُسکے مثل کوئی اُس چیز کی بُرائی سے جو تو پاتا ہے ۱۲۔

[2] پناہ مانگتا ہون مین اللہ کی عزت اور قدرت سے اور اُس چیز کی بُرائی سے جو مین پاتا ہون ۱۲۔

ف جنازے کے ساتھ جانے کا ادب

ہر قیراط کوہ اُحُد کے برابر ہوگا جنازے کے ساتھ جانیکا ادب یہ ہے کہ چپ رہے ہنسے نہین عبرت کے ساتھ موت کو یاد کرے حضرت اعمش نے کہا ہے کہ جب ہم جنازہ کے ساتھ جاتے تو یہ نہ پہچانتے کہ کس سے تعزیت کرین اسواسطے کہ ہر ایک دوسرے سے زیادہ غمگین نظر آتا تھا کچھ لوگ ایک مردہ کا غم کرتے تھے ایک بزرگ نے کہا کہ اپنا غم کرو اسواسطے کہ مردہ نے تو تین ہولون سے رہائی پائی ملک الموت کا منھ دیکھ چکا موت کی تلخی چکھ چکا خاتمہ کے ڈر سے نکلگیا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مرے کے پیچھے جاتی ہین دوست اور مال اور عمل دوست اور مال تو پھر آتے ہین عمل اُسکے ساتھ رہتے ہین بیسوان حق یہ ہے کہ زیارت قبور کیواسطے جائے اور مُردون کے واسطے دعائے مغفرت کرے اور عبرت لے اور سمجھے کہ یہ پہلے جا چکے مجھے بھی جلدی جانا ہے اور زیر خاک سونا ہے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو شخص قبر کو بہت یاد کریگا اُسکی قبر جنت کے گلزارون مین سے ایک گلزار ہوگی اور جو بھول جائیگا اُسکی قبر دوزخ کے غارون مین ایک غار ہوگی حضرت ربیع ابن خثیم جنکا مزار طوس مین ہے تابعین مین سے ایک بزرگ تھے اُنھون نے اپنے گھر مین قبر کھودی تھی تاکہ جب اپنے دل مین کچھ غفلت پاتے قبر مین آرام فرماتے اور ایک ساعت کے بعد کہتے کہ یا الٰہی مجھے دنیا مین بھیج تاکہ اپنے گناہون کا تدارک کرون بعد اُسکے اُٹھکر کہتے کہ ہان اے ربیع پھر تجھے بھیجا اسکے پہلے کوشش کر کہ ایکبار ایسی نوبت آئیگی کہ پھر تجھے دنیا مین جانے کی اجازت نہ ملیگی حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان مین جاکر ایک قبر پر بیٹھے اور بہت روئے مین آپ کے پاس تھا عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ یہ میری مان کی قبر ہے حق تعالےٰ سے مین نے اجازت چاہی کہ مین ان سے ملون اور اُنکی مغفرت چاہون ملنے کی تو اجازت دی دُعا کی اجازت[ف] نہ دی محبت فرزندی نے دل مین جوش کیا اس سبب سے مین رونے لگا مسلمانون کے جو حقوق فقط اسلام کی نظر سے نگاہ رکھنا چاہیے اُن سب کی تفصیل یہ ہے واللہ اعلم بالصواب ہمسایون کے حقوق اسمین علاوہ ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی ہمسایہ ایسا ہے جسکا ایک ہی حق ہے وہ ہمسایہ کافر ہے اور کوئی ہمسایہ ہے جسکے دو حق ہین وہ ہمسایہ مسلمان ہے اور کوئی ہمسایہ ایسا ہے کہ جسکے تین حق ہین وہ ہمسایہ یگانہ ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ مجھے حق ہمسایہ کی نصیحت کرتے یہانتک کہ مین سمجھا کہ ہمسایہ کو میری میراث پہونچیگی اور فرمایا کہ جو شخص خدا اور قیامت کا ایمان لایا اُس سے کہدو کہ اپنے پڑوسی کی تکریم کیا کرے اور فرمایا ہے کہ جسکے شر سے پڑوسی بیخوف نہو وہ مسلمان نہین اور فرمایا کہ دو متخاصم جو قیامت مین آئین گے دو پڑوسی ہونگے اور فرمایا ہے کہ جسنے پڑوسی کے کتے کو پتھر سے مارا اُسنے پڑوسی کو ایذا دی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کی کہ فلانی عورت دن کو روزہ رکھتی ہے رات کو نماز پڑھتی ہے لیکن پڑوسی کو ستاتی ہے آپنے فرمایا کہ وہ دوزخ مین جائیگی اور فرمایا ہے کہ چالیس گھر تک حق ہمسایہ ہے حضرت زہری نے کہا ہے چالیس گھر آگے چالیس گھر پیچھے چالیس گھر داہنے چالیس گھر بائین اے عزیز جان تو کہ ہمسایہ کا حق فقط یہی نہین ہے کہ تو اُسکو ستائے نہین بلکہ اُسکے ساتھ احسان کرنا ضرور ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے

ف تنبیہ واضح ہو کہ یہ پہلے کا ماجرا ہے اسکے بعد رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے والدین ماجدین آپکی دعا سے زندہ ہوکر مشرف باسلام ہوئے اور پھر فوراً انتقال فرماگئے پس مغفرت تحقیق ہوگی روایت مندرجۂ متن کی ناسخ ہے جیسا کہ سیرت شامی مین لکھا ہے اور جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صلعم کے والدین شریفین کے مومن ہونیکے باب مین ایک رسالہ تصنیف کیا ہے ۱۲

کہ پڑوسی فقیر امیر سے قیامت کے دن جھگڑے گا اور کہے گا کہ یا اللہ اس سے پوچھ کہ اسنے میرے ساتھ نیکی کیون نہ کی اور مجھے اپنے گھر مین کیون نہ آنے دیا ایک شخص کو چوہون سے کمال تکلیف تھی لوگون نے کہا تو بلی کیون نہین پالتا کہا مجھے یہ خوف ہے کہ بلی کی آواز سنکر چوہے پڑوسی کے گھر مین چلے جائین تو جو بات مین اپنے واسطے نہین پسند کرتا وہ اُسکے واسطے پسند کی ہوگی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے یہ حق ہے کہ اگر تم سے مدد چاہے تو مدد کرو اگر قرض مانگے تو قرض دو اگر محتاج ہو تو اُسکی خدمت کرو اگر بیمار ہو تو عیادت کرو اگر مر جائے تو اُسکے جنازے کے ساتھ جاؤ خوشی مین تہنیت غمی مین تعزیت بجالاؤ اپنے گھر کی دیوار بلند نہ اُٹھاؤ کہ ہوا اُس سے رُکے اگر میوہ خریدا ہے تو اُسے بھی بھیجو اگر نہین بھیج سکتے تو پوشیدہ کرو اور اپنے لڑکون کو میوہ ہاتھ مین لیے ہوئے باہر نہ جانے دو کہ اُسکا لڑکا رنجیدہ نہ ہو اور اپنے باورچی خانہ کے دھوئین سے اُسے رنجیدہ نہ کرو مگر یہ کہ اُسے بھی کھانا بھیجو اور فرمایا ہے کہ تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے قسم ہے اُس خدا کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ حق ہمسایہ اُسی سے ادا ہوتا ہے جسپر خدا تعالےٰ رحمت کرتا ہے **حقوق ہمسایہ** مین سے یہ بھی ہے کہ کوٹھے پر سے تو اُسکے گھر مین نہ دیکھے وہ اگر تیری دیوار پر دھنی رکھتا ہو تو اُسے منع نہ کر اور اُسکا پرنالا بند نہ کر اگر تیرے گھر کے دروازے کے سامنے مٹی ڈالتا ہے تو اُس سے نہ لڑ اور جو کچھ اُسکا عیب سنے اُسے چھپا دل دکھانے کی کوئی بات اُسکے ساتھ نہ کر اُسکی عورتون سے اپنی آنکھ بچا اُسکی لونڈیون کو بہت نہ دیکھ یہ باتین مسلمانون کے حقوق کے سوا ہین انکو یاد رکھ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ میرے دوست رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے نصیحت فرمائی کہ تو جب کچھ پکا تو اُس مین بہت شوربا لگا اور اُس مین سے پڑوسی کا حصہ بھیج ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن مبارک سے پوچھا کہ پڑوسی میرے غلام کا شکوہ کرتا ہے اگر اُسکو بے دلیل مارون تو گنہگار ہون اگر نہ مارون تو پڑوسی بُرا مانتا ہے حیران ہون کہ کیا کرون اُنھون نے فرمایا کہ تامل کر تا کہ غلام ایسی نادانی کرے جس سے سیاست اور ادب کے قابل ہو جائے ادب دینے مین تاخیر کر تا کہ پڑوسی تجھ سے شکایت کرے پھر غلام کو سزا دے تا کہ دونو کا حق ادا ہو جائے **خویش اور بیگانون کے حقوق** رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مین رحمان ہون اور قرابت رحم ہے مین نے اپنے نام سے اسکا نام چھانٹا ہے جو صلۂ رحم کرتا ہے مین اُس سے ملتا ہون جو قطع رحم کرتا ہے مین اُس سے قطع محبت کرتا ہون اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ میری عمر دراز ہو اور روزی فراخ ہو اُس سے کہدو کہ یگانون کے ساتھ نیکی کرے اور فرمایا ہے کہ صلۂ رحم سے زیادہ کسی عبادت کا ثواب نہین ہے کہ بعضے لوگ فسق و فجور مین مبتلا رہتے ہین جب صلۂ رحم کرتے ہین تو اُنکے مال مین اولاد مین اُسکی برکت سے افزایش ہوتی ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی صدقہ اس سے بہتر نہین جو اُن قرابتیون کو تو دے جو تیرے ساتھ خصومت رکھتے ہون اے عزیز جان تو کہ صلۂ رحم کے یہ معنی ہین کہ اہل قرابت اگر تجھسے قطع کرین تو تو اُن سے مل رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب فضیلتون سے یہ افضل ہے کہ جو تجھ سے قطع کرتا ہے اُس سے مل اور جو تجھے محروم رکھتا ہے تو اُسے عطیہ دے اور جو تجھ پر ظلم کرتا ہے تو اُسے معاف کر **ماں باپ کے حقوق** اے عزیز جان تو کہ انکا حق بہت بڑا ہے اسواسطے کہ ان کی قرابت زیادہ ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص باپ کا حق ادا نہین کر سکتا تاوقتیکہ اُسکو غلام پائے اور مول لے کر آزاد نہ کر دے

ف صلۂ رحم ادا کرنا

اور فرمایا ہے کہ مان باپ کے ساتھ احسان کرنا نماز روزہ حج عمرہ جہاد سب سے افضل ہے اور فرمایا ہے کہ لوگ بہشت کی خوشبو پانسو برس کی راہ سے سونگھین گے مگر فرزند عاق اور قطع رحم کرنیوالا آدمی نہ سونگھے گا حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ جو شخص مان باپ کی اطاعت نہ کرے مین اُسے نافرمان لکھتا ہون رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مان باپ کے نام سے صدقہ دیتا ہے اُسکا کچھ نقصان نہین ہوتا ان دونون کو بھی ثواب ملتا ہے اور اُسکا ثواب بھی کم نہین ہوتا ایک شخص جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے مان باپ مر گئے ہین مجھ پر اُن کا کیا حق ہے جو ادا کرون فرمایا اُنکے واسطے نماز پڑھ اور مغفرت مانگ اور اُنکا عہد اور وصیت بجالا اُنکے دوستونکی تکریم کر اُنکے عزیزون کے ساتھ احسان کر اور فرمایا ہے کہ مان کا حق باپ کے حق سے دونا ہے **فرزندون کے حقوق** ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ مین کسکے ساتھ احسان کرون آپ نے فرمایا کہ اپنے مان باپ کے ساتھ اُسنے عرض کی کہ وہ تو مر گئے فرمایا فرزند کے ساتھ احسان کر کہ جیسا باپ کا حق ہے ویسا ہی فرزند کا بھی حق ہے فرزند کے حقوق مین یہ امر بھی ہے کہ بدخوئی کے سبب سے اُسے عاق اور نافرمان نہ کردے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حقتعالےٰ ایسے باپ پر رحمت کرے جو اپنے بیٹے کو نافرمانی پر نہ لائے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لڑکا جب سات دن کا ہو اُسکا عقیقہ کردو اور نام رکھو اور پاک کرو جب چھ برس کا ہو ادب سکھاؤ جب نو برس کا ہو تو اُسکا بچھونا جدا کردو اور تیرہ برس کی عمر مین نماز کے واسطے مارو جب سولہ برس کا ہو اُسکا نکاح کردو اور اُسکا ہاتھ پکڑ کر کہدو کہ مین نے تجھے ادب سکھا دیا تیری تربیت کردی تیرا نکاح کردیا اب خدا کی پناہ مانگتا ہون دنیا مین تیرے فتنہ سے اور عقبیٰ مین تیرے عذاب سے اور فرزندون کے حقوق مین سے یہ بھی ہے کہ اُنکے درمیان داد و دہش اور پیار اور سب بھلائیون مین مساوات رکھے اور چھوٹے بچے کو پیار کرنا اور بوسہ دینا سنت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن علیہ السلام کو بوسہ دیتے تھے اقرع بن حابس نے کہا کہ میرے دس لڑکے ہین مین نے کبھی کسیکو بھی بوسہ نہین دیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رحم نہ کریگا اُسپر خدا کی رحمت نازل نہ ہوگی ایک دن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے حضرت امام حسن علیہ السلام گر پڑے فوراً آپ نے منبر سے اُتر کر اُٹھا لیا اور یہ آیت پڑھی اِنَّمَا اَموالُکُم وَاَولَادُکُم فِتنَةٌ[ف۱] ایک مرتبہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے جب سجدے مین گئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپکی گردن مبارک پر پاؤن رکھا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اتنا توقف فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمجھے کہ شاید وحی آئی ہے اسواسطے آپ نے اتنا لمبا سجدہ کیا جب سلام پھیرا تو صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا سجدے مین وحی نازل ہوئی تھی آپ نے فرمایا نہین حسینؓ نے مجھے اپنا اونٹ بنایا تھا مین نے چاہا کہ اُسے جدا نہ کرون غرضکہ فرزندون کے حق کے بہ نسبت مان باپ کے حق ادا کرنے کی بڑی تاکید ہے اسواسطے کہ انکی تعظیم فرزندون پر واجب ہے حق تعالےٰ نے اُنکی تعظیم کو اپنی عبادت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور فرمایا وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعبُدُوا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالوَالِدَینِ اِحسَانًا[ف۲] اور اُنکے حق کی عظمت کے سبب سے دو چیزین واجب ہوئی ہین

ف۱ نہین ہین مال تمھارے اور اولاد تمھاری مگر فساد ہین ۱۲ ف۲ اور حکم کیا تیرے پروردگار نے یہ کہ نہ عبادت کرو تم مگر اُسی کی اور مان باپ کے ساتھ احسان کرو ۱۲ ـ

ف مان کا حق باپ کے حق سے دونا ہے ۱۲

ف چھوٹے بچے کو پیار کرنا اور بوسہ دینا سنت ہے ۱۲

ایک کہ اکثر علماء اس بات پر ہین کہ کھانا مشتبہ ہو حرام محض نہو اور مان باپ فرزند سے کہین کہ تو اسکو کھالے تو اُنکی اطاعت کرے اور کھالے اسواسطے کہ ان کی خوشی بہت ضرور ہے دوسرے یہ کہ انکی اجازت کے بغیر کوئی سفر نہ کرنا چاہیے مگر یہ کہ سفر فرض ہوگیا ہو جیسے نماز و روزہ کا علم سیکھنے کے واسطے سفر ہو بشرطیکہ اُس جگہ اور کوئی فقیہ موجود نہو اور صحیح یہ ہے کہ مان باپ کی اجازت سے حج اسلام کے واسطے جانا چاہیے اسواسطے کہ اُسمین تاخیر کرنا درست ہے گو کہ اصل مین وہ فرض ہے ایک شخص رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوا اور جہاد کو جانے کی اجازت چاہی آپ نے استفسار فرمایا کہ تیری مان ہے اُسنے عرض کی کہ ہان ہے آپ نے فرمایا تو اُسکے پاس بیٹھ کہ تیری جنت اُسکے قدمون کے نیچے ہے اور ایک شخص یمن سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور جہاد مین جانے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ تیرے مان باپ ہین اُسنے عرض کی جی ہان ہین آپ نے فرمایا تو جا پہلے اُنسے اجازت مانگ اگر وہ اجازت نہ دین تو انکی اطاعت کر اسواسطے کہ توحید کے بعد حق تعالےٰ کے نزدیک کوئی قربت اور عبادت اس سے بہتر نہین ہے اَے عزیز جان تو کہ بڑے بھائی کا حق باپ کے حق کے قریب قریب ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق بیٹے پر لونڈی غلامون کے حقوق رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لونڈی غلامون کے حق مین تم خدا سے ڈرو جو تم کھاتے ہو اُنھین کھلاؤ جو تم پہنتے ہو اُنھین پہناؤ ایسا مشکل کام نہ کہو جو یہ نہ کرسکین اگر کام کے ہین تو انھین رکھو نہین تو بیچ ڈالو اور خدا کے بندون کو اذیت مین نہ رکھو اس واسطے کہ خدا نے انکو تمھارے لونڈی اور غلام اور زیردست کردیا ہے اگر چاہتا تو تم کو انکا زیردست کردیتا کسی شخص نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ ایک دن مین کَے بار لونڈی غلامون کا قصور معاف کرین فرمایا ستر بار احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے پوچھا کہ تم نے بردباری کس سے سیکھی ہے کہا قیس بن عاصم سے اسواسطے کہ اُن کی لونڈی بکری کا بچہ بھنا ہوا لوہے کی سیخ مین لگا ہوا لاتی تھی اتفاقاً اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر اُنکے بیٹے پر گرا وہ مرگیا لونڈی ڈر کے مارے بیہوش ہوگئی اُنھون نے کہا سنبھل تیرا کچھ قصور نہین اور تجھے مین نے خدا کی راہ مین آزاد کیا حضرت عون بن عبداللہ جب اپنے غلام سے نافرمانی دیکھتے تو کہتے کہ تو نے بھی اپنے آقا کی وہی عادت اختیار کی ہے جسطرح تیرا آقا اپنے مالک کا گناہ کرتا ہے اسی طرح تو بھی اپنے آقا کا گناہ کرتا ہے حضرت ابومسعود انصاری ایک غلام کو مارتے تھے آواز سنی کہ کسی شخص نے کہا یا ابا مسعود یہ اُسطرف پھرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ فرمانے لگے کہ جتنی قدرت تو اس غلام پر رکھتا ہے اُس سے زیادہ حق تعالیٰ تجھ پر قدرت رکھتا ہے لونڈی غلام کا حق یہ ہے کہ اُنھین روٹی سالن اور کپڑے سے محروم نہ رکھے اور حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اور سمجھے کہ وہ بھی میرے مانند آدمی ہین وہ اگرچہ کچھ خطا کرے تو آقا خود جو خدا کا گناہ کرتا ہے اُسے سوچے اور یاد کرے اور جب غصہ آئے تو احکم الحاکمین جو قدرت اسپر رکھتا ہے اُس قدرت کا خیال کرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب زیردست نے رنج اور محنت کھینچکر اُسکے واسطے کھانا تیار کیا اور اُسے محنت سے بچایا تو چاہیے کہ اُس زیردست کو اپنے ساتھ بٹھائے اور اُس کے ساتھ کھائے اگر ایسا نہین کرسکتا تو ایک لقمہ روغن مین ڈبو کر اپنے ہاتھ سے اُسکے مُنھ مین دے دے اور کہے کہ یہ نوالہ کھالے

چھٹی اصل آداب عزلت کے بیانمین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ اس باب مین علماء کا اختلاف ہے کہ عزلت یعنی گوشہ گیری بہتر ہے یا مخالطت یعنی بندگان خدا سے ملے جلے رہنا حضرت سفیان ثوری اور ابراہیم ادہم اور داؤد طائی اور فضیل عیاض اور ابراہیم خواص اور یوسف اسباط اور حذیفہ مرعشی اور بشر حافی رحمہم اللہ تعالے اور اکثر بزرگون اور متقیون کا مذہب یہ ہے کہ عزلت اور گوشہ گیری لوگون کے ساتھ ملے جلے رہنے سے بہتر ہے اور علمائے ظاہر کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ مخالطت اور ملے جلے رہنا افضل ہے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین کہ عزلت مین سے اپنا حصہ نگاہ رکھو اور حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ عزلت عبادت ہے ایک شخص نے حضرت داؤد طائی سے عرض کی کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے فرمایا کہ دنیا سے روزہ رکھو اور موت کے وقت تک نہ کھول اور لوگون سے اسطرح بھاگ جسطرح شیر سے بھاگتے ہین حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ توریت مین لکھا ہے کہ آدمی نے جب قناعت کی بے پروا ہو گیا جب خلق سے گوشہ گیر ہوا سلامتی پائی جب خواہش کو پاؤن کے نیچے مل ڈالا آزاد ہو گیا جب حسد سے دست بردار ہوا اُسکی مروت ظاہر ہو گئی جب چندے صبر کیا ہمیشہ کے واسطے برخورداری پائی حضرت وہب ابن الورد رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ حکمت کے دس حصے ہین نو تو خاموشی مین ہین ایک گوشہ گیری مین ہے حضرت ربیع ابن غثیم اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ علم سیکھ اور لوگون سے گوشہ گیری اختیار کر حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالے عنہ بھائیون کی زیارت اور بیمارون کی عیادت اور جنازہ کی ہمراہی کو جایا کرتے تھے پھر ایک ایک امر سے دست بردار ہو کر گوشہ گیر ہو گئے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ مین اُس شخص کا بڑا احسان مانون جو میری طرف سے گزرے اور سلام نہ کرے اور مین جب بیمار ہون تو میری عیادت کو نہ آئے حضرت سعد بن ابی وقاص اور سعد بن زید رضی اللہ تعالے عنہما جو اکابر صحابہؓ مین سے تھے مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ ہے اُسے عقیق کہتے ہین وہین رہتے تھے کسی کام کو مجمع مین نہ آتے حتی کہ اُسی جگہ انتقال فرمایا ایک امیر نے حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالے سے کہا کہ کچھ حاجت ہے کہا ہان ہے پوچھا کیا ہے کہا یہ حاجت ہے کہ نہ تو مجھے دیکھ نہ مین تجھے دیکھون ایک شخص نے حضرت سہیل تستری رحمہ اللہ تعالے سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ ہم مین صحبت رہا کرے فرمایا کہ ہم مین جب ایک شخص مر جائیگا تو دوسرا اُسکے ساتھ صحبت رکھے گا کہا خدا کے ساتھ فرمایا اب بھی خدا ہی کے ساتھ صحبت رکھنا چاہیے اے عزیز جان تو کہ اس مسئلہ مین ویسا اختلاف ہے جیسا کہ نکاح مین کرنا بہتر ہے یا نہ کرنا بہتر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آدمی کے حال کے موافق حکم بھی بدلتا رہتا ہے اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہے کہ اُسے گوشہ گیری بہتر ہے اور کوئی ایسا ہے کہ اُسے مخالطت بہتر ہے اور جب تک عزلت کے فوائد اور آفات کی تفصیل نہ کیجائے گی تب تک یہ حکم نہ معلوم ہوگا عزلت یعنی گوشہ گیری کے فوائد اے عزیز جان تو کہ عزلت مین چھ فائدے ہین پہلا فائدہ ذکر اور فکر کی فراغت ہے اسواسطے کہ خدا کا ذکر کرنا اور اُسکی عجیب صنعتون اور زمین آسمان کی مملکتون مین فکر کرنا اور دنیا و آخرت مین خدا کے اسرار پہچاننا بزرگترین عبادت ہے

بلکہ بزرگترین درجات یہ امر ہے کہ آدمی اپنے تئین بالکل ذکر خدا مین ڈبو دے تاکہ ماسوا اللہ سے بیخبر ہو جائے اور اپنی بھی خبر نہ رکھے خدا کے سوا اور کچھ باقی نہ رہے اور یہ خلوت اور عزلت کے بغیر ٹھیک نہین ہوتا اسواسطے کہ جو چیز خدا کے سوا ہے وہ خدا سے پھیرنے والی ہے خصوصاً اُس شخص کو جو یہ قوت نہین رکھتا کہ خلق مین رہ کر باخدا رہے اور خلق سے جدا رہے جیسے انبیاء علیہم السّلام رہتے تھے اسیواسطے تھا کہ جناب سلطان الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والثنا نے اپنے کام کی ابتدا مین عزلت اختیار فرمائی اور کوہ حرا پر چلے گئے اور خلق سے قطع تعلق کیا یہانتک کہ نور نبوت نے قوت پکڑی اور اس مرتبہ پر پہونچگئے کہ بدن سے خلق مین تھے اور دل سے خدا کے ساتھ اور فرمایا ہے کہ اگر کسیکو مین اپنا دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن خدا کی محبت نے اور کسیکی محبت کی گنجائش ہی نہین باقی رکھی حالانکہ لوگ جانتے تھے کہ آپکو ہر ایک کے ساتھ محبت ہے تعجب نہین کہ اولیا بھی اس درجہ کو پہونچ جائین حضرت سہیل تستری رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ تیس برس ہوے ہین خدا کے ساتھ باتین کرتا ہون اور لوگ جانتے ہین کہ خلق کے ساتھ کلام کرتا ہون اور یہ امر کچھ محال نہین اس واسطے کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اُسپر کسی آدمی کا عشق اسقدر غالب ہو جائے کہ وہ لوگون مین ہو اور اپنے معشوق کے ساتھ بدل مشغول ہونے کے سبب سے کسی کی بات نہ سنے اور لوگونکو نہ دیکھے لیکن ہر ایک کو اس بات پر غرّہ نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ بہت لوگ ایسے ہوتے ہین کہ لوگون مین رہنے کے سبب سے پروردگار کی سرکار سراپا انوار سے مردود ہو جاتے ہین ایک شخص نے کسی راہب سے کہا کہ تنہائی مین صبر کرنا بڑا کام ہے اُسنے کہا مین تنہا نہین ہون خدا کا ہمنشین ہون جب اُس سے راز کہا چاہتا ہون تو نماز پڑھتا ہون جب چاہتا ہون کہ وہ مجھ سے باتین کرے تو توریت پڑھتا ہون لوگون نے کسی بزرگ سے پوچھا کہ گوشہ گیرون نے عزلت سے کیا فائدہ اُٹھایا ہے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ انس پایا ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے کہا کہ یہان ایک شخص ہے ہمیشہ ستون کے پیچھے رہتا ہے فرمایا وہ جب حاضر ہو تو مجھے خبر کرنا لوگون نے اُنھین خبر کی وہ اُس شخص کے سامنے گئے اور فرمایا کہ اے شخص تو ہمیشہ اکیلا بیٹھا رہتا ہے خلق کے ساتھ کیون نہین ملتا کہا ایک بڑا کام مجھ پر پڑا ہے اُسنے خلق سے جدا کر دیا ہے فرمایا کہ تو حسن کے پاس کیون نہین جاتا اور اُسکی بات کیون نہین سنتا کہا اُس کام نے حسن اور تمام لوگون سے مجھے باز رکھا ہے پوچھا کہ وہ کیا کام ہے کہا کہ کوئی ایسا وقت نہین ہوتا کہ حق سبحانہ تعالےٰ مجھے نعمت نہ دے اور مین گناہ نہ کرون اُسکی نعمت کا شکر اور اپنے گناہ سے استغفار کیا کرتا ہون نہ حسن کے ساتھ مشغول ہوتا ہون نہ لوگون کے ساتھ بس حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تو اپنی جگہ سے نہ اُٹھ اسواسطے کہ تو حسن سے زیادہ فقیہ ہے حضرت ہرم ابن حبان حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے پاس گئے حضرت اویس نے پوچھا کہ کس کام کو آئے ہو کہا اسواسطے آیا ہون تاکہ تم سے آسائش پاؤن حضرت اویس نے کہا کہ مین ہرگز نہین جانتا کہ کوئی شخص خدا کو جانتا ہو اور پھر دوسرے سے آسایش لے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ جب رات کی تاریکی پیدا ہوتی ہے تو میرا دل خوش ہوتا ہے اپنے جی مین کہتا ہون کہ صبح تک خدا کے ساتھ خلوت مین بیٹھون گا جب دن کی روشنی پیدا ہوتی ہے تو میرا دل رنجیدہ ہوتا ہے اپنے جی مین کہتا ہون کہ لوگ مجھے اب خدا سے باز رکھین گے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ جو شخص مخلوقات کے ساتھ باتین کرنے سے خدا کے ساتھ مناجات کے ذریعہ سے باتین کرنیکو زیادہ دوست نہین رکھتا ہے اُس کا علم

بہت تھوڑا ہے اور اُسکا دل اندھا ہے اور اُسکی عمر ضائع ہے کسی حکیم نے کہا ہے کہ جس کسی کو یہ خواہش ہو کہ کسی کو دیکھون اور اُس سے بات کرون تو یہ اُسکا نقصان ہے کہ جو چاہیے اُس سے اُسکا دل خالی ہے اور خارج سے مدد چاہتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جسکو لوگون کے ساتھ اُنس ہے وہ مفلسون مین سے ہے پس اے عزیز تو ان سب اقوال اور روایات سے یہ جان لے کہ جس کسی کو اسبات کی قدرت ہو کہ ہمیشہ ذکر کرنے سے حق تعالیٰ کے ساتھ انس پیدا کرے یا ہمیشہ فکر کرنے سے اُسکے جلال وجمال کی معرفت کا علم حاصل کرے تو یہ امر اُن سب عبادتون سے افضل ہے جو خلق خدا سے علاقہ رکھتی ہین اسواسطے کہ سعادتون کی غایت یہ ہے کہ جو کوئی اُس جہان مین جائے تو حق تعالیٰ کی محبت اُسپر غالب ہو اور اُنس ومحبت ذکر کی بدولت کامل ہوتی ہے اور محبت ثمرۂ معرفت ہے اور معرفت ثمرۂ فکر اور یہ سب باتین خلوت سے بن پڑتی ہین دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عزلت یعنی گوشہ گیری کی بدولت کثرت معصیت سے آدمی بچتا ہے چار گناہ ہین کہ مخالطت یعنے باہم ملے جلے رہنے مین ہر ایک ان سے نہین بچتا ایک عیب کرنا یا عیب سننا اور یہ گناہ دین کی تباہی ہے دوسرا امر بالمعروف ونہی منکر اسواسطے کہ آدمی اگر خاموش رہے گا تو فاسق اور عاصی ہو جائے گا اور اگر ناراض ہوگا تو وحشت اور خصومت مین پڑ جائے گا تیسرا ریا اور نفاق ہے کہ مخالطت مین یہ لازم ہے اسواسطے کہ اگر خلق کے ساتھ مدارا کریگا تو وہ ستائے گی اور اگر مدارا کریگا تو ریا مین پڑیگا کیونکہ نفاق اور ریا کو مدارا سے جدا کرنا نہایت مشکل ہے اور اگر دو دشمنون سے کلام کریگا اور ہر ایک کے موافق بات کہیگا تو یہ نفاق ہے اور اگر ایسا نہ کریگا تو اُنکی دشمنی سے نجات نہ ملے گی اور ادنیٰ سی بات یہ ہے کہ جسے دیکھیگا اُس سے کہے گا کہ مین ہمیشہ تمھارا مشتاق رہتا ہون اور اکثر یہ بات جھوٹ ہوتی ہے اگر ایسا نہ کہے تو لوگ اُس سے متوحش ہونگے اور اگر اُسکے ساتھ تو بھی کہے گا تو نفاق اور جھوٹ ہوگا اور ادنیٰ بات یہ ہے کہ ظاہر مین ہر ایک سے پوچھنا پڑتا ہے کہ تم کیسے ہو اور تمھارے لوگون کا کیا حال ہے اور باطن مین اس خیال سے فارغ البال ہوتا ہے کہ وہ کیسے ہین تو یہ تیر انفاق ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ باہر جاتا ہے اور کسی سے کام رکھتا ہے اور نفاق کی راہ سے اُسکی آدمیت اتنی بیان کرتا ہے اور اسقدر تعریف کرتا ہے کہ دین اسکے سر پر رکھکر ناکام خدا کو خفا کرکے اپنے گھر ناکام پھر آتا ہے حضرت سری سقطی قدس سرہ نے کہا ہے کہ جب کوئی بھائی میرے پاس آئے اور مین اپنی ڈاڑھی کے بال سیدھے کرنے کو ہاتھ پھیرون تو اُسکا خوف ہے کہ میرا نام منافقون کے دفتر مین لکھ لین حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ ایک جگہ بیٹھے تھے ایک شخص اُنکے پاس گیا پوچھا تو کیون آیا ہے کہا آپ کے دیدار سے آسائش اور موانست لینے کو فرمایا قسم خدا کی یہ بات وحشت اور بگاڑ سے بہت نزدیک ہے تو نہین آیا ہے مگر اسواسطے کہ تو میری جھوٹی تعریف کرے اور مین تیری تو مجھ سے جھوٹ بولے اور مین تجھ سے تو یہان سے منافق ہو کر جائے یا مین منافق ہو کر اُٹھون اسی طرح جو شخص ایسی باتون سے پرہیز کر سکتا ہے وہ اگر مخالطت کریگا تو کچھ نقصان نہین ہے اگلے بزرگ جب ایک دوسرے کو دیکھتے تو دنیا کا حال نہ پوچھتے دین کا حال پوچھتے حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حامد لفاف سے پوچھا کیسے ہو کہا سلامت ہون اور بعافیت ہون حاتم نے کہا صراط پر گزرنے کے بعد تو سلامت ہوگا اور جنت مین داخل ہو چکنے کے بعد بعافیت ہوگا حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے لوگ جب پوچھتے کہ آپ کیسے ہین تو فرماتے جس چیز مین میرا فائدہ ہے اُسپر قابض نہین ہون اور جس چیز مین میرا

نقصان ہے اُسکے دفع کرنے پر قادر نہین ہون مین اپنے کام کے گرد ہون اور میرا کام دوسرے کے ہاتھ ہے کوئی محتاج مجھسے زیادہ محتاج اور بیچارہ نہین ہے جب حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگ پوچھتے کہ کیسے ہو تو جواب دیتے کہ ضعیف اور گنہگار ہون اپنی روزی کھاتا ہون اپنی موت کا امیدوار ہون حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے جب لوگ پوچھتے کہ کیسے ہو تو فرماتے اگر دوزخ سے امین ہو جاؤن تو خیر ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے لوگ جب پوچھتے کہ کیسے ہو تو فرماتے کہ وہ شخص کیسا ہوگا جو صبح کو یہ نہ جانے کہ شام تک جیونگا یا نہین اور شام کو نہ جانے کہ صبح تک جیون گا یا نہین حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگ جب پوچھتے کہ کیسے ہو تو فرماتے وہ شخص کیسا ہو جسکی عمر تو گھٹتی جاتی ہے اور گناہ بڑھتے جاتے ہین کسی حکیم سے لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا ایسا ہون کہ خدا کی دی روزی کھاتا ہون اور اُسکے دشمن ابلیس کا حکم بجالاتا ہون حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا وہ شخص کیسا ہوگا آرزو مین ہوگا کہ ایک منزل روز آخرت سے نزدیک ہوتا جاتا ہے حامد لفاف رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا اس آرزو مین رہتا ہون کہ ایک دن عافیت سے ہون کہا کیا عافیت سے نہین ہو فرمایا عافیت سے وہ ہو جو گناہ نہ کرتا ہو ایک بزرگ سے موت کے وقت لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا اُس کا حال کیسا ہوتا ہے جو سفر دور و دراز کو بے زاد راہ جاتا ہے اور اندھیری قبر مین بے مونس جاتا ہے اور پادشاہ عادل کے سامنے بے حجت و دلیل جاتا ہے حضرت حسان ابن سنان رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے پوچھا کہ کیسے ہو فرمایا اُس شخص کا کیسا حال ہوتا ہے جسے یہ امر ضرور ہے کہ مرے اور اُسے پھر اُٹھائین اور حساب کرنا چاہین حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالےٰ نے کسی سے پوچھا تو کیسا ہے عرض کی اُسکا حال کیسا ہوتا ہے جو پانسو درم کا قرضدار ہو اور اہل و عیال کے واسطے کچھ نہ رکھتا ہو حضرت ابن سیرین اپنے گھر تشریف لائے اور ہزار درم لیجاکر اُسے عنایت فرمائے اور فرمایا پانسو درم سے قرض ادا کر اور پانسو درم عیال کے نفقہ مین دے اور اب مین نے عہد کیا کہ کسی سے نہ پوچھونگا کہ تو کیسا ہے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالےٰ نے یہ امر اسواسطے کہا کہ اس بات سے ڈرے کہ اگر اُسکی غمخواری نہ کرونگا تو پوچھنا نفاق ہوگا بزرگون نے کہا ہے کہ بعضے لوگون کو ہم نے دیکھا ہے کہ ایک دوسرے کو ہرگز سلام نہ کرتے اور ایک دوسرے سے اگر حکم کرتا تو جو کچھ موجود ہوتا نہین نہ کرتے اب ایسے لوگ ہین کہ ایک دوسرے سے ملتے ہین اور گھر کی مرغی تک کا احوال پوچھتے ہین اگر ایک دوسرے سے ایک درم بھی گستاخانہ طلب کرے تو نہین کے سوا اور کچھ نظر نہ آئے یہ امر نفاق ہے پس جب خلق کی یہ کیفیت ہے تو جو کوئی اُس سے مخالطت کریگا اگر اُنکی موافقت کرے گا تو اُس نفاق اور جھوٹ مین شریک ہوگا اور اگر مخالفت کریگا تو اُسکو دشمن بنائے گا اور خود سنگدل کہلائے گا سب اس کی غیبت کرینگے اُسکا دین اسکے سبب سے اور اُسکا دین اُسکے باعث سے خراب جائیگا چوتھا گناہ جو باہم ملنے جلنے کے سبب سے لازم آتا ہے یہ ہے کہ تو جسکے پاس بیٹھے گا اُسکی خو تجھ مین سرایت کرے گی اور تجھے خبر بھی نہ ہوگی تیری طبیعت اُسکی طبیعت سے اس طرح خو چُرائے گی کہ تجھے کچھ خبر نہ ہو اگر اہل غفلت کے پاس نشست ہوگی تو اُسکی بو بہت سے گناہون کا تخم ہو جائے گی اسواسطے کہ دنیادارونکو دیکھے گا اُنکی طمع دنیوی دیکھے گا ویسی باتین تجھ مین پیدا ہونگی اور جو شخص اہل فسق کو دیکھے گا تو گو اُس سے

انکار رکھتا ہو مگر جب کثرت سے دیکھے گا تو فسق اُسکی نگاہ مین آسان اور ذرا سی بات معلوم ہوگا لوگ جب کسی گناہ کو اکثر دیکھتے ہین تو اُنکے دلون سے اُس گناہ کا انکار جاتا رہتا ہے اسی سبب سے کسی عالم کو اگر ریشمی لباس پہنے دیکھتے ہین تو سب کے دل اُس سے انکار کرتے ہین اور اگر یہ عالم تمام دن غیبت مین مشغول رہے تو شاید کسی کے دل مین بھی انکار نہ پیدا ہو حالانکہ غیبت کرنا ریشمی کپڑا پہننے سے بدتر ہے بلکہ زنا کرنے سے بھی سخت تر ہے مگر چونکہ غیبت کو بہت دیکھا سنا ہے تو اُسکی بُرائی دلون سے جاتی رہی ہے بلکہ جسطرح صحابہؓ اور بزرگون کا حال سننا مفید ہوتا ہے اُسیطرح اہل غفلت کا حال سننا نقصان کرتا ہے اور بزرگون کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے حدیثؐ شریف مین آیا ہے کہ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ نزول رحمت کا یہ سبب ہے کہ بزرگون کا حال سُنکر دین کی رغبت پیدا ہوتی ہے اور دنیا کی رغبت بہت کم ہوجاتی ہے اسیطرح اہل غفلت کے ذکر کے وقت لعنت برستی ہے اسواسطے کہ غفلت اور دنیا کی رغبت سبب لعنت ہے جب انکا ذکر لعنت کا باعث ہوتا ہے تو انکا دیدار بہت بڑھ کر ہوگا اسی واسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے باہم میل جول کے بارہ مین فرمایا ہے کہ بُرا ہمنشین لہار کے مثل ہے کہ اسکی دکان پر بیٹھنے سے اگر کپڑا نہ جلے گا مگر دھوان تو لگے گا اور نیک ہمنشین کی مثل عطر فروش کی ایسی ہے پاس بیٹھنے سے اگرچہ وہ مشک تجھے نہ دے گا مگر خوشبو تو تجھ مین آجائے گی پس اے عزیز جان تو کہ بُرے کے پاس بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے نیک کے پاس بیٹھنا افضل ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے تو جس کسی کے پاس بیٹھنا تجھ سے دنیا چھڑائے اور خدا کی طرف بلائے اُس سے باہم میل جول کرنا بہت غنیمت ہے تو اُسکا ملازم رہ اور جسکا حال اُسکے خلاف ہو اُس سے دور رہ خصوصاً اُس عالم سے جو دنیا کا حریص ہو اور جسکا فعل قول کے مطابق نہ ہو کہ وہ زہر قاتل ہے اور ایمان کی عزت اور حرمت صاف دل سے نکال ڈالتا ہے اسواسطے کہ آدمی اپنے دل مین کہتا ہے کہ اگر ایمانداری کی کچھ اصل ہوتی تو یہ عالم ایمانداری کے واسطے اولیٰ ہوتا اسلیے کہ اگر کوئی لوزینہ کا طباق اپنے سامنے رکھے ہوے بڑے لالچ سے کھاتا ہو اور چلاتا ہو کہ اے مسلمانو اس سے دور رہو کہ یہ زہر ہے تو اُسکی بات کوئی باور نہ کریگا اور کھانے مین اُسکا دلیری کرنا اس بات کی دلیل ہوجائیگی کہ اسمین ہرگز زہر نہین ہے بہت لوگ ایسے ہین کہ حرام کھانے اور گناہ کرنے پر دلیر نہین ہوتے جب سنتے ہین کہ عالم یہ کام کرتا ہے تو دلیر ہوجاتے ہین اسی سبب سے عالم کی خطا بیان کرنا حرام ہوئی اور حرام ہونے کے دو سبب ہین ایک یہ کہ غیبت ہے دوسرے یہ کہ لوگ سنکر اُس خطا پر دلیر ہوجائینگے عالم کے فعل کو دلیل کرکے اُسکی پیروی کرینگے اور شیطان اُن کی مدد کو اُٹھ کھڑا ہوگا اور کہے گا کہ تو بھی یہ خطا کر تو فلانے عالم سے زیادہ متقی پرہیزگار نہین ہے عوام کو لازم ہے کہ جب کسی عالم سے کوئی خطا دیکھین تو دو چیزون کا خیال کرین ایک تو یہ امر جانین کہ عالم اگر کوئی خطا کرتا ہے تو ممکن ہے کہ اُسکا علم اُس خطا کا کفارہ ہوجائے اسواسطے کہ علم بڑا شفیع ہے اور عوام کو چونکہ علم نہین ہے تو وہ اگر عمل نہ کریگا تو کاہے پر بھروسا کریگا دوسرے اس بات کا خیال کرے کہ عالم کا یہ جاننا کہ حرام کا مال کھانا درست نہین ہے ایسا ہے جیسا عوام کا یہ جاننا کہ شراب اور زنا درست نہین ہے تو اس باب مین کہ شراب پینا اور زنا کرنا نہ چاہیے ہر شخص عالم ہے اور عوام کا شراب پینا کچھ دلیل نہین ہے کہ اُسے دیکھ کر اور کوئی بھی شراب پینے لگے عالم کے حرام کھانے کا بھی یہی حال ہے اور حرام خوری پر اکثر وہی لوگ دلیر ہوتے ہین

ف حرص عالم اور قول و فعل کی مخالفت ۱۲ منہ

جو فقط نام کو عالم ہین اور علم کی حقیقت سے غافل ہین یا عالم لوگ بظاہر جو برا کام کرتے ہین اُسکا کوئی عذر یا تاویل جانتے ہون کہ اُس عذر اور تاویل کو عوام نہین سمجھ سکتے تو عوام کو چاہیے کہ عالم کی خطا کو اس نظر سے دیکھے تاکہ تباہ نہو حضرت موسیٰ حضرت خضر علیہما السلام کا قصہ کہ حضرت خضرؑ نے کشتی مین سوراخ کر دیا اور حضرت موسیٰؑ نے اعتراض کیا قرآن شریف مین اسیواسطے حق سبحانہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے غرضکہ زمانہ ایسا ہے کہ اکثر خلق کی صحبت سے نقصان متصور رہے تو عزلت اور گوشہ گیری اکثر لوگونکو اولیٰ ہے تیسرا فائدہ عزلت یعنی گوشہ گیری کا یہ ہے کہ کوئی شہر خصومت اور فتنہ اور تعصب سے خالی نہین ہے اور جسنے گوشہ اختیار کیا وہ فتنہ سے چھوٹا اور جب باہم ملا جلا تو اُس کا دین معرض خطر مین پڑا حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بن العاص نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو جب لوگون کو دیکھے کہ ایک دوسرے کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر باہر نکلتے ہین تو گھر کے اندر بیٹھ رہ اور زبان کو سنبھال جو کچھ جانتا ہو کر جو کچھ نہ جانتا ہو اُسے چھوڑ خاص اپنے کام مین مشغول ہو اور ون کے کام سے دستبردار ہو جا حضرت عبد اللہ بن مسعود روایت کرتے ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ آدمی کا دین سلامت نہ رہے گا مگر یہ کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر اور ایک کھوہ سے دوسرے کھوہ مین بھاگے گا جس طرح روباہ اپنے تئین خلق سے چھپاتی پھرتی ہے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ زمانہ کب آئے گا فرمایا جبکہ روزی بے گناہ نہ ملے اُسوقت خلق سے دور دور رہنا حلال ہوگا لوگون نے عرض کی کہ کیونکر یا رسول اللہ آپ نے تو ہمین نکاح کا حکم فرمایا ہے ارشاد فرمایا کہ اُسوقت آدمی اپنے مان باپ کے ہاتھون ہلاک ہوگا وہ اگر مر گئے ہون تو جورو لڑکے کے ہاتھون وہ بھی اگر نہ ہون تو عزیزون کے ہاتھون لوگون نے عرض کی کہ کیون یا رسول اللہ فرمایا کہ اُسے تنگدستی اور محتاجی کی وجہ سے ملامت کرینگے اور جس چیز کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ اُس سے مانگین گے یہانتک کہ وہ خود ہلاک ہو جائے اور یہ حدیث اگرچہ خلق سے دور رہنے کے بارہ مین ہے لیکن عزلت اور گوشہ گیری بھی اس سے معلوم ہوتی ہے اور یہ زمانہ جسکی خبر مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے ہمارے زمانہ سے بہت پہلے آچکا ہے حضرت سفیان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے زمانہ مین کہتے تھے وَاللّٰہِ لَقَدْ حَلَّتِ الْعُزُوبَةُ یعنے قسم ہے خدا کی کہ اب خلق سے دور رہنا حلال ہو گیا ہے چوتھا فائدہ عزلت یعنے گوشہ گیری کا یہ ہے کہ آدمی لوگون کے شر سے نجات پاتا ہے اور آسودہ رہتا ہے اسواسطے کہ جبتک لوگون مین رہے گا تو اُنکی غیبت اور بدگمانی کے رنج سے نہ بچے گا اور طمع محال سے نہ چھوٹے گا اور اس بات سے خالی نہ رہے گا کہ لوگ اُس سے کوئی کام دیکھین کہ انکی عقل مین نہ آئے اور اُسپر زبان دراز کرین اگر آدمی چاہے کہ سب لوگون کے حقوق مثلاً تعزیت اور تہنیت اور مہمانداری کرنے مین مصروف ہو تو اُسکے تمام اوقات اُسی مین صرف ہونگے اور اپنے ضروری کام مین نہ مشغول ہو سکے گا اور اگر بعضون کی تخصیص کریگا تو اور لوگ متوحش اور رخفا ہون گے اور اُسے رنج دین گے اور جب گوشہ اختیار کرے گا تو سب سے نجات پائے گا اور سب خوش رہین گے ایک بزرگ ہمیشہ یا قبرستان مین رہتے یا کتاب دیکھا کرتے اور اکیلے رہا کرتے لوگون نے پوچھا آپ کیون ایسا کرتے ہین کہا مین نے تنہائی سے زیادہ کسی حال مین امن اور سلامتی نہین دیکھی اور قبر سے زیادہ کوئی ناصح اور کتاب سے زیادہ کوئی مونس نہین دیکھا

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ جو ولیون مین سے تھے اُنھون نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کو جو خط لکھا کہ مین نے سنا ہے کہ تم حج کو جاتے ہو مین چاہتا ہون کہ تمھارے ساتھ رہون حضرت حسن بصری نے جواب دیا کہ معاف رکھو تاکہ حق تعالیٰ کے شہر مین زندگی بسر کرین شاید ہم تم باہم رہین تو ایک دوسرے سے ایسی کوئی بات دیکھین کہ ایک دوسرے کو دشمن بنائین اور یہ بھی عزلت کے فائدون مین سے ایک فائدہ ہے کہ مروت کا پردہ برقرار رہتا ہے اور باطن کا حال نہین کھلتا اسواسطے کہ ممکن ہے کہ کسی کی جو بات نہ دیکھی ہے نہ سنی ہے وہ کھلجائے **پانچوان فائدہ** عزلت یعنی گوشہ گیری کا یہ ہے کہ لوگون کی طمع اُس سے اور اُسکی طمع لوگون سے منقطع ہو جاتی ہے اور اُن دو طمعون سے بہت رنج اور گناہ پیدا ہوتے ہین کیونکہ جب دنیادارون کو دیکھے گا تو دنیا کی حرص اُس مین پیدا ہوگی اور طمع حرص کی تابع ہے اور ذلت و خواری طمع کی تابع ہے اسیواسطے حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ الآیۃ یعنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ ان لوگون کی آراستہ دنیا کو نہ دیکھو کہ وہ ان کے حق مین فتنہ ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا کی رو سے تم سے زیادہ ہے اُسے نہ دیکھ کہ خدا کی نعمت تمھاری نگاہ مین حقیر ہو جائیگی اور جو شخص امیرون کی دولت دیکھے گا تو اگر اسکی تلاش مین پڑ جائیگا اور اُسے نہ پائیگا تو آخرت کا نقصان اُٹھائے گا اور اگر تلاش نہ کریگا تو وقت اور صبر مین پڑیگا وہ بھی مشکل ہے **چھٹا فائدہ** عزلت یعنے گوشہ گیری کا یہ ہے کہ کاہلون اور احمقون اور ایسے لوگون سے آدمی نجات پاتا ہے جنکا دیکھنا طبیعت کو مکروہ معلوم ہوتا ہے اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ سے لوگون نے پوچھا کہ تمھاری آنکھ مین کیون خلل پیدا ہوا کہا مین نے ازبسکہ کاہلون کو دیکھا جالینوس نے کہا کہ جسطرح بدن کے واسطے تپ ہے جان کے واسطے بھی تپ ہے کاہلون کو دیکھنا جان کی تپ ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ اگر انجان کے پاس جب مین بیٹھا تو میرا بدن جو اُسکی طرف تھا بھاری ہوگیا یہ فائدہ اگرچہ دنیاوی ہے لیکن دینی بھی اُسکے ساتھ ملا ہوا ہے اسلیے کہ جب ایسے آدمی کو کوئی دیکھتا ہے جسکا دیکھنا ناگوار ہو تو زبان سے خواہ دل سے اُسکی غیبت کرتا ہے اور آدمی جب تنہا رہے گا تو ان سب باتون سے امن پائیگا اور بچا رہے گا عزلت کے یہ فائدے ہین **عزلت یعنی گوشہ گیری کی آفتین** اے برادر اسبات کو معلوم کر کہ بعضے مقاصد دینی اور دنیوی اورون کے بغیر حاصل نہین ہوتے اور باہم ملے جلے بغیر راست نہین ہوتے وہ کام گوشہ گیری مین فوت ہوتے ہین انکا فوت ہونا عزلت یعنی گوشہ گیری کی آفت ہے وہ آفتین بھی چھ ہین **پہلی آفت** آدمی علم سیکھنے اور سکھانے سے محروم رہتا ہے اے عزیز جان تو کہ جسنے وہ علم جو اُسپر فرض ہے نہ سیکھا ہو اسپر عزلت حرام ہے اور جسنے فرض علم سیکھا اور علم نہین سیکھ سکا اور علم نہین سمجھ سکتا اور چاہتا ہے کہ عبادت کے واسطے گوشہ اختیار کرے تو درست ہے اور اگر شریعت کے سب علم سیکھ چکا ہے اُس کے واسطے عزلت اختیار کرنا بڑا نقصان ہے اسواسطے کہ جو کوئی علم حاصل کرنے کے پہلے عزلت اختیار کرتا ہے وہ خواب اور بیداری اور واہی تواہی خیالات مین اکثر اوقات ضائع کرتا ہے اگر آدمی تمام دن عبادت مین مشغول رہے جب علم مضبوط نہ کیا ہو تو عبادت مین غرور اور تکبر سے خالی نہ رہے گا اور اعتقاد مین اندیشہ محال اور خطا سے خالی نہ رہے گا اور خدا کی شان مین اُسے ایسے خطرے آئینگے کہ شاید کفر یا بدعت ہون اور وہ جانے بھی نہ غرضکہ عزلت عالمون کو چاہیے عوام کو نہین اسواسطے کہ عوام بیمار کے مانند ہین

اور بیمار کو طبیب سے بھاگنا نہ چاہیے اسواسطے کہ اگر آپ اپنا علاج کریگا تو جلد ہلاک ہوجائیگا اور تعلیم کرنے کا بہت بڑا مرتبہ ہے حضرت عیسے علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علم سیکھے اور اُسپر عمل کرے اور دوسرون کو سکھائے ملکوت آسمان مین اُسے بڑا شخص کہتے ہین اور عزلت کے ساتھ تعلیم نہین ہوسکتی تو تعلیم عزلت سے اولی ہے بشرطیکہ اُسکی اور سیکھنے والے کی نیت طلب دین ہو طلب مال و جاہ نہو اور چاہیے کہ ایسا علم سکھائے جسمین دین کا فائدہ ہو اور جو علم ضرورتر ہو اسے مقدم کرے مثلاً جب علم طہارت شروع کیا تو کہدے کہ کپڑے اور بدن کی طہارت ذراسی بات ہے اس سے مقصود اور ہی طہارت ہے وہ طہارت گناہون سے ہے آنکھ کان زبان ہاتھ اور سب اعضا کی اسکی تفصیل بیان کردے اور شاگرد سے حکم کرے کہ علم کے موافق کاربند ہو اگر اسپر عمل نہ کرے اور دوسرا حکم سیکھنے کی خواہش کرے تو سمجھ جائے کہ طلب جاہ اُسکا مقصود ہے اور جب اس طہارت سے فارغ ہو تو یہ کہدے کہ اس طہارت سے بھی اسکے سوا اور طہارت مقصود ہے اور وہ دنیا اور ماسوی اللہ کی محبت سے دلکو پاک کرنا ہے اور یہی طہارت لا آلہ الا اللہ کی حقیقت ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی اُسکا معبود نہ رہے اور جو شخص اپنی خواہش کا پابند ہے فَقَدِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ یعنے اُستے اپنی خواہش کو خدا بنایا اور کلمۂ لا آلہ الا اللہ کی حقیقت سے محروم ہے جو کچھ رکن مہلکات اور منجیات مین ہم نے بیان کیا ہے آدمی جبتک اسے نہ پڑھیگا تب تک خواہش سے بری ہونے کا طریقہ نہ پہچانے گا اور یہ طریقہ جاننا ہر شخص پر فرض عین ہے شاگرد اگر اس علم سے فارغ ہونے کے پہلے حیض اور طلاق اور خراج اور فتوے اور دعوی علم کا طلب کرے یا علم خلاف مذہب یا علم کلام یا معتزلہ اور کرامیہ سے جھگڑا اور مناظرہ کرنے کا علم طلب کرے تو جانے کہ یہ جاہ و مال طلب کرتا ہے دین نہین ڈھونڈھتا ہے ایسے شاگرد سے دور رہنا چاہیے کہ اُسکا شر بہت بڑا ہے شیطان جو اُسکو تباہی اور خرابی کی طرف بلاتا ہے اور اُسکا نفس جو بڑا دشمن ہے جبکہ اُنکے ساتھ جھگڑا نہ کرے اور چاہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور معتزلہ کے ساتھ جھگڑا کرون تو یہ دلیل اس بات کی ہے کہ شیطان نے اُسے اپنے قابو مین کرلیا اور اُسپر خندہ زنی کرتا ہے اور جو بُری صفتین اُسکے باطن مین ہین جیسے حسد کبر ریا عجب دوستی دنیا حرص جاہ و مال یہ سب ناپاکیان ہین اگر آدمی اپنے دلکو انسے پاک نہ کرے اور اس مین مشغول ہوجائے کہ فتاوی مین کون نکاح اور طلاق اور سلم بہت درست ہے تو یہ فکر اُسکے ہلاک اور تباہ ہونیکا سبب ہوجائیگی اگر کسی نے ان مسئلون مین خطا کی تو اس سے زیادہ اور کچھ نقصان نہین ہے کہ اسکو دو اجر مین سے ایک ہی اجر ہاتھ آئیگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے اجتہاد کیا اور صواب پر رہا اُسے دو اجر ملینگے اور اگر خطا کی تو ایک اجر ملے گا تو آدمی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالے کا مذہب اختیار کرے خواہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا اس سے زیادہ فائدہ نہوگا اور اگر ان بُری صفتونکو اپنے سے نہ مٹائیگا تو اُسکا نتیجہ دین کی تباہی ہوگا اور زمانہ ایسا ہے کہ کسی بڑے شہر مین ایک دو آدمی سے زیادہ نہین ملتے جنھین ایسی تعلیم کا شوق ہو تو مدرس کی عزلت بھی بہت اولی ہے اسواسطے کہ جو عالم ایسے طالب علم کو پڑھائیگا جسے دنیا مقصود ہو وہ ایسا ہے کہ تلوار اس شخص کے ہاتھ بیچتا ہے جو راہزنی کا ارادہ رکھتا ہو اگر کہے کہ شاید یہ طالب علم کبھی دین کا ارادہ کرے تو یہ ایسا ہے کہ شاید وہ رہزن کبھی توبہ کرکے جہاد کو جائے اور اگر کہے کہ تلوار اسے توبہ کیطرف نہین بلاتی علم توبہ اور حق تعالی کیطرف بلاتا ہے تو یہ کہنا بھی غلط ہے اسواسطے کہ علم فتاوے اور خصومات اور معاملات کا علم اور علم کلام اور نحو اور لغت کا علم کسی کو خدا کیطرف بلاتا ہی نہین اسواسطے کہ ان علمون مین دین

ف: یہی طہارت لا الہ الا اللہ کی حقیقت ہے ۱۲

کی ترغیب نہین بلکہ اُن مین سے ہر ایک حسد غرور تکبر تعصب کا بیج دل مین بوتا ہے وَلَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَۃِ مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ؛
اس دعوی پر دلیل کی احتیاج نہین اے عزیز تو دیکھ تو کہ جو لوگ ان علوم مین مشغول تھے وہ کیسے رہے ان کا کیا انجام ہوا اور ان
کی موت کیسی ہوئی جو علم آدمی کو آخرت کی طرف بلاتا ہے اور دنیا سے چھوڑاتا ہے وہ حدیث اور تفسیر کا علم ہے اور یہ علوم ہم نے مہلکات
اور منجیات مین بیان کیے ہین تو عالم کو چاہیے کہ یہی علوم پڑھائے کہ یہ ہر ایک کے دل مین اثر کرتے ہین مگر کوئی ایسا ہی سنگدل ہو کہ
اُسے اثر نہ کرین تو یہ شرط جو بیان ہوئی اسکے ساتھ جو کوئی علم سیکھنا چاہے اس سے کنارہ کرنا گناہ کبیرہ ہے پھر اگر کوئی شخص علم حدیث
اور تفسیر اور جو ضروری علم ہو پڑھتا ہے اور طلب جاہ بھی اپنے اوپر غالب رکھتا ہے تو اُسکی تعلیم سے بھاگنا چاہیے اسواسطے کہ اسکی تعلیم
مین اگرچہ اور ونکا بڑا فائدہ ہے لیکن وہ خود تو تباہ ہوگا اور دوسرون پر سے تصدق ہو جائیگا یہی بات ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمائی ہے کہ حق تعالے اپنے دین کی نصرت ان لوگون کے سبب کرتا ہے جنھین اس سے خود کچھ فائدہ نہو اسکی مثال شمع کی ایسی ہے
کہ تمام مکان تو اس سے روشن رہتا ہے اور خود وہ جلا اور گلا کرتی ہے اسیواسطے حضرت بشر حافی نے حدیث کی کتابون کے ساتھ کتبخانے جو
بزرگون سے سُن رکھے تھے خاک مین ملا دیے اور حدیث روایت نہ کی اور فرمایا مین اسواسطے نہین روایت کرتا ہون کہ اسکی خواہش اپنے مین
پاتا ہون اگر چپ رہنے کا ذوق پاتا تو البتہ روایت کرتا بزرگون نے کہا ہے کہ حدثنا دنیا کا ایک باب ہے اور جو شخص حدثنا کہتا ہے اسکا مقصود
یہ ہوتا ہے کہ لوگ مجھے مسند پر بٹھالین امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کا گذر ایک شخص کیطرف ہوا جو کرسی پر بیٹھا تھا فرمایا کہ
یہ شخص کہتا ہے اِعْرِفُوْنِی یعنے مجھے پہچانو ایک شخص نے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی کہ فجر کی نماز کے بعد لوگون کو وعظ و نصیحت
کیا کرون آپنے اجازت نہ دی اُسنے عرض کی کہ یا امیر المومنین آپ کیا نصیحت کرنیکو منع کرتے ہین فرمایا ہان مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ غرور تیرا
دماغ آسمان پر نہ پہونچادے حضرت رابعہ عدویہ نے سفیان ثوری رحمہما اللہ تعالے سے کہا کہ اگر تم دنیا کو دوست نہ رکھتے ہوتے تو خوب
آدمی تھے پوچھا کہ مین دنیا کو کیا دوست رکھتا ہون کہا کہ حدیث روایت کرنا تمکو پسند آیا حضرت ابو سلیمان خطابی رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ جو
اس زمانہ مین علم سیکھنا اور صحبت رکھنا چاہے تم اس سے حذر کرو اور دور بھاگو کہ انکے پاس نہ مال ہے نہ جمال ظاہر مین دوست رہتے
ہین باطن مین دشمن منھ پر تعریف کرتے ہین پیٹھ پیچھے مذمت سب اہل نفاق اور سخن چین اور مکار اور فریبی ہین انکا مطلب یہ ہے کہ اپنی فاسد
غرضون کے لیے تجھے سیڑھی بنائین اور تجھے گدھا بناتے ہین تاکہ انکی خواہش مین تو شہر کے گرد نکلے اور تیرے پاس اپنے آنے سے
تجھ پر احسان جتاتے ہین اور چاہتے ہین کہ تو اپنی آبرو اور جاہ و مال انپر سے اسکے بدلے نثار کردے کہ وہ تیرے پاس آتے ہین اور
چاہتے ہین کہ تو اُنکے اور انکے قرابتدارون اور متعلقون کے حقوق ادا کرتا رہے انکا اُلو بنا رہے اور انکے دشمنون کے ساتھ سفاہت کرے انہین
سے اگر کسی بات مین تو خلاف کرے تو دیکھے کہ تیرے اور تیرے علم کے حق مین کیا کیا کہتے ہین اور کسطرح تیری دشمنی مین کھل پڑتے ہین اور
حقیقت بات یہی ہے جو ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالے نے کہی اسواسطے کہ اب کوئی شاگرد اُستاد کو بیکار نہین قبول کرتا ہے اول تو یہ چاہتا
ہے کہ اسکے سبب سے میری آمدنی جاری رہے اور مدرس بیچارہ نہ تو یہ طاقت رکھتا ہے کہ شاگرد کو چھوڑ دے کیونکہ لوگونکی نظرون مین سبک
ہو جائیگا اور نہ یہ قدرت رکھتا ہے کہ بے ظالمون کے پاس گئے اور بغیر انکی خوشامد کیے شاگردونکی آمدنی جاری رکھ سکے تو اُنکے کام کے پیچھے

اپنا ایمان کھوتا ہے اور اُنسے کچھ فائدہ نہین ہوتا ہے تو عالم اگر تعلیم کرسکتا ہے اور ان آفتون سے دور رہ سکتا ہے تو تعلیم عزلت سے افضل ہے اب
عوام کو یہ لازم ہے کہ جب کسی کے تئین شاگردون کو درس دیتے دیکھین تو اُسکے حق مین یہ بدگمانی نہ کرین کہ اسے مال و جاہ مقصود ہے بلکہ یہ خیال
کرین کہ للہ علم سکھاتا ہے یہ سمجھنا انپر فرض ہے جب آدمی کا باطن ناپاک ہوتا ہے تو نیک گمان کی اسمین گنجائش نہین ہوتی ہر اسواسطے کہ ہر شخص ویسا
ہی سمجھتا ہے جیسا اُسکے دلمین ہوتا ہے یہ بیان اسواسطے ہوا تاکہ عالم اپنی شرط پہچانین اور عوام اپنی حماقت سے اس امر کا بہانہ کرکے علماء کی
تعظیم مین کسی طرح قصور نہ کرین کہ اس بدگمانی کے سبب سے وہ بھی تباہ ہونگے دوسری آفت یہ ہے کہ نفع لینے اور نفع پہونچانے سے باز رہیگا نفع
لینے سے کسب مراد ہے کہ بے باہم ملے جلے نہین ہو سکتا جو شخص عیالدار ہو تو اُسے کسب چھوڑکر عزلت اختیار کرنا نہ چاہیے کیونکہ اہل و عیال کو
تباہ اور خراب کرنا گناہ کبیرہ ہے اگر کوئی شخص مال کافی رکھتا ہو یا عیالدار نہو تو اُسکے حق مین عزلت اولی ہے اور نفع پہونچانے سے نمونہ
دینا اور مسلمانون کا حق بجالانا مقصود ہے اگر عزلت مین ظاہری عبادت کے سوا اور کسی کام مین مشغول نہ ہوگا تو کسب حلال اور صدقہ
دینا عزلت سے افضل ہے لیکن اگر اسکے وطن کا راستہ خدا کی معرفت اور ذکر کی طرف کھلا ہے تو عزلت تمام صدقون سے افضل ہوگی
اسواسطے کہ سب عبادتون سے مقصود یہی ہے تیسری آفت یہ ہے کہ مجاہدہ اور ریاضت جو لوگون کے اخلاق ذمیمہ پر صبر کرنے سے
حاصل ہوتی ہے انسے باز رہیگا اور باز نہ رہنے مین اس شخص کے واسطے بڑا فائدہ ہے جو ہنوز ریاضت مین کامل نہوا ہو اسواسطے کہ
نیک خوئی سب عبادتون کی اصل ہے اور وہ بے باہم ملے جلے پاس بیٹھے اُٹھے حاصل نہین ہوتی اسواسطے کہ خوش خلقی اسکا نام ہے
کہ آدمی لوگون کی محال طلبی پر صبر کرے اور صوفیہ کے خادم لوگ اسواسطے لوگون سے صحبت رکھتے ہین کہ عوام سے سوال کرنے کے سبب سے
اپنی رعونت اور تکبر کو توڑین اور صوفیہ کی خدمتگزاری کرنے سے اپنے بخل کو توڑین اور اُنکی فرمانبرداری کا تحمل ہوکر بدخوئی اپنے دل سے
دور کرین اور اُنکا کام خدمت کرکے انکی ہمت اور دعا کی برکت حاصل کرین اگلے زمانے مین صوفیہ کے خادمون کو یہی مقصود ہوتا تھا
اگرچہ اب نیت بدلگئی ہے بعضون کو جاہ و مال مقصود ہوتا ہے تو جو شخص ریاضت کر چکا ہے اُسکے حق مین عزلت افضل ہے اسواسطے کہ ریاضت سے
یہ غرض نہین ہے کہ آدمی ہمیشہ رنج و تکلیف کھینچے جسطرح دوا سے تلخی نہین مقصود ہوتی بلکہ بیماری کا جاتا رہنا مقصود ہوتا ہے جب بیماری جاتی رہی
تو اپنے تئین ہمیشہ دوا کی تلخی مین گرفتار رکھنا کچھ ضرور نہین اسیطرح ریاضت سے بھی کچھ اور ہی مطلب ہے یعنے حقتعالی کے ذکر سے انس حاصل کرنا اور
ریاضت سے غرض یہ ہے کہ جو چیز انس سے تجھے مانع ہے اُسے اپنے سے تو دور کرتا کہ انس مین مشغول ہو سکے اے عزیز جان تو کہ جیسا خود ریاضت کرنا ضرور
ہے اوروں کو بھی ریاضت کیطرف لانا اور ادب سکھانا ارکان دین مین سے ہے اور یہ بات عزلت سے میسر نہوگی تو پیر کو مریدون سے ملنا ضرور ہے انسے
کنارہ کرنا لازم نہین لیکن جسطرح علما کو جاہ و ریا کی آفت سے حذر کرنا چاہیے اسیطرح پیرونکو بھی چاہیے تو جب پیرونکا مریدون سے ملنا شرط کے موافق
ہو تو عزلت سے اولی ہوگا چوتھی آفت یہ ہے کہ عزلت یعنی گوشہ گیری مین شاید وسواس پیدا ہو اور ذکر الٰہی سے دل ملول اور اچاٹ ہو جائے یہ امر لوگون سے
ملاقات اور موانست کرنے سے جاتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ اگر مجھے وسواس کا ڈر نہ ہوتا تو لوگون کے پاس نہ بیٹھتا یعنی
عزلت اختیار کرتا امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو دل کی راحت مین خلل نہ ڈالو اسواسطے کہ جب دفعۃً دل پر جبر
کروگے تو اندھا ہو جائیگا تو چاہیے کہ آدمی روز گھڑی بھر کسی دوست کی صحبت سے راحت حاصل کرے کہ اس سے دل کی فرحت اور نشاط زیادہ

ہوتی ہے مگر یہ دوست ایسا ہونا چاہیے جس سے دین ہی کا سب ذکر ہو اور دین کے کام مین اپنے اپنے قصور کا حال کہکر اسکی تدبیر لوگ اُس سے پوچھتے ہین اور غافلون کی صحبت اگرچہ دم بھر ہو تو بھی مضر ہوگی اور وہ صفائی جو آدمی نے دن بھر مین حاصل کی ہو جاتی رہے گی۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر شخص اپنے دوست اور ہمنشین کی صفت پر ہوجاتا ہے تو اس بات کا لحاظ ضرور ہے مین کس سے دوستی کرتا ہون **پانچوین آفت** یہ ہے کہ عزلت یعنی گوشہ گیری مین بیمار پرسی اور جنازہ کی ہمراہی اور دعوت مین جانا اور تہنیت اور تعزیت کرنا اور لوگون کے حقوق فوت ہوتے ہین اور ان کامون مین بھی بہت سی آفتین ہین نفاق اور تکلف نے ان کامون مین دخل پایا ہے کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اپنے تئین ان کامون کی آفتون سے نہ بچا سکے اور اُنکی شرطون پر قائم نہ رہ سکے اُسے عزلت اولیٰ ہے اور اگلے بہتیرے بزرگون نے ایسا ہی کیا ہے اور ان کامون کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ اپنا بچاؤ اسی مین دیکھا ہے **چھٹی آفت** یہ ہے کہ مخالطت یعنے باہم ملنے جلنے مین لوگون کے حقوق ادا کرتے رہنا فروتنی کی ایک قسم ہے اور عزلت یعنی گوشہ گیری مین ایک نوع کا تکبر ہے اور شاید بڑاپن اور تکبر اور اس امر کی خواہش کہ ہم کسی کو دیکھنے نہ جائین لوگ ہماری زیارت کو آئین عزلت کا باعث ہو حکایت لوگون نے نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک حکیم بڑا تھا حکمت مین تین سو ساٹھ کتابین اُسنے تصنیف کی تھین حتی کہ وہ یہ سمجھا کہ حقتعالے کے نزدیک میرا بڑا مقام اور مرتبہ ہوگیا ہے اُس زمانے مین جو پیغمبر تھے انپر وحی آئی کہ اس حکیم سے کہدو کہ تو نے تمام روے زمین مین اپنا نام اور شہرہ کر کے اپنی دھاک باندھی ہے اور مین تیری اس شہرت کو قبول نہین کرتا پس وہ حکیم ڈرا اور اس امر سے باز رہا اور ایک خالی گوشہ مین بیٹھ رہا اور کہا کہ اب تو حقتعالی مجھسے خوش ہوا وحی آئی کہ اس سے اب بھی خوش نہین ہون پھر وہ حکیم باہر نکلا اور بازار مین پھرنا اور لوگون سے مخالطت کرنا شروع کیا لوگون کے پاس بیٹھتا اُٹھتا کھانا کھاتا اور کوچہ و بازار مین جاتا تب وحی آئی کہ اب میری خوشنودی اسنے حاصل کی اے عزیز جان تو کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ تکبر سے عزلت اختیار کرتا ہے اسواسطے کہ یہ ڈرتا ہے کہ مجمع اور محفلون اور مجلسون مین لوگ میری عزت نہ کرینگے یا یہ ڈرتا ہے کہ علم و عمل مین میرا نقصان لوگ جان جائینگے تو عزلت کو اپنے نقصان کا پردہ بناتا ہے اور ہمیشہ اسی آرزو مین رہتا ہے کہ لوگ میری زیارت کو آیا کرین اور مجھسے برکت لین اور میرے ہاتھ چوما کرین یہ عزلت عین نفاق ہے جو عزلت یعنی جو گوشہ نشینی خدا کے واسطے ہوتی ہے اسکی دو علامتین ہین ایک تو یہ کہ گوشہ مین آدمی کبھی بیکار نہ رہے یا تو ذکر و فکر مین مشغول رہے یا علم عبادت مین دوسرے یہ کہ اس امر مین کراہت رکھے کہ لوگ اسکی زیارت کو جائین مگر وہ شخص جس سے دینی فائدہ ہو حضرت ابوالحسن حاتمی رحمہ اللہ تعالیٰ جو خواجگان طوس مین سے تھے وہ شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمہ اللہ تعالے جو اولیاے کبار مین سے تھے ان کی ملاقات کو گئے اور عذر کرنے لگے کہ مین قصور کرتا ہون کہ آپ کی خدمت مین بہت کم حاضر ہوتا ہون شیخ نے ان سے کہا کہ اے خواجہ عذر خواہی نہ کر اس واسطے کہ اور لوگ کسی کے آنے سے جسقدر احسانمند ہوتے ہین مین نہ آنے سے اتنا ممنون ہوتا ہون اسلیے کہ مجھے اسکی یعنے ملک الموت علیہ السلام کی آمد کے خیال سے کسی کی پروا نہین ہے کہ ایک امیر حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالے کے پاس حاضر ہوا عرض کی کہ آپ کیا حاجت رکھتے ہین فرمایا کہ یہ حاجت رکھتا ہون کہ دوبارہ نہ تو مجھے دیکھ نہ مین تجھے دیکھون اے عزیز جان تو کہ لوگون سے اپنی تعظیم کرنے کیواسطے گوشہ نشینی اختیار کرنے مین بڑی نادانی ہے اول مرتبہ یہ ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ گوشہ نشینی کے سبب سے میرے حال کی کسیکو خبر نہوگی حالانکہ یہ جانتا ہے کہ اگر پہاڑ پر جا بیٹھیگا تو عیب ڈھونڈھنے والا

آدمی یہی کہے گا کہ مکر و نفاق کرتا ہے اور اگر شراب خانے مین جائیگا تو جو اسکا دوست اور مرید ہوگا وہ یہی کہیگا کہ لوگون کی نظرون سے گرنے کیواسطے ملامیتہ بنا ہے یہ جس حال مین ہوگا اسکے حق مین لوگون کے دو فریق ہونگے تو چاہیے کہ اپنے دل کو دین مین لگائے خلق مین نہین حضرت سہیل تستری رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے مرید سے ایک کام کو کہا اسنے جواب دیا کہ لوگون کی طعن کے خوف سے یہ کام مین نہین کر سکتا حضرت سہیلؒ اپنے یارون کیطرف متوجہ ہوے اور فرمایا کہ آدمی جب تک دو صفتون مین سے ایک حاصل نہ کرے تبتک اس کام کی حقیقت کو نہ پہونچیگا ایک یہ کہ یا تو لوگ اسکی نظر سے گر جائین کہ خالق کے سوا اور کسی کو دیکھے ہی نہین یا اسکا نفس اسکی نظر سے گر جائے کہ خلق اُسے کسی صفت اور حالت پر دیکھے وہ کچھ باک نہ رکھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے کہا کہ کچھ لوگ آپ کی خدمت مین آتے ہین اور پھر آپ کی باتین کر کے اعتراض اور عیب جوئی کرتے ہین فرمایا کہ مین نے اپنے نفس کو دیکھا کہ فردوس اعلیٰ اور مجاورت حق تعالےٰ کی طمع کرتا ہے لوگون سے سلامت بچنے کی خواہش ہرگز نہین کرتا اسواسطے کہ انکا خالق بھی ان کی زبان سے سلامت نہین بچا اے عزیز اس تمام بیان سے تو نے عزلت یعنی گوشہ گیری کے فوائد اور آفات تو جان لیے پس ہر ایک اپنے احوال کو دیکھے اور ان فوائد اور آفات کو سوچے تاکہ سمجھ جائے کہ مجھے کیا چیز اختیار کرنا اولےٰ ہے عزلت یعنی گوشہ گیری کے آداب جب کسی نے گوشہ گیری اختیار کی تو اُسے چاہیے کہ یہ نیت کرے کہ اس گوشہ گیری سے لوگون کو اپنے شر سے بچاتا ہون اور لوگون کے شر سے اپنی سلامتی چاہتا ہون اور حق تعالےٰ کی عبادت مین فراغت اور دلجمعی طلب کرتا ہون اور چاہیے کہ ذرا بھی بیکار نہ رہے بلکہ ذکر اور فکر اور علم و عمل مین مشغول رہے اور لوگون کو اپنے پاس نہ آنے دے اور شہر کی خبرین کسی سے نہ پوچھے اسواسطے کہ جو بات سنے گا وہ گویا ایک تخم ہے کہ سینہ مین پڑا خلوت مین وہ تخم سینہ سے اُگے گا خلوت مین بڑا کام یہ ہے کہ خطرات نفسانی باقی نہ رہین تاکہ خدا کا ذکر پاک صاف طور سے ہو لوگون کی باتین خطرات نفسانی کا تخم ہوتی ہین چاہیے کہ تھوڑے سے کھانے اور کپڑے پر قناعت کرے ورنہ خلق سے ملنے جلنے کا محتاج ہوگا اور چاہیے کہ پڑوسیون کی ایذا پر صبر کرے اور جو کچھ اسکے حق مین کہین مذمت ہو خواہ ثنا و صفت کچھ نہ سنے اور اُس سے دل نہ لگائے گوشہ گیری کے لوگ اسے منافق ریاکار ٹھہرائین خواہ صاحب اخلاص و انکسار خواہ متکبر و مکار بنائین کچھ نہ سنے کہ اسمین تضیع اوقات ہوگی اور گوشہ گیری سے غرض یہ ہوتی ہے کہ آدمی آخرت کے کام مین مشغول اور مستغرق رہے

ساتوین اصل آداب سفر کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ سفر دو ہین[ف] ایک باطن کا سفر ایک ظاہر کا سفر باطن ملکوت آسمان و زمین مین اور خدا کی عجیب عجیب صنعتون مین اور راہ دین کی منزلون مین دل کا سفر ہے مردون[ف] کا سفر یہی ہے کہ بدن سے تو گھر مین بیٹھے رہتے ہین اور دل سے بہشت مین جسکی وسعت زمین و آسمان کے برابر بلکہ زیادہ ہے جولان کرتے ہین اسواسطے کہ عالم ملکوت عارفون کی بہشت ہے کسیطرح کی روک ٹوک کو اسمین دخل نہین حقتعالےٰ لوگون کو اسی سفر کیطرف بلاتا ہے اور فرماتا ہے اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ[1]

[1] کیا تم نظر نہین کرتے ہو آسمانون اور زمینون کی مملکت مین اور اسمین جو کچھ خدا نے پیدا کیا ہر چیز سے ۱۲

ف سفر دو ہین ۱۱ ف مردون کا سفر یہی ہے ۱۲

وہ شخص جو یہ سفر کرنے مین عاجز ہے اُسے ظاہر مین سفر کرنا چاہیے بدن کو جا بجا لیجائے تاکہ ہر جگہ سے فائدہ اُٹھائے اُسکی مثال اس شخص کی ایسی ہے جو اپنے پاؤن سے کعبہ کو جائے تاکہ ظاہر کعبہ کو دیکھ پائے اور اُس دوسرے کی مثال اُس شخص کی ایسی ہے جو اپنی جگہ پر بیٹھا رہے پاؤن نہ ہلائے اور کعبہ خود اُسکے پاس آئے اسکے گرد طواف کرے اور اپنے اسرار اس سے کہے ان دونون مین بڑا فرق ہے اسیواسطے حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ نامردون کے پاؤن مین چھالے پڑ گئے اور مردون کے چوتڑون مین ہم اس کتاب مین سفر ظاہر کے آداب دو بابون مین لکھتے ہین کیونکہ سفر باطن دقیق ہے اس کتاب مین اسکی گنجائش نہین پہلا باب سفر کی نیت اور اُسکے آداب اور اقسام کے بیان مین اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ سفر کی پانچ قسمین ہین پہلی قسم وہ سفر ہے جو طلب علم کے واسطے ہو جب علم سیکھنا آدمی پر فرض ہو تو یہ سفر بھی فرض ہے اور جب علم سیکھنا سنت ہو تو یہ سفر بھی سنت ہے اور علم کیواسطے سفر تین طرح پر ہوتا ہے ایک تو یہ علم شرع سیکھنے کے واسطے ہو حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص علم سیکھنے کو گھر سے باہر نکلتا ہے جبتک پھر نہ آئے خدا کی راہ مین چلتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ فرشتے اپنے پرون کو طالب علم کیواسطے بچھائے رکھتے ہین اگلے بزرگون مین کوئی بزرگ ایسے تھے کہ اُنھون نے ایک حدیث کے واسطے دور دراز سفر کیا حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ کوئی شخص اگر شام سے یمن تک ایک کلمہ سننے کے واسطے جسمین دین کا فائدہ ہو سفر کریگا اُسکا سفر ضائع نہوگا لیکن سفر ایسے ہی علم کے واسطے کرنا چاہیے جو زاد آخرت ہو اور وہ علم جو دنیا سے آخرت کی طرف اور حرص سے قناعت کیجانب اور ریا سے اخلاص کی طرف اور خلائق کے ڈر سے خدا کے خوف کی جانب نہ بلائے وہ نقصان کا سبب ہوگا دوسرے یہ کہ اخلاق کو پہچان کر اپنے بُرے اخلاق کا علاج کرنیکو آدمی سفر کرے یہ سفر بھی ضرور ہے اسواسطے کہ آدمی اب اپنے گھر مین رہتا ہے اور اُسکی مراد کے موافق کام ہوتے ہین تو اپنی طرف نیک گمان کرتا ہے اور جانتا ہے کہ میرے اخلاق نیک ہین سفر سے اخلاق باطن کا پردہ اُٹھ جاتا ہے اور ایسے امور پیش آتے ہین کہ کینہ اور بدخوئی اور اپنا عجز پہچان جائے اور آدمی جب بیماری پہچانیگا تب ہی علاج مین مشغول ہو سکے گا اور جو شخص سفر نہین کرتا اُسے کامون مین چالاکی نہین حاصل ہوتی حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالے کہتے تھے کہ اے علما سفر کرو تاکہ پاک ہو کیونکہ پانی جب ایک جگہ ٹھہر جاتا ہے تو گندہ ہو جاتا ہے تیسرے اسواسطے سفر کرے کہ دریا جنگل پہاڑ میدان نئے نئے شہرون مین خدا کی عجیب عجیب صنعتین دیکھے اور طرح طرح کے مخلوقات جانور یا حیوان یا نباتات وغیرہ اطراف عالم مین دیکھے اور جانے کہ یہ سب اپنے خالق کی تسبیح کرتے ہین اور اُسکی وحدت پر گواہی دیتے ہین اور جس شخص کو یہ ادراک اور بصیرت حاصل ہو کہ جمادات کی بات جو نہ حرف ہے نہ آواز اُسے سن سکے اور خط الٰہی کہ جو تمام مخلوقات کے چہرے پر لکھا ہے کہ وہ نہ حروف ہین نہ رقوم اسے پڑھ سکے اور خدا کی مملکت کے اسرار اُس سے پہچان سکے اُسے دنیا کے گرد پڑے پھرنے کی کچھ احتیاج نہین بلکہ ملکوت آسمان مین نظر کرے جو دن رات اُسکے گرد خود پھرتے ہین اور اپنے عجائب اس سے کہتے ہین اور ندا کرتے ہین کہ وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ يَمُرُّوۡنَ عَلَيۡهَا وَهُمۡ عَنۡهَا مُعۡرِضُوۡنَ [1] بلکہ اگر کوئی شخص اپنے اعضا اور صفات کی خلقت مین نظر کرے تو تمام عمر سیر مین رہے بلکہ اپنی دلچسپ صفتون کو اسوقت دیکھے گا کہ ظاہر کی آنکھ بند کر کے دل کی آنکھ کھولے کسی بزرگ نے کہا ہے کہ لوگ کہتے ہین کہ آنکھ کھولو کہ عجیب عجیب صنعتین دیکھو اور مین کہتا ہون کہ آنکھ بند کرو تو عجیب عجیب صنعتین نظر آئین

[1] اور کتنی نشانیان ہین آسمانون اور زمین مین کہ گذرتے ہین اُن پر اور وہ اُن سے منھ پھیرتے ہین ۱۲ منہ

دونون باتین حق ہین کیونکہ پہلی منزل تو یہ ہے کہ آدمی ظاہر کی آنکھ کھولے اور ظاہری عجائبات دیکھے تب دوسری منزل مین پہونچے کہ باطن عجائبات دیکھے اور عجائبات ظاہری کے واسطے نہایت ہے اسواسطے کہ وہ اجسام عالم سے علاقہ رکھتے ہین جو متناہی ہین اور باطن کے عجائبات کی نہایت نہین اسلیے کہ انکو روح اور حقیقتون سے تعلق ہے اور حقیقتین بے انتہا ہین ہر ایک صورت کے ساتھ ایک حقیقت اور روح ہے صورت تو ظاہری آنکھ سے دیکھی جاتی ہے اور حقیقت چشم باطن سے نظر آتی ہے اور صورت نہایت مختصر اور حقیر چیز ہے اسکی مثال اسطرح پر ہے مثلاً کوئی شخص زبان کو دیکھے اور سمجھے کہ گوشت کی ایک بوٹی ہے اور دلکو دیکھے اور جانے کہ سیاہ لہو کا ایک ٹکڑا ہے اے عزیز دیکھ تو سہی کہ یہ صورت جسے ظاہری آنکھ دیکھتی ہے زبان اور دل کی حقیقت کے سامنے اسکی کیا قدر و حقیقت ہے عالم کے ہر ہر ذرہ اور ہر ہر چیز کا یہی حال ہے حق تعالےٰ نے جسکو جسم ظاہر کے علاوہ اور بصیرت نہین دی ہے اُسکا درجہ جانورون کے درجہ کے قریب قریب ہے لیکن بعضی چیزون مین ظاہری آنکھ باطنی آنکھ کی کنجی ہے اسوجہ سے عجائب مخلوق کے دیکھنے کو سفر کرنا فائدہ سے خالی نہین ہے **دوسری** قسم وہ سفر ہے جو عبادت کے واسطے ہو جیسے حج جہاد انبیاؑ و اولیاؒ و صحابہؓ و تابعینؒ کی قبرون کی زیارت بلکہ علما اور بزرگان دین کی ملاقات کیونکہ اُنکی صورت دیکھنا عبادت ہے اور اُنکی دعا مین بڑی برکت ہے اُنکی ملاقات کے فائدون مین ایک یہ ہے کہ اُنکی پیروی کا شوق پیدا ہوتا ہے تو اُنکی زیارت عین عبادت بھی ہے اور عبادتون کا تخم بھی ہوتی ہے جب ان بزرگون کے کلام اسکے یار ہونگے تو فوائد دوچند اور بسیار ہونگے قصداً بزرگون کے مشہد اور مقبرہ پر جانا درست ہے اور یہ جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لَاتَشُدُّوا الرِّحَالَ اِلَّا اِلیٰ ثَلٰثِ مَسَاجِدَ یعنے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور بیت المقدس کے سوا اور کہین کے واسطے سواری پر سفر نہ کرو یہ ظاہرا اس بات کی دلیل ہے کہ ان تین مسجدون کے سوا اور مسجدون اور مشہدون سے برکت نہ لو کہ سب برابر ہین مگر جتنے علما کہ زندہ ہون جس طرح وہ اس حکم مین نہین داخل ہین اُسیطرح جو علما کہ انتقال کر گئے ہین وہ بھی اس حکم مین نہین داخل ہین یعنے زندہ عالمون کی ملازمت اور مردہ عالمون کی قبرون کی زیارت اس حکم سے ممنوع نہین ہے تو اس قصد سے انبیا و اولیا کی قبرون کی زیارت کو جانا اور اس نیت سے سفر کرنا درست ہے **تیسری** قسم وہ سفر ہے جس سے دین کو تشویش مین ڈالنے والی چیزون سے بھاگنا مقصود ہو جیسے جاہ و مال اور حکومت اور دنیا کا شغل جو شخص دنیا کے شغلون کے ساتھ دین کی راہ نہین چل سکتا اسکے حق مین یہ سفر فرض ہے کیونکہ آدمی دین کی راہ فراغت اور خاطر جمعی کے سبب سے چل سکتا ہے ہرچند کہ آدمی اپنی حاجتون اور ضرورتون سے بالکل فارغ نہین ہوسکتا ہے لیکن سبکبار ہوسکتا ہے وَقَدْ نَجَی الْمُخِفُّوْنَ یعنے سبکبار لوگون نے رہائی پائی اگرچہ بالکل بے بوجھ نہین ہوتے ہین اور کسی کو جہان کہین دولت ہاتھ آتی ہے اور شناسائی ہوجاتی ہے تو اکثر یہ ہوتا ہے کہ اُسے حقتعالےٰ سے باز رکھتی ہے حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ یہ بُرا زمانہ ہے کہ گمنامونکو اس زمانہ مین خطرہ ہے تو مشہورون کا کیا حال ہوگا یہ وہ زمانہ ہے کہ جہان کہین لوگ تجھے پہچان لین وہان سے بھاگ جا اور وہان جا جہان تجھے کوئی نہ پہچانتا ہو اور انھین دیکھا کہ پیٹھ پر انبان باندھے چلے جاتے ہین لوگون نے پوچھا آپ کہان جاتے ہین بولے فلانے گاؤن کو کہ مین نے سنا ہے کہ وہان اناج بہت سستا ہے لوگون نے کہا آپ یہ امر روا رکھتے ہین فرمایا جہان روزی کی وسعت ہوتی ہے وہان دین کی سلامتی اور دل کو فراغت ہوتی ہے حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالےٰ کسی شہر مین چالیس دن سے زیادہ قیام نہ کرتے تھے

ف باطن کے عجائبات کی نہایت نہین ۱۲

ف انبیا و اولیا کی قبرون کی زیارت کیواسطے سفر کرنا ۱۲ ... مسجدون کی طرف ۱۲

ف جہان روزی کی وسعت ہو وہان دین کی سلامتی اور دل کو فراغت ہے ۱۲

چوتھی قسم وہ سفر ہے جو دنیا حاصل کرنے کو تجارت کے واسطے ہو یہ سفر مباح ہے اگر تاجر کی یہ نیت ہو کہ اپنے تئین اور اپنے اہل و عیال کو خلق سے بے پروا کرنے کو سفر کرتا ہون تو یہ سفر عبادت ہے اور اگر تجمل و تفاخر کے واسطے دنیا کی زیادہ طلبی مقصود ہو تو یہ سفر شیطان کی راہ مین ہوگا اور غالبًا یہ قصد کرنیوالا تمام عمر سفر کی تکلیف مین رہیگا کہ کفایت کی قدر سے جو زیادہ ہے اسکی نہایت نہین آخر کو دفعةً راہزن اسکا مال لوٹ لین گے یا کسی جگہ غریب الوطن مرجائیگا اور اسکا مال بادشاہ لے لیگا اور یہی بہتر ہے کیونکہ وارث لے اور اپنی ہوا و ہوس مین خرچ کرلے اسے یاد بھی نہ کرے اور اگر اسنے کچھ وصیت کی ہو تو اسے بجا نہ لائے اگر وہ قرضدار ہو تو ادا نہ کرے اور وبال آخرت مورث کی گردن پر رہے اس سے زیادہ کیا نقصان ہوگا کہ تمام رنج تو وہ کھینچے اور تمام وبال تو وہ اپنے ساتھ لیجائے اور تمام راحت اور کوئی اُٹھائے پانچوین قسم وہ سفر ہے جو سیر اور تماشے کیواسطے ہو یہ سفر اگر کم ہے اور گاہ گاہ ہے تو مباح ہے اگر کوئی شخص شہر بشہر پھرنے کی عادت کرے اور اسکو اسکے سوا اور کچھ غرض نہو کہ نئے نئے شہر اور اجنبی آدمی دیکھتا ہے تو ایسے سفر کے بارہ مین علماء کا اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ یہ اپنے تئین بیفائدہ رنج پہونچاتا ہے اور یہ نہ چاہیے اور ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ سفر حرام نہوگا اسواسطے کہ تماشا بھی ایک غرض ہے اگرچہ بُری ہے اور ہر ایک کا فعل مباح اُسکے لائق ہوتا ہے ایسا آدمی خسیس طبع ہوتا ہے یہ غرض بھی اسکے لائق ہے لیکن گدڑی پوش فقیر جنھون نے یہ عادت ڈالی ہے کہ شہر بشہر اور جابجا جاتے ہین بغیر اس قصد کے کہ کوئی پیر ملے کہ اسکی خدمت مین ملازمت اور حضوری اختیار کرین بلکہ انکا مقصود سیر و تماشا ہوتا ہے کیونکہ عبادت پر مداومت نہین کر سکتے اور اُنکے دل کا راستہ مقامات تصوف کیطرف نہین کھلا ہے کاہلی اور بیکاری کے سبب سے اس بات کی طاقت نہین رکھتے ہین کہ کسی پیر کے حکم سے کہین بیٹھ رہین شہرون مین پڑے پھرتے ہین جہان کہین بہت اچھا کھانا ملے وہان بہت ٹھہرتے ہین اور جہان کہین بہت اچھا کھانا نہ ملے تو خدمتگزار پر زبان درازی کرتے ہین اور اُسے رنج دیتے ہین اور جہان کہین لوگ اچھے کھانے کا پتا دیتے ہین وہان جاتے ہین اور کسی مزار کی زیارت کا بہانہ کرتے ہین کہ ہمین یہ مقصود ہے اچھا کھانا مقصود نہین یہ سفر اگرچہ حرام تو نہین لیکن مکروہ ہے اور یہ لوگ اگرچہ عاصی اور فاسق نہین لیکن بد ہین اور جو شخص صوفیون کی روٹی کھائے اور بھیک مانگے اور اپنے تئین صوفی بنائے وہ فاسق اور عاصی ہوگا اور جو کچھ لیتا ہے وہ حرام ہے اسواسطے کہ ہر ایک گدڑی پوش جو پنجوقتہ نماز پڑھتا ہے صوفی نہین بلکہ صوفی وہ شخص ہے جو خدا کی طلب رکھتا ہو اور اس کام کیطرف متوجہ ہوا ہو یا پہونچگیا ہو یا اسکی کوشش کرتا ہو اور بلا ضرورت اسمین قصور نہ کرے یا کوئی ایسا ہو کہ اس قوم کی خدمت مین مشغول ہو ان تین فرقون کے سوا اور کسی کو صوفیہ کی روٹی کھانا حلال نہین ہے لیکن وہ شخص جو عادتی ہو اور اُسکے دلمین خدا کی طلب اور اُسکی طلب مین کوشش کرتا نہ ہو اور صوفیہ کی خدمت مین مشغول نہ رہتا ہو وہ گدڑی پہننے سے صوفی نہین ہوجاتا بلکہ جو چیز لوگون نے گرہ کٹون اور اُچکون پر وقف کی ہو اُسے اُسکا لینا مباح ہے اسواسطے کہ اپنے تئین صوفیہ کی صورت پر دکھانا اور اُنکی صفت اور سیرت نہ اختیار کرنا نرا نفاق اور اُچکاپن ہے اس قوم مین سب سے بُرا وہ شخص ہے جو صوفیہ کی چند باتین یاد کرکے بیہودہ بکا کرے اور سمجھے کہ علم اولین و آخرین اُسے حاصل ہوگیا ہے جب تو ایسی باتین کرسکتا ہے کبھی ان باتون کی شامت اُسے اس حد کو پہونچا دیتی ہے کہ علما اور اُنکے علم کو چشم حقارت سے دیکھنے لگے اور شاید شریعت بھی اُسکی نگاہ مین حقیر اور ناچیز معلوم ہو اور کہے کہ شریعت ضعیفون کے واسطے ہے

جو لوگ راہ طریقت مین قوی ہوگئے ہین شریعت انھین کچھ نقصان نہین کرسکتی اسواسطے کہ انکا دین وہ دردہ حوض کی حد پر پہونچ گیا ہے اور کسی چیز سے ناپاک ہوتا ہی نہین جب یہ گدڑی پوش اس درجہ کو پہونچے تو ان مین سے ایک کو قتل کرنا روم اور ہند مین ہزار کافر مارنے سے افضل ہے اسواسطے کہ لوگ اپنے تئین کافر سے بچاتے ہین اور یہ ملعون مسلمان کہلاتا ہے اور اسلام کو باطل کرتا ہے اس زمانہ مین شیطان نے اس پھندے سے زیادہ کوئی مضبوط پھند انہین پھیلایا ہے ہزارون آدمی اس پھندے مین پھنسکر ہلاک ہوتے ہین ظاہر مین **مسافر کے آداب** ابتدائے سفر سے انتہائے سفر تک آٹھ ہین **پہلا ادب** یہ ہے کہ پہلے لوگون کا قرض اور مظلمہ ادا کرے اور جنکا امانتدار ہے اُنکی امانتین انھین سپرد کرے اور جنکا نفقہ اُسپر واجب ہے اُنکا نفقہ مہیا کردے اور زاد راہ حلال سے حاصل کرے اور اسقدر ساتھ لے کہ ساتھیون کے ساتھ سلوک کرسکے اسواسطے کہ کھانا کھلانا اور اچھی باتین کرنا اور کرایہ کی سواری والے لوگونکے ساتھ مدارات کرنا مکارم اخلاق مین سے ہے **دوسرا ادب** یہ ہے کہ ایسا شائستہ رفیق پیدا کرے جو دین کے کامون مین اُسکا مددگار رہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اکیلے سفر کرنے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ تین شخص ہون تو جماعت ہے اور فرمایا ہے کہ مسافرون کو چاہیے کہ سفر مین ایک شخص کو اپنا امیر اور سردار بنائین اسواسطے کہ سفر مین رائین مختلف ہوتی ہین اور جو کام ایک شخص سے نہ متعلق ہوگا وہ تباہ ہوگا اگر عالم کا انتظام دو خدا سے ہوتا تو تمام جہان تباہ ہوجاتا اور امیر ایسے شخص کو بنائین جو اخلاق مین سب سے بہتر ہو اور سفر بہت کرچکا ہو **تیسرا ادب** یہ ہے کہ اپنے وطن کے دوست آشناؤن کو رخصت کرے اور ہر ایک کے ساتھ یہ دعا پڑھے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم بھی یہی فرمایا کرتے تھے اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ[1] اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جب کوئی شخص سفر کو جانے لگتا تو فرماتے زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُ مَا تَوَجَّهْتَ[2] جو شخص مقیم ہو اُسکو مسافر کے واسطے یہ دعا کرنا سنت ہے اور چاہیے کہ جب رخصت کرنے لگے تو سب کو خدا کے سپرد کرے **حکایت** امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک دن خیرات دیتے تھے ایک شخص ایک لڑکا ساتھ لیے ہوئے آیا حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ سبحان اللہ یہ لڑکا جتنی تیری شباہت رکھتا ہے مین نے نہین دیکھا کہ کوئی لڑکا اپنے باپ سے اتنی شباہت رکھتا ہو اُسنے عرض کی کہ یا امیر المومنین اس لڑکے کی عجیب و غریب سرگذشت ہے مین آپ کی خدمت مین عرض کرون مین سفر کو جاتا تھا اور اسکی مان حاملہ تھی اُسنے کہا کہ تو مجھے ایسے حال مین چھوڑتا ہے مین نے جواب دیا اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ مَا فِيْ بَطْنِكِ یعنے جو تیرے پیٹ مین ہے اُسے مین نے خدا کے سپرد کیا جب مین سفر سے پھر آیا اسکی مان مرچکی تھی ایک رات مین بیٹھا ہوا باتین کررہا تھا دور سے آگ سی نظر آئی مین نے پوچھا یہ کیا ہے لوگون نے کہا کہ تیری جورو کی قبر کا اُجالا ہے ہم ہر شب یون ہی دیکھا کرتے ہین مین نے جواب دیا کہ وہ تو نماز گزار روزہ دار تھی یہ امر کیونکر ہوگا غرضکہ مین گیا اور قبر کھولی کہ دیکھون تو کیا ہے دیکھتا کیا ہون کہ ایک چراغ روشن ہے یہ لڑکا اُس سے کھیل رہا ہے مین نے ایک آواز سنی کہ اے شخص تو نے اس لڑکے کو ہمارے سپرد کیا تھا ہم نے تجھے حوالے کردیا اگر اسکی مان کو بھی ہمارے سپرد کرتا تو اُسے بھی ہم تیرے

ف ایسے بزرگ کی پوشی کو قتل کرنا ہزار کافر کے مارنے سے افضل ہے ۱۲

[1] سپرد کرتا ہون مین خدا کو دین تیرا اور امانت تیری اور انجام کار تیرا ۱۲، [2] توشہ دے اللہ تجھے پرہیزگاری سے اور بخشدے گناہ تیرا اور سامنے کردے اپنی نیکی کو جدھر متوجہ ہو تو ۱۲

حوالے کرتے **چوتھا ادب** یہ ہے کہ دو نمازین پڑھے ایک تو نماز استخارہ سفر سے پہلے پڑھے وہ نماز اور اُسکی دعا مشہور ہے دوسری نماز یہ ہے کہ باہر نکلتے وقت چار رکعت پڑھے اسواسطے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ مین سفر کا ارادہ رکھتا ہون مین نے وصیت نامہ لکھا ہے باپ کو دون یا بیٹے کو یا بھائی کو آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص سفر کو جانے لگتا ہے تو اپنا قائم مقام اور خلیفہ اللہ تعالے کے نزدیک اُن چار رکعتون سے زیادہ دوست تر نہین چھوڑتا ہے جو اُسوقت پڑھے جب اسباب باندھا ہو تو اس نماز مین سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ پڑھے اور یہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ[1] اِنِّیْ اَتَقَرَّبُ بِھِنَّ اِلَیْكَ فَاخْلُفْنِیْ بِھِنَّ فِیْ اَھْلِیْ وَمَالِیْ وَھِیَ خَلِیْفَتُہٗ فِیْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ دَوَّرَتْ حَوْلَ دَارِہٖ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی اَھْلِہٖ ــــ

پانچوان ادب یہ ہے کہ جب گھر کے دروازے پر پہونچے تو یون کہے بِسْمِ[2] اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ جب سواری پر سوار ہونے لگے تو یون کہے سُبْحَانَ[3] الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ **چھٹا ادب** یہ ہے کہ جمعرات کو صبح ہی سفر شروع کرنے کی کوشش کرے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوة والسلام جمعرات کو ابتداے سفر کرتے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ جو کوئی سفر کیا چاہے یا کسی سے حاجت مانگا چاہے تو صبح سویرے سفر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ[4] بَارِكْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا یَوْمَ السَّبْتِ اور یہ دعا بھی فرمائی ہے اَللّٰھُمَّ[5] بَارِكْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا یَوْمَ الْخَمِیْسِ تو ہفتہ اور پنجشنبہ کی صبح مبارک ہے **ساتوان ادب** یہ ہے کہ جانور پر بوجھ کم لادے اُسکی پیٹھ پر کھڑا نہوا اور سوئے نہین اور اُسکے منھ پر لکڑی نہ مارے اور صبح شام ایک ساعت نیچے اُترا کرے تاکہ اپنے پاؤن ہلکے ہون اور جانور سبکبار ہو اور جانور والے کا دل خوش ہو اور بعضے اگلے بزرگ اس شرط سے کرایہ کرتے کہ جانور پر سے کبھی نہ اُترین گے مگر باوصف اسکے بھی اُترتے تاکہ وہ اُترنا جانور پر صدقہ ہوجائے اور جس جانور کو بے سبب مارین گے یا بہت بوجھ اُسپر لادینگے وہ قیامت کے دن جھگڑیگا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالے عنہ کا ایک اونٹ مرگیا اُنھون نے کہا کہ اے اونٹ حق تعالے سے میری شکایت نہ کرنا اسواسطے کہ تو جانتا ہے کہ مین تیری طاقت کے موافق تیرے اوپر بوجھ لادتا تھا اور جسقدر بوجھ جانور پر لادنا منظور ہو کرایہ والے کو بتادے اور شرط کرے تاکہ اُسکی رضامندی حاصل ہو اور اقرار سے زیادہ بوجھ نہ لادے حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ تعالے اونٹ پر سوار تھے کسی نے اُنھین ایک خط دیا کہ فلانے آدمی کو دینا وہ خط نہ لیا اور فرمایا کہ کرایہ والے سے مین نے اسکی شرط نہین کی ہے اور فقہا کی بات پر کچھ عمل نہ کیا کہ اسقدر کا کچھ وزن نہین اور اُسکا کچھ مضائقہ نہین بلکہ اس امر کا سد باب کرنا تقویٰ کا سبب جانا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا روایت کرتی ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر کو تشریف لیجاتے تو کنگھی آئینہ مسواک سرمہ دانی مدری اپنے ساتھ لیجاتے مدری اُسے کہتے ہین جس سے سر کے بال سیدھے کرین اور ایک روایت مین

[1] اے اللہ نزدیکی ڈھونڈھتا ہون اُن رکعتون کے ذریعہ سے تیری طرف پس خلیفہ کر تو اُن کو میرے اہل اور میرے مال مین اور وہ خلیفہ ہین اُسکے اہل و مال مین گھومتی ہین اُسکے گھر کے گرد جب تک وہ پھر آئے اپنے اہل کی طرف ۱۲ [2] خدا کے نام کے ساتھ اور اللہ پر مین نے بھروسا کیا۔ طاقت اور قوت نہین مگر خدائے بزرگ کی مدد سے اے خدا مین اس سے پناہ مانگتا ہون کہ مین خود گمراہ کرون یا گمراہ کیا جاؤن یا ظلم کرون یا ظلم کیا جاؤن یا جاہل بنون یا جاہل بنایا جاؤن ۱۲ [3] پاک ہے وہ اللہ جسنے مسخر کر دیا ہمارا اس سواری کو اور نہ تھے ہم اُسپر قادر، اور ہم بیشک اپنے پروردگار کیطرف پھرنے والے ہین ۱۲ [4] اے اللہ برکت دے تو میری امت کو صبحون مین ہفتہ کے دن ۱۲ [5] اے اللہ برکت دے تو میری امت کو ان کی صبح جمعرات کے دن مین ۱۲ ــ

نہرنی اور شیشہ بھی ہے اور صوفیون نے ڈول رسی کو بھی بڑھایا ہے اگلے بزرگون کی یہ عادت نہ تھی کیونکہ وہ جہان کہین پہونچتے تیمم کرتے اور فقط پتھر ہی سے استنجا کر لیتے اور جس پانی کو پاک جانتے اُسی سے طہارت کرتے تو اگرچہ اگلے بزرگون کی یہ عادت نہ تھی لیکن ان لوگون کے حق مین یہی بہتر ہے کہ اسطرح سفر نہ کرین کہ ان احتیاطون مین نہ مشغول ہون ورِ احتیاط بہتر ہے اگلے لوگونکا سفر اکثر غزا اور جہاد اور بڑے بڑے کامون کے واسطے ہوتا تھا وہ ایسی احتیاطون مین نہ مشغول ہوتے تھے **آٹھوان ادب** یہ ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پھر کر آتے اور آپ کی نگاہ مدینہ منورہ پر پڑتی تو فرماتے اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَّرِزۡقًا حَسَنًا[1] پھر کسی کو پہلے اطلاع کیواسطے بھیجے اور منع کر دیتے کہ ساتھیون مین سے کوئی شخص اچانک اپنے گھر مین نہ چلا جائے ایک مرتبہ دو آدمیون نے عدول حکمی کی ہر ایک نے اپنے گھرون مین بُرائی دیکھی اور آزردہ ہوے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پھر آتے تو پہلے مسجد مین جا کر دو رکعت نماز پڑھتے جب گھر مین تشریف لیجاتے تو یون فرماتے تَوۡبًا تَوۡبًا لِرَبِّنَا اَوۡبًا لَا یُغَادِرُ عَلَیۡنَا حَوۡبًا[2] اور گھر والون کے واسطے تحفہ تحائف لیجانا سنت مؤکدہ ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ آدمی کے پاس اگر کچھ نہ ہو تو ایک پتھر ہی توبڑہ مین ڈال لے اس سنت کی تاکید کیواسطے آپ نے یون فرمایا ہے ظاہر مین سفر کے آداب یہی ہین اور باطن مین **سفر خواص کے آداب** یہ ہین کہ جبتک یہ نہین جان لیتے کہ اُن کے دین کی ترقی اور زیادتی سفر ہی مین ہے تب تک سفر نہین کرتے اور جب اثنائے راہ مین اپنے دل مین کوئی نقصان دیکھتے ہین تو پھر آتے ہین اور یہ نیت کرتے ہین کہ جس شہر مین جائینگے صالحون اور بزرگون کی قبرونکی زیارت کرینگے پیرون کو ڈھونڈھین گے ہر ایک سے فائدہ حاصل کرینگے اسواسطے انھین ڈھونڈھتے کہ لوگون کے سامنے باتین بنانا مقصود ہو کہ ہم نے فلانے پیر کو دیکھا ہے بلکہ اس واسطے ڈھونڈھتے ہین کہ اُنکی پیروی کرین اور کسی شہر مین دس دن سے زیادہ نہین رہتے مگر یہ کہ پیر کی حضوری مقصود ہو اور اگر آدمی کسی بھائی کی ملاقات کو جائے تو تین دن سے زیادہ نہ رہے کیونکہ مہمانی کی یہی حد ہے مگر یہ کہ میزبان رہنے پر جد ہو اور جب کسی بزرگ کے پاس جائے اور فقط زیارت ہی مقصود ہو تو ایک شبانہ روز سے زیادہ مقام نہ کرے اور جب کسی سے ملنے جائے تو اُسکے گھر کا دروازہ نہ کھٹکھٹائے جب تک کوئی باہر نہ نکلے تب تک صبر کرے اور تا وقتیکہ اُس سے ملاقات نہ ہوے اور کوئی کام نہ شروع کرے جبتک وہ خود نہ پوچھے کچھ بات نہ کہے جب وہ کچھ پوچھے تو اُسیقدر کہے جو اُسکا جواب ہو اور اگر خود پوچھنا چاہتا ہے تو پہلے اجازت مانگے اور اُس بستی مین جا کر عشرت مین نہ مشغول ہو جائے اسواسطے کہ ملاقات کا خلوص جاتا رہے گا اور راستہ بھر خدا کے ذکر اور تسبیح مین سرگرم رہے اور قرآن شریف آہستہ پڑھے تاکہ کوئی نہ سنے جب کوئی اُس سے بات کرے تو تسبیح موقوف کر کے جواب دیدے اور جس چیز کے ساتھ دل مشغول ہے اگر وہ وطن ہی مین میسر ہو تو سفر نہ کرے کہ اس صورت مین کفران نعمت ہوگا

دوسرا باب اُن مسائل کے بیان مین جو مسافر کو سفر کے پہلے سیکھنا چاہیے

مسافر پر واجب ہے کہ اُن چیزون کا علم جن کی شارع نے سفر مین رخصت اور اجازت دی ہے سیکھے اگرچہ رخصت پر کاربند ہونے کا قصد نہین رکھتا ہے لیکن ممکن ہے کہ کسی ضرورت سے رخصت پر کاربند ہونے کی حاجت پڑے قبلہ کا اور وقت نماز کا علم سیکھنا چاہیے سفر مین طہارت کے واسطے دو اجازتین ہین

[1] اے اللہ کر تو ہمارے واسطے اُسکے ساتھ قرار اور روزی نیک ۱۲ [2] آیا مین گھر مین توبہ توبہ کرتا ہوا اپنے پروردگار سے سفر سے پھر کر ایسی توبہ جو کوئی گناہ باقی ہی نہین رکھتی ۱۲

ایک موزے کا مسح دوسرے تیمم اور نماز مین بھی دو رخصتین ہین ایک قصر دوسرے دو فرض ایک وقت مین جمع کرنا اور سنت نماز سفر مین جانور پر اور پیادہ پا چلتے ہوے پڑھنے کی اجازت ہے اور روزہ مین ایک ہی رخصت ہے یعنے افطار یہ سات رخصتین ہین پہلی رخصت موزہ کا مسح ہے جس مسافر نے پوری طہارت کے بعد موزہ پہنا ہو پھر حدث آگیا ہو تو اُسے چاہیے کہ جبتک وقت حدث سے تین شبانہ روز نہ گزرین تب تک موزہ پر مسح کرتا رہے اور اگر مقیم ہو تو ایک شبانہ روز مسح موزہ کی پانچ شرطین ہین پہلی شرط یہ ہے کہ پوری طہارت کرے پھر موزہ پہنے اگر دوسرا پاؤن دھونے سے پہلے ایک پاؤن دھو کر موزہ مین ڈالدیگا تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک موزہ پر مسح کرنا نہ چاہیے تو جب دوسرا پاؤن دھو کر موزہ مین ڈالے تو چاہیے کہ پہلے پاؤن سے موزہ اُتار کر پھر پہن لے دوسری شرط یہ ہے کہ موزہ ایسا ہو جسے پہنکر کچھ تھوڑے سے چلنے کی عادت ہو اگر چمڑے کا موزہ نہ ہو تو مسح درست نہین تیسری شرط یہ ہے کہ موزہ گٹے تک ثابت اور درست ہو جسقدر پاؤن دھونا فرض ہے اگر اُسکے مقابل مین موزہ مین سوراخ ہے یا کچھ پاؤن نظر آتا ہے تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک مسح کرنا نہ چاہیے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک اگرچہ موزہ پھٹا ہو لیکن اگر اُسے پہنکر چل سکتے ہین تو مسح درست ہے اور یہ امام شافعی کا پرانا قول ہے اور ہمارے نزدیک یہ قول اولے تر ہے اسواسطے کہ موزہ راہ مین اکثر پھٹتا ہے اور ہر وقت اُسکا سینا ناممکن ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ اگر مسح کیا ہے تو موزے کو نہ اُتارے اور جب اُتارا تو اولی یہ ہے کہ نئے سر سے طہارت کرے اور اگر فقط پاؤن دھولیگا تو ظاہر یہ ہے کہ درست ہو پانچوین شرط یہ ہے کہ پنڈلی پر مسح نہ کرے بلکہ قدم کے مقابلہ مین کرے اور پشت پا پر مسح کرنا اولے ہے اگر ایک ہی انگلی سے مسح کرے گا تو بھی کافی ہوگا لیکن تین انگلیون سے مسح کرنا اولے ہے ایک بار سے زیادہ مسح نہ کرے جب سفر کو نکلنے سے پہلے مسح کیا تو ایک شبانہ روز پر اقتصار کرے سنت یہ ہے کہ جو کوئی موزہ پہننا چاہتا ہو پہلے اُلٹ کر جھٹک لے اسواسطے کہ ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک موزہ تو پائے مبارک مین پہن لیا دوسرا موزہ کوا اٹھالے گیا اور ہوا مین لے جاکر جب چھوڑا تو اُس مین سے ایک سانپ نکلا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص خدا کا اور روز قیامت کا ایمان رکھتا ہو اُس سے کہدو کہ جب تک موزہ کو جھٹک نہ لے پاؤن مین نہ پہنے دوسری رخصت تیمم ہے اسکی تفصیل اصل طہارت مین ہم نے بیان کی طول کے خیال سے اب مکرر نہین بیان کرتے تیسری رخصت یہ ہے کہ جو فرض نماز چار رکعت کی ہے اُسے قصر کرکے دوگانہ پڑھے لیکن چار شرطون کے ساتھ ایک یہ کہ وقت پر پڑھے اگر قضا پڑھے گا تو صحیح یہ ہے کہ قصر نہ چاہیے دوسری یہ کہ قصر کی نیت کرے اگر پوری نماز کی نیت کریگا یا شک مین پڑیگا کہ مین نے پوری نماز کی نیت کی ہے یا نہین تو پوری نماز پڑھنا لازم ہے تیسری شرط یہ ہے کہ جو شخص پوری نماز پڑھیگا اُسکی اقتدا کرے اور اگر اقتدا کریگا تو اُسے بھی پوری نماز پڑھنا لازم ہوگا بلکہ اگر یہ گمان بھی کریگا کہ امام مقیم ہے اور پوری نماز پڑھے گا تو وہ شک مین ہوگا تو وہ بھی پوری نماز پڑھنا لازم ہوگا اسواسطے کہ مسافر کو پہچاننا مشکل ہے لیکن جب پہچان لیا کہ مسافر ہے اور اس شک مین ہو کہ امام قصر کریگا تو گو کہ امام قصر کرے اُسے قصر کرنا درست ہے اسواسطے کہ نیت پوشیدہ ہوتی ہے اور اُسکا جاننا شرط نہین ہوسکتی چوتھی شرط یہ ہے کہ سفر دراز اور مباح ہو تو بھاگے ہوے لونڈی غلام کا سفر اور اُس شخص کا سفر جو رہزنی کو جاتا ہے اور اُس شخص کا سفر جو حرام آمدنی کیواسطے جاتا ہے یا مان باپ کی بے اجازت جاتا ہے یہ سب سفر حرام ہین انہین رخصت درست نہین علی ہذا القیاس جو شخص قرضخواہ سے بھاگے اور قرض ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو غرضکہ جو سفر غرض حرام کے واسطے ہو

وہ سفر بھی حرام ہے اور سفر دراز وہ ہے جو سولہ فرسخ ہو اس سے کم مین قصر کرنا درست نہین اور ہر فرسخ بارہ ہزار قدم ہوتا ہے ابتداے سفر یہ ہے کہ آدمی شہر کی آبادی سے باہر نکلے اگرچہ شہر کے ڈھیہ اور باغون سے نہ نکلا ہو اور انتہاے سفر یہ ہے کہ اپنے وطن کی آبادی مین آپہونچے یا دوسری بستی مین جا پہونچے جہان داخل ہونے اور نکلنے کے دن سوا تین دن ٹھہرنے کا قصد کیا ہو یا زیادہ اور اگر قیام کا قصد نہ کرے مگر کام کاج مین پھنسا رہے اور یہ نہ جانے کہ یہ کام کب ہو چکین گے اور ہر روز یہی امید رکھتا ہو کہ آج یہ کام ہو چکین گے اور اسی امید مین تین دن سے زیادہ دیر ہو گئی تو ایک قول پر جو قیاس کے نزدیک ہے قصر کیے جانا درست ہے اسواسطے کہ وہ مثل مسافر کے ہے کہ دل سے وہان نہین ٹھہرا ہے اور ٹھہرنے کا قصد نہین رکھتا ہے **چوتھی رخصت** دو نمازون کا جمع کرنا ہے سفر دراز اور مباح مین یہ درست ہے کہ آدمی ظہر کی نماز مین تاخیر کرکے عصر کی نماز کے ساتھ ملاکر پڑھے یا عصر کی نماز مین تقدیم کرکے ظہر کی نماز کے ساتھ پڑھے مغرب عشا کی نماز کا بھی یہی حکم ہے اور عصر کی نماز ظہر کی نماز کے ساتھ ملائے تو چاہیے کہ پہلے ظہر کی نماز پڑھے بعد اُسکے عصر کی نماز پڑھے اور سنتون کا پڑھنا اولے ہے تاکہ اُسکی فضیلت نہ فوت ہونے پائے کیونکہ اس سے سفر کا فائدہ حاصل نہوگا لیکن اگر چاہے تو سنتین جانور کی پشت پر پڑھے یا چلنے مین اور اُسکی ترتیب یہ ہے کہ پہلے وہ چار رکعت پڑھے جو ظہر کے پہلے سنت ہین پھر وہ چار رکعت پڑھے جو عصر کے پہلے سنت ہین پھر اذان اور تکبیر کہکر ظہر کی فرض نماز پڑھے پھر عصر کی تکبیر کہے اگر تیمم کیا ہو تو پھر تیمم کرے اور عصر کی فرض نماز پڑھے اور دونون نمازون کے درمیان مین تیمم اور تکبیر سے زیادہ دیر نہ لگائے پھر دو رکعت جو ظہر کی نماز کے بعد سنت ہین اُن کو عصر کی نماز کے بعد پڑھے جب ظہر کی تاخیر عصر تک کی تو اسیطرح پر عمل کرے اور اگر عصر پڑھ چکا اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے شہر مین پہونچگیا تو عصر کا اعادہ نکرے اور مغرب عشا کی نماز کا بھی یہی حکم ہے اور ایک قول پر چھوٹے سے سفر مین بھی دو نمازین ملاکر پڑھنا درست ہے **پانچوین رخصت** یہ ہے کہ سنت نماز جانور کی پیٹھ پر درست ہے اور قبلہ کی طرف منھ کرنا واجب نہین بلکہ راہ بدل قبلہ ہے اور اگر قصداً جانور کو اس راہ کی طرف پھیرے گا جو قبلہ کی جانب نہ ہو تو نماز باطل ہو جائیگی اور اگر سہواً پھیرے گا یا جانور چرنے لگے گا تو نماز مین کچھ نقصان نہ آئے گا رکوع سجود اشارہ سے کرے رکوع کے واسطے پیٹھ کم جھکائے سجدہ کے لیے زیادہ جھکائے اتنا جھکنا کچھ ضرور نہین جس سے گر پڑنے کا اندیشہ ہو اور اگر خوابگاہ مین ہو تو رکوع سجود تمام کرے **چھٹی رخصت** یہ ہے کہ چلنے مین نماز سنت ادا کرے اور پہلی تکبیر مین قبلہ کی طرف منھ کرے کہ یہ امر اسپر آسان ہوتا ہے اور سوار کو قبلہ کیطرف منھ رکھنا مشکل ہوتا ہے اور رکوع سجود اشارہ سے کرے اور تشہد کے وقت التحیات پڑھتا ہوا چلا جائے اور یہ احتیاط رکھے کہ پاؤن نجاست پر نہ پڑنے پائے نجاست اگر راہ پر ہے تو اسپر یہ واجب نہین کہ راہ سے پھرے اور اپنے اوپر راہ کو دشوار کرے اور جو شخص دشمن سے بھاگے یا صف جنگ مین ہو یا سیلاب یا بھیڑیے سے بھاگتا ہو اُسے درست ہے کہ چلتا ہوا یا جانور کی پیٹھ پر نماز فرض ادا کرے جیسا ہم نے سنت مین بیان کیا ہے اور قضا واجب نہ ہوگی **ساتوین رخصت** روزہ کھول ڈالنا ہے جو مسافر روزے کی نیت کر چکا ہو اُسے روزہ کھول ڈالنا درست ہے اگر صبح کے بعد شہر سے نکلا ہے تو روزہ کھولنا درست نہین ہے اگر مسافر روزہ کھولکر کسی شہر مین پہونچے تو دن کو کھانا کھانا اُسے درست ہے اور اگر روزہ نہین کھولا اور کسی شہر مین پہونچا تو روزہ کھولنا درست نہین ہے پوری نماز پڑھنے سے قصر کرنا بہتر ہے تاکہ اختلاف کے شبہہ مین

نہ پڑے اسواسطے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالٰے کے نزدیک پوری نماز پڑھنا درست نہین مگر روزہ رکھنا افطار سے بہتر ہے تاکہ قضا کی محنت مین نہ پڑے مگر یہ کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس صورت مین افطار کرنا بہتر ہے آن سات رخصتون مین سے تین رخصتین لمبے سفر مین ہوتی ہین قصر افطار تین شبانہ روز موزہ پر مسح کرنا اور تین رخصتین چھوٹے سے سفر مین بھی درست ہین جانور کی پیٹھ پر اور پیادہ پا چلنے مین سنت پڑھنا اور جمعہ سے دست بردار ہونا اور تیمم کرنا بے قضائے نماز کے لیکن جمع یعنی دو نمازین ملا کر پڑھنے مین اختلاف ہے ظاہر یہ ہے کہ چھوٹے سفر مین یہ نہ چاہیے جبکہ سفر مین کوئی شخص ایسا نہ ہو کہ وقت پر اُس سے سیکھ لے گا تو سفر کرنے سے پہلے مسافر کو یہ مسائل سیکھ لینا چاہیے آور جبکہ راہ مین ایسے گاؤن نہ ہون جن مین مسجد اور محراب پوشیدہ نہ رہتی ہو تو قبلہ کی پہچان اور وقت نماز کی شناخت بھی سیکھ لینا چاہیے اسقدر جان لینا چاہیے کہ ظہر کی نماز کے وقت جب قبلہ کیطرف تو متوجہ ہو تو آفتاب کہان پر ہوتا ہے اور غروب اور طلوع کے وقت کدھر ہوتا ہے اور قطب کدھر پڑتا ہے اور اگر راستہ مین کوئی پہاڑ ہو تو یہ جانے کہ قبلہ کے داہنی طرف ہے یا بائین جانب مسافر کو اسقدر جاننا فرض ہے

آٹھوین اصل سماع اور وجد کے آداب اور حکم سماع کے بیان مین

انشاءاللہ تعالٰے اسے ان ہی دو بابون مین ہم بیان کرینگے پہلا باب سماع کے مباح ہونے کے بیان مین اور اُس چیز کے بیان مین جو اسمین سے حلال ہے اور جو حرام ہے آے عزیز اس بات کو جان اور اس حال کو پہچان کہ آدمی کے دلمین حقتعالٰے کا ایک بھید ایسا پوشیدہ اور نہان ہے جیسے آگ لوہے اور پتھر کے درمیان ہے جسطرح لوہا پتھر پر مارنے سے وہ آگ نکلتی ہے اور صحرا مین لگجاتی ہے اسیطرح اچھی اور موزون آواز سننے سے آدمی کے دل کو جنبش ہوتی ہے اور بے اختیار دلمین ایک چیز پیدا ہو جاتی ہے عالم علوی جسے عالم ارواح کہتے ہین اُسکے ساتھ گو ہر آدمی کو جو مناسبت ہے وہ دل ہلانے اور بے اختیار ایک چیز پیدا ہو جانے کا سبب اور جہت ہے اور عالم علوی عالم حسن وجمال ہے اور اصل حسن وجمال تناسب ہے اور جو چیز متناسب ہے وہ اُس عالم کے جمال سے کسی کام کی نمود ہے اور اس عالم محسوس مین جو حسن وتناسب ہے وہ اُس عالم کے حسن وجمال کا ثمرہ ہے تو اچھی موزون متناسب آواز بھی اُس عالم کے عجائبات سے مشابہت رکھتی ہے اسی سبب سے آگاہی دلمین پیدا کرتی ہے اور ایک حرکت اور شوق ظاہر کر دیتی ہے باشد کہ آدمی خود نہ جانے کہ وہ کیا ہے یہ بات اُس دل مین پیدا ہوتی ہے جو سادہ ہو اور جس عشق وشوق کیطرف چلے اُس سے خالی ہو لیکن اگر دل خالی نہ ہو اور کسی چیز کے ساتھ مشغول ہو تو جس چیز کے ساتھ دل مشغول ہوتا ہے اچھی آواز سننے سے وہ چیز اسطرح حرکت مین آتی ہے جیسے پھونکنے سے آگ زیادہ بھڑک جاتی ہے جس کسی کے دل مین حق تعالٰے کے شوق کی آگ ہو اُسکے واسطے سماع ضرور ہے تاکہ وہ آگ زیادہ تیز ہو جائے اور جسکے دل مین محبت باطل ہے اُسکے لیے سماع حرام اور زہر قاتل ہے اسمین علماء کا اختلاف ہے کہ سماع حرام ہے یا حلال جس عالم نے حرام کہا ہے وہ فقط اہل ظاہر ہے کیونکہ اُسے یہ مشخص ہی نہین ہوا کہ درحقیقت خدا کی محبت آدمی کے دلمین نزول فرماتی ہے کیونکہ وہ عالم یہ کہتا ہے کہ آدمی اپنے جنس ہی کو دوست رکھ سکتا ہے جو چیز اُسکی جنس سے نہو گی اور نہ کوئی شئی اُس چیز کے مانند ہو گی اُسے آدمی کیونکر دوست رکھ سکے گا تو اس عالم کے نزدیک مخلوق کے عشق کے سوا اور کوئی عشق ہونے کی صورت ممکن ہی نہین اور

اور اگر عشق خالق دلمین صورت پکڑے بھی تو خیال تشبیہی کیوجہ سے اُسکے نزدیک وہ باطل ہے اسی سبب سے وہ کہتا ہے کہ سماع یا کھیل ہے یا مخلوق کے عشق سے ہے اور یہ دونون باتین دین مین مذموم اور بُری ہین جب اُس سے پوچھتے ہین کہ خدا کی محبت اور دوستی جو خلق پر واجب ہے اُسکے کیا معنے ہین تو کہتا ہے کہ فرمانبرداری اور عبادت گزاری اُسکے معنے ہین اور اس قوم کو یہ بہت بڑی خطا واقع ہوئی ہے رکن منجیات مین جہان محبت کا بیان لکھا ہے وہان اسے ہم بیان کرینگے یہان ہم یہ کہتے ہین کہ سماع کا حکم دل سے لینا چاہیے اسواسطے کہ جو چیز دلمین نہو سماع اُسے دلمین نہین پیدا کرتا ہے بلکہ جو کچھ دل مین ہوتا ہے اُسکو حرکت دیتا ہے اور جس شخص کے دلمین ایسی چیز ہے جو شرع مین محبوب ہے اور اُسکا قوی ہوجانا مطلوب ہے جب سماع اُس چیز کو اور زیادہ قوی کردیگا تو سننے والیکو ثواب ہوگا اور جس شخص کے دل مین ایسی باطل چیز ہے جو شرع مین مذموم اور بُری ہے سننے والیکو سماع سے عذاب ہوگا اور جبکا دل دونون سے خالی ہے مگر کھیل کے طور پر سنتا ہے اور طبیعت کے حکم سے لذت پاتا ہے اُسکے واسطے سماع مباح ہے تو سماع کی تین قسمین ہین پہلی قسم یہ ہے کہ آدمی غفلت کے ساتھ کھیل کے طور پر سنے یہ اہل غفلت کا طریقہ ہے اور دنیا بالکل لہو اور بازی ہے تو سماع کی قسم بھی اُسی مین سے ہوگی اور یہ کہنا روا نہین ہے کہ سماع چونکہ خوش ہے اور اچھا معلوم ہوتا ہے اس سبب سے حرام ہے کیونکہ سب خوشیان حرام نہین اور خوشیون مین جو خوشی حرام ہے وہ اسوجہ سے حرام نہین کہ خوش ہے اور اچھی معلوم ہوتی ہے بلکہ اس باعث سے حرام ہے کہ اُسمین کچھ ضرر اور فساد ہوتا ہے اسواسطے کہ چڑیون کی آواز بھی خوش ہے اور مرغوب ہوتی ہے حالانکہ حرام نہین ہے بلکہ سبزہ اور آب روان اور گل وشگوفہ کی سیر یہ سب خوش اور اچھی معلوم ہوتی ہے اور حرام نہین ہین تو اچھی آواز کان کے حق مین ایسی ہے جیسے آنکھ کے حق مین سبزہ اور آب روان اور ناک کے حق مین بوئے مشک اور زبان کے حق مین اچھا کھانا اور عقل کے حق مین اچھی اچھی حکمتین اور آنکھ ناک زبان عقل ان مین سے ہرایک کو سبزہ خوشبو وغیرہ سے ایک نوع کی لذت ہے تو منجملہ اُنکے سماع کیون حرام ہوگا خوشبو سونگھنا کھیل اور سبزہ وغیرہ کی سیر حرام نہین ہے اُسپر یہ دلیل ہے کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا روایت فرماتی ہین کہ عید کے دن مسجد مین حبشی کھیل اور بازی کرتے تھے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو مین نے کہا ہان چاہتی ہون آپ دروازے پر کھڑے ہوے اور دست مبارک بڑھائے حتی کہ مین نے اپنی ٹھڈی آپ کے دست مبارک پر رکھی اور اتنی نظارت اور سیر کی کہ آپ نے کئی بار فرمایا کہ بس نہ کروگی مین نے کہا نہین اور یہ حدیث صحیح مین ہے اور ہم پہلے اس کتاب مین بیان کرچکے ہین اور اس حدیث سے پانچ اجازتین اور رخصتین معلوم ہوئین ایک یہ کہ کھیل اور لہو اور اُسکی نظارت اور سیر اگر گاہ گاہ ہو تو حرام نہین ہے اور حبشیون کا کھیل رقص وسرود تھا دوسرے یہ کہ مسجد مین بازی کرتے تھے تیسرے یہ کہ حدیث مین ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جسوقت حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو وہان لے گئے تو فرمایا دُونَکُمْ یَا بَنِیْ اَرْ قَدَ ہ یعنے کھیل مین مشغول ہو اور یہ حکم ہے تو جو چیز حرام ہوتی اُسکا آپ کیون حکم فرماتے چوتھے یہ کہ آپ نے حضرت بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہل کی اور فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو اور فرمانا تقاضا ہے یہ ویسا نہین ہے کہ وہ دیکھتی ہوتین اور آپ خاموش رہتے تو ممکن تھا کہ کوئی یہ کہتا کہ آپ نے انکو رنجیدہ کرنا نہ چاہا کیونکہ رنجیدہ کرنا بدخوئی ہے پانچوین یہ کہ آپ خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ساتھ

ف تنبیہ یہ ماجرا جب ظہور مین آیا اُسوقت تک نامحرم کو دیکھنا حرام نہ تھا یعنے آیہ کریمہ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ نہین نازل ہوئی تھی ۱۲

دیر تک کھڑے رہے باوصف اُسکے کہ نظارہ بازی آپ کا کام نہ تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتون اور لڑکون کی موافقت کے واسطے ایسے کام کرنا خلق نیک ہے تاکہ اُن کا دل خوش ہو اور اپنے تئین کھینچے اور پارسائی جتانے سے یہ بہتر ہے اور حدیث صحیح مین ہے کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے اعنہا روایت فرماتی ہین کہ مین لڑکی تھی اور لڑکیون کی عادت کے موافق مین گڑیان گڈے سنواراتی اور چند لڑکیان بھی آتین جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور لڑکیان تو بھاگ جاتین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُنکو پھر میرے پاس بھیجدیتے ایک دن آپ نے ایک لڑکی سے پوچھا کہ یہ گڑیان کیا چیز ہین اُسنے عرض کی کہ یہ میری بیٹیان ہین آپنے فرمایا کہ انکے درمیان مین یہ بندھا کیا ہے اُسنے عرض کی کہ یہ ان گڈونکا گھوڑا ہے آپنے فرمایا کہ اس گھوڑے کے اوپر یہ کیا ہے اُسنے عرض کی کہ یہ پر بال ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑے کے پر و بال کہان سے آئے اُسنے عرض کی کہ آپ نے نہین سنا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا گھوڑا با پر و بال تھا پس رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتی کہ آپ کے سب دندان مبارک کھل گئے اور یہ حدیث مین نے اسواسطے روایت کی تاکہ معلوم ہو جائے کہ پرہیزگاری جتانا اور ترشرو ہونا اور اپنے تئین ایسے کامون سے سمیٹنا دین مین سے نہین ہے خصوصًا لڑکون سے اور اُس شخص سے جو اپنے لائق کام کرے اور وہ کام اُس سے بُرا اور نازیبا نہ ہو اور یہ حدیث اسکی دلیل نہین ہے کہ تصویر بنانا درست ہے اسواسطے کہ لڑکون کے کھلونے لکڑی اور کپڑے کے ہوتے ہین اور پوری صورت نہین رکھتے ہین اسواسطے کہ حدیث مین ہے کہ گھوڑے کے بال کپڑے کے تھے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے اعنہا یہ بھی روایت کرتی ہین کہ عید کے دن دو کنیزکین میرے پاس دف بجا کر گاتی تھین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دوسری طرف منھ کر کے بچھونے پر سو رہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے اعنہ تشریف لائے اور اُن کنیزون کو زجر کیا اور کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ مین مزمار شیطان پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ انسے دستبردار ہو کہ آج عید کا دن ہے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دف بجا کر گانا مباح ہے اور اسمین شک نہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک مین آواز پہونچتی تھی تو آپکا سننا اور حضرت ابوبکرؓ کو اُسکے انکار سے منع فرمانا اُسکے مباح ہونے پر دلیل صریح ہے **دوسری قسم** یہ ہے کہ دل مین کوئی بُری صفت ہو جس طرح کسی کے دل مین کسی رنڈی یا لونڈے کی محبت ہو اور اُسکے سامنے سماع مین مشغول ہو تاکہ لذت زیادہ ہو یا اس کے پیٹھ پیچھے اُسکے وصال کی امید مین مشغول سماع ہو تاکہ شوق بڑھے یا ایسا گانا سنے جس مین زلف اور خال اور جمال کا ذکر ہو اور گانا سننے والا اپنے معشوق لونڈے رنڈی کا خیال باندھے تو یہ سماع حرام ہے اور اکثر جوان لوگ انھین مین سے ہوتے ہین یہ سماع اسواسطے حرام ہے کہ عشق باطل کی آگ تیز کر دیتا ہے جس آگ کا بجھانا واجب ہے اُسکا بھڑکانا کیونکر درست ہوگا لیکن اگر اُسے یہ عشق اپنی جورو یا لونڈی کے ساتھ ہے تو یہ راگ منجملہ تمتع دنیا ہے جب تک طلاق دے یا بیچڈالے تب تک مباح ہے پھر حرام ہو جائے گا۔

تیسری قسم یہ ہے کہ دل مین کوئی اچھی صفت ہو کہ سماع اس صفت کو قوت دیتا ہے اور یہ چار نوع سے ہوتا ہے پہلی نوع کعبہ اور جنگل کی صفت مین حاجیون کے اشعار گائے جائین تاکہ خانۂ خدا کے شوق کو دل مین جنبش دین اور بلائین تو جس شخص کا حج کو جانا درست ہے اُسکے حق مین یہ سماع باعث اجر و ثواب ہے لیکن جس شخص کے ماں باپ اجازت نہ دین یا اور کسی وجہ سے اسے حج کرنا نہ چاہیے تو

اُسے درست نہین کہ سماع کرے اور یہ آرزو اپنے دل مین قوی اور مضبوط کرے لیکن یہ کہ جانتا ہو کہ اگر شوق زیادہ ہوگا تو وہ اس بات پر قادر ہے کہ نہ جائے اور اپنے حال پر قائم رہے اور نمازیونکا سرود و سماع بھی اسکے قریب قریب ہے کہ خلق کو خدا کے دشمنون کے ساتھ لڑنے کا اور خدا کی محبت مین ہتیلی پر جان رکھنے کا آرزومند کرتے ہین اور یہ بھی ثواب ہے اور جیسے اشعار لڑائی مین پڑھنے کی عادت ہے تاکہ مرد دلیر ہون اور لڑائی مین شیر ہون اور خوب لڑین تو اگر کافرون سے لڑائی ہو تو اُسمین بھی ثواب ہے اور جو اہل حق کے ساتھ لڑائی ہو تو یہ حرام ہے دوسری نوع سرود نوحہ ہے جو رونا لاتا ہے دلمین رنج بڑھاتا ہے اسمین بھی ثواب ہے اگر اپنے ایمان مین جو تقصیر کرتا ہے اُسپر اور جو گناہ کیے ہین اُنپر اور جو درجات عالی اور حق تعالے کی خوشی فوت ہوئی اُسپر نوحہ کرے جیسا حضرت داؤد علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کا نوحہ تھا اور اگر دل مین رنج کرنا حرام ہے تو اُسپر نوحہ کرنا بھی حرام ہے جیسے اُسکا کوئی عزیز قریب دوست آشنا مر گیا ہو اسواسطے کہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے لِکَیۡلَا تَاۡسَوۡا عَلٰی مَا فَاتَکُمۡ جو گزر گیا اُسپر رنج نہ کرو اور اگر کوئی قضائے الٰہی سے کراہت رکھتا ہو اس سبب سے اندوہ گین ہو کر نوحہ کرے تاکہ وہ رنج و اندوہ زیادہ ہو جائے تو یہ حرام ہے اسی سبب سے نوحہ گر کی اجرت حرام اور وہ گنہگار ہے اور جو کوئی وہ نوحہ سنے گا وہ بھی گنہگار ہوگا تیسری نوع یہ ہے کہ دل مین خوشی ہو اُسے زیادہ کرنے کے واسطے سماع مین مشغول ہو تو اگر ایسی چیز پر خوشی ہے جسپر خوش ہونا مباح ہے تو یہ سماع بھی ثواب ہے جیسے عروسی اور ولیمہ اور عقیقہ کی خوشی یا لڑکا پیدا ہونے کے وقت خوشی یا ختنہ کرنے کی یا سفر سے پھر آنے کی خوشی جیسا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ مین پہونچے تو لوگ آپکے آگے آئے اور دف بجا بجا کر خوشی کی اور یہ شعر گایا **شعر** طَلَعَ الۡبَدۡرُ عَلَیۡنَا[1] مِنۡ ثَنِیَّاتِ الۡوِدَاعِ ؛ وَجَبَ الشُّکۡرُ عَلَیۡنَا مَا دَعٰی لِلّٰہِ دَاعٍ ؛ اسی طرح عید کے دنون مین خوشی کرنا درست ہے اور اس سبب سے سماع بھی درست ہے اسیطرح جب دوست موافقت کے ساتھ بہم بیٹھین اور کھانا کھائین اور چاہین کہ ایک دوسرے کو خوشوقت کرین تو سماع اور ایک کو دوسرے کی وجہ سے خوشی کرنا درست ہے چوتھی نوع اور یہی اصل ہے کہ کسی کے دل پر خدا کی محبت غالب ہو کر عشق کے مرتبہ پر پہونچ گئی ہو اسکے واسطے سماع ضرور ہے اور شاید بہتیری رسمی نیکیون سے اسکا اثر زیادہ ہو اور جس چیز کے سبب سے خدا کی دوستی زیادہ ہو اُسکا اجر بھی زیادہ ہے صوفیون کا سماع اصل مین اسی سبب سے تھا اگرچہ اب اُن لوگون کے سبب سے سماع رسم ہوگیا ہے جو ظاہر مین تو صوفیون کی صورت پر ہین اور باطن مین انکے مذاق اور معنی سے مفلس اور بے بہرہ ہین آتش عشق الٰہی بھڑکانے مین سماع بہت بڑا اثر رکھتا ہے صوفیہ مین کوئی تو ایسا ہوتا ہے کہ سماع مین اُسے مکاشفات ہوتے ہین اُسکے سبب سے وہ لطف حاصل ہوتا ہے جو بے سماع کے نہین ہوتا وہ احوال لطیف جو عالم غیب سے سماع کی بدولت ان لوگون پر طاری ہوتے ہین اُسے یہ لوگ وجد کہتے ہین اور ہوتا یہ ہے کہ ان لوگونکا دل حالت سماع مین ایسا پاک اور صاف ہو جاتا ہے جیسے چاندی آگ پر رکھنے سے صاف ہو جاتی ہے سماع دلمین آگ لگا دیتا ہے اور سب کدورتون کو دل سے دور کر دیتا ہے یہ حرارت اور دفع کدورت جو سماع سے حاصل ہوتی ہے بہتیری ریاضتون سے نہین حاصل ہوتی روح انسان کو عالم ارواح سے جو مناسبت سری ہے سماع اس مناسبت کو حرکت دیتا ہے حتی کہ ایسا ہوتا ہے کہ روح کو

---

[1] طلوع کیا ہم پر چودھوین رات کے چاند نے سلامتی کی راہ سے واجب ہوا شکر ہم پر جب دعا مانگی اللہ سے دعا مانگنے والے نے ۱۲۔

اس عالم سے بالکل لے لیتا ہے یہانتک کہ جو کچھ اس عالم مین ہوتا ہے صوفی کو اُسکی مطلق خبر نہین ہوتی اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ صوفی کے اعضا کی قوت ساقط ہو جاتی ہے وہ گر پڑتا ہے اور بیہوش ہو جاتا ہے ان حالات مین سے جو ٹھیک ٹھیک اور اصل اصل حال ہے اُسکا بہت بڑا درجہ ہے اور جس حاضر محفل کو اُس حال کا ایمان اور اعتقاد ہوتا ہے وہ بھی اُسکی برکتون سے محروم نہین رہتا لیکن اس مین غلط اکثر ہے اور سمجھ مین خطا بہت واقع ہوتی ہے اُسکے حق و باطل کی پہچان وہ پیر جانین جو پکے اور رو آفتکار ہون مرید کو یہ اختیار نہین کہ اپنے مین بے خواہش پیدا ہوے از سر خود سماع مین مشغول ہو حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی قدس سرہ کے مریدون مین علی حلاج نامے ایک مرید تھے اُنھون نے سماع کے بارے مین اجازت چاہی شیخ نے فرمایا کہ تین دن تک کچھ نہ کھا پھر تیرے واسطے لوگ عمدہ کھانا پکائین اگر تو کھانے کی رغبت نہ کرے اور سماع کو اختیار کرے تو یہ سماع کی خواہش برحق ہے اور تجھے اختیار ہے لیکن جس مرید کو ہنوز احوال دل نہ کھلا ہو اور معاملہ کے سوا اور کوئی راہ نہ جانتا ہو یا احوال دل تو کھلا ہو لیکن اُسکی خواہش بالکل کشتہ اور شکستہ نہ ہوئی ہو تو پیر کو واجب ہے کہ اسکو سماع سے منع کرے کہ اُسکے حق مین نفع سے زیادہ نقصان ہوگا اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ جو شخص صوفیون کے سماع اور وجد اور حال کا انکار کرتا ہے اپنی تنگدلی اور کم ظرفی کیوجہ سے انکار کرتا ہے اور اس انکار مین معذور اور بے قصور ہے اسواسطے کہ جو چیز خود اُسے حاصل نہین ہے اُسکا ایمان لاسکنا بھی اُسے مشکل ہے اُسکی یہ مثال ہے جیسے مخنث کا حال ہے مخنث اس بات کو نہین باور کرتا کہ صحبت کرنے مین بڑی لذت ہے اسواسطے کہ قوت شہوت سے آدمی اس لذت کو پاسکتا ہے چونکہ مخنث کے واسطے خدا نے شہوت ہی نہین پیدا کی تو وہ کیونکر لذت صحبت کو جانے سبزہ اور آب روان دیکھنے سے جو لذت ہوتی ہے اگر اندھا اُس سے انکار کرے تو کیا تعجب کیونکہ خدا نے اُسے آنکھ ہی نہین دی جس سے وہ نظارہ بازی کی لذت کو پہچان سکے ریاست سلطنت فرمانروائی ملکداری کی جو لذت ہوتی ہے اُس سے اگر لڑکا انکار کرے تو کیا عجب کہ وہ کھیل جانے ملکداری کی لذت کیا پہچانے اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ عاقل ہو خواہ جاہل احوال صوفیہ سے انکار کرنے مین لڑکون کے مانند ہے کہ جس چیز کے مرتبہ کو ابھی نہین پہونچے ہین اُس سے انکار کرتے ہین اور جو شخص کچھ بھی مایۂ زیرکی رکھتا ہے وہ اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ گو مجھے یہ حال نہین ہے لیکن یہ جانتا ہون کہ صوفیون کو ہے بارے اس حال کا ایمان تو رکھتا ہے اور اس حال کا ہونا تو روا رکھتا ہے لیکن جو شخص ایسا ہو کہ اُسے خود جو بات حاصل نہین اور اس بات کو اورونکے واسطے بھی محال جانتا ہے وہ بڑا احمق ہے اور اُن لوگون مین سے ہے جنکی شان مین اللہ تعالے فرماتا ہے وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ[1] **فصل** اے عزیز جان تو کہ سماع کو جہان ہم نے مباح کہا ہے وہان بھی پانچ سبب سے حرام ہو جاتا ہے اور اُن پانچون سببون سے حذر کرنا چاہیے پہلا سبب یہ ہے کہ عورت یا امرد سے سنے کہ وہ محل شہوت ہین یہ سماع حرام ہے اگرچہ کسی سننے والے کا دل خدا کے کام مین بھی مستغرق ہو چونکہ شہوت اصل خلقت مین ہے اور اچھی صورت نظر آئے گی تو شیطان اُسکی مدد کو اُٹھ کھڑا ہوگا اور سماع شہوت کا تابع ہو جائیگا تو جو امرد محل شہوت نہ ہو اس سے سماع مباح ہے اور جو عورت زشت رو بھی ہو تو اگر اُسے دیکھے گا تو اُس سے سماع مباح نہین

[1] اور جب راہ نہ پاوین اُس کی طرف تو کہین گے یہ جھوٹ پرانا ہے ۱۲

اسواسطے کہ عورت کیسی ہی ہو اُسپر نظر ڈالنا حرام ہے لیکن اگر پردہ کی آڑ سے آواز سنے تو اگر فتنۂ عشق و زنا کا خوف ہو تو حرام ہے ورنہ مباح اس پر
یہ دلیل ہے کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے گھر مین دو کنیزکین گاتی تھین اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ
وسلم اُنکی آواز بیشک سنتے تھے تو رنڈیون کی آواز عورت نہین ہے جیسے لونڈونکا چہرہ عورت نہین یعنی جس طرح لونڈون کو اپنا چہرہ
چھپانا فرض نہین اور لوگون کو اُنکے چہرہ پر نظر ڈالنا حرام نہین ہے اسیطرح عورتون کو اپنی آواز بند رکھنا فرض نہین اور مردون کو ان کی
آواز سننا حرام نہین ہے لیکن لونڈون کو شہوت سے دیکھنا جہان فتنہ لواطت کا خوف ہو حرام ہے اور عورتونکی آواز کا بھی یہی حال ہے یعنے
جہان فتنۂ عشق و زنا کا خوف ہو تو عورت کی آواز سننا حرام ہے اور یہ حکم بمقتضائے حال بدلتا رہتا ہے اسواسطے کہ کوئی تو اپنے اوپر مطمئن
اور ایمن ہوتا ہے اور کوئی ڈرتا ہے اور یہ بات ایسی ہے جیسے روزہ مین اپنی جورو کا بوسہ لینا اُس شخص کو تو حلال ہے جو شہوت سے مطمئن اور
ایمن ہو اور اُس شخص کو حرام ہے جو یہ ڈرتا ہو کہ شہوت مجھے مباشرت کی بلا مین ڈالدیگی یا یہ ڈرتا ہو کہ فقط بوسہ لینے سے مجھے انزال ہو جائیگا
دوسرا سبب یہ ہے کہ سرود کے ساتھ رباب جنگ بربط اور رود یا نائے عراقی مین سے کچھ ہو اسواسطے کہ رود کی نہی آئی ہے نہ اس سبب سے
کہ وہ خوش اور موزون ساز ہے کیونکہ اگر کوئی ناخوش اور ناموزون بھی بجائے تو بھی حرام ہے بلکہ اسوجہ سے حرام ہے کہ شرابخورونکی عادت ہے
اور جو چیز شرابخورون کے ساتھ خاص ہے اُسکو شراب کی تبعیت مین حرام کردیا ہے اسوجہ سے کہ وہ چیز شراب کو یاد دلائیگی اور اُسکی آرزو
کو حرکت دیگی لیکن طبل ورشاہین اور دف اگرچہ اُسمین جلاجل ہون تو بھی حرام نہین ہین اسواسطے کہ انکے باب مین کچھ حکم نہین آیا ہے اور
یہ رود کے مثل نہین ہے کیونکہ یہ شرابخوارون کے شعار نہین ہین تو اُنکو رود پر قیاس نہین کرسکتے ہین بلکہ دف خود جناب رسول خدا
علیہ الصلوٰۃ والثنا کے سامنے لوگون نے بجایا ہے اور شادی عروسی مین دف بجانے کو آپ نے فرمایا ہے تو دف مین جلاجل بڑھا دینے
سے حرام نہین ہوجاتا اور حاجیون اور غازیون کا طبل بجانا خود رسم ہے مگر مخنثون کا طبل حرام ہے کیونکہ یہ اُنکا شعار ہے اور یہ طبل لمبا ہوتا ہے
بیچ مین پتلا اور سرے چوڑے یعنی ڈھرک کی صورت لیکن شاہین کسی قسم کا ہو حرام نہین ہے اسواسطے کہ چرواہونکی عادت تھی کہ بجایا کرتے
تھے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہین کہ شاہین کے حلال ہونے پر یہ دلیل ہے کہ اُسکی آواز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے گوش حق نیوش مین پڑی آپ نے کانون مین انگلی دے لی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے فرمایا کہ کان رکھکر
سُن جب بجانا موقوف کرے تو مجھ سے کہدینا تو حضرت ابن عمرؓ کو یہ اجازت دینا کہ سنتے رہو اُسکے مباح ہونیکی دلیل ہے لیکن آپ کا کانون مین
انگلی دے لینا اس بات پر دلیل ہے کہ آپ پر اُسوقت کوئی بڑا بزرگ حال ہو آپ یہ سمجھے ہون کہ وہ آواز مجھے اس حال سے باز رکھے گی
اسواسطے کہ شوق حق سبحانہ تعالےٰ کو حرکت دینے مین سماع بڑا اثر رکھتا ہے تاکہ جو شخص دور ہو اُسے خدا سے نزدیک کرے اور یہ امران
بیچارون کے حق مین بڑی بات ہے جنکو یہ حال نہو لیکن جو شخص عین کام مین ہو یعنی حالت استغراق مین ہو ممکن ہے کہ سماع اُسے
مانع ہو اور اُسکے حق مین نقصان کرے تو آپ کا شاہین کی آواز نہ سننا اُسکی حرمت کی دلیل نہین ہے اسواسطے کہ بہت چیزین مباح
ہین کہ اُنھین نہین کرتے مگر حکم کرنا مباح ہونے کی یقیناً دلیل ہے کہ اُسکی اور کوئی وجہ نہین تیسرا سبب یہ ہے کہ سرود مین فحش یا
ہجو ہو یا دین پر طعن ہو جیسے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے حق مین رافضیون کے اشعار یا کسی مشہور معروف

عورت کی تعریف ہو اسواسطے کہ مردون کے سامنے عورتون کی صفت کرنا نہ چاہیے اور ایسے سب شعر پڑھنا اور سننا حرام ہے لیکن وہ شعر جسمین زلف وخال صورت وجمال کی تعریف اور وصال وفراق کا ذکر اور جو عاشقون کی عادت ہوتی ہے اُسکا بیان ہو اُس شعر کا پڑھنا اور سننا حرام نہین ہے مگر اس سبب سے حرام ہوجاتا ہے کہ کوئی کسی رنڈی یا لونڈے کو چاہتا ہے اُسکا خیال کرے تو اُسوقت اُسکا خیال حرام ہوتا ہے لیکن اگر ایسا شعر سنکر اپنی جورو یا لونڈی کا خیال کرے تو حرام نہین لیکن صوفیہ اور جو لوگ حق تعالےٰ کی محبت مین مشغول اور مستغرق رہتے ہین اور اُسپر سماع کرتے ہین تو ایسے اشعار ان لوگون کو کچھ نقصان نہین کرتے کیونکہ یہ لوگ ہر لفظ سے اپنے موافق معنی سمجھتے ہین ممکن ہے کہ زلف سے کفر کی ظلمت اور چہرہ کی چمک سے نور ایمان سمجھین اور شاید زلف سے سلسلۂ اشکال حضرت الٰہیت سمجھین جیسا کہ کوئی شاعر کہتا ہے بیت گفتم بشمارم سر یک حلقۂ زلفش ؛ تا بو کہ بہ تفصیل سر جملہ برآرم ؛ خندید بمن بر سر زلفینک مشکین ؛ یک پیچ بہ پیچید وغلط کرد شمارم ؛ ممکن ہے کہ اس زلف سے اشکال سمجھین جو کوئی چاہے کہ تصرف عقل اس مرتبہ کو پہونچے کہ عجائبات الٰہی سے یک سر مو پہچانے تو اُسمین ایک پیچ پڑنے سے تمام شمار غلط ہو جائیگا اور سب عقلین مدہوش ہو جائینگی اور جب شعر مین شراب اور مستی کی بات ہو تو اُسکا ظاہر نہ سمجھین مثلاً یہ شعر جب پڑھین شعر گر مے دو ہزار رطل بر پیمائی ؛ تا مے نخوری نباشدت شیدائی ؛ اور اس سے یہ سمجھین کہ باتون اور تعلیم سے دین کا کام راست و درست نہین ہوتا ہے بلکہ ذوق شوق سے راست و درست ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر تو محبت عشق زہد توکل وغیرہ کی باتین بہت کرے اور اُسمین کتابین تصنیف کرے اور بہت سا کاغذ اس مین سیاہ کرے تو جبتک تو اس صفت پر نہ ہوجائیگا یہ باتین تجھے کچھ فائدہ نہ کرینگی اور خرابات کے جو اشعار پڑھین اُس سے اور کچھ سمجھین مثلاً جب یہ شعر پڑھین شعر ہر کو بخرابات نشد بیدین ست ؛ زیرا کہ خرابات اصول دین ست ؛ اس خرابات سے صفات بشریت کی خرابی سمجھین اسواسطے کہ اصول دین یہی ہے کہ یہ صفت جو آبادان ہے خراب ہو تا کہ وہ جو ناپیدا ہے گو ہر آدمی مین پیدا اور آبادان ہو جائے اور ان بزرگون کے فہم کی تفصیل دراز ہے اسواسطے کہ ہر ایک کی فہم اُسکی نظر کے موافق ہے اور دوسرے کے فہم سے جدا ہوتی ہے لیکن اسقدر جو بیان کیا اسکا سبب یہ ہے کہ بیوقوف اور مبتدع لوگون کا ایک گروہ ان بزرگون پر طعن وتشنیع کرتا ہے کہ یہ لوگ صنم اور زلف اور خال اور مستی اور خرابات کی باتین کہتے سنتے ہین اور یہ حرام ہے اور یہ احمق جانتے ہین کہ ہمنے جو یہ کہا یہ بڑی حجت اور طعن ہے حالانکہ یہ منکر لوگ ان بزرگون کے حال سے خبر ہی نہین رکھتے ان حضرات کو خود وجد ہوتا ہے شعر کے معنون پر نہین ہوتا کیونکہ فقط آواز پر وجد ہوتا ہے کہ شاہین کی آواز اگرچہ کچھ معنے نہین رکھتی لیکن باعث وجد ہو جاتی ہے اسی سبب سے ہوتا ہے کہ جو لوگ عربی نہین جانتے اُنھین عربی شعر پر وجد ہوتا ہے اور احمق لوگ ہنستے ہین کہ وہ لوگ عربی اشعار تو سمجھتے ہی نہین وجد کیون کرتے ہین یہ احمق اتنا نہین سمجھتے کہ اونٹ بھی عربی نہین سمجھتا ہے اور حدائے عرب کے سبب سے وجد کی قوت اور خوشی سے بھاری بوجھ لیے ہوے اتنا چلتا ہے کہ جب منزل پر پہونچتا ہے اور وجد موقوف ہوتا ہے تو فوراً گر پڑتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے چاہیے کہ یہ منکر گدھے اونٹ سے جنگ اور مناظرہ کرین کہ تو عربی تو سمجھتا ہی نہین یہ کیا خوشی ہے جو تجھ مین پیدا ہوتی ہے اور باشد کہ عربی شعر سے یہ بزرگ اُسکے معنون کے خلاف کوئی مضمون سمجھین اور جیسا اُنھین خیال آئے

ویسے معنی سمجھین اسواسطے کہ انھین شعر کی تفسیر کچھ مقصود نہین ہوتی جیسا کہ ایک شخص نے پڑھا مَا زَارَنِی فِی النَّوْمِ اِلَّا خَیَالُکُمْ ایک صوفی کو حالت آئی لوگون نے پوچھا تم نے وجد کیون کیا کہ خود تم نہین جانتے ہو کہ وہ کیا کہتا ہے کہا مین جانتا کیون نہین ہون وہ کہتا ہے مازاریم یعنی ہم زار و ناچار ہین تو وہ سچ کہتا ہے حقیقت مین ہم سب زار اور درماندے ہین اور خطر مین ہین تو ان حضرات کا وجد ایسا ہوتا ہے جسکے دل پر جو اثر غالب ہو جاتا ہے وہ جو کچھ سنے وہی امر سنائی دیتا ہے اور جو کچھ دیکھے وہی امر دکھائی دیتا ہے جو کوئی عشق حقیقی خواہ عشق مجازی کی آگ مین نہ جلا ہوگا یہ مضمون اور معاملہ اُسے نہ معلوم ہوگا چوتھا سبب یہ ہے کہ سننے والا جوان ہو اور اسپر شہوت غالب ہو اور خدا کی محبت کو جانتا ہی نہ ہو کہ وہ کیا چیز ہے تو غالب یہ ہے کہ وہ جوان جب زلف و خال صورت و جمال کا ذکر سنے گا تو اُسکی گردن پر شیطان چڑھ بیٹھے گا اور اُسکی شہوت کو تیز کریگا اور خوبصورتون کے عشق کو اُسکے دل مین آراستہ کر دیگا اور عاشقون کا احوال وہ جو سنتا ہے غالباً اُسے خوش آیگا تمنا کرکے اُس کی تلاش مین مستعد ہو جائیگا کوچہ عشق مین قدم بڑھائیگا مردون اور عورتون مین ایسے بہت ہین کہ صوفیون کا لباس رکھتے ہین اور اس کام مین مشغول ہو گئے ہین پھر لا یعنی باتون سے عذر بتر از گناہ کرتے ہین اور کہتے ہین فلانے آدمی کو سودا اور شور پیدا ہوا ہے اور اُسکے دل مین عشق کا کانٹا گڑا ہے اور کہتے ہین کہ عشق خدا کا پھندا ہے خدا نے اُسے اپنی محبت مین کھینچا ہے اور کہتے ہین کہ اسکے دل کی حفاظت کرنا اور یہ کوشش کرنا بُری بات ہے کہ وہ اپنے معشوق کو دیکھے خرمی کا نام رہبری ہے اور نیکخوئی اور فسق و لواطت کا نام شور و سودا رکھتے ہین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اپنا عذر یون بیان کرتے ہین کہ فلانے پیر کو فلانے لڑکے کے ساتھ نظر محبت تھی اور یہ امر ہمیشہ بزرگون کو پیش آیا کیا ہے اور یہ لواطت نہین یہ تو شاہد بازی ہے اور خوبصورت کو دیکھنا روح کی غذا ہے اس قسم کے واہیات خرافات باتین بہت بکتے ہین تاکہ ویسی بیہودہ باتین بنا کر اپنی فضیحتی کو چھپائین اور جو شخص یہ اعتقاد نہ رکھے کہ یہ امر فسق ہے وہ اباحتی ہے اُسے قتل کر ڈالنا مباح ہے اور یہ مردود جو کہتے ہین کہ فلانے فلانے پیر نے فلانے لڑکے کو دیکھا ہے یہ یا تو اپنے عذر کیواسطے جھوٹ کہتے ہین یا اگر اُس پیر نے واقعی دیکھا ہوگا تو شہوت کی نظر سے نہ دیکھا ہوگا بلکہ اسطرح دیکھا ہوگا جیسے کوئی شخص سرخ سیب کو یا شگوفہ کو دیکھتا ہے یا شاید اُس پیر سے بھی خطا ہو گئی ہو کہ سب پیر کچھ معصوم نہین ہین اور اگر کسی پیر سے کچھ خطا یا کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ گناہ مباح نہین ہو جاتا اے عزیز حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت داؤد علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ اسیواسطے قرآن شریف مین بیان فرمایا ہے تاکہ تو یہ گمان نہ کر کہ کوئی شخص ان صغائر سے امین ہے اگرچہ بزرگ ہو اور حضرت داؤد علیہ السلام کا نوحہ اور توبہ کرنا بھی اسی سے حق سبحانہ تعالےٰ نے بیان فرمایا ہے تاکہ تو اُسے دلیل پکڑے اور اپنے تئین معذور رکھے اور ایک سبب اور بھی ہے لیکن وہ نادر ہے وہ یہ ہے کہ کسی کو اُن حالتون مین جو صوفیہ صافیہ پر ہوا کرتی ہین چیزین دکھائی دیتی ہین اور شاید جواہر ملائک و ارواح انبیا، انھین کسی مثال مین کشف ہون پھر وہ کشف شاید آدمی کی صورت سراپا حسن و جمال مین ہو اسواسطے کہ مثال ضرور بالضرور حقیقت معنی کے موافق ہوتی ہے چونکہ معانی عالم ارواح ہین تو وہ معنی نہایت درجہ کمال پر ہوتے ہین تو عالم صورت سے اُسکی مثال بھی غایت درجہ جمال پر ہوتی ہے عرب مین حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے زیادہ کوئی خوبصورت نہ تھا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اُنکی صورت پر دیکھتے پھر ممکن ہے کہ عالم ارواح سے کوئی چیز امرد حسین کی صورت پر کشف ہو کہ وہ صورت اُس چیز کی مثال ہو اور شاید اُس معنی کو پھر نہ دیکھ پائے اُسوقت اگر صوفی کی ظاہری

سلہ ہرگز نہین زیارت کی میری کسی نے خواب مین تھا رے خیال کے سوا ۱۲

ف خوبصورت حسین مرد کو نظر محبت دیکھنے کا سبب نادر ہے

آنکھ کسی اچھی صورت پر پڑے جو صورت اُس صورتِ معانی کے ساتھ مشابہت اور مناسبت رکھتی ہو تو وہ حالت اُسپر تازہ ہو جاتی ہے
اور اُس معنی گمشدہ کو پھر پا جاتا ہے اور اُسے اُس خوبصورت کے دیکھنے سے ایک وجد اور حالت پیدا ہوتی ہے تو یہ امر روا ہے کہ کسی بزرگ
نے اُس حالت کو پھر پانے کے واسطے اچھی صورت دیکھنے کی رغبت کی ہو اور جو شخص اس بھید سے خبر نہین رکھتا ہے جب اُس بزرگ
کی رغبت خوبصورت کیطرف دیکھے گا تو یہی جانے گا کہ وہ بزرگ بھی اُسی صفت کے سبب سے دیکھتا ہے جو اُس شخص ناواقف کی صفت
ہے کیونکہ وہ تو اُس دوسری صفت سے خبر ہی نہین رکھتا غرضکہ صوفیۂ صافیہ کا کام بہت بڑا کام اور خطرناک اور نہایت پوشیدہ ہے اور
کسی چیز مین اتنی غلطی کو دخل نہین جتنی غلطی کو صوفیہ کے کام مین دخل ہے اسقدر اشارہ کر دیا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ حضرات صوفیہ
مظلوم ہین کیونکہ لوگ جانتے ہین کہ وہ بھی اس جنس سے ہوتے چلے آئے ہین جس جنس کی صوفی صورت شیطان سیرت اس زمانے مین
موجود ہین اور حقیقت مین مظلوم وہ شخص ہے جو ان حضرات کو ایسا جانے اسواسطے کہ اُسنے اپنے اوپر ظلم کیا کہ ان حضرات کی شان مین
یہانتک تصرف کرتا ہے کہ انھین اورون پر قیاس کرتا ہے **پانچوان سبب** یہ ہے کہ عوام جو سماع بطور عادت بر سبیل بازی و عشرت کرتے ہین وہ
مباح ہے بشرطیکہ پیشہ نہ کر لین اور ہمیشہ نہ کیا کرین کہ جسطرح بعضے گناہ صغیرہ جب پیشہ ہو جاتے ہین تو گناہ کبیرہ کے درجہ کو پہونچ جاتے
ہین اسیطرح بعضی چیز اس شرط سے مباح ہے کہ کبھی کبھی ہو اور کم ہو وہ جب بہت ہو گی تو حرام ہو جائیگی اسواسطے کہ حبشیون نے ایکبار مسجد
مین بازی کی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا اگر مسجد کو بازیگاہ بنلاتے تو بیشک حضرت صلے اللہ علیہ وسلم منع فرماتے
اور ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کو آپ نے نظارہ کرنے سے نہ منع فرمایا اگر کوئی شخص بازیگرون کے ساتھ ساتھ ہمیشہ
پھرا کرے یا اپنا پیشہ کر لے تو یہ درست نہین اور گاہ گاہ ٹھٹھول کرنا درست ہے اگر کوئی عادت کر لے تو مسخرہ ہو جائیگا اور یہ درست نہین **دوسرا**
باب سماع کے آداب ور آثار کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ سماع مین تین مقام ہین پہلا مقام فہم و پھر وجد پھر حرکت اور پھر ایک
مین کلام ہین پہلا مقام فہم ہے جو شخص طبیعت سے اور غفلت کے ساتھ یا کسی مخلوق کے خیال مین راگ سنے وہ اتنا بڑا خسیس اور بد ہے
کہ اس قابل نہین کہ اُسکے فہم و حال مین کلام کیجیے لیکن وہ شخص جسپر دین کا خیال اور حق تعالے کی محبت غالب ہو اُسکے دو درجے ہین پہلا درجہ
مرید کا ہے کہ اسے راہ ڈھونڈھنے اور چلنے مین قبض و بسط آسانی و دشواری آثار قبول اور آثار رد مین سے مختلف احوال پیش آتے ہین اس
سبب سے اُس مرید کا دل بالکل گرفتہ رہتا ہے جب ایسا کوئی کلام سنتا ہے جسمین عتاب و رقبول و رد اور وصل و ہجر اور قرب و بعد اور رضا
و سخط اور امید و یاس اور خوف و امن اور وفاے عہد و بدعہدی اور شادی وصال و اندوہ فراق کا ذکر ہوتا ہے یا اس قسم کی اور
باتون کا مذکور ہوتا ہے تو وہ ان باتون کو اپنے حال پر ڈھالتا ہے اور جو کچھ اُسکے باطن مین ہے وہ مشتعل ہو جاتا ہے اور مختلف حالتین اسمین
پیدا ہوتی ہین اور اُسے اُن حالتون مین مختلف خیالات آتے ہین اگر اُسکے علم و اعتقاد کا قاعدہ مضبوط نہین ہوتا تو ایسا ہوتا ہے کہ
اُسے گانا سننے مین ایسے خیالات آئین جو کفر ہون جیسے راگ سنکر حق تعالے کی شان مین ایسی کوئی بات سمجھے جو محال ہو مثلاً یہ شعر
سنے **شعر** زاول بہنت میل بدان میل کجاست ۞ وامروز ملول گشتن از بہر چراست ۞ جس مرید کی ابتدا تیز اور روان ہوئی
ہو پھر بہت ضعیف اور سست ہو گئی ہو وہ سمجھے گا کہ حق تعالے کو اُسپر عنایت اور میل تھا اور اب پھر گیا تو اگر اس تغیر کو خدا کی

ف گاہ گاہ ٹھٹھول کرنا درست ہے ۱۲

شان مین سمجھے گا تو یہ کفر ہو جائے گا بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ حق تعالےٰ مین تغیر کو ہرگز دخل نہین کیونکہ وہ بدل دینے والا ہے بدل جانیوالا نہین اور
یہ سمجھنا چاہیے کہ میری صفت بدل گئی حتیٰ کہ وہ معنی جو پہلے کھلے ہوئے تھے اب چھپ گئے خدا کی طرف سے ہرگز منع اور حجاب اور ملال
نہین ہوتا بلکہ اُسکی درگاہ کشادہ ہے مثلاً جیسے آفتاب کہ اُسکا نور پھیلا ہوا ہے لیکن جو کوئی دیوار کی آڑ مین چلا جائے تو نور آفتاب
سے آڑ مین ہو جائے گا اُسوقت تغیر اُس شخص مین پیدا ہوگا نور آفتاب مین نہین تو اُسے یہ کہنا چاہیے **شعر** خورشید بر آمد
اے نگارین دیرست ٭ برمن اگر نتابد از ادبیر ست[لہ] ٭ تو جو تقصیر اُسنے آپ کی ہو چاہیے کہ حجاب کو اسپر اور اپنے ادبار پر حوالہ کرے
حق تعالےٰ کی طرف حجاب کو منسوب نہ کرے اس مثال سے یہ مقصود ہے کہ نقص و تغیر کی جو صفتین ہین اُنھین اپنے حق مین اور
اپنے نفس کے حق مین سمجھنا چاہیے اور جو جمال و جلال وجود ہے اُسے حق تعالےٰ کی شان مین سمجھنا چاہیے اگر مرید علم سے یہ سرمایہ
اور سمجھ نہین رکھتا ہے تو بہت جلد کفر کی بلا مین پڑ جائے گا اور جانیگا بھی نہین اور اسی سبب سے خدا کی محبت مین سماع کا بڑا اخطر ہے
دوسرا اور جہ یہ ہے کہ راگ سننے والا مریدون کے درجہ سے گزر گیا ہو اور حالات و مقالات کو اُسنے پیچھے چھوڑا ہو اور اُس حال کی نہایت
کو پہونچ گیا ہو جسے اگر ماسوی اللہ کی طرف اضافت کرتے ہین تو فنا اور نیستی کہتے ہین اور اگر حق تعالےٰ کی طرف اضافت کرتے
ہین تو توحید اور یگانگی کہتے ہین ایسے آدمی کا سماع معنی سمجھنے کی راہ سے نہین ہوتا ہے بلکہ سماع کے ساتھ ہی وہ نیستی اور یگانگی اُسپر
تازہ ہو جاتی ہے اور آپ سے وہ بالکل غائب ہو جاتا ہے اور اس عالم سے بیخبر ہو جاتا ہے آور باشد کہ اگر مثلاً آگ مین گر پڑے
تو کچھ خبر بھی نہ ہو جیسا شیخ ابو الحسن نوری قدس سرہ حالت وجد مین گنے کے کٹے ہوئے کھیت مین دوڑے اُسکی کھونٹیون سے اُنکے پاؤن
بالکل کٹ گئے اور اُنھین خبر بھی نہ ہوئی یہ وجد کامل تر ہوتا ہے لیکن مریدون کا وجد صفات بشریت کے ساتھ ہوتا ہے وہ وجد یہ ہے کہ اُسے
آپ سے بالکل لے لیتے ہین جیسا کہ وہ عورتین جنھون نے حضرت یوسف علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا سب خود فراموش ہو گئین
اور اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اے عزیز تجھے چاہیے کہ اس نیستی کا منکر نہ ہو اور یہ نہ کہہ کہ مین تو اُسے دیکھتا ہون وہ نیست کیونکر ہو گیا ہے
اسواسطے کہ وہ وہ نہین ہے جسے تو دیکھتا ہے کہ یہ شخص ہے وہ جب مر جاتا ہے تب بھی تو دیکھتا ہے اور وہ نیست ہوتا ہے پس اُسکی حقیقت
وہ معنی لطیف ہین جو محل معرفت ہین جب سب چیزون کی معرفت اُس سے غائب ہو گئی تو سب چیزین اُسکے حق مین نیست ہو گئین
اور جب وہ آپ سے بھی بیخبر ہو گیا تو آپ بھی اپنے حق مین نیست ہو گیا اور جب حق تعالےٰ اور حق تعالےٰ کے ذکر کے سوا اور کچھ
نہ رہا تو جو کچھ فانی تھا وہ جاتا رہا اور جو باقی ہے بس وہی رہ گیا یگانگی کے یہی معنی ہین کہ جب آدمی حق تعالےٰ کے سوا اور کچھ
نہین دیکھتا ہے تو کہتا ہے سب خود وہی ہے اور مین نہین ہون یا کہتا ہے کہ مین خود وہی ہون آور ایک گروہ نے یہان غلطی کی ہے
اور اس نیستی کو حلول کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور ایک گروہ نے اتحاد کے ساتھ اور یہ امر ایسا ہے جیسے کسی نے کبھی آئینہ نہ دیکھا ہو اور دیکھے
اُسمین اپنی صورت دکھائی دے سمجھے کہ وہ خود آئینہ مین اُتر آیا ہے یا سمجھے کہ وہ صورت خود آئینہ کی صورت ہے کہ خود آئینہ کی یہ صفت ہے
کہ سرخ و سفید ہوتا ہے اگر یہ سمجھے کہ خود آئینہ مین اُتر آیا ہے تو یہ حلول ہوگا اور اگر سمجھے کہ آئینہ خود اُسکی صورت ہو گیا ہے تو یہ اتحاد ہوگا
اور دونون باتین غلط ہین ہرگز نہ تو صورت ہو جاتا ہے اور نہ صورت آئینہ ہو جاتی ہے لیکن ایسا دکھائی دیتا ہے اور جنے کامون کو

لہ ادبار اوبار ۱۲

ف یگانگی کے یہی معنی ہین ۱۲

پورا نہین پہچانتا ہے وہ ایسا سمجھتا ہے اس کتاب مین اسکی تفصیل بیان کرنا مشکل ہے اسواسطے کہ یہ بڑا علم ہے ہمنے احیاء العلوم مین اسکی تفصیل بیان کی ہے دوسرا مقام جب فہم سے فارغ ہوچکا تو حال پیدا ہوتا ہے اُسے وجد کہتے ہین اور وجد پانے کو کہتے ہین تو یہ معنے ہین کہ ایسی حالت پائی جو اس سے پہلے نہ تھی اور وجد کی حقیقت مین بہت کلام ہے کہ وہ کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وجد ایک نوع نہین بلکہ بہت انواع پر ہے لیکن دو ہی جنس سے ہوتا ہے ایک احوال کی جنس سے ایک مکاشفات کی جنس سے لیکن احوال اسطرح ہوتے ہین کہ اُس سے کوئی صفت غالب ہوجائے اور اُسے مست کے مانند کردے وہ صفت کبھی شوق ہوتا ہے کبھی خوف کبھی آتش عشق ہوتی ہے کبھی طلب کبھی اندوہ کبھی حسرت اور اُسکے بہت اقسام ہین لیکن وہ آگ جب دل پر غالب ہوجاتی ہے اور اُسکا دھوان دماغ کو پہونچتا ہے تو اُسکے حواس کو مغلوب کردیتا ہے حتی کہ وہ نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے جیسے سوتا ہے اور اگر دیکھتا سنتا ہے تو اُس سے غائب اور غافل ہوتا ہے جیسے مست دوسری قسم مکاشفات ہے کہ چیزین دکھائی دینے لگتی ہین اُنہین سے جو صوفیہ کو ہوتی ہین بعضی کسوت مثال مین اور بعضی صریح اسمین سماع کو اسوجہ سے اثر ہے کہ دل کو صاف کرتا ہے اور دل آئینہ گردآلود کے مانند ہے سماع اُس گرد سے پاک کردیتا ہے تاکہ اُس مین صورتین ظاہر ہون اس معنی مین سے جو کچھ عبارت مین لاسکین وہ ایک علم ہوتا ہے یا قیاس یا مثال اور جو شخص اُس مرتبہ کو پہونچا ہے اُسکے سوا اور کسی کو اُسکی حقیقت نہین معلوم ہوتی اور ہر ایک کو اپنے مقام کی قدر حقیقت معلوم ہوتی ہے اور اگر دوسرے مین کچھ تصرف کرتا ہے تو اپنے مقام کے مطابق کرتا ہے اور جو کچھ قیاس سے ہے وہ علم سے ہے ذوق سے نہین لیکن اسقدر اسواسطے بیان کیا تاکہ جن لوگون کو یہ حال ذوق سے نہو وہ اس حال کو باور کرین انکار تو نہ کرین اسواسطے کہ انکار اُنھین نقصان کرے گا اور وہ شخص بڑا احمق ہے جو سمجھے کہ جو چیز میرے گنجینہ مین نہین وہ بادشاہون کے خزانہ مین بھی نہین ہے اور اُس سے زیادہ احمق وہ ہے جو تھوڑی سی گرستی کے سبب سے جو اُسکے پاس ہے اپنے تئین بڑا بادشاہ جانے اور کہے مین خود سب مرتبون کو پہونچگیا ہون اور سب کچھ مجھے حاصل ہوگیا ہے اور جو چیز میرے پاس نہین اُسکا وجود ہی نہین اور سب انکار ان ہی دو قسمون کی حماقت سے پیدا ہوتی ہین اے عزیز جان تو کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ تکلف سے وجد ہو وہ عین نفاق ہے مگر یہ کہ آدمی وجد کے اسباب اپنے دل مین لائے تاکہ شاید حقیقت وجد پیدا ہوجائے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تم جب قرآن سنو تو روؤ اگر رونا نہ آئے تو تکلف کرو اُسکے یہی معنی ہین کہ تکلف کرکے رنج و حزن کے اسباب اپنے دل مین لاؤ اُس تکلف مین اثر ہے شاید وہ تکلف حقیقت حزن پیدا کردے **سوال** اگر کوئی کہے کہ جبکہ صوفیون کا سماع حق ہے اور حقتعالے کیواسطے ہے تو چاہیے تھا کہ وعظ کو تو نین پڑھنے والون کو بٹھاتے اور قرآن شریف پڑھواتے نہ کہ قوالون کو کہ گائین اسواسطے کہ قرآن شریف خدا کا کلام ہے اسکا سننا اولی تر ہے **جواب** یہ ہے کہ قرآن شریف کی آیتون پر بہت سماع ہوتا ہے اور اُس سے بہت وجد آتا ہے بہت لوگ ایسے ہین کہ قرآن شریف سننے سے بیہوش ہوجاتے ہین بہت لوگ ایسے تھے کہ انھون نے قرآن سنا اور اُنکی جان نکل گئی اُن کی حکایتین بیان کرنا موجب طوالت ہے احیاء العلوم مین ہم نے مفصل بیان کی ہین لیکن صوفیہ پڑھنے والیکے عوض قوال کو جو بٹھاتے ہین اور قرآن شریف کے عوض جو گانا سنتے ہین اسکے پانچ سبب ہین پہلا سبب یہ ہے کہ قرآن شریف کی سب آیتین عاشقون کے حال سے مناسبت نہین رکھتی ہین اس واسطے کہ قرآن شریف مین کافرون کا قصہ اور معاملات اہل دنیا کا حکم اور بہت سی چیزین ہین اس واسطے کہ قرآن شریف

توسب اقسام خلق کے واسطے شفا ہے اور جب میراث کی آیتون کے مثل پڑھے گا کہ مان کا چھٹا حصہ ہے اور بہن کا نصف یا یہ کہ جس عورت کا خاوند مرجائے اُسے چار مہینے دس دن عدت بیٹھنا چاہیے اور علیٰ ہذا القیاس تو یہ آیتین ہر ایک کے عشق کو تیز نہ کرین گی لیکن اُسکے عشق کو جو نہایت عاشق ہو اور ہر چیز سے اُسے وجد ہوتا ہو گو کہ وہ مقصود سے دور ہو ایسا عاشق نایاب ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ اکثر لوگون کو قرآن شریف یاد ہوتا ہے اور بہت لوگ قرآن مجید پڑھے ہوتے ہین اور جو چیز بہت سنی ہو وہ اکثر اوقات دلکو آگاہی نہین بخشتی حتی کہ تو دیکھتا ہے کہ جو پہلی بار سنتا ہے اُس سے حال آجاتا ہے دوسری بار وہ حال نہین ہوتا اور گانا نیا ہوسکتا ہے قرآن شریف نو بہ نو نہین پڑھا جاسکتا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین جب عرب حاضر ہوتے اور قرآن شریف تازہ تازہ سنتے تو روتے اور اُن پر حال طاری ہوجاتا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا كُنَّا كَمَا كُنْتُمْ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُنَا یعنے ہم بھی تمھارے ایسے تھے اب ہمارے دل سخت ہوگئے یعنے قرآن شریف پر ٹھہر گئے اور خوگر ہوگئے تو جو چیز تازہ اور نئی ہوتی ہے اُسکا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے اسیواسطے امیر المؤمنین حضرت فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ حاجیون کو حکم فرماتے تھے کہ اپنے اپنے شہرون کو جلدی جاؤ اور فرماتے کہ مین ڈرتا ہون کہ اگر کعبہ کے ساتھ خوگر ہوجائینگے تو اُسکی عظمت انکے دلون سے جاتی رہیگی تیسرا سبب یہ ہے کہ بہت دل ایسے ہوتے ہین کہ جب تک الحان اور آواز موزون سے نہ ہلائے جائین تب تک حرکت نہین کرتے اسی سبب سے ہے کہ بات پر وجد کم آتا ہے اور اچھی آواز پر آتا ہے بشرطیکہ موزون ہو اور الحان کے ساتھ پھر گانے کا ہر انداز اور ہر راہ اور یہی اثر رکھتی ہے اور یہ نہ چاہیے کہ قرآن شریف مین الحان کرین اور گانے کے طور پر پڑھین اور اسمین تصرف کرین اور قرآن شریف جب بے الحان ہوگا تو مجرد کلام رہجائیگا تو عشق اگر ایسا ہی گرما گرم ہوگا تو البتہ اُس سے بھڑک اُٹھے گا چوتھا سبب یہ ہے کہ الحان کو اور آوازون سے مدد دینا چاہیے تاکہ اثر زیادہ تر کرے جیسے نے دف طبل شاہین ہین اور یہ چیزین ہزل کی صورت رکھتی ہین اور قرآن شریف عین جدؔ ہے اُسے اس امر سے بچانا چاہیے کہ ایسی چیز جو عوام کی نظر مین ہزل کی صورت رکھتی ہے اُسکے ساتھ پڑھا جائے جیسا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ربیعؓ بنت معوذ کے گھر تشریف لیگئے اُنکی کنیزکین دف بجا بجاکر گارہی تھین جب اُنھون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اشعار مین آپکی تعریف گانے لگین آپنے فرمایا چپ رہو اور جو پہلے کہتی تھین وہی کہو اسواسطے کہ آپ کی ثنا عین جد تھی دف بجاکر نہ چاہیے تھی کہ دف ہزل کی صورت رکھتا ہے پانچوآن سبب یہ ہے کہ ایک کو اور یہی حالت ہوتی ہے اور ہر شخص کو یہ حرص اور خواہش ہوتی ہے کہ اپنے حسب حال شعر سنے جبکہ شعر اسکے حال کے موافق نہین ہوتا ہے تو وہ اُس سے کراہت کرتا ہے اور شاید یہ کہہ بیٹھے کہ یہ نہ کہہ اور کوئی شعر کہہ اور قرآن کو ایسے موقع اور محل پر پڑھنا نہ چاہیے کہ اُس سے کراہت کرین اور ممکن ہے کہ سب آیتین ہر ایک کے موافق نہ ہون اگر شعر اُسکے موافق نہین ہوتا ہے تو اُسے اپنے حال کے موافق ڈھال لیتا ہے اسواسطے کہ واجب نہین کہ شعر کے وہی معنے سمجھے جو شاعر کے مقصود ہین لیکن قرآن شریف کو اپنے خیال کے بموجب ڈھالنا اور اُسکے معنے بدل ڈالنا نہ چاہیے تو مشائخ نے قوال کو جو اختیار کیا ہے اُس کے یہی سبب ہین جو بیان ہوچکے اِن تمام معنون کا ماحصل دو ہی مرون کی طرف رجوع کرتا ہے ایک سننے والے کے ضعف و نقصان کی طرف دوسرے عظمت قرآن کی طرف تاکہ خیال کے تصرف مین نہ پڑجائے تیسرا مقام سماع مین حرکت اور رقص اور کپڑے پھاڑنا ہے جو شخص مغلوب اور بے اختیار ہوگا وہ ان باتونکے سبب سے ماخوذ نہ ہوگا

عـ۵ جد ہزل کا مقابل اور ضد ہے ۱۲

اور جو شخص یہ باتین قصداً کرے تاکہ لوگ دیکھین کہ وہ صاحب حالت ہے اور حقیقت مین نہ ہو تو یہ حرام ہے اور عین نفاق ہے حضرت ابوالقاسم نصیر آبادی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ مین کہتا ہون کہ لوگون کا سماع مین مشغول ہونا غیبت سے بہتر ہے حضرت ابو عمر بن نجید رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ آدمی اگر تیس برس غیبت کرے تو اس سے بہتر ہے کہ سماع مین جھوٹھ موٹھ حالت دکھلائے اے عزیز جان تو کہ وہ صوفی کامل تر ہے جو گانا سنے اور ساکن رہے کچھ تغیر اُسکے ظاہر مین نہ پیدا ہو اُسکو اتنی قوت ہوتی ہے کہ اپنے تئین بچا سکتا ہے اسواسطے کہ وہ حرکت اور آواز اور رونا ضعف سے ہوتا ہے لیکن ایسی قوت بہت کم ہوتی ہے اور رہ وہ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی نے فرمایا کہ کُنَّا کَمَا کُنْتُمْ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُنَا شاید اُسکے یہ معنی ہون کہ قَوِیَتْ قُلُوْبُنَا یعنے ہمارے دل سخت اور قوی ہوئے کہ ہم اپنے تئین تغیر ظاہری سے بچانے کی طاقت رکھتے ہین اور جو شخص اپنے تئین نہین بچا سکتا اُسے بھی چاہیے کہ جبتک ضرورت کی حد کو نہ پہونچے اپنے تئین بچائے رکھے اور حال ظاہر نہ ہونے دے ایک جوان حضرت جنید قدس سرہ کی صحبت مین حاضر ہوتا جب گانا سنتا تو چیخ مارتا حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ تجھے اگر ایسا پھر کرنا ہے تو میری صحبت مین نہ رہا کر پھر وہ جوان صبر کیا کرتا حتی کہ بڑے جہد عظیم کو پہونچا ایک روز ضبط کیا اور اپنے تئین سنبھالا آخر کو ایک چیخ ماری اور اُس کا کلیجہ پھٹ گیا اور مر گیا لیکن اگر کوئی شخص ازخود حالت نہ ظاہر کرے اور رقص کرنے لگے یا تکلف سے اپنے تئین رونے کی طرف لائے تو درست ہے کیونکہ رقص مباح ہے اسواسطے کہ حبشی مسجد مین رقص کرتے تھے اور حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا دیکھنے تشریف لیگئین اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور مین تم سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسکی خوشی مین رقص کیا اور کئی بار پائے مبارک زمین پر مارا جیسے کہ عرب کی عادت ہے کہ خوشی اور نشاط کی حالت مین کیا کرتے ہین اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا کہ صورت و سیرت مین تم میرے مانند ہو اُنھون نے بھی خوشی سے رقص فرمایا اور حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا کہ تو میرا مولا اور بھائی ہے اُنھون نے بھی خوشی کے مارے رقص کیا تو جو شخص رقص کو حرام کہتا ہے وہ خطا کرتا ہے بلکہ غایت مرتبہ یہ ہے کہ رقص بازی ہے اور بازی بھی حرام نہین اور جو شخص اسواسطے رقص کرتا ہے کہ وہ حال جو اُسکے دل مین پیدا ہوتا ہے وہ قوی ہو جائے تو یہ رقص خود بہتر اور محمود ہے لیکن کپڑے پھاڑنا قصداً نہ چاہیے کہ مال ضائع کرنا ہے لیکن آدمی جب مغلوب الحال ہو تو درست ہے گو کہ اپنے اختیار سے کپڑے پھاڑے لیکن ممکن ہے کہ اُس اختیار مین مضطر ہو اور اگر چاہے کہ مین کپڑے نہ پھاڑون تو نہین ہو سکتا اسواسطے بیمار کا نالہ و فریاد اگرچہ اُسکے اختیار سے ہوتا ہے لیکن اگر چاہے کہ مین نالہ و فریاد نہ کرون تو یہ نہین ہو سکتا اور یہ بات بھی نہین کہ جو کام آدمی اپنے ارادے اور قصد سے کرتا ہے ہر وقت اُس سے دستبردار ہو سکے اور آدمی جب ایسا مغلوب ہوگا تو نہ ماخوذ ہوگا لیکن یہ جو صوفیہ اپنے اختیار سے کپڑون کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بانٹ دیتے ہین اس فعل پر ایک گروہ نے اعتراض کیا ہے کہ یہ نہ چاہیے اور معترض نے خود خطا کی ہے کیونکہ کپڑے کو پیراہن سینے کے واسطے بھی ٹکڑے کرتے ہین اگر کپڑے کو ضائع نہ کرین اور کسی مطلب سے ٹکڑے کرین تو درست ہے اسیطرح ٹکڑون کو چارون طرف اس غرض سے جو پراگندہ کرتے ہین کہ سبھون کو اسمین سے نصیب ہو اور اپنی جانماز اور گدڑی مین سی لین یہ بھی درست ہے کیونکہ اگر کوئی شخص کپڑے کے چیتھڑے کر کے چار سو ٹکڑے کر ڈالے اور ہر ہر ٹکڑا ایک ایک فقیر کو دے تو اگر ہر ٹکڑا کام آنیکے قابل ہے تو یہ امر مباح ہے آداب سماع اے عزیز اس بات کو جان کہ سماع مین

تین چیزونکا خیال رکھنا چاہیے وقت کا مکان کا حاضرین محفل سماع کا اسواسطے کہ اگر نماز کے وقت ہو گا یا کھانے کے وقت یا اُسوقت
جبکہ دل کسی سبب سے پراگندہ ہو تو سماع بیفائدہ ہو گا مکان اگر گزرگاہ ہو یا تاریک اور بُری جگہ ہو یا کسی ظالم کا مکان ہو ان سب صورتون مین آدمی
پریشان ہوتا ہے حاضرین محفل سماع اگر متکبر دنیادار یا منکر سماع ہون یا متکلف حاضر ہو کہ ہر وقت تکلف سے حال اور رقص کرتا ہے یا غافل
لوگ حاضر ہون کہ خیال باطل پر گانا سنتے ہین یا بیہودہ باتین کرتے ہین اور ہر طرف دیکھتے غظمت محفل نہین کرتے یا محفل مین جوان
مرد ہون اور عورتین دیکھنے آئین کیونکہ اس صورت مین ایک دوسرے کے خیال سے خالی نہ ہو گا ایسا سماع کچھ کام نہین آتا یہی مضمون
تھا جو حضرت جنید قدس سرہٗ نے فرمایا کہ سماع مین زمان مکان اخوان شرط ہین اور ایسی جگہ بیٹھنا حرام ہے جہان جوان عورتین
دیکھنے آئین اور جوان مرد اہل غفلت ہون جنپر شہوت غالب ہوتی ہے اسواسطے اسوقت سماع جانبین سے شہوت کی آگ تیز کریگا اور
ہر ایک شہوت سے دیکھے گا اور شاید کہ دل بھی اٹک جائے اور یہ امر بہتیرے فسق و فساد کا باعث ہو جائے ایسا سماع ہرگز نہ کرنا چاہیے پس
اہل سماع جب سماع کیواسطے بیٹھین تو ادب یہ ہے کہ سب سر جھکا لین اور ایک دوسرے کو نہ دیکھین اور ہر ایک اپنے تئین بالکل اُسکے
حوالے کرے اور درمیان مین بات نہ کرین اور پانی نہ پیین اور ادھر اُدھر نہ دیکھین اور ہاتھ اور سر نہ ہلائین اور تکلف سے کوئی حرکت نہ کرین
بلکہ جسطرح نماز کے تشہد مین بیٹھتے ہین اُسیطرح مؤدب بیٹھین اور اپنا دل خدا کے ساتھ رکھین اور اس امر کے منتظر رہین کہ کیا بات ہمارے دل پر
کھلتی ہے اور اپنے تئین دیکھتے رہین تاکہ اپنے اختیار سے کھڑے نہ ہو جائین اور حرکت اور جنبش نہ کرین اگر غلبۂ وجد کے سبب سے کوئی شخص کھڑا
ہو جائے تو اُسکے ساتھ سب کھڑے ہو جائین اگر ایک کی بھی پگڑی گر پڑے تو سب پگڑیان رکھدین یہ سب باتین اگرچہ بدعت ہین صحابہ و تابعین
سے منقول نہین لیکن یہ بات نہین ہے کہ جو امر بدعت ہو اُسے نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ بہت بدعتین نیک ہین کیونکہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ
تعالےٰ فرماتے ہین کہ نماز تراویح مین جماعت امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ایجاد اور مقرر کی ہوئی ہے اور یہ نیک بدعت ہے
پس جو بدعت مذموم اور بد ہے وہ وہ ہے جو سنت کے خلاف ہو لیکن حسن خلق اور لوگونکا دل خوش کرنا شرع مین محمود اور اچھی بات ہے
ہر قوم کی ایک عادت ہوا کرتی ہے اُنکے ساتھ اُنکے اخلاق مین مخالفت کرنا بدخوئی ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
خَالِقِ النَّاسِ بِاَخْلَاقِھِمْ یعنے ہر ایک کے ساتھ اُسکی عادت اور خو کے موافق زندگی بسر کر اور چونکہ یہ لوگ اس موافقت کے
سبب سے خوش ہوتے ہین اور یہ موافقت نہ کرنے سے رنجیدہ اور متوحش ہوتے ہین تو اُنکی موافقت کرنا سنت ہے اور صحابۂ کرام رضی اللہ
تعالےٰ عنہم جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے نہ اُٹھ کھڑے ہوتے تھے اسواسطے کہ آپ اس فعل سے کراہت رکھتے تھے
لیکن جہان عادت ہو اور نہ اُٹھ کھڑے ہونے سے لوگ متوحش اور ملول ہوتے ہون تو اُنکے دل خوش کرنے کو کھڑے ہو جانا اولےٰ ہے
اسواسطے کہ عرب کی عادت ہے اور عجم کی عادت اور ہے واللہ اعلم بالصواب

نوین اصل امر معروف اور نہی منکر کے بیان مین

امر معروف اور نہی منکر دین کی اصلون مین سے ایک اصل ہے حقتعالےٰ نے سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثنا کو اسیواسطے بھیجا اگر یہ اصل مفقود ہو

ف ہر ایک بدعت قابل ترک نہین بہت بدعتین نیک ہین جو بدعت خلاف سنت ہو وہ مذموم اور بد ہے ۱۲ ف جہان وہ اُٹھ کھڑے ہوتے ہون اور نہ کھڑے ہونے سے لوگ ملول ہون وہان اُٹھ کھڑا ہونا اولیٰ ہے ۱۲

اور خلق مین سے اُٹھ جائے تو شرع کے سب احکام باطل ہو جائین ہم اسکو تین بابون مین ذکر کرینگے پہلا باب اسکے وجوب کے بیان مین
اے عزیز جان تو کہ امر معروف اور نہی منکر واجب ہے جو شخص وقت پر بے عذر اسے ترک کریگا گنہگار ہوگا حق تعالے نے ارشاد فرمایا وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنے لازم ہے کہ تم مین ایک گروہ کا یہ پیشہ ہو کہ لوگون کو خیر کی طرف بلائین اور اچھے کامون کا حکم دین بُرے کامون سے باز رکھین اس آیہ سے اسکی فرضیت معلوم ہوتی ہے لیکن فرض کفایہ ہے جب کچھ لوگ اس کام مین مستعد ہون تو کافی ہے اگر کچھ لوگ بھی نہ کرین تو تمام خلق گنہگار ہوگی حق تعالے اور ارشاد کرتا ہے اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ اس آیہ مین امر معروف اور نہی منکر کو نماز اور زکوۃ کے ساتھ حق سبحانہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا اور اُسکے ساتھ دینداروں کی تعریف کی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امر معروف کیا کرو ورنہ تم مین جو شخص سب سے بدتر ہے اُسے حق تعالیٰ تم پر مسلط کریگا اُس وقت جو شخص تم مین سب سے بہتر ہوگا اُسکی دعا حق تعالے قبول نہ فرمائیگا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس قوم مین گناہ سرزد ہوتا ہے اور لوگ انکار نہین کرتے تو حق تعالے جلدی عذاب بھیجتا ہے جس مین سب مبتلا ہو جاتے ہین اور فرمایا ہے کہ جہاد کے مقابلہ مین تمھارے سب نیک کام ایسے ہین جیسے دریائے عظیم مین ایک قطرہ اور امر معروف و نہی منکر کے مقابلہ مین جہاد ایسا ہے جیسے دریائے عظیم مین ایک قطرہ اور فرمایا ہے کہ آدمی جو جو بات کہتا ہے وہ سب اُسکو مضرت کرینگے مگر امر معروف و نہی منکر اور حق تعالیٰ کا ذکر اور فرمایا ہے کہ خاصان خدا مین جو شخص بیگناہ ہوتا ہے عوام کے سبب سے حق تعالے اُسپر عذاب نہین کرتا مگر جبکہ وہ خاص بندے برا کام دیکھین اور منع کرنے کی طاقت رکھتے ہون اور چپ ہو رہین اور فرمایا ہے کہ جہان کسی شخص کو لوگ ظلم سے مارے ڈالتے ہون یا مارتے پیٹتے ہون وہان کھڑے نہو کیونکہ اُس شخص پر لعنت برستی ہے جو دیکھے اور دفع کر سکے پھر دفع نہ کرے اور فرمایا ہے جہان بیجا حرکت ہوتی ہو وہان بیٹھنا اور باز پرس نہ کرنا درست نہین ہے کیونکہ یہ باز پرس کچھ اُسکی عمر اور روزی کو کم نہ کردیگی یہ ابات پر دلیل ہے کہ ظالمون کے گھر یا ایسی جگہ جہان حرکت بیجا ہوتی ہو اور جانیوالا باز پرس نہ کر سکے بلا ضرورت جانا درست نہین ہے اسیواسطے اگلے بزرگون نے گوشہ اختیار کیا تھا کہ بازار اور راہ بُرے کامون سے خالی نہین رہتی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص جسکے سامنے کوئی گناہ کیا جائے اور وہ اُس سے خفا ہو تو وہ ایسا ہے کہ گویا وہان موجود ہی نہین اور اُسکی غیبت مین وہ گناہ ہوا اور اگر وہ اُس گناہ سے راضی ہے تو ایسا ہے کہ گویا اُسکے سامنے گناہ ہو رہا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر ایک رسول کے حواری یعنی اصحاب تھے اُسکے بعد خدا کی کتاب و رسول کی سنت کے موافق عمل کرتے تھے اُنکے بعد ایسے لوگ پیدا ہوے کہ منبر پر سوار ہو کر باتین تو اچھی کرتے اور کام بُرے کرتے ہر مسلمان پر حق اور فرض ہے کہ اُن کے ساتھ جہاد کرے ہاتھ سے جہاد نہ ہو سکے تو زبان سے سہی اگر زبان سے بھی نہ ہو سکے تو دل سے سہی اس سے کم مین ایمانداری نہین ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالے نے ایک فرشتہ کو حکم فرمایا کہ فلانی بستی کو الٹ دے فرشتہ نے عرض کی کہ یا اللہ اس جگہ فلانا شخص ہے اُس نے کبھی پلک مارتے گناہ نہین کیا ہے کیونکر اُلٹ دون فرمایا تو اُلٹ بھی دے کہ وہ دوسرون کا گناہ دیکھ کر اُنسے کبھی ترشرو نہین ہوا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا روایت فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے نے ایک شہر کے رہنے والون پر عذاب بھیجا اُسمین اٹھارہ ہزار آدمی ایسے رہتے تھے جنکے عمل پیغمبرون کے عمل کے مانند تھے لوگون نے

عرض کی کہ یا رسول اللہ پھر کیون عذاب آیا فرمایا اسواسطے کہ وہ لوگ حق تعالےٰ کے واسطے اورون پر غصہ اور باز پرس نہ کرتے تھے حضرت ابو عبیدہ جرّاح رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ لوگون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسولؐ اللہ شہیدون سے افضل کون ہے فرمایا وہ شخص جو بادشاہ جابر سے احتساب اور باز پرس کرے تاکہ بادشاہ اُسے مار ڈالے اگر نہ مار ڈالے گا تو پھر قلم اُسپر نہ چلے گا اگرچہ بہت عمر پائے حدیث شریف مین آیا ہے کہ حق تعالےٰ نے حضرت یوشع بن نون علیہما السلام پر وحی بھیجی کہ مین تیری قوم مین سے لاکھ آدمی ہلاک کرونگا چالیس ہزار نیک اور ساٹھ ہزار بُرے عرض کی کہ بار خدایا نیکون کو کیون ہلاک کرے گا ارشاد ہوا اسواسطے کہ دوسرون سے اُنھون نے دشمنی نہ کی اُنکے ساتھ کھانے اور نشست و برخاست اور معاملہ کرنے سے پرہیز نہ کیا **دوسرا باب احتساب کی شرطونکے بیان مین** اے عزیز جان تو کہ احتساب سب مسلمانون پر فرض ہے تو احتساب کا علم اور اُسکی شرطین جاننا بھی واجب ہے کیونکہ جب فرض کی شرطین معلوم نہ ہون اُسکا بجا لانا ممکن نہین احتساب کے چار رکن ہین پہلا رکن محتسب ہے دوسرا رکن وہ شخص ہے جسپر احتساب ہو تیسرا رکن وہ امر ہے جسمین احتساب ہوتا ہے چوتھا رکن احتساب کی کیفیت ہے پہلا رکن محتسب ہے اسکی شرط فقط یہی ہے کہ مسلمان مکلف ہو اسواسطے کہ احتساب کرنا دین کا حق ادا کرنا ہے تو جو شخص دیندار ہے وہ محتسب ہونے کی قابلیت رکھتا ہے اس امر مین علماء کا اختلاف ہے کہ محتسب کیواسطے عدالت اور بادشاہ کی اجازت شرط ہے یا نہین ہمارے نزدیک صحیح یہی ہے کہ شرط نہین ہے عدالت یعنی پارسائی کیونکر شرط ہوگی اسواسطے کہ اگر وہی شخص احتساب کیا کرے جسنے کوئی گناہ نہ کیا ہو تو احتساب ہرگز ہو ہی نہ سکے اسلیے کہ کوئی شخص بیگناہ نہین ہے حضرت سعید ابن جُبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ اگر ہم احتساب اُسوقت کرین جبکہ بالکل گناہ کیا ہی نہ ہو تو ہرگز احتساب کی صورت بھی نظر نہ آئے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ آدمی خلق کو احتساب نہ کرے تاوقتیکہ پہلے اپنے تئین پاک نہ کرے فرمایا کہ شیطان نے اُسے یہ سمجھا دیا ہے تاکہ احتساب کا دروازہ بند ہو جائے اس مسئلہ مین تحقیق اور انصاف یہ ہے کہ احتساب دو طرح پر ہوتا ہے ایک تو نصیحت اور وعظ کے طور پر اُسکا حال یہ ہے کہ جو شخص خود کوئی کام کرے اور دوسرے کو نصیحت کرے اور کہے کہ یہ کام نہ کر تو اس کہنے سے اپنے تئین ہنسوانے کے سوا اور کچھ فائدہ اُسے نہین اور اُسکا وعظ کچھ اثر نہ کریگا فاسق کو ایسا احتساب کرنا نہ چاہیے بلکہ جب جانے کہ لوگ نہین سنتے اور اُسپر ہنستے ہین تو احتساب کرنے سے گنہگار ہوگا اسواسطے کہ اُسکے احتساب کرنے سے وعظ کی رونق اور شرع کی بزرگی لوگون کی نظرون سے جاتی رہے گی اسیواسطے ایسے عالمون کا وعظ جو ظاہر مین فسق کرتے ہین لوگون کو نقصان کرتا ہے اور وہ عالم گنہگار ہوتے ہین اسیواسطے جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ مین نے معراج کی رات ایک گروہ کو دیکھا کہ اُنکے مونھ آگ کی قینچیون سے کترے جاتے ہین مین نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو بولے ہم وہ لوگ ہین کہ ایک کام کا حکم فرماتے تھے اور خود نہ کرتے تھے بُری باتون سے منع کرتے تھے اور خود اُن باتون کو نہ چھوڑتے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حق تعالےٰ نے وحی بھیجی کہ اے مریم کے بیٹے پہلے اپنے تئین نصیحت کر اگر تو خود نصیحت مان لے تو اورون کو نصیحت کر ورنہ مجھسے شرم رکھ دوسرا طور احتساب کا یہ ہے کہ ہاتھ اور زور سے ہو جیسے شراب کو دیکھے تو بہادے چنگ و رباب کی آواز سنے تو توڑ ڈالے اگر کوئی فساد کا ارادہ کرے تو زور دکھا کر اُسے منع کرے ایسا احتساب فاسق کو جائز ہے اسواسطے کہ ہر شخص پر دو امر واجب ہین ایک تو یہ کہ خود بُرا کام نہ کرے

دوسرے یہ اور کو بھی نہ کرنے دے اگر ایک امر سے ہاتھ کھینچا تو دوسرے سے ہاتھ کھینچنا کیا ضرور ہے اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ یہ امر برا ہے
اور یہ فعل نازیبا ہے کہ جو شخص خود تو ریشمی لباس پہنے ہے دوسرے کو منع کرے اور اُنکے بدن سے اُتار لے یا آپ تو شراب پیے ہے اور دوسرون
کی شراب بہاوے جواب یہ ہے کہ برا امر اور ہے اور یہ امر اور ہے یہ امر اسواسطے برا ہوا کہ ضروری امر کو اُسنے چھوڑ دیا کچھ اسواسطے برا نہین ہوا کہ یہ
امر فی نفسہ کرنا نہ چاہیے کیونکہ اگر کوئی شخص روزہ رکھتا ہے اور نماز نہین پڑھتا ہے اُس فعل کو اسواسطے برا جانتے ہین کہ اُسنے ضروری
کام ترک کیا نہ اس سبب سے کہ روزہ رکھنا خود باطل ہے لیکن نماز اہم ہے ایسا ہی خود کام کرنا بھی دوسرے کو حکم کرنے سے اہم و ضرور تر ہے لیکن دونون
واجب ہین ایک دوسرے کی شرط نہین اگر شرط ہوتی تو یہ مضمون پیدا ہوتا کہ کسی کو شراب خواری سے منع کرنا اُسی وقت واجب ہے جب آدمی نے
خود شراب نہ پی ہو اور جب خود شراب پی تو یہ واجب اُس سے ساقط ہو گیا اور یہ مضمون محال ہے دوسری شرط بادشاہ کا اجازت دینا اور
احتساب کا فرمان لکھدینا ہے یہ شرط نہین ہے اسیواسطے اگلے بزرگ خود بادشاہون اور خلفا پر احتساب کرتے تھے اگر یہ حکایتین لکھی جائین
تو طول ہو جائے اس مسئلہ کی حقیقت اُسوقت کھلے گی کہ احتساب کے درجے معلوم ہون احتساب کے چار درجے ہین پہلا درجہ
نصیحت اور خدا سے ڈرانا ہے یہ بات سب مسلمانون پر واجب ہے اسمین فرمان کی کیا حاجت ہے بلکہ بڑی عبادت یہی ہے کہ بادشاہ کو نصیحت کرے
اور خدا سے ڈرائے دوسرا درجہ سخت گوئی ہے جیسے یون کہے کہ اے فاسق اے ظالم اے احمق اے جاہل کیا تجھے خوف خدا نہین جو
ایسا کام کرتا ہے یہ سب باتین فاسق کے حق مین سچی ہین سچ بات کہنے مین فرمان کی کیا حاجت ہے تیسرا درجہ یہ ہے کہ ہاتھ سے منع کرے
جیسے شراب پھینکدے رباب توڑ ڈالے ریشمی پگڑی کسی کے سر پر سے اُتار لے یہ کام عبادت کیطرح واجب ہین پہلے باب مین جو
ہم نے لکھا ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہر مسلمان کو شرع نے بے اجازت بادشاہ یہ حکومت عنایت فرمائی ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ
مارے پیٹے اور تنبیہ کرے تو شاید فاسق مقابلہ کا ارادہ کرین اس صورت مین یہ بھی کمک کا محتاج ہوگا اور اپنے تابعین کو جمع کرے گا اگر بادشاہ
نے اجازت نہ دی ہو گی تو اس احتساب سے بڑا فتنہ و فساد برپا ہوگا تو اولی یہ ہے کہ اس قسم کا احتساب بے اجازت بادشاہ نہو اور احتساب کے
درجے بدلتے رہنے کا کچھ تعجب نہین مثلاً اگر کوئی لڑکا اپنے باپ پر احتساب کرے تو چاہیے کہ نرمی اور آہستگی سے نصیحت کرے لیکن سخت
بات مثلاً احمق اور جاہل اور اُسکی مثل کہکر باپ کو اپنے سے آزردہ کرنا البتہ نہ چاہیے اور باپ اگر کافر ہو تو اُسکو مار ڈالنا اور اگر بیٹا عہدۂ
جلادی پر مقرر ہو تو باپ کو حد مارنا نچاہیے لیکن اُسکی شراب پھینک دینا اور ریشمی کپڑے اُسکے بدن پر سے اُتار لینا اور اگر بطور
حرام کسی سے کچھ لیا ہے تو باپ سے چھینکر اصل مالک کو دیدینا اور چاندی کے برتن توڑ ڈالنا اسکی دیوار پر سے تصویر مٹا دینا ظاہرا یہ
سب درست ہے گو کہ باپ کو غصہ بھی آئے اسواسطے کہ یہ احتساب سب حق بجانب ہین اور باپ کا غصہ بیجا اور ناحق ہے اس قسم کے احتساب
سے باپ کی ذات مین کچھ تصرف نہین ہوتا جیسے مارنے گالی دینے سے ہوتا ہے اگر کوئی یون کہے کہ باپ جب بہت آزردہ ہو تو احتساب
نہ کرے یہ کہنا ممکن ہے چنانچہ حضرت حسن بصری قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ جب باپ بہت خفا ہو تو بیٹے کو چاہیے کہ چپ ہو رہے اور
اُسکو نصیحت نہ کرے اے عزیز جان تو کہ غلام کا احتساب اپنے مالک پر اور جورو کا احتساب اپنے خاوند پر اور رعیت کا احتساب
بادشاہ پر ایسا ہے جیسے بیٹے کا احتساب باپ پر اسواسطے کہ ان سب کے بڑے حقوق ہین لیکن شاگرد کا احتساب اپنے اُستاد پر بہت آسان ہے

اسواسطے کہ یہ بزرگی اُستاد کی فقط دین کے باعث سے ہے اگر اُستاد اُس علم کے موافق جو شاگرد نے اُس سے سیکھا ہے کاربند ہو تو محال نہین بلکہ جو عالم اپنے علم پر عمل نکرے گا وہ خوار و ذلیل ہوگا دوسرا رکن وہ چیز ہے جسمین احتساب ہوے عزیز جان تو کہ جو کام بُرا ہو اور سردست موجود ہو اور محتسب اُسکو بے تجسس کیے ہوے پہچانتا ہو اور اُس کام کا بُرا ہونا یقیناً جانتا ہو تو اُس کام مین احتساب درست ہے تو اسکی چار شرطین ہوئین پہلی شرط یہ ہے کہ وہ کام بُرا ہو گو کہ گناہ نہ ہو یا اگرچہ گناہ صغیرہ ہو مثلاً کسی دیوانے کو یا کسی لڑکے کو جانور کے ساتھ جماع کرتے دیکھے تو منع کرے حالانکہ یہ گناہ نہین ہے اسواسطے کہ یہ دونون مکلف نہین ہین لیکن یہ فعل فی نفسہ شرع مین بد ہے یا اگر کسی دیوانے کو دیکھے کہ شراب پی رہا ہے یا اگر کسی لڑکے کو دیکھے کہ کسی شخص کا مال تلف کر رہا ہے تو منع کرے اور وہ کام جو گناہ ہو اگرچہ گناہ صغیرہ ہو اُسمین احتساب کرنا ضرور ہے مثلاً حمام مین شرمگاہ کھولنا اور عورتون کو دکھانا اور خلوت مین اُنکے ساتھ کھڑا رہنا اور سونے کی انگوٹھی اور ریشمی کپڑے پہنّا اور چاندی کے کٹورے مین پانی پینا اور جو ایسے گناہ صغیرہ ہون اُن سب مین احتساب کرنا لازم ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ گناہ بالفعل موجود ہو تو اگر کوئی شخص شراب پی چکا ہو تو اُسکے بعد نصیحت کے سوا اُسکو ستانا درست نہین ہے لیکن حد مارنا حاکم کا کام ہے اسیطرح اگر کسی کا ارادہ یہ ہو کہ آج کی رات شراب پیون تو اسکو ستائے نہین لیکن نصیحت کر سکتا ہے کہ شاید وہ باز آئے اور اگر وہ کہے کہ مین نہ پیونگا تو بدگمانی کرنا درست نہین ہے لیکن جب کوئی شخص کسی عورت کے پاس تنہائی مین بیٹھا ہو تو صحبت کرنے سے پہلے احتساب کرنا درست ہے کہ خلوت خود معصیت ہے بلکہ اگر حمام کے دروازے پر کھڑا ہو کہ جو عورتین نکلین اُنکو دیکھے تو بھی احتساب لازم ہے اسواسطے کہ ایسا کھڑا ہونا گناہ ہے تیسری شرط یہ ہے کہ گناہ بغیر تجسس کیے ہوئے ظاہر ہو تجسس کرنا نہ چاہیے جو شخص اپنے گھر مین جاکر دروازہ بند کرے تو اُسکی بلا اجازت اندر جانا اور اُس سے پوچھنا کہ تو کیا کرتا ہے نہ چاہیے اور دروازے اور چھت سے کان لگانا تاکہ آواز آئے یہ بھی درست نہین بلکہ جس کام کو خدا نے چھپایا اُس کو مخفی رکھنا چاہیے مگر یہ کہ اگر ساز کی آواز اور مستون کے شور کی آواز باہر آتی ہے تو اس صورت مین بلا اجازت اندر جانا اور احتساب کرنا درست ہے اور اگر کوئی فاسق کوئی چیز دامن مین چھپائے لیے جاتا ہو تو گو کہ وہ شراب ہو لیکن اُسسے یہ نہ کہنا چاہیے کہ دامن اُٹھا تاکہ مین دیکھون اسکا نام تجسس ہے لیکن جب کہ یہ ممکن ہے کہ وہ شراب نہ ہو تو دیکھے کو نہ دیکھا کر ڈالے اگر شراب کی بو آئے تو اُسے پھینکنا درست ہے اور اگر ایسی بربط کسی کے پاس ہو جو بڑی ہو اور مہین کپڑے مین سے اُسکی صورت دکھائی دیتی ہو تو اُسے توڑ ڈالنا درست ہے اور اگر یہ سمجھنا ممکن ہو کہ اور کوئی چیز ہے تو انجان بنجائے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ ساز کی آواز سنکر کوٹھے پر سے ایک گھر مین اُتر کر دیکھا کہ ایک شخص کسی عورت کے ساتھ شراب خواری کر رہا ہے حقوق صحبت کے باب مین ہم نے اس قصہ کو بیان کیا ہے اور ایک دن منبر پر صحابہؓ کے ساتھ حضرت فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مشورہ کیا کہ تم اس بات مین کیا کہتے ہو کہ جب حاکم اپنی آنکھ سے کسی بُرے کام کو دیکھے تو حد مارنا درست ہے یا نہین بعضون نے کہا کہ درست ہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے حد مارنیکو دو گواہ عادل پر موقوف کیا ہے ایک شخص کا دیکھنا کفایت نہ کریگا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اپنی دانست پر حاکم کا عمل درست نہین بلکہ اُسکو مخفی رکھنا واجب ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ اُس کام کا بُرا ہونا حقیقت مین معلوم ہو گمان اور اجتہاد کا دخل اُس مین نہ ہو پس حنفی جب بغیر ولی کے

نکاح کر دے یا پڑوسی کا شفعہ لے لے یا جو اور ایسے مسائل مین اُنپر عمل کرے تو شافعی المذہب کو اسپر اعتراض کرنا درست نہین ہے لیکن اگر
شافعی المذہب بغیر ولی نکاح کر دے یا نبیذ خرما پیے تو اُسکو منع کرنا درست ہے اسواسطے کہ اپنے امام کی مخالفت کرنا کسی کے نزدیک
درست نہین ہے اور بعضے علماء نے کہا ہے کہ احتساب شراب اور زنا اور اُن ہی کامون مین درست ہے جسکی حرمت بالاتفاق اور بالیقین
ثابت ہو اجتہاد کے سبب سے نہو یہ کہنا درست نہین کیونکہ اس امر پر علماء کا اتفاق ہے کہ جو کوئی اپنے اجتہاد یا اپنے امام کے برخلاف کوئی کام
کریگا وہ گنہگار ہوگا تو حقیقت مین یہ حرام ہے اور جو کوئی قبلہ کے بارہ مین اجتہاد کرے کہ اسطرف ہے اور اُس طرف پشت کر کے نماز پڑھے تو وہ
گنہگار ہوگا اگرچہ دوسرا شخص سمجھے کہ وہ صواب پر ہے اور لوگ یہ جو کہتے ہین کہ یہ درست ہے کہ جو شخص جس امام کا مذہب چاہے اختیار کر لے
یہ کہنا بیہودہ بات ہے قابل اعتماد نہین بلکہ ہر شخص کو یہ حکم ہے کہ اپنے ظن کے موافق کام کرے اگر اُسکا ظن یہ ہے کہ مثلاً حضرت امام شافعی
رحمہ اللہ تعالےٰ افضل ہین تو خواہش نفسانی کے سوا اور کوئی اُنکی مخالفت کا عذر نہوگا لیکن مبتدع کہ وہ حقتعالیٰ کے جسم کا قائل ہے اور
قرآن کو مخلوق کہتا ہے اور کہتا ہے کہ حق تعالےٰ کو نہین دیکھ سکتے ہین اور ایسی ایسی باتین بکتا ہے اُسپر احتساب کرنا چاہیے اگرچہ مالکی
اور حنفی پر احتساب نہ کرین اسواسطے کہ اس قوم مبتدع کی خطا یقینی ہے اور فقہ کے مسائل مین خطائے یقینی نہین معلوم ہوتی لیکن
مبتدع پر ایسے شہر مین احتساب کرنا چاہیے جہان مبتدع لوگ شاذ و نادر ہون اور اہل سنت و جماعت اکثر ہون لیکن جب ایسی دو
جماعتین ہون کہ تو مبتدع پر احتساب کرے تو وہ بھی تجھپر احتساب کرین اور فتنہ برپا کرین تو بادشاہ کی اجازت اور قوت کے بغیر ایسا
احتساب نہ کرنا چاہیے تیسرا رکن وہ شخص ہے جسپر احتساب ہو اُسکی شرط یہ ہے کہ وہ شخص مکلف ہو تاکہ اُسکا فعل گناہ ہو اور اُسکی بزرگی مانع
احتساب نہو جیسے باپ کہ اُسکی بزرگی تنبیہ اور تادیب اور اہانت سے بیٹے کو منع کرتی ہے لیکن محتسب دیوانے اور لڑکے کو فواحش سے
منع کر سکتا ہے جیسا مذکور ہوچکا ہے لیکن اس منع کرنیکا نام احتساب نہوگا بلکہ اگر کسی جانور کو ہم مسلمانون کا اناج کھاتے دیکھین تو اُسے
مسلمان کے مال کی حفاظت کے واسطے ہکا دینگے اور منع کرینگے مگر یہ واجب نہین ہے لیکن اگر یہ امر آسان ہو اور نہ اس مین کچھ
نقصان ہو تو حق اسلام کی نظر سے یہ واجب ہے جیسا کہ اگر کسی مسلمان کا مال ضائع ہوتا ہے اور خود اُسکا گواہ ہے اور راستہ دور نہین
تو حق مسلمانی کے واسطے جاکر گواہی دینا اُسپر واجب نہین جب کوئی ذی عقل ذی ہوش کسی کا مال ضائع کرتا ہو تو یہ ظلم اور گناہ ہے اس
مین اگرچہ تکلیف بھی ہے لیکن احتساب واجب ہے اسواسطے کہ فسق و معصیت سے باز آنا یا کسی کو اُس سے منع کرنا بے رنج و تکلیف
کے نہین ہوتا تو رنج و تکلیف اُٹھانا ضرور ہے مگر یہ کہ ایسی تکلیف ہو جسکی برداشت کی طاقت اُسے نہین ہے اور احتساب سے
غرض اسلام کے شعار کا ظاہر کرنا ہے تو اسمین رنج و تکلیف اُٹھانا واجب ہے مثلاً اگر کہین اس کثرت سے شراب ہے کہ اُسے
پھینکتے پھینکتے ماندہ ہو جائے گا تو اُسے پھینکدینا واجب ہے اور اگر بہت سے بکرے کسیکا اناج کھاتے ہون اور اُنکے ہانکنے
مین ماندہ ہو جائیگا اور تضیع اوقات ہوگی تو ایسی محنت واجب نہین اسواسطے کہ اُسکو اپنے حق کی حفاظت بھی اُسی طرح کرنا
چاہیے جیسے اورون کے حق کی حفاظت اور وقت اُسکا حق ہے تو کسی کے مال کے بدلے اُسکا ضائع کرنا واجب نہین لیکن دین کے
عوض اوقات صرف کرنا اور گناہ سے منع کرنا واجب ہے اور احتساب مین سب طرح کی محنت اُٹھانا واجب نہین ہے بلکہ اُس مین بھی

تفصیل ہے اور وہ تفصیل یہ ہے کہ اگر عاجز ہے تو خود معذور ہے فقط دل سے انکار کرنا واجب ہے لیکن اگر عاجز نہین اور ڈرتا ہے کہ مجکو مارینگے اور میرا کہنا بیفائدہ ہوگا تو اسکی چار صورتین ہین اول یہ کہ جانے کہ مجھے مارینگے اور اس گناہ سے باز نہ آئینگے اس صورت مین احتساب واجب نہین مباح ہے کہ زبان یا ہاتھ سے احتساب کرے اور مار دھاڑ پر صبر کرے کہ اسمین ثواب پائیگا حدیث شریف مین آیا ہے کہ اس سے افضل کوئی شہید نہین جو بادشاہ کو احتساب کرے حتی کہ مار ڈالا جائے دوسری صورت یہ ہے کہ جانے کہ مین منع کرسکتا ہون اور کچھ خوف بھی نہین مجھے ہر طرح قدرت حاصل ہے تو اگر منع نہ کریگا تو گنہگار ہوگا تیسری صورت یہ ہے کہ لوگ گناہ نہین چھوڑتے اور اُسے مار بھی نہین سکتے تو شرع کی تعظیم کے واسطے زبان سے احتساب کرنا واجب ہے کیونکہ وہ جس طرح ولی انکار کرنے سے عاجز نہین اُسیطرح زبانی انکار کرنے سے بھی عاجز نہین چوتھی صورت یہ ہے کہ گناہ کو مٹا سکتا ہو لیکن اُسے مارتے پیٹتے ہین جیسا کہ شراب کے شیشہ مین پتھر مارے اور وہ اچانک ٹوٹ جائے چنگ ورباب پر پتھر ماردے اور وہ دفعۃً ٹوٹ جائے تو ایسا احتساب واجب نہین ہے مگر احتساب کرکے ظلم وستم پر صبر کرنا افضل ہے اگر کوئی شخص کہے کہ حق تعالٰے نے تو فرمایا ہے لَا تُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ یعنے اپنے ہاتھون اپنے تئین ہلاکت مین نہ ڈالو تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما نے فرمایا ہے کہ اس آیت کے یہ معنے ہین کہ حقتعالٰے کی راہ مین مال صرف کرین تاکہ ہلاک نہون حضرت برا ابن العازب رحمہ اللہ تعالٰے کہتے ہین ہلاکت مین ڈالنا یہ ہے کہ آدمی گناہ کرے اور کہے کہ حقتعالٰے میری توبہ نہ قبول فرمائیگا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالٰے عنہ نے کہا ہے کہ اسکے یہ معنی ہین کہ گناہ کرین اور اُسکے بعد کچھ نیکی نہ کرین تو یہ اپنے تئین ہلاکت مین ڈالنا ہے الغرض ایک مسلمان کو درست ہے کہ تنہا کافرونکی صف پر حملہ کرے اور اُنسے لڑے یہانتک کہ اُسے مار ڈالین تو اگرچہ یہ اپنے تئین ہلاکت مین ڈالنا ہے لیکن فائدہ سے خالی نہین کہ شاید وہ بھی کسی کو مار سکے اور کفار دل شکستہ ہون اور جانین کہ سب مسلمان ایسے ہی شجاع ہوتے ہین اس امر سے بھی ثواب حاصل ہوگا لیکن اگر کوئی اندھا یا اپاہج کافرونکی صف پر حملہ کریگا تو درست نہین کہ اس صورت مین اپنے تئین بیفائدہ ہلاک کرنا ہے اسیطرح اگر ایسا موقع ہے کہ اگر احتساب کریگا تو اُسے مار ڈالین گے یا رنج پہونچائین گے اور گناہ نہ چھوڑینگے اور وہ جو دین کے باب مین سختی کریگا اُس سے کافر شکستہ دل نہونگے اور کسی کو غیر کی رغبت نہ بڑھیگی تو ایسا احتساب بھی نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ بیفائدہ نقصان اُٹھانے سے کیا حاصل اور اس قاعدے مین دو اشکال ہین ایک یہ کہ اُسکا ہراس شاید بدگمانی اور بزدلی سے ہو دوسرا یہ کہ مار سے نہ ڈرتا ہو جاہ و مال اور قرابتیون کے رنج سے ڈرتا ہو پہلے اشکال کی تفصیل یہ ہے تو اگر اس بات کا ظن غالب ہے کہ اُسے مارینگے تو معذور ہے اور اگر مارنیکا ظن غالب نہ ہو فقط احتمال ہو تو معذور نہ ہوگا اسواسطے کہ ایسا احتمال تو ہمیشہ رہا کرتا ہے اور اگر مارنیکا شک ہو تو ہم کہتے ہین کہ یقیناً احتساب واجب ہے اور شک سے وجوب نہ جاتا رہیگا اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ احتساب ایسے مقام پر واجب ہوتا ہے جہان سلامتی کا ظن غالب ہو دوسری اشکال کا بیان یہ ہے کہ محتسب کے مال یا جاہ یا بدن یا عزیزون اور شاگردون کا ضرر ہو یا اس بات کا خوف ہو کہ اُسے گالیان دینگے یا دین یا دنیا کا نقصان ہوتا ہے تو اُسکے بہت سے اقسام ہین اور ہر ایک قسم کا ایک حکم ہوگا لیکن جب اپنے حق کے واسطے ڈرتا ہے تو اُسکی دو قسمین ہین ایک یہ کہ یہ ڈرتا ہے کہ آیندہ کوئی چیز فوت ہو جائے گی

مثلاً اُستاد پر احتساب کریگا تو وہ تعلیم سے باز رہیگا تو تعلیم فوت ہوگی یا طبیب علاج مین کمی کریگا یا امیر ماہانہ بند کردیگا یا کچھ کام پڑجائے گا تو حمایت نہ کرے گا ایسی باتون مین احتساب سے آدمی معذور نہین رہ سکتا اسواسطے کہ یہ کچھ نقصان اور ضرر نہین آیندہ ایک فائدہ کے فوت ہونے کا خوف ہے لیکن اگر بالفعل اس مدد کا محتاج ہے مثلاً خود بیمار ہے اور طبیب ریشمی کپڑے پہنے ہے اگر احتساب کریگا تو وہ اسکی خبر نہ لیگا یا عاجز محتاج ہے توکل نہین کرسکتا فقط ایک شخص اسکو نفقہ دیتا ہے اگر اُسپر احتساب کرتا ہے تو وہ نفقہ دینا موقوف کردیگا یا کسی بدذات کے ہاتھ مین پھنسا ہے اور ایک ہی شخص اُسکی حمایت کرتا ہے تو یہ حاجتین فی الحال ہین ممکن ہے کہ سکوت کرکے ان عذرون سے اسے ہم رخصت دین کیونکہ یہ ضرر فی الفور ظاہر ہوتے ہین لیکن ان ضررون کے مقدار احوال سے مختلف ہوگی یہ بات اسکے اجتہاد سے علاقہ رکھتی ہے چاہیے کہ دین کا خیال کرکے احتساب سے بلا ضرورت ہاتھ نہ کھینچے دوسری قسم یہ ہے کہ اس بات کا خوف ہو کہ جو چیز کہ بالفعل حاصل ہے وہ فوت ہوجائیگی مثلاً اسکا مال چھین لیتے ہین یا اسکا گھر کھودے ڈالتے ہین یا بدن کی سلامتی فوت ہوئی جاتی ہے یعنی اسے مارتے ہین یا جاہ وعزت مین خلل پڑجاتا ہے یعنے اسکو ننگے سر بازار مین ہنڈاتے ہین گو کہ مارتے نہین ہین تو ان سب باتون مین معذور ہوگا لیکن اگر ایسی بات کا اُسے خوف ہے جو مروت مین خلل نہ ڈالے لیکن شان وشوکت مین خلل انداز ہو جیسا کہ اُسے بازار مین پیادہ پا لیے جاتے ہین اور مکلف لباس نہین پہننے دیتے یا اسکے سامنے سخت اور سست کلام کرتے ہین تو ان سب باتون مین جاہ کی ترقی ہے ایسے سببون سے معذور نہ ہوگا اسواسطے کہ ایسے کامونکی مداومت شرع مین نازیبا ہے مگر حفظ مروت البتہ شرع مین مطلوب ہے لیکن اس بات سے اگر ڈرتا ہے کہ اسکی غیبت کرینگے یا گالی دینگے اور اس سے عداوت رکھین گے اور کامون مین اسکی متابعت اور پیروی نہ کرینگے تو یہ باتین ہرگز عذر نہین ہوسکتین اسواسطے کہ کسی محتسب کو ان آفتون سے چارہ نہین لیکن جب یہ اندیشہ ہو کہ غیبت بھی کرینگے اور گناہون مین بھی ترقی ہوگی تو اس عذر سے احتساب موقوف رکھنا درست ہے لیکن اگر اپنے اقارب اور احباب کے باب مین ان باتون کا خوف رکھتا ہے مثلاً خود زاہد ہے اور جانتا ہے کہ مجھے تو نہ مارینگے اور مال بھی نہین رکھتا کہ چھین لینگے لیکن اسکے عوض اسکے اقارب اور احباب کو ستائین گے تو احتساب کرنا درست نہوگا اسواسطے کہ اپنے حق مین صبر کرنا روا ہے اور اُنکے حق مین ناروا ہے بلکہ اُنکی رعایت کرنا دین کا حق ہے اور وہ ضرور ہے چوتھا رکن احتساب کی کیفیت کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ احتساب کے آٹھ درجے ہین پہلے حال جاننا پھر اُس شخص کو بُرائی پہونچوا دینا پھر نصیحت کرنا پھر کڑی بات کہنا پھر ہاتھ سے اُسکے بُرے کام کو بدلنا پھر زخمی کرنے کی دھمکی دینا پھر مارنا پھر ہتھیار کھینچنا اور مددگارون کو بلانا پہلا درجہ احوال کا جاننا ہے چاہیے کہ محتسب پہلے یقینی پہچان لے اور تجسس نہ کرے دروازے اور چھت پر چھپ کر باتین نہ سنے اور پڑوسیون سے نہ پوچھے اور اگر دامن مین کوئی بُری چیز کسی نے چھپائی ہے تو ہاتھ سے نہ ٹٹولے لیکن بے تجسس کیے اگر ساز کی آواز سنے یا شراب کی بو سونگھے تو احتساب کرنا درست ہے اور اگر دو شاہد اُسے خبر دین تو قبول کرے اور دو عادل کے کہنے سے بے اجازت گھر مین گھس جانا درست ہے مگر ایک گواہ کا قول سنکر اندر نہ جانا اولے ہے اسواسطے کہ گھر اُس کی ملک ہے اور ایک گواہ عادل کے قول سے حق ملکیت باطل نہ ہوگا کہتے ہین کہ لقمان کی انگوٹھی مین یہ کھدا تھا کہ ظاہری برائی کا چھپانا گمان کی ہوئی بات پر رسوا کرنے سے اولے ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اُس کام کی بُرائی بیان کردے کہ شاید ایسا کوئی کام کرتا ہو

جسکی بُرائی سے بے خبر ہو جیسا کہ کوئی گنوار مسجد مین نماز پڑھتا ہو اور رکوع و سجود پورے نہ کرتا ہو یا اُسکے جوتے مین نجاست لگی ہو کہ اگر جانتا تو اس طرح نماز نہ پڑھتا تو اُسکو آگاہ کرنا اور سکھانا ضرور ہے اور سکھانے کا ادب یہ ہے کہ نرمی اور سہولت سے سکھائے تاکہ وہ خفا نہ ہو کسی مسلمان کو بے ضرورت خفا کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ جب کسی کو تو کچھ سکھائے گا تو حقیقت مین اُسے نادان بنایگا اور اُسکا عیب بتائے گا اس زخم کو بے مرہم کے کوئی سہہ نہین سکتا مرہم یہ ہے کہ تو عذر کرے اور کہے کہ کوئی مان کے پیٹ سے سیکھ کر نہین آتا اور جو کوئی نہین جانتا تو یہ اُسکے مان باپ اور اُستاد کا قصور ہے شاید تمھارے پڑوس مین کوئی ایسا عالم نہین ہے جو تمھین سکھائے غرض ایسی باتون سے اُسکا دل خوش کرے اور جو کوئی ایسا کام نہ کرے یا کوئی ناخوش ہوگا تو اُسکی مثال اُس شخص کی ایسی ہے جو کپڑے مین بھرا ہوا خون پیشاب سے دھوتا ہے یعنے ایک نیکی کرے گا دوسرا گناہ اُس سے سرزد ہوگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ پند و نصیحت نرمی سے کرے سختی سے نہین اس واسطے کہ جب کرنے والا خود جانتا ہے کہ وہ حرام ہے تو اُسکے بیان کرنے سے کچھ فائدہ نہین تخفیف کرنا چاہیے اور نرمی اُسمین یہ ہے کہ مثلاً جب کوئی شخص غیبت کرتا ہو تو یون کہے کہ ایسا کون ہے کہ اُن عیبون سے پاک ہو جو ہم مین ہین تو اپنے عیب پر نظر کرنا اولے ہے یا غیبت کی سزائے اُخروی کا بیان پڑھ کر سناوے یہان ایک بڑی آفت ہے جس سے بچنا ممکن نہین مگر جسے خدا توفیق دے اسواسطے کہ نصیحت کرنے مین نفس کی دو بزرگیان ہین ایک یہ کہ اپنے علم اور زہد کی بزرگی ظاہر کرتا ہے اور دوسری بزرگی حکومت اور فوقیت کی ہے اور آدمی پر یہ دونون باتین محبت جاہ سے پیدا ہوتی ہین آدمی کا مقتضائے طبع یہی ہے کہ اکثر وہ سمجھتا ہے کہ مین نصیحت و عظ کرتا ہون اور شریعت کا متبع ہون لیکن حقیقت مین وہ محبت جاہ کا مطیع بنا ہوا ہے اور اُسکا یہ گناہ اُس بُرے کام سے جو دوسرا کرتا ہے بدتر ہوگا تو اس صورت مین اپنے دلمین سوچے اگر خود بخود یا دوسرے کی نصیحت کے سبب سے اُس شخص کے توبہ کرنے کو اپنی نصیحت کی بدولت توبہ کرنے سے زیادہ دوست رکھتا ہے اور نصیحت کرنے سے کراہت رکھتا ہے تو ایسے شخص کو زیبا ہے کہ نصیحت کیا کرے اور اگر اس امر کو دوست رکھتا ہے کہ یہ میری ہی نصیحت کے جہت سے توبہ کرے تو خدا سے ڈرنا چاہیے کیونکہ وہ اس نصیحت سے اُسے اپنی طرف بلاتا ہے خدا کی طرف نہین حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگون نے عرض کی کہ آپ اُس شخص کے بارے مین کیا ارشاد کرتے ہین جو پاس جاکر بادشاہ کو احتساب کرے فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ اُسے کوڑے مارین لوگون نے کہا کہ وہ کوڑے کھانے کی تو قوت رکھتا ہے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ اُسے قتل کر ڈالین کہا وہ جان دینے کی بھی طاقت رکھتا ہے فرمایا کہ مجھے اُس بلا کا ڈر ہے جو سب سے بڑی اور سب سے زیادہ چھپی ہوئی ہے اور وہ عجب یعنی خود پسندی ہے حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ مین نے چاہا کہ فلانے خلیفہ پر احتساب کرون اور مین سمجھا کہ وہ مجھے مار ڈالے گا اس امر سے تو مین نہین ڈرا لیکن وہان بہت لوگ حاضر تھے مین یہ ڈرا کہ لوگ مجھے راستی اور سختی کی صفت پر دیکھین گے اور یہ امر میرے دل کو پسند آئے گا تو مین بے اخلاص مارا جاؤن گا چوتھا درجہ کڑی بات کہنا ہے اس مین دو ادب ہین ایک یہ کہ جب تک نرمی اور مہربانی سے کہہ سکتا ہو اور وہ کہنا کافی ہو تب تک سختی نہ کرے دوسرا ادب

یہ ہے کہ زبان پر فحش نہ لائے اور جو کچھ کہے سچ ہی کہے مثلاً ظالم فاسق جاہل احمق اس سے زیادہ نہ کہے اس واسطے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے وہ احمق ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زیرک وہ شخص ہے جو اپنا حساب کیا کرے اور موت کو دیکھتا رہے اور احمق وہ ہے جو خواہش نفس کی پیروی کرے اور مغرور رہے اور سمجھے کہ حق تعالے مجھسے درگذر کریگا اور سخت گوئی اسوقت درست ہے جب یہ امید ہو کہ مفید ہوگی اور جب جانے کہ مفید نہ ہوگی تو ترشرو ہو کر اُسے حقارت کی نظر سے دیکھے اور اُسکی طرف سے منھ پھیرے **پانچوان درجہ** ہاتھ سے بُرے کام کو بدل دینا اس مین بھی دو ادب ہین ایک تو حتی الامکان اُس سے کہے کہ بدل ڈال مثلاً اُس سے کہے کہ ریشمی لباس اُتار اور غیر کی زمین سے نکل جا اور شراب پھینکدے اور جنابت کی حالت مین مسجد سے دور ہو دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر زبانی کہنا کافی نہ ہو تو ہاتھ پکڑ کر اُسے وہان سے نکالدے اور پھر اس باب مین ادب یہ ہے کہ تھوڑے کام پر اکتفا کرے مثلاً ہاتھ پکڑ کر نکال سکتا ہے تو اُسکی ڈاڑھی نہ پکڑے اور ٹانگ پکڑ کر نہ کھینچے اور اگر ساز توڑتا ہے تو ریزہ ریزہ نہ کرے اور ریشمی کپڑا آہستہ سے اُتارے تاکہ پھٹنے نہ پائے اور شراب پھینک سکتا ہے تو برتن نہ توڑے اگر نہین پھینک سکتا کہ اُس کے ہاتھ مین نہین ہے تو پتھر مار کر توڑ ڈالنا درست ہے اُسکا تاوان لازم نہ آئیگا اور اگر قرابے کا منھ تنگ ہے اور جبتک یہ شراب پھینکے پھینکے تب تک اُسے پکڑ کر مارین گے تو اس صورت مین اُسے توڑ کر چلدے جب شراب حرام ہوئی ہے تو ابتدا مین یہ حکم تھا کہ جس چیز مین شراب ہو اُسے توڑ ڈالو لیکن یہ حکم منسوخ ہو گیا بعضے علما نے کہا ہے کہ وہ شراب کے خاص برتن تھے اب بلا عذر توڑنا درست نہین ہے اگر اگر کوئی شخص بلا عذر توڑ ڈالیگا تو اُسپر تاوان لازم آئیگا **چھٹا درجہ** تہدید اور ڈرانا ہے مثلاً یون کہے کہ شراب پھینک نہین تو تیرا سر توڑ ڈالونگا یا ذلیل کرونگا اگر آہستگی سے کام نہ نکلے تو ایسا کہنا درست ہے اسمین بھی دو ادب ہین ایک یہ کہ ایسی چیز سے تہدید نہ کرے جو درست نہ ہو مثلاً یون نہ کہے کہ تیرے کپڑے پھاڑ ڈالونگا اور تیرا گھر کھود ڈالونگا اور تیرے جورو لڑکون کو ستاؤن گا دوسرا ادب یہ ہے کہ تہدید مین وہی بات کہے جو کر سکتا ہو تاکہ جھوٹ نہ ہو جائے یون نہ کہے کہ تیری گردن مارونگا سولی دون گا اور اگر جتنا قصد رکھتا ہے اُس سے مبالغہ کرے اور جانے کہ اس سبب سے اُسے بہت ہراس ہوگا تو اس مصلحت سے مبالغہ درست ہے جیسا کہ دو آدمیون مین صلح کرانے کے واسطے دروغ مصلحت آمیز درست ہے **ساتوان درجہ** ہاتھ پاؤن اور لکڑی سے مارنا ہے یہ بات حاجت کے وقت حاجت کی قدر درست ہے حاجت کے وقت سے یہ مراد ہے کہ آدمی بے مار کھائے گناہ نہ چھوڑے لیکن جب گناہ چھوڑ دیا تو مارنا درست نہین ہے کہ گناہ کے بعد سزا دینے کو تعزیر اور حد کہتے ہین تعزیر دینا اور حد مارنا بادشاہ کو پہونچتا ہے اس مین یہ ادب ہے کہ جبتک ہاتھ سے مارنا کافی ہو تو لکڑی سے نہ مارے اور منھ پر نہ مارے اگر یہ کافی نہ ہو تو تلوار کھینچکر ڈرائے اگر کوئی شخص کسی عورت کے گلے مین ہاتھ ڈالے ہوا ور بے تلوار دھمکائے اُسے نہ چھوڑے تو تلوار کھینچنا درست ہے اگر محتسب اور اُس شخص کے درمیان ندی حائل ہو تو کمان مین تیر رکھ کر کہے کہ اگر تو ایسے کام سے باز نہین آتا تو تیر مارتا ہون اگر باز نہ آئے تو تیر مارنا درست ہے لیکن ران اور پنڈلی پر مارنا چاہیے نازک جگہ پر تیر نہ مارے **آٹھوان درجہ** اگر محتسب اکیلا کافی نہ ہو تو لوگون کو جمع کرے اور لڑے اور شاید فاسق بھی لوگون کو جمع کرے

اور مقابلہ کی نوبت آئے تو کچھ عالمون نے کہا ہے کہ جب ایسا ہو تو بادشاہ کی بے اجازت نہ چاہیے اسواسطے کہ اس سے فتنہ برپا ہوگا اور فساد پیدا ہوگا اور کچھ عالمون نے کہا ہے کہ جسطرح کافرون کے ساتھ جہاد کرنا بے حکم بادشاہ درست ہے فاسقونکے ساتھ جنگ کرنا بھی درست ہے اسواسطے کہ اگر محتسب مارا جائیگا تو شہید ہوگا **محتسب کے آداب** اَے عزیز جان تو کہ محتسب کو تین خصلتین ضرور ہین علم زہد حسن اخلاق اسواسطے کہ اگر اُسے علم نہ ہوگا تو بُرے بھلے کام مین تمیز نہ کرسکیگا اور اگر زہد نہو گا تو اگرچہ تمیز کرسکے گا لیکن اُسکا کام غرض نفسانی سے خالی نہو گا اور اگر اُسمین حسن خلق نہ ہوگا تو لوگ جب اُسے ایذا پہونچائین تو غصے کے سبب سے خدا کو بھول جائیگا اور حد سے قدم بڑھاویگا پھر اُسکا کام نفسانیت سے کریگا حقانیت سے نہین اس صورت مین اُسکا احتساب معصیت کا سبب ہوگا اسیواسطے ایکبار امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک کافر کو دے مارا کہ مار ڈالین اُس کافر نے آپ کے چہرۂ مبارک پر تھوک مارا آپ نے اُسے چھوڑ دیا اور فرمایا جب مجھے غصہ آگیا تو مین ڈرا کہ اب یہ قتل کرنا حق تعالے کیواسطے نہ ہوگا اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک شخص کو دُرّے مار رہے تھے اُس کمبخت نے آپکو گالی دی آپ نے اُسے مارنا موقوف کردیا لوگون نے پوچھا کہ آپ نے کیون چھوڑ دیا فرمایا کہ ابتک مین اُسے خدا کیواسطے مارتا تھا اب اسنے مجھے گالی دی اب جو مارونگا تو یہ مارنا غصے سے ہوگا اسیواسطے حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے احتساب نہ کرے مگر وہ شخص جو جس کام مین امر یا نہی کرتا ہے اُسکا عالم ہو اور اُسمین حلیم ہو اور اُسمین نرمی والا ہو اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ تو جس کام کا حکم کیا چاہتا ہے چاہیے کہ پہلے تو خود اُسپر عمل کرتا ہو یہ امر آداب مین سے ہے شرط نہین اسواسطے کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ جبتک ہم سب خود عمل نہ کرلین تب تک کیا امر معروف اور نہی منکر بھی نہ کرین فرمایا کہ ایسا نہین ہے اگرچہ وہ کام تم سب سے ادا نہ ہو لیکن احتساب ترک نہ کرو اور آداب احتساب مین یہ بھی ہے کہ محتسب صابر رہے اپنے اوپر رنج سہے اسواسطے کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا اَصَابَكَ تو جو شخص رنج پر صبر نہ کریگا اُس سے احتساب نہ ہوسکیگا اور ضروری آداب مین سے ایک یہ بھی ہے کہ محتسب کم علائق اور کم طمع ہو کیونکہ جہان طمع دامنگیر ہوگی احتساب باطل ہوجائیگا ایک کی مشائخ سے یہ عادت تھی کہ قصائی سے بلّی کے واسطے چھیچھڑے لیا کرتا تھا ایک دن اُس قصائی سے کوئی بُری بات دیکھی پہلے اپنے گھر مین جاکر بلّی کو دفع کیا بعدہٗ قصائی پر احتساب کیا قصائی کہنے لگا بھلا کیا اب چھیچھڑے نہ مانگوگے جواب دیا کہ مین پہلے سے بلّی کو دفع کرکے احتساب کے واسطے آیا ہون اور جو شخص یہ بات چاہتا ہوگا کہ لوگ مجھ سے محبت کرین اور میرے مداح اور مجھ سے راضی رہین وہ شخص احتساب نہ کریگا حضرت کعب الاحبار نے حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے پوچھا کہ تیری قوم مین تیرا کیا حال ہے کہا اچھا حال ہے اُنھون نے کہا کہ توریت مین لکھا ہے کہ جو شخص احتساب کرتا ہے وہ اپنی قوم مین ذلیل وخوار رہتا ہے اُنھون نے کہا کہ توریت سچ کہتی ہے اور ابو مسلم جھوٹ کہتا ہے اَے عزیز جان تو کہ احتساب کی اصل یہ ہے کہ اُس گنہگار کیواسطے جو گناہ کرتا ہے محتسب دلسوز رہے اور اُسے شفقت کی نظر سے دیکھے اور اُسے اسطرح منع کرے جس طرح کوئی اپنے فرزند کو منع کرتا ہے اور نرمی کرے کسی محتسب نے خلیفۂ مامون سے احتساب کے وقت سخت گفتگو کی خلیفۂ مامون نے کہا کہ اَے

جو اُمر دحق تعالےٰ نے تجھسے زیادہ بہتر آدمی کو مجھسے زیادہ بدتر آدمی کے پاس بھیجکر حکم فرمایا ہے کہ اس سے نرمی کے ساتھ بات کر یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجکر ارشاد فرمایا فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا یعنے نرمی کے ساتھ بات کرو شاید فرعون قبول کرے بلکہ آدمی کو چاہیے کہ اس امر مین حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا کی پیروی کرے ایک جوان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے کہ مین زنا کرون صحابہؓ اُسپر چلانے لگے اور چاہا کہ اُسے ارین آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسے مارو نہین پھر اُسے اپنے پاس بلاکر زانو سے زانو بھڑا کر بٹھایا اور پوچھا کہ اے جوان کیا تو اس امر کو روا رکھتا ہے کہ کوئی شخص تیری مان کے ساتھ ایسا فعل کرے اُسنے عرض کی کہ نہین آپنے فرمایا کہ اور لوگ بھی اس امر کو روا نہین رکھتے پھر آپؐ نے پوچھا کہ بھلا تو یہ روا رکھتا ہے کہ تیری بیٹی کے ساتھ کوئی ایسا فعل کرے اُسنے عرض کی کہ نہین فرمایا کہ اور لوگ بھی یہ روا نہین رکھتے پھر ارشاد فرمایا کہ بھلا تو یہ روا رکھتا ہے کہ کوئی تیری بہن کے ساتھ ایسا بُرا کام کرے یا تیری پھوپھی یا خالہ کے ساتھ اسیطرح ایک ایک کے باب مین آپ اُس سے سوال کرتے تھے وہ عرض کرتا تھا کہ نہین آپ فرماتے تھے کہ اسیطرح اور لوگ بھی اس امر کو روا نہین رکھتے ہین پھر جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے اُسکے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ بار خدایا اسکے دلکو پاک کر اور اسکی شرمگاہ کو بچائے رکھ اور اسکا گناہ بخشدے آخر وہ جوان آپ کی خدمت فیضدرجت سے پھرا اور تمام عمر زنا سے زیادہ کسی چیز کو اپنا دشمن نہ جانتا تھا حضرت فضیل عیاض رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے لوگون نے کہا کہ سفیان عیینہ بادشاہ سے خلعت لیا کرتے ہین فرمایا کہ بیت المال مین اُنکا حق اس سے زیادہ ہے پھر حضرت فضیلؒ نے سفیان کو تنہائی مین دیکھکر اُن پر غصہ کیا اور ملامت کی سفیان نے کہا کہ ابو علی مین اگرچہ صالحین مین سے نہین ہون لیکن صالحین سے مجھے محبت ہے صلت ابن اشیم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اپنے شاگردون کے ساتھ بیٹھے تھے اُدھر سے ایک شخص کا گذر ہوا اُسکا تہبند زمین مین لوٹتا تھا جیسا متکبران عرب کی عادت ہے اور اس امر کی شرع مین ممانعت ہے شاگردون نے چاہا کہ اُس شخص کے ساتھ سختی کرین اُنھون نے اپنے شاگردون سے کہا تم چپ رہو مین اسکی تدبیر کرتا ہون پھر اسکو پکار کر کہا کہ اے برادر مجھے تجھ سے کچھ کام ہے اُسنے پوچھا کیا کہا کہ تہبند اُٹھائے اُسنے کہا بہت خوب پھر اپنے شاگردون سے کہا کہ اگر مین سختی سے کہتا تو وہ قبول نہ کرتا اور گالی دے بیٹھتا ایک شخص نے ایک عورت کو پکڑ کر چھری کھینچی تھی کسی کی یہ جرأت نہ پڑتی تھی کہ اُسکے سامنے جائے اور عورت چلاتی تھی حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالےٰ نے اُسکے پاس جاکر کاندھے سے کاندھا بھڑا دیا وہ شخص بیہوش ہوکر گر پڑا اور اسکے بدن سے پسینا بہنے لگا اور عورت اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی جب ہوش مین آیا تو لوگون نے پوچھا تجھ پر کیا گذری بولا اسقدر جانتا ہون کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور اپنا بدن میرے بدن سے ملاکر آہستہ سے یہ کہا کہ حق تعالےٰ دیکھتا ہے کہ تو کہان ہے اور کیا کر رہا ہے اُس کے اس کہنے کی ہیبت سے مین گر پڑا لوگون نے کہا کہ وہ حضرت بشر حافی تھے اُسنے کہا کہ آہ اب اس ندامت کے ساتھ اُن کی زیارت کیونکر کرون اُسی وقت سے اُس شخص کو بخار چڑھا اور ایک ہفتہ مین مرگیا **تیسرا باب اُن منکرات کے بیان مین جنکا رواج عادۃً ہے** اے عزیز جان تو کہ اس زمانہ مین تمام عالم بُری باتون سے بھرا ہوا ہے اور لوگون کو اب اس کے اصلاح پذیر ہونے سے یاس ہے اور اس سبب سے کہ سب کامون کی قدرت نہین رکھتے اُن کامون سے بھی ہاتھ کھینچا ہے جنکی قدرت

رکھتے ہین جو دیندار ہین اُنکا یہ حال ہے اور جو اہل غفلت ہین وہ خود اس رواج سے راضی ہین اَے عزیز جس چیز پر تو قادر ہے اُسین سکوت کرنا درست نہین ہے اور ہم ان منکرات کی ہر قسم کیطرف اشارہ کرتے ہین کہ فرداً فرداً سب کا بیان کرنا ممکن نہین یہ منکرات بعضے ساجد مین ہین بعضے بازارون اور راہون مین بعضے حمامون اور گھرون مین منکرات مساجد یہ ہین کہ مثلاً کوئی شخص نماز پڑھے اور رکوع و سجود اچھی طرح ادا نہ کرے یا قرآن پڑھے اور راگ دھاری کرے یا موذن لوگ اکٹھا ہو کر اذان دین اور الحان سے بہت بڑھائین اس سے نہی وارد ہوئی ہے اور حی علی الصّلوٰة حی علی الفلاح کہنے کے وقت تمام بدن قبلہ کی طرف سے پھیر لین اور یہ کہ خطبہ پڑھنے والا ریشمی لباس پہنے اور سونا چڑھی تلوار باندھے یہ فعل حرام ہے اور یہ کہ لوگ مسجد مین ہنگامہ کرین قصے کہین اشعار پڑھین تعویذ یا اور کچھ بیچین اور یہ کہ لڑکے اور دیوانے اور مست مسجد مین آئین اور شور مچائین اور نمازیون کو اُن سے اذیت ہو لیکن اگر کوئی لڑکا چپ رہتا ہے اور دیوانہ اذیت نہین دیتا اور مسجد ناپاک نہین کرتا تو اُسکا آنا درست ہے اگر کوئی لڑکا مسجد مین کبھی کبھی بازی کرے تو اُسے منع کرنا واجب نہین ہے اسواسطے کہ حبشی مدینۂ منورہ کی مسجد مین پھری گدکا کھیلتے تھے اور ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے تماشا دیکھا لیکن اگر مسجد کو بازیگاہ ٹھہرالین تو منع کرنا چاہیے اگر کوئی شخص خیاطی یا کتابت کرتا ہے اور لوگون کو اُس سے کچھ تکلیف نہین ہوتی تو درست ہے لیکن ہمیشہ کے واسطے مسجد کو دکان بنائے گا تو مکروہ ہے اور وہ کام جسکے سبب سے مسجد مین غلبہ ظاہر ہوتا ہے نہ کرے مثلاً وہان ہمیشہ حکمرانی کرنا اور قبالہ لکھنا نہ چاہیے مگر یہ کہ گاہ گاہ ہو اسواسطے کہ حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوٰة والثنا نے کبھی کبھی مسجد مین حکمرانی کی ہے لیکن حکمرانی کرنے کے واسطے جلوس نہ فرماتے تھے اگر دھوبی مسجد مین کپڑے سکھائین اور رنگریز کپڑے رنگین یا خشک کرین تو یہ سب کام بُرے ہین بلکہ جو لوگ مسجد مین بیٹھ کر قصہ کہین اور اُن مین کمی زیادتی ہو اور حدیث کی معتبر کتابون مین نہ ہون تو اُن لوگون کو وہان سے نکال دینا چاہیے کہ اگلے بزرگون نے ایسا ہی کیا ہے اور جو لوگ اپنے تئین بناتے سنوارتے ہین اور شہوت اُن پر غالب ہے اور مسجع عبارت بولتے ہین یا گاتے ہین اور جوان عورتین مسجد مین موجود ہوتی ہین تو یہ گناہ کبیرہ ہے مسجد کے باہر بھی یہ فعل نہ کرنا چاہیے بلکہ واعظ ایسا شخص چاہیے جسکا ظاہر صلاحیت سے آراستہ ہو اور دینداروں کا لباس پہنے اور یہ کسی حال مین درست نہین کہ جوان عورتین مردون کے ساتھ ایسا مل بیٹھین کہ اُنکے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو بلکہ ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے اپنے زمانے مین عورتون کو مسجد مین جانے سے منع فرمایا حالانکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین جاتی تھین اور حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے یہ بات فرمائی کہ اگر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اس زمانہ کا حال دیکھتے بیشک عورتون کو مسجد مین جانے سے منع فرماتے اور منجملۂ منکرات یہ ہے کہ مسجد مین گٹھری لگائین اور بانٹ چونٹ کیا کرین اور معاملہ اور حساب چکایا کرین یا بیٹھ کر اُسے تماشاگاہ بنائین غیبت اور بیہودہ گوئی مین مشغول ہون یہ سب کام کرنا بیجا ہے اور مسجد کی عظمت اور حرمت کے خلاف ہے بازارون کے منکرات یہ ہین کہ خریدار سے جھوٹ کہین اور مال کا عیب چھپائین بانٹ ترازو

وگنہ درست نہ رکھین اور مال مین دغا کرین عید کے دن لڑکون کے واسطے راگ کے ساز اور حیوانون کی تصویرین بیچین نوروز کے واسطے لکڑی کی ڈھال تلوار بیچین سدہ[1] کے واسطے مٹی کا بھوپو اور پپیہا بیچین یا رفو کیا ہوا اور دھویا ہوا پڑا نا کپڑا نیا کر کے بیچین ایسا ہی ہر چیز کا حال ہے جس مین دغا بازی ہو اور سونے چاندی کی انگوٹھی یا کوزہ یا دوات یا برتن وغیرہ ان چیزون مین بعضی حرام ہین بعضی مکروہ اور جانورون کی تصویرین حرام ہین اور وہ جو سدہ اور نوروز کے واسطے بیچتے ہین جیسے لکڑی کی ڈھال تلوار اور مٹی کا بھوپو اور پپیہا یہ چیزین فی نفسہا حرام نہین ہین بلکہ آتش پرستون کا رویہ ظاہر کرنے سے حرام ہین اسواسطے کہ وہ شرع کے خلاف ہے اور جو چیزان دنون کے واسطے بنائین وہ درست نہین بلکہ نوروز کے سبب سے بازار ونکا آراستہ کرنا اور مٹھائی بنانا اور تکلفات زیبا کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ نوروز اور سدہ کو مٹانا چاہیے حتی کہ کوئی اس کا نام بھی نہ لے بعضے علمائے متقدمین نے کہا ہے کہ مسلمان کو اُس دن روزہ رکھنا چاہیے تاکہ وہ مٹھائی وغیرہ اُسکے کھانے مین نہ آئے اور سدہ کی رات چراغ بتی ہرگز نہ کرنا چاہیے تاکہ آگ بالکل نظر ہی نہ آئے اور محققین نے کہا ہے کہ اس دن روزہ رکھنا یہ بھی اُس دن کو یاد کرنا ہے اور کسی وجہ سے اُس دن کو یاد ہی کرنا نہ چاہیے بلکہ اور دنون کے مانند اسے چھوڑنا چاہیے علی ہذا القیاس سدہ کی رات کو بھی تاکہ اُسکا نام ونشان باقی نہ رہے **شاہراہ کے منکرات** یہ ہین کہ راہ مین ستون گاڑکر دُکان بنائین کہ راستہ تنگ ہو جائے یا درخت لگائین اور سائبان چھجا پرنالہ نکالین کہ اگر کوئی سوار نکلے تو ٹکر لگے یا ٹھیکی لگائین یا جانور باندھین کہ اُسکے سبب سے راستہ تنگ ہو جائے ایسی باتین درست نہین مگر بقدر حاجت جیسے کہ بوجھ اُتار کر فوراً گھر مین لیجائے کانٹے لدے ہوئے گدھے تنگ گلی مین نہ لائین جس سے لوگون کے کپڑے پھٹ جائین مگر یہ کہ ایک راستے کے سوا اور کوئی راہ نہ ہو اس صورت مین حاجت کی وجہ سے درست ہے اور جانور کی طاقت سے زیادہ اُسپر بوجھ لادنا نہ چاہیے اور قصائی کو بازار مین بکرا ذبح کرنا اور بنانا نہ چاہیے کہ لوگون کے کپڑے خراب ہون گے بلکہ بکرا ذبح کرنے اور بنانے کی جگہ دکان مین بنالے اور بازار مین خربزہ کے چھلکے ڈالنا یا اسقدر پانی چھڑکنا کہ لوگون کے پاؤن پھسلین یہ بھی نہ چاہیے اور جو شخص راستے مین برف پھینکے یا اُسکے کوٹھے کا پانی راہ مین گرے اُسپر لازم ہے کہ راہ کو صاف کرائے لیکن جہان سب لوگون کے گھر کی مہریان بہتی ہون اُسکی درستی سب پر واجب ہے اور یہ حاکم کو پہونچتا ہے کہ لوگون کو اس کام کی طرف لائے اور کسی کو اپنے دروازے پر ایسا کتّا رکھنا نہ چاہیے جس سے لوگون کو خوف ہو اگر راستہ نجس کرنے کے سوا اور کچھ تکلیف کتّے سے نہ ہو تو منع نہ کرنا چاہیے کیونکہ اُس سے بچاؤ ممکن نہین اور اگر راستہ مین کتّا سو جائے جسکے سبب سے راہ تنگ ہو جائے تو یہ بھی نہین چاہیے بلکہ کتّے والے کو بھی کتا لیے ہوے راہ مین بیٹھنا یا سونا نہ چاہیے **حمّام کے منکرات** یہ ہین کہ ناف سے زانو تک ستر عورت نہ کرے یا کوئی شخص کھڑا ہوا اُسکے سامنے ران کھول کر ملے اور میل چھڑائے بلکہ لنگی کے اندر ہاتھ ڈال کر بھی ران کو پکڑنا نہ چاہیے اسواسطے کہ جیسا دیکھنا ویسا چھونا حمّام کے دروازے پر حیوانات کی صورتین بنانا بھی منکرات مین سے ہے

[1] بہمن کے دسوین دن کا نام ہے اس دن فارسی لوگ عید کرتے ہین ۱۲۔

اُنھین مٹا دینا یا وہان سے خود نکل آنا واجب ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ کے مذہب مین نجس ہاتھ یا ناپاک برتن تھوڑے پانی مین ڈالنا منکرات سے ہے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالےٰ کے مذہب مین درست ہے مالکی مذہب پر اعتراض نہ کرنا چاہیے اور بہت پانی بہانا بھی منجملہ منکرات ہے اور اور منکرات ہین اُنکو طہارت کے بیان مین ہم نے ذکر کیا ہے **مہمانی کے منکرات** یہ ہین ریشمی فرش چاندی کی انگیٹھی گلاب پاش عطردان چنگیر اور وہ پردے جن مین تصویرین بنی ہون اگر تکیہ بچھونے مین تصویرین ہون تو کچھ مضائقہ نہین جو انگیٹھی بصورت جانور ہو وہ منکر اور بد ہے اور راگ گانا ہوتا ہو اور جوان رنڈیان جوان مردون کو دیکھنے آئین تو اس سے بہت فساد پیدا ہوتے ہین ان سب باتون پر حسبت اور ممانعت واجب ہے اگر منع نہین کر سکتا تو وہان سے باہر چلا جائے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالےٰ نے چاندی کی سرمہ دانی دیکھی اسواسطے محفل سے اُٹھکر چلے گئے علیٰ ہذا القیاس اگر مجلس مین کوئی شخص ریشمی کپڑے یا سونے کی انگوٹھی پہنے ہو تو وہان نہ بیٹھنا چاہیے اور اگر تمیز دار لڑکا ریشمی لباس پہنے ہو تو بھی نہ چاہیے کیونکہ جسطرح مسلمانون پر شراب حرام ہے اُسیطرح مردون پر یہ بھی حرام ہے اور یہ خرابی ہے کہ اگر اُسکی عادت ہو جائے گی تو جوانی کے بعد بھی اُسکا شوق رہے گا لیکن لڑکا اگر تمیز دار نہ ہو اور ریشمی لباس کا مزہ اور حظ نہین جانتا تو مکروہ ہے شاید حرمت کے درجے کو نہ پہونچے اگر محفل مین کوئی مسخرہ ہے کہ جھوٹ اور فحش بک بک کر لوگون کو ہنساتا ہے تو وہان اُسکے ساتھ بیٹھنا نہ چاہیے اے عزیز منکرات کی تفصیل دراز ہے جب اسقدر تو نے پہچان لیا تو مدرسہ اور خانقاہ اور محکمہ اور دربار شاہی وغیرہ کے منکرات کو اسی پر قیاس کرے واللہ اعلم بالصواب۔

دسوین اصل رعیت کی نگہبانی اور حکمرانی کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ حکمرانی بہت بڑا بزرگ کام ہے اگر بطریق عدل ہو تو زمین پر حق سبحانہ تعالےٰ کی خلافت ہے اور اگر عدل و شفقت سے خالی ہو تو ابلیس کی نیابت ہے اسواسطے کہ والی ملک کے ظلم سے زیادہ کسی فساد مین اثر نہین اور علم و عمل فرمانروائی کی اصل ہے اور حکومت کا علم اگرچہ بڑا ہے لیکن اُسکا عنوان یہ ہے کہ حاکم کو یہ جاننا چاہیے کہ اُسے حق تعالےٰ نے اس جہان مین کاہیکو بھیجا ہے اور اُسکی قرارگاہ کہان ہے دنیا اُسکی منزل گاہ ہے قرارگاہ نہین اور وہ بصورت مسافر ہے کہ رحم اُسکی منزل کی ابتدا ہے اور قبر اُسکے منزل کی انتہا ہے اور وطن اُسکے سوا ہے جو برس اور مہینا اور دن اُسکی عمر سے گزرتا ہے وہ ایک منزل کے مانند ہے کہ اُس کے سبب سے وہ اپنی قرارگاہ سے بہت نزدیک ہوتا جاتا ہے جو شخص پل پر گزرے اور پل کی عمارت مین اوقات گزارے اور اپنی منزل گاہ بھول جائے وہ احمق ہے بلکہ عقلمند وہ ہے کہ منزل دنیا مین زاد راہ آخرت کے سوا اور کچھ نہ طلب کرے اور دنیا مین اُسقدر پر قناعت کرے جسکی ضرورت رکھتا ہے جو کچھ حاجت سے زیادہ ہوگا وہ زہر قاتل ہے اور موت کے وقت وہ چاہے گا کہ میرے تمام خزانون مین خاک بھری ہوتی سونا چاندی کچھ نہ ہوتا تو وہ جسقدر زیادہ جمع کرے گا اُس مین سے بقدر کفایت ہی اُسے نصیب ہوگا باقی سب حسرت و اندوہ کا تخم ہوگا اور موت کے وقت اُسپر

جانکنی دشوار ہوگی اور یہ حسرت اس صورت مین ہوگی کہ حلال کا مال ہوا گر مال حرام ہوگا تو آخرت کا عذاب اس حسرت سے کہین زیادہ ہوگا اور بے رنج اُٹھائے دنیوی خواہشون سے صبر کرنا ممکن نہین مگر آدمی کا ایمان اگر اُس بات پر ٹھیک ہو کہ دنیا کی چند روزہ لذت جو سرا پا کدورت ہے اُسکے سبب سے لذت آخرت جو سلطنت لازوال ہے اور کسی کدورت کو اسمین دخل نہین وہ فوت ہو جائے گی تو چند روزہ صبر کرنا بہت ہی آسان ہوگا اسکی مثل ایسی ہے جیسے کسی عاشق کا کوئی معشوق ہو اور عاشق سے کہین کہ اگر آجکی رات تو اس معشوق پاس جائیگا تو پھر اُسے ہرگز نہ دیکھنے پائیگا اور اگر آجکی رات تو صبر کریگا تو بے رقیب و بے مخل صحبت کے ہزار شبون کے واسطے لوگ اُس معشوق کو تیرے سپرد کردینگے تو اسکا عشق اگرچہ حد سے زائد ہو مگر بے تامل ہزار شب وصل کی امید پر ایک رات صبر کرنا اُسے آسان ہوگا اور دنیا کی مدت آخرت کی مدت کا ہزاروان حصہ بھی نہین ہے بلکہ اُس سے کچھ نسبت ہی نہین رکھتی اور ابد کی درازی ہرگز آدمی کے وہم وخیال مین نہین آسکتی اسواسطے کہ اگر فرض کرین کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین کو کاکن کے دانون سے بھردین اور ہزار ہزار برس کے بعد ایک چڑیا اُس مین سے ایک ایک دانہ چگے تو وہ کاکن کے دانے سب تمام ہو جائین اور مدت ابد مین سے کچھ بھی کم نہ ہو تو آدمی کی عمر مثلاً سو برس کی ہو اور مشرق سے مغرب تک تمام ممالک روئے زمین کی سلطنت صاف بے مخالف اسے ملے تو بھی آخرت کی سلطنت ابد تک کے مقابلے مین اُسکی کیا قدر ہے پھر جس کسی کو دنیا مین تھوڑا ہی سا حصہ ملے اور وہ بھی صاف نہ ہو اور جو کچھ ہو اسمین بہت سے خسیس اور رکینے اس سے بڑھ بڑھ کر ہوتے ہین تو سلطنت جاوید کو اس حقیر اور سرا پا کدورت کام کے عوض بیچنے کا کیا موجب ہے تو حاکم ہو خواہ محکوم سب کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے جی سے ایسی باتین کیا کرے اور اپنے دل پر اس مضمون کو تازہ کرلیا کرے تاکہ چند روز خواہشون سے صبر کرنا اور رعیت پر مہربانی کرنا اور بندگان خدا کو اچھی طرح رکھنا اور حق تعالے کی خلافت بجالانا اُسپر آسان ہو جائے آدمی نے جب یہ جان لیا تو فرمانروائی مین اسطرح مشغول ہو جسطرح خدا نے فرمایا ہے اُس طور پر مشغول نہ ہو جو صلاح دنیا ہے سواسطے عدل کے ساتھ حکمرانی کرنے سے زیادہ کوئی عبادت اور قربت حق تعالے کے نزدیک افضل اور بزرگ نہین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بادشاہ کا ایک دن عدل کرنا ساٹھ برس برابر عبادت کرنے سے افضل ہے اور یہ جو حدیث شریف مین آیا ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی خدا کے سائے مین ہونگے تو انمین سے پہلا بادشاہ عادل ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بادشاہ عادل کے واسطے ساٹھ صدیق مستعد عبادت کا عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین اور فرمایا ہے کہ بادشاہ عادل حق تعالے کا بہت مقرب اور بڑا دوست ہے اور بادشاہ ظالم خدا کا بہت معذب اور بڑا دشمن ہے اور فرمایا کہ اس خدا کی قسم جسکے دست قدرت مین محمد کی جان ہے کہ تمام رعایا کے عمل نیک جتنے ہوتے ہین ہر روز بادشاہ عادل کے بھی اتنے ہی عمل نیک فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین اور اسکی نماز ستر ہزار نمازون کے برابر ہے جب ایسا امر ہے تو اس سے زیادہ اور کیا لوٹ ہوگی کہ حق تعالے جسے منصب سلطنت دے اُسکی ایک ساعت دوسرے کی تمام عمر کے برابر ہو جائے اور کوئی شخص جب اس نعمت کا حق نہ پہچانے اور ظلم اور اپنی خواہش مین مشغول ہو تو معلوم ہوا کہ عذاب کا مستحق ہوگا اور عدل جب ہی بن پڑتا ہے کہ بادشاہ دس قاعدون کو اپنی نگاہ مین رکھے پہلا قاعدہ یہ ہے کہ جو مقدمہ پیش ہو اُسمین یہ فرض کرے کہ خود تو رعیت ہے اور بادشاہ

اور ہی کوئی ہے جو بات اپنے حق مین پسند کرے وہ کسی مسلمان کے واسطے بھی نہ پسند کرے اگر پسند کرے گا تو فرمانروائی مین دغا اور خیانت کی ہوگی جنگ بدر کے دن حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا سائے مین بیٹھے اور اصحاب کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین دھوپ مین تھے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ سایہ مین ہین اور اصحابؓ دھوپ مین اتنی سی بات مین حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے گلہ ہوا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ دوزخ سے نجات پائے اور جنت مین جائے اُسے چاہیے کہ کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہوا مرے اور جو چیز اپنے واسطے نہین پسند کرتا کسی مسلمان کے لیے بھی پسند نہ کرے اور فرمایا ہے کہ جو شخص صبح کو اُٹھے اور خدا کے سوا اور کسی سے اُسکا دل لگا ہے وہ مرد خدا نہین ہے اور اگر مسلمانون کے کام اور خدمت سے بے پروا ہے تو مسلمان نہین ہے دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ اپنے دروازے پر حاجتمندون کا منتظر رہنا آسان نہ جانے اور اُسکے خطرے سے حذر کرتا رہے اور جبتک کسی مسلمان کی حاجت باقی رہے کسی نفل عبادت مین مشغول نہ ہو اسواسطے کہ مسلمانون کی حاجت روائی کرنا سب نفلون سے بہتر ہے ایک دن خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالےٰ ظہر کے وقت تک خلق کے کام مین مصروف رہے اور تھک گئے گھر مین گئے کہ دم بھر آرام لے لون اُن کے بیٹے نے کہا کہ آپ کو کس سبب سے اطمینان ہے شاید اسیوقت موت آجائے اور کوئی شخص آپکے دروازے پر منتظر حاجت ہو اور آپ مقصر رہجائین اُنھون نے جواب دیا کہ سچ کہتا ہے پس اُٹھے اور فوراً باہر نکل آئے تیسرا قاعدہ خواہش مین مشغول ہونے اور اچھے کھانے پہننے کی عادت نہ کرے بلکہ ہر بات مین قناعت کرے اسواسطے کہ بے قناعت کے عدل کرنا ممکن نہین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا کہ میرا احوال جو تمھارے ناپسند ہو وہ تم نے کیا سنا کہا مین نے سنا ہے کہ ایک بار مین دو طرح کا سالن آپ کے دسترخوان پر ہوتا ہے اور آپ دو پیراہن رکھتے ہین ایک رات کا ایک دن کا پوچھا کہ بھلا اس کے سوا اور کچھ بھی سنا ہے کہا نہین فرمایا کہ یہ دونون باتین غلط ہین چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ جب تک ہوسکے ہر ایک کام مین نرمی کرے سختی نہ کرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو حاکم رعیت کے ساتھ نرمی کرتا ہے قیامت مین اُس کے ساتھ خدا نرمی کرے گا اور دعا کی اور کہا کہ بار خدایا جو حاکم رعایا کے ساتھ نرمی کرے تو اُسکے ساتھ نرمی کرنا اور جو سختی کرے تو بھی اسکے ساتھ سختی کرنا اور فرمایا ہے کہ جو حاکم حکومت کا حق بجالائے اُسکے حق مین حکومت اچھی چیز ہے اور جو کوئی حق بجالانے مین قصور کرے اُسکے حق مین حکومت بُری چیز ہے ہشام ابن عبد الملک خلفا مین سے تھے اُنھون نے ابو حازم جو علماء کبار مین سے اُن سے پوچھا کہ حکومت مین نجات حاصل ہونے کی کیا تدبیر ہے فرمایا کہ یہ تدبیر ہے کہ جو درم تو لیتا ہے ایسی جگہ سے لے جہان حلال درم ہو اور ایسی جگہ صرف کر جو مستحق ہو کہا یہ کوئی کرسکتا ہے فرمایا یہ وہ شخص کرسکتا ہے جو عذاب قبر کی طاقت نہ رکھے اور جنت کو دوست رکھتا ہو پانچوان قاعدہ یہ ہے کہ حاکم یہ کوشش کرے کہ شرع کی موافقت کے ساتھ سب رعایا اُس سے خوش رہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب حاکمون سے بہتر وہ حکام ہین جو تمھین دوست رکھین اور تم اُنھین دوست رکھو اور بدترین حکام وہ حاکم ہین جو تمھین دشمن رکھین اور تم اُنھین دشمن رکھو

اور وہ تمھین لعنت کرین تم اُنھین لعنت کرو اور حاکم کو لوگون کی تعریف کرنے سے مغرور ہونا نہ چاہیے اور یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ سب اُس سے خوش ہین شاید کہ وہ سب خوف کے مارے تعریف کرتے ہین بلکہ معتمد لوگون کو مقرر کرنا چاہیے تاکہ وہ تجسّس کرین اور اُس کا حال خلق سے پوچھین اس واسطے کہ آدمی اپنا عیب لوگون کی زبانی جان سکتا ہے چھٹا قاعدہ یہ ہے کہ حاکم شرع کے خلاف کر کے کسی کی رضامندی نہ ڈھونڈھے اسواسطے کہ جو شخص شرع کی مخالفت سے ناخوش ہوگا اس کی ناخوشی حاکم کو کچھ نقصان نہین کرتی امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے کہ دن کو جب مین اُٹھتا ہون تو آدھے لوگ مجھ سے ناخوش ہوتے ہین اور ضرور ہے کہ حاکم جب ظالم کو سزا دے گا تو وہ ناخوش ہوگا تو فریقین کو خوش کرنا محال ہے اور وہ شخص بڑا نادان ہے جو خلائق کی رضامندی کے واسطے خدا کی رضامندی چھوڑ دے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُم المومنین حضرت بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو خط لکھا کہ مجھے کوئی مختصر سی نصیحت کیجیے حضرت صدّیقہؓ نے جواب لکھا کہ مین نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ سے سنا ہے کہ جو شخص خلائق کی ناخوشی مین حق تعالےٰ کی خوشی چاہتا ہے حق تعالےٰ اُس سے راضی ہوتا ہے اور خلق کو اُس سے راضی کرتا ہے اور جو شخص حق تعالےٰ کی ناخوشی مین خلق کی خوشی چاہتا ہے خدا اُس سے ناراض ہوتا ہے اور خلق کو بھی اُس سے ناراض کرتا ہے ساتوان قاعدہ یہ ہے کہ حاکم یہ سمجھے رہے کہ حکومت خطرناک کام ہے اور خلائق کی حکومت کا کفیل ہونا کچھ آسان بات نہین ہے جو شخص اُسکا حق ادا کرنے کی توفیق پاتا ہے وہ ایسی سعادت کماتا ہے کہ اُس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہین اور اگر اُسمین کچھ قصور کرتا ہے تو ایسی شقاوت مین پڑتا ہے کہ کفر سے اُتر کر ویسی کوئی شقاوت نہین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کہا ہے کہ ایک دن مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ تشریف لائے اور خانہ کعبہ کا حلقہ پکڑا اور حرم مین قریش لوگ حاضر تھے آپ نے فرمایا کہ جبتک نمین کام کرتے رہین گے تب تک قریش ہی مین سے حکام اور سلاطین ہوتے رہین گے لوگ اگر اُن سے مہربانی چاہین تو مہربانی کرین اگر حکم چاہین تو عدل کرین جو اقرار کرین اُسے پورا کرین جو شخص ایسا نہ کرے خدا کی اور فرشتون کی اور سب کی لعنت اُسپر ہو خدا نہ اُس سے فرض قبول فرماتا ہے نہ سنت تو دیکھنا چاہیے کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے کہ اُسکے سبب سے حق تعالےٰ عبادت قبول نہین کرتا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دو آدمیون مین حکم کرتا ہے اور ظلم کرتا ہے اُسپر خدا کی لعنت ہو اور فرمایا کہ تین آدمی ہین کہ قیامت کے دن اُن پر خدا نظر بھی نہ کرے گا ایک سلطان دروغگو دوسرا بوڑھا زناکار تیسرا فقیر متکبر اور لاف زن اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ مشرق اور مغرب کا ملک عنقریب تمھین فتح ہوگا اور وہان کے عمال دوزخ مین پڑین گے مگر وہ شخص جو خدا سے ڈرے اور تقوےٰ اختیار کرے اور امانت گزارے اور فرمایا ہے کہ جس حاکم کو حق تعالےٰ نے رعیت حوالہ کی ہو وہ اگر دغا کریگا اور شفقت بجا نہ لائے گا تو حق تعالیٰ بہشت کو اُسپر حرام کردیگا اور فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے جسے مسلمانون پر سرداری دی اور اُسنے اُنکی ایسی نگہبانی نہ کی جیسی اپنے گھر والون کی کرتا ہے تو اس سے کہدو کہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین ڈھونڈھ لے اور فرمایا ہے کہ میری امت کے دو آدمی میری شفاعت سے محروم رہینگے ایک بادشاہ ظالم دوسرا وہ بدعتی جو دین مین فساد کر کے حد سے گزر جائے اور فرمایا ہے کہ بادشاہ ظالم پر قیامت مین بڑا عذاب ہوگا

اور فرمایا ہے کہ پانچ آدمیون سے خدا ناخوش ہے اگر چاہے تو دنیا مین عذاب کرے ورنہ دوزخ مین تو اُنکی جگہ ہووے ہی گی اُن مین ایک امیر قوم ہے جو اپنا حق تو اُن سے لے اور اُنکی داد نہ دے اور ظلم ان سے نہ موقوف کرے دوسرا وہ رئیس ہے لوگ جسکی اطاعت کرتے ہون اور قوی وضیف کو یکسان نہ سمجھتا ہو اور طرفداری سے بات کرتا ہو تیسرا وہ شخص ہے جسنے کسی مزدور کو مقرر کیا وہ تو اس کا سب کام پورا کر چکا اور یہ اُسکی مزدوری نہین دیتا چوتھا وہ شخص ہے جو اپنے جورو لڑکون کو خدا کی اطاعت کا حکم نہ کرے اور دین کی بات اُنھین نہ سکھائے اور یہ فکر نہ رکھے کہ انکو کھانا کہان سے دون گا پانچوان وہ شخص ہے جو مہر کے بارہ مین اپنی جورو پر ظلم کرے حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک دن چاہا کہ جنازہ کی نماز پڑھائین ایک شخص نے آگے بڑھ کر نماز پڑھادی اور جب دفن کر چکے تو اسکی قبر پر ہاتھ رکھکر کہا کہ بار خدایا اگر اس مردہ پر تو عذاب کرے تو سزاوار ہے کہ تیرا گنہگار ہوگا اور اگر تو رحمت کرے تو وہ تیری رحمت کا محتاج ہے اے مُردے اگر تو کبھی امیر تھا نہ نقیب نہ مددگار نہ کاتب نہ تحصیلدار تو ٹھنڈا رہ یہ کہکر وہ شخص نظر سے غائب ہوگیا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسے ڈھونڈھو وہ نہ ملا فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے امیرون پر افسوس ہے نقیبون پر افسوس ہے امینون پر قیامت مین ایسے ہونگے کہ اپنے گیسو سے آسمان مین لٹکے رہین اور رہرگز عمل نہ کرتے تھے اور فرمایا ہے جسے دسؔ آدمیون پر بھی حکومت ہوتی ہے اسے قیامت مین دست بزنجیر لائینگے اگر وہ نیکوکار رہا ہوگا تو رہا کر دینگے ورنہ ایک زنجیر اور زیادہ کردینگے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ افسوس ہے زمین کے حاکم پر آسمان کے حاکم سے اسدن جب یہ اُسے دیکھے گا مگر یہ کہ وادی ہو اور حق ادا کیا ہو اور طمع کی خواہش کے موافق حکم نہ کیا ہو اور قرابت والون کی حمایت نہ کی ہو اور کسی ڈر یا کسی لالچ سے حکم نہ بدلا ہو لیکن خدا کی کتاب کا آئینہ بنا کر اپنے پیش نظر رکھکر اسکے موافق حکم کیا ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن حاکمون کو احکم الحاکمین کے حضور مین حاضر کرینگے ارشاد ہوگا کہ تم میرے بکرون کے چرواہے تھے اور میری زمین کی مملکت کے خزانے دار تھے میرے حکم سے زیادہ تم نے کسیکو کیون حدماری اور سزادی وہ عرض کرینگے کہ اے احکم الحاکمین اس غصہ کے سبب سے کہ انھون نے تیرے حکم کے خلاف کیا تھا ارشاد ہوگا کیون شاید تمھارا غصہ میرے غصہ سے زیادہ تھا اور دوسرے حاکمون سے استفسار فرمائے گا کہ تم نے میرے حکم سے کم کیون سزادی وہ عرض کرینگے کہ یا آلہ العالمین ہم نے اُسپر رحم کیا ارشاد ہوگا کیون شاید تم مجھ سے زیادہ رحیم تھے بعدہ جسنے زیادتی کی تھی اور جسنے کمی کی تھی ان دونون کو پکڑین گے اور دوزخ کے کونون کو ان سے بھرینگے حضرت حذیفہؓ نے کہا ہے کہ مین کسی حاکم کی تعریف نہین کرتا نیک ہو خواہ بد لوگون نے پوچھا اس کا کیا سبب کہا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ قیامت کے دن سب حاکمون کو لائینگے عادل ہون خواہ ظالم اور صراط پر ٹھہرائینگے حق تعالے صراط کو حکم فرمائے گا کہ ایک بار انھین جھٹک دے جس جس نے حکم مین ظلم کیا ہوگا یا فیصلہ مین رشوت لی ہوگی یا ایک فریق کی بات کان لگا کر سنی ہوگی وہ سب دوزخ مین گر پڑین گے اور ستّر برس کے عرصہ مین دوزخ کے اندر گرین گے حتی کہ اپنے ٹھکانے مین پہونچین گے حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت داؤد علے نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بھیس بدل کر نکلتے اور جو ملتا اُس سے پوچھتے کہ کیون جی داؤد کی عادتین کیسی ہین ایک دن

حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مرد کی صورت پر انکے سامنے آئے حضرت داؤد نے انسے بھی وہی پوچھا اُنھون نے کہا کہ اگر بیت المال سے نہ کھاتا ہو کسب سے کھاتا ہو تو داؤد نیک مرد ہے حضرت داؤد علیہ السلام اپنی محراب مین گئے اور رو رو کر مناجات کی کہ اے اللہ مجھے کوئی حرفہ سکھا دے تا کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاؤن حق سبحانہ تعالے نے زرہ بنانا انھین تعلیم فرمایا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاسبان کے عوض رات کو خود گشت کرتے تھے تا کہ جہان کہین کچھ فساد نظر آئے اُسکا دفیعہ کرین اور فرماتے تھے کہ اگر ایک خارشتی بکری کو فرات کے کنارے لوگ چھوڑ دین اور روغن نہ ملین تو مجھے خوف ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے اس امر کا سوال ہوگا اور باوصف اسکے کہ آپ کی احتیاط اس مرتبہ پر تھی اور آپ کا عدل اس درجہ پر تھا کہ کوئی اُسے نہ پہونچ سکے مگر جب دنیا سے انتقال فرمایا تو حضرت عبد اللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہم کہتے ہین کہ مین نے دعا کی کہ اے اللہ حضرت عمرؓ کو مجھے خواب مین دکھا بارہ برس کے بعد خواب مین دیکھا کہ آپ اسطرح تشریف لائے ہین جیسے کوئی غسل کرکے لنگی باندھے ہوتا ہے مین نے پوچھا کہ یا امیر المومنین آپنے حق تعالیٰ کو کیسا پایا فرمایا اے عبد اللہ مجھے تمھارے پاس سے آئے ہوے کتنا عرصہ ہوا ہوگا مین نے کہا بارہ برس کہا اب تک مین حساب مین تھا اگر حق تعالےٰ رحم نہ فرماتا تو یہ ڈر تھا کہ میرا کام تباہ ہو جائیگا باانہمہ کہ دنیا مین اسباب حکومت مین سے ایک درہ کے سوا آپ کے پاس کچھ نہ تھا بزرجمہر نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت مین ایلچی بھیجا کہ آپ کی صورت و سیرت دیکھ آ وہ ایلچی جب مدینہ منورہ مین پہونچا تو مسلمانون سے پوچھا اَیْنَ الْمَلِكُ یعنے تمھارا بادشاہ کہان ہے مسلمانون نے کہا کہ ہمارا بادشاہ نہین ہمارا امیر ہے ابھی دروازہ کے باہر تشریف لیگیا ہے ایلچی باہر نکلا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ دھوپ مین سو رہے ہین درہ سر کے نیچے رکھا ہے پیشانی نورانی سے ایسا پسینا بہا ہے کہ زمین تر ہو گئی ہے جب یہ حال دیکھا تو اسکے دل مین بڑا اثر کیا کہ تمام جہان کے بادشاہ جسکی ہیبت کے سبب سے بیقرار ہین تعجب ہے کہ وہ اس صفت پر ہو پھر عرض کی کہ یا امیر المومنین آپ نے عدل کیا سو بے کھٹکے سوئے اور ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے تو خواہ نخواہ ہراسان رہتا ہے مین گواہی دیتا ہون کہ تمھارا دین سچا ہے اگر مین ایلچی بن کر نہ آیا ہوتا تو ابھی مسلمان ہو جاتا پھر حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہون گا تو حکومت کے یہ خطرے ہین اور اسکا علم بڑا ہے حاکم کی سلامتی اس مین ہے کہ ہمیشہ دیندار عالمون کی صحبت رکھے تا کہ وہ اسے عدل و انصاف کی راہ بتائین اور ایسے کام کی فکر رکھین اور دغاباز عالمون سے حذر کرے کہ وہ شیطان ہین **آٹھوان قاعدہ** یہ ہے کہ ہمیشہ علمائے دیندار کی ملاقات کا شائق رہے اور اُنکی نصیحت دل سے سنا کرے اور جو عالم دنیا کے لالچی ہین ان کی صحبت سے حذر کرے کہ اسے فریب دینگے اسکی تعریف کرینگے اسکی خوشی چاہین گے تا کہ وہ مردار حرام جو اسکے ہاتھ مین ہے مکر و حیلہ کرکے کچھ اس مین سے حاصل کرینگے دیندار عالم وہ ہے جو حاکم سے طمع نہ رکھے اور انصاف سے نہ چوکے کہتے ہین شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالےٰ خلیفہ ہارون رشید کے پاس گئے ہارون نے پوچھا کہ اے شقیق کیا تم زاہد ہو کہا مین شقیق ہون زاہد نہین ہون کہا کچھ مجھے نصیحت کرو جواب دیا کہ خدا نے تجھے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ پر بٹھایا ہے اور جس طرح اُنسے صدق چاہا تھا اُسی طرح تجھ سے بھی صدق چاہتا ہے اور حق تعالےٰ نے تجھے جناب فاروق رضی اللہ عنہ کی جگہ پر بٹھایا ہے اور جسطرح اُنسے حق و باطل مین فرق چاہا تھا اُسیطرح

تجھ سے بھی چاہتا ہے اور حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی جگہ پر بٹھایا ہے جسطرح اُن سے شرم و بخشش چاہی تھی اُس طرح تجھ سے بھی چاہتا ہے اور جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جگہ پر بٹھایا ہے جسطرح اُنسے علم و عدل چاہا تھا اُسیطرح تجھسے بھی چاہتا ہے ہارون رشید نے کہا کچھ اور نصیحت کرو کہا کہ حق تعالے نے ایک گھر بنایا ہے اُسے دوزخ کہتے ہین تجھے اُس مکان کا دربان کیا ہے اور تین چیزین تجھے دی ہین بیت المال کا مال اور تلوار اور تازیانہ اور حکم فرمایا کہ ان تینون چیزون سے خلائق کو دوزخ سے بچا جو محتاج تیرے پاس آکر اُسے مال سے محروم نہ رکھ اور جو شخص خدا کی نافرمانی کرے اُسے تازیانہ سے مار اور جو کوئی کسی کو ناحق مار ڈالے اس مقتول کے ولی کی اجازت سے قاتل کو بھی تلوار سے مار ڈال اگر یہ نہ کریگا تو دوزخ مین تو سب سے پہلے جائیگا اور لوگ تیرے پیچھے آئینگے ہارون رشید نے پھر کہا اور کچھ نصیحت فرمائیے کہا کہ تو چشمہ ہے اور تیرے عمل دنیا مین نہرین ہین چشمہ اگر خود روشن ہوتا ہے تو نہرون کی تیرگی کچھ نقصان نہین کرتی لیکن اگر چشمہ تاریک ہو تو نہرون کی صفائی کی امید نہ رکھنا چاہیے خلیفہ ہارون رشید عباس کے ساتھ جو اُسکے مصاحبون مین سے تھا فضیل عیاض رضی اللہ تعالے عنہ کی خدمت مین جاتا تھا اُنکے مکان کے دروازے پر جب پہونچا تو وہ قرآن شریف کی یہ آیہ کریمہ پڑھتے تھے اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ہارون رشید نے کہا اگر ہم نصیحت لیا چاہین تو یہ آیت ہمین کفایت کرتی ہے اس آیت کے معنے یہ ہین آیا سمجھتے ہین وہ لوگ جنھون نے بُرے کام کیے ہین یہ کہ ہم اُن کو برابر رکھین گے اُنکے ساتھ جو ایمان لائے اور جنھون نے اچھے کام کیے برابر ہے اُنکی زندگی اور موت بُرا حکم تھا جو اُنھون نے کیا پھر ہارون رشید نے کہا کہ دروازہ کھٹکھٹا عباس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ امیر المومنین آیا ہے دروازہ کھولو اُنھون نے جواب دیا میرے پاس اُسکا کیا کام ہے کہا کہ امیر المومنین کی اطاعت کرو تب اُنھون نے دروازہ کھولا رات کا وقت تھا چراغ ٹھنڈا کر دیا ہارون رشید نے اندھیرے مین ہاتھ اِدھر اُدھر بڑھایا ہاتھ سے ہاتھ جو ملا فضیل نے کہا کہ ایسا نرم اور نازک ہاتھ اگر دوزخ سے نہ بچے تو افسوس ہے پھر کہا اے امیر المومنین قیامت کے دن خدا کے جواب کے واسطے تیار رہ کہ تجھے ہر ایک مسلمان کے ساتھ ایک ایک بار بٹھا کر ہر ایک کا انصاف تجھسے چاہیگا ہارون رشید رونے لگا عباس نے کہا اے فضیل خاموش امیر المومنین کو تم نے مار ہی ڈالا فضیل نے کہا اے ہامان تو نے اور تیرے ساتھیون نے اسے ہلاک کر رکھا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ تم نے مار ڈالا ہارون رشید نے کہا کہ مجھے فرعون کے مانند سمجھے اس وجہ سے تجھے ہامان کہا پھر ہزار دینار فضیل کے سامنے پیش کیے اور کہا کہ جناب یہ مال حلال ہے کہ میری مان کا مہر ہے فضیل رض نے کہا کہ مین تجھ سے کہے دیتا ہون کہ جو کچھ تو پاس رکھتا ہے اُس سے ہاتھ کھینچ اور جو اُسکے مالک ہین اُنھین پھیر دے اور تو مجھے دیتا ہے پس اُن کی خدمت سے اُٹھ کر ہارون رشید باہر چلا آیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالے نے محمد ابن کعب القرظی سے کہا عدل کی تعریف مجھ سے بیان کیجیے فرمایا کہ عدل یہ ہے کہ جو مسلمان تجھ سے چھوٹا ہو اُسکے حق مین باپ کے مثل رہ اور جو مسلمان تجھ سے بڑا ہے اُسکا بیٹا بنا رہ اور جو تیرے مثل ہو اُسکا بھائی بنا رہ اور ہر ایک خطاوار کو اتنی ہی سزا دیا کر جو اُسکے قصور اور قوت کے لائق ہو خبردار غصہ سے کسی کو تازیانہ نہ مارنا ورنہ تیری جگہ دوزخ مین ہوگی ایک زاہد کسی خلیفہ وقت کے پاس تشریف لے گیا

خلیفہ نے عرض کی کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے اُنھون نے کہا مین شہر چین مین گیا تھا وہان کا بادشاہ بہرا ہوگیا تھا بہت روتا اور کہتا تھا کہ مین اسواسطے نہین روتا ہون کہ میری سماعت جاتی رہی بلکہ اسلیے روتا ہون کہ اگر کوئی مظلوم میرے دروازے پر فریادی آئے تو اُسکی فریاد مین نہ سن سکون گا لیکن میری بصارت باقی ہے منادی کردو کہ جو کوئی دادخواہ ہو وہ سرخ کپڑے پہنے اور ہر روز ہاتھی پر سوار ہوکر نکلتا اور جو شخص سرخ کپڑے پہنے نظر آتا اُسے بلاکر اسکی داد دیتا یا امیر المومنین یہ بادشاہ کافر تھا اور بندگان خدا پر اسکی یہ مہربانی تھی تو مسلمان ہے اور اہلبیت رسول مین سے ہے غور کر کہ تیری مہربانی کیسی ہونا چاہیے ابو قلابہ عمر ابن عبدالعزیز رحمہما اللہ تعالےٰ کے پاس تشریف لیگئے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجیے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے آجتک کوئی خلیفہ نہین باقی رہا مگر تو کہا اور کچھ فرمائیے کہا اب پہلے جو خلیفہ مریگا وہ تو ہوگا کہا اور کچھ ارشاد ہو کہا اگر خدا تیرے ساتھ رہے تو پھر تجھے کسکا ڈر ہے اگر وہ تیرے ساتھ نہ رہے تو تو کس کی پناہ لے گا لہٰذا یہ جو تم نے فرمایا مجھے بس ہے سلیمان عبدالملک خلیفہ تھا ایک دن اسنے خیال کیا کہ مین نے دنیا مین تو اسقدر عیش کی دیکھیے قیامت مین میرا کیا حال ہو ابو حازم جو اُسوقت مین عالم زاہد تھے اُنکے پاس کسی کو بھیجا اور یہ التماس کی کہ جس چیز سے آپ روزہ افطار کرتے ہین اس مین سے تھوڑی سی مجھے بھیجدیجیے گیہون کی تھوڑی سی بھوسی بھون کر اُنھون نے بھیجدی اور کہلا بھیجا کہ رات کو مین یہی کھایا کرتا ہون سلیمان اُسے دیکھ کر بہت رویا اسکے دل پر بڑی تاثیر ہوئی اور تین روزے پے درپے رکھے اور کچھ نہ کھایا تیسرے دن شام کو اسی سے روزہ کھولا کہتے ہین کہ اس رات کو سلیمان عبدالملک نے اپنی بی بی سے جو صحبت کی تو عبدالعزیز پیدا ہوا اور اس سے عمر ابن عبدالعزیز جو عدل و انصاف مین امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قدم بقدم تھا پیدا ہوا بزرگون نے کہا ہے کہ یہ اس نیک نیتی کی برکت تھی کہ اس کھانے مین سے کھایا خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز سے لوگون نے پوچھا کہ آپ کی توبہ کا کیا سبب تھا کہا مین ایکدن اپنے غلام کو مارتا تھا وہ کہنے لگا کہ میان اُس رات کو یاد کرو جس کی صبح قیامت قائم ہوگی اسکی یہ بات میرے دلمین اثر کرگئی کسی بزرگ نے ہارون رشید کو عرفات مین دیکھا کہ ننگے پاؤن ننگے سر گرم بالو اور پتھر پر کھڑا ہے اور ہاتھ اُٹھائے ہوئے پکار رہا ہے کہ یا ارحم الراحمین تو توہی ہے اور مین مین ہی ہون میرا کام یہ ہے کہ ہر دم ایک گناہ کرون اور تیرا کام یہ ہے کہ ہر آن تو بخشدیا کرے میرے اوپر رحم فرما اُس بزرگ نے کہا کہ دیکھو جبار زمین جبار آسمان وزمین کے سامنے کیا زاری کرتا ہے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز نے ابو حازم سے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجیے اُنھون نے فرمایا کہ زمین پر سویا کر موت کو یقین رکھ کہ سر پر ہے اور یہ جو تو روا رکھتا ہے کہ کسی وقت تجھے موت آئے گی اسکا دھیان رکھ اور جس چیز کو تو روا نہین رکھتا ہے اس سے دور رہ اسواسطے کہ ممکن ہے کہ موت نزدیک ہو پس حاکم کو چاہیے کہ ان حکایتون کو اپنی نگاہ کے سامنے رکھے کہ یہ نصیحتین جو اور حاکمون کی ہین ان سے نصیحت لے اور جس عالم کو دیکھے اس سے نصیحت چاہے اور جو عالم انھین دیکھے اسے چاہیے کہ اس قسم کی نصیحتین کرے اور حق بات سے درگزر نہ کرے اگر انکو غرور دلائے گا اور حق بات نہ کہے گا تو جو مظلمہ دنیا مین ہوگا اس مین وہ عالم بھی شریک رہے گا **قانون قاعدہ** یہ ہے کہ حاکم فقط اسی پر قناعت نہ کرے کہ خود ظلم سے دست بردار رہے بلکہ اپنے غلامون اور نوکرون اور نائبون کو بھی مہذب کرے اور اُن کے ظلم پر راضی نہ ہو اسواسطے کہ اس سے انکے ظلم کی بھی پرسش ہوگی امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو جو انکے عامل تھے نامہ لکھا کہ اما بعد بڑا نیکبخت وہ عملدار ہے جس سے رعیت نیکبخت ہو اور بڑا بدبخت وہ عملدار ہے جس سے رعایا بدبخت ہو خبردار فراخ روی نہ کرنا کہ تمہارے عمال بھی ایسا ہی کرین گے اسوقت تمہاری مثال اُس چارپایہ کی ایسی ہوجائیگی جو گھاس دیکھے اور بہت سی کھاجائے تاکہ فربہ ہو اور فربہی اسکی ہلاکت کا سبب ہو یعنے لوگ اُسے ذبح کرکے کھاجائین توریت مین لکھاہے کہ بادشاہ کے عامل سے جو ظلم سرزد ہو اور بادشاہ اسپر چپ ہو رہے وہ ظلم گویا خود بادشاہ نے کیا بادشاہ اس ظلم پر یا خوذ ہوگا حاکم کو یہ بات جاننا چاہیے کہ کوئی شخص اس آدمی سے زیادہ نقصان رسیدہ اور نادان نہوگا جو اپنے دین اور اپنی آخرت کو دوسرون کی دنیا کے واسطے بیچڈالے تمام عامل اور نوکر دنیا حاصل کرنے کے لیے خدمت کرتے ہین اور ظلم کو والی ملک کی نگاہ مین آراستہ کرتے ہین تاکہ اسے جہنم مین بھیجین اور اپنا مطلب حاصل کرین اور اُس شخص سے زیادہ تیرا بڑا دشمن اور کون ہوگا جو چند درم حاصل کرنے کیواسطے تیری تباہی مین کوشش کرے الغرض جو حاکم اپنے عاملون اور نوکرون اور چوروں لڑکون اور غلامون کو عدل پر نہ رکھیگا وہ خود رعایا کا انصاف نہ کرسکیگا اور یہ کام وہی کرتاہے جو پہلے اپنے بدن کے اندر عدل کو نگاہ رکھتا ہے اور بڑا عدل یہ ہے کہ آدمی ظلم اور غصہ اور خواہش کو عقل پر غالب نکرے تاکہ انکو عقل و دین کا قیدی بنائے عقل و دین کو اسیر نہ کردے اکثر لوگ ایسے ہین کہ عقل کو غضب اور خواہش کا خدمتگار بناتے ہین یہانتک کہ عقل و غضب کے تئین اپنی مراد کو پہونچانے کے واسطے ایک حیلہ ڈھونڈھتے ہین اسوقت کہتے ہین کہ عقل کی بات یہی ہے حاشا کہ ایسا نہین ہے اسواسطے کہ عقل فرشتون کے جوہر سے ہے اور حق تعالیٰ کے لشکر سے ہے اور خواہش اور غصہ ابلیس کے لشکر سے ہے تو جو شخص معاذاللہ خدا کے لشکر کو ابلیس کے لشکر مین قید کرے گا وہ اورون پر کیا عدل کریگا تو آفتاب عدل اول سینہ مین طلوع کرتاہے بعدہ اسکا نور گھر والون اور خاص لوگون پر پڑتاہے پھر اُسکی روشنی رعیت کو پہونچتی ہے اور جو شخص آفتاب کی بغیر شعاع کے امید رکھیگا وہ طلب محال کریگا اے عزیز جان تو کہ عدل کمال عقل سے پیدا ہوتاہے اور کمال عقل یہ ہے کہ آدمی کامون کو ویسا دیکھے جیسے وہ واقع مین ہین اور کامون کی حقیقت اور باطن کو دیکھے اُنکے ظاہر پر فریفتہ نہ ہوجائے مثلاً آدمی جب عدل سے ہاتھ روکے گا تو دنیا کے واسطے ہاتھ روکےگا تو غور کرے کہ دنیا سے اُسے مقصود کیا ہے اگر یہی مقصود ہے کہ کھانا اچھا کھائے تو جان رکھے کہ مین چارپایہ بصورت آدمی ہون اس واسطے کہ کھانے کی حرص چارپایون کا کام ہے اور اگر یہ امر اسواسطے کرتاہے کہ اچھے کپڑے پہنے تو مرد عورت کی صورت ہے اسلیے کہ آرائش عورتون کا کام ہے اور اگر یہ امر اسواسطے کریگا کہ اپنا غصہ دشمنون پر اُتارے تو درندہ بصورت آدمی ہے کیونکہ غصہ کرنا اور آدمی کے پیچھے پڑنا درندون کا کام ہے اور اگر یہ امر اس غرض سے کریگا کہ لوگ اسکی خدمت کرین تو جاہل بصورت عاقل ہے اسواسطے کہ اگر عقل رکھتا ہوتا تو یہ جانتا کہ سب خدمتگار اپنے پیٹ اور خواہش اور فرج کی خدمت کرتے ہین اسواسطے کہ اگر ایک ہی دن اُنکا یومیہ نہ دے تو پھر وہ اُسکے گرد بھی نہ پھٹکین تو اسکی خدمت جو کرتے ہین یہ اسنے اپنی خواہش کا پھندا بنا رکھاہے اور یہ وہ بندگی جو کرتے ہین اپنی کرتے ہین اسپر دلیل یہ ہے کہ اگر افواہًا سنتے ہین کہ حکومت دوسرے کو ملا چاہتی ہے تو اس سے منھ پھیر لیتے ہین اور اس دوسرے کا تقرب ڈھونڈھتے ہین اور جہان روپیہ ہونے کا گمان ہوتاہے وہان بندگی اور خدمت

کرتے ہین تو حقیقت مین یہ خدمت کرنا نہین ہے بلکہ اسپر ہنسنا ہے تو عاقل وہ شخص ہے جو کامون کی روح اور حقیقت دیکھے صورت نہ دیکھے اور ان کامون کی حقیقت یہ ہے جو بیان کی گئی جو ایسا نہ سمجھے وہ عاقل نہین اور جو عاقل نہین وہ عادل نہین اور دوزخ اُسکی جگہ ہے اسی سبب سے عقل سب سعادتون کی سردار ہے **دسوان قاعدہ** یہ ہے کہ حاکم پر تکبر نہ غالب ہوا ہو اسواسطے کہ تکبر کے سبب سے غصہ غالب ہوتا ہے اور انتقام کی طرف بلاتا ہے اور غصہ عقل کو راہ بھلاتا ہے اسکی آفت اور اسکا علاج غضب کے بیان واقع رکن مہلکات مین ہم لکھینگے لیکن جب تکبر غالب ہوگیا ہو تو سب کامون مین عفو کرنیکی رغبت کی کوشش کرے کرم اور بردباری کو اپنا پیشہ کرے اور یہ سمجھ لے کہ مین اگر یہ پیشہ اختیار کرونگا تو انبیاء اولیا صحابہ رضی کے مانند ہوجاؤنگا اور اگر غصہ اُتارنا اپنا پیشہ کرونگا تو ترک اور پہلوان اور بیوقوف لوگ جو درندون اور چارپایون کے مثل ہین اُنہین داخل ہوجاؤنگا حکایت کرتے ہین کہ ابو جعفر خلیفہ تھا اُسنے ایک خطاوار کے قتل کا حکم دیا مبارک ابن فضالہ رحمہ اللہ تعالی تشریف رکھتے تھے اُنھون نے کہا یا امیر المؤمنین پہلے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سن لے کہا فرمائیے فرمانے لگے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے روایت کرتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب تمام خلق کو ایک میدان مین جمع کرینگے تو منادی ندا کریگا کہ جس کسی کو حق سبحانہ تعالے کے سامنے مجال ہو اُٹھے کوئی بھی نہ اُٹھیگا مگر وہ شخص جسنے کسی کی خطا معاف کی ہو پس خلیفہ نے کہا کہ اس خطاوار کو چھوڑ دو مین نے اسکی خطا معاف کی حاکمون کو اکثر غصہ اسوجہ سے ہوتا ہے کہ کوئی انسے زباندرازی کرے تو یہی چاہتے ہین کہ اُسے مار ہی ڈالین ایسے وقت انھین وہ بات یاد کرنا چاہیے جو حضرت عیسی علیہ السلام نے حضرت یحیی علی نبینا وعلیہ السلام سے کہی تھی کہ جو کوئی تمھین کچھ کہے اور سچ کہے تو شکر کرو اور اگر جھوٹ کہے تو اور زیادہ شکر کرو کہ تمھارے نامۂ اعمال مین تمھاری محنت کے بغیر ایک عمل بڑھا یعنے اس جھوٹ کہنے والیکی عبادت تمھارے نامۂ اعمال مین فرشتے لکھ دینگے حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا کے حضور مین ایک شخص کو لوگون نے کہا کہ وہ بڑا زورآور ہے آپنے فرمایا کہ وہ کیسا آدمی ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ جس سے کُشتی لڑتا ہے اُسے گراتا ہے اور سب سے کشتی مین بڑھا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زورآور اور جوانمرد وہ شخص ہے جو اپنے غصہ سے ہرآئے نہ وہ کہ جو کسی کو گرادے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین کہ آدمی جب اُنھین پہونچتا ہے تو اُسکا ایمان کامل ہوتا ہے جب غصہ آئے تو بیجا امر کا قصد نہ کرے جب خوش ہو تو کسی کے حق سے نہ چوکے جب قادر ہو تو اپنے حق سے زیادہ نہ لے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ کسی کے خلق پر اعتماد نہ کرو تاوقتیکہ غصہ کے وقت اسے نہ دیکھ لو اور کسی کے دین پر اعتماد نہ کرو تاوقتیکہ طمع کے وقت اُسے نہ آزما لو حضرت علی بن الحسین رضی اللہ تعالے عنہما ایکدن مسجد جاتے تھے کسی نے اُنھین گالی دی غلامون نے اُسے مارنیکا قصد کیا آپنے فرمایا کہ اسے جانے دو پھر اس شخص سے کہا اے عزیز ہمارے جو عیب تجھسے پوشیدہ ہین وہ اس بات سے زیادہ ہین جو تو کہتا ہے بھلا تجھے کچھ حاجت ہے جو ہمارے ہاتھ سے برآئے وہ شخص نہایت شرمندہ ہوا آپ جو کپڑا پہنے ہوے تھے وہ اُسے خلعت دیا اور ہزار درم دینے کا حکم کیا وہ شخص یہ کہتا ہوا چلا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ یہ بزرگ فرزند رسول ہے اور یہ بھی اُنھین کی حکایت ہے کہ ایک مرتبہ آپنے اپنے غلام کو دو آوازین دین او اُسنے جواب نہ دیا فرمایا تو سنتا ہے اُسنے کہا مین نے سنا فرمایا پھر جواب کیون نہ دیا اُسنے کہا کہ آپ کے حسن خلق سے بیخوف تھا کہ آپ مجھے رنج نہ دیجیے گا آپنے فرمایا کہ حقتعالے کا شکر ہے کہ میرا غلام مجھسے بیخوف تھا اور آپکا ایک غلام تھا اُسنے بکری کا پاؤن توڑ ڈالا آپنے پوچھا تو نے یہ کام کیونکر

کیا اُسنے جواب دیا کہ مین نے عمداً کیا تاکہ آپکو غصہ دلاؤن آپنے فرمایا کہ مین اُسے غصہ مین لاتا ہون جسنے یہ تجھے سکھایا یعنے ابلیس کو اور اُس غلام کو آزاد کر دیا ایک شخص نے آپکو گالی دی فرمایا اے جوانمرد میرے اور دوزخ کے بیچ مین یہی گھاٹی ہے اگر اس گھاٹی کو مین طے کر گیا تو جو کچھ تو کہتا ہے اُس سے مین کچھ باک نہین رکھتا اور طے نہ کر سکا تو جو کچھ تو کہتا ہے اُس سے بھی بدتر ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ بردباری و عفو کے بدولت صائم الدہر قائم اللیل کا مرتبہ پاتا ہے اور کوئی ہوتا ہے کہ اُسکا نام جبر کرنیوالونکے دفتر مین لکھا جاتا ہے حالانکہ گھر والونکے سوا اور کسی پر حکومت نہین رکھتا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے اُس دروازے سے کوئی شخص دوزخ مین نہ جائیگا مگر وہ جو خلاف شرع غصہ کرے روایت ہے کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ مین آپکو تین باتین سکھاتا ہون تاکہ حقتعالے سے آپ میری مراد مانگیے حضرت موسیٰ نے فرمایا وہ کیا تین باتین ہین کہا ایک تو یہ ہے کہ حرارت اور غصہ سے حذر کیا کیجیے کہ جو کوئی تیز اور ہلکا ہوتا ہے اس سے مین ایسا کھیلتا ہون جیسا لڑکے گیند دھڑکا کھیلتے ہین دوسرے عورتون سے پرہیز کیا کیجیے اسواسطے کہ مین نے خلق کیلیے جو پھندے بچھائے ہین اُنمین سے عورتون کے سوا اور کسی پر مجھے اعتماد نہین تیسرے بخل سے بچے رہیے اسلیے کہ جو بخیل ہوتا ہے مین اُسکا دین و دنیا دونون تباہ کرتا ہون اور جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی پر غصہ نکال سکتا ہو اور پی جائے تو حق تعالے اُسکے دل کو امن و ایمان سے بھر دیتا ہے اور جو کوئی بے ریا حقتعالے کے سامنے فروتنی کے لیے لباس فاخرہ نہین پہنتا ہے حق تعالے اُسے حلۂ کرامت پہناتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس شخص پر افسوس ہے جو غصہ مین آئے اور اپنے اوپر خدا کا غصہ بھول جائے ایک شخص نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین عرض کی کہ مجھے کوئی ایسی بات سکھائیے کہ اسکے سبب سے مین بہشت مین جاؤن فرمایا کہ خشمگین نہ ہو اگر تو بہشت تیرے واسطے ہے اُسنے عرض کی کہ اور فرمایا کسی سے کچھ اور نہ مانگ اگر تو بہشت تیرے واسطے ہے پھر اُسنے عرض کی اور فرمایا کہ عصر کی نماز کے بعد ستر بار استغفار کیا کر کہ تیرے ستر برس کے گناہ غفور الرحیم بخشدیا کرے اُسنے عرض کی کہ میرے ستر برس کے گناہ نہین ہین فرمایا تیری مان کے گناہ اُسنے عرض کی کہ میری مان کے بھی گناہ اتنے نہین ہین فرمایا تیرے باپ کے گناہ اُسنے عرض کی کہ میرے باپ کے بھی گناہ اسقدر نہین ہین فرمایا تیرے بھائی مسلمانونکے گناہ خدا بخشدیگا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا کہ ایکدن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ مال کی تقسیم فرماتے تھے ایک شخص نے کہا کہ یہ تقسیم خدا کیواسطے نہین ہے یعنی انصاف کی رو سے نہین ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ نے اس شخص کا یہ قول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے نقل کیا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم غصہ مین آئے اور آپکا چہرۂ مبارک سُرخ ہوگیا باوصف اسکے اس سے زیادہ اور کچھ نہ فرمایا کہ بھائی موسیٰ پر حقتعالے رحمت نازل کرے کہ لوگون نے اُنھین اس سے زیادہ رنج دیا اور انھون نے صبر کیا حاکمون اور امیرون کی نصیحت کیواسطے اسقدر حکایات اور حدیثین کافی ہین اسواسطے کہ اگر اصل ایمان برقرار ہو تو یہ اثر کرینگی اور اگر یہ حکایتین اور حدیثین اثر نہ کرین تو یہ بات ہے کہ اسکا دل ایمان سے خالی ہوگیا ہے فقط زبانی اقرار باقی ہے اور ایمان کی بات جو دلمین ہوتی ہے وہ اور ہے اور ایمان اور ہی چیز ہے مین نہین جانتا کہ اس عامل کے دلمین حقیقت ایمان کیونکر رہیگی جو برس دن مین حرام کے کئی ہزار دینار حاصل کرکے اورونکو دیدے تاکہ وہ سب دینار اسکی ضمانت مین رہین اور قیامت مین اس سے طلب ہون حالانکہ اُسکا نفع اورونکو پہونچا ہے اور یہ نہایت غفلت اور بے ایمانی ہے واللہ اعلم بالصواب وعندہٗ ام الکتاب بفقط خدا کا بڑا فضل و انعام ہوا کہ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت کا دوسرا رکن بھی تمام ہوا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی نَعْمَائِهٖ وَآلَائِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَنْبِیَائِهٖ وَاَوْلِیَائِهٖ فقط

قل ہو للذین آمنوا ہدی و شفاء

ہادی برحق کا احسان کہ بادیہ ضلالت کے آوارون کو صراط مستقیم نجات اُخروی پر ہدایت فرمائی
شافی مطلق کے قربان کہ مرض شقاوت کے گرفتارون کو صحت کی صورت دکھائی یعنی نسخہ

سراپا منفعت مسمی بہ

اکسیر ہدایت

ترجمہ

کیمیای سعادت

کا تیسرا رکن

حسب ارشاد کریمانہ عالی ہمت رئیس ولی النعمت قدر شناس جنود واضع جناب منشی نولکشور صاحب مرحوم ترکیب بخشیدہ
حکیم ملت البیضا خاندان العلیۃ النوازیہ القادریہ افتخار علمای مستند حضرت مولانا محمد فخر الدین احمد مدرس کردہ

مطبع منشی تیجکمار مقام لکھنؤ مین بہزاران حسن و خوبی منطبع ہوا



راہ دین مین جو جو کھٹکے کا مقام ہے مہلکات جسکا نام ہے اُسکے بیان مین کہ وہ کیا ہین اور کتنے ہین اور اُن کا علاج کس طور سے کرتے ہین اس رکن کی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل ریاضت نفس اور علاج خلق بد اور تدبیر خلق نیک کے بیان مین۔ دوسری اصل شہوت فرج وشکم کے علاج اور ان دونون کی حرص توڑنے کے بیان مین تیسری اصل بات کہنے کی حرص کے علاج اور زبان کی آفت کے بیان مین چوتھی اصل خشم وحسد کے علاج اور اُن کی آفتون کے بیان مین پانچوین اصل محبت دنیا کے علاج کے بیان مین۔ اور اس بیان مین کہ دنیا کی محبت سب گناہون کی سردار ہے چھٹی اصل محبت مال کے علاج اور آفت بخل کے بیان مین۔ ساتوین اصل جاہ وحشمت کی محبت اور اسکی آفت کے بیان مین۔ آٹھوین اصل عبادات مین ریا اور نفاق کے علاج اور اپنی پارسائی ظاہر کرنے کے بیان مین۔ نوین اصل علاج کبر وعجب کے بیان مین۔ دسوین اصل علاج غرور وغفلت کے بیان مین۔ اخلاق بد کی جڑین یہی ہین اسکی سب شاخین انھین دس جڑون سے نکلتی ہین جو شخص ان دسون گھاٹیون کو طے کر گیا اُسنے اخلاق بد کی نجاست سے طہارت باطن بھی حاصل کر لی اور اس نے اپنے دل کو اس لائق کر لیا کہ حقائق ایمان مثلاً معرفت محبت توحید توکل وغیرہ سے آراستہ ہوا

پہلی اصل نفس کی ریاضت اور خلق بد سے طہارت کے بیان مین

ہم اس اصل مین پہلے خلق نیک کی فضیلت کا ذکر کرینگے پھر اسکی حقیقت بیان کرینگے کہ کیا ہے پھر یہ بات ظاہر کرین گے کہ ریاضت

سے خلق نیک حاصل کرنا ممکن ہے پھر اس کا طریقہ سکھائینگے پھر اپنا عیب پہچاننے کی تدبیر بتائینگے پھر خلق نیک کے علامات لکھین گے پھر لڑکون کو پرورش کرنے اور ادب سکھانے کا طریقہ لکھین گے پھر مرید کی ریاضت جو ابتدا مین ہوتی ہے اُسکی راہ دکھاوین گے۔

خلق نیک کی فضیلت اور ثواب کا بیان

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ حق سبحانہ تعالٰے نے خلق نیک سے سرور انبیا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کی اور فرمایا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ[1] اور حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ حق تعالٰے نے مجھے بھیجا ہے تاکہ محاسن اخلاق کو پورا کر دون اور فرمایا ہے کہ جو چیزین ترازو مین رکھی جائینگی اُن سب مین بڑی بھاری چیز خلق نیک ہے ایک شخص رسول مقبول کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ دین کیا ہے آپ نے فرمایا کہ نیک خلق وہ داہنے بائین سے آکر بار بار یہی پوچھتا آپ ہر بار یہی جواب ارشاد فرماتے آخر کو آپ نے فرمایا کہ تو نہین جانتا کہ دین یہی ہے کہ تو غصہ مین نہ آیا کر۔ لوگون نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ فاضلترین اعمال کیا ہے فرمایا خلق نیک ایک شخص نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت مجھے کچھ نصیحت فرمائیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو جہان ہو خدا سے ڈر اُسنے عرض کی اور کچھ فرمائیے فرمایا ہر بُرائی کے بعد بھلائی کیا کر تاکہ وہ بھلائی اُس بُرائی کو مٹا دیا کرے اُسنے عرض کی کہ کچھ اور فرمائیے ارشاد کیا کہ خلق سے خوش خلقی کے ساتھ ملا کر اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالٰے نے جسے خوشخوئی اور خوبروئی عنایت فرمائی ہے اُسے دوزخ مین نہ ڈالے گا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کی کہ یا حضرت فلانی عورت دن کو روزہ رکھتی ہے رات کو نماز پڑھا کرتی ہے لیکن بدخو ہے پڑوسیون کو زبان سے رنج دیا کرتی ہے فرمایا کہ اُسکی جگہ دوزخ ہے اور فرمایا ہے کہ خوے بد عبادتون کو ایسا تباہ کرتی ہے جیسا سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم دعا مین یون فرماتے کہ بار خدایا تو نے میری صورت تو اچھی بنائی میری سیرت بھی نیک کر دے اور فرماتے کہ بار خدایا صحت و عافیت اور نیک سیرت مجھے عنایت فرما رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا حضرت کیا چیز بہتر ہے جو خداوند کریم بندہ کو عنایت فرمائے آپ نے فرمایا کہ خلق نیک اور فرمایا ہے کہ نیک خلق گناہون کو اسطرح نیست و نابود کر دیتا ہے جسطرح آفتاب یخ کو حضرت عبد الرحمٰن سمرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کہتے ہین کہ مین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر تھا آپ نے فرمایا کہ کل مین نے عجیب امر دیکھا اپنی امت مین سے ایک مرد کو دیکھا کہ زانو کے بھل پڑا تھا اُسکے اور خدا کے درمیان حجاب اور پردہ تھا اُسکے خلق نیک نے آکر حجاب اُٹھا دیا اور اسے خدا کے حضور پہونچا دیا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خوے نیک کے سبب سے بندہ صائم الدہر اور قائم اللیل کا درجہ پاتا ہے اور قیامت مین بڑے بڑے درجے پائیگا گو کہ عبادت کم کی ہو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا خلق بہترین اخلاق تھا ایک دن عورتین آپکے سامنے شور و غل کرتی تھین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ آئے

[1] بیشک تو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم بڑے خلق پر ہے ۱۲

سب بھاگ گئین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ اے دشمنو تم مجھ سے تو ڈرتی ہو اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے نہین ڈرتین اُنھون نے کہا کہ تم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت تیز و تند ہو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے ابن خطاب رضؓ اُس خدا کی قسم جسکے دست قدرت مین میری جان ہے کہ ہرگز ایسا نہین ہے کہ شیطان تجھے کسی راہ مین دیکھے اور تیری ہیبت سے وہ راہ چھوڑ کر اور راہ نہ چلا جائے حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ فاسق نیک خو کی صحبت عالم بدخو کی صحبت سے مجھے بہت پسند ہے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بدخو آدمی کا راہ مین سابقہ ہوا جب اُس سے جُدا ہوے تو رونے لگے لوگون نے پوچھا کہ آپ کیون روتے ہین کہا اس سبب سے روتا ہون کہ وہ بیچارہ میرے پاس سے گیا اور وہ خوے بد بھی اسی طرح اُسکے ساتھ گئی اُس سے چھوٹی نہین حضرت کتانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ نیکخوئی صوفی پن ہے جو شخص تجھسے زیادہ نیک خو ہے وہ تجھسے زیادہ صوفی ہے حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ خوے بد اتنا بڑا گناہ ہے کہ کوئی عبادت اُسے سود مند نہین ہوتی اور خوے نیک اتنی بڑی عبادت ہے کہ کوئی گناہ اُسے نقصان نہین کرتا

خلق نیک کی حقیقت کا بیان اے عزیز جان تو کہ خلق نیک کی حقیقت اور ماہیت علما نے بہت طرح سے بیان کی ہے جو جسکے ذہن مین آیا وہ اُسنے کہا لیکن پورا حال نہین بیان کیا چنانچہ کوئی تو کہتا ہے کہ خلق نیک کی حقیقت و ماہیت کشادہ روئی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ لوگونکا رنج کھینچنا اور کوئی کہتا ہے کہ بدلا نہ لینا اور اسکے مانند جو جسکے دل مین آیا وہ اُسنے حقیقت خلق نیک کی تعریف کی اور یہ تعریفین خلق نیک کی شاخین ہین اسکی تمام حقیقت اور ماہیت نہین ہم اُسکی تمام ماہیت اور حقیقت اور تعریف بیان کرتے ہین اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ حق تعالےٰ نے آدمیون کو دو چیزون سے پیدا کیا ہے ایک جسم جسے ظاہر کی آنکھ سے دیکھ سکتے ہین اور ایک روح کہ اُسے چشم عقل ہی سے پہچان سکتے ہین اور ان دونون مین سے ہر ایک کے واسطے خوبی اور زشتی ہے ایک کو حسن خَلق کہتے ہین ایک کو حسن خُلق جسطرح حسن خَلق صورت ظاہر سے عبارت ہے اسیطرح حسن خُلق صورت باطن سے عبارت ہے اور جسطرح صورت ظاہر فقط آنکھ اچھی ہونے یا فقط دہن اچھا ہونے سے اچھی نہین ہو سکتی تاوقتیکہ آنکھ ناک دہن سب اچھے نہ ہون اور ایک دوسرے کے مناسب نہ ہون اسیطرح صورت باطن بھی اچھی نہین ہوتی تاوقتیکہ چار قوتین باطن مین اچھی نہون قوت علم قوت خشم قوت شہوت قوت عدل یعنے ان تینون قوتون مین اعتدال رکھنے کی قوت لیکن قوت علم سے ہم زیرکی مراد لیتے ہین اسکا اچھاپن باینطور ہوتا ہے کہ گفتار مین آسانی سے سچ کو جھوٹ سے پہچان لے اور کردار مین نیک کو بد سے جدا کر لے اور اعتقاد مین حق کو باطل سے تمیز کر لے آدمی مین جب یہ کمال حاصل ہو جاتا ہے تو اسکے دلمین یہین سے حکمت پیدا ہوتی ہے جو سب سعادتون کی افسر ہے جیسا حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا[له] اور قوت غضب کی بھلائی اسطور پر ہوتی ہے کہ حکمت اور شرع کی فرمانبرداری مین رہے اُسکے حکم سے اُٹھے بیٹھے اور قوت شہوت کی بہتری اس طور سے ہے کہ سرکش نہو عقل اور شرع کے حکم سے ہوا کرے اسکی فرمانبرداری اُسپر آسان ہو اور قوت عدل کی خوبی اسطرح پہ ہے کہ غضب اور شہوت کو ضبط کرے دین اور عقل کے اشارے پر رکھے غضب کی مثل شکاری کتے کی سی ہے اور شہوت کی مثل گھوڑے کے مانند اور عقل کی مثل سوار کی سی گھوڑا کبھی سرکش اور بدذات ہوتا ہے کبھی فرمانبردار اور شائستہ ہوتا ہے اور کتا کبھی ہلا ہوا فرمانبردار ہوتا ہے اور کبھی بگڑا ہوا خودمختار ہوتا ہے اور جبتک کتا ہلا ہوا اطاعت گزار اور گھوڑا شائستہ

له اور جس شخص کو دی گئی حکمت پس بیشک دی گئین اُسے نیکیان بہت ۱۲

اور فرمانبردار نہو تب تک سوار کو یہ امید نہین ہوتی کہ شکار مار لیگا بلکہ اپنے ہلاک ہونیکا ڈر رہتا ہے کہ کہین گھوڑا زمین پر نہ گرا دے اور کتا لپٹ نجائے
اور عدل کے یہ معنی ہین کہ ان دونون کو عقل اور دین کے حکم مین رکھے کبھی شہوت کو غصہ پر مسلط کردے تاکہ اسکی سرکشی توڑے اور کبھی غصہ کو
شہوت پر متعین کرے کہ اسکی حرص کو توڑدے اور جب یہ چارون قوتین اس صفت پر ہوجائین تو یہ نیک خوئی مطلق ہوگی اور اگر ان مین سے
بعض نیک ہون تو نیکخوئی مطلق نہوگی جسطرح کسی شخص کا دہن تو اچھا ہو آنکھ بری ہو یا آنکھ تو اچھی ہو ناک بری ہو تو خوبروئی مطلق نہ ہوگی اے عزیز
جان تو کہ ان مین سے جب ہر ایک قوت زشت ہو تو برے خلق اور برے کام اس سے پیدا ہوتے ہین اور ہر ایک کی برائی دو وجہ سے
ہوتی ہے ایک اس زیادتی سے جو حد سے گزر جائے دوسرے اس کمی سے جو ناقص ہو جب علم کی قوت حد سے بڑھ جائے اور اُسے برے کامون مین
صرف کرین تو اس سے مکاری اور بسیار دانی پیدا ہوگی اور جب ناقص ہوجائے تو ابلہی اور حماقت ہویدا ہوگی اور جب معتدل ہو تو اس سے
اچھی تدبیر اور راے درست اور فکر صائب اور ٹھیک فراست پیدا ہوگی اور قوت غضبی اگر حد سے بڑھ جائے تو اُسے تہور کہتے ہین اور گھٹ جائے تو
اُسے بزدلی اور بے ہمتی کہتے ہین اور اگر اعتدال پر رہے نہ بہت ہو نہ کم تو اُسے شجاعت کہتے ہین اور شجاعت سے کرم اور عالی ہمتی اور دلیری اور
حلم اور بردباری اور آہستگی اور غصہ پی جانا اور اسکے مثل خلق پیدا ہوتے ہین اور تہور سے کبر عجب لاف زنی پہلوانی اپنے تئین خطرناک کامون مین
ڈالنا اور اسکے مثل عادتین پیدا ہوتی ہین اور بزدلی سے اپنے تئین ذلیل رکھنا بیچارگی خوشامد ذلت پیدا ہوتی ہے اور قوت شہوت اگر افراط
سے ہو تو اسے حرص کہتے ہین اور اس سے شوخی پلیدی بے مروتی ناپاکی ڈاہ امیرون سے ذلت کھینچنا فقیرونکو حقیر جاننا اور اسکے مثل بری
عادتین پیدا ہوتی ہین اور اگر کم ہو تو اس سے سستی نامردی بیقراری پیدا ہوتی ہے اور اگر معتدل ہو تو اسے عفت کہتے ہین اس سے
شرم قناعت سہل گیری صبر ظرافت موافقت پیدا ہوتی ہے ان قوتون مین سے ہر ایک کے دو کنارے ہین وہ بری اور ناپسندیدہ ہین
اور امور نکا وسط نیک اور پسندیدہ ہے اور دونون کنارون مین وہ وسط بال سے زیادہ باریک ہے اور صراط مستقیم وہی وسط ہے اور یہ باریکی
مین صراط آخرت کے مثل ہے جو اس صراط مستقیم پر سیدھا چلتا ہے وہ فرداے قیامت کو اُس صراط پر بیخوف رہیگا اسیواسطے حق سبحانہ تعالے
نے ہر خلق مین وسط کا حکم فرمایا اور دونون کنارون سے منع کیا اور ارشاد فرمایا وَالَّذِینَ اِذَا اَنْفَقُوا لَمْ یُسْرِفُوا وَلَمْ یَقْتُرُوا وَکَانَ
بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا یعنے ان لوگون کی تعریف فرمائی ہے جو نفقہ دینے مین نہ اسراف کرتے ہین نہ تنگی بلکہ وسط پر ٹھہر جاتے ہین حق تعالے نے
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُولَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْھَا کُلَّ الْبَسْطِ یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم تم نہ اتنا ہاتھ بند کرو کہ کچھ نہ دو نہ دفعۃً اسقدر ہاتھ کھولدو کہ سب دے ڈالو اور محتاج ہوجاؤ تو اے عزیز جان تو کہ نیک خوئی مطلق
وہ ہوتی ہے جسمین یہ سب معنی معتدل اور ٹھیک ہون جسطرح خوبروئی مطلق وہ ہوتی ہے کہ آدمی کے سب اعضا ٹھیک اور اچھے ہون تو اس
لحاظ سے خلق کے چار گروہ ہین ایک وہ کہ جسے یہ سب صفتین بدرجۂ کمال حاصل ہون اور یہ کمال مرتبہ کی نیکخوئی ہوتی ہے سب لوگونکو
ایسے آدمی کی پیروی کرنا چاہیے اور یہ کمال کسی کو نہین ہوا ہے مگر سلطان الانبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو جس طرح حضرت یوسف
علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے زمانہ مین خوبروے مطلق تھے دوسرا وہ کہ جسمین یہ سب صفتین کمال درجہ بری ہون اور وہ بدخوے
مطلق ہوتا ہے اُسے لوگونکے درمیان سے نکالدینا چاہیے کہ وہ شیطان کی صورت پاس رہتا ہے اسواسطے کہ شیطان نہایت زشت ہے

اور شیطان کی بُرائی یہی ہے کہ اسکا باطن اور اسکے صفات واخلاق بُرے ہین تیسرا وہ کہ ان دونون درجون کے بین بین ہو لیکن اچھائی سے بہت نزدیک ہو چوتھا وہ کہ ان دونون درجون کے بیچ بیچ ہو مگر بُرائی سے نزدیک تر ہو جیسا خوبصورتی مین کمال خوبی اور کمال زشتی کمتر ہوتی ہے اکثر اوسط کا مرتبہ ہوا کرتا ہے ویسا ہی نیک سیرتی کا حال ہے تو ہر ایک کو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ اگرچہ کمال کے درجہ کو نہ پہونچے لیکن کمال کے درجہ سے نزدیک تر ہو جائے اور اگر اسکے سب اخلاق نہ اچھے ہون بھلا تھوڑے یا بہت تو اچھے ہو جائین اور جسطرح خوبروئی اور زشت روئی مین فرق کی کچھ نہایت نہین اسیطرح نیکدلی اور بددلی اور خوش خلقی اور بدخلقی کا یہی حال ہے خلق نیک کے پورے پورے معنی یہ ہین اور یہ نہ ایک چیز ہے نہ دس نہ سو بلکہ بیشمار ہین لیکن علم غضب شہوت عدل کی قوت انکی جڑ ہے باقی سب اسکی شاخین ہین **فصل** اس بیان مین کہ اچھے اخلاق پیدا کرنا ممکن ہے اے عزیز جان تو کہ بعضے لوگون نے کہا ہے کہ جسطرح ظاہری صورت جیسی حق تعالے نے پیدا کر دی ہے ویسی ہی رہتی ہے بدلتی نہین کیونکہ کسی حکمت سے ٹھنگنا قد لمبا نہین ہو سکتا اور لمبا قد ٹھنگنا نہین ہو سکتا اور اچھی صورت بُری نہین ہو سکتی اور بُری صورت اچھی نہین ہو سکتی اسی طرح اخلاق جو باطن کی صورت ہین وہ بھی نہین بدلتے اور یہ کہنا خطا ہے اسواسطے کہ اگر ایسا ہوتا تو ادب دینا ریاضت کرنا پند دینا اچھی نصیحت کرنا سب باطل ہوتا حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حَسِّنُوا اَخْلَاقَکُمْ یعنے اپنی عادتونکو نیک کرو اور یہ امر کیونکر محال ہوگا کہ محنت سے لیکر جانور سے بھی سرکشی چھڑا سکتے ہین اور وحشی جانور کو بھی ہلا سکتے ہین خلقت ظاہری پر اس کا قیاس باطل ہے اسواسطے کہ سب کام دو قسم پر ہین بعضے وہ ہین جنمین آدمی کے اختیار کو دخل نہین جیسے چھوہارے کی گٹھلی سے سیب کا درخت نہین پیدا کر سکتا لیکن چھوہارے کا درخت پرورش اور نگہداشت کرکے پیدا کر سکتے ہین اسیطرح غصّے اور شہوت کی جڑ اپنے اختیار سے آدمی کے دل سے بالکل اُکھاڑ پھینکنا اگرچہ ممکن نہین ہے لیکن ریاضت اور مشقت سے غصے اور شہوت کو اعتدال پر لانا ممکن ہے اور اسکا ممکن ہونا تجربہ سے معلوم ہے لیکن بعضے لوگون کے حق مین بہت دشوار ہوتا ہے اور اسکی دشواری دو سبب سے ہوتی ہے ایک تو یہ کہ اصل خلقت ہی مین غصّہ اور شہوت بہت قوی ہو دوسرے یہ کہ آدمی نے بہت مدت تک انکی اطاعت کی ہو حتی کہ وہ قوی ہو گئے ہون اور اس بات مین خلائق کے چار درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی سادہ دل ہو کہ ہنوز نیک کو بد سے نہ پہچانتا ہو اور اچھے بُرے کامون کی عادت نہ ڈالی ہو اپنی پہلی ہی خلقت پر ہو یہ نقش پذیر ہوتا ہے اور جلدی صلاحیت قبول کرتا ہے لیکن اسے ایسے شخص کی حاجت ہوتی ہے جو اسے تعلیم کرے اور بُرے اخلاق کی آفتین اس سے بیان کرے اور اسے ہدایت کرے اور سب لڑکے ابتداء خلقت مین ایسے ہوتے ہین ان کے ماں باپ ان کے راہبر ہین انھین دنیا کا لالچی کر دیتے ہین اور ان کو انکے حال پر چھوڑ دیتے ہین حتے کہ وہ جسطرح چاہتے ہین زندگی بسر کرتے ہین ان کے دین کی حفاظت ماں باپ کے ذمّے ہے اسی واسطے حق سبحانہ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی نے ہنوز بُرا اعتقاد نہ کیا ہو لیکن غضب اور شہوت کی فرمانبرداری کا مدت تک خوگر ہو گیا ہو مگر یہ جانتا ہو کہ یہ ناکردنی ہے اسکا راہ پر لانا مشکل کام ہے اسے دو چیزونکی حاجت ہے ایک یہ کہ خوئے فاسد اس سے دور کرین دوسری یہ کہ صلاحیت کا بیج اسمین بوئین لیکن اگر خود اسمین جدوجہد پیدا ہو جائے تو جلدی صلاحیت پر آجائیگا اور بُری عادت چھوڑ دیگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی بُرائی کا خوگر ہو گیا ہو اور یہ جانتا بھی نہین کہ یہ امر نہ کرنا چاہیے بلکہ اسکی نگاہ مین وہ بُرا کام اچھا معلوم ہو گیا ہو ایسا آدمی بہت کم صلاحیت پر آتا ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ باوجود بُرائی کے

لہ اے مسلمانو بچاؤ تم اپنے تئین اور اپنے گھر والون کو آتش دوزخ سے ۱۲

آدمی اس برُے کام پر فخر کرے اور جانے کہ یہ برُا کام ہے جسطرح لوگ یہ لاف زنی کرتے ہین کہ ہم نے اتنے آدمیونکو قتل کیا اور اتنی شراب پی یہ امر علاج پذیر نہین ہوتا مگر یہ کہ سعادت آسمانی اُسپر نزول فرمائے کہ وہ اُسے چھوڑ کر راہ پر آجائے **علاج کے طریقہ کا بیان** اے عزیزجان تو کہ جو شخص کسی برُے خلق کو چھوڑا چاہے اُسکا ایک طریقہ ہے کہ وہ خلق اُسے جو کچھ حکم کرے وہ اس حکم کے خلاف کرے کیونکہ مخالفت کے سوا اور کوئی چیز خواہش کو نہین توڑتی اور ہر چیز کو اُسکا ضد توڑتا ہے جسطرح کہ جو بیماری گرمی سے ہو سرد چیز کھانا اُسکا علاج ہے تو جو علت غصّے سے پیدا ہو بردباری اسکا علاج ہے اور جو علت تکبر سے پیدا ہو فروتنی اسکا علاج ہے اور جو بخل سے پیدا ہو مال خرچ کرنا اسکا علاج ہے اور سب علاج اسی طرح پر ہین تو جو شخص نیک کامون کی عادت ڈالیگا اسمین اخلاق نیک پیدا ہونگے اور شرع نے جو نیک کامونکا حکم فرمایا ہے اسکا یہی بھید ہے کہ نیک صفت کی طرف دل کا پھرنا اس سے مقصود ہے اور آدمی تکلف سے جب کسی چیز کی عادت ڈالتا ہے تو وہی اسکی طبیعت ہوجاتی ہے جسطرح ابتدا مین لڑکا مکتب مین جانے اور تعلیم سے بھاگتا ہے جب اسے زبردستی بھیجا کرین تو اسکی عادت اور طبیعت ہوجاتی ہے اور جب بڑا ہوتا ہے تو تمام مزا اُسے علم ہی مین آتا ہے اور وہ اُسے چھوڑ نہین سکتا بلکہ جو شخص کبوتر اُڑانے اور شطرنج یا جوا کھیلنے کی عادت ڈالتا ہے تو وہ اُسکی ایسی طبیعت اور سرشت ہوجاتی ہے کہ دنیا کی تمام راحتین اور جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہے اسی مین صرف کر ڈالتا ہے اور اس سے دستبردار نہین ہوتا بلکہ بہت سی چیزین جو طبیعت کے خلاف ہوتی ہین وہ عادت کے سبب سے موافق ہوجاتی ہین حتیٰ کہ بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین کہ چوری کے سبب سے بید کھانے اور ہاتھ کٹوانے پر صبر کرنے کا فخر کرتے ہین اور ہیجڑے باوجودیکہ اُنکا کام ذلیل ہے مگر ہیجڑے پن پر باہم فخر کرتے ہین بلکہ کوئی شخص حجامون اور خاکروبونکو دیکھے تو وہ بھی اپنے اپنے کام مین ایک دوسرے پر ایسا فخر کرتے ہین جیسے علما اور سلاطین اور یہ سب عادت کا نتیجہ ہے بلکہ جو شخص مٹی کھانے کی عادت ڈالتا ہے اُسکا یہ حال ہوجاتا ہے کہ پھر مٹی سے صبر نہین کرتا اور بیماری اور ہلاکت کے خطرے پر صبر کرتا ہے تو جو چیز خلاف طبع ہے وہ عادت کے سبب سے موافق طبع ہوجاتی ہے تو جو چیز طبیعت کے موافق ہے اور دل کیواسطے ایسی ہے جیسے بدن کیواسطے کھانا پینا وہ بطریق اولیٰ عادت کے سبب سے حاصل ہوگی اور خدا کی معرفت اور اطاعت کرنا اور غصّے اور خواہش کو زیردست کرلینا آدمی کا مقتضاے طبع ہے اسواسطے کہ وہ فرشتون کی اصل سے ہے اور یہی اسکی غذا ہے اور ان چیزون کے خلاف کیطرف جو اسے رغبت ہے وہ اس سبب سے ہے کہ وہ بیمار ہوگیا ہے یا اسکے نزدیک اسکی غذا بری ہوگئی ہے اور جو بیمار ہوتا ہے کھانے سے دشمنی رکھتا ہے اور جو چیز اسے مضر ہو اسکا لالچی ہوجاتا ہے تو جو شخص خدا کی معرفت اور اطاعت کے سوا کسی اور کو زیادہ دوست رکھتا ہے اسکا دل بیمار ہے جیسا حقتعالیٰ نے فرمایا ہے فِی قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ[۱] اور فرمایا ہے اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ[۲] اور جسطرح بیمار بدنکو اس جہان مین ہلاکت کا خطرہ ہے اور اسیطرح بیمار دلکو اس جہان مین ہلاکت کا خطرہ ہے اور جسطرح بیمار کو سلامتی کی امید بے اسکے نہین ہوتی کہ طبیب کے حکم کے بموجب اپنے نفس کے خلاف کڑوی دوائین کھائے اسیطرح دلکو بھی صاحب شرع جو دلونکا طبیب ہے اسکے کہنے کے بموجب خواہش نفسانی کی مخالفت کرنیکے سوا سلامتی حاصل کرنیکی اور کچھ تدبیر نہین ہے غرضکہ بدنکا علاج اور دلکا علاج دونونکی ایک ہی راہ ہے جسطرح گرمی کیلیے سردی اور سردی کے لیے گرمی موافق آتی ہے اسیطرح جس شخص پر مرض تکبر غالب ہو وہ زبردستی فروتنی کرنے سے شفا پایگا اور اگر فروتنی اتنی غالب ہو کہ خسّت کے مرتبہ کو پہونچگئی ہو تو تکبر اختیار کرنیسے اُسے شفا ہوگی بس اے عزیزجان تو کہ نیک اخلاق کے تین سبب ہین ایک تو اصل خلقت ہے یہ خدا کا محض فضل اور بڑی عنایت ہے کہ کسی کو اصل خلقت مین نیک پیدا کردیا مثلاً سخی اور فروتن پیدا کیا اور ایسا

[۱] ان کے دلون مین بیماری ہے ۱۲ [۲] مگر وہ شخص جو لاوے اللہ کے پاس دل سلامت ۱۲

اکثر ہوتا ہے دوسرا یہ کہ تکلف سے نیک کام کرنا اختیار کرے حتی کہ اُسے نیک کامون کی عادت ہوجائے تیسرا یہ کہ کچھ لوگونکو نیک افعال و خوش اخلاق دیکھے اور اُن سے صحبت رکھے تو خواہ نخواہ اسکی طبیعت ان صفتون کو اختیار کرتی ہے گو کہ اس سے بے خبر ہو اور جس شخص کو یہ تینون سعادتین حاصل ہون یعنی اصل خلقت مین بھی نیک ہو اور نیک بندون سے صحبت بھی رکھے اور نیک کامون کی عادت بھی ڈالے وہ شخص سعادت مین کمال کے درجہ پر ہوتا ہے اور جس شخص کو حق تعالے ان تینون سعادتون سے محروم رکھتا ہے کہ وہ اصل مین بھی ناقص ہو اور بُرے لوگونکی صحبت بھی رکھے اور بُرے کامونکی عادت بھی ڈالے وہ بھی کمال کے مرتبہ پر ہوتا ہے مگر شقاوت مین اور انمین بہت سے درجہ ہین کہ بعضون کو حاصل ہوتے ہین اور بعضون کو نہین اور ہر شخص کی سعادت اور شقاوت انکی مقدار پر ہوتی ہے فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ[له] **فصل** اے عزیز جان تو کہ عمل ہوتے تو اعضاے ظاہری سے ہین لیکن مقصود انسے دلکا پھرنا ہے اسواسطے کہ اس عالم کو سفر دل ہی کریگا تو دل ہی کو صاحب جمال اور صاحب کمال ہونا چاہیے تاکہ درگاہ الٓہی کے قابل ہو اور آئینہ کیطرح سیدھا اور صاف اور بے زنگ ہو تاکہ اسمین ملکوت کی صورت دکھائی دے اور ایسا جمال دیکھے کہ جس بہشت کی صفت سنی ہے وہ اسکے مقابلہ مین حقیر اور ناچیز ہوجائے اگرچہ اس عالم مین بدن کو بھی حصہ نصیب ہوگا لیکن دل اصل ہے اور بدن اسکا تابع ہے اور جان تو کہ دل اور ہے اور بدن اور اسواسطے کہ دل عالم ملکوت سے ہے اور بدن عالم شہادت سے ہے اور یہ مضمون عنوان کتاب مین پہچانا گیا ہے لیکن اگرچہ بدن دلسے جدا ہے مگر دلکو اسکے ساتھ علاقہ ہے کہ جو نیک عمل بدن سے ہوتا ہے دلمین ایک نور پیدا کرتا ہے اور جو برا عمل بدن کرتا ہے دلمین ظلمت پیدا ہوتی ہے وہ نور تخم سعادت ہوتا ہے اور یہ ظلمت تخم شقاوت ہوتی ہے اسی علاقہ کے سبب سے آدمی کو اس عالم مین لائے ہین تاکہ اس بدن سے ایسا پھندا اور آلہ بنائے کہ اسے صفت کمال حاصل ہوجائے اے عزیز جان تو کہ کتابت صفت تو دلکی ہے لیکن کتابت کرنا انگلیون سے علاقہ رکھتا ہے اگر کوئی شخص چاہے کہ میرا خط اچھا ہو تو اسکی یہ تدبیر ہے کہ تکلف سے اچھا خط لکھے حتی کہ اچھا خط اسکے دلمین نقش ہوجائے جب نقش ہوگیا تو اسکی انگلیان اس صورت کو دلسے لیکر لکھنے لگین اسی طرح نیک کام سے دل نیک خلق پکڑتا ہے اور جب نیک خلق دلکی صفت ہوگئی تو کام اس خلق کی صفت پر ہوجاتے ہین پس تکلف سے نیک اعمال کرنا سب سعادتون کی ابتدا ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ دل نیک صفت حاصل کرتا ہے تب اسکا نور پھر باہر آتا ہے اور جو نیک اعمال پہلے تکلف سے ہوتے تھے اب طبیعت اور رغبت سے کرنے لگتا ہے اور اسکا سر وہ علاقہ ہے جو دل و بدن مین ہے کہ بدن دلمین اثر کرتا ہے اور دل بدن مین اسیواسطے جو فعل غفلت سے ہوتا ہے وہ حقیر و ناچیز ہے کیونکہ دل تو اس سے غافل رہتا ہے[ف] **فصل** اے عزیز جان تو کہ جس بیمار کو سردی سے بیماری ہو اسے نہ چاہیے کہ گرم چیز جتنی پائے کھا جائے اسواسطے کہ شاید گرمی سے بھی کوئی مرض ہوجائے بلکہ اُسکے استعمال کیواسطے کانٹا بانٹ مقرر ہے کہ اُس کے وزن کا لحاظ رکھنا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ مقصود یہ ہے کہ مزاج معتدل ہوجائے نہ گرمی کیطرف جھکے نہ سردی کیطرف جب مزاج حد اعتدال کو پہونچگیا تو علاج چھوڑ دے اس اعتدال کی حفاظت کرنیکی کوشش کرے اور معتدل چیزین کھائے اسیطرح سب اخلاق بھی دو طرفین اور ایک وسط رکھتے ہین ایک طرف مذموم ہے اور ایک محمود اور وسط معتدل ہے یہی اعتدال مقصود ہوتا ہے مثلاً بخیل سے مال دینے کو ہم اسوقت تک کہین جسوقت تک مال دینا اُسپر آسان ہو نہ اسقدر کہ اسراف کی حد کو پہونچ جائے اسواسطے کہ اسراف بھی مذموم ہے جسطرح علاج بدن کی ترازو

[ف] جو فعل غفلت سے ہوتا ہے وہ حقیر اور ناچیز ہے ۱۲

[له] پس جس نے کی ہوگی ذرہ برابر نیکی وہ دیکھ لے گا اسے اور جس نے کی ہوگی ذرہ برابر بُرائی وہ دیکھ لے گا اُسے ۱۲

علم طب ہے اسیطرح علاج دل کی ترازو علم شرع ہے تو آدمی کو ایسا ہونا چاہیے کہ شرع جو کچھ دینے کا حکم فرمائے اسکا دینا اُسپر آسان ہو اسے رکھ چھوڑنے اور اسمین بخل کرنے کی خواہش نہ ہو اور جس چیز کے رکھ چھوڑنیکا شرع حکم فرمائے اسکے دینے کی خواہش نہ ہو تاکہ حد اعتدال پر رہے اور اگر اسمین اس تعمیل حکم شرع کی خواہش اور رغبت نہین ہے مگر تکلف سے کرتا ہے تو ابھی بیمار ہے لیکن محمود ہے کہ تکلف سے دوا کھاتا ہے کیونکہ یہ تکلف اسکی سرشت ہو جانیکی راہ ہے اسیواسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی کا حکم خوشی سے بجالاؤ اگر نہ ہو سکے تو جبر سے بجالاؤ کہ اس جبر کرنے مین بھی بہت نیکی ہے اے عزیز جان تو کہ جو تکلف سے مال دیتا ہے وہ سخی نہین ہے بلکہ سخی وہ ہے جسے مال دینا آسان ہو اور جو شخص تکلف سے مال رکھ چھوڑے وہ بخیل نہین بلکہ بخیل وہ ہے کہ مال رکھ چھوڑنا جسکی طبیعت اور سرشت ہو تو چاہیے کہ تکلف دور ہو جائے اور سب اخلاق ملکہ ہو جائین بلکہ کمال خلق یہ ہے کہ آدمی اپنی باگ شرع کے ہاتھ مین دیدے اور شرع کی تابعداری اسپر آسان ہو جائے اور اسکے دلمین کچھ جھگڑا نہ باقی رہے جیسا کہ حق سبحانہ تعالے نے فرمایا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان لوگونکا ایمان اسوقت پورا ہوگا کہ اپنی لڑائی مین تم کو اپنا حاکم بنائین اور دلون مین کچھ گرانی اور تنگی تمھارے حکم سے نہ ہو اسمین ایک بھید ہے ہرچند اس کتاب مین وہ بھید بیان کرنیکی گنجایش نہین لیکن اشارۃً کچھ بیان کیا جاتا ہے اے عزیز جان تو کہ آدمی کی سعادت یہ ہے کہ ملائکہ کی صفت پر ہو جائے اسواسطے کہ وہ ان ہی کی اصل سے ہے اور اس عالم مین مسافر ہے اور عالم ملائکہ اسکا معدن ہے اور جو صفت اجنبی یہان سے لیجائیگا وہ اسے ملائکہ کی موافقت سے دور رکھے گی تو چاہیے کہ جب وہان جائے تو ملائکہ ہی کی صفت پر ہو یہان سے کوئی اجنبی صفت اپنے ساتھ نہ لیجائے اور جس شخص کو مال رکھ چھوڑنیکی حرص ہوتی ہے وہ مال کے ساتھ مشغول ہے اور جسکو مال خرچ کرنے کی حرص ہے وہ بھی مال کے ساتھ مشغول ہے اور جو شخص تکبر کا حریص ہے وہ خلق کے ساتھ مشغول ہے اور ملائکہ نہ مال کے ساتھ مشغول ہین نہ خلق کے ساتھ بلکہ حضرت الٰہیت کے عشق کے سوا اور کسی چیز کیطرف خود التفات ہی نہین کرتے تو مال اور خلق سے آدمی کے دل کا رشتہ تعلق ٹوٹا رہنا چاہیے تاکہ ان سے بالکل پاک ہو جائے اور جس صفت سے آدمی کا خالی ہونا ممکن نہین تو چاہیے کہ اسکے وسط پر ٹھہرے تاکہ من وجہ گویا دونون طرفون سے خالی رہے جسطرح پانی گرمی اور سردی سے خالی نہین جب معتدل اور تازہ سا ہو تو وہ گویا دونون سے خالی ہے تو ہر صفت مین وسط اور اعتدال کا جو حکم ہے وہ اسی بھید کیواسطے ہے تو دلپر نظر رکھنا چاہیے تاکہ سب سے ٹوٹے اور حقتعالی مین ڈوبے جیسا حقتعالی نے ارشاد فرمایا ہے قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ بلکہ لا الٰہ الا اللہ کی حقیقت خود یہی ہے اور چونکہ یہ ممکن نہین کہ آدمی تمام آلایش سے پاک ہو اسواسطے ارشاد فرمایا وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا تو اس بیان سے معلوم ہوا کہ سب ریاضتونکی نہایت اور سب مشقتون کی غایت اور مقصود یہ ہے کہ آدمی توحید کے مرتبہ کو پہونچ جائے پس اسیکو دیکھے اور اُسیکو پکارے اُسی کی بندگی کرے اسکے سوا اور کسی چیز کی دلمین خواہش ہی نہ باقی رہے آدمی جب ایسا ہو جائے تو خلق نیک حاصل ہو گئے بلکہ بشریت سے گزر کر حقیقت کو پہونچگیا

فصل اے عزیز جان تو کہ ریاضت بڑا مشکل کام اور بہت کٹھن بات ہے بلکہ جان کندن ہے لیکن اگر طبیب استاد ہو اور اچھی دوا یاد ہو تو ریاضت بہت ہی آسان ہو جاتی ہے اور طبیب یعنی مرشد کا لطف یہ ہے کہ مرید کو پہلے ہی درجہ مین حقیقت حق کی طرف نہ بلائے کہ وہ اسکی طاقت نہین رکھتا اسواسطے کہ اگر لڑکے سے کہین کہ مکتب کو جاتاکہ ریاست پائے

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہو تم اللہ پھر چھوڑ دو تم انکو ۱۲ منہ اور نہین ہے کوئی تم مین سے مگر گزرنے والا اُسپر سے یہ وعدہ لازم ہے تیرے پروردگار پر مقرر کیا ہوا ۱۲

تو وہ خود ریاست ہی نہین جانتا کہ کیسی ہوتی ہے مگر اُس سے یہ کہنا چاہیے کہ مکتب جا کہ شام کو ہم تجھے گیند ڈنڈا کھیلنے کو دینگے یا لال بیا چڑ کو اطوطی مول لے دینگے تاکہ لڑکا اُسکے لالچ مین جائے جب لڑکا بڑا ہو جاوے تو اسے اچھے کپڑے اور زیبایش کی ترغیب دلائے تاکہ وہ کھیل سے باز آئے جب اور بڑا ہو تو اسکو سرداری اور ریاست کا وعدہ دے اور کہے کہ میان ریشمی کپڑا پہننا عورتونکا کام ہے جب اور بڑا ہو تو اُس سے کہے کہ سرداری اور ریاست بے اصل چیز ہے مرنے سے سب جاتی رہتی ہے تب اسے پادشاہی جاوید کیطرف بلائے تو مرید شاید کہ ابتدا مین کمال خلوص پر قادر نہ ہو تو اُسے یہ اجازت دینا چاہیے کہ بھیا ریاضت کرو تاکہ لوگ تمھین اچھا جانین تاکہ ریا کی آرزو مین پیٹ اور مال کا لالچ اس سے چھوٹ جائے جب اس سے فارغ ہو اور اس مین کچھ رعونت پیدا ہو تب رعونت کا لالچ اس سے اس طرح چھڑائے کہ اس سے فرمائے کہ بازار مین گدائی کیا کر جب اسے اس گدائی مین مقبولیت پیدا ہو تو اس سے بھی منع کرے اور ذلیل خدمتون مین مشغول کرے جیسے پاخانہ وغیرہ صاف کرنا اسی طرح جو صفت اسمین پیدا ہوتی جائے اسکا بتدریج علاج کرتا رہے سب ایک ہی بار نہ حکم کر دے کہ وہ اسکی تاب نہ لا سکے گا یا اور نیکنامی کے لالچ مین سب رنج و محنت اُٹھا سکے گا کہ ان صفتونکی مثال سانپ بچھو کی ایسی ہے اور ریا کی مثال اژدہے کے مانند ہے کہ سبھون کو نگل جاتا ہے اور ف سب بُری صفتون کے بعد جو صفت صدیقون سے جاتی ہے وہ یہی ریا ہے

نفس کے عیب اور دل کی بیماری پہچاننے کی تدبیر کا بیان

اے عزیز جان تو کہ تندرستی اور ہاتھ پاؤن آنکھ وغیرہ کی صحت اسی سے معلوم ہوتی ہے کہ جسے جس واسطے پیدا کیا ہے اسپر بخوبی قادر ہو مثلاً آنکھ بخوبی دیکھے پاؤن بخوبی چلے اسیطرح دلکی درستی اور صحت اس سے معلوم ہوگی کہ جو اسکی خاصیت ہے اور اسے جس واسطے پیدا کیا ہے وہ اسپر آسان ہو اور جو اصل خلقت مین دل کی طبیعت ہے اسے دوست رکھتا ہو اور یہ امر دو چیزون سے ظاہر ہوتا ہے ایک ارادت سے اور ایک قدرت سے ارادت تو یہ ہے کہ کسی چیز کو حقتعالے سے زیادہ دوست نہ رکھے کیونکہ خدا کی معرفت دلکی غذا ہے جیسے کھانا بدن کی غذا ہے اور جس بدن سے کھانیکی خواہش بالکل جاتی رہے یا کم ہو جائے وہ بیمار ہے اور جس دل سے حقتعالے کی معرفت اور محبت بالکل جاتی رہی یا کم ہو گئی وہ دل بھی بیمار ہے اسیواسطے حق تعالے نے ارشاد فرمایا قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ الاٰیۃ یعنے اگر مان باپ لڑکے بالون مال تجارت عشیرت قرابت کو اور جو کچھ رکھتے ہو اُسے خدا اور رسول اور خدا کی راہ مین لڑنے سے زیادہ دوست رکھتے ہو تو ٹھہرو حتّٰی کہ خدا کا حکم آ پہونچے اور تم دیکھ لو اور قدرت یہ ہے کہ حق تعالے کی فرمانبرداری اُسپر آسان ہو گئی ہو یہ حاجت نہ باقی رہی ہو کہ اپنے اوپر جبر کر کے اپنے تئین اسمین مشغول رکھے بلکہ خود اسکی لذت اور ذوق پیدا ہو گیا ہو جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جُعِلَتْ[1] قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ تو جب جو کوئی یہ مضمون اپنے مین نہ پائے تو بیماری دل کی یہ صحیح علامت اور صریح دلیل ہے اس شخص کو علاج مین مشغول ہونا چاہیے اور شاید اپنے تئین پہچانے کہ مین اس بُری صفت پر ہون یا شاید نہ پہچانے کیونکہ آدمی اپنے عیب مین اندھا ہوتا ہے آدمی اپنے عیب چار طریق سے جان سکتا ہے ایک تو یہ کہ مرشد کامل کی خدمت مین جا بیٹھے تاکہ وہ مرشد اس شخص کو دیکھے اور اسکے عیب اس سے کہدے اور یہ امر اس زمانہ مین نادر ہے دوسرا طریق یہ ہے کہ کسی مہربان دوست کو اپنا نگہبان بنالے کہ وہ چکنی چکنی باتین بنا کر اسکا عیب چھپائے نہین اور حسد کی راہ سے اُسکا عیب بڑھائے نہین اور یہ بات بھی اس زمانہ مین کم ہے حضرت داؤد طائی قدس سرہ سے لوگون نے کہا کہ آپ لوگون مین کیون نہین بیٹھتے فرمایا کہ مین ایسے لوگون مین بیٹھکر کیا کرون جو

[1] کی گئی ہے روشنی دونون میری آنکھون کی نماز مین ۱۲۔

ف سب بُری صفتون کے بعد صدیقون سے ریا جاتی ہے ۱۲۔

جو میرا عیب مجھ سے چھپائین تیسرا طریق یہ ہے کہ اپنے حق مین دشمن کی بات سنے کہ دشمن کی نگاہ بالکل عیب پر پڑتی ہے اگرچہ دشمنی کی وجہ سے وہ مبالغہ کریگا لیکن اُسکا کلام سچ بات سے تو خالی نہوگا چوتھا طریق یہ ہے کہ لوگون کو دیکھا کرے جو عیب اور کسی مین دیکھے خود اس عیب سے پرہیز کرے اور اپنے اوپر یہ گمان کرے کہ مین بھی ایسا ہی ہون حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ آپکو یہ ادب کس نے سکھایا فرمایا کسی نے نہین لیکن جو بات مین نے کسی مین بری دیکھی اُس سے حذر کیا اے عزیز جان تو کہ جو شخص بڑا احمق ہوتا ہے وہ اپنے حق مین بہت نیک گمان رکھتا ہے اور جو عقلمند ہوتا ہے وہ اپنے ساتھ بہت بدگمان رہتا ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقون کا بھید تم سے کہا ہے مجھ مین تم نے کیا آثار نفاق دیکھے تو ہر ایک کو اپنے عیب ڈھونڈھنا چاہیے کہ جو بیماری نہ جانے گا علاج نہ کرسکے گا اور سب علاج مخالفت شہوت سے ہوتے ہین جیسا کہ حقتعالےٰ ارشاد فرماتا ہے وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب جہاد سے پھر کر آئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ہم چھوٹے جہاد سے آئے یا بڑے جہاد سے صحابہؓ نے عرض کیا کہ بڑا جہاد کیا ہے فرمایا جہاد نفس اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے رنج کو اپنے نفس سے باز رکھ اور خدا کی نافرمانی مین اسکی خواہش اسے نہ دے کہ فرداے قیامت کو تیرے ساتھ خصومت کرے اور تجھ پر لعنت کرے حتے کہ تیرے سب اعضا ایک دوسرے کو لعنت کرین حضرت حسن بصری قدس سرہٗ فرماتے ہین کہ کوئی منھ زور جانور کڑی لگام دینے مین نفس سے زیادہ اولیٰ تر نہین حضرت سری سقطی قدس سرہٗ فرماتے ہین کہ اخروٹ شہد مین ڈبو کر کھانے کو چالیس برس سے میرا نفس چاہتا ہے ابتک مین نے نہین کھایا حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ کہتے ہین کہ کوہ لکام مین مین جاتا تھا وہان بہت سے انار دیکھے انار کی آرزو میرے دل مین پیدا ہوئی ایک انار توڑا بہت کھٹا تھا اُسے وہین چھوڑا اور چلا ایک مرد کو دیکھا کہ پڑا ہوا ہے اور زنبور اُسے گھیرے ہوے کاٹ رہی ہین مین نے کہا السلام علیکم اُسنے جواب دیا وعلیک السلام یا ابراہیم مین نے کہا کہ اے شخص تو نے مجھے کیونکر پہچانا اُسنے جواب دیا کہ جو شخص خدا کو پہچانتا ہے اُسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین رہتی ہے مین نے کہا کہ اے شخص مین دیکھتا ہون کہ تو خدا کے ساتھ بڑی نسبت رکھتا ہے کیون نہین دعا کرتا کہ حقتعالےٰ ان زنبورون کو تجھ سے باز رکھے اُس شخص نے جواب دیا کہ تو بھی تو حقتعالےٰ کے ساتھ نسبت رکھتا ہے کیون نہین دعا کرتا کہ انار کی خواہش تجھ سے دفع کرے کہ خواہش انار کا گھاؤ اُس جہان مین ہوگا اور زنبور کا زخم اسی جہان مین ہے اے عزیز جان تو کہ انار اگرچہ مباح ہے لیکن اہل احتیاط سمجھے ہین کہ حلال و حرام کی خواہش ایک ہی ہے اگر نفس پر خواہش حلال کا سدباب نہ کریگا اور ضرورت کی حدون پر اکتفا نہ کریگا تو نفس تجھ سے حرام طلب کریگا اس سبب سے انھون نے مباح چیزونکی خواہش کا بھی دروازہ اپنے اوپر بند کرلیا ہے تاکہ خواہش حرام کے ہاتھ سے نجات پائین جیسا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حرام مین پڑجانے کے خوف سے مین ستر بار حلال سے ہاتھ کھینچتا ہون دوسرا سبب یہ ہے کہ نفس جب مباح چیزون سے مزا پاتا ہے تو دنیا کی محبت پیدا ہوجاتی ہے اور دل اس سے اٹک جاتا ہے دنیا اسکی بہشت ہوجاتی ہے اور موت اُسپر دشوار ہوجاتی ہے فرط مسرت اور غفلت دل مین پیدا ہوجاتی ہے اگر ذکر اور مناجات کرتا بھی ہے تو اُسکی حلاوت اور لذت نہین پاتا اگر مباح چیزون سے نفس کو روکے تو شکستہ اور ملول ہوتا ہے دنیا سے نفرت کرتا ہے آخرت کی نعمتون کا شوق پیدا ہوتا ہے رنج اور شکستگی کیوقت ایک تسبیح دلمین اتنا اثر کرتی ہے جتنا خوشی اور آسایش کے وقت

[illegible]

[illegible]

ف نفس کی مثال باز کی سی ہے ۱۲

سو تسبیحین بھی اثر نہین کرتین نفس کی مثال باز کی ایسی ہے کہ باز کو اسطرح ادب دیتے ہین کہ اُسے گھر مین لاتے ہین اور اُسکی آنکھین سیتے ہین تاکہ جو کچھ گھر مین ہے اسکا خوگر نہ ہو پھر تھوڑا تھوڑا گوشت اسے دیتے ہین تاکہ باز دار سے ہلجائے اور اسکا مطیع ہو جائے اسیطرح نفس کو حق سبحانہ تعالے کے ساتھ انس نہین پیدا ہوتا تاوقتیکہ تو اسکی سب عادتین نہ چھڑائے اور آنکھ کان زبان بند نہ کرے اور گوشۂ تنہائی اور بھوک اور خاموشی اور بیخوابی سے اُسے محنت نہ دے اور یہ باتین ابتدا مین نفس پر دشوار ہوتی ہین جیسا دودھ چھوٹنا اُسیوقت بچے پر دشوار ہوتا ہے چند دنون کے بعد ایسا ہو جاتا ہے کہ اگر اُسے زبردستی دودھ دیا جائے تو بھی نہین پی سکتا۔ اے عزیز جان تو کہ ریاضت اسطرح ہوتی ہے کہ جس چیز سے جو شخص بہت خوش ہوتا ہے اُسے چھوڑ دے اور جو چیز اُسپر بہت غالب ہو اسکے خلاف کرے تو جاہ و حشمت مین جسکی خوشی ہو وہ اُسے ترک کردے اور مال کے سبب سے جسکی خوشی ہو وہ مال خرچ کر ڈالے اسیطرح جس شخص کیواسطے حقتعالے کی محبت کے سوا کوئی محل آسایش و آرام ہو اُسے اپنے سے زبردستی جدا کر دے اور اُسیکا ملازم ہو رہے جو ہمیشہ اسکے ساتھ رہیگا اور جس چیز کو موت کے سبب سے بہ مجبوری رخصت کریگا اُسے قصداً خود ہی چھوڑ دے اسکے ساتھ خدا ہی ہیگا جیسے حضرت داؤد علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی تھی کہ اے داؤد مین ہی تیرا ساتھی ہون تو میرا ہی رفیق رہ اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرے دل مین یہ پھونکا کہ اَحۡبِبۡ مَا اَحۡبَبۡتَ فَاِنَّکَ مُفَارِقُہٗ یعنے دنیا کی جس چیز کو جی چاہے دوست رکھ دنیا کی سب چیزین تجھسے چھوٹ جائینگی **خلق نیک کی علامت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ خلق نیک کی علامتین وہ ہین جو حق تعالے قرآن شریف مین مسلمانونکی صفت مین ارشاد فرماتا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ[1] الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ ھُمۡ فِیۡ صَلٰوتِھِمۡ خَاشِعُوۡنَ آخر تک اور اس آیۃ مین فرمایا کہ اَلتَّآئِبُوۡنَ[2] الۡعَابِدُوۡنَ اور یہ جو فرمایا کہ وَعِبَادُ[3] الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ھَوۡنًا یہ مسلمانون کی صفتین اور خلق نیک کی علامتین ہین اور جو کچھ منافقون کی علامتین بیان فرمائی ہین وہ خوے بد کی علامت ہے جیسا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کا مطلب نماز روزہ اور عبادت ہوتا ہے اور منافق کا مطلب جانورون کیطرح کھانا پینا ہوتا ہے حاتم اصم رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ مسلمان فکر اور عبرت مین مشغول رہتا ہے اور منافق حرص اور آرزو مین مسلمان خدا کے سوا سب سے بیخوف رہتا ہے اور منافق خدا کے سوا سب سے ڈرتا رہتا ہے مسلمان خدا کے سوا سب سے ناامید رہتا ہے اور منافق خدا کے سوا سب سے امیدوار رہتا ہے مسلمان مال کو دین پر تصدق کرتا ہے اور منافق دین کو مال پر فدا کرتا ہے مسلمان عبادت کرتا ہے اور روتا ہے اور منافق گناہ کرتا ہے اور ہنستا ہے مسلمان تنہائی اور خلوت کو دوست رکھتا ہے اور منافق اژدحام اور لوگونکی صحبت کو دوست رکھتا ہے مسلمان جوتتا بوتا ہے اور ڈرتا ہے کہ شاید کھیت نہ کاٹنے پاؤن اور منافق نہ جوتتا ہے اور نہ بوتا ہے اور امید رکھتا ہے کہ کاٹ کر کھریان لگا لونگا بزرگون نے کہا ہے کہ نیکخوئی یہ ہے کہ آدمی شرمگین کم سخن کم رنج سچا صلاحیت ڈھونڈھنے والا بہت عبادت کرنیوالا کم جو کہنے والا فضول کم کرنیوالا سب کا خیر خواہ سب کے حق مین نیک کردار صاحب وقار شفق دھیما بڑا صابر قانع بڑا شاکر بردبار نرم دل رفیق ہاتھ کھینچنے والا کم طمع ہو نہ گالی دے نہ لعنت کرے نہ سخن چینی کرے نہ غیبت نہ فحش بکے نہ جلدبازی کرے نہ حسد اور کپٹ رکھے کشادہ پیشانی شیرین زبان رہے اُسکی دوستی اور دشمنی اور خفگی اور خوشی خدا ہی کیواسطے ہو اے عزیز جان تو کہ خلق نیک اکثر بردباری سے ظاہر ہوتا ہے جیسا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو کافرون نے بہت ستایا اور دندان مبارک شہید کر ڈالا آپنے فرمایا یا رب خدایا انپر رحم کر کہ یہ جانتے نہین ہین

---

[1] بیشک نجات پائی مسلمانون نے ایسے مسلمان کہ نماز مین رجوع کرنیوالے ہین ۱۲ [2] توبہ کرنیوالے عبادت کرنیوالے ۱۲ [3] خدا کے بندے وہ لوگ ہین جو زمین پر آہستہ چلتے ہین یعنی اُنپر فروتنی غالب ہے ۱۲

حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ صحرا مین جاتے تھے ایک لشکری ملا او پوچھنے لگا تو بندہ ہے فرمایا ہان کہا بتا آبادی کہان ہے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ نے قبرستان بتادیا اُسنے کہا کہ مین آبادی ڈھونڈھتا ہون فرمایا آبادی اسیجگہ ہے لشکری نے ایک لاٹھی آپ کے سر پر ماری کہ خون بہنے لگا اور آپ کو شہر مین پکڑ لایا جب لوگون نے دیکھا تو لشکری سے کہا او احمق یہ حضرت ابراہیم ادہم ہین بڑے پارسا لشکری گھوڑے پر سے اتر پڑا اور پاؤن پر بوسہ دیا اور عرض کی کہ آپنے یہ کیون کہا کہ مین بندہ ہون فرمایا اس سبب سے کہ مین بندۂ خدا ہون اسنے عرض کی کہ مجھے معاف کیجیے فرمایا مین نے معاف کردیا اور جس گھڑی تو نے میرا سر توڑا تھا مین نے تیرے واسطے دعا کی تھی لوگون نے پوچھا کیون فرمایا اسواسطے کہ مین نے جانا تھا کہ مجھے اسکے سبب سے ثواب ہوگا مین نے نہ چاہا کہ مجھے تو اسکے سبب سے بھلائی نصیب ہو اور اُسے میرے سبب سے بُرائی ملے حضرت ابوعثمان حیری قدس سرہ کی کسی نے دعوت کی اور آپکے تئین آزمانا اسے مقصود تھا جب آپ اُسکے دروازے پر پہونچے تو اُسنے اندر نہ جانے دیا اور کہا کہ اب کچھ بھی کھانا باقی نہین ہے آپ پلٹ چلے جب تھوڑی دور چلے آئے تو وہ شخص پھر آیا اور آپکو بلایا پھر جب آپ دروازے پر پہونچے تو اندر نہ جانے دیا اور وہی کہا کہ کچھ نہین باقی ہے کئی بار ایسا ہی کیا جب آپ کو بلاتا آپ تشریف لیجاتے جب جواب دیتا پلٹ آتے آخر کو یہ بات عرض کی کہ اے شیخ مین آپکو آزماتا تھا آپ مرد خوش اخلاق ہین فرمایا کہ یہ جو تو نے مجھ سے دیکھا یہ تو کتّے کا خلق ہے کہ جب اُسے بلاؤ دوڑا آتا ہے جب ہنکاؤ بھاگ جاتا ہے اسکی کیا حقیقت ہے ایک دن کسی شخص نے چھت پر سے طشت بھر راکھ شیخ موصوف کے سر پر ڈالدی آپنے کپڑے جھاڑ ڈالے اور خدا کا شکر کیا لوگون نے پوچھا آپ نے شکر کیون کیا فرمایا جو شخص آگ کے قابل ہو اُسپر راکھ ڈالین تو شکر کا مقام ہے حضرت علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام کا رنگ بہت سانولا تھا اور آپ کے دروازے پر نیشاپور مین ایک حمام تھا جب آپ حمام مین جاتے تو لوگ حمام خالی کردیتے ایکدن حمام خالی کردیا گیا آپ اندر تشریف لے گئے اور حمامی غافل ہوگیا ایک گنوار حمام مین گھس گیا آپ کو دیکھا سمجھا کہ حمام کے خادمون مین سے کوئی خادم ہے آپ سے کہنے لگا اُٹھ پانی لا آپ پانی لے آئے کہا اُٹھ مٹی لا آپ اُٹھ کر مٹی بھی لے آئے اسی طرح آپ سے ایک ایک کام کا حکم کرتا آپ بجالاتے جب حمامی آیا اور گنوار کی آواز سنی کہ یہ باتین کر رہا ہے تو ڈر کے بھاگ گیا جب آپ باہر نکلے تو لوگون نے عرض کی کہ اس امر کے خوف سے حمامی بھاگ گیا ہے فرمایا اُس سے کہدو کہ تو نہ بھاگ قصور تو اسکا ہے جسنے فرزند کا تخم سیہ فام لونڈی کے رحم مین بویا عبداللہ درزی ایک بزرگ تھے ایک گبر انسے کپڑے سلواتا اور ہر بار کھوٹا روپیہ سلائی دیتا وہ لے لیتے ایک مرتبہ وہ خود نہ تھے شاگرد نے کھوٹا روپیہ نہ لیا جب آئے تو شاگرد سے کہا کہ تو نے یہ امر کیون کیا کہ برسون گزر گئے وہ میرے ساتھ یہی معاملہ کرتا ہے اور مین نے کبھی اُسپر ظاہر نہین کیا اور ہمیشہ اس خیال سے لے لیا کیا کہ اس کھوٹے روپے سے اور کسی مسلمان کو نہ فریب دے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب کہین جاتے تو لڑکے پتھر مارتے آپ کہتے کہ میان لڑکو چھوٹے چھوٹے پتھر مارو کہ میرا پاؤن نہ ٹوٹ جائے ورنہ مین نماز کو نہ کھڑا ہوسکونگا حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ کو کوئی شخص گالیان دیتا ہوا اُنکے ساتھ ساتھ چلا وہ چپ تھے جب اس مقام کے قریب پہونچے جہان انکے عزیز قریب رہتے تھے تو کھڑے ہوگئے اور اس سے کہا کہ بھئی اگر کچھ گالیان باقی ہون تو وہ بھی دے لے اسواسطے کہ اگر میری قوم کے لوگ گالیان دیتے سن پائین گے تو تجھین ستائینگے ایک عورت نے حضرت مالک ابن دینار کو کہا اے ریاکار انھون نے فرمایا کہ اے نیکبخت بصرہ کے لوگون نے میرا نام گم کردیا تھا تو نے ڈھونڈھ نکالا کمال حسن خلق کی علامت یہ ہے جو یہ بزرگ رکھتے تھے اور یہ اُن لوگونکی صفت ہے جو ریاضت کرتے کرتے اپنے تئین صفات بشریت سے بالکل پاک کرچکے ہون اور حق تعالےٰ کے سوا کسی کو نہین دیکھتے اور جو ام

دیکھتے ہین اسی سے دیکھتے ہین جو شخص اس صفت سے موصوف نہ ہو اسے اپنی نسبت نیکخوئی کا گمان اور غرہ نہ کرنا چاہیے واللہ اعلم **لڑکونکی پرورش کا بیان** اے عزیز جان تو کہ فرزند مان باپ کے ہاتھ مین ایک امانت ہے اور اسکا دل پاک گوہر نفیس کے مانند ہے موم کی طرح نقش پذیر ہے اور سب نقشون سے خالی ہے اور زمین پاک کے مثل ہے کہ جو تخم تو اسمین بوئے گا اُگے گا اگر نیکی کا تخم بوئے گا تو لڑکا دین دنیا کی سعادت کو پہونچے گا اور مان باپ اور معلم اُسکے ثواب مین شریک رہین گے اگر نیکی کا تخم نہ بوئے گا تو لڑکا بدبخت ہوئے گا اور جو فعل اس سے سرزد ہونگے اسمین مان باپ و معلم بھی شریک رہینگے اسواسطے کہ حقتعالے نے ارشاد فرمایا ہے کہ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا[1] اور آتش دنیا کی بہ نسبت آتش دوزخ سے لڑکے کو بچانا بہت ضرور ہے اور اسکو آتش دوزخ سے بچانا باینطور ہوتا ہے کہ اسے باادب رکھے اور نیک اخلاق سکھائے اور بُری صحبت سے بچائے کہ صحبت بد سب بُرائیون کی جڑ ہے اور اسے اچھے کھانے پہننے کا خوگر نہ کرے اگر خوگر ہو جائیگا تو اسکے بغیر صبر نہ کر سکیگا اور اچھے کھانے کپڑے کی تلاش مین تمام عمر ضائع کریگا بلکہ ابتدا ہی مین یہ کوشش کرنا چاہیے کہ جو عورت لڑکے کو دودھ پلائے صالحہ اور نیکخو اور حلال کی کھانے والی ہو اسواسطے کہ اناکی خوے بد لڑکے مین سرایت کرتی ہے اور جو دودھ کہ حرام سے حاصل ہوتا ہے وہ پلید ہے جب لڑکے کا گوشت پوست اس سے پیدا ہوگا اسکی طبیعت مین اسکے ساتھ مناسبت پیدا ہوگی کہ وہ مناسبت جوانی کے بعد ظاہر ہوگی جب لڑکے کی زبان کھلے تو چاہیے کہ پہلے اللہ کا نام لے اللہ کا نام پہلے سے اُسے سکھانا چاہیے اور جب ایسا ہو کہ بعضی چیزون سے شرماتا ہے تو یہ شرمانا بشارت ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ نور عقل اسپر پڑا اور عقل شحنہ شرم کو اسپر متعین کرتی ہے کہ بری باتون پر شرم اُسے خجالت دیتی ہے اور لڑکے مین پہلے کھانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے تو کھانے کے آداب اسے سکھانا چاہیے تاکہ داہنے ہاتھ سے کھائے بسم اللہ کہے جلدی نہ کھائے اور خوب چبائے اور اورون کے نوالون پر نظر نہ دوڑائے اپنے سامنے سے لقمہ اُٹھائے جبتک ایک نوالہ اُتار نہ لے تبتک دوسرے نوالے کیواسطے ہاتھ نہ بڑھائے ہاتھ اور کپڑا نہ بھرے کبھی کبھی اُسے رُوکھی روٹی دینا چاہیے تاکہ ہمیشہ سالن وغیرہ کا عادی نہ ہوجائے اور بہت کھانیکو اسکی نگاہ مین برا ٹھہراوے اور کہے کہ بہت کھانا جانورون کا اور احمقون کا کام ہے اور جو لڑکے بہت کھاتے ہین اسکے سامنے انکا عیب بیان کرے اور جو لڑکا باادب ہو اسکی تعریف کرے تاکہ اسکو بھی اپنی تعریف کرانیکا شوق ہو اور وہ بھی ایسا ہی کیا کرے سفید کپڑے اسکی نگاہ مین اچھے ٹھہراوے ریشمی اور رنگین کپڑے کی بُرائی اسکے دلمین جمادے اور کہے کہ میان ریشمی اور رنگین کپڑے پہننا رنڈیون اور لونڈیون کا کام ہے اور اپنے تئین بنانا سنوارنا ہیجڑون اور زنانون کا شیوہ ہے مردون کا کام نہین جو لڑکے خوش غذا اور خوش لباس ہون اُنکی سنگت مین اُسے نہ پڑنے دیوے حتے کہ یہ انھین دیکھنے بھی نہ پائے کہ وہ اسکی خرابی کا سبب ہونگے اسواسطے کہ اگر اُنھین دیکھے گا تو خود بھی اچھے کھانے پہننے کی آرزو کرے گا اور بُری صحبت سے اُسے نگاہ رکھے کیونکہ جب لڑکے کو بُری صحبت سے لوگ نگاہ نہین رکھتے تو وہ شوخ بیحیا چور جھوٹا گستاخ بیباک ہوجاتا ہے اور مدت تک یہ باتین اس سے نہین چھوٹتین جب مکتب مین بٹھائے تو قرآن پڑھائے پھر صالح اور پرہیزگار لوگون کی حکایتون مین اور صحابہؓ اور بزرگان سلف کی عادتون مین اسے مشغول کرے اور اسواسطے اسے ہرگز نہ چھوڑنا چاہیے کہ جن اشعار وغیرہ مین عشق کی باتین اور عورتون کی تعریف ہے انمین مشغول ہوجائے اور ایسے معلم اور ادیب سے اسے محفوظ رکھنا چاہیے جو کہتا ہو کہ اس قسم کے اشعار وغیرہ سے طبیعت تیز ہوتی ہے کہ وہ ادیب نہین ہے بلکہ شیطان ہے کہ بُرائی کا تخم اُسکے دل مین بوئے گا جب لڑکا نیک کام کرے اور نیک عادت اسمین پیدا ہو

[1] بچاؤ اپنے نفسون کو اور اپنے اہل و عیال کو آتش دوزخ سے ؀

تو اُسپر اسکی تعریف کرے اور جس چیز سے وہ خوش ہوتا ہو وہ اُسے دے اور لوگون کے سامنے اسکی تعریف کرے لڑکا اگر کچھ خطا کرے تو دو ایک بار انجان بنجائے تاکہ وہ گالیان کھانے اور خفگی کی باتین اُٹھانے کا عادی نہ ہو جائے خصوصاً جب وہ چھپا کر کوئی خطا کرے اسواسطے کہ اگر اس سے بہت کہا جائیگا تو وہ اُس خطا پر دلیر ہو جائیگا اور کھلم کھلا خطا کرنے لگیگا اور جب بار بار خطا کرے تو ایکبار چھپا کر سرزنش کرے اور کہے کہ خبردار ایسا نہ کرنا کوئی تیری یہ خطا نہ جاننے پائے ورنہ لوگون مین تو فضیحت ہوگا اور لوگ تجھے کچھ بھی نہ سمجھینگے باپ کو چاہیے کہ اپنی عظمت اسکے ساتھ نگاہ رکھے اور مان کو چاہیے کہ باپ سے اُسے ڈرایا کرے دن کو اسے نہ سونے دینا چاہیے ورنہ کاہل ہو جائیگا اور رات کو اُسے نرم بچھونے پر نہ سُلائے تاکہ اُسکا بدن مضبوط اور قوی ہو تمام دن مین گھڑی بھر اُسے کھیل کی اجازت دینا چاہیے تاکہ چاق ہو جائے اداس اور تنگدل نہ رہے کہ اس سے بدخوئی پیدا ہوتی ہے اور دل اندھا ہو جاتا ہے اور اسے سکھانا چاہیے کہ ہر ایک سے فروتنی کیا کرے اور لڑکون پر فخر اور لاف زنی نہ کیا کرے لڑکون سے کچھ لے نہین بلکہ انھین کچھ کچھ دیا کرے لڑکے سے کہنا چاہیے کہ دوسرے سے لینا فقیرون اور بے ہمت لوگونکا کام ہے اور اس امر کی اجازت ہرگز نہ دینا چاہیے کہ کسی سے نقد یا جنس لینے کی خواہش کرے کہ اس سے خراب ہوگا اور بُرے کامو مین پڑ جائیگا اور اُسے سکھانا چاہیے کہ لوگون کے سامنے نہ تھوکا کرے نہ ناک چھنکا کرے اور لوگون کیطرف پیٹھ کرکے نہ بیٹھا کرے ادب کے ساتھ بیٹھا کرے اور ٹھڈی کے نیچے ہاتھ دیکر نہ بیٹھا کرے کہ یہ کاہلی کی علامت ہے اور بہت بکا نہ کرے اور قسم ہرگز نہ کھایا کرے جبتک کوئی کچھ پوچھے نہین از خود بات نہ کرے اور جو اُس سے بڑا ہو اُسکی عظمت کیا کرے اُسکے آگے نہ چلا کرے فحش اور لعنت سے زبان کو بچائے رکھے اس سے کہدینا چاہیے کہ میان جب اُستاد مارا کرے تو جزع فزع نہ کیا کرو اور سفارشی نہ لیجایا کرو صبر کیا کرو مردون ہی کا کام تحمل کرنا ہے لونڈیون اور عورتونکا کام رونا چلانا ہے جب لڑکا سات برس کا ہو تو اُسے نرمی سے طہارت اور نماز پڑھنے کا حکم کرے جب دس برس کا ہو اور کچھ قصور کرے تو اُسے مارے اور ادب دے چوری حرامخوری دروغگوئی کو اسکے نزدیک بُرا ٹھہرا دے اور ہمیشہ ان چیزون کی بُرائی کیا کرے جب اس طرح لڑکے کو پرورش کرین اور وہ جوان ہو تو ان آداب کے بھید اس سے کہے تاکہ اسمین اثر کرین پھر اس سے کہے کہ کھانا کھانے سے مقصود یہ ہے کہ بندے کو خدا کی عبادت کرنیکی قوت حاصل ہو اور دنیا سے زاد آخرت مقصود ہے کہ دنیا کسی کے ساتھ نہین رہتی اور موت جھٹ پٹ اچانک آجاتی ہے اور عقلمند وہی شخص ہے جو دنیا سے زاد آخرت لیلے تاکہ بہشت مین جائے اور حقتعالے اُس سے خوش ہو اور دوزخ کا حال اس سے کہنا شروع کرے اور کامونکا ثواب و عذاب اس سے کہے جب ابتدا ہی سے اُسے ادب کے ساتھ پرورش کرینگے تو یہ باتین پتھر کی لکیر ہو جائینگی اور اگر پہلے سے اسے اپنے حال پر چھوڑ دیا تو یہ باتین ایسی ہونگی جیسے دیوار سے خاک جھڑ جاتی ہے حضرت سہل تستری فرماتے ہین کہ مین تین برس کا تھا میرے ماموں محمد ابن سوار نماز پڑھتے تھے مین اُنھین دیکھتا تھا ایکبار انھون نے مجھ سے کہا کہ بیٹا جس خدا نے تجھے پیدا کیا ہے تو اسے یاد نہین کرتا مین نے کہا کہ ماموں مین کیونکر یاد کرون کہا رات کو جب تو بچھونے پر سوتا ہے تین بار دل سے کہہ لیا کر زبان سے نہین کہ خدا میرے ساتھ ہے خدا میری طرف دیکھتا ہے خدا مجھے دیکھتا ہے کئی شب مین نے یون کہا پھر اُنھون نے فرمایا کہ ہر شب سات بار کہا کر پھر فرمایا کہ ہر شب گیارہ مرتبہ کہا کر مین کہا کرتا تھا پھر میرے دل مین اسکی حلاوت پیدا ہوئی جب ایک سال گزرا تو انھون نے فرمایا کہ مین نے جو کچھ تجھ سے کہا تھا وہ تمام عمر یاد رکھنا کہ تجھے قبر مین ڈالدین کہ یہ شغل دونون جہان مین تیرا دستگیر ہوگا کئی برس تک مین یون ہی کہتا رہا حتے کہ اسکی حلاوت میرے دماغ مین پیدا ہوئی پھر ایک دن

ماموں نے کہا کہ خدا جس شخص کے ساتھ رہتا ہو اور جسکی طرف دیکھا کرتا ہو وہ شخص خدا کا گناہ نہین کرتا خبردار کبھی گناہ نہ کرنا کہ وہ تجھے دیکھتا ہے پھر مجھے معلم کے پاس بھیجا میرا دل گھبرایا کرتا مین نے کہا کہ گھڑی بھر کے لیے روز مجھے بھیجا کرو زیادہ نہین حتی کہ مین نے قرآن شریف پڑھا اسوقت مین سات برس کا تھا جب مین دس برس کا ہوا تو ہمیشہ روزے رکھتا اور جو کی روٹی کھاتا تھے کہ بارہ برس کا ہوا تیرھوین برس ایک مسئلہ میرے دلمین آیا مین نے کہا کہ مجھے بصرے مین بھیجدو تاکہ مین وہان جاکر پوچھون غرضکہ وہان گیا اور سب عالمون سے پوچھا کسی نے اس مسئلے کو حل نہ کیا اور ایک بڑے عابد کا پتا بتایا مین وہان گیا اُن بزرگ نے اس مسئلے کو حل کردیا مدت تک مین انکی خدمت مین رہا پھر تستر یعنی اپنے وطن مین پھر آیا ایک درم کے جو مول لیتا اور اسکی روکھی روٹی سے روزہ کھولتا دال سالن کچھ اسکے ساتھ نہ ہوتا ایکدرم کے جو سال بھر کو کافی ہوتے پھر مین نے یہ قصد کیا کہ مین شبانہ روز کچھ نہ کھایا کرون حتی کہ مین اُسپر قادر ہو گیا پھر پانچ دن تک پہونچایا پھر سات دن تک حتے کہ پچیس دن تک پہونچا دیا کہ پچیس پچیس دن کچھ نہ کھاتا اور بیس برس اسی حالت پر مین نے صبر کیا اور شب زندہ دار رہتا یہ حکایت اسواسطے بیان کی گئی تاکہ معلوم ہوجائے کہ جو بڑا کام ہو اُس کا تخم بچپنے مین ڈالتے رہین

ابتدائے مجاہدہ مین جو شرائط مرید ہین اُن کا اور ریاضت سے راہ دین پر چلنے کی کیفیت کا بیان

اے عزیز جان تو کہ جو شخص خدا کو نہ پہونچا اس سبب سے نہ پہونچا کہ راہ نہ چلا اور جو راہ نہ چلا اس سبب سے نہ چلا کہ اُسنے طلب نہ کیا اور جسنے طلب نہ کیا اس سبب سے نہ کیا کہ اسنے جانا نہین اور اُسکا ایمان پورا نہین اسواسطے کہ جو شخص یہ جانتا ہے کہ دنیا میلی ہے اور چند روز کی ہے اور آخرت مصفا ہے اور ہمیشہ ہے ارادہ اور زاد آخرت طلب کرنا اسمین پیدا ہوتا ہے اور اسپر بہت دشوار نہین ہوتا کہ حقیر چیز کو نفیس چیز کے عوض مین ہاتھ سے دیدے اسواسطے کہ آج مٹی کا پیالہ اسواسطے چھوڑ دینا کہ کل سونیکے کٹورے ملین آدمی پر بہت دشوار نہین ہوتا تو ضعف ایمان ان سب باتون کا سبب ہے اور ضعف ایمان کا سبب یہ ہے کہ راہ بتانیوالے مفقود ہین اسواسطے کہ دین کے راہبر اور دلیل علماء پرہیزگار ہین اور یہ گم ہوگئے ہین جب راہبر اور دلیل ہی نہین تو راہ خالی رہ گئی اور خلق اپنی سعادت سے محروم ہوگئی اور جو عالم باقی رہ گئے ہین انپر دنیا کی محبت غالب ہوگئی ہے جب یہ طلب دنیا مین پڑے ہین تو خلق کو دنیا سے آخرت کیطرف کیونکر بلا سکین اور دنیا کی راہ راہ آخرت کے برخلاف ہے دنیا اور آخرت ایسی ہین جیسے مشرق اور مغرب کہ آدمی جب ایک سے نزدیک ہوتا ہے تو دوسرے سے دور ہوجاتا ہے تو جسے حقتعالے کا ارادہ پیدا ہوتا ہے وہ اُن لوگومین سے ہوجاتا ہے جنھین حق تعالے فرماتا ہے وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا[۱] آدمی کو جاننا چاہیے کہ حق تعالے یہ جو ارشاد فرماتا ہے کہ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا تو یہ سعی کیا ہے اے عزیز جان تو کہ اس سعی سے راہ چلنا مراد ہے اور راہ چلنے کے واسطے پہلے ہی مرتبے مین کئی شرطین ہین کہ پہلے ہی سے ان شرطون کو بجالانا چاہیے پھر ایک دستاویز ہے کہ اسے تمسک کرنا چاہیے پھر ایک قلعہ اور حصار ہے کہ اس سے پناہ لینا چاہیے پہلی شرط یہ ہے کہ اپنے اور حق تعالے کے درمیان سے آڑ اور حجاب اُٹھادے تاکہ اُس قوم مین سے نہو جائے جسے حق تعالے یون ارشاد فرماتا ہے وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا اور حجاب چار ہین مال جاہ تقلید معصیت مال اسواسطے حجاب ہے کہ اسکے ساتھ دل اٹکا رہتا ہے اور جب تک دل فارغ نہ ہو تب تک آدمی راہ نہین چل سکتا تو پہلے چاہیے کہ قدر حاجت کے سوا باقی مال کو آدمی اپنے پاس سے دور کر

[۱] اور جسنے ارادہ کیا آخرت کا اور کوشش کی اسکے واسطے کوشش آخرت کی ۱۲ [۲] اور ہم نے کردی ہے رو بروان کے اور پس پشت ان کے آڑ ۱۲

اسواسطے کہ مال بقدر حاجت مین مشغلہ نہین ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اپنے پاس کچھ رکھتا ہی نہین او رخدا ہی کیواسطے محنت کرتا ہے تو اسکی راہ جلد طے ہو جائیگی اور جاہ و حشمت کا حجاب بانیطور اُٹھ جاتا ہے کہ آدمی بھاگے اور ایسی جگہ جائے جہان لوگ اسے نہ پہچانتے ہون اس واسطے کہ جب نامی ہوگا تو خلق مین اور خلق کے قبول کرنے کی لذت مین ہمیشہ مشغول رہیگا اور جو شخص خلق سے لذت پائے گا وہ حق تعالے تک نہ پہونچیگا اور تقلید اسواسطے حجاب ہے کہ آدمی نے جب کسی کے مذہب کا اعتقاد کیا اور کوئی اعتراض و جدل کی بات سنی تو اور کسی چیز کی اُسکے دل مین جگہ نہین رہتی پس چاہیے کہ ان سب باتون کو بھلا دے اور لا الٰہ الا اللہ کے معنے کا ایمان لائے اور اپنے دلسے اسکی تحقیق طلب کرے اور اسکی تحقیق یہ ہے کہ حقتعالے کے سوا اسکا اور کوئی معبود نہ باقی رہے کہ وہ اسکی بندگی کرے جس شخص پر ہوا و ہوس غالب ہوتی ہے تو ہوا و ہوس ہی اسکا معبود ہوتی ہے جب یہ مضمون حقیقت ہو جائے تو چاہیے کہ مجاہدہ اور ریاضت سے کامونکا کشف ڈھونڈھے جدل اور بحث سے نہین اور معصیت تو بڑا ہی حجاب ہے اسواسطے کہ جو شخص کسی گناہ پر مصر ہوتا ہے اسکا دل تاریک ہو جاتا ہے اسے حقتعالیٰ کیونکر منکشف ہوگا خصوصًا حرام کی روزی اسواسطے کہ حلال کی روزی دل کے روشن ہونے مین جو اثر کرتی ہے اور کوئی چیز نہین کرتی اصل یہ ہے کہ آدمی حرام کے لقمے سے حذر کرے اور حلال روزی کے سوا کچھ نہ کھائے اور جو شخص ظاہر شرع پر عمل کرنے اور سب معاملات شرعی بجالانے کے پہلے چاہے کہ دین و شریعت کے بھید مجھ پر کھلجائین اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص عربی پڑھنے کے پہلے قرآن شریف کی تفسیر پڑھنا چاہے اور جب یہ سب حجاب اُٹھا دیے تو اس شخص کے مثل ہو گیا جو طہارت کر کے نماز پڑھنے کے قابل ہوا ہو اب اسے امام کی حاجت ہوگی کہ اسکی اقتدا کرے وہ پیر ہے اسواسطے کہ پیر کے بغیر راہ چلنا راست نہین آتا اسواسطے کہ راہ پوشیدہ ہے اور شیطان کی راہین خدا کی راہ سے ملی ہوئی ہین حق راہ ایک ہی ہے اور باطل راہین ہزارون ہین تو بے دلیل او ر راہبر کے راہ چلنا کیونکر ممکن ہوگا جب پیر ہاتھ لگجائے تو چاہیے کہ مرید اپنے سب کامون کو اسی پر چھوڑ دے اور اپنا اختیار باقی ہی نہ رکھے اور یقین جانے کہ اپنی رائے صائب کی بہ نسبت پیر کی خطا مین اسکا بڑا فائدہ ہے شعر[ل] سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید؞ کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا؞ پیر سے جو بات ایسی وقوع مین آئے جسکی وجہ اسے نہ معلوم ہو تو حضرت خضر[ف] اور حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام کا قصہ یاد کرے کہ وہ حکایت پیر اور مریدی کیواسطے ہے کہ مشائخ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین ایسی بہت سی چیزین جانتے ہین کہ عقل سے انکے بھید کو مرید نہین پہونچ سکتا جالینوس کے زمانہ مین ایک شخص کی داہنی انگلی مین درد ہوا ہم حکیم انگلی پر دوا رکھتے تھے کچھ فائدہ نہ کرتی تھی جالینوس نے اسکے بائین شانے پر دوا رکھی ناقص طبیبون نے کہا کہ یہ کیا بیوقوفی ہے (مار و گھٹنا پھوٹے آنکھ) درد تو انگلی مین اور دوا شانے پر یہ کیا فائدہ دیگی اور انگلی اچھی ہو گئی اور سبب یہ تھا کہ جالینوس جان گیا تھا کہ پٹھے مین خلل آگیا ہے اور اُسے یہ معلوم تھا کہ پٹھے دماغ اور پشت سے آئے ہین اور جو پٹھے بائین طرف سے نکلتے ہین وہ داہنی جانب آتے ہین اور جو داہنی طرف سے نکلتے ہین وہ بائین جانب آتے ہین اور اس مثال سے یہ مقصود ہے کہ مرید کو اپنے باطن مین کچھ تصرف نہ کرنا چاہیے خواجہ بو علی فارمدی رحمہ اللہ تعالےٰ سے مین نے (یعنی امام صاحب نے) سنا ہے کہ کہتے تھے کہ ایک بار شیخ ابو القاسم گرگانی رحمہ اللہ تعالےٰ سے مین خواب نقل کرتا تھا وہ مجھ سے خفا ہوے اور ایک مہینا کامل مجھ سے بات نہ کی مجھے کچھ سبب نہ معلوم ہوا آخر کو اُنھون نے فرمایا

ل اگر شیخ کہے تو جانماز کو شراب مین ڈبو دے اسلیے کہ سالک (شیخ) منزل کی راہ و رسم سے بخوبی واقف ہے ۱۲۔

ف حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کی حکایت قرآن شریف مین پیری اور مریدی کے واسطے ہے ۱۲۔

کہ تو نے خواب نقل کرنے مین مجھے یون کہا کہ تم جو شیخ ہو تم نے مجھ سے خواب مین ایک بات کہی اور مین نے خواب ہی مین کہا کیون یہ کہکر فرمایا کہ اگر تیرے دلمین کیون کی جگہ نہ ہوتی تو خواب مین تیری زبان سے کیون کا لفظ نہ نکلتا پھر جب مرید نے اپنے کام پیر کے سپرد کر دیے تو پیر پہلے اُسے حصار مین کرتا ہے تاکہ آفتون سے محفوظ رہے اور اس حصار کی چار دیوارین ہین ایک خلوت دوسری خاموشی تیسری گرسنگی چوتھی بیخوابی سواسطے کہ گرسنگی شیطان کی راہ بند رکھتی ہے اور بیخوابی سے دل روشن ہوتا ہے اور خاموشی باتون کی پراگندگی سے دلکو بچائے رکھتی ہے او خلوت خلائق کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور آنکھ کان کی راہ بند کرتی ہے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ ابدال لوگ ابدال جو ہوئے تو گوشہ مین بیٹھنے اور بھوکے اور چپ اور جاگتے رہنے کی بدولت ہوے جب مرید دنیا کے اشغال سے الگ ہوا تو اب راہ چلنا اختیار کرے راہ چلنے مین پہل یہ کرے کہ پہلے عقبات راہ کو صاف کر دے اور عقبات راہ صفات مذموم ہین جو دلمین ہوتے ہین جن کامون سے بھاگنا چاہیے یہ صفات مذمومہ انکی جڑ ہین جیسے جاہ و مال کی حرص اور اچھے کھانے پہننے کا لالچ او تکبر اور ریا وغیرہ تاکہ مادۂ مشغلہ کو باطن سے قطع کر دے اور دل خالی ہو جائے اور ممکن ہے کہ کوئی شخص ان سب باتون سے تو پاک ور ایک ہی صفت ذمیمہ مین آلودہ ہو تو اس صفت کو چھوڑنے کی اس طرح کوشش کرے جسطرح پر پیر مناسب جانے اور اُسکے لائق سمجھے کہ یہ امر بمقتضائے حال بدلتا رہتا ہے اب چونکہ زمین کو خالی کر چکا تو تخم ریزی شروع کرے اور حقتعالے کا ذکر تخم ہے جب ماسوی اللہ سے خالی ہو گیا تو گوشے مین بیٹھ کر ہمیشہ دل و زبان سے اللہ اللہ کہا کرے حتے کہ زبان سے چپ ہو جائے اور دل سے کہنے لگے پھر دل بھی کہتے کہتے ٹھہر جائیگا اور اس کلمے کا وہ معنی اور مقصود دل پر غالب ہو جائے گا جو بیحرف ہے نہ عربی ہے نہ فارسی اسواسطے کہ دل سے کہنا بھی بات ہے اور بات اس تخم کا غلاف اور چھلکا ہے عین تخم نہین ہے پھر اس معنی کا دلمین اسطرح متمکن اور مستولی اور نقش ہو جانا چاہیے کہ اسکے ساتھ دل وابستہ رکھنے مین تکلف نہ کرنا پڑے بلکہ ایسا عاشق ہو جائے کہ تکلف سے بھی دلکو اس سے باز نہ رکھ سکے حضرت شبلی قدس سرہٗ نے اپنے مرید کے ساتھ حصر کر کے فرمایا کہ اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک تو میرے پاس آئے اور ماسوی اللہ کا خطرہ تیرے دل پر گزرے تو میرے پاس آنا تجھ پر حرام ہے جب دل کو وسواس دنیاوی کے خار سے پاک کر چکا اور یہ تخم اس مین بو چکا تو کوئی چیز نہ باقی رہی جو اختیار سے تعلق رکھے اور یہین تک اختیار ہوتا ہے اسکے بعد منتظر رہے کہ کیا گزرتی ہے اور کیا ظاہر ہوتا ہے اور غالب ہے کہ یہ تخم ضائع نہ ہو اسواسطے کہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ یعنے جو شخص آخرت کے کام مین ہوتا ہے اور بیج بوتا ہے اسے مین زیادتی نصیب کرتا ہون اور اس مقام پر مریدون کے حالات مختلف ہوتے ہین کسی کو اس کلمے کے معنے مین اشکال پیدا ہوتا ہے اور خیالات باطل پیش آتے ہین اور کوئی اس امر سے تو نجات پاتا ہے لیکن فرشتون کی اصل اور انبیاء علیہم السلام کی ارواح اسے اچھی اچھی صورتون مین دکھائی دینے لگتی ہین خواب مین نظر آئین یا آنکھ کھولکر بھی دیکھے اسکے بعد اور حالات ہوتے ہین ان کی تفصیل دراز ہے انکے بیان کرنے مین کچھ فائدہ نہین کہ یہ راہ چلنے کا بیان ہے راہ کہنے کا ذکر نہین اور ہر ایک کو اور ہی چیز پیش آتی ہے اور جو شخص یہ راہ چلے گا اسکے حق مین وہ چیز نہ سنی ہوئی ہونا بہتر ہے کہ اس چیز کا انتظار اس کے دلکو مشغول رکھے گا اور حجاب ہو جائیگا تصرف علم کو جسقدر دخل ہے وہ یہین تک ہے اور کہنے سے مقصود یہ ہے تاکہ اس بات کا ایمان پیدا ہو جائے اسواسطے کہ اکثر علماء اسکے منکر ہین اور جو چیز علم رسمی کے ماورا ہے اُسے باور نہین کرتے واللہ اعلم ۵

دوسری اصل پیٹ اور فرج کی شہوت کے علاج اور ان دونونکی حرص توڑنیکے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ معدہ بدن کا حوض ہے اور رگین جو اس سے نکلکر ہفت اندام کو گئی ہین وہ نہرون کے مثل ہین اور معدہ سب شہوتون کا منبع ہے اور یہ شہوت سب سے زیادہ آدمی پر غالب ہے کیونکہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اسی کی بدولت بہشت سے نکلے یہ شہوت اور سب شہوتون کی جڑ ہے اسواسطے کہ جہان پیٹ بھرا تو نکاح کی شہوت سر اٹھاتی ہے اور آدمی پیٹ اور فرج کی شہوت پرستی نہین کرسکتا مگر مال کے سبب سے تو مال کا لالچ پیدا ہوتا ہے اور مال نہین ہاتھ لگتا مگر جاہ سے تو جاہ کی حرص پیدا ہوتی ہے اور جاہ کی حفاظت نہین ہوسکتی مگر خلق کے ساتھ خصومت کرنیسے اور خصومت کے سبب سے حسد تعصب عداوت کبر یا کینہ پیدا ہوتا ہے تو معدے کو اسکے حال پر چھوڑ دینا سب گناہون کی اصل ہے اور معدے کو زیر دست کرنا اور بھوکے رہنے کی عادت ڈالنا سب نیکیونکی جڑ ہے ہم اس اصل مین پہلے بھوک کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اسکے فائدے بیان کرینگے پھر تھوڑا کھانے مین ریاضت کا طریقہ بیان کرینگے پھر اس مین لوگون کا اختلاف احوال بیان کرینگے پھر شہوت فرج کی آفت اور جو شخص اپنے تئین اس سے محفوظ رکھے اسکا ثواب بیان کرینگے **بھوک کی فضیلت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے ساتھ بھوک اور پیاس سے جہاد کرو کہ اسکا ثواب کفار کے ساتھ جہاد کرنے کے ثواب کے مانند ہے اور کوئی کام خدا کے نزدیک بھوک پیاس سے زیادہ دوست نہین ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص پیٹ بھر لیتا ہے اُسے ملکوت آسمان کیطرف راہ نہین ملتی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کون شخص فاضلتر ہے فرمایا جو تھوڑا کھائے تھوڑا ہنسے اور ستر عورت کی قدر کپڑے پر قناعت کرے اور فرمایا ہے کہ بھوک سب کامون کی سردار ہے اور فرمایا ہے کہ پُرانا کپڑا پہنو اور آدھا پیٹ کھانا پانی کھاؤ پیو کہ یہ فعل نبوت کا ایک جزو ہے اور فرمایا ہے کہ تفکر نصف عبادت ہے اور تھوڑا کھانا پوری عبادت ہے اور فرمایا ہے کہ تم مین سے وہ شخص خدا کے نزدیک افضل ہے جو بہت تفکر کرے اور بہت بھوکا رہے اور تم مین سے وہ شخص خدا کا بڑا دشمن ہے جو بہت کھائے پیے اور بہت سوئے اور فرمایا ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے اس شخص کے سبب سے حق تعالے فرشتون پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ دیکھو مین نے تو اسے شہوت طعام مین مبتلا کیا اور اسنے میرے واسطے کھانے سے ہاتھ اُٹھایا اے فرشتو تم گواہ رہنا کہ جتنے لقمے اسنے چھوڑ دیے ہین مین ہر لقمہ کے عوض ایک ایک درجہ بہشت مین دونگا اور فرمایا ہے کہ بہت کھانے پانی سے اپنے دلون کو مردہ نہ کرو اسواسطے کہ دل کھیت کے مثل ہے کہ جب پانی بہت ہوتا ہے کھیت پژمردہ ہوجاتا ہے اور فرمایا ہے کہ پیٹ سے زیادہ کسی بدتر چیز کو آدمی پر نہین کرتا اور چند لقمے آدمی کیواسطے بس ہین جو اسکی پشت سیدھی رکھین اگر چارہ نہو تو پیٹ کا ایک تیسرا حصہ کھانیکے واسطے ہے ایک تہائی پانی پینے کے واسطے ایک ثلث سانس لینے کیلیے اور ایک روایت مین ہے کہ ایک تہائی ذکر کیواسطے ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے تئین ننگا بھوکا رکھو تاکہ تمھارے دل حق تعالے کو دیکھین اور سرور انبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ شیطان آدمی کے بدن مین اسطرح روان ہے جیسے رگونمین خون بھوک پیاس سے شیطان کی رہگذر تنگ کرو اور فرمایا ہے کہ مومن ایک انتڑی مین کھاتا ہے اور منافق سات انتڑیون مین کھاتا ہے یعنے

منافق کی خوراک سلمان کی بہ نسبت ست گنی ہوتی ہے ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت کا دروازہ برابر کھٹکھٹائے جاؤ تاکہ دروازہ کھولدین مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کاہے سے کھٹکھٹا ئین فرمایا کہ بھوک پیاس سے جناب رسول اعظم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت جحیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ڈکار آئی آپ نے فرمایا کہ اس ڈکار کو دور رکھو اسواسطے کہ جو شخص اس جہان مین بہت سیر ہے وہ اُس جہان مین بہت بھوکا ہوگا ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہرگز آسودہ ہوکر کھانا نہ تناول فرماتے ایسا ہوتا تھا کہ بھوک کی وجہ سے مجھے آپ پر ترس آتا تھا اور مین آپ کے شکم مبارک پر ہاتھ پھیرتی اور عرض کرتی کہ میری جان آپ پر تصدق ہو اگر آپ اسقدر کھانا نوش فرمائین کہ بھوکے نہ رہا کرین تو کیا ہو آپ فرماتے کہ یا عائشہ انبیا اُولوالعزم جو میرے بھائی تھے مجھ سے پیشتر گزر گئے اُنھون نے حق تعالیٰ کی جناب سے بزرگیان پائین مین ڈرتا ہون کہ اگر تن پروری کرون تو میرا درجہ انسے کم ہوجائے کچھ دن تھوڑا سا صبر کرنے کو مین اس امر کی بہ نسبت دوست رکھتا ہون کہ آخرت مین میرا حظ کم ہوجائے اور اس سے زیادہ مجھے کچھ دوست نہین ہے کہ مین اپنے بھائیون کے پاس پہونچ جاؤن ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ خدا کی قسم یہ فرمانے کے بعد ایک ہفتہ سے زیادہ آپ زندہ نہین رہے سیدۃ النساء حضرت بی فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑا لیے ہوے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین آپ نے پوچھا یہ کیا ہے عرض کی کہ مین نے ایک روٹی پکائی جی نہ چاہا کہ بے آپکے کھاؤن فرمایا کہ تین دن کے بعد یہ پہلا کھانا ہے جو تیرے باپ کے منھ مین جائیگا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے دولتخانے مین تین دن برابر گیہون کی روٹی کسی نے نہین کھائی حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ رات کے کھانے مین ایک نوالہ کم کھانیکو مین اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ تمام رات صبح تک نماز پڑھا کرون حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دل سے کہا کرتے کہ تو بھوکا رہنے سے کیون ڈرتا ہے ہیہات ہیہات حق سبحانہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے یارون کو تو بھوک دی تھی اور تجھ ایسون سے دریغ کریگا کہمش نے جناب احدیت مین عرض کی کہ بارخدایا تو مجھے ننگا بھوکا رکھتا ہے اور رات کو اپنے ساتھ خلوت مین رکھتا ہے تیرے نزدیک مین نے یہ مرتبہ کاہے سے پایا یہ معاملہ تو تو اپنے اولیا کے ساتھ کرتا ہے حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے اس شخص کے واسطے ٹھنڈک ہے جو کفایت ہی کی قدر غلہ رکھتا ہو اور خلق سے بے پروا رہے حضرت محمد بن الواسع نے کہا نہین بلکہ اس شخص کے واسطے ٹھنڈک ہے جو صبح شام بھوکا رہے اور اس حال مین بھی حق تعالےٰ سے خوش و راضی ہو حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ بزرگون اور عقلمندون نے غور کیا دین دنیا مین بھوک سے زیادہ کسی چیز کو نافع نہ پایا اور آخرت کے بارے مین سیری سے زیادہ کسی چیز کو مضر نہ دیکھا حضرت عبدالواحد بن زید نے کہا ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے کسی کو اپنا دوست نہین بنایا مگر بھوک کی بدولت اور کوئی شخص پانی پر نہین چلا مگر بھوک کی برکت سے اور کسی شخص نے زمین کو نہین طے کیا مگر بھوک کی قدرت سے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام نے اس چالیس دن کے عرصہ مین جس مین حق تعالےٰ نے ان سے کلام کیا تھا کچھ نہین کھایا

گرسنگی کے فائدون اور سیری کی آفتون کا بیان اے عزیز جان تو کہ بھوک کی فضیلت اس

سبب سے نہیں ہے کہ اس مین تکلیف ہوتی ہے جس طرح دوا کی فضیلت اسوجہ سے نہیں ہے کہ وہ کڑوی ہوتی ہے مگر بھوک مین دس فائدے ہین **پہلا فائدہ** یہ ہے کہ دلکو صاف اور روشن کردیتی ہے اور سیری آدمی کو کوردل اور کند ذہن کردیتی ہے اور سیری کے سبب سے آدمی کے دماغ مین ایک بخار جاتا ہے کہ وہ آدمی کو نادان کردیتا ہے حتی کہ اسکا خیال اور اندیشہ پراگندہ اور شوریدہ ہوجاتا ہے اسی واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تھوڑا کھانے سے اپنے دلون کو زندہ کرو اور بھوک سے پاک کرو تاکہ صاف اور رقیق ہوجائین اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئین بھوکا رکھتا ہے اُسکا دل تیز ہوتا ہے اسکی سمجھ بڑھتی ہے حضرت شبلی قدس سرہٗ فرماتے ہین کہ کوئی روز ایسا نہیں ہوا کہ مین خدا کے واسطے بھوکا بیٹھا ہون اور اپنے دلمین حکمت اور عبرت تازہ نہ پائی ہو جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ سیر ہوکر نہ کھایا کرو ورنہ نور معرفت تمھارے دل سے فنا ہوجائیگا پس چونکہ معرفت راہ جنت ہے اور بھوک درگاہ معرفت ہے تو بھوکا رہنا جنت کا دروازہ کھٹکھٹانا ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَدِیْمُوْا[1] قَرْعَ بَابِ الْجَنَّةِ بِالْجُوْعِ **دوسرا فائدہ** یہ ہے کہ بھوک سے دل ایسا رقیق ہوجاتا ہے کہ ذکر اور مناجات کا مزہ آتا ہے اور سیری سے قساوت اور سخت دلی پیدا ہوتی ہے حتے کہ آدمی ذکر جو کرتا ہے وہ زبان کی نوک پر رہتا ہے دل کے اندر سرایت نہیں کرتا حضرت جنید قدس سرہٗ کہتے ہین کہ جسنے اپنے اور خدا کے درمیان کھانیکا توبڑہ رکھا اور چاہتا ہے کہ مناجات کی لذت پائے تو یہ ہرگز نہ ہوگا **تیسرا فائدہ** یہ ہے کہ اترانا اور غفلت دوزخ کا دروازہ ہے اور شکستگی اور بیچارگی اور عاجزی جنت کی ڈیوڑھی ہے اور سیری اترانا اور غفلت پیدا کرتی ہے اور بھوک عاجزی اور شکستگی لاتی ہے اور جبتک بندہ اپنے تئین اس عاجزی کی نظر سے نہ دیکھے کہ ایک نوالہ جو اسے نہیں ملتا تو تمام جہان اسپر تنگ و تاریک ہوجاتا ہے تبتک خداوند تعالےٰ کی بزرگی اور قدرت نہ جانیگا اسی واسطے تھا کہ تمام روے زمین کے خزانون کی کنجیان رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی گئین آپ نے فرمایا مین یہ نہیں چاہتا بلکہ ایک دن بھوکا رہنا اور ایک دن سیر ہونا مجھے بہت دوست ہے جب بھوکا ہوتا ہون صبر کرتا ہون جب سیر ہوتا ہون شکر بجالاتا ہون **چوتھا فائدہ** یہ ہے کہ آدمی اگر سیر ہوگا تو بھوکون کو بھول جائیگا خلق خدا پر مہربانی نہ کریگا عذاب آخرت کو فراموش کردیگا اور جب بھوکا ہوگا تو دوزخیون کی بھوک یاد کریگا اور جب پیاسا ہوگا تو قیامت والون کی پیاس یاد کریگا اور خوف آخرت اور بندگان خدا پر شفقت جنت کے دروازون مین سے ہے اسی سبب سے تھا کہ حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لوگون نے عرض کی کہ روی زمین کا خزانہ تو آپ کے پاس ہے آپ کیون بھوکے رہتے ہین فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ سیر ہونگا تو بھوکے فقیرون کو بھول جاؤنگا **پانچوان فائدہ** یہ ہے کہ سب سعادتون کی سردار یہ سعادت ہے کہ آدمی نفس کو اپنا زیردست کرلے اور شقاوت یہ ہے کہ اپنے تئین نفس کا زیردست کردے اور جسطرح سرکش جانور کو بھوک ہی سے رام کرتے ہین آدمی کے نفس کا بھی یہی حال ہے اور یہ ایک فائدہ نہیں ہے بلکہ فائدون کی کیمیا ہے اسواسطے کہ سب گناہ شہوت کے سبب سے ہوتے ہین اور شہوت سیری کے سبب سے ہوتی ہے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کہتے ہین کہ مین جب سیر ہوکر کھاتا تھا خواہ نخواہ گناہ یا گناہ کا ارادہ کرتا تھا ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

[1] ہمیشہ جنت کا دروازہ بھوک سے کھٹکھٹاتے رہو ۱۲۔

کے بعد جو بدعت پہلے پیدا ہوئی وہ سیری تھی کہ لوگون نے جب سیر ہو کر کھایا تو اُنکے نفس نے سرکشی اختیار کی اگر بھوک کا اور کچھ فائدہ نہ ہو مگر فرج کی شہوت تو ضعیف ہو جائے گی اور بات کرنے کی خواہش تو کم ہو گی تو قصہ تمام ہے اسواسطے کہ جو کوئی سیر ہو کر کھاتا ہے فضول گوئی اور غیبت مین مشغول ہوتا ہے اور فرج کی شہوت غالب ہو جاتی ہے وہ اگر فرج کو محفوظ رکھے گا تو آنکھ کیونکر بچائے گا اور اگر آنکھ کو بھی بچالیگا تو دل کو نہ بچا سکے گا اور بھوک ان سب باتون کو کفایت کرتی ہے اسی واسطے بزرگون نے کہا ہے کہ حقتعالی کے خزانہ مین بھوک ایک گوہر گران بہا ہے حق تعالے وہ گوہر ہر کس و ناکس کو نہین دیتا ہے جسے دوست رکھتا ہے اسکو عنایت فرماتا ہے کسی حکیم نے کہا ہے کہ جو مرید ایک سال روکھی روٹی کھائے اور جسقدر کھانیکی اسے عادت ہے روٹی اسکی آدھی کھائے تو حقتعالے اُسکے دل سے عورتونکا خیال بالکل دور کر دے گا

چھٹا فائدہ یہ ہے کہ آدمی جو بھوکا ہوتا ہے تو تھوڑا سا سوتا ہے اور بیخوابی سب عبادتون اور ذکر و فکر کی اصل ہے خصوصًا شب کو اور جو شخص سیر ہو کر کھاتا ہے اسپر نیند غالب ہو جاتی ہے مردہ کیطرح پڑا رہتا ہے اور اسکی عمر ضائع ہوتی ہے ایک پیر ہر شب دسترخوان پر منادی کر دیا کرتے تھے کہ اے مریدو بہت روٹی نہ کھاؤ اگر کھاؤ گے تو پانی بہت پی جاؤ گے کھانا پانی بہت کھاؤ پیو گے تو بہت سا سوؤ گے اگر بہت سا سوؤ گے تو قیامت کے دن بہت حسرت کرو گے ستر صدیقون نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ بہت سونا بہت پانی پینے سے ہوتا ہے (ف) اور چونکہ عمر آدمی کا سرمایہ ہے اور ہر سانس ایک گوہر ہے کہ اس سے سعادت آخرت حاصل کر سکتے ہین اور سونا عمر کو گھٹاتا ہے (ف) اور ضائع کرتا ہے تو جو چیز نیند کو دور کرے اس سے زیادہ کون شے عزیز ہوگی اور جو شخص سیری پر تہجد ادا کریگا مناجات کی لذت نہ پائے گا اور نیند اس پر غلبہ کرے گی اور شاید کہ احتلام ہو جائے اور رات کو غسل نہ کر سکے ناپاک رہے اور عبادت سے محروم رہ جائے اور غسل کی تکلیف مین گرفتار ہو جائے اگر حمام جانا چاہے تو شاید اسکے پاس پیسا نہ ہو اور شاید حمام مین جاکر عورت پر اسکی نظر پڑے اور اُسکے سبب سے بہت سی آفتین اُٹھ کھڑی ہون حضرت ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ احتلام عقوبت ہے یہ اس سبب سے کہا ہے کہ احتلام سیری سے ہوا کرتا ہے ۔

ساتوان فائدہ یہ ہے کہ گرسنگی کے سبب سے آدمی پر زمانہ فراخ ہو جاتا ہے علم و عمل مین مشغول ہونے کے واسطے مہلت اور فراغت پاتا ہے اسواسطے کہ آدمی جب بہت کھائے گا تو کھانے سونے خریدنے بنانے سامان کا انتظام کرنے کے واسطے زمانہ چاہیے پھر پاخانے جانا طہارت کرنا پڑے گا تمام زمانہ تو ان ہی واہیات کامون مین گزر جائے گا اور ہر سانس ایک گوہر اور آدمی کا سرمایہ ہے اسے بے ضرورت ضائع کرنا حماقت ہے حضرت سری سقطی قدس سرہٗ کہتے ہین کہ مین نے علی جرجانی کو دیکھا کہ جو کے ستو نگل رہے تھے مین نے کہا کہ تم نے روٹی کیون نہ کھائی کہا کہ اسکے نگل لینے مین اور روٹی کے کھانے مین ستر تسبیح کے زمانہ کا فرق ہے اسی سبب سے چالیس برس ہوے کہ مین نے روٹی نہین کھائی مناسب نہین کہ روٹی چبانے کے سبب سے میرا فائدہ فوت ہو جائے اسمین کچھ شک نہین ہے کہ جو شخص بھوک کی عادت ڈالتا ہے اسپر روزہ آسان ہوتا ہے وہ مسجد مین اعتکاف کر سکے گا اور ہمیشہ باطہارت رہ سکیگا اور جو لوگ آخرت کی سوداگری کرتے ہین اُنکے نزدیک یہ فائدے حقیر اور ناچیز نہین ہین حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ جسنے پیٹ بھر کر کھایا اسمین چھ چیزین پیدا ہو جاتی ہین ایک تو عبادت کی حلاوت نہین پاتا اور حکمت وغیرہ یاد رکھنے مین اس کی یادداشت بُری ہو جاتی ہے اور خلق پر شفقت کرنے سے محروم رہتا ہے اسواسطے کہ وہ جانتا ہے کہ تمام جہان سیر ہے اور عبادت کرنا

ف بہت سونا بہت پانی پینے سے ہوتا ہے ۱۲ ف سونا عمر کو گھٹاتا ہے ۱۲

اسپر گران ہوجاتا ہے اور شہوتین زیادہ ہوجاتی ہین اور سب مسلمان تو مسجد کے گرد پھرتے ہین وہ پائخانہ اور مزبلہ کے صدقے ہوتا ہے **آٹھوان فائدہ** یہ ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے تندرست رہتا ہے بیماری کی تکلیف دوا کے خرچ طبیب کی ناز برداری فصد کھلانے پچھنے لگوانے کڑوی دوا کے کھانے کے صدمہ سے بچا رہتا ہے حکیمون اور طبیبون نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ کم کھانیکے سوا کوئی چیز ایسی نہین ہے جو بالکل نفع ہو اور کچھ ضرر نہ ہو ایک حکیم نے کہا ہے کہ جو چیزین آدمی کھاتا ہے ان سب مین انار بہتر اور نافع تر ہے اور خشک گوشت بدتر ہے تھوڑا خشک گوشت کھانے سے بہت انار کھانا بہتر ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ روزہ رکھو تاکہ تندرست رہو **نوان فائدہ** یہ ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے اسکا خرچ بھی کم ہوتا ہے اور اسے بہت مال کی حاجت نہین ہوتی اور سب آفتین اور گناہ اور دل کی مشغولی بہت مال کی حاجت سے ہوا کرتی ہے اسواسطے کہ آدمی جب روز چاہے کہ اچھی چیز کھاؤن اور بہت سی کھاؤن تو تمام دن اسی فکر مین رہیگا کہ کہان سے لاؤن اور شائد شبہہ اور طمع اور حرام مین گرفتار ہوجائے ایک حکیم کا قول ہے کہ مین اپنی اکثر حاجتین اسی طرح نکالتا ہون کہ ان حاجتون سے ہاتھ اُٹھاتا ہون اور یہ مجھ پر بہت آسان ہے دوسرے حکیم کا قول یہ ہے کہ مین کیون کسی سے قرض مانگون اپنے پیٹ ہی سے نہ قرض لیلیون اور اس سے کہدون کہ اس چیز کی خواہش چھوڑ دے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہٗ چیزونکا نرخ پوچھا کرتے لوگ کہتے کہ گران ہے فرماتے اَرْخِصُوْهُ بِالتَّرْكِ یعنی اسطرح ارزان کرو کہ اس چیز کو ترک کردو **دسوان فائدہ** یہ ہے کہ آدمی جب اپنے پیٹ پر قادر ہوگیا تو صدقہ دینے اور لوگون پر خرچ کرنے اور کرم کرنے پر قادر ہوگیا اسواسطے کہ جو کچھ پیٹ مین جاتا ہے پائخانہ اسکی جگہ ہے اور جو صدقہ مین دیتا ہے وہ خدا کے دست رحمت مین جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تندیلے آدمی کو دیکھا فرمایا کہ جو کچھ تو نے اپنے توند مین ڈال لیا ہے اُسے اگر اور کہین صرف کرتا یعنے صدقہ مین اور خدا کی راہ مین دیتا تو بہتر ہوتا واللہ اعلم **کھانا کھاتے وقت کم کھانے مین مرید کے آداب کا بیان** اے عزیز جان تو کہ بعد اسکے کہ کھانا حلال کا ہو تین احتیاطین مرید پر فرض ہین پہلی احتیاط کم کھانے مین ہے یہ نہ چاہیے کہ بہت کھاتے کھاتے دفعۃً کم کھانے لگے کہ اسکی تاب نہ لائیگا اور وہ اُسے نقصان کریگا بلکہ بتدریج کم کرنا چاہیے مثلاً اگر عادت سے ایک روٹی کم کھایا چاہتا ہے تو چاہیے کہ ایک دن ایک نوالہ کم کرے دوسرے دن دو نوالے تیسرے دن تین لقمے تاکہ ایک مہینے مین ایک روٹی سے دست بردار ہوجائے جب ایسا کریگا تو اسپر آسان ہوگا اور کبھی نہ نقصان ہوگا اور طبیعت اُسپر بخوبی ٹھہر جائے گی پھر جس مقدار پر ٹھہریگا اسکے چار درجے ہین بڑا درجہ جو صدیقون کا مرتبہ ہے وہ یہ ہے کہ ضرورت کی قدر پر قناعت کرے حضرت سہل تستری نے یہی اختیار کیا تھا اسواسطے کہ اُنھون نے کہا کہ عبادت زندگی اور عقل اور قوت سے ہوتی ہے جبتک قوت گھٹنے کا خوف نہ ہو کھانا نہ کھانا چاہیے اسواسطے کہ جو شخص بھوک کے سبب سے ضعیف ہو اسکی نماز بیٹھے بیٹھے افضل ہے اس شخص کی کھڑے کھڑے نماز سے جو سیر ہو لیکن جب آدمی یہ ڈرے کہ زندگی یا عقل مین خلل پڑجائیگا تب کھانا چاہیے کہ عقل کے بغیر بندگی نہین ہوسکتی اور جان تو خود اصل ہی ہے انسے پوچھا کہ آپ کیونکر کھاتے ہین فرمایا کہ ہر سال تین درم میرا خرچ تھا ایک درم کے چاول اور آٹا ایک درم کا شہد ایک درم کا روغن جمع کرکے تین سو ساٹھ پنیڈیان بنا لیتا تھا ہر روز ایک پنیڈی سے روزہ کھولتا لوگون نے پوچھا اب کیا انداز ہے فرمایا جیسی آپڑے رہا ہو نہین یعنے ایسے ہین کہ ہر روز ایکدرم بھر سے زیادہ کھانا نہین کھاتے اور اپنے تئین اس مقدار

قلیل پر بتدریج پہونچایا ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدھے مد پر اقتصار کرے اور جو روٹی چار من کی ہو اسمین سے ایک روٹی پوری اور ایک تہائی روٹی آدھے مد کی ہوتی ہے اسمین شاید تہائی پیٹ بھرے جیسا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ثُلُثٌ لِلطَّعَامِ وَثُلُثٌ لِلشَّرَابِ وَثُلُثٌ لِلذِّكْرِ اور ایک روایت مین ثُلُثٌ لِلنَّفَسِ آیا ہے اور یہ وہی بات ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ چند لقمے کفایت کرتے ہین اور یہ روٹی دس لقمون سے کم ہوتی ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات یا نو نوالون سے زیادہ نہ کھاتے تھے تیسرا درجہ یہ ہے کہ ایک مد پر اقتصار کرے اور وہ تین گردون کے قریب ہوگا اکثر لوگون کے حق مین شاید تہائی پیٹ سے بڑھ کر آدھے پیٹ کی حد کو پہونچ جائے چوتھا درجہ یہ ہے کہ ایک من پورا ہو جائے اور ممکن ہے کہ مد سے جو بڑھ گیا ہے وہ اسراف کی حد کو پہونچ جائے اور اس آیۂ کریمہ مین داخل ہو جائے وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ لیکن یہ امر وقت اور ہاتھ پاؤن اور کام کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے غرضکہ بہرحال یہ بات چاہیے کہ جب کھانے سے ہاتھ کھینچے تو بھوکا ہو اور بعض لوگون نے کوئی اندازہ نہین مقرر کیا ہے مگر یہ کوشش کی ہے کہ جب تک بھوک نہ لگے نہ کھائین ہنوز بھوکے ہون اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لین بھوک کی علامت یہ ہے کہ آدمی بغیر سالن وغیرہ کے روٹی کی حرص کرے اور جو باجرہ وغیرہ کی روٹی شوق سے کھا سکے اگر روٹی کے ساتھ کھانے کو کچھ ڈھونڈھے تو وہ سچی بھوک نہین ہے اکثر صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے آدھے مد سے تجاوز نہین کیا ہے ایک جماعت تھی کہ اسکا کھانا ہر ہفتہ مین ایک صاع ہوا کرتا تھا اور ایک صاع چار مد ہوتا ہے وہ لوگ اگر خرما کھاتے تو ڈیڑھ صاع کھاتے اسواسطے کہ اسمین گٹھلی نکلجاتی ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ایک صاع جو میری غذا تھی اور قسم خدا کی جبتک مین آپکے پاس نہ پہونچ جاؤنگا تب تک اس سے نہ پھرونگا اور بعض لوگون پر حضرت ابوذر طعن و تشنیع کرتے تھے کہ تم اس سے پھر گئے ہو اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا بڑا دوست اور بڑا مقرب وہ ہے جو جسطرح پر آج ہے اسی انداز پر مرے یہ کہکر حضرت ابوذر نے کہا کہ تم لوگ اس سے پھر گئے ہو اور جو کا آٹا چھاننے لگے پتلی پتلی روٹیان پکانے لگے دو طرح کا سالن کھانے لگے اور رات کا پیراہن دن کے پیراہن سے جدا کر ڈالا حالانکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ایسا نہ تھا دو آدمیون مین ایک مد خرما اہل صفہ کی غذا تھی اور ان کی بھی گٹھلیان نکلجاتی تھین حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین اگر تمام عالم خون ہو جائے تو بھی اسمین سے میری غذا حلال ہی ہوگی اسکے معنے یہ ہین کہ آدمی ضرورت کی قدر سے زیادہ نہ کھائے وہ مراد نہین ہے جو اباحتی لوگ کہتے ہین کہ حرام چیز جب کسیکو ملتی ہے تو حلال ہو جاتی ہے اسواسطے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو صدقہ کا ایک خرما پہونچا اور وہ حلال نہ ہو گیا دوسری احتیاط کھانے کے وقت ہے اسکے تین درجے ہین بڑا درجہ یہ ہے کہ تین تین دن سے زیادہ تک کچھ نہ کھائے اور کوئی بزرگ ایسے تھے کہ انھون نے ایک ایک ہفتہ اور دس دس بارہ بارہ دن سے زیادہ تک کچھ نہین کھایا اور تابعین مین کسی بزرگ نے اپنے تئین اس مرتبے کو پہونچایا تھا کہ چالیس چالیس دن کچھ نہ کھاتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھ چھ دن تک کچھ نہ کھاتے حضرت ابراہیم ادہم اور ثوری رحمہما اللہ تعالیٰ تین دن کے بعد کھانا کھاتے تھے بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص چالیس دن تک کچھ نہ کھائے تو ملکوت آسمان کے عجائبات مین سے کچھ کچھ اسپر ضرور ظاہر ہوگا ایک صوفی نے ایک راہب سے مناظرہ کیا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ

ف اور نہ اسراف کرو بیشک اللہ نہین دوست رکھتا ہے اسراف کرنے والون کو ۱۲

ف ایک صوفی اور راہب کا مناظرہ ۱۲

علیہ وسلم پر ایمان تو کیوں نہیں لاتا راہب نے کہا اسواسطے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس دن تک کچھ نہیں کھایا یا امر سچے پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا تمھارے پیغمبر نے یہ نہیں کیا صوفی نے کہا کہ اپنے رسول کی امت مین سے ایک مین ہون بھلا اگر مین چالیس دن کچھ نہ کھاؤن تو تو ایمان لائیگا اسنے کہا ہان لاؤنگا وہ صوفی پچاس دن تک بیٹھا رہا اور کہا کہ اور زیادہ صبر کرون راہب نے کہا ہان صوفی نے ساٹھ دن پورے کیے اور کچھ نہ کھایا وہ راہب ایمان لایا یہ بہت بڑا درجہ ہے تکلف سے کوئی اس درجہ کو نہیں پہونچتا مگر وہ شخص جسے اس عالم کے باہر کا کوئی کام پیش آیا ہو کہ وہ کام اسکی قوت کو نگاہ رکھتا ہے اور اس شخص کو مشغول رکھتا ہے کہ اسے بھوک کی خبر ہی نہیں ہوتی دوسرا درجہ یہ ہے کہ دو دو دن تین تین دن کچھ نہ کھائے یہ ممکن ہے اور اکثر لوگ ایسے ہوتے ہین تیسرا درجہ یہ ہے کہ ہر روز ایک بار کھائے اور یہ سب درجون سے کم ہے اور جب دو بار کھانے کا اتفاق ہوا تو اسراف کی حد کو پہونچگیا اور کسی وقت آدمی بھوکا نہین ہوتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کے وقت کھانا نوش فرماتے تو شام کے وقت نہ کھاتے اور جب شام کیوقت تناول کرتے تو صبح کیوقت نوش نہ فرماتے ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار اسراف نہ کرنا ایکدن مین دو بار کھانا اسراف ہے آدمی جب ایک ہی بار کھایا چاہیے تو اولیٰ یہ ہے کہ صبح کے وقت کھائے تاکہ تہجد کی نماز مین ہلکا پھلکا رہے اور دل صاف ہو اور اگر ایسا ہے کہ رات کو کھانیکی طرف التفات کریگا تو ایک روٹی افطار کے وقت کھائے اور ایک روٹی صبح کو تیسری احتیاط جنس طعام مین ہے گیہونکا چھانا ہوا آٹا جنس اعلیٰ ہے اور جو کا بے چھانا آٹا جنس ادنیٰ ہے اور جو کا چھانا ہوا آٹا جنس متوسط ہے اور روٹی کے ساتھ کھانیکی چیزون مین سب سے بہتر گوشت اور مٹھائی ہے اور سب سے کمتر سرکہ اور نمک ہے اور متوسط چپڑی ہوئی روٹی ہے جو لوگ آخرت کی راہ چلتے ہین انکی عادت یہ ہے کہ روٹی کے ساتھ کھانے کی چیز سے پرہیز کیا ہے اور جس چیز کی خواہش اپنے مین دیکھی اسمین اپنے نفس کی مخالفت کی اور کہا ہے کہ جب نفس اپنی خواہش کی چیز پاتا ہے تو اسمین غرور اور غفلت اور ظلمت پیدا ہوجاتی ہے اور دنیا مین رہنے کو دوست رکھتا ہے موت کو دشمن جانتا ہے آدمی کو چاہیے کہ اپنے اوپر دنیا کو تنگ کرے تاکہ دنیا اسکا قیدخانہ بنجائے اور موت کے باعث اس قیدخانے سے اسکی نجات ہوجائے حدیث شریف مین آیا ہے شِرَارُ اُمَّتِی الَّذِیْنَ یَاکُلُوْنَ مُخَّ الْحِنْطَۃِ یعنی میری امت مین سب سے بدتر وہ لوگ ہین جو بھوسی نکالکر گیہون کھائین یہ حرام نہین ہے کبھی کبھی کھانا درست ہے لیکن اگر ہمیشہ کی عادت کرلین گے تو طبیعت پر اچھے کھانے کی خواہش غالب ہوجائے گی اور اس بات کا خوف ہے کہ غفلت پیدا ہوجائے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین وہ لوگ بدتر ہین جن کا بدن ہمہ نعمت کھانے سے ٹانٹھا اور تنا ہوا ہو اور اسکی تمام ہمت الوان طعام اور اقسام لباس مین مصروف ہو اور باتین دور دور کی بنائین حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے موسیٰ تم جان لو کہ گور تمھارا ٹھکانا ہے چاہیے کہ بدن کو شہوت پرستی سے باز رکھو اور جس شخص کے واسطے اسباب تنعم مہیا ہون اور ہر ایک آرزو بر آئے بزرگون نے اسے نیک نہین جانا ہے حضرت وہب ابن منبہ قدس سرہ نے کہا ہے کہ چوتھے آسمان مین دو فرشتے باہم ملے ایک نے کہا کہ فلانے یہودی نے فلانی مچھلی کی تمنا کی ہے مین اسواسطے جاتا ہون کہ ماہی گیر کے جال مین اسے پھنسادون دوسرے نے کہا کہ فلانے عابد کی آرزو کے موافق روغن کا پیالہ اسکے پاس لوگ لائے ہین مین اسواسطے جاتا ہون کہ اسے گرادون لوگون نے کٹورے بھر ٹھنڈے پانی مین شہد گھول کر امیرالمؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیا آپ نے نہ پیا اور فرمایا کہ اسکے

حساب سے مجھے دور رکھو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما بیمار تھے بھنی ہوئی مچھلی کھانیکو انکا جی چاہا حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ مدینہ منورہ مین مچھلی نہ ملتی تھی مین نے بڑی کوشش اور تلاش سے ڈیڑھ درم کو مول لی اور بھون کر انکے پاس لیگیا اتنے مین ایک فقیر آپہونچا انھون نے کہا کہ لو اسے دیدو مین نے کہا کہ مچھلی کی تمھین آرزو تھی مین بڑی کوشش سے لایا ہون اسے رہنے دو مین اسکی قیمت فقیر کو دیدونگا کہا نہین یہی دیدو مین نے وہ مچھلی اس فقیر کو دیدی اور اسکے پیچھے پیچھے گیا اور پھر اس سے مول لے لی اور قیمت اُسے دیدی جب پھر مین اس مچھلی کو لایا اور کہا کہ مین نے اسکی قیمت اسے دیدی ہے انھون نے یہی کہا کہ یہ مچھلی اسکو دیدو اور قیمت بھی نہ پھیرو کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد کیا کہ جس کسی کو کوئی چیز کھانے کی آرزو ہو اور خدا کے واسطے اس چیز سے دستبردار ہو حقتعالے اسے بخشدیگا حضرت عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالے اخمیر کو آفتاب مین خشک کر کے کھایا کرتے اسے پکانے نہ دیتے تاکہ اسکا مزا نہ ملے اور دھوپ سے پانی نہ اُٹھاتے اسی طرح گرم پیا کرتے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالے علیہ کو دودھ کی آرزو رہی اور چالیس برس نہ پیا کوئی شخص اُنکے پاس رطب لیگیا دیر تک ہاتھ مین لیے رہے پھر اُسی شخص سے کہا کہ تم ہی کھالو مین نے تو چالیس برس ہوے نہین کھایا ہے احمد ابن الحواری حضرت ابو سلیمان دارانی قدس سرہما کے مرید کہتے ہین کہ حضرت ابو سلیمان دارانی نے نمک کے ساتھ گرم روٹی کھانیکی آرزو کی مین لے آیا انھون نے نوالہ اٹھا کر رکھدیا اور روئے اور کہا کہ بار خدایا تو میری خواہش کی چیز میرے سامنے لایا یہ میری عقوبت ہے مین نے توبہ کی تو میرا گناہ بخشدے حضرت مالک ابن ضیغم رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ ایک دن بصرہ کے بازار مین میرا گزر ہوا ایک ترکاری دیکھی اسکی خواہش میرے دلمین پیدا ہوئی مین نے قسم کھائی کہ اسے نہ کھاؤنگا اور چالیس برس اس سے صبر کیا حضرت مالک دینار قدس سرہٗ نے کہا ہے کہ پچاس برس ہوے کہ مین نے دنیا کو طلاق دی ہے اور دودھ کے شربت کی آرزو مین ہون اور نہ پیا ہے نہ پیونگا حتی کہ حقتعالے کے پاس پہونچ جاؤن حضرت حماد بن ابو حنیفہ رحمہما اللہ تعالے نے کہا ہے کہ حضرت داؤد طائی کے دروازے پر جب مین پہونچا تو میرے کان مین یہ آواز آئی کہ تو نے ایک بار گاجر چاہی تھی وہ مین نے تجھے دیدی اب خرما مانگتا ہے یہ ہرگز نہ پائیگا اور نہ کھائیگا اندر جو گیا تو ان کے پاس اور کوئی نہ تھا وہ آپ سے آپ کہہ رہے تھے حضرت عتبۃ الغلام قدس سرہٗ نے حضرت عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالے علیہ سے کہا کہ فلانا شخص اپنے دل کی ایک حالت بیان کرتا ہے مجھے وہ حالت نہین ہے انھون نے فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ وہ روکھی روٹی کھاتا ہے اور تم خرمے سے روٹی کھاتے ہو انھون نے کہا کہ اگر مین خرمے سے دستبردار ہو جاؤن تو اس حالت کو پہونچون گا فرمایا ہان پہونچیگا غرضکہ انھون نے خرمے کو ترک کردیا اور روئے لوگون نے پوچھا کہ کیا تم خرمے کے واسطے روتے ہو حضرت عبد الواحد نے جواب دیا کہ اسکا نفس خرما چاہتا ہے اور انکے صدق عزم سے جانتا ہے کہ یہ ہرگز نہ کھائینگے اسواسطے روتا ہے حضرت ابو بکر جلا قدس سرہٗ نے کہا ہے کہ مین ایک شخص کو جانتا ہون کہ اسکے نفس کو ایک چیز کی تمنا ہے اور کہتا ہے کہ مین دس روز تک صبر کرونگا اور کچھ نہ کھاؤنگا مجھے میری آرزو ہی دے وہ شخص کہتا ہے کہ مین نہین چاہتا کہ تو اسدن تک کچھ نہ کھا مگر اپنی اس خواہش سے دست بردار ہو جا بزرگون اور سالکون کی راہ یہی ہے اگر کوئی شخص اس درجہ کو نہ پہونچے بارے اتنا تو ہو کہ بعض بعض خواہشون سے دست بردار ہو جائے اور اپنی خواہش کی چیز دوسرے کو دیدے

اور ہمیشہ گوشت ہی نہ کھایا کرے اسواسطے کہ امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن برابر گوشت کھاتا ہے اسکا دل سخت ہو جاتا ہے اور جو برابر چالیس دن نہ کھائیگا وہ بدخو ہو جائیگا اور معتدل بات وہ ہے جو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمائی کہ ایکبار گوشت کھاؤ ایک بار روغن ایک بار دودھ ایکبار سرکہ ایک بار روکھی روٹی اور مستحب یہ ہے کہ آدمی سیر ہو کر نہ سوئے ورنہ دو غفلتون کو اکٹھا کر دیگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ کھانیکو نماز اور ذکر کے واسطے چھوڑ دو اور سو یا نہ کرو کہ دل سیاہ ہوتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ کھانیکے بعد چار رکعت نماز پڑھنا چاہیے اور سو بار تسبیح کہنا چاہیے یا کچھ قرآن شریف پڑھنا چاہیے حضرت سفیان رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب سیر ہو کر کھانا کھاتے تو تمام شب عبادت کیا کرتے اور فرماتے کہ جب چار پائے کو بھر پیٹ کھلایا تو اس سے سخت کام لینا چاہیے ایک بزرگ رحمہ اللہ تعالےٰ مریدون سے کہا کرتے تھے کہ خواہش کی چیز نہ کھاؤ اگر کھاؤ تو ڈھونڈھو نہین اگر ڈھونڈھو تو دوست نہ رکھو **بھوک کی ریاضت کے بھید کا بیان اور اسمین پیر اور مرید کا حکم مختلف ہونے کا ذکر** اے عزیز جان تو کہ بھوک سے مقصود یہ ہے کہ نفس ٹوٹ کر زیر دست اور باادب ہو جائے جب وہ راست و درست ہو گیا تو ان قیدون سے بے پروا ہو جاتا ہے اسی وجہ سے پیر مریدون کو ان سب ریاضتون کا حکم فرماتا ہے خود نہین کرتا کہ بھوک مقصود نہین ہے مقصود یہ ہے کہ اسقدر کھائے کہ معدہ گران نہ ہو جائے اور بھوک بھی نہ معلوم ہو کہ یہ دونون باتین حارج ہو کر عبادت سے باز رکھتی ہین کمال اسمین ہے کہ آدمی ملائکہ کی صفت پر ہو ملائکہ کو نہ بھوک کی تکلیف ہوتی ہے نہ کھانے کی گرانی جب تک ابتدا مین نفس پر زور اور جبر نہ کرین تک یہ اعتدال نہین حاصل کرتا پھر بعضے بزرگ آپسے ہمیشہ بدگمان رہے اور احتیاط کی راہ پر چلے ہین اور نفس کی نگہداشت کرتے رہے ہین اور جو شخص بڑا کامل ہوا ہے وہ اعتدال کے درجہ پر ٹھہرا ہے اس امر پر یہ دلیل ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کبھی تو اسقدر روزے رکھتے کہ لوگ کہتے کہ آپ افطار ہی نہ کرینگے اور کبھی افطار فرماتے حتیٰ کہ لوگ کہتے کہ اب آپ روزہ نہ رکھین گے اور جب گھر مین آپ کچھ طلب فرماتے اگر ہوتا تو نوش کرتے ورنہ ارشاد کرتے کہ مین روزہ دار ہون شہد اور گوشت کو دوست رکھتے حضرت معروف کرخی قدس سرہٗ کے پاس لوگ اچھا کھانا لے جاتے تو وہ کھا لیتے اور حضرت بشر حافی قدس سرہٗ نہ کھاتے حضرت معروف کرخی سے لوگون نے اسکی وجہ پوچھی فرمایا کہ میرے بھائی بشر پر زہد و ورع غالب ہے اور میرے تئین معرفت کھولدی ہے مین اپنے مالک کے گھر مہمان ہون جیسا دیتا ہے ویسا کھا لیتا ہون نہین دیتا ہے تو صبر کرتا ہون مجھے کچھ اختیار اور انکار باقی ہی نہین رہا یہ احمقون کے غرور کا مقام ہے جو شخص مخالفت نفس کی طاقت نہین رکھتا وہ کہتا ہے کہ حضرت معروف کرخی کی طرح مین بھی عارف ہون تو ریاضت اور مشقت سے دو آدمی باز رہتے ہین یا تو صدیق جسنے اپنا کام بنا لیا ہو وہ باز رہتا ہے یا احمق جو سمجھتا ہے کہ مین اپنا کام بنا چکا حضرت معروف کرخی کو اپنی ذات مین تصرف اور اختیار باقی نہ تھا یعنے انانیت باقی نہ رہی تھی کیونکہ اگر ہاتھ یا زبان سے لوگ انکے ساتھ گستاخی کرتے تو کچھ بھی غصہ نہ آتا اور سمجھتے کہ یہ امر منجانب اللہ ہے یہ بات اسی کی راست و درست ہوگی جو انکے مثل ہو اور جب حضرت بشر حافی اور سری سقطی اور مالک دینار قدس سرہم اور اس طبقہ کے بزرگ لوگ اپنے نفس سے ایمن نہ ہوئے ہون اور یہ حضرات ریاضت اور مشقت سے باز نہ رہے ہون تو اورونکو اپنی نسبت یہ گمان محال ہے اور کوئی

شخص حضرت معروف کرخی کی برابری کا دعوی کرے کیا مجال ہے **کھانا اپنا چھوڑ دینے کی آفتون کا بیان** اے عزیز جان تو کہ اس سے دو آفتین پیدا ہوتی ہین ایک تو یہ ہے کہ آدمی بعضی خواہشین چھوڑ دینے پر قادر نہین ہوتا اور یہ نہین چاہتا کہ لوگ اس بات کو جانین تو تنہائی مین کھاتا ہے برملا نہین کھاتا اور یہ عین نفاق ہے اور شاید شیطان اسے فریب دے کہ یہ مسلمانون کے فائدے کی بات ہے تاکہ وہ تیری پیروی کرین اور یہ محض دغا ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ لوگون کے دکھانے کے واسطے خواہش کی چیز مول لیتا ہے اور گھر مین لے جاتا ہے پھر چھپا کر اسے خیرات دیدیتا ہے یہ نہایت صدق کی بات ہے اور صدیقون کا کام ہے نفس پر نہایت ہی دشوار اور شاق ہوتا ہے شرط اخلاص یہ ہے کہ یہ امر آسان ہو جائے کیونکہ اگر شاق گزرتا ہے تو ابھی دل مین ریاے خفی باقی ہے اور وہ شخص طاعت ریا کرتا ہے طاعت حق نہین کرتا ہے اور جو شخص کھانیکی شہوت سے بھاگ کر ریا کی شہوت مین گر پڑے وہ ایسا ہے کہ مینھ سے بچکر مُھری مین پناہ لیتا ہے تو آدمی کو چاہیے کہ جب اسکے نفس مین یہ خواہش پیدا ہو تو لوگون کے سامنے تھوڑا سا کھانا کھاے بھر پیٹ نہ کھائے تاکہ ریا بھی ٹوٹتی رہے اور بھوک بھی **شہوت فرج کی آفت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالے نے شہوت جماع کو آدمی پر اسواسطے مسلط فرمایا ہے کہ وہ تخم ریزی کرتا رہے اور نسل نہ منقطع ہو جائے اور یہ بہشت کی لذت کا نمونہ بھی ہو اور اس شہوت کی آفت بہت بڑی ہے ابلیس نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہا کہ کسی عورت کے پاس تنہائی مین نہ بیٹھا کیجیے اسواسطے کہ جو مرد عورت کے ساتھ خلوت کرتا ہے مین اس کے ساتھ لگا رہتا ہون تاکہ اسکو بلا مین ڈال دون حضرت سعید مسیب رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ جس پیغمبر کو حق تعالے نے بھیجا ابلیس عورتون کے بارے مین اس سے ناامید ہی رہا اور مین جتنا اس سے ڈرتا ہون اتنا کسی چیز سے نہین ڈرتا اسی سبب سے اپنے گھر اور اپنے لڑکے کے گھر کے سوا اور کہین نہین جاتا اے عزیز جان تو کہ اس شہوت مین بھی افراط تفریط اور اوسط کا درجہ ہے افراط تو یہ ہے کہ ایسی شہوت ہو کہ آدمی فواحش سے نہ شرمائے اور اپنے تئین بالکل اسی مین ڈبو دے جب ایسی شہوت ہو تو اُسے روزہ رکھ رکھ کر توڑنا واجب ہے اور اگر روزے سے نہ ٹوٹے تو نکاح کرے اور تفریط یہ ہے کہ شہوت جاتی ہی رہے اور یہ بھی نقصان کی بات ہے اور توسط و اعتدال یہ ہے کہ شہوت ہو اور زیر دست رہے بعضے آدمی شہوت زیادہ ہونے کے واسطے بہی چیزین کھاتے ہین یہ امر نادانی سے ہوتا ہے انکی مثال اس شخص کی ایسی ہے جو زنبور کے چھتے کو چھیڑے تاکہ وہ اسکے پیچھے پڑ جائین مگر جس شخص نے کئی نکاح کیے ہون اور جوروؤن کا حق ادا کرکے انکی حفاظت کرنا مقصود ہو تو مضائقہ نہین اسواسطے کہ مرد لوگ عورتون کے حصار ہین اور غرائب اخبار مین ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے اپنے مین ضعف باہ پایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ حریسہ پیا کرو اور اسکا سبب یہ تھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نو بیبیان تھین وہ تمام عالم پر حرام ہو گئی تھین اور تمام جہان سے ان کی امید منقطع تھی اس شہوت کی آفتون مین سے ایک عشق ہے وہ بہت گناہون کا سبب ہوتا ہے اگر آدمی ابتدا مین احتیاط نہ کرے تو ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور احتیاط کی صورت یہ ہے کہ آنکھ کو محفوظ رکھے اگر اتفاقاً کسی پر آنکھ پڑ جائے گی تو اسے دوبارہ روکنا آسان ہوگا اور آنکھ کو بلا قید چھوڑ دے گا تو پھر اس کا ٹھہرنا مشکل ہو جائیگا اس بارہ مین نفس کی مثل چارپایہ کی سی ہے اگر کسی طرف جانے کا قصد کرے تو پہلے ہی اسکی باگ پھیرنا آسان ہوتا ہے اور جب

مطلق العنان ہوگیا اور باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی تو اسکی دُم پکڑ کے کھینچنا دشوار ہوتا ہے تو آنکھ کو محفوظ رکھنا اصل ہے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ حضرت داوٗد علیہ السلام آنکھ ہی کے سبب سے بلا اور فتنہ مین پڑے حضرت داوٗد نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ شیر اور اژدہے کے پیچھے جانا روا ہے مگر عورتونکے پیچھے ہرگز نہ جانا حضرت یحییٰ بن زکریا علیٰ نبینا وعلیہما السلام سے لوگون نے پوچھا کہ زنا کہان سے پیدا ہوتا ہے فرمایا آنکھ سے جناب سلطان الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والثنا فرماتے ہین کہ نگاہ ابلیس کے تیرون مین سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے جو شخص خوف خدا سے اپنی آنکھ کو محفوظ رکھتا ہے حق تعالے اسکے تئین ایسا ایمان عنایت فرماتا ہے کہ وہ اسکی حلاوت اپنے دل مین پاتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے اپنی وفات کے بعد اپنی امت مین عورتون کے مثل کوئی بلا نہین چھوڑی ہے اور فرمایا ہے کہ فرج کی طرح آنکھ بھی زنا کرتی ہے دیکھنا آنکھ کا زنا ہے تو جو شخص آنکھ کو نہ بچا سکے اسپر واجب ہے کہ شہوت کو ریاضت سے توڑے اور روزہ رکھنا اس شہوت کا علاج ہے اگر نہ ہو سکے تو نکاح کرنا اسکا علاج ہے اور اگر خوبصورت لونڈون سے آنکھ کو نہ بچا سکے تو یہ بہت بڑی آفت ہے اسواسطے کہ اس فعل کو آدمی حلال کر ہی نہین سکتا اور جو شخص بمقتضائے شہوت لونڈون کو گھورے اور اس سے راحت پائے اس شخص کو لونڈون کی طرف دیکھنا حرام ہے لیکن اگر اس قسم کی راحت حاصل ہو جیسے سبزہ اور شگوفہ اور اچھے اچھے نقش ونگار دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے تو خیر کیونکہ یہ کچھ نقصان نہین کرتی اور اسکی پہچان یہ ہے کہ دیکھنے والے کے دل مین لونڈے کے ساتھ قربت کرنے کا خیال اور تقاضا نہو اسواسطے کہ گل اور شگوفہ اگرچہ اچھا ہو لیکن اسے بوسہ دینے اور چھونے کی خواہش نہین ہوتی اور جب قربت کی خواہش پیدا ہو تو یہ شہوت کی علامت اور لواطت کا پہلا قدم ہے ایک صوفی کا قول ہے کہ اگر مرید پر شیر خشمگین جھپٹے تو مین اتنا نہین ڈرتا جتنا غلام امرد کے ملنے سے ڈرتا ہون مریدون مین سے ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ پر اسقدر شہوت غالب ہوئی کہ مین متحمل نہ ہو سکا مین نے بہت دعا اور زاری کی ایک رات ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ مجھ سے کہتے ہین کہ تجھے کیا ہوا ہے ان سے مین نے حال عرض کیا اُنھون نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیر دیا جب مین جاگا تو سکون ہوگیا جب ایک سال گزر گیا تو پھر شہوت پیدا ہوئی مین نے بہت زاری کی اُنھین بزرگ کو پھر خواب مین دیکھا فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ مجھ سے شہوت دفع ہو جائے مین نے عرض کی کہ ہان فرمایا گردن جھکا مین نے جھکا دی بس ایک تلوار نکالی اور میری گردن پر ماری مین جب جاگا تو پھر سکون ہوگیا جب ایک سال گزرا تو پھر شہوت پیدا ہوئی پھر مین نے زاری بھی کی اور ان بزرگ کو بھی خواب مین دیکھا کہ مجھ سے فرماتے ہین کہ اس چیز کا دفعیہ کہان تک خدا سے چاہے گا جسکے دفع کرنیکو وہ دوست نہین رکھتا ہے پھر مین جاگا اور جورو کی حتی کہ شہوت سے نجات پائی

اُس شخص کے ثواب کا بیان جو اس شہوت کے خلاف کرے

اے عزیز جان تو کہ شہوت جسقدر زیادہ غالب ہوگی اسی قدر اس کے خلاف کرنے مین ثواب بھی زیادہ ہے آدمی پر اس سے زیادہ اور کوئی شہوت غالب نہین ہے لیکن اس شہوت کا مطلوب بُرا ہے اور اکثر لوگ جو یہ شہوت نہین بجھاتے تو یا عجز کے سبب سے یہ امر ہوتا ہے یا ہراس یا شرم کی وجہ سے یا اس خوف سے کہ کھل جائیگا تو ہم بدنام ہونگے اور جو شخص ان وجہون سے حذر کرتا ہے اسے کچھ ثواب نہین ہوتا کہ یہ غرض دنیوی کی طاعت ہے طاعت شرع نہین ہے لیکن گناہ سے عاجز ہونا بھی سعادت ہے کسی سبب سے ہو آدمی عقوبت اور گناہ سے تو بچتا ہے اگر کوئی شخص حرام پر قادر ہو اور کوئی مانع بھی

نہو اور خدا کے واسطے اس سے دست بردار ہو تو اسکا بڑا ثواب ہے اور وہ شخص ان سات آدمیون مین سے ہے جو قیامت کے دن عرش آلہی کے سایہ مین ہونگے اور اس امر مین اسکا درجہ حضرت یوسف علیہ السلام کے درجہ کے برابر ہوگا اسواسطے کہ یہ گھاٹی طے کرنے مین حضرت یوسف علی نبینا و علیہ السلام پیشوا اور امام ہین **حکایت** سلیمان ابن بشار رحمہ اللہ تعالےٰ بہت ہی حسین آدمی تھے ایک عورت نے اپنے تئین انکی خدمت مین پیش کیا وہ بھاگے کہتے ہین کہ اسی شب مین نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب مین دیکھا اور پوچھا آپ یوسف ہین فرمایا ہان مین وہ یوسف ہون کہ مین نے قصد کیا اور تو وہ سلیمان ہے کہ تو نے قصد بھی نہین کیا یہ اس آیۂ کریمہ کی طرف اشارہ ہے وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا الآیہ اور یہی سلیمان یہ بھی بیان کرتے ہین کہ مین حج کو جاتا تھا جب مدینۂ منورہ سے نکل کر ابوا مین اترا میرا ساتھی تو جنس لینے چلا گیا عرب کی ایک عورت ماہ طلعت بے نقاب جیسے بدر بے سحاب میرے پاس آئی اور اپنی زبان مین یون کہنے لگی **شعر** صبح ست ساقیا قدحِ پر شراب کن ؛ دورِ فلک درنگ ندارد شتاب کن ؛ یعنی **شعر** ساقیا بہرِ خدا اندہ الطاف وکرم ؛ بادۂ وصل سے بھر دے مرے پیمانے کو ؛ مین سمجھا کہ اسے خواہش طعام ہے اس سبب سے یہ کلام ہے دستر خوان مانگا کہ اسے کھانا دون اسنے کہا مین یہ نہین چاہتی ہون بلکہ میرا وہ مدعا ہے جو مطلب عورتون کو خاص مردون ہی سے ہوتا ہے یہ سنکر مین سر بگریبان ہوا اور نہایت گریان ہوا اسقدر رویا کہ اس خیال باطل کو اسکے دل سے دھویا بارش اشک دیکھکر وہ مہ پارہ ابر برقع مین پنہان ہوگئی اور اپنی منزل کو روان ہوگئی وہ ساتھی جب پھر کر آیا تو مجھ مین رونیکا اثر پایا پوچھا یہ کیا حال ہے مین نے کہا لڑکون بالون کا خیال باعث ملال ہے اسنے کہا تو ابھی فارغ البال تھا لڑکون بالون کا نہ وہم تھا نہ خیال تھا کوئی امر جدید پیش آیا ہے فلک نے کوئی نیا واقعہ دکھایا ہے مجھ سے بیان کر غرضکہ جب اُسنے بہت الحاح کیا تو مین نے کہدیا اسنے جو سنا تو وہ بھی رونے لگا مین نے پوچھا کہ تو کیون روتا ہے کہا اسوجہ سے کہ مین ڈرتا ہون کہ اگر یہ امر مجھے پیش آتا تو مین ایسا نہ کرسکتا پھر جب ہم مکۂ معظمہ مین پہونچے اور طواف و سعی کر چکے تو مین ایک حجرہ مین سوگیا ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت درجہ حسین وجمیل کشادہ رو خوش بو در از قد ہے مین نے پوچھا تم کون ہو اُنھون نے فرمایا کہ مین یوسف ہون مین نے عرض کی کہ یوسف صدیق فرمایا ہان مین نے عرض کی کہ عزیز کی عورت کے ساتھ آپ کا قصّہ عجیب وغریب ہے فرمایا کہ زن اعرابی کے ساتھ تیرا یہ قصہ عجیب تر ہے **حکایت** حضرت ابن عمرؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہما کہتے ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ گزشتہ مین تین آدمی سفر کو گئے جب رات ہوئی تو ایک غار کے اندر چلے گئے تاکہ بیخوف رہین اتفاقاً پہاڑ سے اتنا بڑا ایک پتھر گرا کہ غار کا منھ ایسا بند ہوگیا کہ نکلنے کا راستہ نہ رہا اور اُس پتھر کو جنبش دینا ممکن نہ تھا ان بیچارون نے آپس مین کہا کہ اسکی کوئی تدبیر نہین ہے مگر یہ کہ ہم تینون آدمی دعا کرین اور ہر ایک اپنے اپنے نیک عمل عرض کرے کہ شاید اسکے طفیل سے حق سبحانہ تعالےٰ ہماری مشکل آسان کردے انمین سے ایک شخص نے یون عرض کرکے دعا کی کہ بار خدایا تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ تھے کہ انسے پہلے نہ خود مین کھانا کھاتا تھا نہ اپنے جورو لڑکون کو دیتا تھا ایک دن کسی کام کو گیا تھا بہت رات گئے آیا میرے ماں باپ سوگئے تھے ایک کاسہ بھر دودھ جو مین لایا تھا انکے جاگنے کے انتظار مین میرے ہاتھ پر تھا اور لڑکے بھوک کے مارے زار زار روتے تھے مین انسے کہتا تھا کہ جبتک میرے والدین پہلے نہ پی لین گے

لہ ابوا ایک مقام کا نام ہے ۱۲

حکایت سچی کامل تجرِ صادق کی زبانی ہے ۱۲

تب تک تھین نہ دونگا وہ صبح تک نہ جاگے اور مین اُسے ہاتھ پر رکھے کھڑا رہا حالانکہ مین اور میرے لڑکے بھوکے تھے بار خدایا اگر تو جانتا ہے کہ یہ امر محض تیری رضامندی کیواسطے تھا تو ہماری مشکل آسان کردے جب انے یہ عرض کی تو پتھر کچھ ہٹا اور ایک سوراخ ہوا لیکن اس سے باہر نہ نکل سکتے تھے پھر دوسرے نے یون عرض کرکے دعا کی کہ بار خدایا تو عالم الغیب ہے تجھے معلوم ہے کہ میرے چچا کی ایک لڑکی تھی مین اسپر عاشق تھا وہ میرا کہا نہ مانتی تھی حتی کہ ایک سال قحط پڑا اور وہ عاجز ہوئی میرے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگی ایک سو بیس دینار اس شرط سے مین نے اسے دیے کہ میرا کہا مانے غرضکہ جب مین اس کام کے قریب ہوا تو اسنے کہا کہ تو ڈرتا نہین کہ حقتعالی کی مُہر اُسکے بے حکم توڑتا ہے مین نے ڈر کر اُسے چھوڑ دیا اور پھر اسکا قصد نہین کیا حالانکہ تمام جہان کی چیزون مین اس سے زیادہ مجھے کسی چیز کی حرص اور خواہش نہ تھی بار خدایا اگر تو جانتا ہے کہ فقط تیری ہی رضا کے واسطے مین نے حذر کیا تو تو ہماری مشکل آسان کردے پھر پتھر کو جنبش ہوئی اور غار کا منہ کچھ تھوڑا اور کھلا لیکن ابھی باہر نکلنا ممکن نہ تھا پھر تیسرے نے یون عرض کر کے دعا کی کہ بار خدایا تو دانائے حال ہے کہ ایک مرتبہ مین نے مزدور لگائے تھے سب مزدورون کی مزدوری دی مگر ایک مزدور مزدوری چھوڑ کر چلا گیا تھا مین نے اسکی مزدوری سے ایک بکری مول لی اور اسکی تجارت کرتا رہا حتی کہ بہت سا مال جمع ہوا ایک دن وہ مزدور مزدوری مانگنے آیا گائے بیل اونٹ بکری لونڈی غلام ایک بھیڑ کے بھیڑ تھے مین نے اس سے کہا کہ یہ سب تیری مزدوری ہے اُسنے کہا کہ تم مجھسے ہنستے ہو مین نے کہا نہین یہ سب تیرے ہی مال سے حاصل ہوا ہے اور وہ سب مین نے اُسے حوالے کردیا اسمین سے خود کچھ نہین لیا بار خدایا اگر تو جانتا ہے کہ مین نے یہ امر تیرے ہی واسطے کیا تھا تو ہماری مشکل آسان کردے پس پتھر بالکل ہٹ گیا راہ کھلی باہر نکلے مصیبت کا زمانہ کٹ گیا **حکایت** حضرت بکر ابن عبد اللہ المزنی قدس سرہٗ نے کہا ہے کہ ایک قصائی اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق تھا ایک مرتبہ وہ لونڈی کھتواہی کو جاتی تھی وہ قصائی پیچھے پیچھے جا کر اس سے لپٹ گیا کہا اے جوانمرد جسقدر تجھے مجھسے محبت ہے اس سے زیادہ مجھے تجھسے عشق ہے لیکن کیا کرون خدا سے ڈرتی ہون قصائی نے کہا نیکبخت جو تو خدا سے ڈرتی ہے تو مین کیونکر نہ ڈرون یہ کہکر توبہ کی اور پھر راہ مین اسپر پیاس غالب ہوئی ہلاک ہوجانیکا خوف تھا کہ ایک شخص پیغمبر وقت کا رسول کہین جاتا تھا وہ آپہونچا اُس قصائی سے پوچھا کہ تجھے کیا آفت پہونچی ہے جواب دیا کہ پیاس کی شدت ہے اس نے کہا کہ آمین اور تو دعا کرون کہ حق تعالی ابر کو بھیجدے اور جب تک ہم شہر کو پہونچین وہ ہمپر سایہ کیے رہے قصائی نے کہا کہ مین تو کچھ عبادت نہین رکھتا ہون تم دعا کرو مین آمین کہون غرضکہ ایسا ہی کیا ابر آیا اور انکے سر پر چھایا یہ چلے حتی کہ ایک دوسرے سے جدا ہوے وہ ابر قصائی کے ساتھ چلا اور وہ رسول پیغمبر دھوپ مین چلا قصائی سے کہنے لگا کہ اے جوان تو کہتا تھا کہ مین کچھ عبادت ہی نہین رکھتا ہون اب کُھلا کہ یہ ابر تو تیرے ہی واسطے تھا اپنا حال تو بتا قصائی نے کہا کہ مین اور کچھ نہین جانتا ہون مگر اُس لونڈی کے کہنے سے توبہ کی ہے رسول پیغمبر نے کہا کہ ایسا ہی ہے کہ حقتعالے کے نزدیک جو مقبولیت تائب کے واسطے ہے وہ کسی کے واسطے نہین **عورتون کو دیکھنے کی آفت اور نظر حرام کا بیان** اے عزیز جان تو کہ یہ امر نادر ہے کہ کوئی شخص ایسے کام پر قادر ہو پھر اپنے تئین بچا سکے تو اولی یہ ہے کہ آدمی ابتدائے کار کو نگاہ رکھے اور ابتدائے کار آنکھ ہے حضرت علا ابن زیاد رحمہما اللہ تعالے کہتے ہین

کہ کسی عورت کی چادر پر نظر نہ ڈال کہ اس سے دلمین شہوت پیدا ہوتی ہے اور حقیقت مین عورتون کے کپڑے پر نظر ڈالنے اور اُن کی خوشبو سونگھنے اور اُنکی آواز سننے سے حذر کرنا واجب ہے بلکہ پیغام بھیجنے اور سننے سے اور ایسی جگہ گزرنے سے بھی حذر کرنا چاہیے جہان ممکن ہو کہ عورتین تجھے دیکھین گو کہ تو انھین نہ دیکھے اسواسطے کہ جہان کہین جمال ہوتا ہے وہان ہر امر شہوت اور خیال بد کا تخم دلمین بوتا ہے اور عورت کو بھی خوبصورت مرد سے اسی طرح حذر کرنا چاہیے اور جو نظر قصداً ہوتی ہے وہ حرام ہے لیکن اگر بے اختیار نظر پڑ جائے تو گناہ نہین ہے مگر دوبارہ نظر ڈالنا حرام ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ پہلی نظر تجھے درست ہے اور دوسری نظر تجھ پر حرام ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی پر عاشق ہو اور اپنے تئین محفوظ رکھے اور عشق کو چھپائے اور درد عشق کے مارے مرجائے وہ شہید ہے اپنے تئین محفوظ رکھنے کے یہ معنی ہین کہ پہلی نظر تو اتفاقاً پڑ گئی ہو دوسری نظر کو نگاہ رکھے نہ پھر دیکھے نہ تلاش کرے اور عشق کو دلمین چھپائے رہے آے عزیز جان تو کہ مجلسون اور دعوتون مین مردون اور عورتون کے بیٹھنے اور نظارہ بازی کرنے سے بڑھکر کوئی تخم فساد نہین بشرطیکہ اسمین پردہ اور حجاب نہ ہو اور عورتین چادر اور نقاب جو اوڑھتی ہین یہ کافی نہین بلکہ جب سفید چادر اوڑھتی ہین اور تکلف کا نقاب ڈالتی ہین تو اور بھی شہوت ہوتی ہے اور شاید چہرہ کھُلا رکھنے سے زیادہ اس شرم وحجاب مین اچھی معلوم ہون تو سفید چادر اوڑھکر پاکیزہ نقاب چہرہ پر ڈال کر باہر نکلنا عورتون پر حرام ہے جو عورت ایسا کریگی گنہگار ہوگی اور باپ بھائی شوہر جو کوئی ہو اور اس امر کی عورت کو اجازت دے وہ گناہ مین اسکا شریک ہوگا کہ اسنے اجازت دیدی اور کسی مرد کو درست نہین ہے کہ بقصد شہوت عورتون کا پہنا ہوا لباس پہنے یا بو سونگھنے کے واسطے اسپر ہاتھ پھیرے یا ہار پھول یا ایسی کوئی چیز جس سے ملاطفت کرتے ہین عورتون کو دے یا لے یا میٹھی میٹھی باتین کرے اور عورت کو بھی غیر مرد سے بات کرنا درست نہین ہے مگر سخت بات زجر کے ساتھ جیسا حق سبحانہ تعالے ارشاد فرماتا ہے اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا یعنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات رضی اللہ عنہن کو ارشاد ہوتا ہے کہ اچھی اور نرم آواز سے مردون کے ساتھ بات نہ کیا کرو کہ جسکے دلمین بیماری ہے وہ طمع کریگا اور قول معروف کہا کرو اور جس برتن سے عورت نے پانی پیا ہے تو جہان پر اسمین عورت کا دہن لگا تھا وہان سے قصداً پانی پینا اور جو میوہ عورت نے دانت سے کاٹ کر چھوڑ دیا ہو اُسے کھانا نہ چاہیے حضرت ابو ایوب انصاری کی اہلیہ اور لڑکے جو کاسہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے اُٹھاتے اس مین جہان جہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی انگلیان اور دہن مبارک چھو گیا ہوتا وہان تبرکاً اپنی انگلیان لگاتے جب اس امر مین ثواب ہوا تو اگر تلذذ اور خوشی کی نیت سے غیر عورت کا جھوٹا کھا جائیگا تو گناہ اور عذاب ہوگا اور جو چیز عورتون سے علاقہ رکھتی ہے اس سے زیادہ کسی چیز سے حذر کرنا ضرور تر نہین ہے آے عزیز جان تو کہ جو رنڈی بونڈا راستہ مین آدمی کے سامنے آتا ہے شیطان تقاضا کرتا ہے کہ تو اسپر نظر ڈال دیکھ تو وہ کیسا ہے تو شیطان کے ساتھ مناظرہ کرنا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ مین کیون دیکھون یہ اگر بدصورت ہے تو رنجیدہ بھی ہونگا اور گنہگار بھی اسواسطے کہ مین نے تو اس قصد سے دیکھا ہوگا کہ وہ خوبصورت ہے اور اگر خوبصورت ہے تو چونکہ دیکھنا حلال نہین اسوجہ سے گناہ ہوگا اور رنج وحسرت رہے گی اور اگر اسکے ساتھ جاؤن تو

تودین اور عمر اسکی نذر کرون او رشاید مطلب کو نہ پہونچون ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک راہ مین کسی خوبصورت عورت پر پڑ گئی آپ پھر آئے اور اپنی بی بی کے ساتھ صحبت کی اور فوراً غسل کر کے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ جس کسی کے سامنے عورت آجائے اور شیطان اسکی شہوت کو حرکت مین لائے وہ اپنے گھر مین جاکر اپنی جورو سے صحبت کرے کہ جو کچھ تمھاری جورو پاس ہے وہی غیر عورت کے پاس بھی ہے واللہ اعلم وحکمہ احکم

تیسری اصل باتین کرنیکی حرص کے علاج اور آفت زبان کے بیان مین

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ زبان عجائب صنعت الٰہی مین سے ہے کہ ظاہر مین تو گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اور حقیقت مین سب موجودات پر اسکا تصرف اور قبضہ ہے بلکہ جو چیز معدوم ہے وہ بھی اسکے تصرف مین ہے اسواسطے وہ عدم کا بھی بیان کرتی ہے اور وجود کا بھی بلکہ زبان عقل کی نائب ہے اور عقل کے احاطہ سے کوئی چیز باہر نہین اور جو کچھ عقل اور وہم اور خیال مین آتا ہے زبان اسکو تعبیر اور تقریر کرتی ہے اور اور اعضا ایسے نہین ہین اسواسطے کہ شکلون اور رنگون کے سوا اور کچھ آنکھ کی حکومت مین نہین اور آواز کے سوا اور کوئی چیز کان کی ولایت مین نہین اور اعضا بھی ایسے ہی ہین اور ہر ایک عضو کی حکومت مملکت کے ایک ہی کونے مین ہے اور زبان کی حکومت دل کی حکومت کی طرح تمام مملکت مین جاری ہے اور زبان چونکہ دل کے مقابلہ مین ہے کہ دل سے صورتین لیکر تقریر اور تعبیر کرتی ہے اسیطرح دلمین صورتین پہونچاتی بھی ہے اور جو کچھ زبان کہتی ہے اُسکے سبب سے دل ایک صفت حاصل کرتا ہے مثلاً آدمی جب زبان سے تضرع اور زاری کرتا ہے اور اُسکے کلمات کہنے لگتا ہے اور نوحہ گری کے الفاظ کہنا شروع کرتا ہے تو اسکے سبب سے دل رقت اور سوز و گداز کی صفت حاصل کرنے لگتا ہے اور آتش دل کا بخار دماغ کا قصد کر کے آنکھون سے باہر آنے لگتا ہے اور جب زبان سے طرب اور نیک صفتون کے الفاظ آدمی کہنے لگتا ہے تو دلمین نشاط اور خوشی کی حرکت پیدا ہونے لگتی ہے اور شہوتین جنبش اور حرکت کرنے لگتی ہین علی ہذا القیاس جو کلمہ آدمی زبان پر لاتا ہے اسکے موافق ایک صفت دلمین پیدا ہوجاتی ہے حتی کہ اگر بری باتین کہتا ہے تو دل تاریک ہوجاتا ہے اور جب حق بات کہتا ہے تو دل روشن ہو جاتا ہے اور جب جھوٹی اور ٹیڑھی بات کہتا ہے تو جسطرح آئینہ ناہموار ہوتا ہے اسی طرح دل بھی ناہموار ہوجاتا ہے یہانتک کہ چیزون کی صورت سیدھی نہین دیکھتا اسی سبب سے ہے کہ شاعر اور جھوٹے کا خواب اکثر سچا نہین ہوتا اسواسطے کہ جھوٹی باتون سے اسکا دل تو ناہموار ہوگیا ہے اور جو شخص سچ بولنے کی عادت ڈالتا ہے اسکا خواب راست و درست ہوتا ہے علی ہذا القیاس جھوٹا آدمی جو سچا خواب نہین دیکھتا ہے جب اُس جہان مین جائیگا تو درگاہ الٰہی کہ اسکی زیارت سب لذتون کی غایت ہے وہ بھی اسکے دل مین کاواک نظر آئے گی ٹھیک نہ دیکھیگا اور اس لذت کی سعادت سے محروم رہیگا بلکہ جسطرح ناہموار آئینے مین چہرہ بُرا ہوجاتا ہے اور جس طرح تلوار کے عرض یا طول مین آدمی دیکھے تو صورت کا حسن و جمال باطل ہوجاتا ہے اس جہان کے کامون اور حق سبحانہ تعالے کے کامون کی حقیقت بھی ایسی ہی ہے تو دل کی ہمواری اور ناہمواری زبان کی راستی اور کجی کی تابع ہے اسی واسطے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ ایمان راست نہین ہوتا جبتک دل راست نہو اور دل راست نہین

کہ کسی عورت کی چادر پر نظر نہ ڈال کہ اس سے دلمین شہوت پیدا ہوتی ہے اور حقیقت مین عورتون کے کپڑے پر نظر ڈالنے اور اُن کی خوشبو سونگھنے اور اُنکی آواز سننے سے حذر کرنا واجب ہے بلکہ پیغام بھیجنے اور سننے سے اور ایسی جگہ گزرنے سے بھی حذر کرنا چاہیے جہان ممکن ہو کہ عورتین تجھے دیکھین گو کہ تو انھین نہ دیکھے اسواسطے کہ جہان کہین جمال ہوتا ہے وہان ہر امر شہوت اور خیال بد کا تخم دلمین بوتا ہے اور عورت کو بھی خوبصورت مرد سے اسی طرح حذر کرنا چاہیے اور جو نظر قصداً ہوتی ہے وہ حرام ہے لیکن اگر بے اختیار نظر پڑ جائے تو گناہ نہین ہے مگر دوبارہ نظر ڈالنا حرام ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ پہلی نظر تجھے درست ہے اور دوسری نظر تجھ پر حرام ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی پر عاشق ہوا اور اپنے تئین محفوظ رکھے اور عشق کو چھپائے اور درد عشق کے مارے مرجائے وہ شہید ہے اپنے تئین محفوظ رکھنے کے یہ معنی ہین کہ پہلی نظر تو اتفاقاً پڑ گئی ہو دوسری نظر کو نگاہ رکھے نہ پھر دیکھے نہ تلاش کرے اور عشق کو دلمین چھپائے رہے آے عزیز جان تو کہ مجلسون اور دعوتون مین مردون اور عورتون کے بیٹھنے اور نظارہ بازی کرنے سے بڑھکر کوئی تخم فساد نہین بشرطیکہ اسمین پردہ اور حجاب نہ ہو اور عورتین چادر اور نقاب جو اوڑھتی ہین یہ کافی نہین بلکہ جب سفید چادر اوڑھتی ہین اور تکلف کا نقاب ڈالتی ہین تو اور بھی شہوت ہوتی ہے اور شاید چہرہ کھلا رکھنے سے زیادہ اس شرم وحجاب مین اچھی معلوم ہون تو سفید چادر اوڑھکر پاکیزہ نقاب چہرہ پر ڈالکر باہر نکلنا عورتون پر حرام ہے جو عورت ایسا کریگی گنہگار ہوگی اور باپ بھائی شوہر جو کوئی ہو اور اس امر کی عورت کو اجازت دے وہ گناہ مین اسکا شریک ہوگا کہ اسنے اجازت دیدی اور کسی مرد کو درست نہین ہے کہ بقصد شہوت عورتون کا پہنا ہوا لباس پہنے یا بو سونگھنے کے واسطے اسپر ہاتھ پھیرے یا ہار پھول یا ایسی کوئی چیز جس سے ملاطفت کرتے ہین عورتون کو دے یا اُن سے میٹھی میٹھی باتین کرے اور عورت کو بھی غیر مرد سے بات کرنا درست نہین ہے مگر سخت بات زجر کے ساتھ جیسا حق سبحانہ تعالے ارشاد فرماتا ہے إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا یعنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات رضی اللہ عنہن کو ارشاد ہوتا ہے کہ اچھی اور نرم آواز سے مردون کے ساتھ بات نہ کیا کرو کہ جسکے دلمین بیماری ہے وہ طمع کریگا اور قول معروف کہا کرو اور جس برتن سے عورت نے پانی پیا ہے تو جہان پر اسمین عورت کا دہن لگا تھا وہان سے قصداً پانی پینا اور جو میوہ عورت نے دانت سے کاٹ کر چھوڑ دیا ہو اُسے کھانا نہ چاہیے حضرت ابوایوب انصاری کی اہلیہ اور لڑکے جو کاسہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے اُٹھاتے اس مین جہان جہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی انگلیان اور دہن مبارک چھو گیا ہوتا وہان تبرکاً اپنی انگلیان لگاتے جب اس امر مین ثواب ہوا تو اگر تلذذ اور خوشی کی نیت سے غیر عورت کا جھوٹا کھا جائیگا تو گناہ اور عذاب ہوگا اور جو چیز عورتون سے علاقہ رکھتی ہے اس سے زیادہ کسی چیز سے حذر کرنا ضرور تر نہین ہے آے عزیز جان تو کہ جو رنڈی لونڈا راستہ مین آدمی کے سامنے آتا ہے شیطان تقاضا کرتا ہے کہ تو اسپر نظر ڈال دیکھ تو وہ کیسا ہے تو شیطان کے ساتھ مناظرہ کرنا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ مین کیون دیکھون یہ اگر بدصورت ہے تو رنجیدہ بھی ہونگا اور گنہگار بھی اسواسطے کہ مین نے تو اس قصد سے دیکھا ہوگا کہ وہ خوبصورت ہے اور اگر خوبصورت ہے تو چونکہ دیکھنا حلال نہین اسوجہ سے گناہ ہوگا اور رنج وحسرت رہے گی اور اگر اسکے ساتھ جاؤن تو

تو دین اور عمر اسکی نذر کرون اور شاید مطلب کو نہ پہونچون ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک اہ مین کسی خوبصورت عورت پر پڑ گئی آپ پھر آئے اور اپنی بی بی کے ساتھ صحبت کی اور فوراً غسل کر کے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ جس کسی کے سامنے عورت آجائے اور شیطان اسکی شہوت کو حرکت مین لائے وہ اپنے گھر مین جا کر اپنی جورو سے صحبت کرے کہ جو کچھ تمھاری جورو پاس ہے وہی غیر عورت کے پاس بھی ہے واللہ اعلم وحکمہ احکم

تیسری اصل باتین کرنیکی حرص کے علاج اور آفت زبان کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ زبان عجائب صنعت الٰہی مین سے ہے کہ ظاہر مین تو گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اور حقیقت مین سب موجودات پر اسکا تصرف اور قبضہ ہے بلکہ جو چیز معدوم ہے وہ بھی اسکے تصرف مین ہے اسواسطے وہ عدم کا بھی بیان کرتی ہے اور وجود کا بھی بلکہ زبان عقل کی نائب ہے اور عقل کے احاطہ سے کوئی چیز باہر نہین اور جو کچھ عقل اور وہم اور خیال مین آتا ہے زبان اسکو تعبیر اور تقریر کرتی ہے اور اور اعضا ایسے نہین ہین اسواسطے کہ شکلون اور رنگون کے سوا اور کچھ آنکھ کی حکومت مین نہین اور آواز کے سوا اور کوئی چیز کان کی ولایت مین نہین اور اعضا بھی ایسے ہی ہین اور ہر ایک عضو کی حکومت مملکت کے ایک ہی کونے مین ہے اور زبان کی حکومت دل کی حکومت کی طرح تمام مملکت مین جاری ہے اور زبان چونکہ دل کے مقابلے مین ہے کہ دل سے صورتین لیکر تقریر اور تعبیر کرتی ہے اسیطرح دلمین صورتین پہونچاتی بھی ہے اور جو کچھ زبان کہتی ہے اُسکے سبب سے دل ایک صفت حاصل کرتا ہے مثلاً آدمی جب زبان سے تضرع اور زاری کرتا ہے اور اُسکے کلمات کہنے لگتا ہے اور نوحہ گری کے الفاظ کہنا شروع کرتا ہے تو اسکے سبب سے دل رقت اور سوز و گداز کی صفت حاصل کرنے لگتا ہے اور آتش دل کا بخار دماغ کا قصد کر کے آنکھون سے باہر آنے لگتا ہے اور جب زبان سے طرب اور نیک صفتون کے الفاظ آدمی کہنے لگتا ہے تو دلمین نشاط اور خوشی کی حرکت پیدا ہونے لگتی ہے اور شہوتین جنبش اور حرکت کرنے لگتی ہین علیٰ ہذا القیاس جو کلمہ آدمی زبان پر لاتا ہے اسکے موافق ایک صفت دلمین پیدا ہو جاتی ہے حتی کہ اگر بری باتین کہتا ہے تو دل تاریک ہو جاتا ہے اور جب حق بات کہتا ہے تو دل روشن ہو جاتا ہے اور جب جھوٹی اور ٹیڑھی بات کہتا ہے تو جسطرح آئینہ ناہموار ہوتا ہے اسی طرح دل بھی ناہموار ہو جاتا ہے یہانتک کہ چیزون کی صورت سیدھی نہین دیکھتا اسی سبب سے ہے کہ شاعر اور جھوٹے کا خواب اکثر سچا نہین ہوتا اسواسطے کہ جھوٹی باتون سے اسکا دل تو ناہموار ہو گیا ہے اور جو شخص سچ بولنے کی عادت ڈالتا ہے اسکا خواب راست و درست ہوتا ہے علیٰ ہذا القیاس جھوٹا آدمی جو سچا خواب نہین دیکھتا ہے جب اُس جہان مین جائیگا تو درگاہ الٰہی کہ اسکی زیارت سب لذتون کی غایت ہے وہ بھی اسکے دل مین کا داک نظر آئے گی ٹھیک نہ دیکھیگا اور اس لذت کی سعادت سے محروم رہیگا بلکہ جسطرح ناہموار آئینے مین چہرہ بُرا ہو جاتا ہے اور جس طرح تلوار کے عرض یا طول مین آدمی دیکھے تو صورت کا حسن و جمال باطل ہو جاتا ہے اس جہان کے کامون اور حق سبحانہ تعالےٰ کے کامون کی حقیقت بھی ایسی ہی ہے تو دل کی ہمواری اور ناہمواری زبان کی راستی اور کجی کی تابع ہے اسی واسطے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ ایمان راست نہین ہوتا جبتک دل راست نہو اور دل راست نہین

ہوتا جبتک زبان راست نہ ہو تو زبان کے شر اور آفات سے حذر کرنا دین کی ضروری باتون مین سے ہے اور ہم اس اصل مین پہلے چپ رہنے کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر بہت باتین کرنے اور فضول بکنے کی آفت اور جھگڑے اور خصومت کرنیکی آفت اور فحش اور گالی اور زبان زاری کی آفت اور لعنت اور ٹھٹول اور مسخراپن کرنے کی آفت اور جھوٹ بولنے غیبت سخن چینی دوروئی کرنے کی آفت اور ہجو اور تعریف اور جو کچھ اس سے علاقہ رکھتا ہے اسکی آفت مشرح بیان کرینگے اور انکا علاج بھی کہدینگے انشاء اللہ تعالےٰ **چپ رہنے کے ثواب کا بیان** اے عزیز جان تو چونکہ زبان کی آفتین بہت ہین اور اپنے تئین اُنسے بچانا آدمی کو دشوار ہے اور چپ رہنے سے بہتر اسکی کوئی تدبیر نہین ہے جسقدر ہو سکے تو چاہیے کہ آدمی ضرورت کی قدر سے زیادہ بات نہ کرے بزرگون نے کہا ہے کہ وہ شخص بدال ہوتا ہے جسکا کھانا بولنا سونا بقدر ضرورت ہو اور حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے لَاخَيْرَ فِي كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ یعنی پوشیدگی مین باتین کرنا اچھی بات نہین ہے مگر صدقے کا حکم دینا اور اچھی بات کو کہنا اور لوگون مین صلح کرنا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ صَمَتَ نَجٰی یعنے جو چپ رہا نجات پائی اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے جسے پیٹ اور فرج اور زبان کے شر سے محفوظ رکھا وہ سب برائیون سے محفوظ رہا حضرت معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ سلم سے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے آپ نے زبان مبارک منھ کے باہر نکالی اور اسپر انگلی رکھی یعنی اشارے سے یون فرمایا کہ خاموشی افضل ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ اپنی زبان انگلی سے پکڑے ہوے کھینچتے ہین اور ہلتے ہین مین نے کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ آپ یہ کیا کرتے ہین فرمایا کہ اس مُردار نے بہت سے کام کروائے ہین اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کی اکثر خطائین اسکی زبان مین ہین اور فرمایا کہ جو عبادت سب سے زیادہ آسان ہے وہ مین تمھین بتاؤن وہ زبان خاموش اور خوی نیک ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حق سبحانہٗ تعالےٰ اور روز قیامت کا ایمان رکھتا ہے اس سے کہدو کہ نیک بات کے سوا اور کچھ نہ کہے یا خاموش رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے عرض کی کہ ہمین ایسی کوئی چیز بتائیے کہ اسکے سبب سے ہم بہشت مین جائین فرمایا کہ ہرگز بات نہ کرو لوگون نے کہا کہ یہ ہمسے نہو سکے گا فرمایا تو نیک بات کے سوا اور کچھ نہ کہو اور حضرت سلطان الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی مسلمان خاموش اور باوقار کو دیکھو تو اس سے تقرب حاصل کرو کہ وہ بے حکمت نہین ہوتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عبادتین دس ہین نو تو خاموشی مین ہین اور ایک لوگون سے بھاگنا اور سرور انبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے ارشاد کیا ہے کہ جو بہت باتین کرتا ہے اُسکے کلام مین اکثر خطا اور غلطی ہوتی ہے اور جسکے کلام مین اکثر خطا اور غلطی ہو وہ بڑا گنہگار ہوتا ہے اور جو بڑا گنہگار ہو اسکے واسطے آتش دوزخ اولیٰ تر ہے اسیواسطے تھا کہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ منھ مین پتھر رکھے رہتے تاکہ بات نہ کر سکین حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ قید مین رہنے کے واسطے زبان سے زیادہ کوئی چیز اولےٰ تر نہین حضرت یونس ابن عبید رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ مین نے جسکو زبان روکے دیکھا اُسکے سب کامو مین نیکی پیدا ہوئی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سامنے لوگ باتین کرتے تھے اور حضرت احنف رحمہ اللہ تعالیٰ خاموش بیٹھے تھے حضرت معاویہؓ نے اُنسے پوچھا کہ تم کیون نہین بات کرتے کہا کہ جھوٹ بات کہتے خدا سے ڈرتا ہون اور سچ بات کہتے تم لوگون سے

حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالےٰ نے بیس برس تک دنیا کی بات نہین کی جب صبح کو اُٹھتے کاغذ اور قلم دوات پاس رکھ لیتے جو کہنا ہوتا اُسے لکھتے اور رات کو اسکا حساب اپنے سے کرتے آے عزیز جان تو کہ خاموشی کی یہ سب فضیلتین اس سبب سے ہین کہ زبان کی آفتین بہت ہین اور زبان کی نوک سے ہمیشہ بیہودہ ہی نکلتا ہے اسکا کہدینا تو آسان ہوتا ہے لیکن نیک بد مین تمیز کرنا دشوار ہوتا ہے اور چپ رہنے مین اُسکے وبال سے آدمی نجات پاتا ہے اور ہمت جمع رہتی ہے ذکر اور فکر مین آدمی مشغول رہتا ہے آے عزیز جان تو کہ بات کہنے کی چار قسمین ہین ایک تو یہ ہے کہ بالکل نقصان ہی ہو دوسری وہ ہے کہ اسمین نفع نقصان دونون ہون تیسری وہ جس مین نہ نفع ہو نہ نقصان وہ فضول بات ہوتی ہے اسکا ضرر اسیقدر بس ہے کہ اتنا زمانہ ضائع کرتی ہے چوتھی قسم یہ ہے کہ محض منفعت ہو تو باتون مین سے تین ربع نہ کہنے کے لائق ہین اور ایک ربع کہنے کے لائق یہ وہی بات ہے جو حق تعالےٰ نے ارشاد فرمائی اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوفٍ الآیة اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے مَنْ صَمَتَ نَجٰی یعنے جو شخص خاموش رہا اُس نے نجات پائی تاوقتیکہ تو زبان کی آفتین نہ جان لیگا اسکی حقیقت نہ پہچانیگا اور ہم انشاء اللہ تعالےٰ اسے ایک ایک کر کے مفصل بیان کرتے ہین پہلی آفت یہ ہے کہ تو ایسی بات کہے کہ جسکی کچھ حاجت نہین کہ اسکے نہ کہنے مین کسی طرح کی دینی اور دنیوی مضرت نہین ایسی بات کہنے سے تو حسن اسلام سے نکلجائیگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَا لَا یَعْنِیْهِ یعنے جو بات ضرور نہ ہو اُسے ترک کر دینا حسن اسلام مین سے ہے اور ایسی بیفائدہ بات کی مثل یہ ہے کہ تو لوگون مین بیٹھے اور اپنے سفر کی حکایت بیان کرے اور پہاڑ باغ بوستان کی کیفیت اور جو جو حال گزرا ہو اسے اسطرح بیان کرے کہ اسمین کمی زیادتی نہونے پائے یہ تیرا بیان سب فضول ہوگا کہ اسکی کچھ ضرورت نہین اگر تو نہ کہے تو کچھ نقصان نہ ہو جائیگا اسی طرح اگر تو کسی کو دیکھے اور اس سے کچھ پوچھے اور تجھے اس پوچھنے سے کچھ کام نہ ہو یہ اسوقت ہے جبکہ پوچھنے مین کچھ آفت نہ ہو لیکن اگر مثلا تو پوچھے کہ تم روزہ دار ہو تو اگر سچ کہے تو اظہار عبادت کیا اور اگر جھوٹ بولے تو گنہگار ہوا اور یہ تیرے سبب سے ہوتا ہے اور ناشائستہ بات ہے اور علی ہذا القیاس اگر تو پوچھے کہ تم کہان سے آتے ہو اور کیا کرتے ہو اور کیا کرتے تھے تو شاید وہ اظہار نہ کر سکے اور جھوٹ مین مبتلا ہو جائے اور جھوٹ خود باطل ہے اور فضول بات وہ ہے جسمین کوئی باطل امر نہ ہو کہتے ہین کہ لقمان حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت مین جایا کرتے تھے اور وہ زرہ بنایا کرتے تھے لقمان چاہتے تھے کہ مجھے معلوم ہو کہ یہ کیا چیز ہے مگر پوچھتے نہ تھے حتی کہ سال بھر مین حضرت داؤد نے بنا کر تمام کی اور پہنی اور فرمایا کہ لڑائی کے واسطے یہ اچھا لباس ہے تو لقمان نے پہچانا اور کہا کہ خاموشی حکمت ہے مگر کسی کو اس کی رغبت نہین اور ایسی باتین پوچھنے کا یہ سبب ہوتا ہے کہ پوچھنے والا چاہتا ہے کہ لوگون کا حال معلوم ہو جائے اور بات چیت کی راہ کھلے یا کسی سے دوستی ظاہر کرے اسکا علاج یہ ہے کہ آدمی یہ جانے کہ موت درپیش ہے اور نزدیک ہے اور جو تسبیح اور ذکر کہ وہ کریگا وہ خزانہ ہوگا کہ اُسنے جمع کیا ہے اور اگر ضائع کرے گا تو اپنا نقصان کیا ہوگا یہ تو علاج علمی ہے اور علاج عملی یہ ہے کہ عزلت اختیار کرے یا منہ مین پتھر بھرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جنگ احد کے دن ایک جوان شہید ہوا اسکو جب دیکھا تو بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر باندھے تھا اس کی مان اُسکے چہرے سے گرد پوچھتی اور کہتی تھی هَنِیْئًا لَکَ الْجَنَّةُ یعنے تجھے جنت مبارک ہو

مگر جو شخص صدقہ کا یا امر بالمعروف کرے ۱۲

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے کیا معلوم شاید اُسنے ایسی چیز مین بخیلی کی ہو جو اُسکے کام نہ آتی یا ایسی کوئی بات کہی ہو جس
سے اُسے سروکار نہ ہو اسکے معنے یہ ہین کہ اس سے ان باتون کا حساب لینگے وہ دہن خوش اور مبارک ہے جسمین کچھ رنج اور
حساب نہ ہو ایک دن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسوقت اہل بہشت مین سے ایک شخص دروازے سے آتا ہے اور
حضرت عبداللہ ابن سلام حاضر ہوے انسے لوگون نے خبر کی اور پوچھا کہ تمھارا کیا عمل ہے اُنھون نے کہا کہ میرا عمل تو تھوڑا سا ہے لیکن جس
چیز سے مجھے کچھ کام نہ ہو مین اُسکے گرد نہین پھرتا ہون اور لوگون کی بدخواہی نہین کرتا ہون اے عزیز جان تو کہ جو مضمون کسی سے
ایک کلمے سے کہہ سکتا ہے اگر اسے طول دے کر دو کلمون سے کہے گا تو وہ دوسرا کلمہ فضول ہوگا اور تجھ پر وبال ہوگا ایک صحابی رضی اللہ
تعالے عنہ کہتے ہین کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ مجھ سے بات کہے اور اسکا جواب میرے پاس اس سے بھی زیادہ اچھا ہو جسقدر ٹھنڈا پانی پیاسے
کے نزدیک اچھا ہوتا ہے تو بھی فضول ہونیکے خوف سے مین جواب نہین دیتا حضرت مطرف ابن عبداللہ رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ چاہیے
کہ حق سبحانہ تعالے کا جلال تمھارے دلون مین اس بات سے زیادہ بزرگ رہے کہ ہر بات مین تم اسکا نام لے کر میٹھا کرو جیسا کہ چارپائے
اور بلی کو کہہ بیٹھتے ہو کہ خدا تجھے ایسا ایسا کرے یعنے یہ نہ چاہیے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیکبخت وہ شخص
ہے کہ جسنے زیادہ بات کو رکھ چھوڑا اور زیادہ مال دے ڈالا یعنی تھیلی کی گرہ کھولکر زبان پر لگائی اور فرمایا ہے کہ زبان درازی سے بدتر
کوئی چیز آدمی کو نہین دی ہے اے عزیز جان تو کہ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ یعنے جو کچھ آدمی کہتا ہے وہ
اُسکے نام لکھا جاتا ہے اگر ایسا ہوتا کہ فرشتے فضول بات نہ لکھتے اور لکھتے وقت اجرت مانگ لیا کرتے اور اُسکے خوف سے دس باتونکو
گھٹا کر ایک کر دیا کرتے تو اس اجرت دینے کے نقصان کی بہ نسبت فضول گوئی مین تضیع اوقات ہونیکا نقصان بہت زیادہ ہے دوسری
آفت باطل اور معصیت مین بات کہنا ہے باطل تو یہ ہے کہ آدمی بدعتون مین بات کرے اور معصیت یہ ہے کہ اپنے اور دوسرون کے فسق
وفساد کی حکایت کہے اور شراب وغیرہ کی مجلس کا ذکر کرے یا جس محفل مین دو آدمیون سے جھگڑا ہوا ہو اور ایک نے دوسرے
کو فحش کہا ہو یا رنج دیا ہو اسکا چرچا کرے فحش مین کوئی حال بیان کرے کہ اُسے سنکر ہنسی آئے یہ سب باتین گناہ ہین یہ آفت
پہلی آفت کی سی ہے کہ اس مین درجہ گھٹ جاتا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ
ایک بات کہتا ہے اور اُس سے باک نہین رکھتا اس بات کی کچھ حقیقت نہین سمجھتا اور وہ بات اُسے قعر دوزخ تک پہونچا دیتی ہے
اور کوئی ہوتا ہے کہ ایک بات کہتا ہے اور اُسکے کہنے مین بیباک ہوتا ہے اور وہ بات اُسے جنت تک لیجاتی ہے تیسری آفت بات مین خلاف
کرنا اور جھگڑتا ہے بعضے آدمی کی عادت ہوتی ہے کہ جو کوئی بات کہتا ہے وہ اسکی بات کو رد کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسی بات نہین ہے
اسکے معنی یہ ہوتے ہین کہ تو احمق اور نادان اور جھوٹا ہے اور مین زیرک اور عاقل اور سچا ہون اور اس کلمہ سے اسنے دو مہلک
صفتون کو قوی کر دیا ہوگا ایک تکبر کو دوسرے درندگی کو اسیواسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بات مین
خلاف اور خصومت کرنے سے باز رہتا ہے اور ناحق بات نہین کہتا ہے اسکے واسطے جنت مین ایک گھر بناتے ہین اور اگر حق بات
بھی احتیاطاً نہین کہتا اُسکے واسطے بہشت اعلیٰ مین گھر بناتے ہین اور اسکا ثواب اسوجہ سے زیادہ ہے کہ دوسرے کی محال اور جھوٹ

بات پر صبر کرنا بہت دشوار ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی کا ایمان کامل نہین ہوتا تاوقتیکہ خلاف سے دستبردار نہ ہو اگرچہ حق پر ہو اے عزیز
جان تو کہ فقط مذاہب ہی مین یہ خلاف نہین ہوتا بلکہ اگر کوئی شخص کہے کہ یہ انار میٹھا ہے اور تو کہے کہ نہین کھٹا ہے یا کوئی کہے کہ فلانی جگہ
تک ایک فرسنگ ہے اور تو کہے کہ نہین یہ سب خلاف ہین اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تو کسی کے ساتھ جھگڑا
کرے تو دو رکعت نماز اسکا کفارہ ہے ازانجملہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص بات کہے اور تو اسکی خطا پکڑے اور اسکا خلل بتائے یہ سب حرام ہے
اسواسطے کہ اس سے رنج دینا حاصل ہوتا ہے اور کسی مسلمان کو بلاضرورت رنج دینا نہ چاہیے اور ایسی بات مین خطا ظاہر کرنا فرض نہین ہے
بلکہ خاموش رہنا کمال ایمان سے ہے اور اگر مذاہب مین خلاف ہو تو اُسے جدل کہتے ہین یہ بھی مذموم ہے مگر یہ کہ نصیحت کے طور پر خلوت
مین حق امر ظاہر کر دے بشرطیکہ یہ امید ہو کہ دوسرا شخص مان لیگا ورنہ چپ رہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم
گمراہ نہین ہوئی کہ جدل اسپر غالب نہ ہوا ہو لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا عالمون سے جدل نہ کرنا کہ وہ تجھے دشمن جانین گے
اے عزیز جان تو کہ محال اور باطل بات پر چپ رہنا بڑے صبر کی دلیل ہے اور یہ بات فضائل مجاہدات مین سے ہے حضرت داؤد طائی قدس
سرہٗ نے جب عزلت اختیار کی تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تم باہر کیون نہین آتے جواب دیا کہ مجاہدہ کر کے اپنے تئین
جدل سے باز رکھتا ہون فرمایا کہ مناظرے کی مجلس مین آؤ اور سنو اور کچھ نہ بولو فرماتے ہین کہ مین نے ایسا ہی کیا اور اس سے سخت تر کوئی
محنت نہین کھینچی واقعی اس سے زیادہ کوئی آفت نہین کہ کسی شہر مین تعصب مذہب ہو اور جو لوگ جاہ و مرتبہ کے طالب ہون
وہ ظاہر کرین کہ جدل دین مین سے ہے اور درندگی اور تکبر کی صفت خود اس بات کو چاہتی ہے آدمی جب یہ جانے کہ جدل دین مین سے
ہے تو اسکی حرص اسکے دلمین ایسی مضبوط ہو جائیگی کہ اس سے ہرگز صبر نہ کر سکیگا کیونکہ نفس کو اسمین کسی طرح کی لذت ہوتی ہے حضرت مالک
بن انس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کہتے ہین کہ جدل دین مین سے نہین ہے اور سب بزرگان سلف نے جدل کرنے کو منع فرمایا ہے اگر کوئی
شخص مبتدع ہو اور آیات قرآنی اور احادیث سے منکر ہو گیا تو اس سے بزرگون نے بے جھگڑے اور طول کلامی کے بات کی
ہے جب فائدہ نہ دیکھا تو منھ پھیر لیا چوتھی آفت مال مین جھگڑا ہے کہ قاضی کے پاس یا اور کہین پیش ہو اس کی آفت بڑی ہے
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بے علم کسی سے جھگڑتا ہے جب تک وہ خاموش نہین ہو جاتا تب تک
خدا کی خفگی اور ناراضی مین رہتا ہے بزرگون نے کہا ہے مال مین جھگڑنا جیسا دل کو پراگندہ کرتا ہے اور زندگی کو بےلذت کر دیتا ہے
اور دین کی مروت کو گھٹاتا ہے ویسا کوئی چیز نہین کرتی بزرگون نے کہا ہے کہ کسی اہل ورع نے مال مین جھگڑا نہین کیا
اسواسطے کہ بے زیادہ گوئی کے جھگڑا اتمام نہین ہوتا اور اہل ورع زیادہ گوئی نہین کرتے اگر کچھ نہ ہو لیکن جھگڑے مین آدمی
طرف ثانی سے اچھی بات تو نہ کہہ سکے گا اور اچھی بات کہنے کی بڑی فضیلت ہے تو جس شخص کو خصومت ہو اگر ہو سکے تو اس سے
باز آنا ضرور ہے اور اگر نہ ہو سکے تو چاہیے کہ سچ کے سوا اور کچھ نہ کہے اور رنج دینے کا قصد نہ کرے اور سخت کلام اور زیادہ بات نہ
کہے اسواسطے کہ اسمین دین کی تباہی ہے پانچوین آفت فحش بکنا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص فحش بکتا ہے
اُسپر بہشت حرام ہے اور فرمایا ہے کہ دوزخ مین کچھ لوگ ہونگے کہ اُنکے منھ سے نجاست بہے گی اور اسکی بدبو کے سبب سے سب

دوزخی فریاد کرینگے اور پوچھینگے کہ یہ کون لوگ ہین تو کہینگے کہ یہ لوگ ہین جو بُری بات اور فحش کو دوست رکھتے تھے اور بکتے تھے حضرت ابراہیم ابن میسرہ رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ جو شخص فحش بکتا ہے وہ قیامت کے دن کتے کی صورت پر ہوگا اے عزیز جان توکہ اکثر فحش اس مین ہوتا ہے کہ جماع کو بُرے طور پر تعبیر کرتے ہین اور گالی یہ ہے کہ کسی کو اسکی طرف منسوب کرین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت خدا کی اُسپر جو اپنے ماں باپ کو گالی دے لوگون نے عرض کی کہ یہ امر کون کریگا آپنے فرمایا وہ کریگا جو دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے تاکہ وہ اُسکے ماں باپ کو گالی دین تو یہ گالی گویا خود اُسی نے دی اے عزیز جان توکہ جماع کی بات اشارۃً کنایۃً کہنا چاہیے تاکہ فحش نہ ہو جائے اور جو کچھ بدہو اُسے بھی اشارہ سے کہنا چاہیے صاف صاف نہ کہنا چاہیے اور عورتونکا نام صریح نہ لینا چاہیے بلکہ مستورات کہنا چاہیے اور اگر کسی کو کوئی بُرا مرض ہو مثلاً بواسیر اور برص وغیرہ تو اُسے بیماری کہنا چاہیے اور ایسے الفاظ مین ادب نگاہ رکھنا چاہیے کہ یہ بھی فحش کی ایک قسم ہے چھٹی آفت لعنت کرنا ہے اے عزیز جان توکہ جانور اور کپڑے اور آدمی اور جو کچھ ہو سب پر لعنت کرنا بُرا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان لعنت نہین کرتا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر مین ایک عورت تھی اُسنے ایک اونٹ پر لعنت کی آپ نے فرمایا کہ اس اونٹ کو ننگا کرکے قافلے سے باہر نکالدو کہ یہ ملعون ہے ایک مدت وہ اونٹ گھوما کیا اور کوئی اُسکے پاس نہ جاتا تھا حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ آدمی جب زمین کو یا اور کسی چیز کو لعنت کرتا ہے تو وہ چیز کہتی ہے کہ ہم دونون مین سے جو خدا کا بڑا گنہگار ہے اسپر لعنت ہو امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک دن کسی چیز کو لعنت کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور فرمایا یَا اَبَا بَکْرٍ صِدِّیْقٌ وَلَعْنٌ کَلاَّ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ[1] صِدِّیْقٌ وَلَعْنٌ کَلاَّ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ صِدِّیْقٌ آپنے تین دفعہ یہ فرمایا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے توبہ کی اور اسکے کفارے مین ایک بندہ آزاد کیا اے عزیز جان توکہ لوگون پر لعنت نہ کرنا چاہیے مگر ان سب پر جو مذموم ہون جیساکہ تو یون کہے کہ ظالمون کافرون فاسقون بداعتقادون پر لعنت ہو لیکن یہ کہنا کہ معتزلی (نام مذہب کا ہے ۱۲) اور کرامی پر لعنت ہو اس مین خطر ہے اس سے فساد پیدا ہوگا اس سے حذر کرنا چاہیے مگر جس چیز شرع مین لفظ لعنت آئی ہو اور حدیث مین درست ہوئی ہو لیکن کسی سے یون کہنا کہ تجھ پر یا فلانے آدمی پر لعنت ہو یہ اُسی شخص پر درست ہوگا کہ شرع سے معلوم ہو کہ وہ کافر مرا ہے جیسے فرعون اور ابوجہل رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے سے کافرون کا نام لیکر لعنت کی ہے اسواسطے کہ آپ نے جان لیا تھا کہ وہ مسلمان نہ ہونگے لیکن یہودی سے یون کہنا کہ تجھپر لعنت ہو اسمین خطر ہے اسواسطے کہ شاید مرنے سے پہلے وہ مسلمان ہو جائے اور شاید اس لعنت کرنیوالے سے بہتر ہو جائے اگر کوئی شخص کہے کہ ہم مسلمان کو کہتے ہین اُسپر رحمت ہو اور ممکن ہے کہ نعوذ باللہ وہ مرتد ہو کر مرے تو ہم جو کہتے ہین بمقتضائے وقت کہتے ہین تو کافر کو بھی لعنت اسوقت کرتے ہین جس وقت وہ کافر ہے تو یہ کہنا خطا ہے اسواسطے کہ رحمت کے یہ معنی ہین کہ حقتعالےٰ اسے ایمان پر قائم رکھے کہ یہ امر موجب رحمت ہے اور یہ نہ چاہیے کہ تو یون کہے کہ حق تعالےٰ تجھے کفر پر رکھے تو کسی شخص معین پر لعنت کرنا نہ چاہیے اگر کوئی شخص کہے کہ یزید پر لعنت درست ہے تو ہم کہینگے کہ اسقدر درست ہوگا کہ تو یون کہے کہ قاتل حسین علیہ السلام اگر توبہ کرنے سے پہلے مرگیا ہے تو اسپر لعنت ہو اسواسطے کہ قتل کرنا

ف: جو شخص فحش بکتا ہے وہ قیامت کے دن کتے کی صورت پر ہوگا۔

ف: اگر کوئی کہے کہ یزید پر لعنت کرنا درست ہے ۱۲

[1] اے ابو بکر تو صدیق ہے اور تو نے لعنت کی تجھکو نہ چاہیے قسم ہے پروردگار کعبہ کی تو صدیق ہے تو نے لعنت کی تجھکو نہ چاہیے قسم ہے پروردگار کعبہ کی تو صدیق ہے ۱۲ –

کفر سے بڑھ کر نہین اور جب توبہ کرے تو لعنت کرنا نہ چاہیے کیونکہ وحشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو قتل کیا اور پھر مسلمان ہوگیا تو اس سے لعنت ساقط ہوگئی اور یزید کا احوال خود معلوم ہی نہین کہ اُسنے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا بعضون نے کہا کہ اُسنے حکم دیا تھا بعضون نے کہا ہے نہین دیا تھا لیکن راضی تھا تو کسی کو تہمت سے گناہ کی طرف منسوب کرنا نہ چاہیے کہ یہ خود گناہ ہے اس زمانے مین بہت سے بزرگون کو لوگون نے شہید کر ڈالا اور کسی کو نہ معلوم ہوا کہ حقیقت مین کسنے حکم دیا تو چار سو بلکہ اب تیرہ سو برس کے بعد قتل امام کی حقیقت کیونکر آدمی دریافت کر سکے حقتعالے نے اپنے بندون کو اس فضولیات اور خطرے مستغنی کیا ہے اسواسطے کہ اگر کوئی شخص تمام عمر ابلیس کو لعنت نہ کرے تو اس سے قیامت مین یہ نہ کہین گے کہ تو نے کیون نہ لعنت کی اور اگر کسی نے کسی پر لعنت کی تو اُسے البتہ بازپرس کا اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن کہین پوچھا جائے کہ تو نے کیون لعنت بھیجی اور کسواسطے لعنت کی ایک بزرگ کہتے ہین کہ قیامت کے دن میرے اعمالنامہ مین یا کلمہ لا الٰہ الا اللہ نکلے گا یا کسی پر لعنت نکلے گی مین یہ دوست رکھتا ہون کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ نکلے ایک شخص نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے ارشاد ہوا کہ کسی پر لعنت نہ کرنا بزرگون نے کہا ہے کہ مسلمانون پر لعنت کرنا اُسے قتل کرنے کے برابر ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ مضمون حدیث مین آیا ہے پس ابلیس پر لعنت کرنے مین مشغول ہونے سے تسبیح مین مشغول ہونا اولیٰ تر ہے تو اور کسی پر لعنت کرنا کب پہونچتا ہے اور جو شخص کسی پر لعنت کرے اور اپنے جی مین کہے کہ اسمین دین کی سختی اور مضبوطی ہے تو یہ شیطان کا فریب ہے یہ امر اکثر تعصب اور نفسانیت سے ہوتا ہے ساتوین آفت شعر اور سرود ہے سماع کے بیان مین ہم نے مفصل ذکر کیا ہے کہ یہ حرام نہین اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے شعر پڑھا ہے آپ نے حضرت حسان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا کہ کافرون کو جواب دو اُنکی ہجو کرو مگر جو امر جھوٹ ہو یا کسی مسلمان کی ہجو ہو یا جھوٹی تعریف ہو وہ شعر نہ پڑھنا چاہیے لیکن جو شعر بر سبیل تشبیہ کہتے ہین اور شعر کی صفت یہی ہے وہ شعر اگرچہ جھوٹ کی صورت ہوتا ہے مگر حرام نہین ہے کیونکہ اس سے یہ نہین مقصود ہوتا ہے کہ لوگ اعتقاد کرین اسواسطے کہ ایسے عربی اشعار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے پڑھے ہین آٹھوین آفت مزاح اور خوش طبعی ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر وقت مزاح کرنے کو منع فرمایا ہے لیکن گاہ گاہ تھوڑی خوش طبعی کرنا مباح ہے اور نیکخوئی مین داخل ہے بشرطیکہ اسے عادت اور پیشہ نہ کرے اور حق بات کہے اسواسطے کہ بہت مزاح سے اوقات ضائع ہوتی ہے اور ہنسی بہت آتی ہے اور ہنسی سے دل سیاہ ہوجاتا ہے اور ہیبت اور وقار بھی جاتا رہتا ہے اور ممکن ہے کہ اسکے سبب سے بگاڑ ہوجائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین مزاح کرتا ہون اور حق بات کے سوا کچھ نہین کہتا ہون اور فرمایا ہے کہ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ اسواسطے بات کہتا ہے کہ لوگ ہنسین اور وہ اپنے مرتبے سے اس سے بھی زیادہ نیچے گر پڑے جیسا زمین و آسمان مین نشیب و فراز ہے اور جس چیز سے بہت ہنسی آئے وہ بد ہے اور مسکرانے سے زیادہ ہنسی نہ چاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ مین جانتا ہون تم اگر وہ جانو تو تھوڑا ہنسو اور بہت روؤ ایک بزرگ نے دوسرے آدمی سے کہا کہ کیا تو نہین جانتا ہے کہ ضرور بالضرور دوزخ پر گزر ہوگا کیونکہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا اُسنے کہا ہاں جانتا ہون

[illegible] ۱۲

[illegible] ۱۲

پھر پوچھا گیا تو نے یہ سنا ہے کہ پھر دوزخ سے نکلین گے اُسنے کہا نہین کہا پھر کیون ہنسی آتی ہے اور ہنسی کا کون سا محل ہے حضرت عطاء سلمی چالیس برس نہین ہنسے حضرت وہب ابن الورد رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک قوم کو عید کے دن ہنستے دیکھا کہا کہ اگر حق تعالےٰ نے اس قوم کو بخشدیا ہے اور روزے قبول کر لیے ہین تو یہ ہنسنا شکر گزارون کا کام نہین اور اگر نہین قبول فرمائے تو یہ ہنسنا خائفون کا فعل نہین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے کہا ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے اور ہنستا ہے وہ دوزخ مین جائے گا اور روتا ہوگا حضرت محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالےٰ نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص بہشت مین روتا ہوگا تو تعجب ہوگا لوگون نے کہا ہان ہوگا فرمایا کہ پھر جو کوئی دنیا مین ہنستا ہے اور نہین جانتا کہ دوزخ اسکی جگہ ہے یا جنت تو یہ بڑے تعجب کی بات ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک اعرابی اونٹ پر بیٹھا تھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور چاہا کہ آپکے پاس حاضر ہوکر کچھ پوچھے ہر چند قصد کرتا تھا مگر اونٹ پیچھے ہی کو ہٹتا تھا اور صحابہؓ ہنستے تھے آخر کو اونٹ نے اُسے گرا دیا اور وہ بیچارہ مر گیا اصحابؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ مرد اونٹ پر سے گر کر مر گیا آپنے فرمایا ہان اور تمہارا منھ اُسکے خون سے پُر ہے یعنی اُسپر ہنستے ہو عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ حقتعالی سے ڈرا کرو اور مزاح نہ کیا کرو دلو نمین کینہ پیدا کر دیگا اور اس سے بُرے کام پیدا ہونگے جب بیٹھا کرو تو قرآن کی باتین کیا کرو اگر یہ نہین ہو سکتا تو صالحون اور نیکونکا بیان کیا کرو امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ جب کوئی کسی سے مزاح کرتا ہے تو اُسکی نظر مین خوار اور بیوقار ہو جاتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے تمام عمر مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مزاح کے دو تین کلمے نقل کیے ہین ایک بار ایک بڑھیا سے آپنے فرمایا کہ بڑھیا جنت مین نہ جائیگی وہ بڑھیا رونے لگی فرمایا کہ اے عورت دل مایوس نہ کر پہلے تجھے جوان کر لین گے پھر جنت مین لیجائین گے ایک عورت نے آپسے عرض کی کہ میرا شوہر آپکو بلاتا ہے آپنے فرمایا تیرا شوہر وہی ہے جسکی آنکھ مین سفیدی ہے اُسنے عرض کی کہ نہین میرے شوہر کی آنکھ تو سفید نہین ہے آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہین ہے جسکی آنکھ مین سفیدی نہ ہو ایک عورت نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اونٹ پر بیٹھا لیجیے فرمایا تجھے اونٹ کے بچے پر بیٹھا لون گا اسنے عرض کی کہ مین یہ نہین چاہتی اسواسطے کہ اونٹ کا بچہ تو مجھے گرا دیگا آپ نے فرمایا کہ کوئی اونٹ نہین ہے جو اونٹ کا بچہ نہ ہو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ایک لڑکا ابو عمیر نام تھا اسکے پاس گرگریا کا ایک بچہ تھا مر گیا وہ لڑکا روتا تھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے کو دیکھا اور فرمایا یَا اَبَا عُمَیْرُ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ یعنے اے ابا عمیر نغیر کا کیا حال ہوا نغیر گرگریا کے بچے کو کہتے ہین اکثر آپ ایسی ظرافتین لڑکون اور عورتون کے ساتھ کرتے تھے تاکہ انکا دل خوش ہو اور آپ کی ہیبت سے نفرت نہ کرین اپنی ازواج طاہراتؓ کے ساتھ اُن کی خوشدلی کے واسطے ایسی خوش طبعی کرنا آپ کی عادت تھی ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا میرے پاس آئین مین نے دودھ کی کوئی چیز پکائی تھی انسے کہا کہ کھاؤ اُنھون نے کہا مین نہ کھاؤن گی مین نے کہا کہ اگر نہ کھاؤگی تو تمھارے منھ مین ملدونگی اُنھون نے کہا مین ہرگز نہ کھاؤنگی بس مین نے ہاتھ بڑھا کر ذرا سی اُنکے منھ مین مل دی اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم بیچ مین بیٹھے تھے زانوے مبارک ہٹا لیا تاکہ وہ بھی راہ پاکر مجھسے بدلا لین پس اُنھون نے بھی میرے منھ مین ملدی اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے ضحاک ابن سفیان ایک نہایت بدصورت شخص تھا

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ میری دو جورو ین حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے زیادہ خوبصورت ہین اگر آپ چاہین تو مین ایک کو طلاق دون اور آپ اسکے ساتھ نکاح کرلین یہ بات وہ خوش طبعی سے کہتا تھا ایسا کہ حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے سنا فرمایا کہ بھلا وہ بہت خوبصورت ہین کہ تو اُس نے کہا کہ مین بس رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کے پوچھنے پر ہنس پڑے اسواسطے کہ وہ شخص نہایت بدصورت تھا اور یہ معاملہ آیت حجاب نازل ہونے کے پہلے ہوا تھا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے صعیب سے فرمایا کہ تیری آنکھ درد کرتی ہے اور تو خرمے کھاتا ہے اُنھون نے کہا کہ مین دوسری طرف کی ڈاڑھ سے کھاتا ہون پس رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے خوات ابن جبیر کو عورتون کی بہت رغبت تھی کہ معظمہ کی راہ مین کچھ عورتون کے ساتھ کھڑے تھے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جا پہونچے وہ شرمندہ ہوگئے آپ نے فرمایا تو کیا کرتا ہے کہنے لگے کہ میرے پاس ایک سرکش اونٹ ہے مین چاہتا ہون کہ یہ عورتین اس اونٹ کے واسطے ایک رسّی تیار کردین آپ وہان سے تشریف لے آئے خوات ابن جبیر کہتے ہین اسکے بعد پھر آپ نے مجھے دیکھا فرمایا کہ اے خوات آخر وہ اونٹ سرکشی سے باز نہ آیا مین شرمندہ ہوکر چپ ہو رہا اسکے بعد جب آپ مجھے دیکھتے یہی فرماتے ایک دن خر آپ کی سواری سے مفخر تھا یعنے آپ اسپر سوار تشریف لائے اور دونون پاے مبارک ایک ہی طرف لٹکائے تھے فرمایا اے خوات آخر اُس سرکش اونٹ کی کیا خبر ہے مین نے عرض کی کہ قسم ہے اس خدائے برتر کی جس نے آپ کو رسول برحق کرکے بھیجا ہے کہ جب سے ایمان لایا تب سے اُسنے سرکشی نہین کی آپ نے فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ اھْدِ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ نعمان انصاری رضی اللہ تعالے عنہ بہت مزاح کرتے تھے اُن کی عادت تھی کہ مدینۂ منورہ مین جب کوئی نیا پھل لوگ لاتے تو وہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر کرتے کہ یہ ہدیہ ہے پھر جب پھل والا قیمت مانگتا تو اسے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لے آتے کہ تیرا پھل آپ نے نوش فرمایا ہے قیمت مانگ لے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے اور قیمت دیدیتے اور فرماتے پھر تم لائے کیون تھے وہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ میرے پاس قیمت نہ تھی اور مین نے یہ نہ چاہا کہ آپ کے سوا اور کوئی کھائے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام عمر کی خوش طبعیان جو لوگون نے نقل کی ہین وہ یہی ہین ان مین باطل کا لگاؤ بھی نہین ہے اور یہ بھی ممکن نہین کہ کسی کو رنج پہونچے اور ہیبت بھی نہین جاتی ہے کبھی کبھی ایسی خوش طبعی کرنا سنت ہے اور خوش طبعی کی عادت ڈالنا درست نہین ہے نوین آفت استہزا اور کسی کو ہنسنا اور اسکی آواز اور لہجہ بناکر اسکے سخن اور فعل کی اسطرح نقل کرنا کہ ہنسی آجائے جبکہ وہ شخص رنجیدہ ہوتا ہو تو یہ فعل حرام ہے حق تعالے فرماتا ہے لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ یعنے نہ کسی کو ہنسو نہ حقارت کی نظر سے دیکھو کہ شاید وہی تم سے بہتر ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اس گناہ مین کسی کی غیبت کرے جس سے وہ توبہ کرچکا ہو تو غیبت کرنے والا اس گناہ مین مبتلا ہوکر مرتا ہے اور جس شخص سے کوئی خطا ہوجائے اسپر ہنسنے کو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا کہ جو بات آدمی خود بھی کرتا ہے اس بات پر دوسرے کو کیون ہنسے اور فرمایا ہے کہ جو شخص استہزا کرتا ہے اور لوگون کو ہنستا ہے تو قیامت کے دن بہشت کا دروازہ کھولین گے اور اس سے کہین گے آ جب

۱۲ [illegible]

وہ جائیگا تو نہ جانے دینگے جب پھریگا تو پھر بلائینگے اور دوسرا دروازہ کھولینگے وہ اس رنج والم مین طمع کرتا رہے گا جب نزدیک جائے گا
تو دروازہ بند کرلین گے یہانتک کہ اُسکا یہ حال ہو جائیگا کہ پھر ہرچند اُسے بلائینگے مگر وہ نہ جائے گا کیونکہ جان جائے گا کہ میری سبکی اور
حقارت کرتے ہین اَے عزیز جان تو کہ مسخرے پر ہنسنا اور اُس شخص پر جو رنجیدہ نہ ہوتا ہو حرام نہین منجملہ مزاح ہے اور حرام اسوقت ہے جب
کوئی شخص ہنسنے سے رنجیدہ ہوتا ہو دسوین آفت جھوٹا وعدہ کرنا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین
جس کسی مین اُن مین سے ایک بھی ہوگی وہ منافق ہے گو کہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو ایک تو یہ کہ جھوٹی بات کہتا ہو دوسرے
یہ کہ وعدہ خلافی کرتا ہو تیسرے یہ کہ امانت مین خیانت کرتا ہو اور فرمایا ہے کہ وعدہ فرض ہے یعنے خلاف نہ کرنا چاہیے حق تعالےٰ نے
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تعریف کی اور یون فرمایا اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ[لہ] کہتے ہین کہ حضرت اسمٰعیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
والسلام نے کسی مقام پر کسی شخص سے وعدہ کیا تھا وہ شخص نہ آیا آپ بائیس دن تک اسکے انتظار مین وعدہ وفا کرنیکے واسطے وہین کھڑے
رہے ایک شخص نے عرض کی کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی مین نے بیعت کی اور وعدہ کیا کہ فلانی جگہ حاضر ہون گا اور بھول گیا
تیسرے دن جو گیا تو آپ وہان تشریف رکھتے تھے فرمایا کہ اے جوان تین دن سے مین راہ دیکھتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک شخص سے وعدہ کیا کہ جب تو آئیگا جو تیری حاجت ہوگی برلاؤنگا جسوقت خیبر کی لوٹ آپ تقسیم کرتے تھے وہ آیا اور عرض
کی کہ یا رسول اللہ آپ نے مجھسے وعدہ کیا تھا فرمایا کہ جو کچھ مانگنا ہو مانگ اسنے اسّی بکریان مانگین آپ نے عنایت کردین اور فرمایا
کہ تو نے بہت ہی تھوڑی چیز مانگی جس عورت کے پتا بتانے سے حضرت موسیٰؑ نے حضرت یوسف علیہما السلام کی ہڈی پائی تھی اور اس
عورت سے حضرت موسیٰؑ نے وعدہ کیا تھا کہ مین تیری حاجت روا کرونگا اُس عورت نے تیری بہ نسبت بہتر اور بہت کچھ مانگا تھا حضرت موسےٰ
علیہ السلام نے جب اس سے فرمایا کہ مانگ کیا مانگتی ہے تو اُسنے کہا کہ حق تعالےٰ مجھے پھر جوانی عنایت فرمائے اور مین آپکے ساتھ جنت مین
رہون تب وہ شخص عرب مین ضرب المثل ہو گیا لوگ کہا کرتے کہ فلانا آدمی تو اسّی بکری والے سے بھی زیادہ آسان گیر ہے اَے عزیز جان تو
کہ جبتک تجھسے ہو سکے وعدہ حتمی نہ کرنا چاہیے کیونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم یون فرماتے تھے کہ شاید مین یہ کرسکون اور جب تو نے
وعدہ کرلیا تو جہانتک ہو سکے خلاف نہ کرنا چاہیے مگر بضرورت مضائقہ نہین ہے اور جب کسی سے کسی جگہ کا وعدہ کیا تو علما نے کہا ہے کہ جبتک
نماز کا وقت نہ آئے اُس جگہ رہنا چاہیے اَے عزیز جان تو کہ جو چیز کسی کو دیڈالی اسکا پھیر لینا وعدہ خلافی سے بدتر ہے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے دیکر پھیر لینے والیکی نسبت اس کتّے کے ساتھ کی ہے جو قے کرکے پھر کھا جائے گیارھوین آفت جھوٹی بات اور جھوٹی قسم ہے
یہ گناہ کبیرہ ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نفاق کے دروازون مین سے جھوٹ بھی ایک دروازہ ہے اور فرمایا ہے
کہ آدمی ایک جھوٹ بولتا ہے حتی کہ حقتعالےٰ کے نزدیک اُسے جھوٹا لکھ لیتے ہین اور فرمایا ہے کہ جھوٹ بولنا روزی کو گھٹا دیتا ہے
اور فرمایا ہے کہ تجار فجار ہین یعنی سوداگر نابکار ہین لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیون کیا بیع حلال نہین ہے فرمایا اس سبب سے
کہ قسم کھاتے ہین اور گنہگار ہوجاتے ہین اور بات جھوٹ کہتے ہین اور فرمایا ہے کہ افسوس ہے اس شخص پر جو لوگون کے ہنسنے
کے واسطے جھوٹ بولے افسوس ہے اسپر اور فرمایا ہے کہ مین نے ایسا دیکھا کہ ایک مرد نے مجھسے کہا کہ کھڑا ہو مین کھڑا

[لہ] تحقیق تھا اسمٰعیل وعدہ کا سچا ۱۲

ہوگیا دو مردون کو دیکھا ایک کھڑا تھا ایک بیٹھا تھا جو کھڑا تھا وہ ایک سرکج لوہا اس بیٹھے کے منھ مین ڈالے اس کا کلہ ایسا کھینچتا تھا کہ اُسکے کاندھے تک پہونچ جاتا تھا پھر دوسری طرف کا کلہ اسی طرح کھینچتا تھا اور پہلی طرف کا کلہ پھر اپنی جگہ پر آجاتا تھا اور پھر وہ اُسی طرح کھینچتا تھا مین نے پوچھا یہ کون ہے اُسنے کہا کہ جھوٹا آدمی ہے اسپر قیامت تک یہی عذاب قبر مین کیا کرینگے عبد اللہ ابن جراد نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بھلا مسلمان بھی زنا کرتا ہے فرمایا کہ شاید کر بیٹھے عرض کی کہ جھوٹ بھی بولتا ہے فرمایا نہین اور یہ آیت پڑھی اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ یعنی جھوٹ وہی لوگ بولتے ہین جو ایمان نہین رکھتے حضرت عبد اللہ ابن عامر رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ ایک چھوٹا سا لڑکا کھیلنے جاتا تھا مین نے کہا کہ آمین تجھے ایک چیز دونگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے فرمایا کہ تو کیا دیگا مین نے عرض کی کہ خرما فرمایا کہ اگر تو نہ دیتا تو تیرے اوپر فرشتے جھوٹ لکھتے اور فرمایا کہ مین تجھے خبر دون کہ گناہ کبیرہ مین سب سے بڑھ کر کون سا گناہ ہے شرک ہے اور ماں باپ کی نافرمانی آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے یہ فرما کر سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ یعنے آگاہ ہو مین کہتا ہون کہ جھوٹ بولنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور فرمایا ہے کہ جو بندہ جھوٹ بولتا ہے فرشتہ اس کی بدبو کے سبب سے ایک میل دور ہو جاتا ہے اسی سبب سے لوگون نے کہا ہے کہ بات کہتے وقت چھینک آنا راستی پر گواہ ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ چھینک فرشتہ سے ہے دور جمائی لینا شیطان سے اگر وہ بات جھوٹ ہوتی تو فرشتہ حاضر نہ رہتا اور چھینک نہ آتی اور فرمایا کہ جو کوئی اور کسی کا جھوٹ روایت کرتا ہے تو یہ روایت کرنا بھی اسکا ایک جھوٹ ہے اور فرمایا کہ جو کوئی جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال لے لیتا ہے وہ قیامت کے دن حق سبحانہ تعالیٰ کو دیکھیگا کہ اسکے اوپر غصہ مین ہے اور فرمایا ہے کہ مسلمان مین اور سب خصلتین ممکن ہین مگر خیانت اور جھوٹ میمون ابن شبیب رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ مین خط لکھتا تھا ایک کلمہ خیال مین آیا کہ اگر مین اسے لکھتا تو خط آراستہ ہو جاتا لیکن جھوٹ تھا مین نے قصد کیا کہ نہ لکھون ایک منادی سنی کہ کسی نے کہا یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ[۱] حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ تعالے علیہ کہتے ہین کہ جھوٹ نہ بولنے پر مجھے کچھ اجر نہ ملے گا کیونکہ مین اسواسطے جھوٹ نہین بولتا ہون کہ اس سے ننگ رکھتا ہون

فصل اے عزیز جان تو کہ جھوٹ بولنا اس سبب سے حرام ہے کہ دلمین اثر کرتا ہے اور صورت دل کو ناراست اور تاریک کر دیتا ہے لیکن جھوٹ بولنے کی ضرورت پڑے اور آدمی مصلحۃً جھوٹ بات کہے اور اس سے کارہ رہے تو جھوٹ حرام نہین ہے اسواسطے کہ جب اس سے کارہ رہے گا تو دل اثر نہ قبول کریگا اور خراب نہ ہوگا اور جب خیر کے ارادہ سے جھوٹ بولے گا تو دل تاریک نہ ہوگا اور اسمین کچھ شک نہین کہ اگر کوئی مسلمان کسی ظالم سے بھاگ جائے تو سچ بولنا نہ چاہیے کہ وہ وہان ہے بلکہ یہان پر جھوٹ بولنا واجب ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے تین مقام پر جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے ایک لڑائی مین کہ اپنا ارادہ دشمن سے سچ[۲] نہ بتائے دوسرے جب دو آدمیون مین صلح کرے تو ایک کی طرف سے دوسرے کو نیک بات کہے اگرچہ اسنے نہ کہی ہو تیسرے جو شخص دو جورو ین رکھتا ہو وہ ہر ایک سے کہے کہ مین تجھ ہی کو بہت چاہتا ہون پس اے عزیز جان تو کہ اگر کوئی ظالم کسی کا مال یا کسی کا بھید پوچھے تو چھپانا درست ہے اور اگر اسکا گناہ اس سے پوچھے اور وہ انکار کرے تو بھی درست ہے اسواسطے کہ شرع نے حکم فرمایا ہے کہ بُرے کامون کو چھپاؤ اور

[۱] ثابت قدم رکھتا ہے اللہ مسلمان کو قول ثابت پر زندگی دنیا مین اور آخرت مین ۱۲ [۲] جیسے کہ دشمن کے مقابلے سے بھاگے اور دشمن یہ سمجھے کہ یہ مغلوب ہوگیا ہے اور دفعۃً حملہ کر دے ۱۲

اگر جورو بے کچھ وعدہ لیے اطاعت نہ کرے تو خاوند کو وعدہ کر لینا درست ہے گو کہ یہ جانتا ہو کہ وعدہ وفا کرنے پر قادر نہین ہے ایسی سب صورتون مین جھوٹ بولنا درست ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ ناگفتنی ہے لیکن اگر سچ بولنے سے بھی ایسی کوئی بات پیدا ہو جو ممنوع ہے تو عدل انصاف کی ترازو مین تولنا چاہیے اگر اس بات کا نہ ہونا جھوٹ کے نہونے سے شرع مین زیادہ مقصود ہے مثلاً لوگو نمین لڑائی جورو خصم مین بگاڑ مال ضائع ہونا بھید کھلجانا گناہ کے سبب سے فضیحت ہونا تو اسوقت جھوٹ بولنا مباح ہے اسواسطے کہ شرع مین ان باتونکا شر جھوٹ کے شر سے بہت زیادہ ہے یہ ایسا ہے جیسے جان کے خوف سے مردار چیز حلال ہو جاتی ہے اسواسطے کہ شرع مین جان بچانا مردار نہ کھانے سے زیادہ ضرور ہے لیکن جو بات ایسی نہ ہو اسکے سبب سے جھوٹ بولنا مباح نہین ہوتا تو مال وجاہ کی زیادتی کے واسطے یا ڈینگ ہانکنے اور خودستائی اور اپنا مرتبہ بیان کرنے مین کوئی شخص جو جھوٹ بولے وہ حرام ہے بی اسما کہتی ہین کہ ایک عورت نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو مراعات میرا شوہر نہین کرتا ہے وہ اگر مین اپنی سوت کو جلانے کے واسطے نقل کرون تو درست ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص بے ہوئی بات اپنے اوپر باندھتا ہے وہ اس شخص کے مانند ہے جو دغا کے دو کپڑے پہنے یعنی خود بھی جھوٹ بولا اور دوسرے کو بھی غلطی مین ڈالا کہ وہ جو اور کسی سے نقل کرے تو بھی جھوٹا ہو اے عزیز جان تو کہ مکتب جانے کے واسطے لڑکے سے جھوٹا وعدہ کرنا درست ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جھوٹ کو لکھ لیتے ہین اور جو جھوٹ مباح ہے اُسے بھی لکھتے ہین تاکہ اس سے کہین کہ تو نے کیون کہا اور وہ کوئی غرض ٹھیک بیان کرے کہ اس سے جھوٹ بولنا مباح ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص کوئی خبر روایت کرے یا مسئلہ پوچھے اور اسکا جواب دیدے اور تحقیق نہین جانتا تو یہ حرام ہے اسواسطے کہ لوگ یہ امر اسواسطے کرتے ہین تاکہ اُنکی عزت اور حشمت مین نقصان نہ آئے بعض علما نے کہا ہے کہ خیرات کا حکم کرکے اس کا ثواب بیان کرنے کے واسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جھوٹی حدیثین بیان کرنا درست ہے حالانکہ یہ بھی حرام ہے اسواسطے کہ مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھپر جھوٹ نہ جوڑو جو کوئی مجھ پر قصداً جھوٹ جوڑیگا وہ دوزخ مین اپنی جگہ ڈھونڈھ لے اور بے کسی ایسی غرض درست کے جو شرع مین مقصود ہو جھوٹ بولنا نہ چاہیے اور یہ گمانی بات ہے یقینی نہین تو اولی یہ ہے کہ جبتک یقین کامل اور ضرورت شدید نہ ہو تب تک جھوٹ نہ بولے

فصل

اے عزیز جان تو کہ بزرگون کو جھوٹ بولنے کی حاجت پڑی ہے تو اُنھون نے حیلہ کیا ہے اور ایسی سچی بات تلاش کرکے بولے ہین جس سے جھوٹ بلوانے والا اور ہی کچھ سمجھے جو قائل کا مقصود نہ ہو اُسے معاریض کہتے ہین جیسا کہ مطرف رحمہ اللہ تعالے ایک امیر کے پاس گئے اُسنے کہا کہ آپ بہت کم کیون تشریف لاتے ہین جواب دیا کہ جب سے مین امیر کے پاس سے گیا زمین سے پہلو نہین اُٹھایا مگر جب حق تعالےٰ نے مجھے قوت دی امیر سمجھا کہ یہ بیمار تھے حالانکہ وہ بیمار نہ تھے اور انکی یہ بات سچ تھی حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالے کو جب کوئی بلاتا تو لونڈی سے فرماتے کہ دروازہ مین ایک دائرہ کھینچکر اسکے بیچ مین انگلی رکھکر کہدے کہ یہان نہین ہین یا کہدے کہ مسجد مین ڈھونڈھو حضرت معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب عاملی پر سے پھر کر آئے تو انکی بی بی نے کہا کہ تم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف سے اتنی عاملی کی میرے واسطے کیا لائے فرمایا کہ میرے ساتھ ایک نگہبان تھا مین کچھ نہ لا سکا نگہبان سے اُنکا تو مقصود حق سبحانہ تعالےٰ تھا اور اُنکی بی بی سمجھین کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے انکے ساتھ کوئی مشرف بھیجا تھا اُسی وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے گھر گئین اور شکایت کی کہ معاذ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے

ف: مکتب جانیکے واسطے لڑکے سے جھوٹا وعدہ کرنا درست ہے ۱۲